شرح نسائی شریف
جلد 5
تصنیف
امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی
شرح
استاذ العلماء علامہ محمد لیاقت علی رضوی دامت برکاتہم العالیہ
شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور
طالب دعا زوہیب حسن عطاری

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و
نظریات۔۔۔
بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان
کے رد۔۔۔
اہلسنت پر کئے جانے والے
اعتراضات کے جوابات پر مشتمل
کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور
والپیپر حاصل کرنے کے لئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

شرح

سنن نسائی شریف

جلد پنجم

تصنیف

امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی

ترجمہ

ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

ادام اللہ تعالیٰ معالیہ وبارک ایامہ ولیالیہ

شرح

استاذ العلماء علامہ

محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

نام کتاب ———— شرح سنن نسائی شریف

مترجم ———— ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

کمپوزنگ ———— ورڈ زمیکر

باہتمام ———— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ———— ستمبر 2015ء

سرورق ———— اے ایف ایس ایڈور ٹائزرز لاہور

طباعت ———— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ———— روپے

اسٹاکسٹ

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر 40، اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ترتیب

كِتَابُ الْمُزَارَعَةِ

كِتَابُ الضَّحَايَا

مقدمہ رضویہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی نبی رحمۃ العالمین وعلی آلہ الطیبین واصحابہ الطاھرین اجمعین اما بعد فانی رتبت الکتاب باسم "شرح السنن النسائی "لان جاء فی الحدیث یعنی عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ بَعْدِي عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ ،(الترمذی وابن ماجه ،ابن حبان وغیرہ)

راویان حدیث سے متعلق بحث کرنے کا بیان

امام ترمذی لکھتے ہیں کہ کرخی، قاضی ابوعامر ازدی وشیخ ابوبکر غورجی وابومظفر دہان، ابومحمد جراحی، ابوالعباس محبوبی، امام ابوعیسی خبردی ہم کو کرخی نے ان کو قاضی ابوعامر ازدی نے اور شیخ غورجی اور ابومظفر دھان تینوں نے کہا کہ خبردی ہم ابومحمد جراحی نے ان کو ابوالعاص محبوبی نے ان کو ابوعیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ انہوں نے فرمایا اس کتاب کی تمام احادیث پر عمل ہے بعض علماء نے اس کو اپنایا۔ البتہ دو حدیثیں ایک حضرت ابن عباس کی روایت کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں کسی خوف سفر اور بارش کے بغیر ظہر عصر اور مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

دوسری حدیث یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی شراب پیے تو اسے کوڑے مارو اگر چوتھی مرتبہ یہ حرکت کرے تو اسے قتل کر دو اور ہم امام ترمذی ان دونوں حدیثوں کی علتیں اس کتاب میں بیان کر چکے ہیں (امام ترمذی کہتے ہیں ہم نے اس کتاب میں فقہاء کے مذاہب بیان کئے اس میں سفیان ثوری کے اقوال میں سے اکثر اقوال ہم نے محمد بن عثمان کوفی سے انہوں نے عبداللہ بن موسیٰ سے اور انہوں نے سفیان ثوری سے نقل کئے ہیں۔ جب کہ بعض اقوال ابوالفضل مکتوم بن عباس ترمذی سے وہ محمد بن یوسف فریابی سے اور وہ سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں۔

امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ کے اکثر اقوال اسحاق بن موسیٰ انصاری سے انہوں نے معن بن عیسیٰ فزاری سے اور انہوں نے امام مالک سے نقل کئے ہیں۔ پھر روزوں کے ابواب میں مذکور اشیاء ہم نے ابومصعب مدینی کے واسطے سے امام مالک سے نقل کی ہیں۔ جب کہ امام مالک رحمہ اللہ کے بعض اقوال ہم سے موسیٰ بن حزام نے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی کے واسطے سے امام رحمہ اللہ سے نقل کئے ہیں۔ ابن مبارک کے اقوال احمد بن عبدہ آملی بن مبارک کے شاگردوں کے واسطے سے نقل کرتے ہیں۔ پھر ان کے بعض اقوال ابووہب نے ابن مبارک سے نقل کئے کچھ اقوال علی بن حسن نے اور بعض اقوال عبدان نے سفیان بن عبدالملک کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مبارک سے نقل کئے ہیں۔

حبان بن موسیٰ وہب بن زمعہ بواسطہ فضالہ نسوی اور کچھ دوسرے لوگ بھی ابن مبارک کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے اکثر اقوال حسن بن محمد زعفرانی کے واسطے سے امام شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہیں۔ وضو اور نماز کے ابواب میں مذکور امام

شافعی رحمہ اللہ کے اقوال میں بعض ابوولید مکی کے واسطے سے اور بعض ابو اسماعیل سے یوسف بن یحییٰ کے حوالے سے امام شافعی رحمہ اللہ سے نقل کیے ہیں۔ ابو اسماعیل اکثر ربیع کے واسطے سے امام شافعی رحمہ اللہ کے اقوال نقل کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ربیع نے ہمیں یہ چیزیں بیان کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور اسحاق بن ابراہیم کے اقوال اسحاق منصور نے نقل کیئے البتہ ابواب حج، دیت اور حدود سے متعلق ں محمد موسیٰ اصم کے واسطہ سے اسحاق بن منصور سے معلوم ہوئے۔ اسحاق کے بعض اقوال محمد بن فلیح بھی کر دیتے ہیں۔ ہم ں کتاب میں سندیں اچھی طرح بیان کر دیتے ہیں کہ یہ روایات موقوف ہیں اسی طرح احادیث کی علتیں راویوں کے احوال اور تاریخ وغیرہ بھی مذکور ہیں۔ تاریخ میں (امام ترمذی) نے کتاب التاریخ (امام بخاری کی کتاب) سے نقل کی ہے۔ پھر اکثر علتیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں خود امام بخاری سے گفتگو کی ہے جب کہ بعض کے متعلق عبداللہ بن عبدالرحمٰن ابوزرعہ سے مناظرہ کیا ہے چنانچہ امام بخاری سے اور بعض ابوزرعہ سے نقل کی ہیں۔ ہماری اس کتاب میں فقہاء کے اقوال اور احادیث کی علتیں بیان کرنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں نے خود اس کی فرمائش کی تھی۔ چنانچہ ایک مدت تک یہ چیزیں اس میں نہیں تھیں لیکن جب یقین ہو گیا کہ واقعی اس میں فائدہ ہے تو انہیں بھی شامل کر دیا۔ کیونکہ ہم نے دیکھا کہ بہت سے آئمہ کرام نے سخت مشقت اٹھانے کے بعد ایسی تصانیف کیں جو ان سے پہلے نہیں تھی۔ ان میں ہشام بن حسان، عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج، سعد بن ابوعروبہ، مالک بن انس، حماد بن سلمہ، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن زکریا ابن ابی زائدہ، وکیع بن جراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی وغیرہ شامل ہیں۔

یہ تمام حضرات اہل علم ہیں۔ ان کی تصانیف سے اللہ نے لوگوں کو فائدہ پہنچایا لہٰذا وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں عظیم ثواب کے مستحق ہیں۔ پھر یہ لوگ تصنیف کے میدان میں اقتداء کے قابل ہیں۔ بعض حضرات نے محدثین پر نقد و جرح کو اچھا نہیں سمجھا لیکن ہم نے متعدد تابعین کو دیکھا کہ انہوں نے راویوں کے بارے میں گفتگو کی۔ ان میں حسن بصری اور طاؤس بھی ہیں۔ ان دونوں نے معبد جہنی پر اعتراضات کیے ہیں۔ سعید بن جبیر نے طلق بن حبیب پر اور ابراہیم بن نخعی اور عامر شعبی نے حارث اعور پر اعتراضات کیے ہیں۔ ایوب سختیانی، عبداللہ بن عوف، سلمان تیمی، شعبہ بن حجاج، سفیان ثوری، مالک بن انس، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، یحییٰ بن سعید قطان، وکیع بن جراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی اور کئی دوسرے اہل علم نے رجال (راویوں) کے بارے میں گفتگو کی ہے اور انہیں ضعیف قرار دیا۔ ہمارے نزدیک اس کی وجہ مسلمانوں کی خیر خواہی ہے۔

یہ گمان مناسب نہیں کہ ان اہل علم حضرات نے طعن و تشنیع یا غیبت کا ارادہ کیا بلکہ انہوں نے ان کا ضعف اس لئے بیان کیا کہ حدیث میں ان کی پہچان ہو سکے کیونکہ ان ضعفاء میں کوئی صاحب عدت تھا کوئی مہتم تھا کوئی اکثر غلطیوں کا مرتکب ہوتا تھا کوئی غفلت برتتا تھا اور کوئی حافظے کی کمزوری کی وجہ سے اپنی حدیث بھول جایا کرتا تھا۔ پھر اس کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ دین کی گواہی تحقیقات کی زیادہ محتاج ہے بہ نسبت حقوق و اموال کے۔ لہٰذا اکثر ان میں (حقوق و اموال) میں بھی گواہوں کو تزکیہ ضروری ہے تو اس میں (یعنی دین میں) تو بدرجہ اولیٰ ضروری ہے۔ (جامع ترمذی: جلد دوم: رقم الحدیث، 1931)

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

چک سنتیکا بہاولنگر

کِتَابُ الْاَیْمَانِ وَالنُّذُوْرِ

یہ کتاب قسموں اور نذروں کے بیان میں ہے

قسم کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور قسم کی شرائط اور ارکان کا بیان

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں، یمین اصل میں دائیں ہاتھ کو کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے: واصحاب الیمین اس میں قوت اور برکت کے معنی کا اعتبار ہے اور یمین کا استعارہ حلف سے بھی کیا جاتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص کسی سے عہد کرتا ہے تو اپنے دائیں ہاتھ کو اس کے دائیں ہاتھ پر رکھ کر عہد کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) اَمْ لَكُمْ اَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (القلم:۳۹)

ترجمہ: یا تمہارے لیے ہم پر کچھ عہد و پیمان (قسمیں) ہیں جو قیامت تک پہنچنے والا ہیں۔

قرآن مجید کی زیر بحث آیت میں بھی یمین کا لفظ حلف کے معنی میں ہے۔ (المفردات ص ۵۵۳ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں: یمین اس قوی عقد کو کہتے ہیں جس کے ساتھ قسم کھانے والا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا عزم کرتا ہے۔ اس کی شرائط یہ ہیں: اسلام مکلف ہونا اور قسم پوری ہونے کا ممکن ہونا اس کا حکم یہ ہے: قسم کو پورا کرنا یا قسم توڑ کر اس کا کفارہ ادا کرنا۔ اس کا رکن وہ الفاظ ہیں جن کے ساتھ قسم کھائی جاتی ہے کیا غیر اللہ کے ساتھ حلف اٹھانا مکروہ ہے؟ ایک قول یہ ہے کہ ہاں کیونکہ حدیث میں ہے: جو شخص حلف اٹھائے وہ اللہ کے نام سے حلف اٹھائے ورنہ نہ اٹھائے۔

اور عام فقہاء نے یہ کہا ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے ہمارے فقہاء نے اسی قول پر فتویٰ دیا ہے خاص طور پر ہمارے زمانہ میں اور حدیث کی ممانعت کو اس پر محمول کیا ہے جب بغیر یقین دلانے کے قسم کھائی جائے جیسے تمہارے باپ کی قسم! اور تمہاری زندگی کی قسم! (یعنی اللہ کے نام کے ساتھ حلف اٹھانا یقین دلانے اور وثوق کے ساتھ مخصوص ہے اور بغیر وثوق کے غیر اللہ کے ساتھ حلف اٹھانا جائز ہے)۔ (درمختار علی هامش ردالمحتار ج ۳ ص ۴۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

غیر اللہ کی قسم اور مستقبل اور ماضی میں طلاق اور عتاق کی قسم کھانے کی تحقیق

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: علامہ زیلعی نے کہا ہے کہ غیر اللہ کی یمین (قسم) بھی مشروع ہے اور یہ جزاء کو شرط پر معلق کرنا ہے اور یہ اصطلاحاً یمین نہیں ہے اس کو فقہاء کے نزدیک یمین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے بھی یمین باللہ (اللہ کی قسم) کا معنی حاصل ہوتا ہے اور وہ ہے کسی کام پر ابھارنا یا کسی کام سے رکنا اور اللہ کی قسم کھانا مکروہ نہیں ہے اور زیادہ قسمیں کھانے کے بجائے

کم قسمیں کھانا زیادہ بہتر ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک غیر اللہ کی قسم کھانا مکروہ ہے اور اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ نہیں ہے کیونکہ اس سے مخالف کو یقین اور وثوق حاصل ہوتا ہے خاص طور پر ہمارے زمانہ میں اور حدیث میں جو غیر اللہ کی قسم کھانے کی ممانعت ہے (جو شخص حلف اٹھائے تو اللہ کے ساتھ حلف اٹھائے ورنہ خاموش رہے۔ (صحیح بخاری ج۲ص ۹۸۳)

یہ اس پر محمول ہے جب بغیر وثوق دلانے کے قسم کھائی جائے جیسے کوئی کہے: تمہارے باپ کی قسم! میری زندگی کی قسم! فتح القدیر میں بھی اسی طرح مذکور ہے خلاصہ یہ ہے کہ غیر اللہ کی قسم سے کبھی یقین دلایا جاتا ہے تاکہ فریق مخالف حالف اٹھانے والے کی بات پر یقین کر لے مثلاً طلاق اور عتاق پر تعلیق کی جائے (اور یوں کہے کہ اگر میں فلاں کام کیا یا نہ کیا تو میری بیوی کو تین طلاق یا میرا غلام آزاد) یہ اس قسم کا حلف ہے جس میں حرف قسم نہیں ہوتا اور کبھی غیر اللہ کی قسم سے وثوق اور یقین دلانا مقصود نہیں ہوتا اس میں قسم پوری نہ ہونے سے قسم کھانے والا حانث نہیں ہوتا اور کفارہ لازم نہیں آتا لہٰذا اس قسم سے فریق مخالف کو حلف اٹھانے والے کی بات پر وثوق اور یقین حاصل نہیں ہوتا۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو ارشاد ہے: جو شخص حلف اٹھائے وہ اللہ کا حلف اٹھائے یہ اکثر فقہاء کے نزدیک غیر تعلیق پر محمول ہے کیونکہ غیر تعلیق میں جب کوئی شخص غیر اللہ کی قسم کھائے گا تو وہ غیر اللہ کے نام کو تعظیم میں اللہ کے مساوی قرار دے گا۔ رہا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے خود غیر اللہ کی قسم کھائی ہے جیسے والضحی واللیل والنجم وغیرها تو فقہاء نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے اللہ تعالیٰ مالک ہے وہ جس کو چاہے معظم قرار دے اور ہمارے لیے ممانعت کے بعد غیر اللہ کی قسم کھانا جائز نہیں ہے اور رہی تعلیق تو اس میں غیر اللہ کی تعظیم نہیں ہے (کیونکہ اس میں غیر اللہ کا ذکر ہی نہیں ہے) بلکہ اس میں حصول وثوق کے ساتھ کسی کام پر خود کو ابھارنا ہے یا کسی کام سے خود کو روکنا ہے لہٰذا یہ بالاتفاق مکروہ نہیں ہے جیسا کہ ہماری تقریر سے ظاہر ہے بلکہ ہمارے زمانہ میں اللہ کے نام سے حلف اٹھانے کی بہ نسبت طلاق یا عتاق کی قسم سے مخالف کو زیادہ وثوق اور یقین حاصل ہوتا ہے کیونکہ لوگ حانث ہونے اور لزوم کفارہ کی بہت کم پرواہ کرتے ہیں اس لیے حلف اٹھانے والا بیوی کو طلاق پڑنے یا غلام آزاد ہو جانے کے ڈر سے قسم پوری نہ کرنے یا قسم کے خلاف کرنے سے باز رہے گا اور معراج میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے یقین دلانے کے بغیر یا ماضی کے کسی واقعہ پر طلاق یا عتاق کے ساتھ حلف اٹھایا تو یہ مکروہ (تحریمی) ہے۔ (ردالمحتار ج۳ص ۴۷-۴۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے کیونکہ اس سے وثوق اور حنث مطلوب نہیں ہوتا اور علامہ شامی نے لکھا ہے کہ اس پر اکثر فقہاء کے نزدیک طلاق اور عتاق کی قسم کھانا بھی جائز ہے کیونکہ یہ اصطلاحاً قسم نہیں ہے نہ اس میں قسم کے الفاظ ہیں اور اللہ کی قسم کی بہ نسبت اس میں زیادہ وثاقت ہے اس لیے خصوصاً یہ اصطلاحاً قسم نہیں ہے نہ اس میں قسم کے الفاظ ہیں اور اللہ کی قسم کی بانسبت اس میں زیادہ وثاقت ہے اس لیے خصوصاً یہ ہمارے زمانہ میں یہ قسم جائز ہے مثلاً کوئی شخص کہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا یا نہیں کیا تو میری بیوی کو طلاق یا تین طلاقیں۔ اس کے برعکس ماضی کی کسی بات پر اور دعویٰ میں طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف اٹھانا اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔

علامہ علاء الدین حصکفی نے کتاب الدعویٰ میں لکھا ہے۔ ہر چند کے مخالف اصرار کرے پھر بھی طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف

نہ اٹھائے (تاتارخانیہ) کیونکہ ان کے ساتھ حلف اٹھانا حرام ہے۔ (خانیہ) اور ایک قول یہ ہے کہ اگر ضرورت ہو تو یہ قاضی کی رائے پر موقوف ہے سو اگر قاضی نے مدعیٰ علیہ کو حلف دیا اور اس نے انکار کیا اور مال کے دعویٰ میں قاضی نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا تو اکثر کے قول کے مطابق اس کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ فیصلہ کا عدم نفوذ اکثر کے قول پر مبنی ہے لیکن جن فقہاء کے نزدیک مدعیٰ علیہ کو طلاق اور عتاق کا حلف دینا جائز ہے ان کے نزدیک مدعیٰ علیہ کے انکار پر اس کے خلاف قاضی کا فیصلہ نافذ ہو جائے گا ورنہ اس کو حلف دینے کا کیا فائدہ ہے۔ (درمختار علی هامش ردالمحتار ج ۴ ص ۴۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ جو فقہاء طلاق اور عتاق کے ساتھ قسم دینے کے قائل ہیں ان کے نزدیک ہر چند کہ طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف دینا مشروع ہے اس کے باوجود مدعیٰ علیہ پر یہ حلف پیش کیا جائے گا کیونکہ جس میں معمولی بھی دیانت ہوگی وہ طلاق اور عتاق کا جھوٹا حلف نہیں اٹھائے گا کیونکہ اس سے یا تو اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی یا اس کی باندی آزاد ہو جائے گی یا لازم آئے گا کہ وہ انکو بر سبیل حرام اپنے پاس رکھے اس کے برخلاف جب اس نے اللہ کی قسم کھائی تو اس میں ہر زمانہ میں لوگ بہت تساہل کرتے ہیں (ردالمحتار ج ۴ ص ۴۲۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

حاصل کلام یہ ہے کہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر طلاق کی قسم کھانا جائز ہے مثلاً یوں کہے کہ اگر میں نے فلاں کام نہیں کیا یا کیا تو میری بیوی کو تین طلاقیں یا میری باندی آزاد علامہ زیلعی علامہ ابن ہمام علامہ شامی اور اکثر فقہاء کی یہی تحقیق ہے اور جب کسی شخص پر دعویٰ کیا جائے کہ مثلاً اس نے کسی شخص کے ہزار روپے دینے ہیں یا اس نے کسی کی زمین غصب کر لی ہے مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں اور مدعیٰ علیہ پر قسم آئے تو اب مدعیٰ علیہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اس کے ذمہ ہزار روپے نہیں ہیں یا اس نے زمین غصب نہیں کی اور علامہ ابن ہمام علامہ زیلعی علامہ حصکفی علامہ شامی اور اکثر فقہاء کے نزدیک اس کے لیے طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف اٹھانا جائز نہیں ہے مثلاً یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ اگر اس نے زمین غصب کی ہو تو اس کی بیوی پر تین طلاق پڑنے سے ڈرتے ہیں۔ تنقیح مقام یہ ہے کہ مستقبل میں کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے پر طلاق اور عتاق کی قسم کھانا اکثر فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور ماضی کی کسی بات پر طلاق اور عتاق کے ساتھ حلف اٹھانا اکثر فقہاء کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے اور بعض فقہاء کے نزدیک جائز ہے اور ان کے نزدیک بھی یہ مکروہ تنزیہی ہے۔

یمین غموس (جھوٹی قسم)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: قسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) یمین غموس: (۲) یمین لغو اور (۳) یمین منعقدہ

اگر کوئی شخص عمداً جھوٹ عمداً جھوٹ پر قسم کھائے تو یہ یمین غموس ہے مثلاً کسی نے کسی شخص کے ایک ہزار روپے دینے ہوں اور وہ قسم کھائے: اللہ کی قسم! میں نے اس کے ایک ہزار روپے نہیں دینے حالانکہ اس کو علم ہو کہ اس نے ایک ہزار روپے دینے ہیں۔ اس کو غموس اس لیے کہتے ہیں کہ یہ قسم قسم کھانے والے کو گناہ میں ڈبو دیتی ہے یہ قسم مطلقاً گناہ کبیرہ ہے خواہ اس قسم کے ذریعہ کسی مسلمان کا حق دبائے یا نہ دبائے کیونکہ صحیح بخاری میں ہے: کبائر یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا ماں باپ کی نافرمانی کرنا قتل ناحق کرنا اور یمین غموس۔

علامہ سرخسی نے لکھا ہے کہ اس پر یمین کا اطلاق مجازاً ہے کیونکہ یمین ایک عقد مشروع ہے اور یہ محض گناہ کبیرہ ہے۔اس پر توبہ لازم ہے۔

یمین لغو (بلاقصد قسم)

یمین لغو یہ ہے کہ انسان ماضی یا حال کی کسی بات پر اپنی دانست میں سچی قسم کھائے اور در حقیقت وہ جھوٹ ہو اس کو لغو اس لیے کہتے ہیں کہ اس پر کوئی ثمرہ مرتب نہیں ہوتا نہ گناہ نہ کفارہ اس میں قسم کھانے والے کی بخشش کی امید کی گئی ہے۔امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یمین لغو اس قسم کو کہتے ہیں جو انسان کی زبان پر بلاقصد جاری ہو جیسے لا واللہ بلی واللہ نہیں خدا کی قسم ہاں خدا کی قسم۔

(در مختار علی هامش رد المختار ج ۳ ص ۴۸۔۴۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں: یمین لغو کی جو تعریف مصنف نے ذکر کی ہے ہدایہ اس کی شروحات اور دیگر متون میں اسی طرح لکھا ہے لیکن علامہ زیلعی نے امام ابوحنیفہ سے امام شافعی کی طرف یمین لغو کی تعریف نقل کی ہے اس طرح بدائع میں ہمارے اصحاب کی طرف سے پہلے پہلی تعریف نقل کی ہے۔

پھر لکھا ہے: امام محمد نے امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں کی زبان پر جو نہیں خدا کی قسم اور ہاں خدا کی قسم! جاری ہوتا ہے یہ یمین لغو ہے ہمارے نزدیک یہ قسم ماضی اور حال پر موقوف ہے اور ہمارے نزدیک یہ لغو ہے اور ہمارے اور امام شافعی کے درمیان اختلاف کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بلاقصد مستقبل کے متعلق قسم کھائے تو یہ امام شافعی کے نزدیک یمین لغو ہے اور اس میں کفارہ نہیں ہے اور ہمارے نزدیک یہ یمین منعقدہ ہے اور اس میں کفارہ ہے۔یمین لغو صرف وہ ہے جو ماضی یا حال کے متعلق بلاقصد کھائی جائے (رد المختار ج ۳ ص ۴۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ماوردی شافعی لکھتے ہیں: یمین لغو وہ ہے جو زبان پر بلاقصد جاری ہو جاتی ہے جیسے نہیں خدا کی قسم! اور ہاں خدا کی قسم! یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے۔

(النکت والعیون ج ۱ ص ۲۸۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: یمین لغو میں ایک قول یہ ہے کہ ایک شخص اپنے گمان کے مطابق کسی بات پر حلف اٹھائے پھر اس پر منکشف ہو کہ واقعہ اس کے خلاف ہے حضرت ابو ہریرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، عطاء شعبی ابن جبیر مجاہد قتادہ امام مالک اور مقاتل کا یہی قول ہے۔دوسرا قول یہ ہے کہ کوئی شخص قسم کھانے کے قصد کے بغیر کہے نہیں خدا کی قسم! ہاں خدا کی قسم! یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا طاؤس عروہ نخعی اور امام شافعی کا قول ہے اس قول پر اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے لیکن اللہ ان قسموں پر تم سے مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادوں سے کھائی ہیں۔یہ دونوں قول امام احمد سے منقول ہیں تیسرا قول یہ ہے کہ آدمی غصہ میں جو قسم کھائے وہ یمین لغو ہے چوتھا قول یہ ہے کہ آدمی کسی گناہ پر قسم کھائے پھر قسم توڑ کر کفارہ دے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے وہ یمین لغو ہے یہ سعید بن جبیر کا قول ہے پانچواں قول یہ ہے کہ آدمی کسی چیز پر قسم کھائے پھر اس کو بھول جائے یہ نخعی کا قول ہے۔

(زاد المسیر ج ۱ ص ۲۵۵۔۲۵۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک یمین لغو یہ ہے کہ آدمی اپنے گمان کے مطابق کسی چیز پر قسم کھائے اور واقعہ اس کے خلاف ہو۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۴۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

یمین منعقدہ (بالقصد قسم)

علامہ علاء الدین حصکفی لکھتے ہیں: اگر مستقبل کے کسی کام پر قسم کھائی جائے تو وہ یمین منعقدہ ہے لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ وہ کام فی نفسہٖ ممکن ہو اگر کوئی شخص یہ قسم کھائے کہ خدا کی قسم! میں نہیں مروں گا یا خدا کی قسم! سورج طلوع نہیں ہوگا تو یہ یمین غموس ہے۔ اگر اس قسم کو پورا نہیں کیا تو اس میں کفارہ ہے۔ (مثلاً اس نے قسم کھائی: خدا کی قسم! میں کل روزہ رکھوں گا اب اگر اس نے کل روزہ نہیں رکھا تو اس کو کفارہ دینا ہوگا) (در مختار علی ہامش الرد ج ۳ ص ۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

کفارہ کی تفصیل اور اس کی دلیل یہ آیت ہے۔

(آیت) لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ۖ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ۖ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ۖ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ ۖ (المائدہ: ۸۹)

بلا قصد کھائی ہوئی قسموں پر اللہ تم سے مواخذہ نہیں فرمائے گا لیکن تمہاری بالقصد کھائی ہوئی قسموں (یمین منعقدہ) پر تم سے مواخذہ فرمائے گا تو اس قسم کا کفارہ تمہارے درمیانی قسم کے کھانوں میں دس مسکینوں کا کھانا دینا ہے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا دس مسکینوں کو کپڑے دینا ہے یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جس کو ان میں سے کسی پر قدرت نہ ہو تو وہ تین دن کے روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھا کر (توڑ دو) اور اپنی قسموں کی (ٹوٹنے سے) حفاظت کرو۔

احکام شرعیہ کے اعتبار سے قسم کی اقسام کا بیان

حالات اور واقعات کے اعتبار سے قسم کھانے کی یہ قسمیں ہیں: فرض واجب مستحب مباح مکروہ اور حرام۔

(۱) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر قسم کھانا فرض ہے۔

(۲) اگر اپنی جان یا کسی مسلمان کی جان کو بچانا قسم کھانے پر موقوف ہو تو قسم کھانا واجب ہے مثلاً کوئی شخص قتل کے الزام سے بری ہو اور اس پر قسامت کے ذریعہ قسم لازم آ رہی ہو یا کوئی اور مسلم بری ہو اور اس کو علم ہو تو اس پر قسم کھا کر اپنی اور اس مسلمان کی جان بچانا واجب ہے۔

(۳) اگر دو مسلمانوں میں صلح کرانے کے لیے یا کسی مسلمان کے دل سے بغض زائل کرنے کے لیے یا دفع شر کے لیے قسم کھانی پڑے تو قسم کھانا مستحب ہے۔

(۴) کسی مباح کام پر قسم کھانا مباح ہے محمد بن کعب القرظی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر عصا لیے ہوئے کھڑے تھے انہوں نے فرمایا: اے لوگو! تم اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے قسم کھانے سے گریز نہ کرو اس ذات کی قسم جس

کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! میرے ہاتھ میں عصا ہے۔

(۵) کسی مستحب کام کے ترک پر یا کسی مکروہ کام کے ارتکاب پر قسم کھانا مکروہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

(آیت) وَ لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ط (البقرہ:۲۲۴)

ترجمہ: اور تم نیکی تقویٰ اور لوگوں کی خیر خواہی سے بچنے کے لیے اللہ کے نام کی قسمیں کھانے کو بہانہ نہ بناؤ۔

روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو معلوم ہوا کہ حضرت مسطح نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جھوٹی تہمت لگائی ہے تو انہوں نے قسم کھالی کہ وہ حضرت مسطح کو جو صدقات اور خیرات دیا کرتے تھے اب اس کو بند کردیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(آیت) وَلَا يَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِى الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صلے وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ط اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط (النور:۲۲)

ترجمہ: اور تم میں سے جو لوگ اصحاب فضل اور ارباب وسعت ہیں وہ یہ قسم نہ کھائیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں پر خرچ نہیں کریں گے انہیں معاف کرنا اور درگزر کرنا چاہیے کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے۔

(۶) جھوٹی قسم کھانا حرام ہے۔ قرآن مجید میں منافقوں کے متعلق ہے:

(آیت) وَيَحْلِفُوْنَ عَلَى الْكَذِبِ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○ (المجادلہ:۱۴)

ترجمہ: اور وہ دانستہ جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی مسلمان کا مال کھانے کے لیے جھوٹی قسم کھائی وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۸۷)

قسم سے متعلق احادیث و آثار کا بیان

(۱) مالک نے موطا میں، وکیع، شافعی نے الام میں، عبد الرزاق بخاری، مسلم، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ یہ آیت لایواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم اس آدمی کے لا واللہ، بلی اللہ اور کلا واللہ کہنے کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابن جریر رحمہ اللہ علیہ نے (اس بات کو) زیادہ کیا کہ جو آدمی (ان الفاظ کے ساتھ) اپنے کلام کو ملا دیتا ہے۔

(۲) ابوداود ابن جریر، ابن حبان، ابن مردویہ، بیہقی، نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے یمین لغو کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے نے کہا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا اپنی بات میں کلام واللہ، و بلی واللہ سے قسم کھانا (لغو ہے)

(۳) عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن المنذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی

ایمانکم کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد وہ قوم ہے جو کسی کام میں آپس میں جھگڑتے ہوئے یوں کہتے ہیں۔ لا واللہ کلا واللہ۔ وہ آپس میں کسی معاملہ میں جھگڑتے ہوئے قسمیں کھاتے ہیں کہ ان کے دل اس قسم میں پختہ نہ ہوتے۔

(۴) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ لغو قسم ہنسی مذاق میں ہوتی ہے۔ مثلاً ایک آدمی یوں کہتا ہے لا واللہ، بلی واللہ۔ یہ ایسی قسم ہے کہ اس میں کفارہ نہیں۔ کفارہ اس قسم میں ہوتا ہے جو دل سے پختہ ارادہ کرتے ہوئے کہے کہ میں ایسا کروں گا پھر اس کو نہ کرے۔

لغو اور بے کار قسموں کا بیان

(۵) ابن جریر نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم پر گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہے تھے۔ اور آپ کے صحابہ میں سے ایک آدمی بھی آپ کے ساتھ تھا قوم میں سے ایک آدمی نے تیر پھینکا اور کہا اللہ کی قسم ٹھیک نشانہ پر پہنچ گیا (اور) اللہ کی قسم میں نے خطاء کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو صحابی تھے وہ کہنے لگے یا رسول اللہ! (اس) آدمی نے قسم توڑ دی تو آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تیر اندازوں کی قسمیں لغو ہیں اس میں نہ کفارہ ہے نہ سزا ہے۔

(۶) ابوالشیخ نے عطار کے طریق سے حضرت عائشہ ابن عباس اور ابن عمر و رضی اللہ عنہ تینوں حضرات سے روایت کیا کہ لا واللہ، بلی واللہ (کہنا) لغو ہے۔

(۷) سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، بیہقی نے عکرمہ کے پاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لا واللہ اور بلی واللہ لغو قسم ہے۔

(۸) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے طاؤس کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا لغو قسم یہ ہے کہ تو غصہ کی حالت میں قسم کھائے۔

(۹) ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ اس آیت لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کی تاویل کرتے ہوئے فرماتی تھیں کہ وہ اس سے مراد وہ شی ہے جس پر تم میں سے کوئی قسم کھاتا ہے (اور) جس میں وہ سچائی کا ارادہ کرتا ہے۔ لیکن وہ اس کے خلاف ہوتی ہے۔

(۱۰) ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یمین لغو یہ ہے کہ انسان نے کسی چیز پر قسم کھالے اور اس کا گمان ہو کہ وہ ایسی ہی تھیں۔ جیسی اس نے قسم اٹھائی ہے مگر وہ اس کے خلاف تھی۔

(۱۱) ابن جریر نے عطیہ العوفی کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لغو قسم یہ ہے کہ آدمی کسی چیز پر اس کو حق گمان کرتے ہوئے قسم کھاتا ہے مگر وہ حق نہیں ہوتی۔

(۱۲) ابن جریر، ابن المنذر نے علی بن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم اس آدمی کے بارے میں ہے جو نقصان والے کام پر قسم کھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے۔ اور خیر والے کام کو لے پھر فرمایا اور لغو قسم یہ بھی ہے کہ آدمی کسی ایسے کام پر قسم کھالے جس

میں وہ سچائی کو نہ جانے۔ اور اپنے گمان میں اس نے خطا کی پس وہ صورت ہے کہ اس میں کفارہ ہے لیکن اس میں گناہ نہیں۔

(۱۳) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم کے بارے میں روایت کیا کہ لغو قسم یہ ہے کہ تو حرام کرلے اس چیز کو جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال فرمایا ہے۔ یہ وہ (صورت) ہے کہ اس میں تجھ پر کوئی کفارہ نہیں (مگر) لفظ آیت: ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم سے مراد ہے کہ جس میں تم نے دل کے ارادہ کے ساتھ قسم کھائی ہو اس میں گناہ ہے۔ پس یہ وہ (صورت) ہے کہ اس میں تجھ پر کفارہ ہے۔

(۱۴) وکیع، عبدالرزاق، ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم سے مراد وہ آدمی ہے جو کسی گناہ پر قسم کھالیتا ہے یعنی میں نماز نہیں پڑھوں گا یا خیر کا کام نہیں کروں گا۔

(۱۵) عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم سے مراد وہ آدمی ہے جو کسی چیز پر قسم کھا کر بھول جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کا مواخذہ نہیں فرمائیں گے لیکن وہ کفارہ دے گا۔

(۱۶) عبد بن حمید، ابوالشیخ نے قتادہ کے طریق سے سلیمان بن یسار رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم میں یمین لغو سے مراد۔ بغیر ارادہ کے غلط قسم اٹھانا ہے۔

(۱۷) عبد بن حمید نے ابوقلابہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی کے لا واللہ اور بلی واللہ کے کہنے پر فرمایا کہ یہ (الفاظ) عرب کی لغت میں سے ہیں، قسم نہیں ہیں۔

(۱۸) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم سے وہ آدمی مراد ہے جو کسی چیز پر یہ گمان کرتے ہوئے قسم کھالیتا ہے کہ وہ سچا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہوتا ہے۔ یہ یمین لغو ہے جس پر تم سے مواخذہ نہیں ہوگا۔ لفظ آیت: ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم یعنی کسی ایسی چیز پر قسم کھانا یہ جانتے ہوئے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے یہ وہ قسم ہے جس پر مواخذہ ہوگا۔

(۱۹) ابن المنذر نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لوگ حلال چیز کے حرام کرنے پر قسم کھالیتے تھے اور (پھر) کہتے تھے جب ہم نے قسم کھائی اور (حلال چیز کو) اپنے اوپر حرام کردیا تو ہم کو چاہئے کہ ہم اپنی قسم کو سچا کریں (اسی کو) اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت: ان تبروا وتتقوا وتصلحوا بین الناس اور ان کے لئے اس میں کفارہ نہیں تھا (پھر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی۔ لفظ آیت: یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک سے لے کر قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم (اس آیت میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کفارے کا حکم دیا گیا اس لونڈی کو اپنی ذات پر حرام کرلینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم فرمایا کہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کریں اور اپنی لونڈی کو لوٹالیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت لا یؤاخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم

(۲۰) ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واللہ غفور سے مراد ہے کہ جب قسم سے بندہ تجاوز کرتا ہے

(تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی غفاری کی صفت کا اظہار فرماتے ہیں) (اور فرمایا) حلیم یعنی اس قسم پر کفارہ لازم نہیں فرمایا پھر کفارہ (کا حکم) نازل فرمادیا۔ (تفسیر درمنثور، تحریم، بیروت)

باب الْحَلِفِ بِمُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ

یہ باب مقلب القلوب قسم اُٹھانے کے بیان میں ہے

3770 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرُّهَاوِيُّ وَمُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنٌ يَحْلِفُ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن الفاظ میں قسم اُٹھاتے تھے وہ یہ تھے: لا ومقلب القلوب (دلوں کو پھیرنے والی ذات کی قسم!)۔

باب الْحَلِفِ بِمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ .

(لفظ) مصرف القلوب سے قسم اُٹھانا

3771 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ اَبُوْ يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَتْ يَمِيْنُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ يَحْلِفُ بِهَا "لَا وَمُصَرِّفِ الْقُلُوْبِ".

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن الفاظ میں قسم اُٹھایا کرتے تھے وہ یہ تھے:

لا ومصرف القلوب (دلوں کو پھیرنے والی ذات کی قسم)۔

باب الْحَلِفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم اُٹھانا

3772 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا

3770-اخرجه البخاري في القدر، باب يحول بين المرء و قلبه (الحديث 6617)، و في الايمان و النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6628) . واخرجه الترمذي في النذور والايمان، باب ما جاء كيف كان يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1540) . تحفة الاشراف (7024) .

3771-اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب يمين رسول الله صلى الله عليه وسلم التي كان يحلف بها الحديث (2092) . تحفة الاشراف (6865) .

3772-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15084) .

اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ اَرْسَلَ جِبْرِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَی الْجَنَّةِ فَقَالَ انْظُرْ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِیْهَا ۔ فَنَظَرَ اِلَیْهَا فَرَجَعَ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَا یَسْمَعُ بِهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا ۔ فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ اذْهَبْ اِلَیْهَا فَانْظُرْ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِیْهَا فَنَظَرَ اِلَیْهَا فَاِذَا هِیَ قَدْ حُفَّتْ بِالْمَكَارِهِ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَا یَدْخُلَهَا اَحَدٌ ۔

قَالَ اذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَی النَّارِ وَاِلٰی مَا اَعْدَدْتُ لِاَهْلِهَا فِیْهَا ۔ فَنَظَرَ اِلَیْهَا فَاِذَا هِیَ یَرْكَبُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَرَجَعَ فَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَا یَدْخُلُهَا اَحَدٌ ۔ فَاَمَرَ بِهَا فَحُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَقَالَ ارْجِعْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا ۔ فَاِذَا هِیَ قَدْ حُفَّتْ بِالشَّهَوَاتِ فَرَجَعَ وَقَالَ وَعِزَّتِكَ لَقَدْ خَشِیْتُ اَنْ لَا یَنْجُوَ مِنْهَا اَحَدٌ اِلَّا دَخَلَهَا" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جب اللہ تعالیٰ نے جنت اور جہنم کو پیدا کیا تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا: اس کا اور اس میں' میں نے اہل جنت کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے، اس کا جائزہ لو۔ جبریل نے اس کا جائزہ لیا اور واپس آئے' تو بولے: تیری عزت کی قسم! اس کے بارے میں جو شخص بھی سنے گا، وہ اس میں داخل ہو جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے (دنیا میں پیش آنے والی) ناپسندیدہ صورتِ حال سے ڈھانپ دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم وہاں جاؤ اور اس کا اور جو کچھ میں نے اس میں اہل جنت کے لیے تیار کیا ہے' اس کا جائزہ لو۔ جبریل علیہ السلام نے اس کا جائزہ لیا تو اسے یہاں پسندیدہ صورتِ حال کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا تھا' تو انہوں نے عرض کی: تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے' اب کوئی بھی شخص اس میں داخل نہیں ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ جا کر جہنم کا جائزہ لو اور میں نے اس میں اہل جہنم کے لیے جو کچھ تیار کیا ہے' اس کا جائزہ لو۔ جبریل علیہ السلام نے جب اس کو دیکھا تو اس کا ایک حصہ

دوسرے کے اوپر سوار ہو رہا تھا' وہ واپس آئے اور بولے: تیری عزت کی قسم! اس میں کوئی شخص داخل نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اسے شہوات کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم جاؤ اور جا کر اس کا جائزہ لو۔ جبریل علیہ السلام نے اُسے دیکھا، تو اسے شہوات کے ذریعے ڈھانپ دیا گیا تھا' وہ واپس آئے اور بولے: تیری عزت کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے' اب اس سے کسی شخص کو نجات نہیں ملے گی' ہر شخص اس میں داخل ہو جائے گا۔

باب التَّشْدِیدِ فِی الْحَلِفِ بِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی ۔

اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ کسی اور کے نام کی قسم اُٹھانے کی شدید مذمت

3773 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا یَحْلِفْ اِلَّا بِاللّٰهِ" ۔ وَكَانَتْ قُرَیْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ "لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص نے قسم اُٹھانی ہو، وہ صرف اللہ کے نام کی قسم اُٹھائے''۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) قریش اپنے آباء واجداد کے نام کی قسم اُٹھایا کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم نہ اُٹھاؤ''۔

اللہ کے نام کے سوا کی قسم اٹھانے کی ممانعت

اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھانا منع ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اپنے باپ دادا کی قسم نہ اٹھایا کرو۔ جو شخص قسم اٹھانا چاہے اسے اللہ ہی کی قسم اٹھانی چاہئے یا وہ خاموش رہے۔ (ترمذی، حدیث ۱۵۳۵)

اسی طرح آپ نے یہ بھی فرمایا ہے، جس شخص نے غیر اللہ کی قسم اٹھائی اس نے شرک یا کفر کیا (ترمذی نے اسے حسن کہا ہے اور حاکم نے صحیح) آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ثابت ہے کہ جو شخص یوں کہے والات والعزی (مجھے لات وعزی کی قسم) اسے لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللہ کا اقرار کرنا چاہئے۔ (صحیح ترمذی، کتاب النذور والایمان، باب ما جاء فی کراهية الحلف بغير ملة الإسلام۔ حدیث ۱۵۳۵)

قرآن مجید کی قسم اٹھانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے معانی کو سمیت خود صادر فرمایا ہے۔ کلام کرنا بھی اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کی قسم اللہ تعالیٰ کی صفت کی قسم ہے اور یہ جائز ہے۔

3774 - اَخْبَرَنِیْ زِیَادُ بْنُ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَیَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ غِفَارٍ فِیْ مَجْلِسِ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ - یَعْنِیْ ابْنَ عُمَرَ - وَهُوَ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ یَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ" .

☆☆ یحییٰ بن ابواسحاق بیان کرتے ہیں: بنو غفار سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے سالم بن عبداللہ کی محفل میں یہ بات بتائی، سالم بن عبداللہ نے یہ بات بتائی ہے: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنے باپ دادا کی قسم اُٹھانے سے منع کیا ہے''۔

باب الْحَلِفِ بِالْآبَاءِ .

باپ دادا کی قسم اُٹھانا

3775 - اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ وَقُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ

3774-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7034) .

3775-اخرجه البخاري في الايمان والنذور، باب لا تحلفوا بآبائكم (الحديث 6647) تعليقاً . واخرجه مسلم في الايمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى (الحديث 2م) و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير الله (الحديث 1533) . تحفة الاشراف (6818) .

عَنْ اَبِيهِ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ مَرَّةً وَّهُوَ يَقُولُ وَاَبِيْ وَاَبِيْ ۔ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ" ۔ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم!

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کر دیا ہے' تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم اُٹھاؤ''۔

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر' یا بھول کر آباؤ اجداد کی قسم نہیں اُٹھائی۔

3776 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ" ۔ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کیا ہے' تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم اُٹھاؤ''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر' یا بھول کر آباؤ اجداد کی قسم نہیں اُٹھائی۔

3777 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ حَرْبٍ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ" ۔ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا بَعْدُ ذَاكِرًا وَّلَا اٰثِرًا ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس بات سے منع کیا ہے' تم اپنے آباؤ اجداد کے نام کی قسم اُٹھاؤ''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! اس کے بعد میں نے کبھی بھی جان بوجھ کر یا بھول کر آباؤ اجداد کے نام کی قسم نہیں اُٹھائی۔

3776-اخرجه البخاري في الايمان النذور، باب لا تحلفوا بآبائكم (الحديث 6647) واخرجه مسلم في الايمان، باب النهي عن الحلف بغير الله تعالى (الحديث 1 و 2) واخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب في كراهية الحلف بالآباء (الحديث 3250) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، الحلف بالآباء (الحديث 3777) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي ان يحلف بغير الله (الحديث 2094) . تحفة الاشراف (10518) .

3777-تقدم في الايمان و النذور، الحلف بالآباء (الحديث 3776) .

باب الْحَلِفِ بِالْأُمَّهَاتِ .

یہ باب ماؤں کے نام کی قسم اُٹھانے کے بیان میں ہے

3778 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِأُمَّهَاتِكُمْ وَلَا بِالْاَنْدَادِ وَلَا تَحْلِفُوا اِلَّا بِاللهِ وَلَا تَحْلِفُوا اِلَّا وَاَنْتُمْ صَادِقُوْنَ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اپنے آباؤ اجداد، یا ماؤں کے نام کی قسم نہ اُٹھاؤ، اور نہ ہی بتوں کے نام کی قسم اُٹھاؤ' تم صرف اللہ کے نام کی قسم اُٹھاؤ اور وہ قسم اُٹھاؤ، جس میں تم سچے ہو''۔

باب الْحَلِفِ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ .

اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی قسم اُٹھانا

3779 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ عَنْ خَالِدٍ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى الْإِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ" . قَالَ قُتَيْبَةُ فِيْ حَدِيْثِهِ مُتَعَمِّدًا وَقَالَ يَزِيْدُ "كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ عَذَّبَهُ اللهُ بِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" .

★★ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم اُٹھائے گا' تو وہ شخص ویسا ہی ہو جائے گا جیسا اس نے کہا ہے''۔

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''جان بوجھ کر''۔

3778-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في كراهية الحلف بالآباء (الحديث 3248) . تحفة الاشراف (14483) .

3779-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس (الحديث 1363)، و في الادب، باب ما ينهي عن السباب و اللعن (الحديث 6047) مطولاً، و باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال (الحديث 6105) مطولاً، و في الايمان و النذور، باب من حلف بملة سوى ملة الاسلام (الحديث 6652) مطولاً . و اخرجه مسلم في الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه و ان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة (الحديث 176 و 177) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة و بملة غير الاسلام (الحديث 3257) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير ملة الاسلام (الحديث 1543) مختصراً . و اخرجه النسائي في الايمان و النذور، الحلف بملة سوى الاسلام (الحديث 3780)، و النذر فيما لا يملك (الحديث 3822) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف بملة غير الاسلام (الحديث 2098) والحديث عند: الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء لا نذر فيما لا يملك ابن آدم (الحديث 1527) . تحفة الاشراف (2062) .

یزید نامی راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: ''جو جھوٹی قسم اُٹھائے گا' تو وہ ویسا ہی ہوگا' جیسے اس نے کہا ہے، اور جو شخص کسی چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' تو اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ میں اُسے اُسی چیز کے ذریعے عذاب دے گا''۔

3780 - اَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِیْدُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَمْرٍو عَنْ یَحْیٰی اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثَابِتُ بْنُ الضَّحَّاكِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ''مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَی الْاِسْلَامِ کَاذِبًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِشَیْءٍ عُذِّبَ بِهٖ فِی الْاٰخِرَةِ'' .

☆☆ حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم اُٹھائے' تو وہ ویسا ہی ہوگا' جیسے اس نے کہا ہے' جو شخص کسی چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' اُسے آخرت میں اُسی چیز کے ذریعے عذاب دیا جائے گا''۔

باب الْحَلِفِ بِالْبَرَائَةِ مِنَ الْاِسْلَامِ .

اسلام سے بری ہونے کی قسم اُٹھانا

3781 - اَخْبَرَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ حُرَیْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ حُسَیْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَیْدَةَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ''مَنْ قَالَ اِنِّیْ بَرِیْءٌ مِّنَ الْاِسْلَامِ فَاِنْ کَانَ کَاذِبًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَاِنْ کَانَ صَادِقًا لَّمْ یَعُدْ اِلَی الْاِسْلَامِ سَالِمًا'' .

☆☆ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص یہ کہتا ہے: میں اسلام سے بری ہوں' تو اگر وہ جھوٹا بھی ہو' تو وہ ویسا ہی ہوگا' جیسے اس نے کہہ دیا ہے، اور اگر وہ سچا ہو' تو پھر وہ سلامتی کے ساتھ اسلام کی طرف واپس نہیں آئے گا''۔

باب الْحَلِفِ بِالْكَعْبَةِ .

کعبہ کی قسم اُٹھانا

3782 - اَخْبَرَنَا یُوْسُفُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ قُتَیْلَةَ - امْرَاَةٍ مِّنْ جُهَیْنَةَ - اَنَّ یَهُوْدِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّکُمْ تُنَدِّدُوْنَ وَاِنَّکُمْ تُشْرِکُوْنَ تَقُوْلُوْنَ مَا شَآءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ وَتَقُوْلُوْنَ وَالْکَعْبَةِ . فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادُوْا اَنْ یَّحْلِفُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْا ''وَرَبِّ الْکَعْبَةِ'' . وَیَقُوْلُوْنَ ''مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ'' .

3780-تقدم في الايمان و النذور، الحلف بالاباء (الحديث 3779) .

3781-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب ما جاء في الحلف بالبرائة و بملة غير الاسلام (الحديث 3258) . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف بملة غير الاسلام (الحديث 2100) تحفة الاشراف (1959) .

3782-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، النهي ان يقال ما شاء الله و شاء فلان (الحديث 986 و 987) . تحفة الاشراف (18046) .

☆☆ عبداللہ بن یسار، جہینہ قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون سیدہ قتیلہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

ایک یہودی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: آپ لوگ (دوسروں کو) اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں اور آپ لوگ شرک کا ارتکاب کرتے ہیں' آپ لوگ یہ کہتے ہیں' جو اللہ نے چاہا' جو تم نے چاہا' اسی طرح آپ لوگ کہتے ہیں' کعبہ کی قسم!

(راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا' جب وہ قسم اُٹھانے لگیں' تو یہ کہیں: ربِ کعبہ کی قسم! اور وہ یہ کہیں: جو اللہ چاہے' پھر اس کے بعد جو تمہاری مرضی ہو۔

باب الْحَلِفِ بِالطَّوَاغِيتِ

بتوں کے نام کی قسم اُٹھانا

3793 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ وَلَا بِالطَّوَاغِيتِ".

☆☆ حضرت عبدالرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اپنے آباؤ اجداد اور بتوں کے نام کی قسم نہ اُٹھاؤ''۔

شرح

ایام جاہلیت میں عام طور پر لوگ بتوں اور باپوں کی قسم کھایا کرتے تھے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو قبولیت اسلام کے بعد اس سے منع فرمایا تا کہ وہ اس بارے میں احتیاط رکھیں اور قدیم عادت کی بنا پر اس طرح کی قسمیں ان کی زبان پر نہ چڑھیں۔

حضرت ابوہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص قسم کھائے اور اپنی قسم میں یہ الفاظ ادا کرے "میں لات وعزیٰ کی قسم کھاتا ہوں تو اسے چاہئے کہ وہ لا الہ الا اللہ کہے۔ اور جو شخص اپنے کسی دوست سے یہ کہے کہ آؤ ہم دونوں جوا کھیلیں تو اس کو چاہئے کہ وہ صدقہ وخیرات کرے۔ "(بخاری ومسلم)

" وہ لا الـه الا الله کہے " کا مطلب یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے۔ اس حکم کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ اگر لات وعزیٰ کے نام کسی نومسلم کی زبان سے سہواً نکل جائیں تو اس کے کفارہ کے طور پر کلمہ پڑھے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

آیت (فان الحسنات يذهبن السيات .) "بلاشبہ نیکیاں، برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ "

پس اس صورت میں غفلت وسہو سے توبہ ہو جائے گی۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ اگر ان کی زبان سے لات وعزیٰ کے نام ان بتوں کی تعظیم کے قصد سے نکلے ہوں گے تو یہ صراحتاً ارتداد اور کفر ہے لہٰذا اس کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ تجدید ایمان کے لئے کلمہ پڑھے اس صورت میں معصیت سے توبہ ہوگی۔

3783-اخرجه مسلم في الايمان، باب من حلف باللات و العزى فليقل: لا اله الا الله (الحديث 6) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي ان يحلف بغير الله (الحديث 2095) . تحفة الاشراف (9697) .

"صدقہ وخیرات کرے" کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے دوست کو جوا کھیلنے کی دعوت دے کر چونکہ ایک بڑی برائی کی ترغیب دی ہے، لہٰذا اس کے کفارہ کے طور پر وہ اپنے مال میں سے کچھ حصہ خدا کی راہ میں خرچ کرے۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس نے جس مال کے ذریعہ جوا کھیلنے کا ارادہ کیا تھا اسی مال کو صدقہ وخیرات کر دے! اس سے معلوم ہوا کہ جب محض جوا کھیلنے کی دعوت دینے کا کفارہ یہ ہے کہ صدقہ وخیرات کرنے چاہیے تو یہ شخص واقعتاً کھیلے گا تو اس کا کیا حشر ہوگا۔

باب الْحَلِفِ بِاللَّاتِ ۔

باب: "لات" کی قسم اُٹھانا

3784 – اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ بِاللَّاتِ فَلْيَقُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"تم میں سے جس شخص نے قسم اُٹھاتے وقت یہ کہا: لات کی قسم! تو اُسے کلمہ پڑھ لینا چاہیے اور جس شخص نے اپنے ساتھی سے یہ کہا: آؤ! تا کہ میں تمہارے ساتھ جوا کھیلوں تو اسے صدقہ کرنا چاہیے"۔

باب الْحَلِفِ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى ۔

لات وعزیٰ کی قسم اُٹھانا

3785 – اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا نَذْكُرُ بَعْضَ الْاَمْرِ وَاَنَا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَحَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ لِيْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَا قُلْتَ ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبِرْهُ فَاِنَّا لَا نَرَاكَ اِلَّا قَدْ كَفَرْتَ فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ فَقَالَ لِيْ "قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَاتْفُلْ عَنْ يَسَارِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا تَعُدْ لَهٗ" ۔

3784-اخرجه البخاري في التفسير، باب (افرايتم اللات و العزى) (الحديث 4860)، و في الادب، باب منلم يرا كفار من قال ذلك متاولا او جاهلا (الحديث 2107)، و في الاستئذان، باب كل لهو باطل اذا شغله عن طاعة الله و من قال لصاحبه: تعال اقامرك (الحديث 6301)، و في الايمان او النذور، باب لا يحلف باللات والعزى ولا بالطواغيت (الحديث 6650) . واخرجه مسلم في الايمان، باب من حلف باللات و العزى فليقل لا اله الا الله (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب الحلف بالانداد (الحديث 3247) واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب 17 . (الحديث 1545) . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول من حلف باللات و العزى (الحديث 991 و 992) واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي ان يحلف بغير الله (الحديث 2096) مختصراً . تحفة الاشراف (12276) .

3785-اخرجه النسائي في الايمان و النذور، الحلف باللات و العزى (الحديث 3786)، و في عمل اليوم و الليلة، ما يقول من حلف باللات و العزى (الحديث 989) و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي ان يحلف بغير الله (الحديث 2097) . تحفة الاشراف (3938) .

★★ مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم کسی بات کا تذکرہ کر رہے تھے' ہم اس وقت زمانہ جاہلیت کے قریب تھے' تو میں نے لات اور عزیٰ کی قسم اُٹھالی' تو نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے مجھ سے فرمایا: تم نے بہت غلط بات کی ہے' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں جاؤ اور انہیں اس بارے میں بتاؤ' کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں' تم نے کفر کا ارتکاب کیا ہے' تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے''۔

اسے تین مرتبہ پڑھو' پھر تین مرتبہ شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو' پھر اپنے بائیں طرف تین مرتبہ تھوک دو' اور دوبارہ یہ کلمات استعمال نہ کرنا۔

3786 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي مُصْعَبُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ حَلَفْتُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ لِي اَصْحَابِي بِئْسَ مَا قُلْتَ قُلْتَ هُجْرًا . فَاَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ وَّانْفُثْ عَنْ يَّسَارِكَ ثَلَاثًا وَّتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ ثُمَّ لَا تَعُدْ" .

★★ مصعب بن سعد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے لات اور عزیٰ کی قسم اُٹھالی' تو میرے ساتھیوں نے مجھے کہا کہ تم نے غلط کہا ہے' تم نے ایک ایسی بات کہی ہے' جو ممنوع ہے' تو میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم یہ پڑھو:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے''۔

پھر تم تین مرتبہ اپنے بائیں طرف تھوک دو' اور شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لو' پھر دوبارہ ایسا نہ کرنا۔

باب اِبْرَارِ الْقَسَمِ .

یہ باب قسم کو پورا کرنے کے بیان میں ہے

3787 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِيَادَةِ الْمَرِيضِ وَتَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَاِجَابَةِ الدَّاعِي وَنَصْرِ الْمَظْلُومِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ .

★★ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا تھا۔ آپ ﷺ نے

3786-تقدم (الحديث 3785) .

3787-تقدم (الحديث 1938) .

ہمیں جنازوں کے ساتھ جانے' بیماروں کی عیادت کرنے' چھینکنے والے کو جواب دینے' دعوت قبول کرنے' مظلوم کی مدد کرنے' قسم پوری کرنے اور سلام کا جواب دینے کا حکم دیا تھا۔

باب مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا .

جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور پھر اس کے برعکس صورتِ حال کو اُس سے بہتر سمجھے (اُسے کیا کرنا چاہیے؟)

3788 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِىٍّ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِى السَّلِيْلِ عَنْ زَهْدَمٍ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا عَلَى الْاَرْضِ يَمِيْنٌ اَحْلِفُ عَلَيْهَا فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا اَتَيْتُهُ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''روئے زمین پر میں جو بھی قسم اُٹھاؤں گا اور پھر اس کے برعکس صورتِ حال کو اس سے بہتر سمجھوں گا' تو میں وہ کام کروں گا (جو زیادہ بہتر ہے)''۔

باب الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ .

یہ باب قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دینے کے بیان میں ہے

3789 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَهْطٍ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ فَقَالَ "وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ وَمَا

3788-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب : و من الدليل على ان الخمس لنوائب المسلمين ما سال هوازن النبي صلى الله عليه وسلم برضاعهفبهم فتحلل من المسلمين (الحديث 3133) مطولًا، و في المغازي، باب قدوم الاشعريين و اهل اليمن (الحديث 4385) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب لحم الدجاج الحديث (5517 و 5518)، وفي الايمان و النذور، باب لا تحلفو ابائكم (الحديث 6649) مطولًا، وباب اليمين فيما لا يملك وفي المعصية و في الغضب (الحديث 6680)، و في كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث و بعده (الحديث 6721) مطولًا، و في التوحيد باب قول الله تعالٰى (والله خلقكم و ما تعملون) (انا كل شيء خلقناه بقدر) (الحديث 7555) مطولًا . واخرجه مسلم في الايمان باب ندب من حلف يمينًا فراى غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 9 و 10) مطولًا . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في ادام رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 146 و 147 بمعناه) و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (الحديث 4357 و 4358) و الحديث عند: البخاري في الذبائح و الصيد، باب لحم الدجاج (الحديث 5517) . والترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الدجاج (الحديث 1826 و 1827) و في الشمائل، باب ما جاء في ادام رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 148) . و النسائي في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (4358) . تحفة الاشراف (8990) .

3789-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب قول الله تعالٰى (لا يواخذكم الله في ايمانكم و لكن يواخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم و احفظوا ايمانكم كذلك يبين الله لكم اياته لعلكم تشكرون) (الحديث 6623)، و في كفارات الايمان، باب الاستثناء في اليمين (الحديث 6718) . واخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يمينًا فراى غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 7) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب الرجل يكفر قبل ان يحنث (الحديث 3276) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف على يمين فراى غيرها خيرًا منها (الحديث 2107) . تحفة الاشراف (9122) .

عِنْدِیْ مَا اَحْمِلُكُمْ" . ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاُتِیَ بِاِبِلٍ فَاَمَرَ لَنَا بِثَلَاثِ ذَوْدٍ فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ لَا يُبَارِكُ اللّٰهُ لَنَا اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَحْمِلُهٗ فَحَلَفَ اَنْ لَا يَحْمِلَنَا . قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَاَتَيْنَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ "مَا اَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ اِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ وَاَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اشعر قبیلے کے چند افراد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' تا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے لیے جانور مانگیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کی قسم! میں تمہیں سواری فراہم نہیں کروں گا اور میرے پاس تمہیں سواری کے طور پر فراہم کرنے کے لیے (اونٹ بھی نہیں ہیں)۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر جب تک اللہ کو منظور تھا، ہم ویسے ہی ٹھہرے رہے' پھر کچھ اونٹ لائے گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت ہمیں تین اونٹ دیئے گئے تھے' جب ہم روانہ ہونے لگے تو ہم میں سے ایک شخص نے دوسروں سے کہا:

اللہ تعالیٰ ہمارے لیے (ان اونٹوں میں) برکت نہیں رکھے گا۔ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے' ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سواری کے جانور مانگے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قسم اُٹھائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں سواری کے جانور فراہم نہیں کریں گے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس بات کا تذکرہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''یہ میں نے تمہیں فراہم نہیں کیے ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء کیے ہیں' اللہ کی قسم! میں جب بھی قسم اُٹھاؤں گا اور اس سے برعکس صورتِ حال کو اس سے بہتر سمجھوں گا' تو میں اپنی قسم کا کفارہ دے دوں گا، اور وہ کام کروں گا' جو زیادہ بہتر ہوگا''۔

3790 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَاْتِ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس کے برعکس صورتِ حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے، تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور وہ کام کرے جو زیادہ بہتر ہے''۔

3791 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ

3790-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8757) .

سَمُرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا حَلَفَ اَحَدُكُمْ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَلْيَنْظُرِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ فَلْيَاْتِهٖ" .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس سے برعکس صورتِ حال کو زیادہ بہتر دیکھے، تو وہ اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور اس بات کا جائزہ لے کہ کیا کام زیادہ بہتر ہے' پھر وہ کام کرلے''۔

3792 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ ثُمَّ ائْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ" .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ، تو پھر اس کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے''۔

3793 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْقُطَعِىُّ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَائْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ" .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور پھر اس کے علاوہ صورتِ حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہو''۔

3791-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب قول الله تعالى: (لا يؤاخذكم الله باللغو في ايمانكم و لكن يؤاخذكم بما عقدتم الايمان فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلاثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم و احفظوا ايمانكم كذالك يبين الله لكم آياته لعلكم تشكرون) (الحديث 6622) مطولاً، و في كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث و بعده (الحديث 6722) مطولاً، و في الاحكام، باب من لم يسال الامارة اعانه الله عليها (الحديث 7146) مطولاً، و باب من سال الامارة و كل اليها (الحديث 7147) . واخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يميناً فراى غيرها خيرا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 19) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب الرجل يكفر قبل ان يحنث (الحديث 3277 و 3278) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء فيمن حلف على يمين فراى غيرها خيرًا منها (الحديث 1529) مطولاً . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، الكفارة قبل الحنث (الحديث 3792 و 3793)، و الكفارة بعد الحنث (الحديث 3798 و 3799 و 3400) و الحديث عند: مسلم في الامارة، باب النهي عن طلب الامارة و الحرص عليها (الحديث 13) وابي داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في طلب الامارة (الحديث 2929) و النسائي في آداب القضاة، النهي عن مسالة الامارة (الحديث 5399) تحفة الاشراف (9695) .

3792-تقدم (الحديث 3791) .

3793-تقدم (الحديث 3791) .

باب الْكَفَّارَةِ بَعْدَ الْحِنْثِ .

یہ باب قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

3794 - اَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهِ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس کے علاوہ صورتِ حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے تو اُسے وہ کام کرنا چاہیے جو زیادہ بہتر ہو اور اپنی قسم کا کفارہ دے دینا چاہیے"۔

3795 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ تَمِيْمِ بْنِ طَرَفَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَدَعْ يَمِيْنَهُ وَلْيَاْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيُكَفِّرْهَا" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور اس کے علاوہ صورتِ حال کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے تو اُسے اپنی قسم کو ترک کر دینا چاہیے اور وہ کام کرنا چاہیے جو زیادہ بہتر ہے اور اس کا کفارہ دے دینا چاہیے"۔

3796 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ قَالَ سَمِعْتُ تَمِيْمَ بْنَ طَرَفَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَى خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيَاْتِ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَّلْيَتْرُكْ يَمِيْنَهُ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور پھر کسی چیز کو اس سے زیادہ بہتر سمجھے، تو وہ کام کرے جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کو چھوڑ دے"۔

3797 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزَّعْرَاءِ عَنْ عَمِّهِ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْهِ

3794-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9871) .

3795-اخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يميناً فرای غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 15 و 16 و 17 و 18) . واخرجه النسائي في الايمان النذور، الكفار بعد الحنث (الحديث 3796) و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف على يمين فرای غيرها خيرًا منها (الحديث 2108) تحفة الاشراف (9851) .

3796-تقدم (الحديث 3795) .

3797-اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب من حلف على يمين فرای غيرها خيرًا منها (الحديث 2109) مختصراً . تحفة الاشراف (11204) .

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ ابْنَ عَمٍّ لِّيْ اٰتِيْهِ اَسْاَلُهٗ فَلَا يُعْطِيْنِيْ وَلَا يَصِلُنِيْ ثُمَّ يَحْتَاجُ اِلَيَّ فَيَاْتِيْنِيْ فَيَسْاَلُنِيْ وَقَدْ حَلَفْتُ اَنْ لَّا اُعْطِيَهٗ وَلَا اَصِلَهٗ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰتِيَ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّاُكَفِّرَ عَنْ يَّمِيْنِيْ -

★★ ابواحوص اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے میرے چچازاد بھائی کو ملاحظہ فرمایا ہے میں اس کے پاس آیا اور میں نے اس سے کوئی چیز مانگی' تو اس نے وہ چیز مجھے نہیں دی اور اس نے میرے ساتھ صلہ رحمی نہیں کی' پھر اُسے مجھ سے کوئی کام پڑا' وہ میرے پاس آیا' اس نے مجھ سے ایک چیز مانگی' تو میں نے قسم اُٹھائی کہ میں وہ اُسے نہیں دوں گا' میں بھی اس کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کروں گا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے ہدایت کی کہ میں وہ کام کروں جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ دے دوں۔

3798 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اٰلَيْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ" .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور اس کے علاوہ کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے، اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو''۔

3799 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ يَعْنِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا وَكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ" .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور اس کے علاوہ کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو وہ کام کرو، جو زیادہ بہتر ہے، اور اپنی قسم کا کفارہ دے دو''۔

3800 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَّكَفِّرْ عَنْ يَّمِيْنِكَ" .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

''جب تم کوئی قسم اُٹھاؤ اور اس کے علاوہ کام کو اس سے زیادہ بہتر سمجھو، تو وہ کام کرو جو زیادہ بہتر ہے اور اپنی قسم کا کفارہ

3798-تقدم (الحديث 3791) .

3799-تقدم (الحديث 3791) .

3800-تقدم (الحديث 3791) .

دے دو"۔

باب الْيَمِيْنِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ .

جو چیز آدمی کی ملکیت نہ ہو اس کے بارے میں قسم اُٹھانا

3801 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ وَلَا يَمِيْنَ فِيْمَا لَا تَمْلِكُ وَلَا فِىْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا قَطِيْعَةِ رَحِمٍ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"اس چیز کے بارے میں کوئی نذر یا کوئی قسم نہیں ہوتی، جو تمہاری ملکیت نہ ہو، اور معصیت کے بارے میں اور قطع رحمی کے بارے میں (کوئی نذر یا کوئی قسم نہیں ہوتی)"۔

باب مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰى .

یہ باب ہے کہ جو شخص کوئی قسم اُٹھائے اور پھر استثناء کرلے

3802 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَلَفَ فَاسْتَثْنٰى فَاِنْ شَآءَ مَضٰى وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ غَيْرَ حَنِثٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص قسم اُٹھانے کے بعد استثناء کرلے اگر وہ چاہے تو اس کام کو کرے اور اگر چاہے تو حانث ہوئے بغیر اس کام کو ترک کردے"۔

باب النِّيَّةِ فِى الْيَمِيْنِ .

یہ باب قسم میں نیت کرنے کے بیان میں ہے

3803 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُّحَمَّدِ

3801-اخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب اليمين في قطيعة الرحم (الحديث 3274) مطولاً . تحفة الاشراف (8754) .

3802-اخرجه ابو داؤد في الايمان والنذور، باب الاستثناء في اليمين (الحديث 3261 و 3262) و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في الاستثناء في اليمين (الحديث 1531) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، و الاستثناء (الحديث 3838 و 3839) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب الستثناء في اليمين (الحديث 2105 و 2106) . تحفة الاشراف (7517) .

3803-تقدم (الحديث 75) .

بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ وَإِنَّمَا لِامْرِءٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ".

☆☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اعمال کا دارومدار نیت پر ہے' جس شخص نے جو نیت کی ہوگی، اسے اس کے مطابق اجر ملے گا' جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوگی' اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شمار ہوگی' جس شخص کی ہجرت دنیا کو حاصل کرنے کے لیے ہوگی' یا کسی عورت کے ساتھ شادی کرنے کے لیے ہوگی' تو اس کی ہجرت اُسی طرف شمار ہوگی' جس کی طرف (نیت کر کے) اس نے ہجرت کی تھی''۔

باب تَحْرِيمِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

باب: جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے (قسم اُٹھا کر) اُسے حرام قرار دینا

3804 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ زَعَمَ عَطَاءٌ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ". فَنَزَلَتْ (يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) إِلَى (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ) عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ (وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا) لِقَوْلِهِ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے اور ان کے ہاں شہد پیا کرتے تھے' ایک مرتبہ میں نے اور حفصہ نے مل کر یہ طے کیا' ہم میں سے جس کے پاس بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے تو وہ یہ کہے گی: مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغافیر کی بو محسوس ہو رہی ہے' کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھایا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں خواتین میں سے ایک خاتون کے ہاں تشریف لے گئے' تو اس خاتون نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہی گزارش کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ میں نے تو زینب بنت جحش کے ہاں شہد پیا ہے' اب میں وہ دوبارہ نہیں پیوں گا۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اے نبی! تم اس چیز کو کیوں حرام قرار دے رہے ہو' جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے''۔

یہ آیت یہاں تک ہے:

''اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں' توبہ کرو''۔

3804-تقدم (الحديث 3421) .

اس سے مراد سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما ہیں۔

(قرآن کے الفاظ ہیں:)

''جب نبی نے اپنی ایک زوجہ سے رازداری کی بات کہی''۔

اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ ہیں: میں نے شہد پیا ہے۔

شرح

۱-ابن سعد وعبد بن حمید والبخاری وابن المنذر وابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا کرتے تھے۔ اور اس کے پاس شہد پیا کرتے تھے۔ میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو اس کو چاہیے کہ یوں کہے کہ مجھے آپ سے مغافیر کی بو آرہی ہے کیا آپ نے مغافیر کھایا ہے جب ان میں سے کسی ایک کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو اس نے ایسے ہی کہہ دیا آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میں نے زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے۔ اور اگر ایسا ہے تو آئندہ ہرگز شہد نہیں پیوں گا۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک سے لے کر آیت ان تو با الی اللہ۔ اگر توبہ نہیں کریں گی۔ یہ آیت عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا دونوں کے لیے ہے اور فرمایا آیت واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا۔ اور جب پیغمبر نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چپکے سے کہی۔ یہ آپ کے اس قول کے متعلق ہے کہ میں نے تو شہد پیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کا ذکر

۲-ابن المنذر وابن ابی حاتم والطبرانی وابن مردویہ سند صحیح کے ساتھ ابن عباس رضی عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس شہد پیا کرتے تھے جب آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو اس نے کہا میں آپ سے کوئی بو پارہی ہوں۔ پھر آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے تو اس نے بھی یہی کہا کہ میں آپ سے کوئی بو پارہی ہوں آپ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ یہ اس شربت کی وجہ سے ہے جو میں نے سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیا۔ اللہ کی قسم میں اس کو نہ پیوں گا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ اے نبی جس چیز کو اللہ نے آپ کے لیے حلال کیا ہے اس کو آپ کیوں حرام کرتے ہیں۔

۳-ابن سعد نے عبداللہ بن رافع رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس سفید شہد کا ایک مشکیزہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے چاٹتے تھے۔ اور وہ آپ کو رو کے رکھتا تھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے کہا کہ شہد کی مکھیاں شاید عرفط گوند چوستی ہیں اس لیے آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آرہی ہے۔ تو آپ نے اس شہد کو اپنے اوپر حرام کرلیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۴-ابن سعد وعبد بن حمید نے عبداللہ بن عتبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کس چیز کو حرام کرلیا تھا تو انہوں نے فرمایا شہد کے ایک مشکیزے کو۔

۵-النسائی والحاکم وصححہ وابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک باندی تھی جس سے آپ مباشرت کیا کرتے تھے۔ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا اسے برداشت کرتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے اس کو اپنے اوپر حرام کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک آیت کے آخر تک۔

۶-الترمذی والطبرانی نے حسن صحیح سند کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت یاایہا النبی لم تحرم آپ کی ایک خفیہ بات کے بارے میں نازل ہوئی۔

۷-ابن جریر وابن المنذر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ وہ دو عورتیں کون سی ہیں جنہوں نے آپس میں مدد کی فرمایا عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا اور بات شروع ہوئی تھی۔ ماریہ قبطیہ ام ابراہیم کے بارے میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مباشرت کی تھی۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ان کی باری کے دن میں۔ حفصہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوگیا تو عرض کیا: اے اللہ کے نبی! آپ میرے پاس ایسی چیز لائے ہیں جو آپ اپنی بیویوں میں کسی کے پاس نہیں لائے میرے گھر میں اور میرے دن میں۔ اور میرے بستر پر۔ آپ نے فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہوگی کہ میں نے اس کو حرام کردیا ہے اور میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا؟ حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا کیوں نہیں۔ تو آپ نے اس کو حرام کردیا۔ اور فرمایا کسی ایک کو اس بارے میں نہ بتانا۔ لیکن انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر اس کو ظاہر فرمادیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔ ساری آیات اور ہم کو یہ بات پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کا کفارہ ادا کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم کو کھول دیا اور آپ نے اپنی باندی کے ساتھ مباشرت فرمائی۔

۸-ابن المنذر والطبرانی نے وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت یاایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک کے بارے میں روایت کیا کہ آپ نے اپنی باندی کو حرام فرمالیا تھا۔

۹-ابن سعد وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہا آپس میں محبت کرنے والیاں تھیں۔ ایک دن حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے گھر گئیں اور وہاں باتیں کرتی رہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو بلوایا اور وہ دن کے وقت حفصہ کے گھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہیں اور یہ وہ دن تھا جس میں آپ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تھے۔ حفصہ واپس آئیں تو دونوں کو اپنے گھر میں پایا اور اس باندی کے نکلنے کا انتظار کرنے لگیں اور اس باندی پر ان کو سخت غیرت آئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو حفصہ کے گھر سے نکالا اور حضرت حفصہ داخل ہوئیں۔ اور کہا میں نے دیکھ لیا ہے جو آپ کے پاس تھی۔ اللہ کی قسم! آپ نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم! میں ضرور تجھ کو راضی کرلوں گا۔ میں تجھ کو ایک راز کی بات کہنے والا ہوں۔ تم اس کی حفاظت کرنا میں نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا میں تجھ کو گواہ بناتا ہوں کہ میری یہ باندی مجھ پر حرام ہے کیا تو راضی ہے؟ حفصہ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور اس کو راز کی بات بتائی۔ کہ تو خوش ہوجا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی باندی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے پس جونہی انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کے بارے میں بتایا تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ظاہر فرمادیا ہے۔ اور یہ آیت نازل فرمائی آیت یاایہا

النبی لم تحرم ما احل اللہ لک۔

۱۰۔ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اس آیت کا ذکر کیا گیا آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک تو انہوں نے فرمایا کہ یہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ہے۔

۱۱۔ابن مردویہ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی والدہ کو ابوایوب کے گھر میں ٹھہرایا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اس کے گھر میں داخل ہوئے۔ گھر کو خالی پایا تو اس باندی کے ساتھ مباشرت کی۔ تو وہ ابراہیم کے ساتھ حاملہ ہو گئیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب اس کا حمل ظاہر ہو گیا تو وہ اس سے گھبرائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ اس سے بچہ پیدا ہو گیا اس کی ماں کا دودھ نہ تھا تو ایک بھیڑ اس کے لیے خریدی گئی۔ جس سے بچے کو غذا دی جاتی تھی جس سے بچے کا جسم صحت مند ہو گیا گوشت د پوست حسین ہو گیا اور اس کا رنگ بہت اجلا اور شفاف ہو گیا۔ آپ ایک دن بچے کو اپنی گردن پر اٹھا کر آئے۔ اے عائشہ تو کیسی صورت دیکھ رہی ہے؟ میں نے کہا میں اپنے علاوہ کسی کی صورت کو نہیں جانتی آپ نے فرمایا کیا گوشت کے سبب بھی نہیں؟ میں نے کہا مجھے اپنی عمر کی قسم! جس کی غذا بھیڑ کا دودھ ہو تو یقیناً اس کا گوشت حسین اور خوبصورت ہو گا۔ راوی نے کہا کہ اس کے سبب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا گھبرا گئیں۔ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے سخت لہجہ میں بات کی۔ تو آپ نے اس باندی کو اپنے لیے حرام کر دیا اور ان سے یعنی حفصہ رضی اللہ عنہا سے راز کی بات کہی۔ مگر اس نے عائشہ پر اس راز کو فاش کر دیا۔ تو اس پر آیت تحریم نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو آزاد فرمایا۔ اس کے کفارہ میں۔

شہد حرام کرنے کے واقعہ کا بیان

۱۲۔ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابراہیم کی والدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو پایا۔ تو آپ نے اپنی ام ولد ماریہ رضی اللہ عنہا کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے خوش کرنے کے لیے حرام کر لیا۔ اور ان کو حکم فرمایا کہ اس بات کو چھپائے رکھے مگر انہوں نے یہ بات عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتا دی اس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت واذ اسر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا اور جب پیغمبر نے اپنی کسی بیوی سے ایک بات چپکے سے کہہ دی۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ اپنی قسم کے کفارے کا حکم فرمایا۔

۱۳۔عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ سے آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک الایۃ کے بارے میں روایت کیا کہ آپ نے اپنی باندی ماریہ قبطیہ ام ابراہیم (علیہ السلام) کو حفصہ رضی اللہ عنہا کے دن میں حرام کر لیا تھا اور حضرت حفصہ کو اسے چھپانے کا حکم فرمایا لیکن انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کی اطلاع کر دی۔ اور وہ دونوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کرتی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اسے حلال کر دیا جسے آپ نے اپنی ذات پر حرام کر لیا تھا۔ اور آپ کو اپنی قسم کے کفارہ کا حکم کرتے ہوئے فرمایا آیت قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے لیے تمہاری قسموں کا کھولنا مقرر کر دیا ہے۔

۱۴۔عبد الرزاق و عبد بن حمید نے شعبی و قتادہ رحمہما اللہ سے روایت کیا کہ یہ آیت یا ایہا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک

اس لیے نازل ہوئی کیونکہ اپنی باندی کو حرام کرلیا تھا۔ شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ نے حرام کرنے کے ساتھ قسم بھی کھائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حرام کرنے میں آپ کو عتاب فرمایا۔ اور آپ کے لیے قسم کے کفارہ کا حکم فرمایا۔ اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نے اس کو حرام کرلیا اور یہی قسم ہوگئی۔ (تفسیر در منثور، سورہ تحریم، بیروت)

آیت کریمہ کے نزول کا سبب

مسئلہ نمبر 1۔ یاایها النبی لم تحرم ما احل الله لك صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش کے ہاں رکتے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم شہد نوش فرماتے (1)۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اور حضرت حفصہ نے آپس میں اتفاق کیا کہ ہم میں سے جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں تو وہ کہے: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغافیر کی بو پاتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھاتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک کے پاس تشریف لے گئے تو اس زوجہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات کی۔ فرمایا۔ میں نے تو حضرت زینب بنت جحش کے پاس شہد پیا ہے، میں دوبارہ ایسے نہ کروں گا تو یہ آیات ان تتوبا تک نازل ہوئیں۔ ان تتوبا میں مراد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ واذ اسر النبی الی بعض ازواجه سے مراد ہے: میں نے شہد پیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوہ اور شہد پسند فرمایا کرتے تھے (2)۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز ادا فرمالیتے تو اپنی ازواج مطہرات کے ہاں تشریف لے جاتے۔ ان کے قریب ہوتے۔ آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو آپ اس سے زیادہ رک گئے جتنا آپ رکا کرتے تھے۔ میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا تو مجھے بتایا گیا: ان کی قوم کی ایک عورت نے شہد کی ایک کپی پیش کی ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد پلایا ہے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ضرور حیلہ کریں گی۔ میں نے اس کا ذکر حضرت سودہ سے کیا اور میں نے کہا: جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم تیرے پاس تشریف لائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور تیرے قریب تشریف لائیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنا یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھائے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے نہیں۔ تو عرض کرنا: یہ بو کیسی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بو سے سخت نفرت کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے: حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ تو عرض کرنا: شہد کی مکھی نے عرفط کو چوسا ہوگا۔ میں بھی یہی بات عرض کروں گی، اے صفیہ! تو بھی یہ بات کرنا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سودہ کے ہاں تشریف لے گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جو بات تو نے مجھے کہی تھی میں اسے اس وقت ہی کرنے والی تھی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر تھے۔ یہ صرف تیری ملامت کے ڈر کی وجہ سے تھا (مگر میں نے نہ کی) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب تشریف لائے پوچھا: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر کھائے ہیں؟ فرمایا، نہیں۔ عرض کی: یہ بو کیسی ہے؟ فرمایا۔ حفصہ نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ عرض کی: اس کی مکھی نے عرفط کو چوسا ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے تو میں نے بھی اسی کی مثل عرض کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں

تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اسی کی مثل بات کی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے۔ عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد نہ پلاؤں؟ فرمایا۔ مجھے حاجت نہیں۔ کہا: حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کہا کرتیں: سبحان اللہ! ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے روک دیا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے حضرت سودہ کو کہا: چپ رہ۔ اس روایت میں ہے جس کے ہاں شہد پیا گیا وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ پہلی روایت میں ہے وہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ ابن ابی ملیکہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔ وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا تھیں (1)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا تھیں، اسے اسباط نے سدی سے روایت نقل کی ہے۔ یہ عطا بن ابی مسلم نے روایت کی ہے۔ ابن عربی نے کہا: یہ سب جہالت ہے اور علم کے بغیر تصورات ہیں (2)۔ باقی عورتوں نے اس سے حسد اور غیرت کی بنا پر کہا: ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مغافیر کی بو پاتے ہیں۔ مغافیر سبزی ہے یا گوند ہے جس کی خوشبو زوجہ بدل چکی ہو، اس میں مٹھاس ہوتی ہے۔ اس کی واحد مغفور ہے جرست یعنی اس نے کھایا۔ عرفط یہ ایک ایسی بوٹی ہے جس کی بو شراب کی بو جیسی ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ پسند کرتے تھے کہ آپ سے عمدہ خوشبو پائی جائے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے پائیں اور فرشتہ سے کلام کرنے کی وجہ سے بو کو ناپسند کرتے تھے، یہ ایک قول ہے۔

ایک دوسرا قول بھی ہے: مراد وہ عورت ہے جس نے اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیا (3)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کی وجہ سے اسے قبول نہ کیا، یہ حضرت ابن عباس اور عکرمہ کا قول ہے۔

تیسرا قول ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا تھا جو مقوقس، شاہ سکندریہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور تحفہ بھیجی تھی۔ ابن اسحاق نے کہا: یہ انصنا ضلع کے ایک ایسے شہر سے تھی جسے حفن کہتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں ان کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے تھے۔ دار قطنی نے حضرت ابن عباس سے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (1) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ام ولد حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل کیا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے پاس پایا جبکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کے گھر جانے کی وجہ سے اپنے گھر میں موجود نہ تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ام ولد کو میرے گھر میں داخل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں میں سے صرف میرے ساتھ یہ سلوک اس لئے کیا ہے کیونکہ میں آپ پر کم مرتبہ محسوس ہوتی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ یہ واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ذکر نہ کرنا اگر میں اس حضرت ماریہ کے قریب جاؤں تو وہ مجھ پر حرام ہے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنے اوپر کیسے حرام کرتے ہیں جبکہ وہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی لونڈی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سامنے قسم اٹھائی کہ وہ حضرت ماریہ کے قریب نہ جائیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا۔ اس کا ذکر کسی سے بھی نہ کرنا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اس کا ذکر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ تک اپنی ازواج کے ہاں تشریف نہیں لے

جائیں گے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات سے انتیس دن تک الگ تھلگ رہے۔اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

آیت کریمہ کے نزول کے اسباب میں سے قوی اور صحیح سبب

مسئلہ نمبر 2۔ان اقوال میں سے زیادہ صحیح پہلا قول ہے۔سب سے کمزور درمیانہ ہے۔ابن عربی نے کہا: سند میں ضعف اس لئے ہے کیونکہ اس کے راوی عادل نہیں (2)۔معنی میں ضعف اس لئے ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موہوبہ چیز کا رد کرنا یہ اسے حرام قرار دینا نہیں کیونکہ جو چیز کسی کو ہبہ کی جائے اس کو رد کرنے سے وہ چیز اس پر حرام نہیں ہو جاتی۔بے شک حقیقی حرمت تو حنث کے بعد ہوتی ہے۔جہاں تک جو یہ روایت کی گئی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ کو اپنے اوپر حرام کیا تو یہ روایت سند کے اعتبار سے سب سے اچھی ہے اور معنی کے اعتبار سے واقعہ کے زیادہ قریب ہے لیکن صحیح میں مذکور نہیں۔اسے مرسل روایت کیا گیا ہے۔

ابن وہب نے روایت کی ہے (3)، وہ امام مالک سے وہ حضرت زید بن اسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ کو اپنے اوپر حرام قرار دیا۔فرمایا۔تو مجھ پر حرام ہے۔اللہ کی قسم! میں تیرے پاس نہیں آؤں گا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔اس کی مثل ابن قاسم نے روایت نقل کی ہے۔اشہب نے امام مالک سے روایت کی ہے کہ انصار سے تعلق رکھنے والی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے آپ سے تکرار کیا تو حضرت عمر اس سے کانپ گئے (4)۔فرمایا: بیویاں تو اس طرح نہیں ہوتی تھیں۔بیوی نے کہا: کیوں نہیں جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کرتی ہیں آپ نے اپنا کپڑا لیا اور حضرت حفصہ کی طرف نکلے پوچھا: کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکرار کرتی ہے؟ عرض کی: ہاں اگر میں جانتی کہ آپ اسے ناپسند کرتے ہیں تو میں ایسا نہ کرتی۔جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔فرمایا: حفصہ کی ناک خاک آلود ہو۔صحیح یہ ہے کہ یہ واقعہ شہد کے بارے میں ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے ہاں پیا تھا۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے اس مسئلہ میں ایک دوسرے کی مدد کی تو واقعہ ہوا جو ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا دی کہ اسے نہ پئیں گے اور راز کو مخفی رکھا۔یہ آیت ان تمام کے بارے میں نازل ہوئی۔

مرد مطلقاً حرمت کا قول کرے تو اس کا اطلاق کس پر ہوگا؟

مسئلہ نمبر 3۔لم تحرم اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا اور قسم نہ اٹھائی تو ہمارے نزدیک یہ قسم نہیں (1) مرد کا یہ قول: ھذا علی حرام بیوی کے سوا کسی چیز کو حرام نہیں کرتا۔امام ابو حنیفہ نے کہا: جب اس نے اسے مطلق ذکر کیا تو اس کا اطلاق کھانے اور پینے والی چیزوں پر ہوگا، لباس پر نہیں ہوگا۔یہ قسم ہوئی اور کفارہ کو واجب کرے گی۔امام زفر نے کہا: یہ تمام چیزوں میں قسم ہوگی یہاں تک کہ حرکت وغیرہ میں بھی قسم ہوگی (2)۔

مخالف نے یہ استدلال کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کو حرام کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کفارہ لازم ہوا۔اللہ تعالیٰ

کا فرمان ہے: قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم (التحریم:2) اللہ تعالیٰ نے اسے قسم قرار دیا ہے، ہماری دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: یایھا الذین امنوا لاتحرموا طیبت ما احل اللہ لکم ولا تعتدوا (المائدہ:87) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قل ارئیتم ما انزل اللہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما و حللا ط قل اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون (یونس) اللہ تعالیٰ نے حلال چیز کو حرام قرار دینے پر مذمت کی ہے اس پر کفارہ کو واجب قرار نہیں دیا۔ زجاج نے کہا: کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس چیز کو حرام قرار دے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ شان نہیں کہ کسی چیز کو حرام قرار دیں مگر اسے ہی حرام قرار دے سکتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے جس نے اپنی بیوی یا لونڈی سے کہا: تو مجھ پر حرام ہے اور طلاق وظہار کی نیت نہ کی۔ یہ لفظ کفارہ یمین کو واجب کرے گا۔ اگر اس نے اس لفظ کیساتھ بیویوں اور لونڈیوں کی ایک جماعت کو خطاب کیا تو اس پر ایک کفارہ ہوگا۔ اگر اس نے اپنی ذات پر کھانا یا کوئی اور چیز حرام کی تو امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک اس پر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، امام ثوری اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کفارہ واجب ہوگا۔

مرد کا اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دینا

مسئلہ نمبر 4۔ علماء نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے کہ ایک مرد اپنی بیوی کو کہتا ہے: تو مجھ پر حرام ہے۔ اس بارے میں اٹھارہ اقوال ہیں۔

اس پر کچھ بھی لازم نہیں

(ا) اس پر کچھ بھی لازم نہیں ہوگا (3): امام شعبی، مسروق، ربیعہ، ابو سلمہ اور اصبغ نے یہی کہا ہے۔ یہ ان کے نزدیک پانی اور کھانے کو حرام کرنے کی طرف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: یایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبت ما احل اللہ لکم (المائدہ :87) بیوی پاکیزہ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حلال کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلل و ھذا حرام (النحل:116) جسے اللہ تعالیٰ حرام قرار نہ دے کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ اسے حرام قرار دے، نہ اس بندے کے حرام قرار دینے سے وہ حرام ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت نہیں کہ آپ نے فرمایا ہو ما احلہ اللہ ھو علی حرام اللہ تعالیٰ نے جو چیز مجھ پر حلال کی ہے وہ مجھ پر حرام ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ماریہ سے رک گئے اس قسم کیوجہ سے جو آپ سے واقع ہوئی۔ وہ یہ تھی واللہ لا اقربھا بعد الیوم آج کے بعد میں اس کے قریب نہیں جاؤں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا: اللہ تعالیٰ نے جو چیز آپ کے لئے حلال کی ہے اس سے قسم کی وجہ سے کیوں رکتے ہیں۔ یعنی اس کے پاس جائیے اور کفارہ ادا کیجئے۔

(۲) یہ قسم ہے وہ کفارہ ادا کرے، یہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم اور امام اوزاعی کا نقطہ نظر ہے۔ آیت کا مقتضا بھی یہی ہے۔ سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: جب کوئی آدمی اپنی بیوی اپنے اوپر حرام کرے تو یہ قسم ہوگی وہ کفارہ ادا کرے (1)۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (الاحزاب:21) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی کو اپنے اوپر

حرام کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک واللہ غفور رحیم . قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم آپ نے اپنی قسم کا کفارہ دیا اور حرام کو قسم بنا دیا۔ دار قطنی نے اس کی تخریج کی ہے۔

اس میں کفارہ واجب ہوگا، یہ قسم نہیں

(۳) اس میں کفارہ واجب ہوگا (2)، یہ قسم نہ ہوگی، یہ حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔ دو روایتوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک یہ ہے۔ اس قول میں نظر و فکر کی گنجائش ہے۔ آیت اس کا رد کرتی ہے۔

یہ ظہار ہے اس میں کفارہ نہیں

(۴) یہ ظہار ہے اس میں کفار ظہار ہے (3): یہ حضرت عثمان غنی، امام احمد بن حنبل اور اسحاق کا نقطہ نظر ہے۔

مرد کی نیت کو دیکھا جائے گا

(۵) اگر اس نے یہ قول کر کے ظہار کی نیت کی (4)، وہ یہ نیت کرتا ہے وہ حرام ہے جس طرح اس کی ماں کی پیٹھ حرام ہے تو یہ ظہار ہوگا۔ اگر طلاق کے بغیر اس کی ذات کو اپنے اوپر حرام مطلق کیا تو کفارہ یمین واجب ہوگا۔ اگر کسی چیز کی نیت نہ کی تو اس پر کفارہ یمین ہوگا، یہ امام شافعی کا قول ہے۔

یہ طلاق رجعی ہے

(٦) یہ طلاق رجعی ہے (1): یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، زہری، عبدالعزیز بن ابی سلمہ اور ابن ماجشون کا قول ہے۔

یہ طلاق بائنہ ہے

(۷) یہ طلاق بائنہ ہے (2): یہ حماد بن ابی سلیمان اور حضرت زید بن ثابت کا قول ہے۔ اسے ابن خویز منداد نے امام مالک سے نقل کیا ہے۔

یہ طلاق مغلظہ ہے

(۸) یہ تین طلاقیں ہیں (3)، یہ حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کے بارے میں حکم مختلف ہے۔

(۹) جس بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے ہوتے ہوں اس کو تین طلاقیں ہو جائیں گی (4) اور جس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کیے۔ اس میں نیت کرے گا: یہ حضرت حسن بصری، علی بن زید اور حکم کا قول ہے۔ یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔

ہر حال میں یہ طلاق مغلظہ ہے۔

(۱۰) یہ تین طلاقیں ہوں گی کسی حال میں بھی نیت نہ کرے اور کسی محل میں نیت نہ کرے (5)۔ اگر چہ اس نے حقوق زوجیت ادا نہ کیے ہوں، یہ عبدالمالک کا قول ہے جو مبسوط میں ہے۔ ابن ابی لیلیٰ نے یہی کہا ہے۔

مدخول بہا کو تین جب کہ غیر مدخول بہا کو ایک طلاق ہوگی

(۱۱) جس سے دخول نہیں کیا اس میں ایک طلاق ہے (6) اور جس کے ساتھ دخول کیا ہوا ہے اس کو تین طلاقیں ہیں، یہ ابو مصعب اور محمد بن عبدالحکم کا قول ہے۔

احناف کا نقطہ نظر

(۱۲) اگر اس نے طلاق کی نیت کی یا ظہار کی نیت کی تو وہ واقع ہوگا جو اس نے نیت کی (7)۔ اگر طلاق کی نیت کی تو ایک بائنہ ہوگی مگر اس صورت میں تین واقع ہو جائیں گی جب وہ تین کی نیت کرے۔ اگر دو کی نیت کرے تو ایک واقع ہوگی۔ اگر کوئی نیت نہ کی تو وہ قسم ہوگی۔ مرد اپنی بیوی سے ایلاء کرنے والا ہوگا۔ یہ امام ابوحنیفہ اور اس کے اصحاب کا نقطہ نظر ہے۔ اس کی مثل امام زفر کا قول ہے مگر فرمایا: جب وہ دو کی نیت کرے تو ہم اسے لازم کر دیں گے۔

ابن قاسم کا نقطہ نظر

(۱۳) ظہار کی نیت اسے کوئی نفع نہ دے گی (8)۔ یہ طلاق ہوگی، یہ ابن قاسم کا قول ہے۔

یحییٰ بن عمر کا نقطہ نظر

(۱۴) یحییٰ بن عمر نے کہا: یہ طلاق ہوگی (۱)۔ اگر اس نے بیوی کی طرف رجوع کیا تو اس کے لئے وطی کرنا جائز نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ کفارہ ظہار ادا کرے۔

امام شافعی کا نقطہ نظر

(۱۵) اگر طلاق کی نیت کرے تو جو جتنی تعداد کا ارادہ کیا (۲)، اگر ایک کی نیت کی تو ایک طلاق رجعی ہوگی، یہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اس کی مثل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ و تابعین کا قول ہے۔

سفیان ثوری کا نقطہ نظر

(۱۶) اگر یہ لفظ بول کر تین کی نیت کی تو تین ہو جائیں گی، اگر ایک کی نیت کی تو ایک ہو جائے گی، اگر قسم کی نیت کی تو یہ قسم ہوگی، اگر کسی چیز کی نیت نہ کی تو کوئی چیز لازم نہ ہوگی، یہ سفیان کا قول ہے۔ اسی کی مثل امام اوزاعی اور ابوثور کا قول ہے مگر دونوں نے کہا: اگر کچھ بھی نیت نہ کی تو ایک طلاق ہوگی۔

ابن شہاب اور ابن عربی کا نقطہ نظر

(۱۷) اس کی نیت کا اعتبار ہوگا (3)۔ ایک سے کم نہیں ہو سکتی: یہ ابن شہاب کا قول ہے۔ اگر کچھ بھی نیت نہ کی تو کوئی چیز لازم نہ ہوگی، یہ ابن عربی کا قول ہے۔ میں نے سعید بن جبیر کا بھی یہی قول دیکھا ہے۔

اس پر غلام کو آزاد کرنا لازم ہے

(۱۸) اس پر ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے اگر چہ وہ اسے ظہار نہ بنائے۔ میں اس کی کوئی توجیہ نہیں جانتا۔ میرے پاس جو مقالات ہیں ان میں یہ متعدد نہ ہوں گے۔

میں کہتا ہوں: دار قطنی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی (4) م کہ حسین بن اسماعیل، محمد بن منصور سے وہ روح سے وہ سفیان ثوری سے وہ سالم افطس سے وہ سعید بن جبیر سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک آدمی آیا۔ عرض کی: میں نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام کرلیا ہے۔ فرمایا: تو نے جھوٹ بولا ہے۔ وہ تجھ پر حرام نہیں۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔ تجھ پر سب سے بھاری کفارہ ہے، وہ غلام آزاد کرنا ہے۔ مفسرین میں سے ایک جماعت نے کہا: جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قسم کا کفارہ ایک غلام کو آزاد کر کے ادا کیا اور حضرت ماریہ کی طرف لوٹے! یہ زید بن اسلم اور دوسرے لوگوں کا قول ہے۔

اس مسئلہ میں پائے جانے والے اختلاف کی وجہ

مسئلہ نمبر 5۔ ہمارے علماء نے کہا: اس باب میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ نہ کتاب اللہ میں اور نہ سنت رسول اللہ میں کوئی نص یا ظاہر صحیح ہے جس پر اس مسئلہ میں اعتماد کیا جا سکے۔ اس وجہ سے علماء نے اس بارے میں اپنی اپنی رائے قائم کی۔ جس نے برات اصلیہ سے تمسک کیا، اس نے کہا: کوئی حکم نہیں، اس سے کوئی چیز لازم نہیں ہوگی۔ جس نے کہا: یہ قسم ہے! اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اسے قسم کا نام دیا ہے۔ جس نے کہا: اس میں کفارہ واجب ہوگا اور یہ قسم نہیں اس کی بنیاد دو امروں میں سے ایک امر ہے۔ (۱) اس نے گمان کیا: اللہ تعالیٰ نے اس میں کفارہ واجب کیا ہے، اگر چہ یہ قسم نہیں۔ (۲) ان کے نزدیک یمین کا معنی حرام کرنا ہے تو کفارہ معنی کے اعتبار سے واقع ہوا۔ جس نے کہا: یہ طلاق رجعی ہے اس نے لفظ کو اقل وجوہ پر محمول کیا ہے۔ طلاق رجعی بھی وطی کو حرام کرتی ہے تو لفظ کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔ یہ امام مالک کو لازم ہوگا کیونکہ آپ فرماتے ہیں: طلاق رجعی وطی کو حرام کر دیتی ہے۔ اسی طرح جس نے کہا: یہ تین طلاقیں ہیں اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس نے اسے سب سے غلیظ صورت پر محمول کیا۔ وہ تین طلاقیں ہیں۔ جس نے کہا: یہ ظہار ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ تحریم کے درجات میں سے سب سے کم درجہ کی تحریم ہے کیونکہ یہ ایسی تحریم ہے جو نکاح کو ختم نہیں کرتی۔ جس نے کہا: یہ طلاق بائنہ ہے، اس نے اس پر اعتماد کیا کہ طلاق رجعی مطلقہ کو حرام نہیں کرتی اور طلاق بائنہ اسے حرام کرتی ہے۔ جہاں تک یحییٰ بن عمر کے قول کا تعلق ہے انہوں نے اس میں احتیاط کی ہے کہ اسے طلاق بنائیں جب وہ اس سے رجوع کرے تو اس میں احتیاط کی کہ کفارہ لازم کریں۔ ابن عربی نے کہا: یہ صحیح نہیں کیونکہ یہ تو دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا ہے کیونکہ ایک لفظ کے معنی میں ظہار اور طلاق جمع نہیں ہو سکتے تو جس کا اجتماع دلیل میں صحیح نہیں اس میں احتیاط کی کوئی وجہ نہیں۔

جس نے کہا: جس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کئے گئے اس میں نیت کا اعتبار کیا جائے گا کیونکہ ایک طلاق اسے جدا کر دیتی ہے اور شرعاً اسے حرام کر دیتی ہے، یہی اجماع ہے۔ اسی طرح کہا: جس نے نیت کا اعتبار کرتے ہوئے کوئی حکم نہ لگایا۔ دخول سے پہلے ایک طلاق بھی حرمت ثابت کرتی ہے یہی اجماع ہے کہ قل، جس پر سب کا اتفاق ہے اس کو اپنا لینا کافی ہے۔ جس نے کہا: دونوں میں یہ تین طلاقیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے حکم اعظم کو لیا ہے کیونکہ اگر وہ تین کی تصریح کر دیتا تو جس کے

ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کئے گئے اس میں بھی یہ تینوں نافذ ہو جاتیں جس طرح اس میں نافذ ہو جاتی ہیں جس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کئے ہیں۔ ضروری ہے کہ معنی اسی کی مثل ہو، وہ تحریم ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ یہ سب بیوی کے بارے میں ہے۔ جہاں تک لونڈی کا تعلق ہے تو ان میں سے کوئی چیز لازم نہ ہوگی مگر امام مالک کے نزدیک جب وہ آزادی کی نیت کرے۔ عام علماء اس طرف گئے ہیں کہ اس پر کفارہ یمین ہوگا۔ ابن عربی نے کہا: صحیح یہ ہے کہ یہ ایک طلاق ہے کیونکہ اگر وہ طلاق کا ذکر کرتا تو یہ کم سے کم ہی واقع ہوتی وہ ایک ہی ہے مگر اس صورت میں کہ اسے متعدد ذکر کرے (1)۔ اسی طرح جب تحریم کا ذکر کیا تو کم سے کم واقع ہوگی مگر جب وہ اکثر کا ذکر کرے، جس طرح وہ کہے: انت علی حرام الا بعد زوج یہ مراد پر نص ہے۔

میں کہتا ہوں: اکثر مفسرین کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت حضرت حفصہ کے بارے میں نازل ہوئی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لونڈی کے ساتھ خلوت کی۔ ثعلبی نے اس کا ذکر کیا۔ اس تعبیر کی بنا پر گویا فرمایا: جو آپ نے اپنی ذات پر حرام کیا ہے وہ آپ پر حرام نہیں بلکہ آپ پر اس کا کفارہ ہے اگرچہ یہ شہد اور لونڈی کی حرمت کے بارے میں بھی ہے۔ گویا فرمایا: جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا ہے وہ آپ پر حرام نہیں بلکہ آپ نے تحریم کو یمین کے ساتھ ملا دیا ہے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کیجئے، یہ قول صحیح ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حرام کیا، پھر قسم اٹھائی۔ جس طرح دار قطنی نے ذکر کیا (1)۔ امام بخاری نے اس کا معنی شہد کے قصہ میں بیان کیا (2) جو عبید بن عمیر سے مروی ہے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زینب بنت جحش کے ہاں شہد نوش فرماتے اور ان کے ہاں ٹھہرتے۔ میں نے اور حضرت حفصہ نے آپس میں مشاورت کی کہ ہم میں سے جس کے ہاں بھی رسول اللہ تشریف لائیں تو وہ کہے: آپ نے مغافیر کھائے ہیں؟ میں آپ سے مغافیر کی بو محسوس کرتی ہوں۔ فرمایا: نہیں میں نے تو شہد پیا ہے میں دوبارہ ایسا نہ کروں گا۔ میں نے قسم اٹھا دی ہے اس بارے میں کسی کو بھی نہ بتانا۔ مقصد اپنی ازواج کی خوشنودی تھی۔ ولن اعود لہ یہ تحریم کی صورت میں تھا اور حلفت مراد باللہ ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر عتاب کا حکم نازل کیا اور اپنے ارشاد: یایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک سے کفارہ یمین لازم کیا۔

تبتغی مرضات ازواجک آپ یہ اس لئے کرتے ہیں تا کہ ازواج کی رضا حاصل کریں۔ واللہ غفور رحیم۔ جس امر نے معاتبہ کو واجب کیا اس کو بخشنے والا ہے اور مواخذہ کو ختم کر کے رحم فرمانے والا ہے۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے: یہ گناہ صغیرہ ہے۔ صحیح یہ ہے یہ ترک اولیٰ پر معاتبہ ہے اور آپ کا صغیرہ اور کبیرہ گناہ نہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورہ تحریم، بیروت)

باب إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ فَأَكَلَ خُبْزًا بِخَلٍّ .

باب: جب کوئی شخص کوئی قسم اُٹھائے کہ وہ سالن نہیں کھائے گا اور پھر وہ سرکہ کے ساتھ روٹی کھا لے (تو اس کا حکم کیا ہوگا؟)

3805 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُثَنّٰى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ نَافِعٍ

3805-اخرجه مسلم في الاشربة، باب فضيلة الخل و التادم به (الحديث 167 و 178) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في الخل (الحديث 3821) مختصراً . تحفة الاشراف (2338) .

عَنْ جَابِرٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَهُ فَإِذَا فِلَقٌ وَّخَلٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلْ فَنِعْمَ الْإِدَامُ الْخَلُّ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کے گھر میں داخل ہوا تو وہاں روٹی کا ایک ٹکڑا اور سرکہ (کھانے کے وقت پر موجود تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کھاؤ! سرکہ بہترین سالن ہے''۔

شرح

بہترین سالن، سرکہ ہے۔ لہٰذا جو چیز بھی سرکہ ہوگی اس کا استعمال حلال ہوگا، دوسرے جب شراب میں سے وہ بری خاصیت نکل گئی جس کی وجہ سے وہ حرام تھی اور اس میں اچھی خاصیت پیدا ہوگئی تو اب وہ ایک مباح چیز کے درجہ میں آ گئی لہٰذا اس کا کھانا پینا حلال ہوگا جہاں تک اس حدیث کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں حنفیہ کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حلال اس لئے نہیں فرمایا تھا کہ اس وقت شراب کی حرمت نازل ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا اور لوگوں نے بڑی طویل عادت کو ترک کر کے شراب سے منہ موڑا تھا اور یہ ایک فطری بات ہے کہ انسان جس کو ایک طویل عادت کے بعد چھوڑتا ہے اس کی طرف اس کی طبیعت اور خواہش کا میلان کافی عرصہ تک رہتا ہے، لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت شیطان کی مداخلت سے خوف محسوس فرما کر کہ مبادا شیطان لعین کو اپنا حربہ آزمانے کا موقع مل جائے۔

اور اس کے نتیجہ میں لوگ اس چیز کو شراب پینے کا وسیلہ بنالیں، آپ نے اس کو حلال نہیں فرمایا لیکن شراب کی حرمت پر طویل عرصہ گذر جانے اور شراب کی طرف لوگوں کے میلان کے ہلکے سے بھی شائبے کی جڑیں تک اکھڑ جانے کے بعد جب اس قسم کا کوئی خوف نہ رہا اور اس طرح وہ "مصلحت" ختم ہوگئی جس کی بناء اس کو حلال نہ فرمایا گیا تھا تو وہ حرمت زائل ہوگئی اور پھر شراب سے بنے ہوئے سرکہ کو استعمال کرنا بھی حلال ہوگیا۔ علاوہ ازیں صاحب ہدایہ نے ایک روایت بھی نقل کی ہے جس کو بیہقی نے اپنی کتاب معرفت میں حضرت جابر سے بطریق مرفوع نقل کیا ہے کہ حدیث (خیر خلکم خل خمرکم)۔ (بیہقی) "یعنی تمہارے سرکوں میں بہترین سرکہ وہ ہے۔ جو شراب سے بنا ہو۔

بَابٌ فِي الْحَلِفِ وَالْكَذِبِ لِمَنْ لَّمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِينَ بِقَلْبِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص دلی طور پر قسم کو درست نہ سمجھتا ہو اس کا قسم اُٹھانا اور جھوٹ بولنا

3806 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

3806-اخرجه ابو داؤد في البيوع، باب في التجارة يخالطها الحلف و اللغو (الحديث 3326 و 3327) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في التجار و تسمية النبي صلى الله عليه وسلم اياهم (الحديث 1208) بمعناه . واخرجه النسائي في اليامن و النذور، في الحلف و الكذب لمن لم يعتقد اليمين بقلبه (الحديث 3807)، و في اللغو و الكذب (الحديث 3808 و 3809)، و في البيوع، الامر بالصدقة لمن لم يعتقد اليمين بقلبه في حال بيعه (الحديث 4475) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب التوقي في التجارة (الحديث 2145) تحفة الاشراف (11103) .

عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَبِيْعُ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنِ اسْمِنَا فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَالْكَذِبُ فَشُوْبُوْا بَيْعَكُمْ بِالصَّدَقَةِ".

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمارا نام ایجنٹ رکھا گیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت خرید وفروخت کررہے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس نام سے مخاطب کیا جو ہمارے پہلے نام سے زیادہ بہتر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اے تاجروں کے گروہ! اس سودے کے وقت قسمیں بھی اُٹھائی جاتی ہیں اور جھوٹ بھی بولا جاتا ہے' اس لیے تم اپنے سودے میں صدقے کو ملا لیا کرو"۔

3807 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ وَعَاصِمٍ وَجَامِعٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا نَبِيْعُ بِالْبَقِيْعِ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنَّا نُسَمَّى السَّمَاسِرَةَ فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ". فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ مِّنِ اسْمِنَا ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَا الْبَيْعَ يَحْضُرُهُ الْحَلِفُ وَالْكَذِبُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ".

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ کھلے میدان میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' پہلے ہمیں ایجنٹ کہا جاتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اے تاجروں کے گروہ!" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسے نام سے مخاطب کیا جو پہلے نام سے زیادہ بہتر تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان سودوں میں قسمیں بھی اُٹھائی جاتی ہیں اور جھوٹ بھی بول دیا جاتا ہے' تم ان کے ساتھ صدقے کو ملا دیا کرو"۔

باب فِى اللَّغْوِ وَالْكَذِبِ.

لغو قسم اُٹھانا اور جھوٹ بولنا

3808 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِىْ غَرَزَةَ قَالَ اَتَانَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِى السُّوْقِ فَقَالَ "اِنَّ هٰذِهِ السُّوْقَ يُخَالِطُهَا اللَّغْوُ وَالْكَذِبُ فَشُوْبُوْهَا بِالصَّدَقَةِ".

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت بازار میں موجود تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3807-تقدم (الحديث 3806) .

3808-تقدم (الحديث 3806) .

''اس بازار میں لغو (قسم) اور جھوٹ کی آمیزش ہوتی ہے' تو تم اس (سودے) کے ساتھ صدقے کو ملا لیا کرو''۔

3809 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ قَیْسِ بْنِ اَبِیْ غَرَزَةَ قَالَ کُنَّا بِالْمَدِیْنَةِ نَبِیْعُ الْاَوْسَاقَ وَنَبْتَاعُهَا وَکُنَّا نُسَمِّیْ اَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَیُسَمِّیْنَا النَّاسُ فَخَرَجَ اِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَیْرٌ مِّنَ الَّذِیْ سَمَّیْنَا اَنْفُسَنَا وَسَمَّانَا النَّاسُ فَقَالَ ''یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّهُ یَشْهَدُ بَیْعَکُمُ الْحَلِفُ وَالْکَذِبُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ''۔

☆☆ حضرت قیس بن ابوغرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ منورہ میں بازار میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے' ہم نے اپنا نام ایجنٹ رکھا ہوا تھا اور لوگ بھی ہمیں اسی نام سے پکارتے تھے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے زیادہ بہتر نام سے مخاطب کیا' جو نام ہم نے اپنے لیے رکھا ہوا تھا اور جو لوگ ہمارا نام لیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے تاجروں کے گروہ! ان سودوں میں قسم اور جھوٹ بھی شامل ہوتے ہیں' تو تم ان کے ساتھ صدقے کو ملا دیا کرو''۔

شرح

اس میں چار مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر: (۱) قولہ تعالیٰ: (آیت) باللغو. اللغو: یہ مصدر ہے لغا یلغو ویلغی، ولغی یلغی لغا. جب کلام میں کوئی ایسی شے ذکر کی جائے جس کی حاجت اور ضرورت نہ ہو یا ایسی شے کو لانا جس میں خیر اور بھلائی نہ ہو یا ایسی شے جس کا گناہ لغو ہو جائے اور حدیث میں ہے۔ جب تو اپنے ساتھی کو کہے خاموش ہو جا اس حال میں کہ امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو تو تو نے لغو عمل کیا۔ (۱) (بخاری شریف، باب: کتاب الجمعہ، رقم الحدیث: ۸۸۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی لغت میں، لغوت کی بجائے لغیت ہے۔ اور شاعر نے کہا ہے:

ورب اسراب حجیج کظم عن اللغا ورفث التکم :

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے:

ولست بما خوذ بالغو تقوله اذا لم تعمد عاقدات العزائم :

مسئلہ نمبر: (۲) علماء کا یمین لغو کے بارے میں اختلاف ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے: کسی آدمی کا وہ قول جو اس کے کلام کے درمیان میں ہو اور محاورہ میں اس کی عجلت پسندی کے سبب ہو: لا واللہ اور بلی واللہ۔ یہ (الفاظ) قسم کے ارادے سے نہ ہوں۔

مروزی نے کہا ہے: وہ یمین لغو جس پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ لغو ہے وہ آدمی کا یہ قول ہے: لا واللہ اور بلی واللہ۔ جبکہ یہ اس کی گفتگو اور کلام میں واقع ہوں نہ اس سے قسم کا اعتقاد ہو اور نہ ہی قسم کا ارادہ ہو۔

3809-تقدم (الحدیث 3806) .

اور ابن وہب نے یونس سے اور انہوں نے ابن شہاب سے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ ام المومنین زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یمین لغو وہ ہے جو (محض) دکھاوا، تمسخر اور مزاح میں ہو اور وہ بات جس پر دل کا اعتقاد نہ ہو۔

اور بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا فرمان (آیت) لَا یُؤَاخِذُکُمُ اللّٰہُ بِاللَّغْوِ فِیْٓ اَیْمَانِکُمْ ۔ ایک آدمی کے اس قول کے بارے میں نازل ہوا: (یعنی) لا و اللہ اور بلی و اللہ ۔

اور کہا گیا ہے لغو وہ ہے جس کے بارے میں کوئی ظن کی بنا پر قسم کھاتا ہے اور وہ امر قسم کے خلاف ہوتا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہی کہا ہے آپ سے اسے ابن قاسم نے بیان کیا ہے اور اسلاف میں سے ایک جماعت نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب آدمی کسی شے کی قسم کھائے اور اس کا ظن یہی ہو کہ وہ اسی طرح ہے جبکہ (فی الحقیقت) وہ اس طرح نہ ہو تو وہ قسم لغو ہو گی اور اس میں کفارہ نہیں ہے، اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

اور روایت ہے کہ ایک قوم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گفتگو کا تبادلہ کیا اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں تہمت عائد کرنے لگے تو ان میں سے ایک نے قسم کھائی کہ میں نے درست کہا اور اسے فلاں! تو نے غلط بیانی کی ہے، جبکہ معاملہ اس کے خلاف نکلا، تو اس آدمی نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ حانث ہو گیا ہے، تو حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان الرماۃ لغو لا حنث فیھا و لا کفارۃ ۔(۱) (تفسیر طبری، جلد ۴، صفحہ ۳۱) (گفتگو میں زیادتی کی قسم لغو ہے، اس میں نہ حانث ہونا ہے اور کوئی کفارہ ہے)

اور موطا میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: اس بارے میں جو سب سے اچھا میں نے سنا ہے (وہ یہ ہے) کہ اللغو سے مراد انسان کا کسی شے کے بارے میں قسم کھانا ہے جس کے بارے وہ یقین رکھتا ہو کہ وہ اسی طرح ہے پھر وہ اس کے برعکس پائی جاتی ہے، اس میں کفارہ نہیں ہے اور وہ جو کسی شے کے بارے میں قسم کھاتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ اس میں گنہگار ہے، جھوٹا ہے تاکہ وہ اس کے ساتھ کسی کو راضی کرے یا مخلوق کے لئے معذرت کرے یا وہ اس کے ذریعہ مال ہتھیا لے تو یہ اس سے بڑھ کر ہے کہ اس میں کفارہ ہو۔

اور کفارہ اس پر ہو گا جس نے یہ قسم کھائی کہ وہ یہ کام نہیں کرے گا حالانکہ اس کے لیے اس کا کرنا مباح ہے پھر وہ اسے کر گزرتا ہے یا (یہ قسم کھائے) کہ وہ اس طرح کرے گا پھر وہ ایسا نہ کرے، مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ وہ اپنا کپڑا دس درہم کے عوض نہیں بیچے گا پھر وہ اتنے کے عوض ہی فروخت کر دیتا ہے یا کسی نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کو ضرور مارے گا پھر وہ اسے نہ مارے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اگر آپ سے یہ روایت صحیح ہے آپ نے فرمایا: یمین لغو یہ ہے کہ تو قسم کھائے درآنحالیکہ تو غصے میں ہو اور طاؤس نے یہی کہا ہے۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لا یمین فی غضب ۔

(تفسیر طبری، جلد ۴، صفحہ ۲۶)

حالت غضب میں قسم نہیں ہوتی، اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ (اللغو سے مراد) حلال کو حرام قرار دینا ہے، پس وہ کہتا ہے: میرا مال مجھ پر حرام ہے اگر میں نے اس طرح کیا اور حلال مجھ پر حرام ہے، مکحول دمشقی نے اسی طرح کہا ہے۔ اور امام مالک نے بھی یہی کہا ہے، سوائے بیوی کے کیونکہ اس نے اس میں تحریم لازم کردی ہے مگر یہ کہ قسم کھانے والا اپنے دل کے ساتھ اسے خارج کر دے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ لغو سے مراد معصیت کی قسم ہے، حضرت سعید بن مسیّب، ابو بکر بن عبدالرحمٰن اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے دونوں بیٹوں حضرت عمرو اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہی کہا ہے جیسا کہ کوئی یہ قسم کھاتا ہے۔ وہ شراب ضرور پیے گا یا وہ قطع رحمی ضرور کرے گا۔

پس اس کی نیکی اس فعل کو ترک کرنا ہے اور اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور ان کی دلیل حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی حدیث ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی کام کی قسم کھائی پھر اس کے غیر کو اس سے بہتر اور اچھا دیکھا تو اسے چاہیے کہ وہ اسے چھوڑ دے اور بے شک اس کا ترک کرنا ہی اس کا کفارہ ہے (۱) (مسند احمد، رقم الحدیث، ۶۷۳۶) اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ عنقریب اس کا ذکر بھی المائدہ میں آئے گا۔

اور حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ یمین لغو یہ ہے کہ آدمی اپنے بارے میں بددعا کرے: (مثلاً) اللہ تعالیٰ اس کی بصارت کو اندھا کر دے، اللہ تعالیٰ اس کا مال ضائع کر دے، وہ یہودی ہے، وہ مشرک ہے، وہ ولد الزنا ہے اگر اس نے اس طرح کیا۔

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: دو آدمی خرید وفروخت کرتے ہیں، پس ان میں سے ایک کہتا ہے: قسم بخدا! میں تجھے اتنے کے عوض نہیں بیچوں گا اور دوسرا کہتا ہے: قسم بخدا میں اتنے کے عوض اسے نہیں خریدوں گا۔

حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے: وہ آدمی جو قسم کھاتا ہے کہ وہ یہ کام نہیں کرے گا پھر وہ بھول جاتا ہے اور اسے کر گزرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی اور حضرت ضحاک نے کہا ہے: بے شک یمین لغو وہ ہے جس کا کفارہ ادا کیا جائے، یعنی جب قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے تو وہ ساقط ہو جاتی ہے اور لغو ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا کفارہ ادا کرنے کے سبب اور اس سے بہتر کی طرف لوٹنے کے سبب مواخذہ نہیں فرمائے گا۔ ابن عبدالبر نے ایک قول بیان کیا ہے کہ لغو سے مراد مکرہ کی قسم ہے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: وہ قسم جو نسیان اور بھول کے ساتھ ہو اس کے لغو ہونے میں کوئی شک نہیں، کیونکہ وہ اس کے قصد اور ارادہ کے خلاف واقع ہوئی ہے، پس وہ محض لغو ہے۔ (۲) (احکام القرآن، جلد ۲، صفحہ ۶۳۵)

میں (مفسر) کہتا ہوں: مکرہ کی قسم اپنے انجام سمیت جس نے بالاکراہ قسم کھائی اس کا حکم النحل میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت ابن عربی نے کہا ہے: رہا وہ جس نے کہا کہ لغو سے مراد یمین المعصیۃ ہے تو یہ باطل ہے، کیونکہ ترک معصیت پر قسم کھانے والے کی قسم عبادت ہونے کے اعتبار سے منعقد ہو جاتی ہے اور معصیت کا ارتکاب کرنے پر قسم کھانے والے کی قسم معصیت ہونے کے اعتبار سے منعقد ہو جائے گی اور اسے کہا جائے گا: تو معصیت کا ارتکاب نہ کر اور کفارہ ادا کر دے اور اگر اس نے اقدام

فعل کیا تو وہ اپنے اقدام میں گنہگار ہوگا اور اپنی قسم سے بری ہو جائے گا۔

اور رہا وہ جس نے یہ کہا کہ اس سے مراد انسان کا اپنے خلاف دعا کرنا ہے اگر اس طرح نہ ہوا تو اس کے عوض اس طرح آفات نازل ہوں، تو یہ قول لغو ہے کفارہ کے طریق میں، لیکن فی القصد یہ قول منعقد ہو جائے گا اور مکروہ ہے اور بسا اوقات اس کے سبب مواخذہ بھی کیا جاتا ہے، کیونکہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی اپنے بارے میں بددعا نہ کرے بسا اوقات اتفاقیہ ایسی ساعت ہوتی ہے کہ جو کوئی اس میں اللہ تعالیٰ سے کسی شے کے بارے میں سوال کرتا ہے تو وہ اسے ضرور عطا فرما دیتا ہے۔

اور رہا وہ جس نے کہا اس سے مراد یمین الغضب ہے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حالت غضب میں قسم کھانا اس کی تردید کرتا ہے کہ وہ اشعریین کی بوجھ اٹھانے میں مدد۔۔۔۔۔۔کریں گے اور پھر آپ نے ان کی مدد کی اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دیا۔ اس کا ذکر سورۃ براءۃ میں آئے گا۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رہا وہ جس نے یہ کہا کہ اس سے مراد وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا کر دیا گیا تو یہ اس کے متعلق نہیں جو بیان کیا جا رہا ہے اور اسے ابن عطیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ضعیف اور کمزور قرار دیا ہے اور کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے مطلقا لغو سے مواخذہ اٹھا لیا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس میں نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کفارہ ہے اور قسم میں مواخذہ یمین غموس میں جو کہ حالف نے اپنے ذمہ لازم کر رکھی ہو اور اس میں جس کا کفارہ ادا کرنا ترک کر دیا گیا ہو حالانکہ وہ اس میں سے ہو جن میں کفارہ ہوتا ہے آخرت کی سزا ہے اور لازم کرنے میں دنیا کی سزا ہے، پس یہ قول ضعیف ہو جاتا ہے اس سبب سے کہ یہ یمین المکفرہ ہے، کیونکہ اس میں مواخذہ واقع ہوا ہے اور مواخذہ کو فقط آخرت کے ساتھ خاص کرنا یہ مرضی کا فیصلہ ہے (جس کی کوئی حقیقت نہیں)

مسئلہ نمبر: (۳) قولہ تعالیٰ: (آیت) فی ایمانکم الایمان یمین کی جمع ہے اور الیمین کا معنی قسم ہے اور اس کی اصل یہ ہے کہ عرب لوگ جب آپس میں قسم اٹھاتے تھے یا باہم عقد کرتے تھے تو ایک آدمی اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اپنے ساتھی کا دایاں ہاتھ پکڑتا پھر یہ رواج بہت زیادہ بڑھ گیا یہاں تک کہ نفس قسم اور عہد کا نام ہی یمین پڑ گیا۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یمین فعیل کے وزن پر یمن سے ماخوذ ہے اور اس کا معنی برکت ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے یہ نام اس لئے دیا ہے کیونکہ یہ حقوق کی حفاظت کرتی ہے اور یمین کا لفظ مذکر و مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع ایمان اور ایمن ہے۔

زہیر نے کہا ہے: فتجمع ایمن منا و منکم:

(پس ہماری طرف سے اور تمہاری طرف سے بہت سی قسمیں جمع ہو رہی ہیں)

مسئلہ نمبر: (۴) قولہ تعالیٰ: (آیت) ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم یہ اس قول کی مثل ہے: (آیت) ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان۔ (المائدہ:۸۹) اس کے تحت اس کے بارے میں بحث آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے کہا: قولہ تعالیٰ: (آیت) ولکن یواخذکم بما کسبت قلوبکم یہ ایسے آدمی کے بارے میں ہے جو یہ کہتا ہے: وہ مشرک ہے اگر وہ ایسا کرے، یعنی یہ لغو ہے مگر یہ کہ وہ اپنے دل سے شرک کرنے کا اعتقاد اور اس کا ارادہ کرے اور (آیت) غفور حلیم۔ یہ دونوں صفتیں ہیں جو اس کے مناسب ہیں جو مواخذہ چھوڑنے کا ذکر کیا گیا ہے، کیونکہ

یہ نرمی اور وسعت کے باب سے ہے۔ (البحر رالوجیز، جلد ا، صفحہ ۳۰۲ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

باب النَّهْيِ عَنِ النَّذْرِ .

یہ باب نذر کی ممانعت کے بیان میں ہے

3810 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَنْصُوْرٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ "اِنَّهٗ لَا يَاْتِىْ بِخَيْرٍ اِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''یہ کوئی بھلائی نہیں لاتی ہے اس کے ذریعے کنجوس آدمی کا مال نکلوایا جاتا ہے''۔

3811 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ وَقَالَ "اِنَّهٗ لَا يَرُدُّ شَيْئًا اِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الشَّحِيْحِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''یہ تقدیر کے کسی فیصلے کو واپس نہیں کرتی ہے بلکہ اس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوایا جاتا ہے''۔

باب النَّذْرِ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَّلَا يُؤَخِّرُهٗ .

یہ باب ہے کہ نذر (تقدیر) کی کسی چیز کو آگے پیچھے نہیں کرتی ہے

3812 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "النَّذْرُ لَا يُقَدِّمُ شَيْئًا وَّلَا يُؤَخِّرُهٗ اِنَّمَا هُوَ شَيْءٌ يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الشَّحِيْحِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

3810-اخرجه البخاري في القدر، باب القاء العبد النذر الى القدر (الحديث 6608)، و في الايمان و النذور، باب الوفاء بالنذر (الحديث 6693) . واخرجه مسلم في النذر، باب النهي عن النذر وانه لا يرد شيئًا (الحديث 2 و 4) واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب النهي عن النذور (الحديث 3287) واخرجه النسائي في الايمان و النذور، النهي عن النذر (الحديث 3811)، و النذر لا يقدم شيئًا و لا يوخره (الحديث 3812) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النهي عن النذر (الحديث 2122) . تحفة الاشراف (7287) .

3811-تقدم (الحديث 3710) .

3812-تقدم (الحديث 3710) .

''نذر (تقدیر کے کسی فیصلے) کو آگے پیچھے نہیں کرتی ہے یہ ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوالیا جاتا ہے''۔

3813 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَاْتِي النَّذْرُ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ شَيْئًا لَّمْ يُقَدِّرْهُ عَلَيْهِ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نذر ابن آدم کے لیے کوئی ایسی چیز نہیں لاتی ہے' جو اس کے نصیب میں نہ ہو، بلکہ یہ ایک ایسی چیز ہے' جس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوادیا جاتا ہے''۔

باب النَّذْرُ يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ .

یہ باب ہے کہ نذر کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوایا جاتا ہے

3814 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْذِرُوْا فَاِنَّ النَّذْرَ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْقَدَرِ شَيْئًا وَّاِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم نذر نہ مانو، کیونکہ نذر تقدیر کے مقابلے میں کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے' بلکہ اس کے ذریعے کنجوس کا مال نکلوایا جاتا ہے''۔

باب النَّذْرِ فِي الطَّاعَةِ .

یہ باب ہے کہ فرمانبرداری کی نذر ماننا

3815 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَعْصِيَ اللّٰهَ فَلَا يَعْصِهٖ" .

3813-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13723) .

3814-اخرجه مسلم في النذر، باب النهي عن النذر و انه لا يرد شيئاً (الحديث 5) . و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب في كراهية النذر (الحديث 1538) تحفة الاشراف (14050) .

3815-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب النذر في الطاعة (الحديث 6696)، و باب النذر فيما لا يملك و في معصية (الحديث 6700) . واخرجه ابو داؤد في ايمان و النذور، باب ما جاء في النذر في المعصية (الحديث 3289) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب من نذر ان يطيع الله فليطعه (الحديث 1526) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، النذر في المعصية (الحديث 3816 و 3817) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النذر في المعصية (الحديث 2126) تحفة الاشراف (17458) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
''جس شخص نے یہ نذر مانی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا' تو اُسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہیے اور جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا' تو اُسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرنی چاہیے''۔

باب النَّذْرِ فِي الْمَعْصِيَةِ .

یہ باب ہے کہ نافرمانی کی نذر ماننا

3816 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ طَلْحَةُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَايَعْصِهِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا' تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے اور جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا' تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے''۔

3817 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ نَذَرَ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ يَّعْصِيَ اللّٰهَ فَلَايَعْصِهِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے گا' وہ اس کی اطاعت کرے اور جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا' تو وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے''۔

باب الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ .

باب: نذر کو پورا کرنا

3818 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِيْ جَمْرَةَ عَنْ زَهْدَمٍ قَالَ

3816-تقدم (الحديث 3715) .

3817-تقدم (الحديث 3715) .

3818-اخرجه البخاري في الشهادات، باب لا يشهد على شهادة جور اذا اشهد (الحديث 2651)، و في فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ، باب فضائل اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم ، (الحديث 3650)، و في الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها (الحديث 6428) و في الايمان و النذور، باب اثم من لا يفي بالنذر (الحديث 6695) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضل الصحابة ثم الذين يلونهم ثم الذين يلونهم (الحديث 214) . تحفة الاشراف (10827) .

سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ يَذْكُرُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" . فَلَا اَدْرِيْ اَذَكَرَ مَرَّتَيْنِ بَعْدَهُ اَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ قَوْمًا يَخُوْنُوْنَ وَلَا يُؤْتَمَنُوْنَ وَيَشْهَدُوْنَ وَلَا يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَنْذِرُوْنَ وَلَا يُوْفُوْنَ وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ اَبُوْ جَمْرَةَ .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"تم میں سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اُن کے بعد والوں کا زمانہ ہے پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے پھر ان کے بعد والوں کا زمانہ ہے"۔

(راوی کہتے ہیں:) مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے اس کے بعد دو مرتبہ اس کا تذکرہ کیا یا تین مرتبہ اس کا تذکرہ کیا۔ اور پھر ارشاد فرمایا:

"اس کے بعد وہ لوگ آئیں گے جو خیانت کریں گے انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور وہ گواہی دیں گے، حالانکہ ان سے گواہی نہیں مانگی گئی ہوگی، اور وہ نذر مانیں گے لیکن اُسے پورا نہیں کریں گے اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا"۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابوجمرہ نامی راوی کا نام نصر بن عمران ہے۔

نذر کا لغوی اور اصطلاحی معنی اس کی شرائط اور اس کا شرعی حکم

قرآن مجید میں ہے: یوفون بالنذر ویخافون یوما کان شرہ مستطیرا (الدھر: ۷) جو لوگ اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جب اس دن کی گرفت یا عذاب چاروں طرف پھیل جائے گا۔ اور سورۃ الحج کی اس آیت میں نذر پورا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی 502ھ نذر کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نذر یہ ہے کہ کسی واقعہ کے پیش آنے کی وجہ سے تم اپنے اوپر اس عبادت کو واجب کر لو جو تم پر پہلے واجب نہیں تھی اور تم یہ نذر یہ ہے کہ کسی واقعہ کے پیش آنے کی وجہ سے تم اپنے اوپر اس عبادت کو واجب کر لو جو تم پر پہلے واجب نہیں تھی اور تم یہ کہو کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے لیء اس عبادت کی نذر مانی ہے۔ (المفردات ج۲ ص630، مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ، مکہ مکرمہ، 1418ھ)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی 852ھ لکھتے ہیں: نذر کی سب سے عمدہ قسم یہ ہے کہ جب انسان کسی مرض سے شفا پا جائے تو کہے کہ مجھ پر نذر رہے کہ میں اللہ کے لئے اتنے روزے رکھوں گا یا مجھ پر نذر ہے کہ میں اللہ کا شکر ادا کرنے کے لئے اتنی چیزوں کو صدقہ کروں گا اور اس نذر کو کسی چیز پر معلق نہ کرے اور اسی کے قریب وہ نذر ہے جس میں کسی عبادت کو کسی کام پر معلق کیا جائے مثلاً یوں کہے کہ اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دے دی تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی نمازیں پڑھوں گا۔ (یہ نذر ناپسندیدہ ہے جیسا کہ عنقریب واضح ہوگا، ان شاء اللہ) اس کے علاوہ اور بھی اقسام ہیں مثلاً کسی شخص کا غلام اس پر بوجھ بنا ہوا ہے تو وہ اس کو آزاد کرنے کی نذر مانتا ہے تاکہ اس سے اس کو چھٹکارا مل جائے اور اس نذر سے عبادت

کا قصد نہیں کرنا، یا جیسے کوئی شخص اپنے اوپر بہت سخت اور دشوار عبادتوں کی نذر مان لیتا ہے مثلاً وہ ایک ہزار نفل پڑھے گا یا مسلسل چھ ماہ کے روزے رکھے گا یا پیدل حج کرے گا اور یہ ایسے کام ہیں جن کے کرنے سے اس کو جسمانی ضرر ہوگا۔ اس قسم کی نذر ماننا مکروہ ہے اور بعض اوقات یہ کراہت تحریم تک پہنچ جاتی ہے۔ (فتح الباری ج ۳ ص 434، مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1420ھ)

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی 1088ھ لکھتے ہیں: جس شخص نے نذر مطلق مانی (یعنی اس کو کسی کام پر معلق نہیں کیا مثلاً وہ کہے کہ میں اللہ کے لیے ایک سال کے روزے رکھنے کی نذر مانتا ہوں یا اس نے نذر کو کسی شرط پر معلق کیا اور اس عبادت کی نذر مانی جو فرض یا واجب ہو اور وہ عبادت مقصودہ ہو، اس لئے مثلاً وضو اور میت کو کفن دینے کی نذر ماننا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عبادات مقصودہ نہیں ہے اور جب وہ شرط پائی جائے تو نذر ماننے والے پر اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے کیونکہ حدیث میں ہے جس شخص نے کسی عبادت کی نذر مانی تو اس پر اس نذر کو پورا کرنا واجب ہے، جیسے روزے، نماز، صدقہ اور اعتکاف اور جس عبادت کی جنس سے کوئی عبادت فرض نہ ہو اس کو پورا کرنا واجب نہیں ہے جیسے مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے ساتھ جانا اور مسجد میں دخل ہونا خواہ مسجد نبوی ہو اور البحر الرائق میں نذر کی پانچ شرائط ذکر کی ہیں:

(۱) جس کام کی نذر مانی ہے وہ کام لذاتہ معصیت اور گناہ نہ ہو اس لیے عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے کی نذر ماننا صحیح کیونکہ وہ معصیت لغیرہ ہے۔ (۲) اور جس عبادت کی نذر مانی ہے وہ اس پر نذر سے پہلے واجب نہ ہو مثلاً اگر کسی شخص نے حجۃ الاسلام کی نذر مانی تو اس نذر سے اس پر حج واجب نہیں ہوگا۔ کیونکہ وہ اس کی نذر ماننے سے پہلے ہی واجب ہے۔

(۳) جس چیز کو عبادت میں خرچ کرنے کی نذر مانی ہے وہ اس کی ملکیت سے زائد نہ ہو یا وہ چیز کسی اور کی ملکیت میں نہ ہو۔ مثلاً اس نے ایک ہزار روپے صدقہ کرنے کی نذر مانی اور اس کے پاس صرف سو روپے ہیں تو اس پر صرف سو روپے صدقہ کرنا واجب ہوں گے۔

(۴) جس عبادت کی نذر مانی ہے اس کا کرنا محال نہ ہو۔ مثلاً اگر اس نے گزشتہ کل کے روزے یا اعتکاف کی نذر مانی تو اس کی یہ نذر صحیح نہیں ہے۔

(۵) اگر اس نے صاحب نصاب پر صدقہ کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح نہیں ہے آلا یہ کہ وہ مسافر صاحب نصاب پر صدقہ کرنے کی نیت کرے گا اور اگر اس نے ہر نماز کے بعد تسبیحات پڑھنے کی نذر مانی تو یہ نذر السلام ہوگی اور اگر اس نے یہ نذر مانی کہ وہ ہر روز اتنی مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے گا تو اس پر نذر لازم ہو جائے گی یہ نذر رازم ہوا ے (اس کی توجیہ سے ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے گا تو اس پر یہ نذر لازم ہو جائے گی۔ (اس کی توجیہ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا زندگی میں ایک ایک مرتبہ فرض ہے۔ اسی طرح تسبیحات کی جنس سے بھی ایام تشریق میں تکبیرات تشریق کو بڑھانا زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے۔ اس طرح تسبیحات کی جنس سے بھی ایام تشریق میں تکبیرات تشریق کو پڑھنا واجب ہے۔)

(رد المحتار ج ۵ ص 411-415 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، 1420ھ)

نذر کے احکام سے متعلق احادیث کا بیان

نذر پورا کرنے کے وجوب کے متعلق یہ احادیث ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے زمانہ جاہلیت میں ایک رات مسجد حرام میں اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی نذر پوری کرو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6697 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1173 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2464، سنن الترمذی رقم الحدیث: 791، سنن النسائی رقم الحدیث 709، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 1771)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو میرے قرن (زمانہ) میں ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں پھر وہ لوگ ہیں جو ان کے قریب ہیں، پھر ان کے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو نذر مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے، وہ خیانت کریں گے اور امانت داری نہیں کریں گے، وہ شہادت دیں گے اور ان سے شہادت طلب نہیں کی جائے گی اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6695 صحیح مسلم رقم الحدیث: 2535، سنن النسائی رقم الحدیث: 3809 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 4657 سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۲۲)

معصیت کی نذر کو پورا نہ کرنے کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی اطاعت کی نذر مانی ہے وہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس شخص نے اللہ کی معصیت کی نذر مانی ہے وہ اللہ کی معصیت نہ کرے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6696، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3289، سنن النسائی رقم الحدیث: 3873 سنن الترمذی رقم الحدیث: 1526، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2126 صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 4387، موطا امام مالک رقم الحدیث: 294، سنن داری رقم الحدیث: 2343 مسند احمد رقم الحدیث: 24576، عالم الکتب بیروت)

اپنے نفس کو مشقت میں ڈالنے والے کاموں کی نذر کی ممانعت میں یہ احادیث ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا، اس کے گلے میں رسی باندھی ہوئی تھی اور وہ طواف کر رہا تھا، آپ نے اس کی وہ رسی کاٹ دی۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6702 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3302، سنن النسائی رقم الحدیث: 2920 مسند احمد رقم الحدیث: 3443 مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 15862,15861)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے، آپ نے دیکھا ایک آدمی (دھوپ میں) کھڑا ہوا ہے۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا صحابہ نے بتایا کہ اس نے نذر مانی تھی کہ یہ کھڑا رہے گا اور بیٹھے گا نہیں اور سائے میں نہیں رہے گا اور یہ بات نہیں کرے گا اور روزے رکھے گا۔ آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ باتیں کرے اور سائے میں رہے اور بیٹھے اور اپنا روزہ پورا کرے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6704)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے اور وہ کعبہ کا طوف کر رہا تھا اس کی ناک میں نکیل پڑی ہوئی تھی اور دوسرا شخص اس کو پکڑ کر کھینچ رہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی نکیل کو

کاٹ دیا اور اس شخص سے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جاؤ۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6703 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3302، سنن النسائی رقم الحدیث: 2920، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 58161، مسند احمد رقم الحدیث: 3442)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت عقبہ بن عامر کی بہن نے یہ نذر مانی ہے کہ وہ پیدل حج کرے گی، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی اس نذر سے مستغنی ہے، اس سے کہو کہ سوار ہو۔
(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3297)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا ایک شخص اپنے دو بیٹوں کے درمیان سہارے سے چل رہا تھا۔ آپ نے اس کا سبب دریافت کیا لوگوں نے بتایا اس نے پیدل چلنے کی نذر مانی ہے۔ آپ نے فرمایا اس شخص نے اپنے آپ کو جس عذاب میں مبتلا کیا ہوا ہے اللہ تعالیٰ اس سے مستغنی ہے، اس سے کہو کہ سوار ہو۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 1865، صحیح مسلم رقم الحدیث: 1642، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3301 سنن الترمذی رقم الحدیث: 1537 سنن النسائی رقم الحدیث: 3862,3861)

جس چیز کا انسان مالک نہ ہو، اس کی نذر ماننے سے ممانعت کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے اس کے آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ کی معصیت میں نذر کو پورا کرنا جائز نہیں ہے اور نہ اس چیز کی نذر ماننا جائز ہے جس کا ابن آدم مالک نہیں ہے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 1641، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3316، سنن الترمذی رقم الحدیث: 3316، سنن الترمذی رقم الحدیث: 1568، سنن النسائی رقم الحدیث: 3858 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2124)

اپنے کل مال کو صدقہ کرنے کی نذر کی ممانعت کے متعلق یہ احادیث ہیں:

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنا کل مال اللہ اور اس کے رسول کی طرف صدقہ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنا بعض مال روک لو یہ تمہارے لئے بہتر رہے گا میں نے کہا خیبر میں جو میرا حصہ ہے میں اس کو رکھ لیتا ہوں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3317 سنن النسائی رقم الحدیث: 3833)

حضرت ابولبابہ نے کہا میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنی قوم کے اس گھر کو چھوڑ دوں جس میں میں نے گناہ کیا تھا اور میں اپنے تمام مال کو اللہ کے لئے صدقہ کر دوں، آپ نے فرمایا تمہارے لئے تہائی مال کو صدقہ کرنا کافی ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3319)

جس کام کو کرنا انسان کی طاقت میں نہ ہو، اس کی نذر ماننے کی ممانعت کے متعلق یہ حدیث ہے:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے کوئی نذر مانی اور اس کو معین نہیں کیا، اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے اور جس نے گناہ کرنے کی نذر مانی، اس کا کافرہ (بھی) قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسے کام کی نذر مانی جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا اس کا کفارہ (بھی) قسم کا کفارہ ہے اور جس نے ایسی عبادت کی نذر مانی ہے جس کی وہ طاقت رکھتا ہے وہ اس نذر کو پورا کرے۔
(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3322 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4128)

ورثاء کی نذر پوری کریں، اس کے متعلق یہ احادیث ہیں:

حضرت سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نذر کے متعلق سوال کیا جو ان کی ماں پر تھی اور وہ اس نذر کو پوری کرنے سے پہلے فوت ہو گئیں آپ نے فرمایا وہ اپنی ماں کی طرف سے یہ نذر پوری کریں، پھر ان کے بعد یہ طریقہ مقررہ ہو گیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6698 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1638 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3307 سنن النسائی رقم الحدیث: 3817 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2132)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آ کر کہا میری بہن نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور وہ فوت ہو چکی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس پر قرض ہوتا تو کیا تم اس قرض کو ادا کرتے؟ اس نے کہا جی ہاں! فرمایا تو پھر اللہ کا قرض ادا کرو، وہ ادا کیے جانے کے زیادہ مستحق ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6699، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1809، سنن دارمی رقم الحدیث: 1840، مسند حمیدی رقم الحدیث: 507 موطا امام مالک رقم الحدیث: 236، مسند احمد رقم الحدیث: 2266)

نذر کے ناپسندیدہ ہونے کے متعلق احادیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے سے منع فرمایا اور فرمایا نذر کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی اور نذر بخیل سے عبادت نکالتی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6608 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1639، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3287 سنن النسائی رقم الحدیث: 3801 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 2122 مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: 15846 سنن دارمی رقم الحدیث: 3345 مسند احمد رقم الحدیث: 5275)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نذر ماننے سے ابن آدم کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں آ سکتی جو اس سے پہلے مقدر نہ ہو چکی ہو لیکن تقدیر اس کے لئے وہ چیز لے آتی ہے جو اس کے لئے پہلے مقدر ہو چکی ہو، نذر بخیل سے اس کی عبادت کو نکالتی ہے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: 6609 سنن الترمذی رقم الحدیث: 1538، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 3288، سنن النسائی رقم الحدیث: 3805، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4123 مسند احمد رقم الحدیث: 7295)

نذر ماننے کی ممانعت کے متعدد محامل اور توجیہات

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی اندلسی متوفی 544ھ لکھتے ہیں: امام مازری رحمہ اللہ نے کہا اس حدیث سے غرض یہ ہے کہ نذر کی حفاظت کی جائے اور اس کو لازماً پورا کیا جائے اور میرے نزدیک یہ توجیہ ظاہر حدیث سے بعید ہے اور میرے نزدیک ممانعت کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عبادت کی نذر ماننے والا اپنا مقصد پورا کرنے کے بعد اس عبادت کو جرمانہ، تاوان اور سزا کے طور پر ادا کرتا ہے، کیونکہ اب اس کو اس عبادت کے کرنے اور نہ کرنے کا اختیار نہیں رہا وہ اس پر لازم اور واجب ہو گئی اور ہر وہ کام جس میں انسان پر جبر ہو، وہ اس کو خوشی سے نہیں کرتا، اور امام مالک کے نزدیک یہ مکروہ ہے کہ انسان کسی معین دن کا روزہ مان لے اور ہمارے مشائخ نے اس کراہت کی یہی وجہ بیان کی ہے۔

اور حدیث میں نذر ماننے کی ممانعت کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ نذر ماننے والے نے جب تک نذر نہیں مانی تھی اس وقت تک اس نے وہ عبادت نہیں کی تھی اور وہ اس شرط پر اس عبادت کو کرتا ہے کہ اس کا وہ کام ہو جائے جس کے لئے اس نے اس عبادت کی نذر مانی تھی اور اس کی یہ عبادت گویا کہ اس کے کام کا معاوضہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کے تقریب کی زینت خراب ہو جاتی ہے اور وہ اجر نہیں ملتا جو خالص عبادت پر ملتا ہے اور حدیث میں ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: میں تمام شرکاء کے شرک سے مستغنی ہوں اور جس شخص نے کوئی ایسا عمل کیا جس میں میرے غیر کو شریک کیا، میں اس عمل کو اور اس کے شرک کو ترک کر دیتا ہوں۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: 2985 سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: 4202 صحیح ابن حبان رقم الحدیث: 395، مسند احمد ج ۲ ص 301)

اس تاویل کی طرف آپ کی اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نذر کسی خیر کو نہیں لاتی اور اس حدیث میں اشارہ ہے: نذر تقدیر سے مستغنی نہیں کرتی اور اس حدیث میں اشارہ ہے کہ نذر کبھی تقدیر کے موافق ہو جاتی ہے پھر بخیل سے وہ عبادت نکالتی ہے جس کو بخیل نکالنا نہیں چاہتا تھا۔ (اکمال المعلم بفوائد مسلم ج ۵ ص 387، مطبوعہ دار الوفاء بیروت، 1419ھ)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی 606ھ لکھتے ہیں: احادیث میں نذر سے ممانعت کا ذکر بہت آیا ہے اور یہ نذر کی تاکید اور اس میں نذر کے واجب ہونے کے بعد اس کو پورا کرنے میں سستی سے ڈرانا ہے اور اگر اس سے مقصود نذر سے جھڑکنا ہوتا حتیٰ کہ نذر نہ مانی جائے تو اس میں نذر کے حکم کو باطل کرنا ہوتا اور اس کو پورا کرنے کے لزوم کو ساقط کرنا ہوتا، کیونکہ ممانعت کے بعد نذر ماننا گناہ ہوتا اور اس کو پورا کرنا لازم نہ ہوتا اور ممانعت کی احادیث کی توجیہ یہ ہے کہ لوگوں کو یہ بتایا جائے کہ نذر ان کے مقصود کو جلد کھینچ کر نہیں لاتی اور نہ ان سے جلد کسی ضرر کو دور کرتی ہے اور نہ ان سے قضا اور تقدیر کو ٹالتی ہے تو گویا آپ نے فرمایا تم اس طرح نذر نہ مانو گویا تم نذر مان کر اس چیز کو حاصل کر لو گے جو تمہارے لئے مقدر نہیں کی گئی یا تم نذر سے کسی ایسی مصیبت کو دور کر دو گے جو تمہارے لئے مقدر ہو چکی ہے۔ پس جب تم اس قسم کے اعتقاد سے نذر نہیں مانو گے تو پھر تم اس نذر کو پورا کرو کیونکہ تم نے جس عبادت کی نذر مان لی ہے وہ تم پر لازم ہے۔

(النہایہ ج ۵ ص 33 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، 1418ھ معالم السنن للخطابی مع مختصر سنن ابوداؤد ج ۴ ص 370)

علامہ ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی المالکی المتوفی 656ھ لکھتے ہیں: اس کا محل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ اگر اللہ نے میرے مریض کو شفا دے دی یا میرے گم شدہ آدمی کو لوٹا دیا تو میں ایک غلام آزاد کروں گا یا اتنی چیز صدقہ کروں گا یا اتنے روزے رکھوں گا۔ اس نذر سے ممانت کی توجیہ یہ ہے کہ جب اس نے اس عبادت کو اپنی کسی غرض کے جلد پورا ہونے پر موقوف کر دیا تو اس سے ظاہر ہو گیا کہ اس کی نیت اس عبادت سے محض اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا نہیں تھی بلکہ اس نے اپنی غرض پوری کرنے کے عوض میں اس عبادت کی نیت کی تھی۔ کیا تم کو یہ معلوم نہیں کہ اگر اس کی وہ غرض پوری نہیں ہوئی تو پھر وہ اس عبادت کو نہیں کرے گا، اور یہی بخیل کا حال ہوتا ہے اس کے مال سے کوئی چیز اس وقت تک نہیں نکالی جا سکتی جب تک اسے اس چیز کا جلد معاوضہ نہ حاصل ہو جائے اور اس معنی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے: نذر کے سبب سے بخیل سے اس

عبادت کو نکالا جاتا ہے جس کو بخیل نہیں نکالتا، پھر اس کے ساتھ جاہل کا یہ اعتقاد مل جاتا ہے کہ نذر اس کی غرض کے حصول کو واجب کر دیتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس نذر کی وجہ اس کی غرض کو پورا کر دیتا ہے اور ان ہی دو علتوں کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے: بے شک نذر اللہ کی تقدیر سے کسی چیز کو ٹال نہیں سکتی اور یہ دونوں جہالتیں ہیں البتہ پہلی جہالت کہ نذر اللہ تعالیٰ پر غرض پورا کرنا واجب کر دیتی ہے کفر کے قریب ہے، اور دوسری جہالت یعنی اللہ تعالیٰ نذر کی وجہ سے اس کی غرض پوری کرتا ہے، اس کے اعتقاد میں خطاء صریح ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ پھر نذر کا ماننا حرام ہے یا مکروہ ہے؟ تو علماء کا معروف مذہب یہ ہے کہ نذر ماننا مکروہ ہے، اور میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ظاہر یہ ہے کہ جس کے حق میں اس فاسد اعتقاد کا خطرہ ہو، اس کا نذر ماننا حرام ہے اور جس کا یہ اعتقاد نہ ہو اس کا نذر ماننا مکروہ ہے۔ بہر حال جب بھی نذر مانی جائے خواہ وہ کسی طرح ہو، اس کو پورا کرنا واجب ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی اطاعت کی نذر کی وہ اس کی اطاعت کرے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 6696) (المفہم ج ۴ص 607-606 مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت، 1417ھ)

نذر ماننے کے متعلق مصنف کی تحقیق

ہمارے نزدیک اگر نذر اس فاسد اعتقاد کے ساتھ مانی ہے جس کی علامہ قرطبی نے تفصیل کی ہے تو پھر نذر کا ماننا حرام ہے یا مکروہ ہے اور اگر اس نے عبادت کو اپنی کسی شرط پر معلق کیا ہے مثلاً اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن اس کا یہ اعتقاد نہیں ہے کہ اس نذر کی وجہ سے اس کا کام ضرور ہو جائے گا یا اس کی تقدیر بدل جائے گی تو پھر اس نذر کا ماننا مکروہ تنزیہی یا خلاف اولیٰ ہے، کیونکہ بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی نذر ماننے سے منع فرمایا ہے۔ البتہ اگر اس نے بغیر کسی شرط کے محض اللہ کی محبت میں اور اس کی عبادت کے شوق میں نذر مانی ہے مثلاً میں فلاں دن کا روزہ رکھوں گا یا فلاں دن اتنے نفل پڑھوں گا یا اس سال حج کروں گا تو ایسی نذر ماننا مستحب ہے اور اس نذر کو بھی پورا کرنا واجب ہے اور قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی نذر کی تعریف اور تحسین فرمائی ہے:

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا (الدھر: ۷) جو لوگ اپنی نذروں کو پورا کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جب اس دن کی گرفت یا عذاب چاروں طرف پھیل جائے گا۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے اس کی تفسیر میں روایت کیا جب وہ اللہ کے حق میں نذر مانیں۔

قتادہ نے کہا جو لوگ نماز، روزہ، حج، عمرہ اور دیگر فرائض کی اللہ کی اطاعت میں نذر مانتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ابرار رکھا ہے۔ (جامع البیان جز 29 ص 259 مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1415ھ)

بَابُ النَّذْرِ فِيمَا لَا يُرَادُ بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ

اس چیز کی نذر ماننا، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ارادہ نہ کیا گیا ہو

3819 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَقُوْدُ رَجُلًا فِىْ قَرَنٍ فَتَنَاوَلَهُ النَّبِىُّ

3819- تقدم (الحدیث 2920) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَهُ قَالَ اِنَّهُ نَذْرٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جسے دوسرا آدمی ایک رسی کے ذریعے ساتھ لے کر جا رہا تھا (جیسے جانور کو رسّی ڈال کر ہانکا جاتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے وہ رسّی پکڑ کر اُسے کاٹ دیا' اس آدمی نے بتایا' یہ نذر تھی۔

3820 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طَاوُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ وَّهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ يَقُوْدُهُ اِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِىْ اَنْفِهِ فَقَطَعَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَّقُوْدَهُ بِيَدِهٖ . قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّاَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ اَنَّ طَاوُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهٖ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ وَاِنْسَانٌ قَدْ رَبَطَ يَدَهُ بِاِنْسَانٍ اٰخَرَ بِسَيْرٍ اَوْ خَيْطٍ اَوْ بِشَىْءٍ غَيْرِ ذٰلِكَ فَقَطَعَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَالَ "قُدْهُ بِيَدِكَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور دوسرے شخص نے اس کی ناک میں رسّی ڈالی ہوئی تھی اور وہ اسے اپنے ساتھ لے کر چل رہا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک کے ذریعے اُس رسّی کو کاٹ دیا اور پھر اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اس شخص کو ساتھ لے کر چلے۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان منقول ہے:

نبی اکرم ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا' ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ تسمے یا دھاگے یا کسی اور چیز کے ساتھ باندھے ہوئے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے کاٹ دیا اور ارشاد فرمایا: تم اپنے ہاتھ کے ذریعے پکڑ کر اسے ساتھ لے کر چلو۔

باب النَّذْرِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ .

یہ باب ہے کہ ایسی چیز کے بارے میں نذر ماننا جو آدمی کی ملکیت نہ ہو

3821 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَيُّوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهٖ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِىْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ وَلَا فِيْمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ" .

3820-تقدم (الحديث 2920) .

3821-اخرجه مسلم في النذر، باب لا وفاء لنذر في معصية الله ولا فيما لا يملك العبد (الحديث 8) مطولا . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب في النذر فيما لا يملك (الحديث 3316) مطولا . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، كفارة النذور (الحديث 3860) . و اخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النذر في المعصية (الحديث 2124) تحفة الاشراف (10884 و 10888) .

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اللہ تعالیٰ کی معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی ہے اور اس چیز کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی ہے' جس کا آدمی مالک نہیں ہوتا''۔

3822 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَى مِلَّةِ الْاِسْلَامِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ نَذْرٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ" .

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کی جھوٹی قسم اُٹھائے' تو وہ ویسا ہی ہوگا جیسے اس نے کہہ دیا ہے اور جو شخص دنیا میں جس چیز کے ذریعے خودکشی کرے گا' قیامت کے دن اُسے اُسی چیز کے ذریعے عذاب دیا جائے گا اور آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اس کے بارے میں اس چیز پر نذر لازم نہیں ہوتی''۔

باب مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى .

یہ باب ہے کہ جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ بیت اللہ تک پیدل جائے گا

3823 - اَخْبَرَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ حَبِيْبٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ نَذَرَتْ اُخْتِيْ اَنْ تَمْشِيَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ فَاَمَرَتْنِيْ اَنْ اَسْتَفْتِيَ لَهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ لَهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لِتَمْشِ وَلْتَرْكَبْ" .

3822-اخرجه البخاري في الادب، باب ما ينهى عن السباب و اللعن (الحديث 6047 و 6105) . واخرجه مسلم في الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه و ان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة (الحديث 176 و 178) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب ما جاء في الحلف بالبراءة و بملة غير الاسلام (الحديث 3257) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان باب ما جاء لا نذر فيما لا يملك ابن آدم (الحديث 1527 و 1543) . والحديث اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما جاء في قاتل النفس (الحديث 1363)، و في الادب، باب من اكفر اخاه بغير تاويل فهو كما قال (الحديث 6105)، و في الايمان و النذور، باب من حلف بملة سوى ملة الاسلام (الحديث 6652) . و مسلم في الايمان، باب غلظ تحريم قتل الانسان نفسه و ان من قتل نفسه بشيء عذب به في النار و انه لا يدخل الجنة الا نفس مسلمة (الحديث 177) و الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في كراهية الحلف بغير ملة الاسلام (الحديث 1543) . والنسائي في الايمان و النذور، الحلف بملة سوى الاسلام (الحديث 3779 و 3780) . وابن ماجه في الكفارات، باب من حلف بملة غير الاسلام (الحديث 2098) . تحفة الاشراف (2062) .

3823-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب من نذر المشي الى الكعبة (الحديث 1866) و اخرجه مسلم في النذر، باب من نذر ان يمشي الى الكعبة (الحديث 11 و 12) . واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3299) . تحفة الاشراف (9957) .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میری بہن نے یہ نذر مانی کہ وہ بیت اللہ تک پیدل جائے گی' میری بہن نے مجھے یہ کہا کہ میں اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم دریافت کروں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں حکم دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ پیدل بھی چل لے، اور سوار بھی ہو جایا کرے''۔

باب اِذَا حَلَفَتِ الْمَرْاَةُ لِتَمْشِي حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی عورت یہ قسم اُٹھائے کہ وہ ننگے پاؤں چلے گی اور سر پر چادر لیے بغیر جائے گی

3824 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ - وَقَالَ عَمْرٌو اِنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ زَحْرٍ اَخْبَرَهُ - عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اُخْتٍ لَّهُ نَذَرَتْ اَنْ تَمْشِيَ حَافِيَةً غَيْرَ مُخْتَمِرَةٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مُرْهَا فَلْتَخْتَمِرْ وَلْتَرْكَبْ وَلْتَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بہن کے بارے میں یہ دریافت کیا' جس نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ سر پر چادر لیے بغیر ننگے پاؤں جائے گی، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

''تم اس سے کہو کہ وہ سر پر چادر لے اور سوار ہو جائے اور تین دن روزے رکھ لے''۔

باب مَنْ نَذَرَ اَنْ يَّصُوْمَ ثُمَّ مَاتَ قَبْلَ اَنْ يَّصُوْمَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص یہ نذر مانے کہ وہ روزہ رکھے گا اور پھر روزہ رکھنے سے پہلے اس کا انتقال ہو جائے

3825 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَكِبَتِ امْرَاَةٌ الْبَحْرَ فَنَذَرَتْ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرًا فَمَاتَتْ قَبْلَ اَنْ تَصُوْمَ فَاَتَتْ اُخْتُهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَاَمَرَهَا اَنْ تَصُوْمَ عَنْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون سمندری سفر پر روانہ ہوئی' انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ ایک مہینے کے روزے رکھیں گی' پھر وہ روزے رکھنے سے پہلے ان کا انتقال ہو گیا تو ان کی بہن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس مسئلے کا تذکرہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاتون کو یہ ہدایت کی کہ وہ (اس مرحومہ) خاتون کی طرف سے روزے رکھ لے۔

3824-اخرجه ابوداؤد في الايمان و النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3293 و 3294) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب . 16 . (الحديث 1544) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات ، باب من نذر ان يحج ماشيًا (الحديث 2134) . تحفة الاشراف (9930) .

3825-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5620) .

باب مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ .

یہ باب ہے کہ جو شخص فوت ہو جائے، حالانکہ اس کے ذمے کوئی نذر لازم ہو

3826 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ اسْتَفْتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ تُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ "اقْضِهٖ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جوان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اوران کی والدہ کا اس نذر کو پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے پورا کردو''۔

3827 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْضِهٖ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نذر کا مسئلہ دریافت کیا جوان کی والدہ کے ذمے لازم تھی اوران کی والدہ کا اُسے پورا کرنے سے پہلے انتقال ہو گیا تھا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے پورا کردو''۔

3828 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ وَهَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَآءَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُمِّيْ مَاتَتْ وَعَلَيْهَا نَذْرٌ فَلَمْ تَقْضِهٖ . قَالَ "اقْضِهٖ عَنْهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے عرض کی: میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے ان کے ذمے ایک نذر تھی جسے وہ ادا نہیں کر سکی ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ان کی طرف سے تم اسے ادا کردو''۔

3826-تقدم (الحديث 3661) .

3827-تقدم (الحديث 3661) .

3828-تقدم (الحديث 3661) .

باب اِذَا نَذَرَ ثُمَّ اَسْلَمَ قَبْلَ اَنْ يَّفِيَ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص نذر مانے اور پھر اُسے پورا کرنے سے پہلے مسلمان ہو جائے

3829 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهٗ كَانَ عَلَيْهِ لَيْلَةٌ نَذْرٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ يَعْتَكِفُهَا فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَكِفَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی (اسلام قبول کر لینے کے بعد) انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اعتکاف کر لیں۔

3830 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ عَلٰى عُمَرَ نَذْرٌ فِيْ اعْتِكَافِ لَيْلَةٍ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَكِفَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذمے مسجد الحرام میں ایک رات کا اعتکاف کرنے کی نذر لازم تھی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اعتکاف کر لیں۔

3831 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ كَانَ جَعَلَ عَلَيْهِ يَوْمًا يَعْتَكِفُهٗ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَسَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَكِفَهٗ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زمانۂ جاہلیت میں ایک دن کا اعتکاف کرنے کی نذر مانی تھی انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ اعتکاف کر لیں۔

3829-اخرجه البخاري في الاعتكاف، باب من لم ير عليه اذا اعتكف صومًا (الحديث 2042)، وباب اذا نذر في الجاهلية ان يعتكف ثم اسلم (الحديث 2043) . واخرجه مسلم في الايمان، باب نذر الكافر و ما يفعل فيه اذا اسلم (الحديث 27م). واخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور ، باب من نذر في الجاهلية ثم ادرك الاسلام (الحديث 3325) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء في و فاء النذر (الحديث 1539) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب في اعتكاف يوم اوليلة (الحديث 1772)، و في الكفارات، باب الوفاء بالنذر (الحديث 2129) . تحفة الاشراف (10550) .

3830-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المؤلفة قلوبهم وغيرهم من الخمس و نحوه (الحديث 3144) بنحوه مطولًا، و في المغازي، باب قول الله تعالى (ويوم حنين اذاعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئًا و ضاقت عليكم الارض بما رحبت ثم وليتم مدبرين ثم انزل الله سكينته . الى قوله . غفور رحيم) (الحديث 4320) بنحوه . واخرجه مسلم في الايمان، باب الكافر و ما يفعل فيه اذا اسلم (الحديث 28) مطولًا . تحفة الاشراف (7521) .

3831-اخرجه مسلم في الايمان، باب نذر الكافر و ما يفعل فيه اذا اسلم (الحديث 27م) . تحفة الاشراف (7916) .

3832 - حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تِيبَ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَنْخَلِعُ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ . فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشْبِهُ اَنْ يَّكُوْنَ الزُّهْرِىُّ سَمِعَ هٰذَا الْحَدِيْثَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَّمِنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْهُ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ الطَّوِيْلِ تَوْبَةُ كَعْبٍ .

★★ عبداللہ بن کعب اپنے والد (حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب ان کی توبہ قبول ہوگئی تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنا مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صدقے کے طور پر پیش کرتا ہوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

تم اپنا بعض مال اپنے پاس رہنے دو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زیادہ مناسب یہ ہے، زہری نے اس روایت کو عبداللہ بن کعب اور عبدالرحمٰن بن کعب سے سنا ہے: اس بارے میں طویل حدیث منقول ہے، جو حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی توبہ کے بارے میں ہے۔

باب اِذَا اَهْدٰى مَالَهٗ عَلٰى وَجْهِ النَّذْرِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص نذر کے طور پر اپنا مال کسی کو ہدیے کے طور پر پیش کرے

3833 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيْثَهٗ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قَالَ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" . فَقُلْتُ فَاِنِّىْ اُمْسِكُ سَهْمِىَ الَّذِىْ بِخَيْبَرَ . مُخْتَصَرٌ .

★★ عبداللہ بن کعب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں: جب میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کر بیٹھا تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری توبہ میں یہ بات بھی شامل ہے، میں اپنا مال صدقے کے طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کردوں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

3832-اخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب فيمن نذر ان يتصدق بماله (الحديث 3317 و 3318 و 3319 و 3321) . و اخرجه النسائي في الايمان و النذور، اذا اهدى ماله على وجه النذر (الحديث 3833 و 3834) . تحفة الاشراف (11135) .

3833-تقدم (الحديث 3832) .

''تم اپنا مال کچھ مال اپنے پاس رہنے دو' یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔

تو میں نے عرض کی: خیبر میں جو میری زمین ہے اُسے میں اپنے پاس رکھتا ہوں۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

3834 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيْثَهٗ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمْسِكْ عَلَيْكَ مَالَكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" . قُلْتُ فَاِنِّىْ اُمْسِكُ عَلَىَّ سَهْمِىَ الَّذِىْ بِخَيْبَرَ .

☆☆ عبداللہ بن کعب بن مالک بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میری توبہ میں یہ بات شامل ہے' میں اپنے مال کو صدقے کے طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنا کچھ مال (یعنی زمین) اپنے پاس رکھو، یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔

تو میں نے عرض کی: خیبر میں میرا جو حصہ ہے' وہ میں اپنے پاس رکھتا ہوں۔

3835 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ عَمِّهٖ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنَّمَا نَجَّانِىْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ . فَقَالَ "اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ" . قُلْتُ فَاِنِّىْ اُمْسِكُ سَهْمِىَ الَّذِىْ بِخَيْبَرَ .

☆☆ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات عطا کی ہے' میری توبہ میں یہ بات شامل ہے' میں اپنے مال کو صدقے کے طور پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنا کچھ مال اپنے پاس رہنے دو' یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔

میں نے عرض کی: پھر خیبر میں میرا جو حصہ ہے' اُسے میں اپنے پاس رکھتا ہوں۔

3834-تقدم (الحديث 3832) .

3835-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11160) .

باب هَلْ تَدْخُلُ الْاَرَضُونَ فِي الْمَالِ اِذَا نَذَرَ ـ

جب کوئی شخص نذر مانے تو کیا زمین بھی مال میں شامل ہوگی؟

3836 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيعٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ اِلَّا الْاَمْوَالَ وَالْمَتَاعَ وَالثِّيَابَ فَاَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِي الضُّبَيْبِ يُقَالُ لَهُ رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا اَسْوَدَ يُقَالُ لَهُ مِدْعَمٌ فَوَجَّهَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى وَادِي الْقُرَى حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِوَادِي الْقُرَى بَيْنَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ سَهْمٌ فَاَصَابَهُ فَقَتَلَهُ فَقَالَ النَّاسُ هَنِيئًا لَكَ الْجَنَّةُ ـ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ اِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِي اَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا" ـ فَلَمَّا سَمِعَ النَّاسُ بِذٰلِكَ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ اَوْ بِشِرَاكَيْنِ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "شِرَاكٌ اَوْ شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ" ـ

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، ہمیں مالِ غنیمت میں صرف زمین، کچھ ساز وسامان اور کپڑے حاصل ہوئے، بنوضبیب سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب رفاعہ بن زید نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک سیاہ فام غلام تحفے کے طور پر پیش کیا، اس کا نام مدعم تھا، نبی اکرم ﷺ وادی قریٰ کی طرف چل پڑے۔ جب ہم وادی قریٰ میں پہنچے تو مدعم نامی غلام نے نبی اکرم ﷺ کے اونٹ سے پالان اُتارنا شروع کیا، اسی دوران ایک تیر آیا اور اسے لگ گیا، جس کے نتیجے میں وہ مرگیا۔ تو لوگوں نے کہا: اس شخص کو جنت مبارک ہو، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! خیبر کے دن اس نے مالِ غنیمت میں سے ایک چادر چرائی تھی، جواب آگ کی بن کر اس پر آ گئی ہے"۔

جب لوگوں نے یہ بات سنی تو ایک شخص ایک تسمہ یا شاید دو تسمے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"یہ ایک تسمہ (راوی کو شک ہے، شاید یہ الفاظ ہیں:) یہ دو تسمے آگ کے ہیں"۔

باب الْاِسْتِثْنَاءِ ـ

یہ باب استثناء کرنے کے بیان میں ہے

3837 — اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ كَثِيرَ بْنَ

3836-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب هل يدخل في الايمان و النذور و الارض و الغنم و الزرع و الامتعة (الحديث 6707) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في تعظيم الغلول (الحديث 2711) . و الحديث عند: البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4234) . ومسلم في الايمان، باب غلظ تحريم الغلول و انه لا يدخل الجنة الا المومنون (الحديث 183) . تحفة الاشراف (12916) .

فَرْقَدٍ حَدَّثَهُ اَنَّ نَافِعًا حَدَّثَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص قسم اُٹھائے اور پھر انشاء اللہ کہہ دے، تو اس نے استثناء کرلیا''۔

3838 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص قسم اُٹھائے اور انشاء اللہ کہہ دے، تو اس نے استثناء کرلیا''۔

3839 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَهُوَ بِالْخِيَارِ اِنْ شَآءَ اَمْضٰى وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص قسم اُٹھائے اور پھر انشاء اللہ کہہ دے، تو اسے اختیار ہے، اگر وہ چاہے تو وہ کام کرلے اور اگر وہ چاہے تو اسے ترک کردے''۔

باب اِذَا حَلَفَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ هَلْ لَهُ اسْتِثْنَاءٌ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی قسم اُٹھائے اور دوسرا شخص اُسے انشاء اللہ کہہ دے تو کیا یہ استثناء ہوگا؟

3840 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَاَةً كُلُّهُنَّ يَاْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَقَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ . فَلَمْ يَقُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ وَّاَيْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا اَجْمَعِيْنَ" .

3837-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8265) .

3838-تقدم (الحديث 3802) .

3839-تقدم (الحديث 3802) .

3840-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6639) . تحفة الاشراف (13731) .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ کہا: آج رات میں اپنی 90 بیویوں کے ساتھ صحبت کروں گا اور وہ سب ایسے شہ سواروں کو جنم دیں گی، جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے' تو ان کے ساتھی (فرشتے یا کسی مصاحب) نے ان سے کہا: انشاء اللہ (کہہ دیں)' لیکن حضرت سلیمان علیہ السلام نے انشاء اللہ نہیں کہا' اُس رات وہ ان تمام خواتین کے پاس تشریف لے گئے' لیکن ان میں سے صرف ایک خاتون حاملہ ہوئی اور اس نے بھی ایسے بچے کو جنم دیا، جس کی پیدائش مکمل نہیں ہوئی تھی۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں محمد کی جان ہے، اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے (تو ان کے ہاں ایسے بچے پیدا ہوتے، جو بڑے ہو کر) وہ سب اللہ کی راہ میں سوار ہو کر جہاد کرتے''۔

جس نے قسم کے ساتھ اتصالی طور پر ان شاء اللہ کہا

اور جس نے اپنی قسم پر حلف اٹھایا اور قسم کے ساتھ ہی اتصالی طور پر ان شاء اللہ کہا پس وہ حانث نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قسم اٹھائی اور ان شاء اللہ کہا تو وہ قسم سے بری ہو گیا۔ البتہ اس کے لئے اتصال ضروری ہے کیونکہ وہ فراغت کے بعد رجوع ہے اور یمین میں رجوع نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والا حق کو جاننے والا ہے۔ (۱۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کے بارے میں فرماتے ہیں جو حلف کھائے کہ اسے پھر بھی انشاء اللہ کہنے کا حق ہے گو سال بھر گزر چکا ہو۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے کلام میں یا قسم میں انشاء اللہ کہنا بھول گیا تو جب بھی یاد آئے کہہ لے گو کتنی مدت گزر چکی ہو اور گو اس کا خلاف بھی ہو چکا ہو۔ اس سے یہ مطلب نہیں کہ اب اس پر قسم کا کفارہ نہیں رہے گا اور اسے قسم توڑنے کا اختیار رہے۔ یہی مطلب اس قول کا امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے اور یہی بالکل ٹھیک ہے اسی پر حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام محمول کیا جا سکتا ہے ان سے اور حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ مراد انشاء اللہ کہنا بھول جانا ہے۔

باب كَفَّارَةِ النَّذْرِ .

نذر کا کفارہ

3841 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيرِ بْنِ سُلَيْمَانَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ شِمَاسَةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كَفَّارَةُ النَّذْرِ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" .

★★ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''نذر کا وہی کفارہ ہے' جو قسم (توڑنے) کا کفارہ ہے''۔

3841-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9936) .

3842 - اَخْبَرَنَا كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّهُ بَلَغَهُ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''معصیت کے بارے میں نذر نہیں ہوتی ہے''۔

3843 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3844 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3845 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3846 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ قِيْلَ اِنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يَسْمَعْ هٰذَا مِنْ اَبِيْ سَلَمَةَ.

3842-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17567) .

3843-اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب من رای عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3290 و 3291) . واخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا نذر في معصية (الحديث 1524) . واخرجه النسائي في الايمان النذور، كفارة النذور (الحديث 3844 و 3845 و 3846 و 3847) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب النذور في المعصية (الحديث 2125) . تحفة الاشراف (17770) .

3844-تقدم (الحديث 17770) .

3845-تقدم (الحديث 3843) .

3846-تقدم (الحديث 3843) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ بات بیان کی گئی ہے' زہری نے یہ روایت ابوسلمہ سے نہیں سنی ہے۔

3847 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُوْسَى الْفَرْوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ ضَمْرَةَ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ الْيَمِيْنِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے''۔

3848 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ التِّرْمِذِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ اُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ عَتِيْقٍ وَّمُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ اَرْقَمَ اَنَّ يَحْيَى بْنَ اَبِيْ كَثِيْرٍ الَّذِيْ كَانَ يَسْكُنُ الْيَمَامَةَ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَلَمَةَ يُخْبِرُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهَا كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سُلَيْمَانُ بْنُ اَرْقَمَ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ . خَالَفَهٗ غَيْرُ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: سلیمان بن ارقم' متروک الحدیث ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

یحییٰ بن ابوکثیر کے کئی شاگردوں نے اس روایت کو مختلف طور پر نقل کیا ہے۔

3849 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَّكِيْعٍ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ - وَهُوَ عَلِيٌّ - عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِيْ مَعْصِيَةٍ وَّكَفَّارَتُهٗ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''معصیت کے بارے میں نذر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہوتا ہے''۔

3847-تقدم (الحديث 3843) .

3848-اخرجه ابو داؤد في الايمان النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3292) . واخرجه الترمذي في النذور، الايمان، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لا نذر في معصية (الحديث 1525) . تحفة الاشراف (17782) .

3849-انفرد به النسائي، و سياتي الايمان والنذور، كفارة النذر (الحديث 3850 و 3851 و 3852 و 3853) . تحفة الاشراف (10822) .

3850 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِیَّۃُ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو - وَھُوَ الْاَوْزَاعِیُّ - عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَیْرِ الْحَنْظَلِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِیَۃٍ وَّکَفَّارَتُھَا کَفَّارَۃُ یَمِیْنٍ" .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''معصیت کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3851 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مَیْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ عَنْ مُحَمَّدٍ الْحَنْظَلِیِّ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ الزُّبَیْرِ ضَعِیْفٌ لَا یَقُوْمُ بِمِثْلِہٖ حُجَّۃٌ . وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلَیْہِ فِیْ ھٰذَا الْحَدِیْثِ .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''غصے کے عالم میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ وہی ہے' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: محمد بن زبیر نامی راوی ضعیف ہے' ایسے شخص کی روایت کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا' اور اس روایت کو نقل کرنے میں، اس سے اختلاف کیا گیا ہے۔

3852 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاھِیْمُ بْنُ یَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا شَیْبَانُ عَنْ یَحْیٰی عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَیْرِ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ" .

★★ حضرت عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''غضب کی حالت میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے''۔

3853 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَۃُ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّکَفَّارَتُہٗ کَفَّارَۃُ الْیَمِیْنِ" . وَقِیْلَ اِنَّ الزُّبَیْرَ لَمْ یَسْمَعْ ھٰذَا الْحَدِیْثَ مِنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ .

★★ حضرت عمران رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''غضب کی حالت میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے''۔

3850-تقدم (الحدیث 3849) .

3851-تقدم (الحدیث 3849) .

3852-تقدم (الحدیث 3849) .

3853-تقدم (الحدیث 3849) .

(امام نسائی فرماتے ہیں:) یہ بات بیان کی گئی ہے زبیر نامی راوی نے اس حدیث کو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

3854 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْبَصْرَةِ قَالَ صَحِبْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "النَّذْرُ نَذْرَانِ فَمَا كَانَ مِنْ نَّذْرٍ فِیْ طَاعَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلّٰهِ وَفِيْهِ الْوَفَاءُ وَمَا كَانَ مِنْ نَّذْرٍ فِیْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ فَذٰلِكَ لِلشَّيْطٰنِ وَلَا وَفَاءَ فِيْهِ وَيُكَفِّرُهُ مَا يُكَفِّرُ الْيَمِيْنَ" .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''دو طرح کی نذر ہوتی ہے' جو نذر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کے بارے میں ہے' وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہوگی اور اسے پورا کرنا لازم ہوگا اور جو نذر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں ہو' وہ شیطان کی ہوگی اور اسے پورا کرنا لازم نہیں ہوگا اور اس کا کفارہ وہی ہوگا' جو قسم کا کفارہ ہے''۔

3855 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْحَنْظَلِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ اَنَّ رَجُلًا حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَاَلَ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ عَنْ رَّجُلٍ نَذَرَ نَذْرًا لَا يَشْهَدُ الصَّلَاةَ فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِهِ فَقَالَ عِمْرَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا نَذْرَ فِیْ غَضَبٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" .

☆☆ محمد بن زبیر حنظلی بیان کرتے ہیں: میرے والد نے یہ بات بتائی ہے' ایک شخص نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو یہ نذر مانتا ہے' وہ اپنے محلے کی مسجد میں باجماعت نماز میں شریک نہیں ہوگا' تو حضرت عمران رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''غصے کے عالم میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ' قسم کا کفارہ ہے''۔

3856 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِیْ مَعْصِيَةٍ وَّلَا غَضَبٍ وَّكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ" .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گناہ کے بارے میں اور غصے کی حالت میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ' قسم کا کفارہ ہے''۔

3857 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُلَيْمٍ - وَهُوَ عُبَيْدُ بْنُ يَحْيٰى - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ النَّهْشَلِیُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

3854-انفرد به النسائي، و سياتي في الايمان و النذور، كفارة النذر (الحديث 3855) . تحفة الاشراف (10891) .

3855-تقدم في الايمان و النذور، كفارة النذر (الحديث 3854) .

3856-انفرد به النسائي، و سياتي في الايمان و النذور، كفارة النذر (الحديث 3857) . تحفة الاشراف (10808) .

"لَا نَذْرَ فِي الْمَعْصِيَةِ وَكَفَّارَتُهُ كَفَّارَةُ الْيَمِينِ" . خَالَفَهُ مَنْصُورُ بْنُ زَاذَانَ فِي لَفْظِهِ .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''گناہ کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی اور اس کا کفارہ، قسم کا کفارہ ہے''۔

منصور بن زاذان نامی راوی نے اس سے مختلف الفاظ نقل کیے ہیں۔

3858 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُورٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ لِابْنِ اٰدَمَ فِيمَا لَا يَمْلِكُ وَلَا فِي مَعْصِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" . خَالَفَهُ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ فَرَوَاهُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''آدمی جس چیز کا مالک نہیں ہوتا' اس چیز کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی' اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں بھی کوئی نذر نہیں ہوتی''۔

علی بن زید نامی راوی نے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اسے حسن نامی راوی کے حوالے سے حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

3859 - اَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا زَائِدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدِ بْنِ جُدْعَانَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَّلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ" .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ ضَعِيفٌ وَّهٰذَا الْحَدِيثُ خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ . وَقَدْ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مِّنْ وَّجْهٍ اٰخَرَ .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''معصیت کے بارے میں اور جو چیز آدمی کی ملکیت نہ ہو' اُس کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: علی بن زید نامی راوی ضعیف ہے اور اس روایت میں غلطی پائی جاتی ہے' صحیح یہ ہے' یہ روایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور اسی طرح کی روایت حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دوسری سند سے منقول ہے۔

3860 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي اَيُّوبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو قِلَابَةَ عَنْ عَمِّهِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا نَذْرَ فِي مَعْصِيَةٍ وَّلَا فِيمَا لَا يَمْلِكُ ابْنُ اٰدَمَ" .

3857-تقدم في الايمان والنذور، كفارة النذر (الحديث 3856) .

3858-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10811) .

3859-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9700) .

★★ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''معصیت کے بارے میں اور جو چیز آدمی کی ملکیت نہ ہو اس کے بارے میں کوئی نذر نہیں ہوتی''۔

باب مَا الْوَاجِبُ عَلٰی مَنْ اَوْجَبَ عَلٰی نَفْسِهٖ نَذْرًا فَعَجَزَ عَنْهُ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے پر نذر لازم کر لے اور اسے پورا نہ کر سکے اس پر کیا چیز لازم ہوگی؟

3861 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ "مَا هٰذَا" . قَالُوْا نَذَرَ اَنْ يَّمْشِىَ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ . قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا' جو دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ لوگوں نے بتایا' اس نے یہ نذر مانی ہے' وہ بیت اللہ تک پیدل جائے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنی ذات کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے' تم لوگ اسے کہو کہ وہ سوار ہو جائے''۔

3862 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْخٍ يُهَادٰى بَيْنَ اثْنَيْنِ فَقَالَ "مَا بَالُ هٰذَا" . قَالُوْا نَذَرَ اَنْ يَّمْشِىَ . قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ مُرْهُ فَلْيَرْكَبْ" . فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّرْكَبَ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک عمر رسیدہ شخص کے پاس سے گزرے جو دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے بتایا' اس نے یہ نذر مانی ہے' کہ وہ پیدل چل کر جائے گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنے آپ کو تکلیف دینے سے بے نیاز ہے' تم اسے کہو کہ وہ سوار ہو جائے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے حکم دیا' وہ سوار ہو جائے۔

3863 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ

3860-تقدم (الحديث 3821) .

3861-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب من نذر المشي الى الكعبة (الحديث 1865)، و في الايمان و النذور، باب النذر فيما لا يملك وفي معصية (الحديث 6701) مختصراً . و اخرجه مسلم في النذور، باب من نذر ان يمشي الى الكعبة (الحديث 9) . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3301) . و اخرجه الترمذي في النذور و الايمان، باب ما جاء فيمن يحلف بالمشي ولايستطيع (الحديث 1537) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ما الواجب على من اوجب على نفسه نذرًا فعجز عنه (الحديث 3862) . تحفة الاشراف (392) .

3862-تقدم في الايمان و النذور، ما الواجب على من اوجب على نفسه نذرًا فعجز عنه (الحديث 3861) .

3863-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (799) .

عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ اَتٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ يُهَادٰى بَيْنَ ابْنَيْهِ فَقَالَ "مَا شَاْنُ هٰذَا" . فَقِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّمْشِىَ اِلَى الْكَعْبَةِ . فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ لَا يَصْنَعُ بِتَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهٗ شَيْئًا" فَاَمَرَهٗ اَنْ يَّرْكَبَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لائے جو اپنے دو بیٹوں کے درمیان سہارا لے کر چل رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ تو بتایا گیا' اس نے یہ نذر مانی ہے' یہ خانہ کعبہ تک پیدل جائے گا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اس شخص کے اپنے آپ کو تکلیف دینے کی وجہ سے کچھ نہیں کرے گا''

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا' وہ سوار ہو جائے۔

بَابُ الْاِسْتِثْنَاءِ .

یہ باب استثناء کرنے کے بیان میں ہے

3864 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَقَدِ اسْتَثْنٰى" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ''جو شخص قسم اُٹھائے اور انشاء اللہ کہہ دے' تو اس نے استثناء کر دیا''۔

3865 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهٗ "قَالَ سُلَيْمَانُ لَاَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلٰى تِسْعِيْنَ امْرَاَةً تَلِدُ كُلُّ امْرَاَةٍ مِّنْهُنَّ غُلَامًا يُقَاتِلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقِيْلَ لَهٗ قُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ . فَلَمْ يَقُلْ فَطَافَ بِهِنَّ فَلَمْ تَلِدْ مِنْهُنَّ اِلَّا امْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ نِصْفَ اِنْسَانٍ" . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ قَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لِّحَاجَتِهٖ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

''آج رات میں اپنی نوے بیویوں کے ساتھ صحبت کروں گا' ان میں سے ہر ایک عورت لڑکے کو جنم دے گی' جو (بڑا ہو کر) اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ ان سے کہا گیا: آپ انشاء اللہ کہہ دیں' لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا' پھر انہوں نے ان خواتین کے ساتھ صحبت کی تو ان میں سے صرف ایک خاتون نے نامکمل بچے کو جنم دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر وہ انشاء اللہ کہہ دیتے' تو وہ حانث نہ ہوتے اور ان کا مقصد بھی حاصل ہو جاتا''۔

3864-اخرجه الترمذي في النذور والايمان، باب ما جاء الاستثناء في اليمين (الحديث 1532) . واخرجه ابن ماجه في الكفارات، باب الاستثناء في اليمين (الحديث 2104) . بنحوه . تحفة الاشراف (13523) .

3865-اخرجه البخاري في النكاح، باب قول لا طوفن الليلة على نسائي (الحديث 5242) . واخرجه مسلم في الايمان، باب الاستثناء (الحديث 24) . تحفة الاشراف (13518) .

كِتَابُ الْمُزَارَعَةُ

یہ کتاب مزارعت کے بیان میں ہے

مزارعت کا فقہی مفہوم

اور کسی کو اپنی زمین اس طور پر کاشت کے لیے دینا کہ جو کچھ پیداوار ہوگی دونوں میں مثلاً نصف نصف یا ایک تہائی دو تہائیاں تقسیم ہو جائے گی اس کو مزارعت کہتے ہیں، اسی کو ہندوستان میں بٹائی پر کھیت دینا کہتے ہیں امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مزارعت ناجائز ہے مگر فتویٰ قول صاحبین پر ہے کہ مزارعت جائز ہے۔

اسلام میں مزارعت کے جائز و ناجائز ہونے کی بحث

مزارعت کے بارے میں بعض لوگ فقہ حنفی کے متعلق غلط فہمی کا شکار ہیں۔ اور غیر مقلدین محض مصنوعی وفنی جملوں سے استدلال کر کے عوام میں توہمات پھیلانے میں سرگرداں رہتے ہیں۔ ہم ذیل میں اس موضوع کے متعلق فقہ حنفی کی پاسبانی میں دیئے گئے دلائل اور وہ احادیث جن سے مزارعت کے بارے میں فقہاء احناف نے استدلال کیا ہے اور غلط شرائط کی بنیاد پر مزارعت سے منع کیا اور نقصان دہ شرائط سے جب خالی تو مزارعت کو جائز قرار دیا ہے۔

شریعت میں مزارعت جائز ہے، احادیث مبارکہ میں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے اس کا جواز ثابت ہے۔ جن احادیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ایسی مزارعت پر محمول ہیں جن میں غلط شرائط لگا دی گئی ہوں۔

بٹائی کے متعلق حدیثِ مخابرہ کی تحقیق

کیا اس حدیثِ مخابرہ میں بٹائی کی ممانعت آئی ہے؟

عن رافع بن خديج رضي الله عنه أنه زرع أرضًا فمرّ به النبي صلى الله عليه وسلم وهو يسقيها فسأله: لمن الزرع؟ ولمن الأرض؟ فقال: زرعي وببذري وعملي لي الشطر ولبني فلان الشطر. فقال: أربيتما، فرد الأرض على أهلها وخذ نفقتك. (سنن ابوداؤد، طبع ایچ ایم سعید)

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کھیتی کاشت کی، وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، جبکہ وہ اس کو پانی دے رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ: یہ کس کی کھیتی ہے اور کس کی زمین ہے؟ میں نے جواب دیا: کھیتی میرے بیج اور عمل کا نتیجہ ہے، اور آدھی پیداوار میری اور آدھی بنی فلاں کی

ہوگی۔اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ربا اور سود کا معاملہ کیا، زمین اس کے مالکوں کو واپس کردو اور اپنا خرچ ان سے لے لو۔

عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: من لم یذر المخابرۃ فلیوذن بحرب من اللہ ورسولہ۔ (سنن ابوداؤد، طبع ایچ ایم سعید)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: جو شخص مخابرہ کو نہ چھوڑے، اس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے۔

یہ دونوں روایتیں چونکہ مولانا محترم کے مضمون میں محض بر سبیل تذکرہ آ گئی ہیں، اس لئے ان کے مالہ وماعلیہ سے بحث نہیں کی گئی۔اس سے عام آدمی کو یہ غلط فہمی ہوسکتی ہے کہ اسلام میں مزاعت مطلقاً ربا کا حکم رکھتی ہے، اور جو لوگ یہ معاملہ کرتے ہیں ان کے خلاف خدا اور رسول کی جانب سے اعلانِ جنگ ہے۔لیکن اہلِ علم کو معلوم ہے کہ مزارعت اسلام میں مطلقاً ممنوع نہیں۔

مولانا کی تحریر کی وضاحت کے لئے تو اتنا اجمال بھی کافی ہے کہ مزارعت کی بعض صورتیں ناجائز ہیں، ان احادیث میں ان ہی سے ممانعت فرمائی گئی ہے، اور ان پر ربا (سود) کا اطلاق کیا گیا ہے۔مولانا موصوف اس اطلاق کی توجیہ کرنا چاہتے ہیں کہ ربا کی مختلف قسمیں ہیں، جن میں قباحت وبُرائی کے اعتبار سے فرق وتفاوت ہے۔احادیث میں بعض ایسے معاشی معاملات کو جن میں ربا سے ایک گونہ مشابہت ومماثلت پائی جاتی تھی ربا سے تعبیر کیا گیا ہے، اسی طرح مزارعت (کی ناجائز صورتوں) کو بھی ربا سے تعبیر کیا گیا ہے۔لیکن بعض ملاحدہ نے ان کو غلط محمل پر محمول کیا ہے، اس بنا پر ضروری ہوا کہ اس اجمال کی تفصیل بیان کی جائے اور ان روایتوں کا صحیح محمل بیان کیا جائے۔

ایک شخص جو اپنی زمین خود کاشت نہیں کرسکتا، یا نہیں کرتا، وہ اسے کاشت کے لئے کسی دُوسرے کے حوالے کردیتا ہے، اس کی کئی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

اوّل: یہ کہ وہ اسے ٹھیکے پر اُٹھادے اور اس کا معاوضہ زرِنقد کی صورت میں وصول کرے۔اسے عربی میں کراء الأرض کہا جاتا ہے، فقہاء اسے اِجارات کے ذیل میں لاتے ہیں اور یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

دوم: یہ کہ مالک، زرِنقد وصول نہ کرے، بلکہ پیداوار کا حصہ مقرّر کرلے، اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔

یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعے کی پیداوار اپنے لئے مخصوص کرلے، یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے اور احادیثِ مخابرہ میں اسی صورت کی ممانعت ہے، جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعے کی پیداوار اپنے لئے مخصوص نہ کرے، بلکہ یہ طے کیا جائے کہ کل پیداوار کا اتنا حصہ مالک کو ملے گا اور اتنا حصہ کاشتکار کو (مثلاً: نصف، نصف)۔

یہ صورت مخصوص شرائط کے ساتھ جمہور صحابہ وتابعین کے نزدیک جائز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عمل سے ثابت ہے،

عن ابن عمر رضی الله عنهما قال: عامل النبی صلی الله علیه وسلم خیبر بشطر ما یخرج منها من ثمر أو زرع ۔ (صحیح بخاری ج:ص: صحیح مسلم ج:ص: ، جامع ترمذی ص: ، سنن ابوداؤد ص: ، ابن ماجہ ص: ، طحاوی ج:ص:)

الف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے یہ معاملہ طے کیا تھا کہ زمین (وہ کاشت کریں گے اور اس) سے جو پھل یا غلہ حاصل ہوگا اس کا نصف ہم لیا کریں گے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال: أعطی رسول الله صلی الله علیه وسلم خیبر بالشطر ثم أرسل ابن رواحة فقاسمهم ۔ (طحاوی ، سنن ابوداؤد)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین نصف پیداوار پر اُٹھادی تھی، پھر عبداللہ بن رواحہ کو بٹائی کے لئے بھیجا کرتے تھے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کی زمین اللہ تعالیٰ نے فئے کے طور پر دی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (یہودِ خیبر) کو حسبِ سابق بحال رکھا اور پیداوار اپنے لئے اور ان کے لئے نصف رکھی، اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو اس کی تقسیم پر مأمور فرمایا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ بن یمان، سعد بن ابی وقاص، ابنِ عمر، ابنِ عباس جیسے اکابر صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مزارعت کا معاملہ ثابت ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری دور تک مزارعت پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ارشاد مروی ہے۔ کنا لا نری بالخبر باسًا حتّٰی کان عام أول فزعم رافع أن نبی الله صلی الله علیه وسلم نفی عنه ۔ (صحیح مسلم)

ہم مزارعت میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، اب یہ پہلا سال ہے کہ رافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ایک اور روایت میں ہے: کان ابن عمر رضی الله عنهما یکری مزارعه علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم، وأبی بکر، وعمر، وعثمان، وصدرًا من امارة معاویة ثم حدّث عن رافع بن خدیج أن النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن کراء المزارع ۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں۔ پھر انہیں رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر اُٹھانے سے منع کیا ہے۔ ٥

ایک اور روایت میں ہے: عن طاؤس عن معاذ بن جبل: أکری الأرض علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وأبی بکر وعمر وعثمان علی الثلث والربع فهو یعمل به الی یومك هذا ۔ (ابنِ ماجه)

حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر،

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد تک میں زمین بٹائی پر دی تھی، پس آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ یمن سے متعلق ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قاضی کی حیثیت سے یمن بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگ مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حلال وحرام کا سب سے بڑا عالم فرمایا تھا، اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی مزارعت کا معاملہ کیا۔ حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ (حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) نے یمن کی اراضی میں جو طریقہ جاری کیا تھا، آج تک اسی پر عمل ہے۔

اس باب کی تمام روایات وآثار کا استیعاب مقصود نہیں، نہ یہ ممکن ہے، بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ دورِ نبوت اور خلافتِ راشدہ کے دور میں اکابر صحابہ کا اس پر عمل تھا اور مزارعت کے عدمِ جواز کا سوال کم از کم اس دور میں نہیں اُٹھا تھا، جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مزارعت کی اجازت ہے اور احادیثِ مخابرہ میں جس مزارعت سے ممانعت فرمائی گئی ہے اس سے مزارعت کی وہ شکلیں مراد ہیں جو دورِ جاہلیت سے چلی آتی تھیں۔

بعض دفعہ ایک بات کسی خاص موقع پر مخصوص انداز اور خاص سیاق میں کہی جاتی ہے، جو لوگ اس موقع پر حاضر ہوں اور جن کے سامنے وہ پورا واقعہ ہو، جس میں وہ بات کہی گئی تھی، انہیں اس کے مفہوم کے سمجھنے میں دِقت پیش نہیں آئے گی، مگر وہی بات جب کسی ایسے شخص سے بیان کی جائے جس کے سامنے نہ وہ واقعہ ہوا ہے جس میں یہ بات کہی گئی تھی، نہ وہ متکلم کے اندازِ تخاطب کو جانتا ہے، نہ اس کے لب ولہجے سے واقف ہے، نہ کلام کے سیاق کی اسے خبر ہے، اگر وہ اس کلام کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھ پائے تو محلِ تعجب نہیں: شنیدہ کے بود مانند دیدہ یہی وجہ ہے کہ آیات کے اسبابِ نزول کو علمِ تفسیر کا اہم شعبہ قرار دیا گیا ہے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

والذی لا الٰہ غیرہ! ما نزلت من اٰیۃ من کتاب اللہ الا وأنا أعلم فیمن نزل وأین نزلت، ولو أعلم مکان أحد أعلم بکتاب اللہ منی تنالہ المطایا لأتیتہ ۔ (الاتقان، النوع الثامن)

اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں! کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے کسی ایسے شخص کا علم ہوتا جو مجھ سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم ہو اور وہاں سواری جاسکتی تو میں اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔

اسی قسم کا ایک ارشاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی نقل کیا گیا ہے، وہ فرمایا کرتے تھے: واللہ! ما نزلت اٰیۃ الا وقد علمت فیم أنزلت وأین أنزلت ان ربی وھب لی قلبًا عقولًا ولسانًا سوئلًا ۔ (الاتقان، النوع الثمانون)

بخدا! جو آیت بھی نازل ہوئی، مجھے معلوم ہے کہ کس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ میرے ربّ نے مجھے بہت سمجھنے والا دِل، اور بہت پوچھنے والی زبان عطا کی ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے جہاں قرآن مجید

کے ایک ایک گوشے کو محفوظ رکھا، وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے ایک ایک گوشے کی بھی حفاظت فرمائی، ورنہ خدا جانے ہم قرآن پڑھ پڑھ کر کیا کیا نظریات تراشا کرتے! اور یہی وجہ ہے کہ تمام ائمہ مجتہدین کے ہاں یہ اُصول تسلیم کیا گیا کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھیک مفہوم سمجھنے کے لئے یہ دیکھنا ہوگا کہ اکابر صحابہ نے اس پر کیسے عمل کیا اور خلافتِ راشدہ کے دور میں اس کے کیا معنی سمجھے گئے۔

یہ اکابر صحابہ جو مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کی ممانعت ان کے لئے صرف شنیدہ نہیں تھی، دیدہ تھی۔ وہ یہ جانتے تھے کہ مزارعت کی کون سی قسمیں زمانہ جاہلیت سے رائج تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ممنوع قرار دیا۔ اور مزراعت کی کون سی صورتیں باہمی شقاق وجدال کی باعث ہوسکتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اصلاح فرمائی۔ مزارعت کی جائز و ناجائز صورتوں کو وہ گویا اسی طرح جانتے تھے جس طرح وضو کے فرائض وسنن سے واقف تھے۔ ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو مزارعت کے کسی ناجائز معاملے پر عمل پیرا ہو، ظاہر ہے کہ اس صورت میں کسی نکیر کا سوال کب ہوسکتا تھا؟ یہ صورتِ حال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک قائم رہی۔ مزارعت کے جواز وعدمِ جواز کا مسئلہ پوری طرح بدیہی اور روشن تھا، اور اس نے کوئی غیر معمولی نوعیت اختیار نہیں کی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافتِ راشدہ کے بعد کچھ حالات ایسے پیش آئے جن سے یہ مسئلہ بدیہی کے بجائے نظری بن گیا، اور بحث وتمحیص کی ایک صورت پیدا ہوگئی۔ غالباً بعض لوگوں نے مسئلہ مزارعت کی نزاکتوں کو پوری طرح ملحوظ نہ رکھا اور مزارعت کی بعض ایسی صورتیں وقوع میں آنے لگیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نکیر فرمائی اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث بیان فرمادیں۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ .

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ .

نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ .

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرت سے منع فرمایا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔

ادھر بعض لوگوں کو ان احادیث کا مفہوم سمجھنے میں دقت پیش آئی، انہوں نے یہ سمجھا کہ ان احادیث کا مقصد ہر قسم کی مزارعت کی نفی کرنا ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ بحث ونظر کا موضوع بن گیا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جو افاضل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت موجود تھے، انہوں نے اس نزاع کا فیصلہ کس طرح فرمایا؟ حدیث کی کتابوں میں ممانعت کی روایتیں تین صحابہ سے مروی ہیں: رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ اور ثابت بن ضحاک، رضی اللہ عنہم۔

حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ کی روایت اگرچہ نہایت مختصر اور مجمل ہے، تاہم اس میں یہ تصریح ملتی ہے کہ زمین کو زر نقد پر اُٹھانے کی ممانعت نہیں ہے۔ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن المزارعة وأمر بالمؤاجرة،

وقال: لا باس بها ۔ (صحیح مسلم، طحاوی، میں صرف پہلا جملہ ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا اور زرِ نقد پر زمین دینے کا حکم فرمایا، اور فرمایا: اس کا مضائقہ نہیں۔

حضرت جابر اور حضرت رافع رضی اللہ عنہما کی روایات میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے، جس سے ان کا صحیح مطلب سمجھنے میں اُلجھنیں پیدا ہوئی ہیں، تاہم مجموعی طور پر دیکھئے تو ان کی کئی قسمیں ہیں، اور ہر قسم کا الگ الگ محل ہے۔

حضرت رافع رضی اللہ عنہ کی روایات کے بارے میں یہاں خاصے تنوع کا جو لفظ استعمال ہوا ہے، حضراتِ محدثین اسے اِضطراب سے تعبیر کرتے ہیں۔

اِمام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ حديث رافع حديث فيه اضطراب، يروى هذا الحديث عن رافع بن خديج عن عمومته، ويروى عنه عن ظهير بن رافع، وهو احد عمومته، وقد روى هذا الحديث عنه على روايات مختلفة ۔ (جامع ترمذی)

اِمام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وأما حديث رافع بن خديج رضي الله عنه فقد جاء بألفاظ مختلفة اضطرب من أجلها ۔ (شرح معانی الآثار ج: ص: کتاب المزارعۃ والمساقاۃ)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ وقد اختلف الرواة في حديث رافع بن خديج اختلافًا فاحشًا ۔ (حجة الله البالغه)

اوّل: بعض روایات میں ممانعت کا مصداق مزارعت کا وہ جاہلی تصوّر ہے جس میں یہ طے کرلیا جاتا تھا کہ زمین کے فلاں عمدہ اور زرخیز ٹکڑے کی پیداوار مالک کی ہوگی اور فلاں حصے کی پیداوار کاشتکار کی ہوگی، اس میں چند در چند قباحتیں جمع ہوگئی تھیں۔

اوّلاً: معاشی معاملات باہمی تعاون کے اُصول پر طے ہونے چاہئیں، اس کے برعکس یہ معاملہ سراسر ظلم و استحصال اور ایک فریق کی صریح حق تلفی پر مبنی تھا۔

ثانیاً: یہ شرط فاسد اور مقتضائے عقد کے خلاف تھی، کیونکہ جب کسان کی محنت تمام پیداوار میں یکساں صرف ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس کا حصہ تمام پیداوار میں سے دیا جائے۔

ثالثاً: یہ قمار کی ایک شکل تھی، آخر اس کی کیا ضمانت ہے کہ مالک یا کسان کے لئے جو قطعہ مخصوص کر دیا گیا ہے، وہ بار آور بھی ہوگا؟

رابعاً: اس قسم کی غلط شرطوں کا نتیجہ عموماً نزاع و جدال کی شکل میں برآمد ہوتا ہے، ایسے جاہلی معاملے کو برداشت کر لینے کے معنی یہ تھے کہ اسلامی معاشرے کو ہمیشہ کے لئے جدال و قتال کی آماج گاہ بنا دیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کے ہاں اکثر و بیشتر مزارعت کی یہی غلط صورت رائج تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اصلاح فرمائی، غلط معاملے سے منع فرمایا اور مزارعت کی صحیح صورت پر عمل کر کے دِکھایا۔ مندرجہ ذیل روایات اس پر روشنی ڈالتی ہیں۔

عن رافع بن خديج حدثني عمّاى أنهم كانوا يكرُون الأرض على عهد رسول الله صلى الله عليه

وسلم بما ینبُت على الأربعاء أو بشيء يستثنيه صاحب الأرض فنهانا النبي صلى الله عليه وسلم عن ذٰلك، فقلت لرافع: فكيف هي بالدينار والدراهم؟ فقال رافع: ليس بها بأسٌ بالدينار والدراهم، وكانَ الذي نُهي عن ذٰلك ما لو نظر فيه ذوُو الفهم بالحلال والحرام لم يجيزوه لما فيه من المخاطرة . (صحیح بخاری)

الف: رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے چچا بیان کرتے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ زمین مزارعت پر دیتے تو یہ شرط کر لیتے کہ نہر کے متصل کی پیداوار ہماری ہوگی، یا کوئی اور استثنائی شرط کر لیتے (مثلاً: اتنا غلہ ہم پہلے وصول کریں گے، پھر بٹائی ہوگی)، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت رافع سے کہا: اگر زرِ نقد کے عوض زمین دی جائے اس کا کیا حکم ہوگا؟ رافع نے کہا: اس کا مضائقہ نہیں الیث کہتے ہیں: مزارعت کی جس شکل کی ممانعت فرمائی گئی تھی، اگر حلال وحرام کے فہم رکھنے والے غور کریں تو کبھی اسے جائز نہیں کہہ سکتے ہیں، کیونکہ اس میں معاوضہ ملنے نہ ملنے کا اندیشہ (مخاطرہ) تھا۔

حدثني حنظلة بن قيس الأنصاري قال: سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذهب والورق، فقال: لا باس به، انما كان الناس يوئاجرون على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم على الماذيانات واقبال الجداول وأشياء من الزرع فيهلك هذا ويسلم هذا ويسلم هذا ويهلك هذا فلم يكن للناس كراء الا هذا فلذٰلك زجر عنه، وأما شيء معلوم مضمون فلا باس به .

(صحیح مسلم ج: ص:)

ب: حنظلہ بن قیس کہتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ: سونے چاندی (زَرِ نقد) کے عوض زمین ٹھیکے پر دی جائے، اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں! دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ جو مزارعت کرتے تھے (اور جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا) اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ زمین دار، زمین کے ان قطعات کو جو نہر کے کناروں اور نالیوں کے سروں پر ہوتے تھے، اپنے لئے مخصوص کر لیتے تھے، اور پیداوار کا کچھ حصہ بھی طے کر لیتے، بسا اوقات اس قطعے کی پیداوار ضائع ہو جاتی اور اس کی محفوظ رہتی، کبھی برعکس ہو جاتا۔ اس زمانے میں لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا، اس بنا پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے منع کیا، لیکن اگر کسی معلوم اور قابلِ ضمانت چیز کے بدلے میں زمین دی جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔

اس روایت میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کا یہ جملہ خاص طور پر توجہ طلب ہے: فلم یکن للناس کراء الا هذا .
لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا۔ اور ان کی بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے: ترجمہ: ان دنوں سونا چاندی نہیں تھے۔

اس کا مطلب واللہ اعلم یہی ہو سکتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے، ان دنوں زمین ٹھیکے پر دینے

کا رواج تو قریب قریب عدم کے برابر تھا، مزارعت کی عام صورت بٹائی کی تھی، لیکن اس میں جاہلی قیود و شرائط کی آمیزش تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نفسِ مزارعت کو نہیں بلکہ مزارعت کی اس جاہلی شکل کو ممنوع قرار دیا اور مزارعت کی صحیح صورت معین فرمائی۔ یہ صورت وہی تھی جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خیبر سے معاملہ فرمایا، اور جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اور آپ کے بعد اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم نے عمل کیا۔

جابر بن عبدالله رضي الله عنه يقول: كنا في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم نأخذ الأرض بالثلث أو الربع بالماذيانات فنهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذلك. (شرح معانی الآثار للطحاوی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین لیا کرتے تھے نصف پیداوار پر، تہائی پیداوار پر، اور نہر کے کناروں کی پیداوار پر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، شرط یہ ہوتی تھی کہ جو پیداوار گول (الساقیہ) پر ہوگی اور جو کنویں کے گرد و پیش پانی سے سیراب ہوگی، وہ ہم لیا کریں گے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی، اور فرمایا: سونے چاندی پر دیا کرو۔

عن نافع أن ابن عمر رضي الله عنهما كان يكري مزارعه على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وعمر وعثمان وصدرًا من امارة معاوية ثم حدث عن رافع بن خديج: أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن كراء المزارع، فذهب ابن عمر الى رافع وذهبت معه فسأله، فقال: نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن كراء المزارع، فقال ابن عمر: قد علمت أنا كنا نكري مزارعنا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم بما على الأربعاء شيء من التبن. (صحیح بخاری)

حضرت نافع کہتے ہیں: حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک بھی۔ پھر ان سے بیان کیا گیا کہ رافع بن خدیج کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے، حضرت ابنِ عمرؓ، حضرت رافع کے پاس گئے، میں بھی ساتھ تھا، ان سے دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابنِ عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: آپ کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ ہماری مزارعت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس پیداوار کے عوض ہوا کرتی تھی جو نہروں پر ہوتی تھی اور کچھ گھاس کے عوض، (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے منع فرمایا تھا)۔

حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان روایات سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ مزارعت کی وہ جاہلی شکل کیا تھی جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔

نہی کی بعض روایات اس پر محمول ہیں کہ بعض اوقات زائد قیود و شرائط کی وجہ سے معاملہ کنندگان میں نزاع کی صورت پیدا

ہو جاتی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ تم اس قسم کی مزارعت کے بجائے زرِ نقد پر زمین دیا کرو۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ مزارعت سے منع فرماتے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے افسوس کے لہجے میں فرمایا۔

يغفر الله لرافع بن خديج، أنا والله أعلم بالحديث منه، انما رجلان -قال مسدد: من الأنصار ثم اتفقا- قد اقتتلا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان كان هذا شانكم فلا تكروا المزارع .

(سنن ابوداؤد، ابن ماجہ)

اللہ تعالیٰ رافع کی مغفرت فرمائے، بخدا! میں اس حدیث کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں۔ قصہ یہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے دو شخص آئے ان کے مابین مزارعت پر جھگڑا تھا، اور نوبت مرنے مارنے تک پہنچ گئی تھی، (قد اقتتلا) آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا: ان كان هذا شانكم فلا تكروا المزارع .

جب تمہاری حالت یہ ہے تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو۔ رافع نے بس اتنی بات سن لی: تم مزارعت کا معاملہ نہ کیا کرو۔

عن سعد بن أبي وقاص رضي الله عنه قال: كان أصحاب المزارع يكرون في زمان رسول الله صلى الله عليه وسلم مزارعهم بما يكون على الساق من الزرع فجاؤا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاختصموا في بعض ذلك، فنهاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يكروا بذلك وقال: اكروا بالذهب والفضة . (نسائی)

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمین دار اپنی زمین اس پیداوار کے عوض جو نہروں پر ہوتی تھی، دیا کرتے تھے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مزارعت کے سلسلے میں جھگڑا کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس پر مزارعت نہ کیا کرو، بلکہ سونے چاندی کے عوض دیا کرو۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مقدمے کا فیصلہ فرماتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کو فہمائش کی تھی کہ وہ آئندہ مزارعت کے بجائے زرِ نقد پر زمین لیا دیا کریں۔

سوم: احادیثِ نہی کا تیسرا محمل یہ تھا کہ بعض لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد زمین تھی اور بعض ایسے محتاج اور ضرورت مند تھے کہ وہ دوسروں کی زمین مزارعت پر لیتے، اس کے باوجود ان کی ضرورت پوری نہ ہوتی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو، جن کے پاس اپنی ضرورت سے زائد اراضی تھی، ہدایت فرمائی تھی کہ وہ حسنِ معاشرت، مواسات، اسلامی اخوت اور بلند اخلاق کا نمونہ پیش کریں اور اپنی زائد زمین اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے وقف کردیں، اس پر انہیں اللہ کی جانب سے جو اجر و ثواب ملے گا، وہ اس معاوضے سے یقیناً بہتر ہوگا جو اپنی زمین کا وہ حاصل کرتے تھے۔

عن رافع بن خديج رضي الله عنه قال: مر النبي صلى الله عليه وسلم على أرض رجل من الأنصار قد عرف أنه محتاج، فقال: لمن هذه الأرض؟ قال: لفلان أعطانيها بالأجر، فقال: لو

منحها اخاه . فاتى رافع الأنصار، فقال: ان رسول الله نهاكم عن أمر كان لكم نافعًا وطاعة رسول الله انفع لكم . (نسائی)

رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی زمین پر سے گزرے، یہ صاحب محتاجی میں مشہور تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ زمین کس کی ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں شخص کی ہے، اس نے مجھے اُجرت پر دی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! وہ اپنے بھائی کو بلاعوض دیتا۔ حضرت رافع رضی اللہ عنہ انصار کے پاس گئے، ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک ایسی چیز سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے نفع بخش تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل تمہارے لئے اس سے زیادہ نافع ہے۔

عن جابر رضي الله عنه :سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من كانت له أرض فليهبها او ليعرها .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس کے پاس زمین ہو، اسے چاہئے کہ وہ کسی کو ہبہ کردے یا عاریۃً دے دے۔

عن ابن عباس رضي الله عنهما: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لأن يمنح أحدكم اخاه أرضه خير له من أن يأخذ عليها كذا وكذا .

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: البتہ یہ بات کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین کاشت کے لئے بلاعوض دے دے اس سے بہتر ہے کہ اس پر اتنا اتنا معاوضہ وصول کرے۔

یعنی ہم نے مانا کہ زمین تمہاری ملکیت ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ قانون کی کوئی قوت تمہیں ان کی مزارعت سے نہیں روک سکتی، لیکن کیا اسلامی اُخوت کا تقاضا یہی ہے کہ تمہارا بھائی بھوکوں مرتا رہے، اس کے بچے سسکتے رہیں، وہ بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم رہے، لیکن تم اپنی ضرورت سے زائد زمین جسے تم خود کاشت نہیں کرسکتے، وہ بھی اسے معاوضہ لئے بغیر دینے کے لئے تیار نہ ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان بھائی کی ضرورت پورا کرنے پر حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے کتنا اجر وثواب ملتا ہے؟ یہ چند ٹکے جو تم زمین کے عوض قبول کرتے ہو، کیا اس اُجر وثواب کا مقابلہ کرسکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضراتِ مہاجرین کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کے بعد حضراتِ انصار نے اسلامی مہمانوں کی معاشی کفالت کا بارِ گراں جس خندہ پیشانی سے اُٹھایا، ایثار ومروّت، ہمدردی وغم خواری اور اُخوت ومواسات کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا، نہی عن کراء الأرض کی احادیث بھی اسی سنہری معاشی کفالت کا ایک باب ہے۔

اِمام بخاری رحمہ اللہ نے ان احادیث پر یہ باب قائم کرکے اسی طرف اشارہ کیا ہے: باب ما كان أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمرة . (صحیح بخاری)

ذرا غور کریں کہ ایک چھوٹا سا قصبہ (المدینہ) اس میں انصار کی کل آبادی ہی کتنی تھی؟ ان کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ لے دے کر یہی زمینیں! جو اسلام سے پہلے خود ان کی اپنی ضروریات کے لئے بھی بصد مشکل کفالت کرتی ہوں گی، ان کی جاں نثاری و بلند ہمتی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ عہد کرلیا تھا کہ ہم اپنی اور اپنے بال بچوں کی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی کفالت کریں گے۔ انہوں یہ عہد جس طرح نبھایا وہ سب کو معلوم ہے (رضی اللہ عنھم وارضاھم وجزاھم عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء) اطراف واکناف سے کھنچ کھنچ کر قافلوں کے قافلے یہاں جمع ہورہے تھے اور حضرات انصار اھلاً وسھلاً ومرحبا کہہ کر ان کا استقبال فرمارہے تھے۔ کون اندازہ کرسکتا ہے کہ یہ چھوٹی سی بستی اور اس کے یہ چند گنے چنے انصار الاسلام کتنے معاشی بوجھ کے نیچے دب گئے ہوں گے، لیکن صد آفرین ان وفاکیش فدائیوں کو! کہ ایک لمحے کے لئے انہوں نے اس بوجھ سے اُکتاہٹ کا احساس تک نہیں کیا، بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے مہمانوں کی خاطر اپنا سب کچھ پیش کردیا، گویا ان کا اپنا کچھ نہیں تھا، جو کچھ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا، اور ان کی حیثیت محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارندوں کی تھی۔ سوچنا چاہئے کہ ان حالات میں انصار الاسلام کو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں: جس کے پاس زمین ہو وہ اپنے بھائی کو ہبہ کردے یا اسے عاریۃً دے دے کیا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اسلام میں مزارعت کا باب ہی سرے سے مفقود ہے؟ ان احادیث کو مدینہ طیبہ کے معاشی دباؤ، اور حضرات انصار کی کفالتِ اسلامیہ کے پسِ منظر میں پڑھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ ان کا منشا یہ نہیں کہ اسلام میں مزارعت ناجائز ہے، (اگر ایسا ہوتا تو خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہ یہ معاملہ کیوں کرتے؟) بلکہ ان کا منشا یہ ہے کہ بقول سعدی۔ ہر چہ درویشاں راست وقف محتاجاں است

آپ اپنی ضرورت پوری کیجئے اور زائد از ضرورت کو ضرورت مندوں کے لئے حسبۃً للہ وقف کردیجئے، یہ تھے احادیثِ نہی کے تین محمل، جس کی وضاحت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمائی، اور جن کا خلاصہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں یہ ہے۔

وكان وجوه التابعين يتعاملون بالمزارعة، ويدل على الجواز حديث معاملة أهل خيبر واحاديث النهي عنها محمولة على الاجارة بما على المأذيانات أو قطعة معينة، وهو قول رافع رضي الله عنه، أو على التنزيه والارشاد، وهو قول ابن عباس رضي الله عنهما، أو على مصلحة خاصة بذلك الوقت من جهة كثرة منافشتهم في هذه المعاملة حينئذ، وهو قول زيد رضي الله عنه، والله أعلم! (حجۃ اللہ البالغہ)

(صحابہ کرام کے بعد) اکابر تابعین مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کے جواز کی دلیل اہلِ خیبر سے معاملے کی حدیث ہے، اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث یا تو ایسی مزارعت پر محمول ہیں جس میں نہروں کے کناروں (مأذیانات) کی پیداوار یا کسی معین قطعے کی پیداوار طے کرلی جائے، جیسا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یا تنزیہ وارشاد پر، جیسا کہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا، یا اس پر محمول ہیں کہ مزارعت کی وجہ سے بکثرت

مناقشات پیدا ہو گئے تھے، اس مصلحت کی بنا پر اس سے روک دیا گیا، جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، واللہ اعلم!

قریب قریب یہی تحقیق حافظ ابنِ جوزی نے التحقیق میں، اور امام خطابی نے معالم السنن میں کی ہے، مگر اس مقام پر حافظ تورپشتی شارح مصابیح (رحمہ اللہ) کا کلام بہت نفیس و متین ہے، وہ فرماتے ہیں۔

مزارعت کی احادیث جو مؤلف (صاحب مصابیح) نے ذکر کی ہیں اور جو دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں، بظاہر ان میں تعارض و اختلاف ہے، ان کی جمع و تطبیق میں مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نہی مزارعت کے باب میں کئی حدیثیں سنی تھیں جن کے محمل الگ الگ تھے، انہوں نے ان سب کو ملا کر روایت کیا، یہی وجہ ہے کہ وہ کبھی فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، کبھی کہتے ہیں: میرے چچاؤں نے مجھ سے بیان کیا، کبھی کہتے ہیں: میرے دو چچاؤں نے مجھے خبر دی بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ غلط شرائط لگا لیتے تھے اور نا معلوم اُجرت پر معاملہ کرتے تھے، چنانچہ اس کی ممانعت کر دی گئی۔ بعض کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی اُجرت میں ان کا جھگڑا ہو جاتا تا آنکہ نوبت لڑائی تک پہنچ جاتی۔ اس موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! اگر تمہاری یہ حالت ہے تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو یہ بات حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ مسلمان اپنے بھائی سے زمین کی اُجرت لے، کبھی ایسا ہو گا کہ آسمان سے برسات نہیں ہوگی، کبھی زمین کی روئیدگی میں خلل ہوگا، اندریں صورت اس بے چارے کا مال ناحق جاتا رہے گا، اس سے مسلمانوں میں باہمی نفرت و بغض کی فضا پیدا ہوگی، یہ مضمون حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ: جس کی زمین ہو، وہ خود کاشت کرے یا کسی بھائی کو کاشت کے لئے دے دے، تاہم یہ بطور قانون نہیں بلکہ مروّت و مواسات کے طور پر ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کا سبب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشتکاری پر فریفتہ ہونے، اس کی حرص کرنے اور ہمہ تن اسی کے ہو رہنے کو ان کے لئے پسند نہیں فرمایا، کیونکہ اس صورت میں وہ جہاد فی سبیل اللہ سے بیٹھ رہتے، جس کے نتیجے میں ان سے غنیمت و فیء کا حصہ فوت ہو جاتا (آخرت کا خسارہ مزید برآں رہا) اس کی دلیل ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے۔

(اشارة الى ما رواه البخاری من حدیث ابی اُمامة رضی الله عنه :لا یدخل هذا بیتا الا دخله الذل) .

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں مزارعت نہ مطلقاً جائز ہے، نہ مطلقاً ممنوع، بلکہ اس بات کی تمام احادیث کا مجموعی مفاد کج دار و مریز کی تلقین ہے، حضرات فقہائے اُمت نے اس باب کی نزاکتوں کو پوری طرح سمجھا، چنانچہ تمام فقہی مسالک میں کج دار و مریز کی دقیق رعایت نظر آئے گی، اور یہ بحث تحقیق کا ایک الگ موضوع ہے۔

بَابُ الثَّالِثُ مِنَ الشُّرُوطِ فِيهِ الْمُزَارَعَةُ وَالْوَثَائِقُ .

مزارعت اور معاہدوں سے متعلق شرائط کے بارے میں تیسرا (باب)

3866 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ

أَبِي سَعِيدٍ قَالَ إِذَا اسْتَأْجَرْتَ أَجِيرًا فَأَعْلِمْهُ أَجْرَهُ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کسی شخص کو مزدور رکھو، تو اُسے اس کے معاوضے کے بارے میں بتا دو۔

3867 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَنْبَأَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ يُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ كَرِهَ أَنْ يَسْتَأْجِرَ الرَّجُلَ حَتَّى يُعْلِمَهُ أَجْرَهُ .

★★ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے' وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ آدمی کو معاوضہ بتائے بغیر مزدور رکھ لیا جائے۔

3868 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ جَرِيرِ بْنِ حَازِمٍ عَنْ حَمَّادٍ - هُوَ ابْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ - أَنَّهُ سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ اسْتَأْجَرَ أَجِيرًا عَلَى طَعَامِهِ قَالَ لَا حَتَّى تُعْلِمَهُ .

★★ حماد بن ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا، جو کسی شخص کو اس شرط پر مزدور رکھتا ہے' اُسے کھانا کھلا دے گا' تو حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (ایسا کرنا اس وقت تک) درست نہیں ہوگا' جب تک تم اُسے (اُس کے معاوضے کے بارے میں) بتا نہیں دیتے۔

3869 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ حَمَّادٍ وَقَتَادَةَ فِي رَجُلٍ قَالَ لِرَجُلٍ أَسْتَكْرِي مِنْكَ إِلَى مَكَّةَ بِكَذَا وَكَذَا فَإِنْ سِرْتُ شَهْرًا أَوْ كَذَا وَكَذَا شَيْئًا سَمَّاهُ فَلَكَ زِيَادَةُ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ يَرَيَا بِهِ بَأْسًا وَكَرِهَا أَنْ يَقُولَ أَسْتَكْرِي مِنْكَ بِكَذَا وَكَذَا فَإِنْ سِرْتُ أَكْثَرَ مِنْ شَهْرٍ نَقَصْتُ مِنْ كِرَائِكَ كَذَا وَكَذَا .

★★ معمر' حماد اور قتادہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے ایسے شخص کے بارے میں یہ فرمایا ہے' جو کسی دوسرے شخص کو یہ کہتا ہے: میں تمہیں اتنی اور اتنی رقم کے عوض میں مکہ تک کرائے پر (مزدور کے طور پر) لے کر جا رہا ہوں۔ اور اگر میں ایک ماہ تک سفر کرتا رہا، یا اس طرح کی کوئی اور بات اس نے ذکر کی اور پھر اس زیادہ مدت کو بیان کرنے کے بعد یہ کہا کہ اتنا' اتنا معاوضہ ملے گا۔ تو ان دونوں حضرات کے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ البتہ ان دونوں حضرات نے اس بات کو مکروہ قرار دیا ہے' آدمی یہ کہے' میں تمہیں اتنے' اتنے معاوضے کے عوض میں کرائے پر حاصل کر رہا ہوں' اگر میں ایک ماہ سے زیادہ سفر کرتا رہا' تو میں تمہارے کرائے میں اتنی کمی کر دوں گا۔

3870 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ أَنْبَأَنَا حِبَّانُ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ

3866-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3958) .

3867-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18575) .

3868-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18592) .

3869-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18593) .

عَبْدٌ اُؤَاجِرُهُ سَنَةً بِطَعَامِهِ وَسَنَةً اُخْرٰى بِكَذَا وَكَذَا ـ قَالَ لَا بَاْسَ بِهٖ وَيُجْزِئُهُ اشْتِرَاطُكَ حِيْنَ تُؤَاجِرُهُ اَيَّامًا اَوْ اَجَرْتَهُ وَقَدْ مَضٰى بَعْضُ السَّنَةِ قَالَ اِنَّكَ لَا تُحَاسِبُنِيْ لِمَا مَضٰى ـ

☆☆ ابن جریج کہتے ہیں' میں نے عطاء سے دریافت کیا: ایک غلام کو میں ایک سال کے لیے مزدور رکھ لیتا ہوں' اس شرط پر کہ اسے کھانا کھلا دیا کروں گا اور دوسرے سال اُسے اتنی' اتنی رقم دوں گا۔ تو عطاء نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے' جب تم کسی شخص کو متعین دنوں کے لیے مزدور رکھتے ہو' تو تم اس کے ساتھ جو بھی شرط طے کرو گے' وہ درست ہوگی۔

(ابن جریج کہتے ہیں:) اگر میں نے اس کو اس وقت مزدور رکھ لیا ہو، اور سال کا کچھ حصہ گزر چکا ہو (تو اب مجھے کیا کرنا چاہیے)؟ تو عطاء نے فرمایا: جو گزر چکا ہے تم اس کے بارے میں مجھ سے حساب نہ بنواؤ۔

باب ذِكْرِ الْاَحَادِيْثِ الْمُخْتَلِفَةِ فِي النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِلْخَبَرِ ـ

زمین کو ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں کرائے پر دینے کی ممانعت کے بارے میں مختلف روایات کا تذکرہ' اس روایت کو نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

3871 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ - هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ اَخْبَرَنِيْ اَبِيْ عَنْ رَّافِعِ بْنِ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ اَنَّهٗ خَرَجَ اِلٰى قَوْمِهٖ اِلٰى بَنِيْ حَارِثَةَ فَقَالَ يَا بَنِيْ حَارِثَةَ لَقَدْ دَخَلَتْ عَلَيْكُمْ مُصِيْبَةٌ ـ قَالُوْا مَا هِيَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ ـ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا نُكْرِيْهَا بِشَيْءٍ مِّنَ الْحَبِّ ـ قَالَ "لَا" ـ قَالَ وَكُنَّا نُكْرِيْهَا بِالتِّبْنِ فَقَالَ "لَا" ـ وَكُنَّا نُكْرِيْهَا بِمَا عَلَى الرَّبِيْعِ السَّاقِيْ قَالَ "لَا ازْرَعْهَا اَوِ امْنَحْهَا اَخَاكَ" ـ خَالَفَهٗ مُجَاهِدٌ ـ

☆☆ حضرت اسید بن ظہیر بیان کرتے ہیں: وہ اپنے قبیلے بنو حارثہ کی طرف گئے اور بولے: اے بنو حارثہ! تم پر ایک مصیبت آ گئی ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔ ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر ہم زمین کو کچھ بیج کے عوض میں کرائے پر دیں (تو کیا یہ جائز ہوگا)؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! وہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ اس وقت بھوسے کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (یہ بھی نہیں) ہم لوگ چھوٹی نالی کی سیرابی کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ بھی نہیں' یا تو تم خود کھیتی باڑی کرو یا اسے بخشش کے طور پر اپنے کسی بھائی کو دے دو۔

مجاہد نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

3872 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اٰدَمَ - قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ -

3870-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19075) . 3871-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (157) .

وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهَلٍ - عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ جَائَنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ - وَالْحَقْلُ الثُّلُثُ وَالرُّبُعُ - وَعَنِ الْمُزَابَنَةِ . وَالْمُزَابَنَةُ شِرَاءُ مَا فِي رُءُوْسِ النَّخْلِ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ .

★★ حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حقل سے منع کر دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) حقل یہ ہے ایک تہائی یا ایک چوتھائی (پیداوار کے عوض میں ٹھیکے پر زمین دی جائے) اور مزابنہ سے بھی منع کر دیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے' کھجور کے متعین وسق کے عوض میں درختوں پر لگی ہوئی کھجور کو فروخت کرنا۔

3873 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ اَتَانَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَاعَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ لَّكُمْ نَهَاكُمْ عَنِ الْحَقْلِ وَقَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَمْنَحْهَا اَوْ لِيَدَعْهَا". وَنَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ . وَالْمُزَابَنَةُ الرَّجُلُ يَكُوْنُ لَهُ الْمَالُ الْعَظِيْمُ مِنَ النَّخْلِ فَيَجِيءُ الرَّجُلُ فَيَاْخُذُهَا بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِّنْ تَمْرٍ .

★★ حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کر دیا ہے' جو ہمارے لیے بڑا فائدہ مند تھا' لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت تم لوگوں کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقل سے منع کر دیا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کے پاس زمین ہو وہ اُسے بخشش کے طور پر کسی کو دے دے' یا اُسے ویسے ہی رہنے دے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے بھی منع کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے' کسی شخص کے پاس کھجور کا بڑا سا باغ ہو اور کوئی دوسرا شخص اُس کے پاس آئے اور اُسے متعین شدہ کھجوروں کے وسق کے عوض میں (درختوں پر لگی ہوئی کھجوریں) خرید لے۔

3874 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ ظُهَيْرٍ قَالَ اَتٰى عَلَيْنَا رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ فَقَالَ - وَلَمْ اَفْهَمْ - فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ اَمْرٍ كَانَ

3872-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3398) . واخرجه النسائي في الايمان والنذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3873 و 3874 و 3875) مطولا . و اخرجه ابن ماجه في الرهون، باب ما يكره من المزارعة (الحديث 2460) مطولا . تحفة الاشراف (3549) .

3873-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3872) .

3874-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3872) .

يَنْفَعُكُمْ وَطَاعَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ لَكُمْ مِمَّا يَنْفَعُكُمْ نَهَاكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَقْلِ - وَالْحَقْلُ الْمُزَارَعَةُ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ - فَمَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَاسْتَغْنَى عَنْهَا فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ اَوْ لِيَدَعْ وَنَهَاكُمْ عَنِ الْمُزَابَنَةِ - وَالْمُزَابَنَةُ الرَّجُلُ يَجِيءُ اِلَى النَّخْلِ الْكَثِيرِ بِالْمَالِ الْعَظِيمِ فَيَقُولُ خُذْهُ بِكَذَا وَكَذَا وَسْقًا مِنْ تَمْرِ ذٰلِكَ الْعَامِ .

☆☆ حضرت اسید بن ظہیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بولے تو مجھے ان کی بات سمجھ نہیں آئی۔ انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو تمہیں فائدہ دیا کرتی تھی لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنا تمہارے لیے اس چیز سے زیادہ بہتر ہے جو تمہیں فائدہ دیا کرتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حقل سے منع کر دیا ہے اور حقل سے مراد ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں مزارعت کرنا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے:) ''جس شخص کے پاس زمین ہو اور اُسے اس کی ضرورت نہ ہو تو وہ ویسے ہی اپنے کسی بھائی کو دے دے یا اُسے ایسے ہی رہنے دے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں مزابنہ سے بھی منع کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے آدمی کھجوروں کے بڑے سے باغ کے پاس آئے اور یہ کہے اس سال (ان درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کو زمین پر اُتری ہوئی کھجوروں) کے اتنے وسق کے عوض میں وصول کرلو۔

3875 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اُسَيْدُ بْنُ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ نَهَاكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَاعَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفَعُ لَنَا قَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ عَجَزَ عَنْهَا فَلْيُزْرِعْهَا اَخَاهُ" . خَالَفَهُ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ مَالِكٍ .

☆☆ اسید بن رافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تم لوگوں کو ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا ہمارے لیے زیادہ فائدہ بخش ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرے اگر وہ ایسا نہیں کرسکتا تو اپنے بھائی کو وہاں کھیتی باڑی کرنے دے''۔

عبدالکریم بن مالک نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3876 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو - عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ

3875-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3872) .

3876-اخرجه مسلم في البيوع، باب الارض تمنح (الحديث 120) . تحفة الاشراف (3591) .

اَخَذْتُ بِيَدِ طَاوُسٍ حَتّٰى اَدْخَلْتُهُ عَلٰى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَحَدَّثَهُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . فَاَبٰى طَاوُسٌ فَقَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ لَا يَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا . وَرَوَاهُ اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ عَنْ رَافِعٍ مُرْسَلاً .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں: میں نے طاؤس کا ہاتھ پکڑا اور انہیں ساتھ لے کر حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے ہاں آ گیا' تو انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو طاؤس نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' وہ بولے: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا ہے' ان کے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابوعوانہ نے اس روایت کو مجاہد کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اسے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

3877 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِيْ حَصِينٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّاَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الرَّاْسِ وَالْعَيْنِ نَهَانَا اَنْ نَتَقَبَّلَ الْاَرْضَ بِبَعْضِ خَرْجِهَا . تَابَعَهُ اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُهَاجِرٍ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسی چیز سے منع کیا ہے' جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سر آنکھوں پر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے' ہم زمین کی کچھ پیداوار کے عوض میں زمین کو قبول کریں (یعنی ٹھیکے پر دے دیں)۔

ابراہیم بن مہاجر نامی راوی نے اس کی متابعت کی ہے (اور وہ روایت درج ذیل ہے)۔

3878 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَرْضِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَدْ عَرَفَ اَنَّهُ مُحْتَاجٌ فَقَالَ "لِمَنْ هٰذِهِ الْاَرْضُ" . قَالَ لِفُلَانٍ اَعْطَانِيهَا بِالْاَجْرِ . فَقَالَ "لَوْ مَنَحَهَا اَخَاهُ" . فَاَتٰى رَافِعٌ الْاَنْصَارَ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَاكُمْ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَكُمْ نَافِعًا وَّطَاعَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفَعُ لَكُمْ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی زمین کے پاس سے گزرے' آپ کو یہ بات معلوم تھی کہ وہ شخص ضرورت مند ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس کی زمین ہے؟ تو اس شخص نے کہا: فلاں شخص کی ہے' جس نے اُجرت (یعنی معاوضے) کے عوض میں یہ مجھے دی ہے۔

3877-اخرجه الترمذي في الاحكام، باب المزارعة (الحديث 1374) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3878 و 3879 و 3880 و 3881) .

3878-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اگر وہ شخص اس زمین کو اپنے بھائی کو ویسے ہی دے دیتا تو یہ زیادہ بہتر ہوتا''۔

پھر حضرت رافع رضی اللہ عنہ انصار کے پاس تشریف لائے اور بتایا: نبی اکرم ﷺ نے تمہیں اس چیز سے منع کر دیا ہے' جو تمہارے لیے فائدہ مند تھی' لیکن اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا تمہارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔

3879 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَقْلِ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حقل سے منع کیا ہے۔

3880 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ حَدَّثَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَانَا عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا فَقَالَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ يَمْنَحْهَا اَوْ يَذَرْهَا" .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' آپ نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا جو پہلے ہمارے لیے فائدہ مند تھی۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو' وہ اس میں کھیتی باڑی کرے' یا اُسے (کسی معاوضے کے بغیر کسی دوسرے شخص کو) دے دے یا اُسے ویسے ہی رہنے دے''۔

3881 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ وَّطَاوُسٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ خَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَانَا عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّاَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرٌ لَّنَا قَالَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَذَرْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا" . وَمِمَّا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ طَاوُسًا لَّمْ يَسْمَعْ هٰذَا الْحَدِيْثَ

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' آپ ﷺ نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم ہمارے لیے زیادہ بہتر ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو' وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے' یا اُسے ایسے ہی رہنے دے' یا اسے (کسی معاوضے

3879-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

3880-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

3881-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3877) .

کے بغیر کسی دوسرے شخص کو) دے دے"۔

وہ روایت جو اس بات پر دلالت کرتی ہے' طاؤس نے اس حدیث کا سماع نہیں کیا ہے (وہ درج ذیل روایت ہے)۔

3882 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ كَانَ طَاوُسٌ يَكْرَهُ اَنْ يُؤَاجِرَ اَرْضَهُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَا يَرٰى بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ بَاْسًا فَقَالَ لَهُ مُجَاهِدٌ اذْهَبْ اِلَى ابْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ فَاسْمَعْ مِنْهُ حَدِيْثَهُ . فَقَالَ اِنِّىْ وَاللّٰهِ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ مَا فَعَلْتُهُ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِىْ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ . ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا قَالَ "لَاَنْ يَّمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ اَرْضَهُ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّاْخُذَ عَلَيْهَا خَرَاجًا مَّعْلُوْمًا" . وَقَدِ اخْتُلِفَ عَلٰى عَطَاءٍ فِىْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ رَّافِعٍ وَّقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ . وَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ .

☆☆ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: طاؤس اس بات کو مکروہ سمجھتے تھے کہ سونے یا چاندی کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا جائے' البتہ وہ ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں زمین کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ تو مجاہد نے ان سے کہا کہ آپ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے کے پاس جائیں اور ان سے حدیث سنیں (پھر انہوں نے وہ حدیث سنی اور پھر وہ بولے:) اللہ کی قسم! اگر مجھے پتا ہوتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے' تو میں ایسا نہ کرتا' لیکن مجھے ان صاحب نے حدیث سنائی ہے' جو (حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے) سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں۔

(وہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"آدمی اپنی زمین اپنے کسی بھائی کو کسی معاوضے کے بغیر دے دے' یہ اُس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے' وہ اس سے متعین شدہ معاوضہ وصول کرے"۔

اس روایت کے بارے میں عطاء سے اختلاف کیا گیا ہے' عبدالملک بن میسرہ نامی راوی نے اس روایت کو عطاء کے حوالے سے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (اور ہم اس سے پہلے اس کا تذکرہ کر چکے ہیں) جبکہ عبدالملک بن ابوسلیمان نامی راوی نے اسے عطاء کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

3883 - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ

3882-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب 10 . (الحديث 2330)، وباب ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة و الثمر (الحديث 2342)، و في الهبة، باب فضل المنيحة (الحديث 2634) . و اخرجه مسلم في البيوع ، باب الارض تمنح (الحديث 120 و 121) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3389) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب من المزارعة (الحديث 1385) بمعناه مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الرهون، باب الرخصة في كراء الارض البيضاء بالذهب و الفضة (الحديث 2456) بنحوه، و باب الرخصة في المزارعة بالثلث (الحديث 2464) . تحفة الاشراف (5735) .

جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا فَاِنْ عَجَزَ اَنْ يَّزْرَعَهَا فَلْيَمْنَحْهَا اَخَاهُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُزْرِعْهَا اِيَّاهُ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں کھیتی باڑی کرے اگر وہ خود اس میں کھیتی باڑی نہیں کرسکتا تو اپنے کسی مسلمان بھائی کو (بلامعاوضہ) وہ زمین دے دے لیکن وہ مزارعت کے طور پر اُسے نہ دے''۔

3884 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيَمْنَحْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا" . تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَمْرٍو الْاَوْزَاعِيُّ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں کھیتی باڑی کرے یا اپنے بھائی کو (بلامعاوضہ) دے دے لیکن وہ اسے کرائے پر نہ دے''۔

عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے اس روایت کی متابعت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3885 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ لِاُنَاسٍ فُضُوْلُ اَرَضِيْنَ يُكْرُوْنَهَا بِالنِّصْفِ وَالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ يُزْرِعْهَا اَوْ يُمْسِكْهَا" . وَافَقَهُ مَطَرُ بْنُ طَهْمَانَ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگوں کے پاس اضافی زمینیں تھیں جسے وہ نصف ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں کرائے پر دے دیتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے یا اسے کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے یا اُسے ویسے ہی اپنے پاس رہنے دے (لیکن کرائے پر نہ دے)''۔

مطر بن طہمان نے اس کی موافقت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3886 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ اَبُوْ عُمَيْرِ بْنُ النَّحَّاسِ - وَعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ - هُوَ الْفَاخُوْرِيُّ -

---

3883-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 91) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع ، و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3884) . تحفة الاشراف (2439) .

3884-تقدم في الايمان و النذور ، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3883) .

3885-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة و الثمر (الحديث 2340)، و في الهبة، باب فضل المنيحة (الحديث 2632) . واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 89) . و اخرجه ابن ماجه في الرهون، باب المزارعة بالثلث و الربع (الحديث 2451) . تحفة الاشراف (2424) .

قَالَ حَدَّثَنَا ضَمْرَةُ عَنِ ابْنِ شَوْذَبٍ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا وَلَا يُوَاجِرْهَا" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:
''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے یا کسی دوسرے کو دے دے' لیکن وہ اُسے کرائے پر نہ دے''۔

3887 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَطَرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ رَفَعَهُ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ .

وَافَقَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ جُرَيْجٍ عَلَى النَّهْيِ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

زمین کو کرائے پر دینے کی ممانعت کے بارے میں عبدالملک بن عبدالعزیز نامی راوی نے اس کی موافقت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3888 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّاَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يُطْعَمَ اِلَّا الْعَرَايَا . تَابَعَهُ يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ' مزابنہ' محاقلہ اور پھل کے کھانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے' البتہ عرایا کا حکم مختلف ہے۔

یونس بن عبید نامی راوی نے اس کی متابعت کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3889 - اَخْبَرَنِیْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ

3886-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 88) . واخرجه ماجه في الرهون، باب كراء الارض (الحديث 2454) . تحفة الاشراف (2486) .

3887-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 87) . تحفة الاشراف (2487) .

3888-اخرجه البخاري في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر او شرب في حائط او في ، نخل (الحديث 2381) . واخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن المحاقلة و المزابنة و عن المخابرة و بيع الثمرة قبل بدو صلاحها و عن بيع المعاومة و هو بيع السنين (الحديث 81 و 82) و اخرجه النسائي في البيوع، بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه (الحديث 4536 و 4537)، و بيع الزرع بالطعام (الحديث 4564) . والحديث عند: البخاري في البيوع، باب بيع الثمر على رء وس النخل بالذهب او الفضة (الحديث 2189) . تحفة الاشراف (2452 و 2801) .

3889-اخرجه ابو في البيوع و الاجارات، باب في المخابرة (الحديث 3405) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن الثنيا (الحديث 1290) . واخرجه النسائي في البيوع ، النهي عن بيع الثنيا حتى تعلم (الحديث 4647) تحفة الاشراف (2495) .

بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا اِلَّا اَنْ تُعْلَمَ . وَفِيْ رِوَايَةِ هَمَّامِ بْنِ يَحْيٰى كَالدَّلِيْلِ عَلٰى اَنَّ عَطَاءً لَمْ يَسْمَعْ مِنْ جَابِرٍ حَدِيْثَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ' مزابنہ' مخابرہ اور ثنیا سے منع کیا ہے' البتہ اگر یہ معین ہو (تو حکم مختلف ہوگا)۔

ہمام بن یحییٰ کی نقل کردہ روایت اس بات کی دلیل ہے' عطاء نے اس روایت کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے' جو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے نقل کی ہے' جس میں یہ منقول ہے:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو' وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے''۔

3890 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ سَاَلَ عَطَاءً سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَ جَابِرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا اَوْ لِيُزْرِعْهَا اَخَاهُ وَلَا يُكْرِيهَا اَخَاهُ" . وَقَدْ رَوَى النَّهْىَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ يَزِيْدُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جس شخص کے پاس زمین موجود ہو' وہ اس میں خود کھیتی باڑی کرے یا اپنے کسی بھائی کو کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے' لیکن وہ اسے اپنے بھائی کو کرائے پر نہ دے''۔

یزید بن نعیم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کے حوالے سے محاقلہ کی ممانعت کے بارے میں روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3891 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ تَوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَقْلِ . وَهِىَ الْمُزَابَنَةُ . خَالَفَهُ هِشَامٌ وَّرَوَاهُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حقل سے منع کیا ہے' اس سے مراد مزابنہ ہے۔

ہشام نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اس روایت کو یحییٰ کے حوالے سے ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3892 - اَخْبَرَنَا الثِّقَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَاضَرَةِ وَقَالَ

3890-اخرجه مسلم في البيوع ، باب كراء الارض (الحديث 92) . تحفة الاشراف (2491) .

3891-اخرجه مسلم في البيوع ، باب كراء الارض (الحديث 103) . تحفة الاشراف (3145) .

3892-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3164) .

"الْمُخَاضَرَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ قَبْلَ اَنْ يَزْهُوَ وَالْمُخَابَرَةُ بَيْعُ الْكَرْمِ بِكَذَا وَكَذَا صَاعٍ" . خَالَفَهُ عَمْرُو بْنُ اَبِي سَلَمَةَ فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ اور مخابرہ سے منع کیا ہے۔ مخابرہ سے مراد یہ ہے پھل کے پک کر تیار ہونے سے پہلے اسے فروخت کر دیا جائے اور مخابرہ سے مراد یہ ہے' درخت پر لگے ہوئے انگور کو اتنے' اتنے صاع کے عوض میں فروخت کر دیا جائے۔

عمرو بن ابوسلمہ نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3893 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . خَالَفَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

محمد بن عمرو نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3894 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اٰدَمَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . خَالَفَهُمُ الْاَسْوَدُ بْنُ الْعَلَاءِ فَقَالَ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

اسود بن العلاء نے اس سے مختلف روایات نقل کی ہے' انہوں نے ابوسلمہ کے حوالے سے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3895 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . رَوَاهُ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

قاسم بن محمد نے بھی اس روایت کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3893-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14986) .

3894-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4431) .

3895-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3590) .

3896 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ مُرَّةَ قَالَ سَاَلْتُ الْقَاسِمَ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَحَدَّثَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَرَّةً اُخْرٰى .

★★ عثمان بن مرہ بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم سے مزارعت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث سنائی۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ یہ روایت نقل کی (جو درج ذیل ہے)۔

3897 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَاصِمٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَاَلْتُ الْقَاسِمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ قَالَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . وَاخْتُلِفَ عَلٰى سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فِيهِ

★★ عثمان بن مرہ بیان کرتے ہیں: میں نے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

اس روایت میں' سعید بن مسیب سے مختلف طرح کی روایت نقل کی گئی ہے۔

3898 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ الْخَطْمِيِّ - وَاسْمُهُ عُمَيْرُ بْنُ يَزِيْدَ - قَالَ اَرْسَلَنِيْ عَمِّيْ وَغُلَامًا لَّهُ اِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمُزَارَعَةِ فَقَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَرٰى بِهَا بَاْسًا حَتّٰى بَلَغَهُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ حَدِيْثٌ فَلَقِيَهُ فَقَالَ رَافِعٌ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنِيْ حَارِثَةَ فَرَاٰى زَرْعًا فَقَالَ "مَا اَحْسَنَ زَرْعَ ظُهَيْرٍ" . فَقَالُوْا لَيْسَ لِظُهَيْرٍ . فَقَالَ "اَلَيْسَ اَرْضُ ظُهَيْرٍ" . قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنَّهُ اَزْرَعَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذُوْا زَرْعَكُمْ وَرُدُّوْا اِلَيْهِ نَفَقَتَهُ" . قَالَ فَاَخَذْنَا زَرْعَنَا وَرَدَدْنَا اِلَيْهِ نَفَقَتَهُ . وَرَوَاهُ طَارِقُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيْهِ .

★★ ابوجعفر خطمی جن کا نام عمیر بن یزید ہے' وہ بیان کرتے ہیں: میرے چچا نے مجھے اور اپنے ایک بیٹے کو سعید بن مسیب کے پاس بھیجا تا کہ ہم ان سے مزارعت کے بارے میں دریافت کریں' تو انہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ انہیں اس روایت کا پتہ چلا جو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' پھر ان کی

3896-انفرد به النسائي، و سياتي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3897) . تحفة الاشراف (3577) .

3897-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3896) .

3898-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاحاديث، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3399) . تحفة الاشراف (3558) .

ملاقات حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت رافع نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بنوحارثہ کے پاس تشریف لائے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زراعت ملاحظہ فرمائی تو فرمایا: ظہیر کا کھیت کتنا پیارا ہے' لوگوں نے عرض کی: یہ ظہیر کا نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: کیا یہ ظہیر کی زمین نہیں ہے؟ تو لوگوں نے عرض کی: جی ہاں ہے' لیکن انہوں نے اسے مزارعت پر دیا ہوا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنی زرعی پیداوار حاصل کرلو اور اس کا خرچ اس شخص کو دیدو (جسے زمین مزارعت پر دی تھی)''۔

راوی کہتے ہیں: پھر ہم نے اپنی زرعی پیداوار حاصل کر لی اور ان کا خرچ انہیں ادا کر دیا۔

طارق بن عبدالرحمن نے اس روایت کو سعید کے حوالے سے نقل کیا ہے اور ان سے نقل کرنے میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔

3899 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَقَالَ "اِنَّمَا يَزْرَعُ ثَلَاثَةٌ رَجُلٌ لَهُ اَرْضٌ فَهُوَ يَزْرَعُهَا اَوْ رَجُلٌ مُنِحَ اَرْضًا فَهُوَ يَزْرَعُ مَا مُنِحَ اَوْ رَجُلٌ اسْتَكْرٰى اَرْضًا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ" . مَيَّزَهُ اِسْرَآئِيْلُ عَنْ طَارِقٍ فَاَرْسَلَ الْكَلَامَ الْاَوَّلَ وَجَعَلَ الْاٰخِرَ مِنْ قَوْلِ سَعِيْدٍ

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''زراعت کرنے والے آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں' ایک وہ شخص ہے' جس کے پاس زمین موجود ہوتی ہے اور وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرتا ہے' ایک وہ شخص ہے' جسے عطیے کے طور پر زمین دے دی جاتی ہے اور وہ اس چیز میں کھیتی باڑی کرتا ہے' جو اسے عطیے کے طور پر دے دی جاتی ہے اور ایک وہ شخص ہے' جو سونے اور چاندی کے عوض میں زمین کرائے پر حاصل کرتا ہے''۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) اسرائیل نامی راوی نے طارق کے حوالے سے اسے الگ' الگ روایت کے طور پر نقل کیا ہے' انہوں نے پہلے کلام کو مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور آخری کلام کو سعید بن مسیب کے اپنے قول کے طور پر نقل کیا ہے۔

3900 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيْدٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ قَالَ سَعِيْدٌ فَذَكَرَهُ نَحْوَهُ . رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ طَارِقٍ .

3899-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3400) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3900) مرسلًا و (الحديث 3901) موقوفًا على سعيد، و (الحديث 3902) مرسلًا، و في البيوع، بيع الكرم بالزبيب (الحديث 4549) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب المزارعة بالثلث و الربع (الحديث 2449) . تحفة الاشراف (3557) .

3900-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ سے منع کیا ہے۔

سعید کہتے ہیں: اس کے بعد راوی نے اس کی مانند روایت کی' اس روایت کو سفیان ثوری نے طارق کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

3901 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ - وَهُوَ ابْنُ مَيْمُوْنٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ لَا يُصْلِحُ الزَّرْعَ غَيْرُ ثَلَاثٍ اَرْضٍ يَمْلِكُ رَقَبَتَهَا اَوْ مِنْحَةٍ اَوْ اَرْضٍ بَيْضَاءَ يَسْتَاْجِرُهَا بِذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ . وَرَوَى الزُّهْرِيُّ الْكَلَامَ الْاَوَّلَ عَنْ سَعِيْدٍ فَاَرْسَلَهُ .

☆☆ سعید بن میسب فرماتے ہیں: زراعت تین طرح سے ہوسکتی ہے' ایک یہ کہ آدمی زمین کا خود مالک ہو' یا وہ زمین آدمی کو عطیے کے طور پر ملی ہو' یا وہ بیداواری زمین آدمی سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر حاصل کرے۔

زہری نے پہلے کلام کو سعید کے حوالے سے "مرسل" روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

3902 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . وَرَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَقَالَ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) محمد بن عبدالرحمن نے اس روایت کو سعید بن میسب کے حوالے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے)۔

3903 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِكْرِمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ لَبِيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ كَانَ اَصْحَابُ الْمَزَارِعِ يُكْرُوْنَ فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَزَارِعَهُمْ بِمَا يَكُوْنُ عَلَى السَّاقِيْ مِنَ الزَّرْعِ فَجَاءُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاخْتَصَمُوْا فِيْ بَعْضِ ذٰلِكَ فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُكْرُوْا بِذٰلِكَ وَقَالَ "اَكْرُوْا بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ" . وَقَدْ رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ سُلَيْمَانُ عَنْ رَافِعٍ فَقَالَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ عُمُوْمَتِهِ .

☆☆ محمد بن عبدالرحمن' سعید بن میسب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

3901-تقدم في الإيمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

3902-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

3903-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3391) . مختصراً . تحفة الاشراف (3860) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں زرعی زمینوں کے مالکان اپنی زمین کو پانی کی نالی (کی قریبی پیداوار) کے عوض میں کرائے پر دیا کرتے تھے۔ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے لگے ان میں سے بعض لوگوں کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح سے زمین کو کرائے پر دینے سے انہیں منع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسے سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر دیا کرو''۔

اس روایت کو سلیمان نے رافع کے حوالے سے ان کے ایک چچا سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3904 - اَخْبَرَنِیْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ يَّعْلَى بْنِ حَكِيْمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ بِالْاَرْضِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُكْرِيْهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى فَجَآءَ ذَاتَ يَوْمٍ رَجُلٌ مِّنْ عُمُوْمَتِیْ فَقَالَ نَهَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَّطَوَاعِيَةُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اَنْفَعُ لَنَا نَهَانَا اَنْ نُّحَاقِلَ بِالْاَرْضِ وَنُكْرِيَهَا بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمّٰى وَاَمَرَ رَبَّ الْاَرْضِ اَنْ يَّزْرَعَهَا اَوْ يُزْرِعَهَا وَكَرِهَ كِرَائَهَا وَمَا سِوٰى ذٰلِكَ.

اَيُّوْبُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ يَّعْلٰى.

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اپنی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے ہم ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا متعین اناج کے عوض میں اسے کرائے پر دیا کرتے تھے ایک مرتبہ میرے ایک چچا تشریف لائے اور بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرنا ہمارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زمین کو محاقلہ کے طور پر دینے سے اور اُسے ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا متعین اناج کے عوض میں کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کے مالک کو یہ ہدایت کی ہے وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرے یا اُسے کسی دوسرے کو کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے ان کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔

ایوب نامی راوی نے اس روایت کو یعلیٰ نامی راوی سے نہیں سنا ہے۔

3905 - اَخْبَرَنِیْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ كَتَبَ اِلَیَّ يَعْلَى بْنُ حَكِيْمٍ اِنِّیْ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ الْاَرْضَ نُكْرِيْهَا

3904-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب كراء الارض بالذهب و الفضة (الحديث 2346 و 2347) . واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالطعام (الحديث 113) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3395 و 3396) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3905 و 3906 و 3907 و 3908 و 3909) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب استكراء الارض بالطعام (الحديث 2465) مختصراً . تحفة الاشراف (3559 و 15570) .

3905-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَالطَّعَامِ الْمُسَمَّى . رَوَاهُ سَعِيدٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ .

★★ حضرت رافع بن خدیج ڈٹائیؤ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ زمین میں محاقلہ کیا کرتے تھے ہم اسے ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار یا متعین اناج کے عوض میں کرائے پر دے دیتے تھے۔

سعید نے اس روایت کو یعلیٰ بن حکیم سے نقل کیا ہے۔

3906 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُحَاقِلُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزَعَمَ أَنَّ بَعْضَ عُمُومَتِهِ أَتَاهُ فَقَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرٍ كَانَ لَنَا نَافِعًا وَطَوَاعِيَةُ اللَّهِ وَرَسُولِهِ أَنْفَعُ لَنَا . قُلْنَا وَمَا ذَاكَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَزْرَعْهَا أَوْ لِيُزْرِعْهَا أَخَاهُ وَلَا يُكَارِيهَا بِثُلُثٍ وَلَا رُبُعٍ وَلَا طَعَامٍ مُسَمًّى" . رَوَاهُ حَنْظَلَةُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ رَافِعٍ فَاخْتُلِفَ عَلَى رَبِيعَةَ فِي رِوَايَتِهِ .

★★ حضرت رافع بن خدیج ڈٹائیؤ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم مَلَّاثِیْمِ کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ زمین میں محاقلہ کیا کرتے تھے حضرت رافع ڈٹائیؤ نے یہ بات بتائی ہے ان کے چچا ان کے پاس آئے اور بولے: نبی اکرم مَلَّاثِیْمِ نے ہمیں ایسی چیز سے منع کر دیا ہے جو ہمارے لیے فائدہ مند تھی لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مَلَّاثِیْمِ کی فرمانبرداری کرنا ہمارے لیے زیادہ فائدہ مند ہے۔ ہم نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے بتایا' نبی اکرم مَلَّاثِیْمِ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص کے پاس زمین موجود ہو وہ خود اس میں کھیتی باڑی کرے یا اپنے کسی بھائی کو کھیتی باڑی کرنے کے لیے دے دے لیکن وہ ایک تہائی یا ایک چوتھائی پیداوار یا متعین اناج کے عوض میں اسے کرائے پر نہ دے"۔

حنظلہ بن قیس نے اس روایت کو حضرت رافع ڈٹائیؤ سے نقل کیا ہے اور اس روایت کو نقل کرنے میں ربیعہ نامی راوی سے اختلاف نقل کیا گیا ہے۔

3907 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي أَنَّهُمْ كَانُوا يُكْرُونَ الْأَرْضَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا يَنْبُتُ عَلَى الْأَرْبِعَاءِ وَشَيْءٍ مِنَ الزَّرْعِ يَسْتَثْنِي صَاحِبُ الْأَرْضِ فَنَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ . فَقُلْتُ لِرَافِعٍ فَكَيْفَ كِرَاؤُهَا بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ فَقَالَ رَافِعٌ لَيْسَ بِهَا بَأْسٌ بِالدِّينَارِ وَالدِّرْهَمِ . خَالَفَهُ الْأَوْزَاعِيُّ .

3906-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

3907-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904) .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے ایک چچا نے مجھے یہ بات بتائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں لوگ زمین سے ہونے والی پیداوار کے ایک چوتھائی حصے یا اس پیداوار کے کچھ متعین حصے کے عوض میں زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے زمین کا مالک اس میں سے استثناء کرلیا کرتا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' زمین کو دینار یا درہم کے عوض میں کرائے پر دینے کا کیا حکم ہے؟

تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

دینار یا درہم کے عوض میں (زمین کو کرائے پر دینے میں) کوئی حرج نہیں ہے۔

اوزاعی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3908 - اَخْبَرَنِی الْمُغِیْرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عِیْسٰی - هُوَ ابْنُ یُوْنُسَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنْ رَبِیْعَةَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَیْسٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ عَنْ کِرَاءِ الْاَرْضِ بِالدِّیْنَارِ وَالْوَرِقِ فَقَالَ لَا بَاْسَ بِذٰلِكَ اِنَّمَا کَانَ النَّاسُ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤَاجِرُوْنَ عَلَی الْمَاذِیَانَاتِ وَاَقْبَالِ الْجَدَاوِلِ فَیَسْلَمُ هٰذَا وَیَهْلِكُ هٰذَا وَیَسْلَمُ هٰذَا وَیَهْلِكُ هٰذَا فَلَمْ یَكُنْ لِلنَّاسِ کِرَاءٌ اِلَّا هٰذَا فَلِذٰلِكَ زُجِرَ عَنْهُ فَاَمَّا شَیْءٌ مَعْلُوْمٌ مَضْمُوْنٌ فَلَا بَاْسَ بِهٖ - وَافَقَهٗ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَلٰی اِسْنَادِهٖ وَخَالَفَهٗ فِیْ لَفْظِهٖ -

☆☆ حنظلہ بن قیس انصاری بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے دینار یا درہم کے عوض میں زمین کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں لوگ اس شرط پر زمین کرائے پر دے دیتے تھے کہ پانی کی گزرگاہ کے قریب جو پیداوار ہوگی وہ ہماری ہوگی' تو پانی سے دور والی پیداوار ضائع ہو جایا کرتی تھی اور پانی کے قریب والی بعض اوقات بچ جاتی تھی یا قریب والی ضائع ہو جاتی تھی اور دور والی بچ جاتی تھی' لیکن اس زمانے میں کرائے پر دینے کا طریقہ صرف یہی تھا تو اس وجہ سے لوگوں کو اس سے منع کر دیا گیا' جہاں تک متعین ادائیگی' جس کا تاوان بھی لازم ہو (اس کے عوض میں زمین کو کرائے پر دینے کا تعلق ہے) تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس روایت کی سند کے بارے میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو سب سے زیادہ علم ہے' لیکن انہوں نے اس کے الفاظ میں اختلاف نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3909 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ رَبِیْعَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَیْسٍ قَالَ

3908-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب 7. (الحديث 2327) مختصراً، وباب ما يكره من الشروط في المزارعة (الحديث 2332) مختصراً، و في الشروط، باب الشروط في المزارعة (الحديث 2722) مختصرًا و اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالذهب و الورق (الحديث 115 و 116 و 117) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3392 و 3393) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3909) و (الحديث 3910) موقوفاً، و (الحديث 3911) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب الرخصة في كراء الارض البيضاء بالذهب و الفضة (الحديث 2458). تحفة الاشراف (3553) .

سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . قُلْتُ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ قَالَ لَا اِنَّمَا نَهٰى عَنْهَا بِمَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَاَمَّا الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ فَلَا بَاْسَ . رَوَاهُ سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَبِيْعَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

☆☆ حنظلہ بن قیس بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا: سونے اور چاندی کے عوض میں (کرائے پر دینے کا کیا حکم ہے)؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چیز کے عوض میں کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' جو اس میں سے نکلتی ہے (یعنی پیداوار کے عوض میں کرائے پر دینے سے منع کیا ہے) جہاں تک سونے اور چاندی کا تعلق ہے' تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سفیان ثوری نے اس روایت کو ربیعہ کے حوالے سے نقل کیا ہے' لیکن انہوں نے اسے مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں کیا ہے۔

3910 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ سَاَلْتُ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ فَقَالَ حَلَالٌ لَا بَاْسَ بِهٖ ذٰلِكَ فَرْضُ الْاَرْضِ . رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ وَرَفَعَهُ كَمَا رَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ رَبِيْعَةَ .

☆☆ حنظلہ بن قیس بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے زمین کو سونے یا چاندی کے عوض میں کرائے پر دینے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ حلال ہے' اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور یہ زمین کا فرض ہے۔

یحییٰ بن سعید نے اسے حنظلہ بن قیس کے حوالے سے مرفوع حدیث کے طور پر نقل کیا ہے' جس طرح امام مالک نے اسے ربیعہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

3911 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ فِي حَدِيثِهٖ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ اَرْضِنَا وَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ ذَهَبٌ وَّلَا فِضَّةٌ فَكَانَ الرَّجُلُ يُكْرِي اَرْضَهُ بِمَا عَلَى الرَّبِيعِ وَالْاَقْبَالِ وَاَشْيَاءَ مَعْلُومَةٍ وَّسَاقَهُ . رَوَاهُ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَاخْتُلِفَ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيهِ .

3909-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3908).

3910-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3908).

3911-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3908).

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنی زمین کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' اس زمانے میں سونا اور چاندی (عام) نہیں ہوتے تھے' اس لیے کوئی شخص اپنی زمین کو اس پیداوار کے عوض میں کرائے پر دے دیتا تھا' جو پانی کے نالے کے قریب ہوتی تھی (کیونکہ اس سے پیداوار زیادہ اچھی ہوتی تھی) یا اسی طرح کی متعین چیز کے عوض میں کرائے پر دے دیتا تھا۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے' اس روایت کو سالم بن عبداللہ نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

اس روایت میں زہری سے اختلاف نقل کیا گیا ہے۔

3912 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ عَنْ جُوَيْرِيَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَذَكَرَ نَحْوَهُ . تَابَعَهُ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ .

☆☆ محمد بن یحییٰ نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ زہری کے حوالے سے سالم بن عبداللہ سے نقل کی ہے' جبکہ عقیل بن خالد نے اس کی متابعت کی ہے۔

3913 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِىْ اَرْضَهُ حَتّٰى بَلَغَهُ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ كَانَ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ يَا ابْنَ خَدِيجٍ مَاذَا تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ رَافِعٌ لِعَبْدِ اللّٰهِ سَمِعْتُ عَمَّىَّ - وَكَانَا قَدْ شَهِدَا بَدْرًا - يُحَدِّثَانِ اَهْلَ الدَّارِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَلَقَدْ كُنْتُ اَعْلَمُ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِىَ عَبْدُ اللّٰهِ اَنْ يَكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْدَثَ فِىْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَعْلَمُهُ فَتَرَكَ كِرَاءَ الْاَرْضِ . اَرْسَلَهُ شُعَيْبُ بْنُ اَبِىْ حَمْزَةَ .

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: سالم بن عبداللہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے' پھر انہیں پتا چلا کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ زمین کو کرائے پر دینے سے منع کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو وہ بولے: اے ابن خدیج! آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں کیا حدیث نقل کرتے ہیں؟ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں نے اپنے دو ایسے چچاؤں کو یہ بیان

3912-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3394) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3913 و 3914 و 3917) . تحفة الاشراف (15571) .

3913-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3912) .

کرتے ہوئے سنا ہے جو دونوں غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف رکھتے ہیں انہوں نے ہمارے قبیلے کے لوگوں کو یہ حدیث سنائی تھی کہ نبی اکرم ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تو یہ علم ہے نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں زمین کرائے پر دی جاتی تھی پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو یہ اندیشہ ہوا کہ شاید نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں کوئی نیا حکم دے دیا تھا جس کا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو علم نہ ہو سکا ہو تو انہوں نے زمین کو کرائے پر دینا ترک کر دیا۔

شعیب بن ابوحمزہ نامی راوی نے اس روایت کو مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

3914 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِیْجٍ كَانَ یُحَدِّثُ اَنَّ عَمَّیْهِ وَكَانَا - یَزْعُمُ - شَهِدَا بَدْرًا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . رَوَاهُ عُثْمَانُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعَیْبٍ وَّلَمْ یَذْكُرْ عَمَّیْهِ .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ اپنے دو چچاؤں کے حوالے سے جن کے بارے میں انہوں نے یہ بات بیان کی ہے ان دونوں کو غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف حاصل ہے (وہ دونوں حضرات یہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

عثمان بن سعید نے اس روایت کو شعیب سے نقل کیا ہے تاہم انہوں نے اس میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے دو چچاؤں کا ذکر نہیں کیا (وہ روایت درج ذیل ہے)۔

3915 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ شُعَیْبٍ قَالَ الزُّهْرِیُّ كَانَ ابْنُ الْمُسَیَّبِ یَقُوْلُ لَیْسَ بِاسْتِكْرَاءِ الْاَرْضِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بَاْسٌ وَّكَانَ رَافِعُ بْنُ خَدِیْجٍ یُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ . وَافَقَهُ عَلٰى اِرْسَالِهٖ عَبْدُ الْكَرِیْمِ بْنُ الْحَارِثِ .

☆☆ عثمان بن سعید شعیب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: زہری نے یہ بات بیان کی ہے ابن مسیب یہ کہتے ہیں زمین کو سونے اور چاندی کے عوض میں کرائے پر حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث سنائی ہے نبی اکرم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔

عبدالکریم بن حارث نامی راوی نے مرسل نقل کرنے کے اندر اس روایت کی موافقت کی ہے جو درج ذیل ہے۔

3916 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ خُزَیْمَةَ عَبْدُ اللّٰهِ

3914-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3912) .

3915-انفرد به النسائي، وسياتي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3916) . تحفة الاشراف (3580) .

3916-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3915) .

بْنُ طَرِيفٍ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَسُئِلَ رَافِعٌ بَعْدَ ذٰلِكَ كَيْفَ كَانُوْا يُكْرُوْنَ الْاَرْضَ قَالَ بِشَىْءٍ مِّنَ الطَّعَامِ مُسَمًّى وَّيُشْتَرَطُ اَنَّ لَنَا مَا تُنْبِتُ مَاذِيَانَاتُ الْاَرْضِ وَاَقْبَالُ الْجَدَاوِلِ . رَوَاهُ نَافِعٌ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيْهِ .

☆☆ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

ابن شہاب بیان کرتے ہیں: بعد میں حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے یہ دریافت کیا گیا' پہلے لوگ زمین کس حساب سے کرائے پر دیتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: کسی متعین اناج کے عوض میں' یا اس شرط پر کرائے پر دی جاتی تھی کہ پانی کی گزرگاہ اور پانی کی نالی کے قریب جو فصل ہوگی وہ ہماری ہوگی۔

نافع نے اس روایت کو حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس روایت میں ان سے بھی اختلاف نقل کیا گیا ہے۔

3917 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ عُمُوْمَتَهُ جَاءُوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعُوْا فَاَخْبَرُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا اَنَّهُ كَانَ كُلُّ صَاحِبِ مَزْرَعَةٍ يُكْرِيهَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اَنَّ لَهُ مَا عَلَى الرَّبِيعِ السَّاقِى الَّذِىْ يَتَفَجَّرُ مِنْهُ الْمَاءُ وَطَائِفَةٌ مِّنَ التِّبْنِ لَا اَدْرِىْ كَمْ هِىَ . رَوَاهُ ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ فَقَالَ عَنْ بَعْضِ عُمُوْمَتِهِ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتایا' ان کے کچھ چچا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' پھر وہ وہاں سے واپس آئے' تو انہوں نے (لوگوں کو) بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے علم میں یہ بات ہے' زرعی زمین کا مالک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اس زمین کو کرائے پر دے دیا کرتا تھا' اس شرط پر کہ پانی کے نالے کے قریب والی پیداوار اس کی ہوگی (اور اسے معاوضے کے طور پر) کچھ چارہ بھی ملے گا' لیکن مجھے یہ علم نہیں' وہ کتنی ہوگی۔

اس روایت کو ابن عون نامی راوی نے نافع کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اس کے ایک چچا سے۔

3918 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ كَانَ ابْنُ

3917-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3912).

عُمَرَ يَاْخُذُ كِرَاءَ الْاَرْضِ فَبَلَغَهُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ شَيْءٌ فَاَخَذَ بِيَدِي فَمَشَى اِلٰى رَافِعٍ وَّاَنَا مَعَهُ فَحَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ. فَتَرَكَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدُ.

★★ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زمین کا کرایہ وصول کیا کرتے تھے' پھر انہیں حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کوئی روایت پتا چلی' انہوں نے میرا ہاتھ تھاما اور حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے' میں ان کے ساتھ تھا' تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک چچا کے حوالے سے انہیں یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کر دیا ہے' تو اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (زمین کو کرائے پر دینا) ترک کر دیا۔

3919 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَاْخُذُ كِرَاءَ الْاَرْضِ حَتّٰى حَدَّثَهُ رَافِعٌ عَنْ بَعْضِ عُمُومَتِهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَتَرَكَهَا بَعْدُ. رَوَاهُ اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ رَّافِعٍ وَّلَمْ يَذْكُرْ عُمُوْمَتَهُ.

★★ نافع' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ زمین کا کرایہ وصول کیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک چچا کے حوالے سے انہیں یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' تو اس کے بعد انہوں نے (زمین کو کرائے پر دینا) ترک کر دیا۔

یہی روایت نافع نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے اور اس میں ان کے چچا کا تذکرہ نہیں کیا۔

3920 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِي مَزَارِعَهُ حَتّٰى بَلَغَهُ فِيْ اٰخِرِ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يُخْبِرُ فِيْهَا بِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ وَاَنَا مَعَهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَتَرَكَهَا ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ فَكَانَ اِذَا سُئِلَ عَنْهَا قَالَ زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهَا. وَافَقَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَكَثِيْرُ بْنُ فَرْقَدٍ وَّجُوَيْرِيَةُ بْنُ اَسْمَاءَ.

★★ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زرعی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ حضرت

3918-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904).

3919-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3904).

3920-اخرجه البخاري في الاجارة، باب اذا استاجر ارضًا فمات احدهما (الحديث 2285) مختصراً، و في الحرث و المزارعة، باب ما كان من اصحابه النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة و الثمر (الحديث 2343 و 2344). واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 109 و 110 و 111). واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3394 تعليقاً). واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3921 و 3922 و 3923 و 3924). واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب كراء الارض (الحديث 2453). تحفة الاشراف (3586).

معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے آخری دور میں انہیں یہ بات پتا چلی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت سے متعلق حدیث بیان کی ہے' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' انہوں نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' تو اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (زمین کو کرائے پر دینا) ترک کر دیا۔

جب ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے بتایا:

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

عبیداللہ بن عمر' کثیر بن فرقد اور جویریہ بن اسماء نامی راویوں نے اس کی موافقت کی ہے۔

3921 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُكْرِى الْمَزَارِعَ فَحُدِّثَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَأْثُرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ . قَالَ نَافِعٌ فَخَرَجَ اِلَيْهِ عَلَى الْبَلَاطِ وَاَنَا مَعَهُ فَسَاَلَهُ فَقَالَ نَعَمْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ . فَتَرَكَ عَبْدُ اللّٰهِ كِرَائَهَا .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما زرعی زمین کرائے پر دیا کرتے تھے' انہیں یہ بات بتائی گئی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ' حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لیے بلاط گئے۔ میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی پیداوار کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے' اس کے بعد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کو کرائے پر دینا ترک کر دیا۔

3922 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا اَخْبَرَ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ يَأْثُرُ فِىْ كِرَاءِ الْاَرْضِ حَدِيْثًا فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ اَنَا وَالرَّجُلُ الَّذِىْ اَخْبَرَهُ حَتّٰى اَتٰى رَافِعًا فَاَخْبَرَهُ رَافِعٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . فَتَرَكَ عَبْدُ اللّٰهِ كِرَاءَ الْاَرْضِ .

☆☆ حضرت نافع بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بتایا' حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے زمین کو کرائے پر دینے کے بارے میں ایک حدیث نقل کی ہے' تو میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گیا' میں بھی تھا اور ساتھ وہ شخص تھا

3921-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

3922-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

جس نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں بتایا تھا' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے' تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے زمین کو کرائے پر دینا ترک کر دیا۔

3923 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ حَدَّثَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ حدیث سنائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرعی زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

3924 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَفْصُ بْنُ عِنَانٍ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكْرِیْ اَرْضَهٗ بِبَعْضِ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَبَلَغَهٗ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَزْجُرُ عَنْ ذٰلِكَ وَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالَ كُنَّا نُكْرِی الْاَرْضَ قَبْلَ اَنْ نَعْرِفَ رَافِعًا ثُمَّ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى مَنْكِبِیْ حَتّٰى دُفِعْنَا اِلٰى رَافِعٍ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ اَسَمِعْتَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ فَقَالَ رَافِعٌ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تُكْرُوا الْاَرْضَ بِشَیْءٍ" .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زرعی زمین کو اس زمین کی کچھ پیداوار کے عوض میں کرائے پر دے دیتے تھے' انہیں یہ بات پتہ چلی کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے اس بات سے منع کرتے ہیں اور یہ بات بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے تعارف حاصل ہونے سے پہلے ہم لوگ زمین کو کرائے پر دیا کرتے تھے۔ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کچھ اُلجھن محسوس ہوئی تو انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر رکھا' پھر ہم دونوں حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے پاس آئے' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین کرائے پر دینے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے؟ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے' کسی بھی چیز کے عوض میں زمین کرائے پر نہ دو۔

3925 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ مُّحَمَّدٍ وَّنَافِعٍ اَخْبَرَاهُ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . رَوَاهُ ابْنُ عُمَرَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيجٍ . وَاخْتُلِفَ عَلٰى عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ .

3923-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

3924-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3920) .

3925-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3579) .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔
اس روایت کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس روایت کو نقل کرنے میں عمرو بن دینار نامی راوی سے اختلاف کیا گیا ہے۔

3926 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كُنَّا نُخَابِرُ وَلَا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا حَتّٰى زَعَمَ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ .

☆☆ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: ہم لوگ مخابرہ کیا کرتے تھے اور ہم اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ سے منع کیا ہے۔

3927 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ يَقُوْلُ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَهُوَ يُسْاَلُ عَنِ الْخِبْرِ فَيَقُوْلُ مَا كُنَّا نَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا حَتّٰى اَخْبَرَنَا عَامَ الْاَوَّلِ ابْنُ خَدِيْجٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخِبْرِ . وَافَقَهُمَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ .

☆☆ عمرو بن دینار بیان کرتے ہیں: میں گواہی دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا' ان سے مخابرہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے فرمایا: ہم تو اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ گزشتہ سال حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ہمیں یہ بتایا' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخابرہ سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

حماد بن زید نامی راوی نے ان دونوں روایات میں موافقت کی ہے۔

3928 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كُنَّا لَا نَرٰى بِالْخِبْرِ بَاْسًا حَتّٰى كَانَ عَامَ الْاَوَّلِ فَزَعَمَ رَافِعٌ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْهُ . خَالَفَهُ عَارِمٌ فَقَالَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم لوگ مخابرہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے' یہاں تک کہ گذشتہ سال حضرت

3926-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 106 و 107 و 108) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3389) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3927 و 3928) .واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب المزارعة بالثلث و الربع (الحديث 2450) . تحفة الاشراف (3566).

3927-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3926) .

3928-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3926) .

رافع رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔

عارم نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3929 - قَالَ حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ . تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ .

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

محمد بن مسلم طائفی نامی راوی نے اس کی متابعت کی ہے (اس کی سند درج ذیل ہے)۔

3930 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ . جَمَعَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ الْحَدِيثَيْنِ فَقَالَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مخابرہ، محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

سفیان بن عیینہ نے ان دونوں روایات کو اکٹھا کر دیا ہے اور انہوں نے اسے حضرت عبداللہ بن عمر W اور حضرت جابر t دونوں کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

3931 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْمِسْوَرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَجَابِرٍ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَنَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ كِرَاءِ الْاَرْضِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ . رَوَاهُ اَبُو النَّجَاشِيِّ عَطَاءُ بْنُ صُهَيْبٍ وَاخْتُلِفَ عَلَيْهِ فِيْهِ .

☆☆ سفیان بن عیینہ، عمرو بن دینار کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے پک جانے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ آپ نے مخابرہ سے یعنی ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے پیداوار کے عوض میں زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

اس روایت کو ابونجاشی عطاء بن صہیب نامی راوی نے نقل کیا ہے اس میں ان سے اختلاف کیا گیا ہے۔

3932 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الطَّبَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بَحْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ رَافِعُ بْنُ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَافِعٍ "اَتُؤَاجِرُوْنَ مَحَاقِلَكُمْ" . قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ

3929-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3518) .

3930-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2565) .

3931-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 93) مختصراً . تحفة الاشراف (2538) .

3932-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالطعام (الحديث 114م) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد (الحديث 3394 تعليقاً) تحفة الاشراف (3574) .

وَعَلَى الْاَوْسَاقِ مِنَ الشَّعِيرِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَفْعَلُوْا ازْرَعُوْهَا اَوْ اَعِيرُوْهَا اَوْ اَمْسِكُوْهَا" . خَالَفَهُ الْاَوْزَاعِيُّ فَقَالَ عَنْ رَافِعٍ عَنْ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت رافع رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم لوگ اپنے کھیتوں کو کرائے پر دیتے ہو؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! ہم اسے ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں یا جَو کے مخصوص وسق کے عوض میں کرائے پر دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم ایسا نہ کرو تم خود اس میں کھیتی باڑی کرو یا اسے ویسے ہی کسی کو دے دو یا اسے ایسے ہی رہنے دو''۔

اوزاعی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

انہوں نے حضرت رافع t کے حوالے سے حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔

3933 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ اَبِي النَّجَاشِيِّ عَنْ رَافِعٍ قَالَ اَتَانَا ظُهَيْرُ بْنُ رَافِعٍ فَقَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ لَنَا رَافِقًا . قُلْتُ وَمَا ذَاكَ قَالَ اَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَقٌّ سَاَلَنِي "كَيْفَ تَصْنَعُوْنَ فِي مَحَاقِلِكُمْ" . قُلْتُ نُؤَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَالْاَوْسَاقِ مِنَ التَّمْرِ اَوِ الشَّعِيرِ . قَالَ "فَلَا تَفْعَلُوْا ازْرَعُوْهَا اَوْ اَزْرِعُوْهَا اَوْ اَمْسِكُوْهَا" . رَوَاهُ بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ رَافِعٍ فَجَعَلَ الرِّوَايَةَ لِاَخِي رَافِعٍ .

★★ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ظہیر بن رافع رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے اور بیان کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے' جو ہمارے لیے بڑی سہولت کا باعث تھی' میں نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان حق ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا: تم لوگ اپنے کھیتوں میں کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہو؟ تو میں نے عرض کی: ہم اُسے ایک چوتھائی پیداوار کے عوض میں' یا کھجوروں' یا جَو کے مخصوص وسق کے عوض میں کرائے پر دے دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم ایسا نہ کرو' تم خود اس میں کھیتی باڑی کرو' یا کسی دوسرے کو (کسی معاوضے کے بغیر) کھیتی باڑی کرنے کے لیے دیدو' یا اسے (کھیتی باڑی کے بغیر ہی) ایسے ہی رہنے دو''۔

بکیر بن عبداللہ نے اسے اسید بن رافع کے حوالے سے نقل کیا ہے' انہوں نے یہ روایت حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے بھائی کے حوالے سے نقل کی ہے۔

3934 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ لَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنِي

3933-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب ما كان من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم يواسي بعضهم بعضًا في الزراعة والثمر (الحديث 2339) . واخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض بالطعام (الحديث 114) واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب ما يكره من المزارعة (الحديث 2459) . تحفة الاشراف (5029) .

3934-انفرد به النسائي . وسياتي في الايمان النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3935) . تحفة الاشراف (15531) .

بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ اُسَيْدِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ اَنَّ اَخَا رَافِعٍ قَالَ لِقَوْمِهٖ قَدْ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَوْمَ عَنْ شَىْءٍ كَانَ لَكُمْ رَافِقًا وَّاَمْرُهٗ طَاعَةٌ وَّخَيْرٌ نَهٰى عَنِ الْحَقْلِ .

☆☆ اسید بن رافع بیان کرتے ہیں: حضرت رافع رضی اللہ عنہ کے ایک بھائی نے اپنی قوم سے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج ایک ایسی چیز سے منع کر دیا ہے' جو تمہارے لیے سہولت کا باعث تھی' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی فرمانبرداری لازم ہے اور بہتر ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ سے منع کر دیا ہے۔

3935 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ سَمِعْتُ اُسَيْدَ بْنَ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ الْاَنْصَارِيَّ يَذْكُرُ اَنَّهُمْ مَنَعُوا الْمُحَاقَلَةَ وَهِيَ اَرْضٌ تُزْرَعُ عَلٰى بَعْضِ مَا فِيهَا . رَوَاهُ عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعٍ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ہرمز بیان کرتے ہیں: میں نے اسید بن رافع انصاری کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا: لوگ محاقلہ سے منع کرتے ہیں' اس سے مراد یہ ہے' زمین میں اس کی پیداوار کے کچھ حصے کے عوض میں کھیتی باڑی کی جائے (یعنی ٹھیکے پر کام کیا جائے)۔

عیسیٰ بن سہل بن رافع نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

3936 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ اَبِى شُجَاعٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عِيسَى بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ اِنِّىْ لَيَتِيمٌ فِىْ حَجْرِ جَدِّىْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ وَّبَلَغْتُ رَجُلًا وَّحَجَجْتُ مَعَهٗ فَجَآءَ اَخِىْ عِمْرَانُ بْنُ سَهْلِ بْنِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ فَقَالَ يَا اَبَتَاهُ اِنَّهٗ قَدْ اَكْرَيْنَا اَرْضَنَا فُلَانَةَ بِمِائَتَىْ دِرْهَمٍ . فَقَالَ يَا بُنَىَّ دَعْ ذَاكَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ سَيَجْعَلُ لَكُمْ رِزْقًا غَيْرَهٗ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْاَرْضِ .

☆☆ عیسیٰ بن سہل بن رافع بیان کرتے ہیں: میں یتیم تھا اور اپنے دادا حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی زیر پرورش تھا' میں ان کے ہاں ہی بڑا ہوا' میں نے ان کے ساتھ حج بھی کیا' ایک مرتبہ میرے بھائی عمران بن سہل آئے اور بولے: اے ابا جان! ہم نے اپنی فلاں زمین دو سو درہم میں کرائے پر دے دی ہے۔ تو حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم اسے چھوڑ دو! کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اس کی بجائے دوسرا رزق فراہم کر دے گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

3937 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ

3935-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع واختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3934) .

3936-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في ذلك (الحديث 3401) . تحفة الاشراف (3569) .

3937-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المزارعة (الحديث 3390) واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب ما يكره من المزارعة (الحديث 2461) . تحفة الاشراف (3730) .

إِسْحَاقَ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَغْفِرُ اللّٰهُ لِرَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ أَنَا وَاللّٰهِ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ مِنْهُ إِنَّمَا كَانَا رَجُلَيْنِ اقْتَتَلَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنْ كَانَ هٰذَا شَأْنُكُمْ فَلَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ" . فَسَمِعَ قَوْلَهُ "لَا تُكْرُوا الْمَزَارِعَ" .

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كِتَابَةُ مُزَارَعَةٍ عَلٰى أَنَّ الْبَذْرَ وَالنَّفَقَةَ عَلٰى صَاحِبِ الْأَرْضِ وَلِلْمُزَارِعِ رُبُعُ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْهَا هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِي صِحَّةٍ مِنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ إِنَّكَ دَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ الَّتِي بِمَوْضِعِ كَذَا فِي مَدِينَةِ كَذَا مُزَارَعَةً وَهِيَ الْأَرْضُ الَّتِي تُعْرَفُ بِكَذَا وَتَجْمَعُهَا حُدُودٌ أَرْبَعَةٌ يُحِيطُ بِهَا كُلِّهَا وَأَحَدُ تِلْكَ الْحُدُودِ بِأَسْرِهِ لَزِيقُ كَذَا وَالثَّانِي وَالثَّالِثُ وَالرَّابِعُ دَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ هٰذِهِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ بِحُدُودِهَا الْمُحِيطَةِ بِهَا وَجَمِيعِ حُقُوقِهَا وَشِرْبِهَا وَأَنْهَارِهَا وَسَوَاقِيهَا أَرْضًا بَيْضَاءَ فَارِغَةً لَا شَيْءَ فِيهَا مِنْ غَرْسٍ وَّلَا زَرْعٍ سَنَةً تَامَّةً أَوَّلُهَا مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا وَآخِرُهَا انْسِلَاخُ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا عَلٰى أَنْ أَزْرَعَ جَمِيعَ هٰذِهِ الْأَرْضِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ الْمَوْصُوفِ مَوْضِعُهَا فِيهِ هٰذِهِ السَّنَةَ الْمُؤَقَّتَةَ فِيهَا مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا كُلَّ مَا أَرَدْتُ وَبَدَا لِي أَنْ أَزْرَعَ فِيهَا مِنْ حِنْطَةٍ وَّشَعِيرٍ وَّسَمَاسِمَ وَأُرْزٍ وَّأَقْطَانٍ وَّرِطَابٍ وَّبَاقِلَّا وَحِمَّصٍ وَّلُوبِيَا وَعَدَسٍ وَّمَقَاثِي وَمَبَاطِيخَ وَجَزَرٍ وَّشَلْجَمٍ وَّفُجْلٍ وَّبَصَلٍ وَّثُومٍ وَّبُقُولٍ وَّرَيَاحِينَ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ جَمِيعِ الْغَلَّاتِ شِتَاءً وَّصَيْفًا بِبُذُورِكَ وَبَذْرِكَ وَجَمِيعُهُ عَلَيْكَ دُونِي عَلٰى أَنْ أَتَوَلّٰى ذٰلِكَ بِيَدِي وَبِمَنْ أَرَدْتُ مِنْ أَعْوَانِي وَأُجَرَائِي وَبَقَرِي وَأَدَوَاتِي وَإِلٰى زِرَاعَةِ ذٰلِكَ وَعِمَارَتِهِ وَالْعَمَلِ بِمَا فِيهِ نَمَاؤُهُ وَمَصْلَحَتُهُ وَكِرَابُ أَرْضِهِ وَتَنْقِيَةُ حَشِيشِهَا وَسَقْيِ مَا يَحْتَاجُ إِلٰى سَقْيِهِ مِمَّا زُرِعَ وَتَسْمِيدِ مَا يَحْتَاجُ إِلٰى تَسْمِيدِهِ وَحَفْرِ سَوَاقِيهِ وَأَنْهَارِهِ وَاجْتِنَاءِ مَا يُجْتَنٰى مِنْهُ وَالْقِيَامِ بِحَصَادِ مَا يُحْصَدُ مِنْهُ وَجَمْعِهِ وَدِيَاسَةِ مَا يُدَاسُ مِنْهُ وَتَذْرِيَتِهِ بِنَفَقَتِكَ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهِ دُونِي وَأَعْمَلَ فِيهِ كُلِّهِ بِيَدِي وَأَعْوَانِي دُونَكَ عَلٰى أَنَّ لَكَ مِنْ جَمِيعِ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهِ فِي هٰذِهِ الْمُدَّةِ الْمَوْصُوفَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا فَلَكَ ثَلَاثَةُ أَرْبَاعِهِ بِحَظِّ أَرْضِكَ وَشِرْبِكَ وَبَذْرِكَ وَنَفَقَاتِكَ وَلِيَ الرُّبُعُ الْبَاقِي مِنْ جَمِيعِ ذٰلِكَ بِزِرَاعَتِي وَعَمَلِي وَقِيَامِي عَلٰى ذٰلِكَ بِيَدِي وَأَعْوَانِي وَدَفَعْتَ إِلَيَّ جَمِيعَ أَرْضِكَ هٰذِهِ الْمَحْدُودَةِ فِي هٰذَا الْكِتَابِ بِجَمِيعِ حُقُوقِهَا وَمَرَافِقِهَا وَقَبَضْتُ ذٰلِكَ كُلَّهُ مِنْكَ يَوْمَ كَذَا مِنْ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا فَصَارَ جَمِيعُ ذٰلِكَ فِي يَدِي لَكَ لَا مِلْكَ لِي فِي شَيْءٍ مِّنْهُ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طَلِبَةَ إِلَّا هٰذِهِ الْمُزَارَعَةَ الْمَوْصُوفَةَ فِي هٰذَا الْكِتَابِ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ الْمُسَمَّاةِ فِيهِ فَإِذَا انْقَضَتْ فَذٰلِكَ كُلُّهُ مَرْدُودٌ إِلَيْكَ وَإِلٰى يَدِكَ وَلَكَ أَنْ تُخْرِجَنِي بَعْدَ انْقِضَائِهَا مِنْهَا وَتُخْرِجَهَا مِنْ يَدِي وَيَدِ كُلِّ مَنْ صَارَتْ لَهُ فِيهَا يَدٌ بِسَبَبِي أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَكُتِبَ هٰذَا الْكِتَابُ نُسْخَتَيْنِ .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ رافع بن خدیج کی مغفرت کرے! اللہ کی قسم! میں ان کے مقابلے میں حدیث کا زیادہ علم رکھتا ہوں' ایک مرتبہ دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

''اگر تمہاری یہ حالت ہے' تو تم اپنی زمین کو بٹائی پر نہ دیا کرو''۔

تو رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا کہ تم اپنی زرعی زمین کو کرائے پر نہ دیا کرو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: مزارعت کا معاہدہ یہ ہوتا ہے' بیج اور خرچ زمین کے مالک کے ذمے ہوگا اور کھیتی باڑی کرنے والے کو اس زمین کی پیداوار کا چوتھائی حصہ مل جائے گا' یہ وہ معاہدہ ہے' جو فلاں بن فلاں نے صحت کے دوران فلاں شخص کے ساتھ کیا ہے۔ اور اب فلاں بن فلاں کے لیے وہاں کام کرنا جائز ہوگا۔ تم نے اپنی تمام زمین میرے حوالے کر دی ہے' جو فلاں شہر میں فلاں جگہ پر ہے اور فلاں قسم کی زرعی زمین ہے' یہ وہ زمین ہے' جو اس نام سے پہچانی جاتی ہے' جس کی چاروں طرف متعین حدود ہیں' جنہوں نے اسے گھیرا ہوا ہے' اس کی ایک حد فلاں چیز کے ساتھ ملتی ہے' دوسری اور تیسری اور چوتھی فلاں کے ساتھ ملتی ہیں' تم نے اپنی تمام زمین جو ان حدود کے اندر ہے' وہ میرے سپرد کر دی ہے اور اس تحریر میں اس کی حدود کا تعین کر دیا گیا ہے' اس کے تمام حقوق' پانی کی باری' بڑے یا چھوٹے نالے کے ذریعے اس کی سیرابی وغیرہ ساتھ دے دی گئی ہے' یہ صاف زمین ہے' جس میں کوئی پیداوار نہیں ہے' اس میں کوئی درخت نہیں لگا ہوا' کوئی کھیت نہیں لگا ہوا' اور یہ زمین ایک سال کے لیے (ٹھیکے پر) دی گئی ہے' سال کا آغاز فلاں سے ہو کر فلاں تک رہے گا۔ میں جو چیز چاہوں گا' جو مناسب سمجھوں گا' اسے اس میں بو دوں گا' خواہ وہ گندم ہو' جو ہو' مکئی ہو' چاول ہوں' روئی ہو' ترکاریاں ہوں' ساگ ہو' چنے ہوں' لوبیہ ہو' مسور ہوں' ککڑیاں ہوں' تربوز ہوں' گاجر ہو' شلغم ہوں' مولی ہو' پیاز ہو' لہسن ہو' ترکاریاں ہوں' پھول ہوں' یا ان کے علاوہ جتنے بھی اناج کی مختلف قسمیں ہوتی ہیں' جو گرمیوں اور سردیوں میں بوئے جاتے ہیں۔ اس کے لیے بیج کی فراہمی آپ کے ذمے ہوگی وہ مجھ پر نہیں ہوگی' اور اس کے لیے یہ بات شرط ہوگی کہ یہ سارے کام میں خود کروں گا' اپنے مددگاروں' مزدوروں کے ذریعے کروں گا' اپنے بیلوں کو استعمال کروں گا اور اپنے زرعی آلات کے ذریعے یہ کام کروں گا' جس طرح سے میں چاہوں گا اُس طرح سے پورا کروں گا۔ اس کی کاشت کرتا رہوں گا' اسے آباد رکھوں گا' اس میں کام کروں گا۔ ایسا کام جس کے نتیجے میں اس کی نشوونما میں اضافہ ہو اور اس کے فائدے میں اضافہ ہو۔ یہاں ہل چلانا' اس کی گھاس کو صاف کرنا' جہاں پانی دینے کی ضرورت ہو وہاں پانی دینا' جہاں کھاد ڈالنے کی ضرورت ہو' وہاں کھاد ڈالنا' اس کے لیے پانی کے راستے بنانا' جو فصل پیدا ہوگی اس کو چننا' جو فصل کاٹنے کے قابل ہوگی اُسے کاٹنا' اسے جمع کرنا' جسے کوٹنا ہوگا اُسے کوٹنا' جسے صاف کرنا ہوگا اُسے صاف کرنا۔ اس سب کا خرچ آپ کے ذمے ہوگا' یہ میرے ذمے نہیں ہوگا' لیکن یہ سارا کام میں خود کروں گا اور میرے مددگار کریں گے' کام کرنا آپ کے ذمے نہیں ہوگا اور شرط یہ ہے' اس تحریر میں جس مدت کے آغاز اور اختتام کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس دوران اللہ تعالیٰ جو بھی پیداوار عطاء کرے گا اس میں سے تین چوتھائی آپ کی ہوگی' جو آپ کی زمین ہونے کی وجہ سے پانی میں آپ کی باری ہونے کی وجہ سے' آپ کے بیج فراہم کرنے کی وجہ سے اور آپ کا خرچ فراہم کرنے کی وجہ سے یہ حصے آپ کو مل جائیں گے اور جو باقی رہ جانے والا چوتھا حصہ ہے' وہ مجھے مل جائے گا' جو میرے کاشت کرنے' میرے کام کرنے' میری محنت کا معاوضہ ہوگا' جو میں نے خود اور اپنے مددگاروں کے ذریعے کی تھی۔ آپ نے مجھے یہ تمام زمین جس کی حدود اس تحریر میں بیان کر دی

گئی ہے اور اس کے تمام حقوق اور منافع مجھے دے دیئے ہیں اور میں نے فلاں سال کے فلاں مہینے کے فلاں دن سے اس پر قبضہ کر لیا ہے جو آپ کے لیے میرے قبضے میں رہے گا۔ اس میں سے کسی بھی چیز پر میری ملکیت نہیں ہے' میں صرف اس پر مزارعت کر سکتا ہوں جس کا ذکر اس کی تحریر میں کیا گیا ہے' اس کے علاوہ اس زمین کے بارے میں میرا کوئی دعویٰ نہیں ہوگا' جب یہ مقررہ مدت ختم ہو جائے گی' تو سب کچھ آپ کو واپس کر دیا جائے گا اور آپ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ سال گزرنے کے بعد آپ مجھے اس زمین سے الگ کر دیں اور اسے میرے قبضے سے واپس لے لیں اور ہر اس شخص کے قبضے میں واپس لے لیں' جو میری وجہ سے یہاں کام کر رہا تھا۔

فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں اور اس تحریر کے دو نسخے تحریر کر لیے گئے ہیں۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ الْأَلْفَاظِ الْمَأْثُورَةِ فِي الْمُزَارَعَةِ .

یہ باب ہے کہ مزارعت کے بارے میں منقول الفاظ میں اختلاف کا تذکرہ

3938 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ كَانَ مُحَمَّدٌ يَقُوْلُ الْاَرْضُ عِنْدِيْ مِثْلُ مَالِ الْمُضَارَبَةِ فَمَا صَلُحَ فِيْ مَالِ الْمُضَارَبَةِ صَلُحَ فِي الْاَرْضِ وَمَا لَمْ يَصْلُحْ فِيْ مَالِ الْمُضَارَبَةِ لَمْ يَصْلُحْ فِي الْاَرْضِ . قَالَ وَكَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا اَنْ يَّدْفَعَ اَرْضَهٗ اِلَى الْاَكَّارِ عَلٰى اَنْ يَّعْمَلَ فِيْهَا بِنَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَاَعْوَانِهٖ وَبَقَرِهٖ وَلَا يُنْفِقَ شَيْئًا وَّتَكُوْنَ النَّفَقَةُ كُلُّهَا مِنْ رَّبِّ الْاَرْضِ .

☆☆ ابن عون بیان کرتے ہیں: محمد (نامی محدث) فرماتے ہیں: میرے نزدیک زمین کی مثال مضاربت کے مال کی طرح ہے' تو جو چیز مضاربت کے مال میں درست ہوگی' وہ زمین میں بھی درست ہوگی اور جو مضاربت کے مال میں درست نہیں ہو گی وہ زمین میں بھی درست نہیں ہوگی۔

راوی کہتے ہیں: وہ اس بارے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ اپنی زمین کو کسان کو دے دیں' اس شرط پر کہ وہ اس زمین میں خود اپنی اولاد اپنے مددگاروں اور اپنی گائے سمیت کام کرے گا' لیکن اس پر خرچ کچھ نہیں کرے گا' یہ سارے کا سارا خرچ زمین کے مالک کے ذمے ہوگا۔

3939 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضى الله عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ اِلٰى يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوْهَا مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَاَنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرَ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے کھجوروں کے باغات یہودیوں کے سپرد کر

3938-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19308) .

3939-اخرجه مسلم في المساقاة، باب المساقاة والمعاملة بجزاء من الثمر و الزرع (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في المساقاة (الحديث 3409) . واخرجه النسائي في الايمان و النذور، ذكر اختلاف الالفاظ المأثورة في المزارعة (الحديث 3940) . تحفة الاشراف (8424) .

دیئے تھے اور وہاں کی زرعی زمین بھی ان کے سپرد کر دی تھی اس شرط پر کہ وہ اپنی اس زمین میں کام کاج کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ نبی اکرم ﷺ کو ملے گا۔

3940 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ اِلٰی يَهُوْدِ خَيْبَرَ نَخْلَ خَيْبَرَ وَاَرْضَهَا عَلٰی اَنْ يَعْمَلُوْهَا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَطْرَ ثَمَرَتِهَا ۔

☆☆ محمد بن عبدالرحمٰن نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے خیبر کے کھجوروں کے باغات اور وہاں کی زرعی زمین یہودیوں کے سپرد کر دی تھی اس شرط پر کہ وہ لوگ اپنی زمین پر کام کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ نبی اکرم ﷺ کو ملے گا۔

3941 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَتِ الْمَزَارِعُ تُكْرٰی عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَنَّ لِرَبِّ الْاَرْضِ مَا عَلٰی رَبِيْعِ السَّاقِیْ مِنَ الزَّرْعِ وَطَائِفَةً مِّنَ التِّبْنِ لَا اَدْرِیْ كَمْ هُوَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں زمین کو کرائے پر دیا جاتا تھا۔ اس شرط پر کہ زرعی زمین میں پانی کے نالے کے قریب والے حصے کی پیداوار زمین کے مالک کو ملے گی اور اس کے ساتھ اُسے کچھ چارا مل جائے گا' لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے' اس کی مقدار کتنی ہوتی تھی۔

3942 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ كَانَ عَمَّایَ يَزْرَعَانِ بِالثُّلُثِ وَالرُّبُعِ وَاَبِیْ شَرِيْكُهُمَا وَعَلْقَمَةُ وَالْاَسْوَدُ يَعْلَمَانِ فَلَا يُغَيِّرَانِ ۔

☆☆ عبدالرحمٰن بن اسود بیان کرتے ہیں: میرے دو چچا' ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے عوض میں زراعت کیا کرتے تھے اور میرے والد ان کے ساتھ حصہ دار ہوتے تھے۔

علقمہ اور اسود اس بات کو جانتے تھے انہوں نے اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی (یعنی اسے غلط قرار نہیں دیا)۔

3943 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِیِّ قَالَ قَالَ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ خَيْرَ مَا اَنْتُمْ صَانِعُوْنَ اَنْ يُّؤَاجِرَ اَحَدُكُمْ اَرْضَهٗ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: تم لوگ جو بھی طریقہ کار اختیار کرتے ہو' ان میں سب سے بہتر یہ ہے' تم

3940-تقدم (الحديث 3939) .

3941-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8425) .

3942-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18953) .

3943-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5549) .

اپنی زمین کو سونا یا چاندی کے عوض میں کرائے پر دو۔

3944 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُمَا كَانَا لَا يَرَيَانِ بَأْسًا بِاسْتِئْجَارِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ .

☆☆ ابراہیم نخعی اور سعید بن جبیر اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ صاف زمین کو کرائے پر حاصل کر لیا جائے۔

3945 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ لَمْ أَعْلَمْ شُرَيْحًا كَانَ يَقْضِي فِي الْمُضَارِبِ إِلَّا بِقَضَائَيْنِ كَانَ رُبَّمَا قَالَ لِلْمُضَارِبِ بَيِّنَتَكَ عَلَى مُصِيبَةٍ تُعْذَرُ بِهَا . وَرُبَّمَا قَالَ لِصَاحِبِ الْمَالِ بَيِّنَتَكَ أَنَّ أَمِينَكَ خَائِنٌ وَإِلَّا فَيَمِينُهُ بِاللَّهِ مَا خَانَكَ .

☆☆ ایوب محمد نامی راوی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' وہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق قاضی شریح نے مضاربت کے بارے میں صرف دو فیصلے دیئے ہیں' ایک مرتبہ انہوں نے مضارب سے یہ کہا تھا: تم لاحق ہونے والی آفت کے بارے میں ثبوت پیش کرو' جس کی وجہ سے تم (مقررہ ادائیگی) سے معذور ہو گئے ہو۔ اور ایک مرتبہ انہوں نے زمین کے مالک سے یہ کہا تھا کہ تم اس بات کا ثبوت فراہم کرو کہ تم نے جس شخص کو امین مقرر کیا تھا' اس نے خیانت کا ارتکاب کیا ہے' ورنہ وہ اللہ کے نام کی قسم اُٹھائے گا کہ اس نے تمہارے ساتھ کوئی خیانت نہیں کی ہے۔

3946 - أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ لَا بَأْسَ بِإِجَارَةِ الْأَرْضِ الْبَيْضَاءِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ . وَقَالَ إِذَا دَفَعَ رَجُلٌ إِلَى رَجُلٍ مَالًا قِرَاضًا فَأَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ كِتَابًا كَتَبَ هَذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا مِنْهُ فِي صِحَّةٍ مِنْهُ وَجَوَازِ أَمْرِهِ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانٍ أَنَّكَ دَفَعْتَ إِلَيَّ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا عَشْرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَزْنَ سَبْعَةٍ قِرَاضًا عَلَى تَقْوَى اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ عَلَى أَنْ أَشْتَرِيَ بِهَا مَا شِئْتُ مِنْهَا كُلَّ مَا أَرَى أَنْ أَشْتَرِيَهُ وَأَنْ أُصَرِّفَهَا وَمَا شِئْتُ مِنْهَا فِيمَا أَرَى أَنْ أُصَرِّفَهَا فِيهِ مِنْ صُنُوفِ التِّجَارَاتِ وَأَخْرُجَ بِمَا شِئْتُ مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُ وَأَبِيعَ مَا أَرَى أَنْ أَبِيعَهُ مِمَّا أَشْتَرِيهِ بِنَقْدٍ رَأَيْتُ أَمْ بِنَسِيئَةٍ وَبِعَيْنٍ رَأَيْتُ أَمْ بِعَرْضٍ عَلَى أَنْ أَعْمَلَ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ كُلِّهِ بِرَأْيِي وَأُوَكِّلَ فِي ذَلِكَ مَنْ رَأَيْتُ وَكُلُّ مَا رَزَقَ اللَّهُ فِي ذَلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَرِبْحٍ بَعْدَ رَأْسِ الْمَالِ الَّذِي دَفَعْتَهُ الْمَذْكُورِ إِلَيَّ الْمُسَمَّى مَبْلَغُهُ فِي هَذَا الْكِتَابِ فَهُوَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ نِصْفَيْنِ لَكَ مِنْهُ النِّصْفُ بِحَظِّ رَأْسِ مَالِكَ وَلِي فِيهِ النِّصْفُ تَامًّا بِعَمَلِي فِيهِ وَمَا كَانَ فِيهِ مِنْ وَضِيعَةٍ فَعَلَى رَأْسِ الْمَالِ فَقَبَضْتُ مِنْكَ هَذِهِ الْعَشْرَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ الْوُضَّحَ الْجِيَادَ مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا فِي سَنَةِ كَذَا وَصَارَتْ لَكَ فِي يَدِي قِرَاضًا عَلَى الشُّرُوطِ الْمُشْتَرَطَةِ فِي هَذَا الْكِتَابِ أَقَرَّ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُطْلِقَ لَهُ أَنْ يَشْتَرِيَ وَيَبِيعَ بِالنَّسِيئَةِ كَتَبَ وَقَدْ نَهَيْتَنِي أَنْ أَشْتَرِيَ وَأَبِيعَ

3944-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18430 و 18687) .

3945-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18801) .

3946-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18707) .

بِالنَّسِيئَةِ .

☆☆ سعید بن مسیب فرماتے ہیں: سونے یا چاندی کے عوض میں صاف زمین کو کرائے پر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ یہ فرماتے ہیں: جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو مضاربت کے طور پر کوئی مال دیتا ہے اور وہ اس بارے میں کوئی تحریر' معاہدہ لکھنا چاہتا ہے' تو وہ یہ لکھے گا:

یہ ایک معاہدہ ہے' جسے فلاں بن فلاں نے اپنی صحت کے دوران اپنی پوری رضامندی کے ساتھ تحریر کیا ہے اور یہ فلاں بن فلاں کے لیے' جازت نامے کے طور پر تحریر ہے' تم نے مجھے فلاں سال کے فلاں مہینے کے آغاز میں دس ہزار درہم دیئے ہیں' جو عمدہ (یعنی کھرے) ہیں اور ہر درہم کا وزن سات مثقال ہے' تم نے مجھے یہ مضاربت کے طور پر دیئے ہیں' خفیہ طور پر' اعلانیہ طور پر' اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امانت کی ادائیگی کی نیت رکھتے ہوئے' اس شرط پر کہ میں اس کے ذریعے جو چاہوں گا خرید لوں گا' ہر وہ چیز جو مناسب سمجھوں گا' اُسے میں خرید لوں گا اور جس طریقے کی تجارت کے بارے میں مناسب سمجھوں گا' اس میں اُسے خرچ کر دوں گا' جہاں لے جانا مناسب سمجھوں گا وہاں لے جاؤں گا' جو چیز میں نے خریدی ہوگی' اس میں سے جسے مناسب سمجھوں گا' اُسے نقد فروخت کر دوں گا اور جسے مناسب سمجھوں گا' اُسے اُدھار فروخت کردوں گا اور اگر مناسب سمجھوں' تو اس کے عوض میں کوئی چیز خرید لوں گا' یا اُسے فروخت کر دوں گا' اس کے لیے یہ بات شرط ہے' ان تمام صورتوں میں' میں اپنی مرضی کے مطابق کام کروں گا اور جس شخص کو مناسب سمجھوں گا' اُسے وکیل بھی بنالوں گا۔

اس بارے میں اصل جمع پونجی کے اندر اللہ تعالیٰ جو نفع دے گا' یعنی وہ اصل جمع پونجی جو تم نے مجھے دی تھی' جس کی مقدار اس تحریر میں موجود ہے' وہ نفع میرے اور تمہارے درمیان برابر' برابر تقسیم ہو جائے گا۔ تمہیں تمہاری اصل رقم کے عوض میں نصف حصہ ملے گا اور مجھے میرے کام کی وجہ سے نصف حصہ ملے گا' اس میں جو نقصان ہوگا' وہ اصل جمع پونجی پر ہوگا' میں نے تم سے یہ کھرے اور معیاری قسم کے دس ہزار درہم فلاں سال کے فلاں مہینے کے آغاز میں لیے ہیں' یہ درہم میرے پاس تمہارے قرض کے طور پر ہیں' اس تحریر میں جو شرائط ذکر کی گئی ہیں' فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) جب آدمی یہ ارادہ کرے کہ وہ دوسرے فریق کو ادھار لین دین کرنے کی اجازت نہیں دے گا' تو پھر اس میں یہ تحریر کرے گا:

تم نے مجھے اس بات سے منع کر دیا ہے' میں ادھار خرید و فروخت کروں۔

باب شَرِكَةِ عِنَانٍ بَيْنَ ثَلَاثَةٍ

یہ باب ہے کہ تین آدمیوں کے درمیان شرکت عنان

شرکت کے معنی و مفہوم واحکام کا بیان

لغت میں شرکت کے معنی ہیں ملانا لیکن اصطلاح شریعت میں شرکت کہتے ہیں دو آدمیوں کے درمیان ایک ایسا مثلاً تجارتی

عقد و معاملہ ہونا جس میں وہ اصل اور نفع دونوں میں شریک ہوں۔ شرکت کی دو قسمیں ہیں شرکت ملک اور شرکت عقد شرکت ملک اسے کہتے ہیں کہ دو آدمی یا کئی آدمی بذریعہ خرید یا ہبہ یا میراث کسی ایک چیز کے مالک ہوں یا دو شخص مشترک طور پر کسی مباح چیز کو حاصل کریں مثلاً دو آدمی مل کر شکار کریں اور وہ شکار دونوں کی مشترک ملکیت ہو یا دو آدمیوں کا ایک ہی جنس کا الگ الگ مال ایک دوسرے میں اس طرح مل جائے کہ ان دونوں کے مال کا امتیاز نہ ہو سکے۔ مثلاً زید کا دودھ بکر کے دودھ میں مل جائے یا وہ دونوں اپنے اپنے مال کو قصداً ایک دوسرے کے مال میں ملا دیں یہ سب شریک ملک کی صورتیں ہیں۔

اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ ہر شریک اپنے دوسرے شریک کے حصے میں اجنبی آدمی کی طرح ہے اور ہر شریک اپنا حصہ اپنے دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اس شریک کو یا کسی دوسرے شخص یعنی غیر شریک کو فروخت کر سکتا ہے البتہ آخری دونوں صورتوں میں (یعنی ایک دوسرے کے مال کے آپس میں مل جانے یا اپنے اپنے مال کو ایک دوسرے کے مال میں قصداً ملا دینے کی صورت میں کوئی بھی شریک اپنا حصہ کسی دوسرے شخص یعنی غیر شریک کو اپنے دوسری شریک کی اجازت کے بغیر نہیں بیچ سکتا۔

شرکت عقد کا مطلب ہے شرکاء کا ایجاب وقبول کے ذریعے اپنے اپنے حقوق واموال کو متحد کر دینا اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً ایک دوسرے سے یہ کہے کہ میں نے اپنے فلاں حقوق اور فلاں معاملات یعنی تجارت وغیرہ میں تمہیں شریک کیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا اس طرح شرکت عقد کا رکن تو ایجاب وقبول ہے اور اس کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ معاہدہ شرکت میں ایسی کوئی دفعہ مطلقاً شامل نہ ہو جو شرکت کے بنیادی اصولوں کو فوت کر دے جیسے شرکاء میں سے کسی ایک کا فائدے میں سے کچھ حصے کو اپنے لئے متعین ومخصوص کر لینا مثلاً کسی تجارت میں دو آدمی شریک ہوں اور ان میں سے کوئی ایک شریک یہ شرط عائد کر دے کہ اس تجارت سے حاصل ہونیوالے فائدے میں سے پانچ سو روپے ماہوار لیا کروں گا۔ یہ شرط مشترک ومتحد معاملات کے بالکل منافی ہے جو شرکت کے بنیادی اصول ومقاصد ہی کو فوت کر دیتی ہے اس لئے معاہدہ شرکت میں ایسی کسی دفعہ کا شامل نہ ہونا شرکت کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے۔

پھر شرکت عقد کی چار قسمیں ہیں (۱) شرکت مفاوضہ (۲) شرکت عنان (۳) شرکت صنائع والتقبل (۴) اور شرکت وجوہ

شرکت مفاوضہ تو یہ ہے کہ دو شخص یہ شرط کریں یعنی آپس میں ٹھہرالیں کہ مال میں تصرف میں مفاوضہ میں دونوں شریک رہیں گے لیکن اس شرکت کے صحیح ہونے کی شرط یہ ہے کہ وہ دونوں دین ومذہب میں بھی یکساں اور برابر ہوں یہ شرکت ایک دوسرے کی وکالت اور کفالت کو لازم کر دیتی ہے یعنی شرکت مفاوضہ میں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل اور کفیل ہوتے ہیں لہٰذا یہ شرکت مسلمان اور ذمی کے درمیان جائز نہیں ہوتی کیونکہ دین ومذہب کے اعتبار سے دونوں مساوی اور یکساں نہیں ہیں اسی طرح غلام اور آزاد کے درمیان اور بالغ ونابالغ کے درمیان بھی یہ شرکت جائز نہیں کیونکہ یہ تصرف میں مساوی ویکساں نہیں ہیں۔

اس شرکت کے معاہدہ وشرائط میں لفظ مفاوضت یا اس کے تمام مقتضیات کو بیان وواضح کر دینا ضروری ہے اس شرکت میں عقد ومعاہدہ کے وقت شرکاء کا اپنا اپنا مال دینا یا اپنے اپنے مال کو ملانا شرط نہیں ہے۔ اس شرکت میں شرکاء چونکہ ایک دوسرے کے کفیل ووکیل ہوتے ہیں اس لئے اگر اس میں کوئی بھی اپنے بال بچوں کے کھانے اور کپڑے کے علاوہ جو کچھ خریدے گا وہ تمام شرکاء

کی ملکیت ہوگا۔

حضرت امام محمد کے نزدیک شرکت مفاوضت اور عنان صرف ایسے سرمایہ اور مال میں صحیح ہوسکتی ہے جو روپے اشرفی اور رائج الوقت سکوں کی شکل میں ہو ہاں سونے اور چاندی کے ڈلوں اور ٹکڑوں میں بھی جائز ہے بشرطیکہ ان کے ذریعے لین دین ہوتا ہو اور اگر شرکاء میں سے کوئی ایک وارث یا کسی اور ذریعے سے کسی ایسے مال کا مالک ہوا جس میں مفاوضت درست ہوسکتی ہے جیسے روپے اور اشرفی وغیرہ تو شرکت مفاوضت باطل ہو کر شرکت عنان ہو جائے گی اور اگر شرکاء میں سے کوئی ایک کسی ایسے مال کا وارث ہو گیا جس میں شرکت مفاوضت نہیں ہوسکتی جیسے اسباب مکان اور زمین وغیرہ تو شرکت مفاوضت باقی رہے گی۔

شرکت عنان یہ ہے کہ دو آدمی ایک خاص طور کے معاملے مثلاً تجارت میں شریک ہوں اور وہ دونوں مذکورہ بالا چیزوں یعنی تصرف اور دین و مذہب وغیرہ میں یکساں و برابر ہوں یا یکساں و برابر نہ ہوں یہ شرکت ایک دوسرے کی وکالت کو تو لازم کرتی ہے مگر کفالت کو لازم نہیں کرتی۔ ہاں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ کفیل و امین بھی ہوتے ہیں مگر اسی کام میں جس میں وہ شریک ہوں۔ شرکت صنائع و التقبل یہ ہے کہ دو پیشہ ور مثلاً دو درزی یا دو رنگریز اس شرط پر شرکت میں کام کریں کہ دونوں شریک کام لیں گے اور دونوں اس کام کو مل جل کر کریں گے اور پھر جو اجرت حاصل ہوگی اسے دونوں تقسیم کریں گے۔

اگر ان کے معاہدہ شرکت میں یہ شرط ہو کہ کام تو دونوں ادھوں آدھ کریں گے مگر نفع میں سے ایک تو دو تہائی لے گا اور دوسرا ایک تہائی تو یہ شرط جائز ہے۔ دونوں شرکاء میں سے جو بھی کسی کا کام لے گا اس کو کرنا دونوں کے لئے ضروری ہوگا یہ نہیں کہ جس شریک نے کام لیا ہو وہی اسے کرے بھی اسی طرح ان کے یہاں کام کرانے والا دونوں شرکاء میں سے کسی سے بھی اپنا کام طلب کر سکتا ہے ایسے ہی دونوں شرکاء میں سے ہر ایک کو مساوی طور پر یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی کام کی اجرت حاصل کر لے اور ان میں سے کسی ایک کو اجرت دینے والا بری الذمہ ہو جائیگا۔ کام کے منافع اور کمائی میں دونوں شریک حصہ دار ہوں گے خواہ کام دونوں کریں یا صرف ایک کرے۔

شرکت وجوہ یہ ہے کہ ایسے دو آدمی جن کے پاس اپنا کوئی سرمایہ اور مال نہ ہو اس شرط پر مشترک کاروبار کریں کہ دونوں اپنی اپنی حیثیت اور اپنے اپنے اعتبار پر قرض سامان لا کر فروخت کریں گے اور اس کا نفع آپس میں تقسیم کریں گے۔ اگر ان دونوں کی شرکت میں مفاوضت کی شرط ہوگی تو وہ صحیح ہو جائے گی۔

اور اگر وہ شرکت کو بلا شرط مفاوضت یعنی مطلق رکھیں گے تو ان کی یہ شرکت بطور عنان ہوگی یہ شرکت تجارت کے لئے خریدے گئے مال میں وکالت کو لازم کرتی ہے یعنی وہ اپنے یہاں فروخت کرنے کے لئے جو مال خرید کر لائیں گے اس میں وہ ایک دوسرے کے وکیل ہوں گے لہٰذا اگر دونوں میں یہ شرط طے پائی ہو کہ تجارت کے لئے جو مال خریدا جائے گا وہ دونوں کا آدھوں آدھ ہوگا تو اس کے نفع میں بھی دونوں آدھوں آدھ کے حقدار ہوں گے اور اگر یہ شرط طے پائے کہ جو مال خرید کر لایا جائے گا اس میں سے ایک تو نفع میں دو حصے لے لے اور دوسرا ایک حصہ لے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نفع کا استحقاق ضمان یعنی ذمہ داری کی وجہ سے ہوتا ہے اور ضمان اس خریدی ہوئی چیز کی ملک کے تابع ہے مثلاً اگر ان میں سے کوئی مال کے نصف حصہ کا مالک بنا ہے تو اسے نصف قیمت ادا کرنی

ہوگی۔

اور جو دو حصوں کا مالک بنا ہے اسے دو حصوں کی قیمت ادا کرنی ہوگی اس لئے نفع بھی ملکیت کے مطابق ہی قرار پائیگا جو جتنے حصہ کا مالک بنے گا اسے اتنا ہی نفع ملے گا اور اس چیز میں شرکت جائز نہیں ہے جس میں وکالت صحیح نہ ہوتی ہو جیسے لکڑی کاٹنا گھاس کھودنا، شکار کرنا اور پانی لانا دونوں میں سے جو شخص پانی لائے گا وہی اس کا مالک ہوگا اگر دوسرا اس میں اس کی مدد کرے گا تو وہ رائج اجرتوں کے مطابق اپنی اجرت پانے کا مستحق ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت، بیروت)

شرکت عنان ومعاوضہ کے طور پر معاہدے کا بیان

هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ فِيْ صِحَّةٍ عُقُوْلِهِمْ وَجَوَازِ اَمْرِهِمْ اشْتَرَكُوْا شَرِكَةَ عِنَانٍ لَا شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَهُمْ فِيْ ثَلَاثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ وُضْحًا جِيَادًا وَّزْنَ سَبْعَةٍ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَشْرَةُ الْآفِ دِرْهَمٍ خَلَطُوْهَا جَمِيْعًا فَصَارَتْ هٰذِهِ الثَّلَاثِيْنَ اَلْفَ دِرْهَمٍ فِيْ اَيْدِيْهِمْ مَخْلُوْطَةً بِشَرِكَةٍ بَيْنَهُمْ اَثْلَاثًا عَلٰى اَنْ يَّعْمَلُوْا فِيْهِ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَاَدَاءِ الْاَمَانَةِ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ اِلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ وَيَشْتَرُوْنَ جَمِيْعًا بِذٰلِكَ وَبِمَا رَاَوْا مِنْهُ اشْتِرَائَهُ بِالنَّقْدِ وَيَشْتَرُوْنَ بِالنَّسِيْئَةِ عَلَيْهِ مَا رَاَوْا اَنْ يَّشْتَرُوْا مِنْ اَنْوَاعِ التِّجَارَاتِ وَاَنْ يَّشْتَرِيَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى حِدَتِهِ دُوْنَ صَاحِبِهِ بِذٰلِكَ وَبِمَا رَاٰى مِنْهُ مَا رَاٰى اشْتِرَائَهُ مِنْهُ بِالنَّقْدِ وَبِمَا رَاٰى اشْتِرَائَهُ عَلَيْهِ بِالنَّسِيْئَةِ يَعْمَلُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهِ مُجْتَمِعِيْنَ بِمَا رَاَوْا وَيَعْمَلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مُنْفَرِدًا بِهِ دُوْنَ صَاحِبِهِ بِمَا رَاٰى جَائِزًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ كُلِّهِ عَلٰى نَفْسِهِ وَعَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ فِيْمَا اجْتَمَعُوْا عَلَيْهِ وَفِيْمَا انْفَرَدُوْا بِهِ مِنْ ذٰلِكَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ دُوْنَ الْاٰخَرِيْنِ فَمَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ قَلِيْلٍ وَّمِنْ كَثِيْرٍ فَهُوَ لَازِمٌ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ صَاحِبَيْهِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَيْهِمْ جَمِيْعًا وَّمَا رَزَقَ اللّٰهُ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلٍ وَّرِبْحٍ عَلٰى رَاْسِ مَالِهِمُ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فَهُوَ بَيْنَهُمْ اَثْلَاثًا وَّمَا كَانَ فِيْ ذٰلِكَ مِنْ وَّضِيْعَةٍ وَّتَبِعَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ اَثْلَاثًا عَلٰى قَدْرِ رَاْسِ مَالِهِمْ وَقَدْ كُتِبَ هٰذَا الْكِتَابُ ثَلَاثَ نُسَخٍ مُّتَسَاوِيَاتٍ بِاَلْفَاظٍ وَّاحِدَةٍ فِيْ يَدِ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ وَّفُلَانٍ وَّاحِدَةٌ وَّثِيْقَةً لَهُ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ ۔

☆☆ یہ وہ معاہدہ ہے (جس کے مطابق) فلاں' فلاں اور فلاں بقائمی ہوش وحواس اور اس چیز کا حق رکھتے ہوئے (یہ معاہدہ کر رہے ہیں) یہ لوگ شرکت عنان کے طور پر معاہدہ کر رہے ہیں' شرکت مفاوضہ کے طور پر معاہدہ نہیں کر رہے ہیں اور یہ شراکت تیس ہزار درہم کے بارے میں ہے' جو عمدہ اور کھرے ہیں۔ (ہر درہم کا وزن) سات مثقال ہوتا ہے۔ ان تینوں فریقوں میں سے ہر ایک کے دس ہزار درہم ہیں' انہوں نے انہیں ملا دیا ہے اور اب یہ مجموعی طور پر تیس ہزار ہو گئے ہیں' یہ مل کر تیس ہزار کی شکل میں ان کے درمیان شراکت کے طور پر ایک تہائی حصے کے حساب سے ہیں' اس کے لیے یہ بات شرط ہے' وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور امانت کا خیال رکھتے ہوئے انہیں استعمال کریں گے' ان میں ہر ایک دوسرے فریق کے لیے اسے استعمال کرے گا' یہ سب

ان کے ذریعے خریداری کریں گے' جسے یہ مناسب سمجھیں گے اُسے نقد خرید لیں گے اور جسے مناسب سمجھیں گے اُسے ادھار خرید لیں گے۔ یہ مختلف قسم کا تجارتی سامان خریدیں گے۔ ان تینوں فریقوں میں سے ہر ایک جو مناسب سمجھے گا' وہ الگ' الگ کام کرے گا اور اس کا فیصلہ ہر ایک کے لیے نافذ ہو جائے گا' اس شخص پر بھی جس نے وہ خرید و فروخت کی تھی اور ان دونوں پر بھی جو اس کے ساتھ ہیں' ان تمام اُمور کے بارے میں جن میں وہ مشترک ہیں اور ان تمام اُمور کے بارے میں جن میں وہ الگ' الگ ہیں اور دوسرے کے ساتھ شامل نہیں ہیں۔ ان میں سے جو کچھ بھی تھوڑا بہت کسی ایک پر لازم ہو گا' وہ باقی دونوں ساتھیوں پر بھی لازم ہو جائے گا اور ان کے لیے یہ بات ثابت ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اصل رقم پر جو اضافہ اور نفع انہیں عطاء کرے گا' وہ اصل رقم جس کا تعین اس تحریر میں بیان کر دیا گیا ہے' وہ نفع ان کے درمیان تین حصوں میں تقسیم ہو گا اور اصل رقم میں جو کمی یا گھاٹا ہوتا ہے' وہ ان تینوں کے حصوں کے حساب سے اصل رقم پر تقسیم ہو جائے گا' اس تحریر کے تین نسخے تیار کیے گئے ہیں' جن میں ایک سے الفاظ ہیں اور تینوں میں سے ہر ایک کے پاس ایک تحریر ہو گی' فلاں کے پاس ایک' فلاں کے پاس ایک اور فلاں کے پاس ایک' جو وثیقہ کے طور پر ہو گی۔ فلاں' فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

شرکت عنان کا فقہی بیان

بہر حال شرکت عنان وکالت پر منعقد ہو جاتی ہے جبکہ کفالت پر منعقد نہیں ہوتی اور اس کی مثال یہ ہے کہ دو بندے کسی قسم کے کپڑے یا غلہ میں شرکت کریں یا عام تجارت میں شرکت کریں اور وہ کفالہ کا ذکر نہ کریں اور شرکت یہ قسم وکالت پر اس لئے منعقد ہوتی ہے کیونکہ اسی سے اسکا مقصد حاصل ہوتا ہے جس طرح ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اور یہ شرکت کفالہ پر منعقد نہیں ہوتی کیونکہ عنان کا لفظ اعراض سے مشتق ہوا ہے لہٰذا کہا جاتا ہے کہ عن لہ اس نے اعراض کیا اور معنی کفالت میں ظاہر ہونے والے نہیں ہیں اور کسی لفظ کے تقاضہ کے خلاف حکم ثابت نہیں ہوا کرتا اور جب کسی شریک کے مال میں کمی یا زیادتی درست ہے کیونکہ وہ اس کی ضرورت ہے اور برابری کا لفظ عنان کا تقاضہ کرنے والا نہیں ہے۔

شرکت عنان یہ ہے کہ دو آدمی ایک خاص طور کے معاملے مثلاً تجارت میں شریک ہوں اور وہ دونوں مذکورہ بالا چیزوں یعنی تصرف اور دین و مذہب وغیرہ میں یکساں و برابر ہوں یا یکساں و برابر نہ ہوں یہ شرکت ایک دوسرے کی وکالت کو تو لازم کرتی ہے مگر کفالت کو لازم نہیں کرتی۔ ہاں شرکاء ایک دوسرے کے وکیل ہونے کے ساتھ ساتھ کفیل و امین بھی ہوتے ہیں مگر اسی کام میں جس میں وہ شریک ہوں۔

دونوں شرکاء کا مال میں برابر ہونے کا بیان

اور دونوں شرکاء جب مال میں برابر ہوں تو یہ بھی صحیح ہے۔ اور نفع میں ان کے ہاں کمی و بیشی ہو۔ حضرت امام زفر اور حضرت امام شافعی علیہما الرحمہ نے فرمایا کہ جائز نہیں ہے کیونکہ نفع میں زیادتی ایسے سود کی طرف لے جانے والی ہے جس میں ضمان نہیں ہے پس جب مال نصف نصف ہو اور نفع دو ثلث اور ایک ثلث ہے تو زیادہ بغیر کسی ضمان کے اس کا حقدار نہیں ہے۔ حالانکہ راس المال کے

مطابق ضمان واجب ہے کیونکہ امام زفر اور امام شافعی کے نزدیک نفع کی شرکت اصل یعنی راس المال کی شرکت کے سبب ہوتا ہے پس دونوں ائمہ ملکیت کی شرط لگاتے ہیں پس مال کا نفع اصل میں زیادتی کی طرح ہو جائے گا پس ہر شریک اپنے مال کی مقدار کے برابر نفع کا حقدار ہوتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے نفع دونوں شرکاء کی شرط کے مطابق ہوگا اور نقصان اموال کی مقدار کے مطابق ہوگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری اور زیادتی میں کوئی فرق بیان نہیں فرمایا۔ کیونکہ جس طرح شریک مال کے سبب سے فائدے کا حقدار ٹھہرتا ہے اسی طرح کام کرنے کے سبب بھی فائدے کا حقدار بنتا ہے۔ جس طرح مضاربت میں ہوتا ہے اور کبھی اس طرح بھی ہوتا ہے کہ دونوں شرکاء میں سے ایک کام کرنے میں زیادہ ماہر اور ہوشیار و چلاک ہوتا ہے اسی سبب سے وہ برابر نفع لینے پر راضی نہ ہوگا پس زیادتی کی ضرورت ہوگی۔ بہ خلاف اس کے کہ جب ان میں سے ایک مکمل نفع کی شرط لگائے کیونکہ ایسی شرط کے سبب وہ عقد شرکت و مضاربت ہونے سے خارج ہو جائے گا۔ اور جب عامل کے لئے نفع کی شرط لگائی تو یہ قرض ہو جائے گا اور جب اس نے رب المال کے لئے مکمل نفع کی شرط لگائی تو یہ عقد جمع پونجی اور سرمایہ بن جائے گا۔

اور یہ عقد مضاربت کے مشابہ ہے اس دلیل کے سبب سے کہ ایک شریک دوسرے شریک کے مال سے کام کرنے والا ہے اور یہ نام اور کام کے ذریعے شرکت کے مشابہ ہے کیونکہ دونوں کام آنے والے ہیں۔ پس ہم نے مضاربت کی مشابہت کے سبب اس پر عمل کرتے ہوئے کہا کہ بغیر ضمان کے نفع کی شرط درست ہے اور شرکت کی مشابہت ہم عمل کرتے ہوئے ہم کہیں گے کہ دونوں شرکاء عمل کی شرط لگانے سے یہ عقد باطل نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب شرکت، لاہور)

شرکت عنان کے نفع میں کمی وبیشی کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ نفع میں یہاں بھی برابری ضروری نہیں اگر شرکت عنان ہے تو نفع میں برابری یا کم و بیش جو چاہیں شرط کر لیں مگر یہ ضرور ہے کہ نفع میں وہی صورت ہو جو خرید کی ہوئی چیز میں ملک کی صورت میں ہو مثلاً اگر وہ چیز ایک کی دو تہائی ہوگی اور ایک کی ایک تہائی تو نفع بھی اسی حساب سے ہوگا اور اگر ملک میں کم وبیش ہے مگر نفع میں مساوات یا نفع کم وبیش ہے اور ملک میں برابری تو یہ شرط باطل و ناجائز ہے اور نفع اُسی ملک کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ (درمختار، کتاب شرکت)

شرکت عنان کے فقہی احکام کا بیان

ہر شرکت کرنے والے بندے کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے مال میں سے کچھ شرکت پر لگائے اور کچھ نہ لگائے کیونکہ عنان میں مال میں برابری شرط نہیں ہے کیونکہ عنان کا لفظ برابری کا تقاضہ کرنے والا نہیں ہے اور شرکت عنان انہی اشیاء میں درست ہوگی جن میں شرکت مفاوضہ درست ہوتی ہے اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور شرکت عنان میں یہ بھی جائز ہے۔ کہ ایک شرکت والے کی جانب سے دنانیر ہوں اور دوسرے کی جانب سے دراہم ہوں اور یہ بھی صحیح ہے کہ ان میں سے ایک کی جانب سے مفید دراہم ہوں اور دوسرے کی جانب سے سیاہ دراہم ہوں۔

حضرت امام زفر اور حضرت شافعی علیہما الرحمہ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ اور ان کا یہ اختلاف مال کو مکس کرنے کی شرائط لگانے یا نہ لگانے پر ہے۔ پس ان کے نزدیک مکس کرنا شرط ہے کیونکہ اختلاف جنس میں مکسنگ ثابت نہیں ہوا کرتی۔ اور اس کو ہم بعد میں ان شاء اللہ بیان کر دیں گے۔

اور جب شرکاء میں سے ہر ایک شرکت کے لئے کوئی چیز خریدے گا تو اسی سے اس کی قیمت کا مطالبہ کیا جائے گا دوسرے سے مطالبہ نہ کیا جائے گا۔ اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ کیونکہ یہ عقد صرف وکالت کو لازم کرنے والا ہے کفالت کو لازم کرنے والا نہیں ہے اور حقوق کے مطالبہ میں اصل وکیل ہوا کرتا ہے اس کے بعد مشتری اس کے حصے کے مطابق وہ قیمت واپس لے یعنی جس وقت اس نے اپنا مال ادا کر دیا ہے کیونکہ دوسرے شریک کی جانب سے اس کے حصہ کا یہ شخص وکیل ہے پس جب اس نے اپنے مال سے اس کی جانب کچھ ادا کیا ہے تو اب وہی اس سے واپس لے گا۔ اور جب خریداری ایسی ہے کہ صرف مشتری کی بات سے اس کا علم ہے تو اس پر گواہ پیش کرنا ضروری ہے کیونکہ مشتری دوسرے شخص کی ذمہ داری پر وجوب مال کا دعویٰ کرنے والا ہے جبکہ وہ انکار کرنے والا ہے اور انکار کرنے والی کی بات کا اعتبار قسم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

شریک سے بائع کے مطالبہ ثمن کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایک نے کوئی چیز خریدی تو بائع ثمن کا مطالبہ اسی سے کر سکتا ہے اسکے شریک سے نہیں کر سکتا کیونکہ شریک نہ عاقد ہے نہ ضامن پھر اگر خریدار نے مال شرکت سے ثمن ادا کیا جب تو خیر اور اگر اپنے مال سے ثمن ادا کیا تو شریک سے بقدر اُسکے حصہ کے رجوع کر سکتا ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ مال شرکت نقد کی صورت میں موجود ہو اور اگر شرکت کا مال جو کچھ تھا وہ سامان تجارت خریدنے میں صَرف کیا جا چکا ہے اور نقد کچھ باقی نہیں ہے تو اب جو کچھ خریدیگا وہ خاص خریدار ہی کی ہے شرکت کی چیز نہیں اور اسکا ثمن خریدار کو اپنے پاس سے دینا ہوگا اور شریک سے رجوع کرنے کا حقدار نہیں۔ ایک نے کوئی چیز خریدی اسکا شریک کہتا ہے کہ یہ شرکت کی چیز ہے اور یہ کہتا ہے میں نے خاص اپنے واسطے خریدی اور شرکت سے پہلے کی خریدی ہوئی ہے تو قسم کے ساتھ اسکا قول معتبر ہے اور اگر عقد شرکت کے بعد خریدی اور یہ چیز اُس نوع میں سے ہے جسکی تجارت پر عقد شرکت واقع ہوا ہے تو شرکت ہی کی چیز قرار پائیگی اگرچہ خریدتے وقت کسی کو گواہ بنالیا ہو کہ میں اپنے لیے خریدتا ہوں کیونکہ جب اس نوع تجارت پر عقد شرکت واقع ہو چکا ہے تو اسے خاص اپنی ذات کے لیے خریداری جائز ہی نہیں جو کچھ خریدے گا شرکت میں ہوگا اور اگر وہ چیز اُس جنس تجارت سے نہ ہو تو خاص اسکے لیے ہوگی۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہر ایک شریک اپنی شرکت کی دوکان سے چیزیں خریدتا ہے یہ خریداری جائز ہے اگرچہ بظاہر اپنی ہی چیز خریدنا ہے۔ (ردمحتار، کتاب شرکت)

شرکت عنان میں یہ ہو سکتا ہے کہ اسکی میعاد مقرر کر دیجائے مثلاً ایک سال کے لیے ہم دونوں شرکت کرتے ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال کم وبیش ہوں برابر نہ ہوں اور نفع برابر یا مال برابر ہوں اور نفع کم وبیش اور کل مال کے ساتھ بھی شرکت ہو سکتی ہے اور بعض مال کے ساتھ بھی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں کے مال دو قسم کے ہوں مثلاً ایک کا روپیہ ہو دوسرے کی اشرفی اور

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ صفت میں اختلاف ہو مثلاً ایک کے کھوٹے روپے ہوں دوسرے کے کھرے اگر چہ دونوں کی قیمتوں میں تفاوت ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ دونوں کے مال ایک میں خلط کر دیے جائیں۔ (درمختار، کتاب شرکت)

اگر دونوں نے اسطرح شرکت کی کہ مال دونوں کا ہوگا مگر کام فقط ایک ہی کریگا اور نفع دونوں لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہوگی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو جائز ہے اور اگر کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو شرکت ناجائز۔ اسی طرح اگر یہ ٹھہرا کہ کل نفع ایک شخص لے گا تو شرکت نہ ہوئی اور اگر کام دونوں کریں گے مگر ایک زیادہ کام کریگا دوسرا کم اور جو زیادہ کام کریگا نفع میں اُس کا حصہ زیادہ قرار پایا یا برابر قرار پایا یہ بھی جائز ہے۔ ٹھہرا یہ تھا کہ کام دونوں کریں گے مگر صرف ایک نے کیا دوسرے نے بسبب عذر یا بلا عذر کچھ نہ کیا تو دونوں کا کرنا قرار پائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

تجارتی کاروبار میں شرکت کا بیان

کسی تجارتی کاروبار یا معاملہ میں جو لوگ شریک وحصہ دار ہوتے ہیں۔ ان کی دو شکلیں ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ اس کاروبار یا معاملہ کا ہر شریک مالک ومتصرف یا صرف متصرف ہوتا ہے اس طرح اس کاروبار یا معاملہ میں جملہ شرکاء کے باہمی مشورے پر عمل درآمد ہوتا ہے اسی شکل کی وہ چار قسمیں شرکت مفاوضہ شرکت عنان شرکت صنائع والتقبل اور شرکت وجوہ ہیں جن کا بیان باب کی ابتداء میں ہو چکا ہے۔ شرکاء کی دوسری شکل یہ ہوتی ہے کہ چند افراد کی ایک جماعت کسی تجارتی معاملہ میں شریک وحصہ دار ہو اور وہ تمام افراد کسی قانونی نظام اور مقررہ قواعد وضوابط کے پابند ماتحت ہوں اور ان میں سے ہر ایک شریک اپنے آپ کو مالکانہ حیثیت سے علیحدہ تصور کرے اس شکل کو موجودہ دور کے مشترک تجارتی اداروں اور کمپنیوں پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔

اس بارے میں فقہی مسئلہ یہ ہے کہ 1- ایسے کسی بھی مشترکہ تجارتی ادارے یا کمپنی کا نظم ونسق چلانے قانون پر عملدرآمد کرنے اور اجرائے کار کے لئے شرکاء ہی میں سے یا ان کے علاوہ لوگوں میں سے ایک شخص یا کئی آدمیوں کو جملہ شرکاء کے مشورہ سے منتخب کیا جائے۔ 2- کوئی بھی شریک بانصرام اور تصرف کا حق نہیں رکھتا البتہ حق ملک ہر شریک کو حاصل ہوتا ہے۔ 3- جملہ شرکاء کی جماعت بہیئت مجموعی مالک ومتصرف ہوگی اور یہ ہیئت مجموعی خواہ باتفاق کل حاصل ہو یا بکثرت آراء۔ 4- کوئی بھی شریک اپنے مشترک تجارتی ادارہ کا اجیر وملازم بن سکتا ہے 5- کوئی بھی شریک علیحدگی اختیار نہیں کر سکتا البتہ اپنا حصہ بذریعہ ہبہ یا بذریعہ بیع منتقل کر سکتا ہے 6- جب تعداد شرکاء محدود ومکمل ہو جائے اور کوئی شریک اپنا حصہ بیچے تو دوسرے شرکاء مقدم سمجھے جائیں۔ 7- اگر کوئی حصہ میراث یا بیع وغیرہ کے ذریعہ تقسیم ہو جائے تو کارکنان کمپنی اس بات پر مجبور ہوں گے کہ اس حصہ کے جملہ ورثاء یا حقداروں سے لین دین کرنے میں جو کچھ زحمت ہو اسے برداشت کریں اس حصہ کے جملہ ورثاء یا شرکاء خواہ مل کر داد وستد (لین دین) کریں یا کسی ایک کو وکیل بنا دیں ایسے حصہ کے جملہ شرکاء کا مجموعہ ایک ذات کے برابر سمجھا جائے گا۔

شرکاء کمپنی کاروبار چلانے کے لئے جو قانون مرتب ونافذ کریں گے ان کی پابندی تمام شرکاء پر ضروری ہوگی البتہ خلاف شرع قانون بنانا معصیت وگناہ اور اس کی پابندی ناجائز ہے۔

9-ایسے جملہ قانون جو کسی نظم ونسق کی حالت کے لئے وضع کئے جائیں صرف مباحات سے متعلق رہیں گے منصوصات شرعیہ میں اثر انداز نہیں ہونگے۔

10-یہ شرط کہ شرکاء ذاتی طور پر کسی دین اور نقصان کے ذمہ دار نہیں صرف اس صورت میں معتبر ہے جب کہ اس کا اعلان کیا جاچکا ہو۔ فسخ شراکت: جو تجارتی کاروبار یا کوئی معاملہ دو فریق کے زیر شرکت ہو اس کو فسخ کر دینے یعنی شرکت کو ختم کر دینے کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ شرکت کو ختم کر دینے پر دونوں فریق راضی ہیں دوم یہ کہ ایک فرق علیحدگی چاہے جیسے وہ مرگیا یا مجنوں ہوگیا یا کسی مطالبے میں مال دینا پڑا جس سے سرمایہ قائم نہیں رہ سکتا یا علیحدگی کی کوئی اور وجہ ہوان تمام صورتوں میں شرکت ختم ہو کر تقسیم عمل میں آجائے گی اگر چہ میت کے ورثاء اور مجنوں کے اولیاء شراکت کو باقی رکھنا چاہیں۔

فسخ شراکت میں فقہی ہدایت یہ ہے کہ 1- پہلے تمام مطالبات ادا کئے جائیں 2-ان معاہدوں کی تکمیل کا انتظام بھی ہو جائے جو شراکت کے ذمہ تھے 3-وہ تمام حقوق جو اصل وہم میں معتبر سمجھے گئے ہیں مثل اموال قیمتی کے تقسیم ہوں گے 4-جو مطالبات دوسروں پر واجب ہیں اور جن کا وصول ہونا باقی ہے وہ بوقت وصول بقدر حصہ ملا کریں گے اور ہر شریک دوسرے کا وکیل سمجھا جائے گا تا کہ تقاضہ اور وصول کرتا رہے 5-فسخ شراکت کی دوسری صورت میں ان دو چیزوں کا لحاظ ضروری ہے اول یہ کہ شراکت سے علیحدگی اختیار کرنے والا فریق یا اس کے قائم مقام ذمہ داریوں کے بارے میں سبکدوش نہیں ہوسکیں گے۔ دوم یہ کہ جملہ حقوق معتبر مثل دکان ونام وغیرہ میں فریق خارج کو کوئی حق نہیں دیا جائے گا۔ 6-شراکتی جماعتوں یعنی مشترک تجارتی اداروں اور کمپنیوں پر اس ادارہ یا کمپنی کے مقررہ قانون کے حکم یا حاکم کے حکم کے بغیر ایسے انفساخ کا اثر نہیں پڑ سکتا کیونکہ کسی شریک کی موت جنون کا افلاس وغیرہ سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

باب شَرِكَةِ مُفَاوَضَةٍ بَيْنَ اَرْبَعَةٍ عَلٰى مَذْهَبِ مَنْ يُجِيزُهَا

جو حضرات شرکت مفاوضہ کو جائز قرار دیتے ہیں' ان کے نزدیک چار آدمیوں کے درمیان شرکت مفاوضہ کا طریقہ

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اَوْفُوا بِالْعُقُوْدِ) هٰذَا مَا اشْتَرَكَ عَلَيْهِ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بَيْنَهُمْ شَرِكَةَ مُفَاوَضَةٍ فِىْ رَاْسِ مَالٍ جَمَعُوْهُ بَيْنَهُمْ مِنْ صِنْفٍ وَّاحِدٍ وَّنَقْدٍ وَّاحِدٍ وَّخَلَطُوْهُ وَصَارَ فِىْ اَيْدِيهِمْ مُمْتَزِجًا لَا يُعْرَفُ بَعْضُهُ مِنْ بَعْضٍ وَّمَالُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِىْ ذٰلِكَ وَحَقُّهُ سَوَاءٌ عَلٰى اَنْ يَعْمَلُوْا فِىْ ذٰلِكَ كُلِّهِ وَفِىْ كُلِّ قَلِيلٍ وَّكَثِيرٍ سَوَاءٌ مِّنَ الْمُبَايَعَاتِ وَالْمُتَاجَرَاتِ نَقْدًا وَّنَسِيئَةً بَيْعًا وَّشِرَاءً فِىْ جَمِيعِ الْمُعَامَلَاتِ وَفِىْ كُلِّ مَا يَتَعَاطَاهُ النَّاسُ بَيْنَهُمْ مُجْتَمِعِينَ بِمَا رَاَوْا وَيَعْمَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى انْفِرَادِهِ بِكُلِّ مَا رَاٰى وَكُلِّ مَا بَدَا لَهُ جَائِزٌ اَمْرُهُ فِىْ ذٰلِكَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ وَعَلٰى اَنَّهُ كُلُّ مَا لَزِمَ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ عَلٰى هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمَوْصُوْفَةِ فِىْ هٰذَا الْكِتَابِ مِنْ حَقٍّ وَّمِنْ دَيْنٍ فَهُوَ لَازِمٌ لِّكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمِّينَ مَعَهُ فِىْ هٰذَا

الْكِتَابِ وَعَلٰى اَنَّ جَمِيْعَ مَا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ فِيْ هٰذِهِ الشَّرِكَةِ الْمُسَمَّاةِ فِيْهِ وَمَا رَزَقَ اللّٰهُ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِيْهَا عَلٰى حِدَتِهٖ مِنْ فَضْلٍ وَّرِبْحٍ فَهُوَ بَيْنَهُمْ جَمِيْعًا بِالسَّوِيَّةِ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ نَقِيْصَةٍ فَهُوَ عَلَيْهِمْ جَمِيْعًا بِالسَّوِيَّةِ بَيْنَهُمْ وَقَدْ جَعَلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْ فُلَانٍ وَّفُلَانٍ وَّفُلَانٍ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمَّيْنَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مَعَهُ وَكِيْلَهُ فِي الْمُطَالَبَةِ بِكُلِّ حَقٍّ هُوَ لَهُ وَالْمُخَاصَمَةِ فِيْهِ وَقَبْضِهٖ وَفِيْ خُصُوْمَةِ كُلِّ مَنِ اعْتَرَضَهُ بِخُصُوْمَةٍ وَّكُلِّ مَنْ يُّطَالِبُهُ بِحَقٍّ وَّجَعَلَهُ وَصِيَّهُ فِيْ شَرِكَتِهٖ مِنْ بَعْدِ وَفَاتِهٖ وَفِيْ قَضَاءِ دُيُوْنِهٖ وَاِنْفَاذِ وَصَايَاهُ وَقَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ مِنْ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ مَا جَعَلَ اِلَيْهِ مِنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ .

☆☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اپنے معاہدوں کو پورا کرو''۔

(معاہدے کی تحریر یہ ہوگی:) یہ وہ معاہدہ ہے' جس کے مطابق فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں آپس میں اصل رقم میں شرکت مفاوضہ کے طور پر شراکت داری کر رہے ہیں۔ انہوں نے اکٹھے ہو کر ایک ہی صفت کا ایک ہی نقد قسم کا مال جمع کیا ہے اور اسے ایک دوسرے میں ملا دیا ہے اور اب وہ ان سب کے پاس مشترکہ مال موجود ہے' الگ سے اس کی شناخت ختم ہو گئی ہے' ان میں سے ہر ایک کا مال اور اس کا حق برابر ہے' اس کے لیے یہ بات شرط ہے' وہ اس تمام مال کو استعمال کریں گے' ہر تھوڑی یا زیادہ (تجارت میں اس کا برابر کا حصہ ہوگا) ہر طرح کے سودے میں نقد یا ادھار' تجارتی لین دین میں خرید و فروخت میں سب کا حصہ برابر ہوگا۔ تمام معاملات میں یہی حکم ہوگا اور جس طرح سے لوگ آپس میں لین دین کرتے ہیں' اس کے مطابق انہیں حق حاصل ہوگا۔ یہ لوگ مشترکہ طور پر جو مناسب سمجھیں گے وہ مشترکہ طور پر کر لیں گے اور انفرادی طور پر جو مناسب سمجھیں گے وہ انفرادی طور پر کر لیں گے اور ایسی صورت میں (انفرادی طور پر کرنے والے شخص کا لین دین) باقی ہر ایک ساتھی پر ثابت ہو جائے گا اور اس شراکت کی وجہ سے ان میں سے ہر ایک پر جو بھی حق یا قرض لازم ہوگا' جس کا ذکر اس تحریر میں کیا گیا ہے وہ باقی افراد پر بھی لازم ہو جائے گا' جن کا نام اس تحریر میں اس شخص کے ساتھ لکھا ہوا ہے اور اس ذکر کردہ شراکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سب کو جو نفع عطاء کرے گا' وہ اجتماعی طور پر انہیں ملے گا' اسی طرح انفرادی طور پر جس شخص کو جو نفع حاصل ہوگا اس میں بھی باقی سب برابر کے حصہ دار ہوں گے۔ اسی طرح جو نقصان ہوگا وہ سب میں برابری کی بنیاد پر تقسیم ہوگا۔ فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں میں سے ہر ایک اپنے ساتھیوں کے لیے جس کا نام اس تحریر میں موجود ہے' وہ ان میں ہر ایک کے لیے وکیل شمار ہوگا' جو کسی بھی قسم کے حق کا مطالبہ کر سکے گا' جو حق اسے حاصل ہے اور اس بارے میں مخاصمت کرنے کا حق بھی اسے حاصل ہوگا' قبضے میں لینے کا حق بھی اسے حاصل ہوگا اور ایسے شخص کے ساتھ مقابلہ بھی کر سکے گا' جو اس کے مقابلے میں آنے کی کوشش کرے گا' اسی طرح جو شخص ان سے حق کا مطالبہ کرتا ہے' اس کے ساتھ مخاصمت کرنے میں بھی یہ باقی افراد کا وکیل شمار ہوگا' اگر ان میں سے کسی ایک شخص کا انتقال ہو جاتا ہے' تو اس کے انتقال کی صورت میں وہ اپنی شراکت' قرض کی ادائیگی' وصیت کے نفاذ میں وصی قرار پائے گا۔ اور ان شراکت داروں میں سے ہر ایک اس ذمے داری کو قبول کرے گا' جو ذمہ داری دوسرا ساتھی اس پر عائد کرے گا۔ فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

شرکت معاوضہ کرنے والے کی اجازت کا بیان

جب شرکت مفاوضہ کرنے والوں میں سے ایک نے اپنے ساتھی کو یہ اجازت دی کہ ایک باندی خریدے اور اس سے وطی کرے لہٰذا اس نے اسی طرح کردیا تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک وہ باندی ضمان وعوض کے بغیر اسی کی ہوجائے گی۔

صاحبین نے فرمایا: کہ اجازت دینے والا آدھی قیمت لے گا کیونکہ مشتری نے مال مشترک میں سے ایسا قرض ادا کیا ہے جو صرف اسی پر واجب تھا۔ پس اس کا ساتھی اس سے اپنا حصہ واپس لے گا جس اہل وعیال کے لئے غلہ وکپڑے خریدے میں ہوا کرتا ہے اور یہ اس دلیل کے سبب سے ہے کہ ملکیت تو صرف مشتری کو حاصل ہے اور قیمت ملکیت ہی کے مقابلے میں واجب ہوا کرتی ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ شرکت کے تقاضہ پر عمل کرتے ہوئے وہ باندی یقینی طور پر مشترکہ طور پر مملوک ہوئی ہے کیونکہ شرکت کے تقاضے کو دونوں شرکا نہیں بدل سکتے تو یہ عدم اجازت کے مشابہ ہوجائے گا۔ جبکہ اجازت دینا اذن شدہ کو اپنا حصہ ہبہ کرنے کو لازم کرنے والا ہے کیونکہ ملکیت کے بغیر وطی حلال نہیں ہوتی۔ جبکہ بیع کے ذریعے ملکیت ثابت ہونے کا کوئی معاملہ ہی نہیں ہے۔ اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کرچکے ہیں۔

اور یہ شرکت کے تقاضے کے خلاف ہے پس ہم نے اجازت کے ضمن میں ثابت ہونے والے ہبہ کے ذریعے ملکیت کو ثابت کردیا ہے بہ خلاف کھانے اور پہننے کے کیونکہ وہ ضرورت کی سبب سے شرکت سے مستثنیٰ ہیں۔

پس ان میں نفس عقد ہی سے مشتری کے لئے ملکیت ثابت ہوجائے گی۔ اور مشتری مال شرکت سے ہی اپنا قرض ادا کرنے والا ہے اور اسی مسئلہ میں مشتری نے ایسا قرض ادا کیا ہے جو ان دونوں پر لازم تھا۔ اسی دلیل کے سبب جس کو ہم بیان کرچکے ہیں۔ اور بائع کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ دونوں میں سے جس سے چاہے ثمن کا مطالبہ کرسکتا ہے کیونکہ یہ قیمت ایسا قرض ہے جو تجارت کی سبب سے واجب ہوا ہے۔ کیونکہ کفالہ مفاوضہ کو لازم کرنے والی ہے پس یہ کھانے وپہننے کی طرح ہوجائے گا۔ (ہدایہ، شرکت، لاہور)

قبضہ سے شرکت کے صحیح ہونے کا بیان

ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے کسی دوسرے شخص نے اُس سے یہ کہا مجھے اس میں شریک کرلے مشتری نے کہا شریک کرلیا اگر یہ باتیں اُسوقت ہوئیں کہ مشتری نے مبیع پر قبضہ کرلیا ہے تو شرکت صحیح ہے اور قبضہ نہ کیا ہوتو شرکت صحیح نہیں کیونکہ اپنی چیز میں دوسرے کو شریک کرنا اُسکے ہاتھ بیع کرنا ہے اور بیع اُسی چیز کی ہوسکتی ہے جو قبضہ میں ہو اور جب شرکت صحیح ہوگی تو نصف ثمن دینا لازم ہوگا کہ دونوں برابر کے شریک قرار پائیں گے البتہ اگر بیان کردیا ہے کہ ایک تہائی یا چوتھائی یا اتنے حصہ کی شرکت ہے تو جو کچھ بیان کیا ہے اُتنی ہی شرکت ہوگی اور اُسی کے موافق ثمن دینا لازم ہوگا۔ (ردمحتار، کتاب شرکت)

ایک شخص نے کوئی چیز خریدی ہے دوسرے نے کہا مجھے اس میں شریک کرلے اُسنے منظور کرلیا پھر تیسرا شخص اُسے ملا اسنے بھی کہا مجھے اس میں شریک کرلے اور اسکو شریک کرنا بھی منظور کیا تو اگر اس تیسرے کو معلوم تھا کہ ایک شخص کی شرکت ہوچکی ہے تو تیسرا

ایک چوتھائی کا شریک ہے اور دوسرا نصف کا اور اگر معلوم نہ تھا تو یہ بھی نصف کا شریک ہو گیا یعنی دوسرا اور تیسرا دونوں شریک ہیں اور پہلا شخص اب اُس چیز کا مالک نہ رہا اور یہ شرکت شرکتِ ملک ہے۔ (درمختار)

شرکت کے ایجاب وقبول کے شرعی احکام

ایک شخص نے دوسرے سے کہا جو کچھ آج یا اس مہینے میں میں خریدوں گا اُس میں ہم دونوں شریک ہیں یا کسی خاص قسم کی تجارت کے متعلق کہا مثلاً جتنی گائیں یا بکریاں خریدوں گا اُن میں ہم دونوں شریک ہیں اور دوسرے نے منظور کیا تو شرکت صحیح ہے۔ دو شخصوں کا قرض ایک شخص پر واجب ہوا اور ایک ہی سبب سے ہو تو وہ دَین مشترک ہے مثلاً دونوں کی ایک مشترک چیز تھی اور اسے کسی کے ہاتھ اُدھار بیچا یا دونوں نے اپنی چیز ایک عقد کے ساتھ کسی کے ہاتھ بیچ کی تو یہ دین مشترک ہے یا دونوں نے اُسے ایک ہزار قرض دیا یا دونوں کے مورث کا کسی پر دین ہے یہ سب دین مشترک کی صورتیں ہیں اسکا حکم یہ ہے کہ جو کچھ اِس دَین میں کا ایک نے وصول کیا تو اس میں دوسرا ابھی شریک ہے اپنے حصہ کے موافق تقسیم کرلیں اور جو چیز وصول کی ہے اُسکی جگہ پر اپنے شریک کو دوسری چیز دینا چاہتا ہے تو بغیر اُسکی مرضی کے نہیں دے سکتا یا یہ دوسری چیز لینا چاہتا ہے تو اسکی مرضی کے بغیر نہیں لے سکتا اور جس نے وصول نہیں کیا ہے اسے یہ بھی اختیار ہے کہ وصول کنندہ سے نہ لے بلکہ مدیون سے یہ بھی وصول کرے مگر جبکہ مدیون نے تمام مطالبہ ادا کر دیا ہے تو اب مدیون سے وصول نہیں کر سکتا بلکہ شریک ہی سے لے گا۔ دو شخصوں کا دین کسی پر واجب ہے مگر دونوں کا ایک سبب نہ ہو بلکہ دو سبب خواہ حقیقۃً دو ہوں یا حکماً تو یہ دَین مشترک نہیں مثلاً دونوں نے اپنی دو چیزیں ایک شخص کے ہاتھ بیچیں اور ہر ایک نے اپنی چیز کا ثمن علیحدہ علیحدہ بیان کر دیا یا دونوں کی ایک مشترک چیز تھی وہ بیچی اور اپنے اپنے حصہ کا ثمن بیان کر دیا تو اب دین مشترک نہ رہا اور ایک نے مشتری سے کچھ وصول کیا تو دوسرا اِس سے اپنے حصہ کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (فتاویٰ ہندیہ)

وصولی میں دوسرے شریک کے شامل ہونے کا بیان

ایک شخص پر ہزار روپیہ دَین تھا دو شخصوں نے اسکی ضمانت کی اور ضامنوں نے اپنے مشترک مال سے ہزار ادا کر دیے پھر ایک ضامن نے مدیون سے کچھ وصول کیا تو دوسرا ابھی اس میں شریک ہے اور اگر ضامن نے اُس سے روپیہ وصول نہیں کیا بلکہ اپنے حصہ کے بدلے میں مدیون سے کوئی چیز خرید لی تو دوسرا اُس چیز کا نصف ثمن اُس سے وصول کر سکتا ہے اور اگر دونوں چاہیں تو اُس چیز میں شرکت کرلیں اور اگر ایک ضامن نے چیز نہیں خریدی بلکہ اپنے حصہ دین کے مقابل میں اُس چیز پر مصالحت کی اور چیز لے لی اب دوسرا مطالبہ کرتا ہے تو پہلے کو اختیار ہے کہ آدھی چیز دے دے یا اُسکے حصہ کا آدھا دینا ادا کر دے اور مال مشترک سے ادا نہ کیا ہو تو دوسرا اُس میں شریک نہیں اور اب جو کچھ اپنا حق وصول کریگا دوسرے کو اُس سے تعلق نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

شرکت میں کسی معاملہ پر صلح کرنے کا بیان

دو شخصوں کے ایک شخص پر ہزار روپے دین ہیں اُن میں ایک نے پورے ہزار سے سو روپیہ میں صلح کرلی اور یہ سو روپے اُس سے لے بھی لیے اسکے بعد شریک نے جو کچھ اُس نے کیا جائز رکھا تو سو میں سے پچاس اُسے ملیں گے اور اگر قابض کہتا ہے کہ وہ

روپے میرے پاس سے ضائع ہو گئے تو شریک کو اسکا تاوان نہیں ملے گا کہ جب اُس نے سب کچھ جائز کر دیا تو یہ امین ہوا اور امین پر تاوان نہیں اور اگر شریک نے صلح کو جائز رکھا مگر یہ نہیں کہا کہ جو کچھ اُس نے کیا میں نے سب جائز رکھا تو یہ شریک مدیون سے اپنے حصہ کے پچاس وصول کر سکتا ہے اور مدیون یہ پچاس اُس سے واپس لے گا جس کو سو روپے دیے ہیں کہ اس صورت میں صلح کی اجازت ہے قبضہ کی نہیں تو امین نہ ہوا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

ایک مکان دو شخصوں میں مشترک ہے ایک شریک غائب ہو گیا تو دوسرا بقدر اپنے حصہ کے اُس مکان میں سکونت کر سکتا ہے اور اگر وہ مکان خراب ہو گیا اور اسکی سکونت کی سبب سے خراب ہوا ہے تو اسکا تاوان دینا پڑے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، درمختار)

مکان دو شخصوں میں مشترک تھا اور تقسیم ہو چکی ہے اور ہر ایک کا حصہ ممتاز ہے اور ایک حصہ کا مالک غائب ہو گیا تو دوسرا اُس میں سکونت نہیں کر سکتا اور نہ بغیر اجازت قاضی اُسے کرایہ پر دے سکتا ہے اور اگر خالی پڑا رہنے میں خراب ہونے کا اندیشہ ہے تو قاضی اُسکو کرایہ پر دے دے اور کرایہ مالک کے لیے محفوظ رکھے اور دو شخصوں میں مشترک کھیت ہے اور ایک شریک غائب ہو گیا تو اگر کاشت کرنے سے زمین اچھی ہوتی رہے گی تو پوری زمین میں کاشت کرے جب دوسرا شریک آ جائے تو جتنی مدت اُس نے کاشت کی ہے وہ کرلے اور اگر کاشت سے زمین خراب ہو گی یا کاشت نہ کرنے میں اچھی ہو گی تو کل زمین میں کاشت نہ کرے بلکہ اپنے ہی حصہ کی قدر میں زراعت کرے۔ غلہ یا روپیہ مشترک ہے اور ایک شریک غائب ہے اور جو موجود ہے اُسے ضرورت ہے تو اپنے حصہ کے لائق لے کر خرچ کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ)

دو شخص شریک ہوں اور ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ کام کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہو اور شریک کو کام کرنا اور اُس پر خرچ کرنا ضروری ہو، اگر بغیر اجازت شریک خرچ کریگا تو یہ خرچ کرنا احسان ہو گا اور اسکا معاوضہ کچھ نہ ملے گا، مثلاً چکی دو شخصوں میں مشترک ہے اور عمارت خراب ہو گئی مرمت کی ضرورت ہے اور بغیر اجازت ایک نے مرمت کرادی تو اُس کا خرچہ شریک سے نہیں لے سکتا یا شریک سے اس نے اجازت طلب کی اُس نے کہہ دیا کہ کام چل سکتا ہے مرمت کی ضرورت نہیں اور اس نے صرف کر دیا تو کچھ نہیں پائیگا یا کھیت مشترک ہے اور اُس پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے یا غلام مشترک ہے اُس کو نفقہ وغیرہ دینا ضروری ہے ان میں بھی بغیر اجازت صرف کرنے پر کچھ نہیں پائے گا کیونکہ ان سب شریکوں کو خرچ کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے اگر وہ اجازت نہیں دیتا قاضی کے پاس دعویٰ کر دے قاضی اُسے خرچ کرنے پر مجبور کریگا پھر اسے خرچ کرنے کی کیا حاجت رہی، لہٰذا تبرع ہے۔ اور اگر خرچ کرنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا اور یہ بغیر خرچ کیے اپنا کام نہیں چلا سکتا تو بغیر اجازت خرچ کرنا تبرع نہیں مثلاً دو منزلہ مکان ہے اوپر کا ایک شخص کا ہے اور نیچے کا دوسرے کا، نیچے کا مکان گر گیا اور یہ اپنا حصہ نہیں بنواتا کہ بالا خانہ والا اسکے اوپر تعمیر کرائے اور نیچے والا بنوانے پر مجبور بھی نہیں کیا جا سکتا، لہٰذا اگر بالا خانہ والے نے نیچے کے مکان کی تعمیر کرائی تو متبرع نہیں۔ اسی طرح مشترک دیوار ہے جس پر ایک شریک نے کڑیاں ڈال کر اپنے مکان کی چھت پاٹی ہے اور یہ دیوار گر گئی شریک جب تک یہ دیوار تعمیر نہ کرائے اُسکا کام نہیں چل سکتا تو دیوار بنانا تبرع نہیں اور اگر شریک کو اس کام کا کرنا ضروری نہ ہو اور بغیر اجازت کریگا تو تبرع ہے۔ جس طرح دو شخصوں میں مکان مشترک ہے اور خراب ہو رہا ہے اسکی تعمیر ضروری ہے مگر بغیر اجازت جو خرچ کریگا اُس کا معاوضہ نہیں ملے گا کہ ہو سکتا ہے مکان

تقسیم کرا کے اپنے حصہ کی مرمت کرالے پورے مکان کی مرمت کرانے کی اسکو کیا ضرورت ہے۔(درمختار)

شرکت سے جبری تقاضہ کرنے کے مواقع

تین جگہوں میں شریک کو مرمت و تعمیر پر مجبور کیا جائے گا۔ 1 وصی و 2 ناظر اوقاف اور اُس چیز کے قابل قسمت نہ ہونے میں۔ وصی کی صورت یہ ہے کہ دو نابالغ بچوں میں دیوار مشترک ہے جس پر چھت پٹی ہے اور دیوار کے گرنے کا اندیشہ ہے اور دونوں نابالغوں کے دو وصی ہیں ایک وصی مرمت کرانے کو کہتا ہے دوسرا انکار کرتا ہے قاضی ایک امین بھیجے گا اگر یہ بیان کرے کہ مرمت کی ضرورت ہے تو جو انکار کرتا ہے اُسے مرمت کرانے پر قاضی مجبور کریگا۔ اسی طرح اگر مکان دو وقفوں میں مشترک ہے جسکی مرمت کی ضرورت ہے اور ایک کا متولی انکار کرتا ہے تو قاضی اُسے مجبور کریگا۔ اور غیر قابل قسمت مثلاً نہر یا کوآں یا کشتی اور حمام اور چکی کہ ان میں مرمت کی ضرورت ہوگی تو قاضی جبراً مرمت کرائے گا۔(ردمختار، کتاب شرکت)

ایک شخص نے دوسرے کو اِس طور پر مال دیا کہ اس میں کا آدھا اُسے بطور قرض دیا ہے اور دونوں نے اس روپیہ سے شرکت کی اور مال خریدا اور جس نے روپیہ دیا ہے وہ اپنے قرض کا روپیہ طلب کر رہا ہے اور ابھی تک مال فروخت نہیں ہوا کہ روپیہ ہوتا اگر فروخت تک انتظار کرے تو اچھا ہے ورنہ مال کی جو اس وقت قیمت ہو اُسکے حساب سے اپنے قرض کے بدلے میں مال لے لے۔(درمختار، کتاب شرکت)

مشترک سامان لاد کر ایک شریک لے جارہا ہے اور دوسرا شریک موجود نہیں ہے راستے میں بار برداری کا جانور تھک کر گر پڑا اور مال ضائع ہونے یا نقصان کا اندیشہ ہے اس نے شریک کی عدم موجودگی میں بار برداری کا دوسرا جانور کرایہ پر لیا تو حصہ کی قدر شریک سے کرایہ لے گا۔

اور اگر مشترک جانور تھا جو بیمار ہو گیا شریک کی عدم موجودگی میں ذبح کر ڈالا اگر اُسکے بچنے کی اُمید تھی تو تاوان لازم ہے ورنہ نہیں اور شریک کے علاوہ کوئی اجنبی شخص ذبح کردے تو بہر حال تاوان ہے۔ اسی طرح چرواہے نے بیمار جانور کو ذبح کر ڈالا اور اچھے ہونے کی اُمید نہ تھی تو چرواہے پر تاوان نہیں ورنہ تاوان ہے۔ اور اجنبی پر بہر حال تاوان ہے۔(خانیہ، کتاب شرکت)

باب شَرِكَةِ الْاَبْدَانِ .

یہ باب شرکت ابدان کے بیان میں ہے

3947 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ اَنَا وَعَمَّارٌ وَسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَجَآءَ سَعْدٌ بِاَسِيْرَيْنِ وَلَمْ اَجِءْ اَنَا وَلَا عَمَّارٌ بِشَيْءٍ .

3947-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الشركة على غير راس مال (الحديث 3388) . واخرجه النسائي في البيوع ، الشركة بغير مال (الحديث 4711) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الشركة و المضاربة (الحديث 2288) . تحفة الاشراف (9616) .

⭐⭐ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے غزوۂ بدر کے دن شراکت کرلی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ دو قیدی لے کر آئے تھے' میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کوئی قیدی نہیں لا سکے تھے۔

3948 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي عَبْدَيْنِ مُتَفَاوِضَيْنِ كَاتَبَ اَحَدُهُمَا قَالَ جَائِزٌ اِذَا كَانَا مُتَفَاوِضَيْنِ يَقْضِي اَحَدُهُمَا عَنِ الْاٰخَرِ .

⭐⭐ زہری ایسے دو غلاموں کے بارے میں فرماتے ہیں' جن میں مفاوضہ کیا گیا ہو' ان میں سے کوئی ایک کتابت کا معاہدہ کرلے' تو زہری فرماتے ہیں: ایسا کرنا جائز ہے' اگر ان دونوں نے مفاوضہ کیا تھا تو ان میں سے ایک فرد دوسرے کی طرف سے ادائیگی کرے گا۔

شرکت صنائع کی تعریف وحکم کا بیان

شرکت صنائع یہ ہے کہ دو پیشہ ور مثلاً دو درزی یا دو رنگریز اس شرط پر شرکت میں کام کریں کہ دونوں شریک کام لیں گے اور دونوں اس کام کو مل جل کر کریں گے اور پھر جو اجرت حاصل ہوگی اسے دونوں تقسیم کریں گے۔ اگر ان کے معاہدہ شرکت میں یہ شرط ہو کہ کام تو دونوں ادھوں آدھ کریں گے مگر نفع میں سے ایک تو دو تہائی لے گا اور دوسرا ایک تہائی تو یہ شرط جائز ہے۔ دونوں شرکاء میں سے جو بھی کسی کا کام لے گا اس کو کرنا دونوں کے لئے ضروری ہوگا یہ نہیں کہ جس شریک نے کام لیا ہو وہی اسے کرے بھی اسی طرح ان کے یہاں کام کرانے والا دونوں شرکاء میں سے کسی سے بھی اپنا کام طلب کرسکتا ہے ایسے ہی دونوں شرکاء میں سے ہر ایک کو مساوی طور پر یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ کسی بھی کام کی اجرت حاصل کرلے اور ان میں سے کسی ایک کو اجرت دینے والا بری الذمہ ہوجائیگا۔ کام کے منافع اور کمائی میں دونوں شریک حصہ دار ہوں گے خواہ کام دونوں کریں یا صرف ایک کرے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس شرکت میں یہ ضروری نہیں ہے کہ دونوں ایک ہی کام کے کاریگر ہوں بلکہ دو مختلف کاموں کے کاریگر بھی باہم یہ شرکت کرسکتے ہیں مثلاً ایک درزی ہے دوسرا رنگریز، دونوں کپڑے لاتے ہیں وہ سیتا ہے یہ رنگتا ہے اور سلائی رنگائی کی جو کچھ اُجرت ملتی ہے اُس میں دونوں کی شرکت ہوتی ہے اور یہ بھی ضرور نہیں کہ دونوں ایک ہی دوکان میں کام کریں بلکہ دونوں کی الگ الگ دوکانیں ہوں جب بھی شرکت ہوسکتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ وہ کام ایسے ہوں کہ عقد اجارہ کی سبب سے اُس کام کا کرنا ان پر واجب ہوا اور اگر وہ کام ایسا نہ ہو مثلاً حرام کام پر اجارہ ہوا جس طرح دو نوحہ کرنے والیاں کہ اُجرت لے کر نوحہ کرتی ہوں ان میں باہم شرکت عمل ہو تو نہ ان کا اجارہ صحیح ہے نہ ان میں شرکت صحیح ہے۔ (درمختار، کتاب شرکت)

کام کرنے میں شرکاء کی شرط کا بیان

اور جب دونوں نے نصف نصف کام کرنے کی شرط لگائی اور نفع میں دو ثلث کی شرط لگائی تو جائز ہے مگر قیاس کے مطابق جائز نہیں ہے اس لئے ضمان کام کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے پس کام سے زائد نفع ایسا ہوگا جس میں ضمان لازم نہ ہوگا لہٰذا یہ عقد جائز نہ ہو

3948-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19415) .

گا ہاں البتہ یہ عقد نفع کی جانب لے جانے والا ہے پس یہ شرکت وجوہ کی طرح ہو جائے گا۔ جبکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ زیادہ لینے والا نفع کے طور پر نہیں ہے بلکہ وہ نفع متحد بہ جنس ہونے کے سبب سے ہے حالانکہ یہاں اصل اور نفع مختلف ہیں کیونکہ یہاں راس المال کام ہے اور نفع مال ہے پس اس نے جو لیا ہے وہ کام کا بدلہ لیا ہے اور تقویم کے سبب عمل مضبوط ہوا کرتا ہے پس جس مقدار سے اس کی قیمت لگائی گئی ہے وہی مقدار ثابت کی جائے گی اور اس پر زیادتی حرام نہ ہوگی۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس میں یہ ضروری نہیں کہ جو کچھ کمائیں اُس میں برابر کے شریک ہوں بلکہ کم وبیش کی بھی شرط ہو سکتی ہے اور باہم جو کچھ شرط کرلیں اُسی کے موافق تقسیم ہوگی۔ اسی طرح عمل میں بھی برابری شرط نہیں بلکہ اگر یہ شرط کرلیں کہ وہ زیادہ کام کریگا اور یہ کم جب بھی جائز ہے اور کم کام والے کو آمدنی میں زیادہ حصہ دینا ٹھہرالیا جب بھی جائز ہے۔

(ردمحتار، کتاب شرکت)

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں اور جب یہ مقرر ہوا ہے کہ آمدنی میں سے میں دو تہائی لوں گا اور تجھے ایک تہائی دوں گا اور اگر کچھ نقصان وتاوان دینا پڑے تو دونوں برابر برابر دینگے تو آمدنی اُسی شرط کے بموجب تقسیم ہوگی اور نقصان میں برابری کی شرط باطل ہے اس میں بھی اُسی حساب سے تاوان دینا ہوگا یعنی ایک تہائی والا ایک تہائی تاوان دے اور دوسرا دو تہائیاں دینے والا ہوگا۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب شرکت)

باب تَفَرُّقِ الشُّرَكَاءِ عَنْ شَرِيكِهِمْ

شراکت داروں کا اپنی شراکت کو ختم کر دینا

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ بَيْنَهُمْ وَاَقَرَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمِّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ بِجَمِيْعِ مَا فِيْهِ فِي صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرٍ اَنَّهُ جَرَتْ بَيْنَنَا مُعَامَلَاتٌ وَّمُتَاجَرَاتٌ وَّاَشْرِيَةٌ وَّبُيُوْعٌ وَّخُلْطَةٌ وَّشَرِكَةٌ فِي اَمْوَالٍ وَّفِي اَنْوَاعٍ مِّنَ الْمُعَامَلَاتِ وَقُرُوْضٌ وَّمُصَارَفَاتٌ وَّوَدَائِعُ وَاَمَانَاتٌ وَّسَفَاتِجُ وَمُضَارَبَاتٌ وَّعَوَارِيْ وَدُيُوْنٌ وَّمُؤَاجَرَاتٌ وَّمُزَارَعَاتٌ وَّمُؤَاكَرَاتٌ وَّاِنَّا تَنَاقَضْنَا عَلَى التَّرَاضِيْ مِنَّا جَمِيْعًا بِمَا فَعَلْنَا جَمِيْعَ مَا كَانَ بَيْنَنَا مِنْ كُلِّ شَرِكَةٍ وَّمِنْ كُلِّ مُخَالَطَةٍ كَانَتْ جَرَتْ بَيْنَنَا فِيْ نَوْعٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْمُعَامَلَاتِ وَفَسَخْنَا ذٰلِكَ كُلَّهُ فِي جَمِيْعِ مَا جَرٰى بَيْنَنَا فِي جَمِيْعِ الْاَنْوَاعِ وَالْاَصْنَافِ وَبَيَّنَّا ذٰلِكَ كُلَّهُ نَوْعًا نَوْعًا وَّعَلِمْنَا مَبْلَغَهُ وَمُنْتَهَاهُ وَعَرَفْنَاهُ عَلٰى حَقِّهِ وَصِدْقِهِ فَاسْتَوْفٰى كُلُّ وَاحِدٍ مِّنَّا جَمِيْعَ حَقِّهِ مِنْ ذٰلِكَ اَجْمَعَ وَصَارَ فِيْ يَدِهٖ فَلَمْ يَبْقَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا قِبَلَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ الْمُسَمِّيْنَ مَعَهُ فِي هٰذَا الْكِتَابِ وَلَا قِبَلَ اَحَدٍ بِسَبَبِهٖ وَلَا بِاسْمِهٖ حَقٌّ وَّلَا دَعْوٰى وَلَا طَلِبَةٌ لِاَنَّ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنَّا قَدِ اسْتَوْفٰى جَمِيْعَ حَقِّهٖ وَجَمِيْعَ مَا كَانَ لَهُ مِنْ جَمِيْعِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَصَارَ فِيْ يَدِهٖ مُوَفَّرًا اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ وَّفُلَانٌ ۔

☆☆ (اس کی تحریر یہ ہوگی:) یہ وہ تحریر ہے جسے فلاں فلاں فلاں اور فلاں نے آپس میں تحریر کیا تھا اور ان میں سے ہر ایک

فرد نے اپنے ہر ایک ساتھی کے اس حصے کا اقرار کیا ہے جس کا تذکرہ اس تحریر میں کیا گیا تھا' جو انہوں نے بقائمی ہوش وحواس اور رضامندی کے ساتھ کی تھی' ہمارے درمیان معاملات جاری رہے' تجارات جاری رہیں' خرید وفروخت ہوئی' مال اکٹھا رہا' اموال میں شرکت تھی۔ مختلف نوعیت کے معاملات میں شراکت تھی' مضاربت بھی کی' بیع صرف بھی کی' ودائع کی شکل بھی تھی' امانات بھی تھیں' خطرے سے بچاؤ کے لیے ٹیکس بھی دیا گیا' مضاربت پر بھی سامان دیا گیا' اُدھار بھی دیا گیا' قرض بھی لیے گئے' مزدور بھی رکھے گئے' مضاربت بھی کی گئی' کرائے پر بھی سامان لیا گیا' جو کچھ بھی ہوا' ہمارے درمیان اموال اور معاملات میں جو شراکت تھی اور جو ہمارے مال ملے ہوئے تھے' ہم باہمی رضامندی کے ساتھ اس کو ختم کرتے ہیں۔ اور اس حوالے سے تمام انواع اور تمام اصناف میں جو سلسلہ جاری تھا' ہم اسے باہمی رضامندی کے ساتھ ختم کر رہے ہیں۔ ہم نے ان میں سے ہر ایک قسم کو الگ' الگ کر کے بیان کر دیا ہے اور اس کی انتہا کو جان لیا ہے' ہم نے اسے درست اور صحیح پایا ہے' ہم میں سے ہر ایک فریق نے اپنا پورا حق وصول کر لیا ہے اور اس کا حق اس تک پہنچ چکا ہے۔ اور ہم میں سے کسی ایک شراکت دار کا بھی تحریر میں موجود باقی افراد کے ذمے کوئی حق باقی نہیں رہا ہے اور نہ ہی اس شخص کی وجہ سے کسی اور کی طرف یا اُس کے نام پر کسی اور کی طرف کوئی حق باقی رہا ہے۔ نہ کوئی دعویٰ ہے' نہ مطالبہ ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ہر ایک نے اپنا پورا حق وصول کر لیا ہے اور وہ اس کے قبضے میں آ چکا ہے۔ فلاں' فلاں' فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

شرح

جب شراکت ختم ہو جائے اور فریقین کے درمیان سرمایہ واموال کی تقسیم ہونے لگے تو ان امور کی ترتیب اور ان کا لحاظ ضروری ہے۔ 1- جو مطالبات شراکت کے ذمہ ہوں ان کی ادائیگی یا جو معاہدات کیے گئے ہوں ان کی تکمیل کا انتظام پیش نظر رہے 2- جملہ حقوق معتبرہ اور اموال قیمتی کی قیمت متعین کر دی جائے اور درصورت اختلاف ونزاع قرعہ سے فیصلہ کرنا شرعاً جائز ہے۔ 3- فریق خارج کو کوئی حق آئندہ نہ دلایا جائے گا گو ذمہ داری کے بارے وہ سبکدوش نہیں ہے۔ 4- شراکت کے جو مطالبات دوسروں کے ذمہ ہوں ان میں حسب دستور وکالت رہے گی وصول ہونے پر بقدر حصہ تقسیم کرنا چاہئے۔

باب تَفَرُّقِ الزَّوْجَيْنِ عَنْ مُزَاوَجَتِهِمَا

میاں بیوی کی علیحدگی (خلع کے طور پر) اختیار کرنا

حصول خلع سے متعلق تحریری بیان

قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى (وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْئًا اِلَّا اَنْ يَّخَافَا اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ) هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَتْهُ فُلَانَةُ بِنْتُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فِيْ صِحَّةٍ مِّنْهَا وَجَوَازِ اَمْرٍ لِفُلَانِ بْنِ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ اِنِّيْ كُنْتُ زَوْجَةً لَكَ وَكُنْتَ دَخَلْتَ بِيْ فَاَفْضَيْتَ اِلَيَّ ثُمَّ اِنِّيْ كَرِهْتُ صُحْبَتَكَ وَاَحْبَبْتُ مُفَارَقَتَكَ عَنْ غَيْرِ اِضْرَارٍ مِّنْكَ بِيْ وَلَا مَنْعِيْ لِحَقٍّ وَّاجِبٍ لِيْ عَلَيْكَ وَاِنِّيْ

سَأَلْتُكَ عِنْدَمَا خِفْنَا أَنْ لَا نُقِيمَ حُدُوْدَ اللّٰهِ أَنْ تَخْلَعَنِيْ فَتُبِيْنَنِيْ مِنْكَ بِتَطْلِيْقَةٍ بِجَمِيْعِ مَالِيْ عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقٍ وَهُوَ كَذَا وَكَذَا دِيْنَارًا جِيَادًا مَثَاقِيْلَ وَبِكَذَا وَكَذَا دِيْنَارًا جِيَادًا مَثَاقِيْلَ أَعْطَيْتُكَهَا عَلٰى ذٰلِكَ سِوَى مَا فِيْ صَدَاقِيْ فَفَعَلْتَ الَّذِيْ سَأَلْتُكَ مِنْهُ فَطَلَّقْتَنِيْ تَطْلِيْقَةً بَائِنَةً بِجَمِيْعِ مَا كَانَ بَقِيَ لِيْ عَلَيْكَ مِنْ صَدَاقِي الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ وَبِالدَّنَانِيْرِ الْمُسَمَّاةِ فِيْهِ سِوَى ذٰلِكَ فَقَبِلْتُ ذٰلِكَ مِنْكَ مُشَافَهَةً لَكَ عِنْدَ مُخَاطَبَتِكَ إِيَّايَ بِهٖ وَمُجَاوَبَةً عَلٰى قَوْلِكَ مِنْ قَبْلِ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا ذٰلِكَ وَدَفَعْتُ إِلَيْكَ جَمِيْعَ هٰذِهِ الدَّنَانِيْرِ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهَا فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ الَّذِيْ خَالَعْتَنِيْ عَلَيْهَا وَافِيَةً سِوَى مَا فِيْ صَدَاقِيْ فَصِرْتُ بَائِنَةً مِنْكَ مَالِكَةً لِأَمْرِيْ بِهٰذَا الْخُلْعِ الْمَوْصُوْفِ أَمْرُهُ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فَلَا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيَّ وَلَا مُطَالَبَةَ وَلَا رَجْعَةَ وَقَدْ قَبَضْتُ مِنْكَ جَمِيْعَ مَا يَجِبُ لِمِثْلِيْ مَا دُمْتُ فِيْ عِدَّةٍ مِنْكَ وَجَمِيْعَ مَا أَحْتَاجُ إِلَيْهِ بِتَمَامِ مَا يَجِبُ لِلْمُطَلَّقَةِ الَّتِيْ تَكُوْنُ فِيْ مِثْلِ حَالِيْ عَلٰى زَوْجِهَا الَّذِيْ يَكُوْنُ فِيْ مِثْلِ حَالِكَ فَلَمْ يَبْقَ لِوَاحِدٍ مِنَّا قِبَلَ صَاحِبِهٖ حَقٌّ وَلَا دَعْوٰى وَلَا طَلِبَةٌ فَكُلُّ مَا ادَّعٰى وَاحِدٌ مِنَّا قِبَلَ صَاحِبِهٖ مِنْ حَقٍّ وَمِنْ دَعْوٰى وَمِنْ طَلِبَةٍ بِوَجْهٍ مِنَ الْوُجُوْهِ فَهُوَ فِيْ جَمِيْعِ دَعْوَاهُ مُبْطِلٌ وَصَاحِبُهُ مِنْ ذٰلِكَ أَجْمَعَ بَرِيْءٌ وَقَدْ قَبِلَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَّا كُلَّ مَا أَقَرَّ لَهُ بِهٖ صَاحِبُهُ وَكُلَّ مَا أَبْرَأَهُ مِنْهُ مِمَّا وُصِفَ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ مُشَافَهَةً عِنْدَ مُخَاطَبَتِهٖ إِيَّاهُ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَنْطِقِنَا وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَجْلِسِنَا الَّذِيْ جَرٰى بَيْنَنَا فِيْهِ أَقَرَّتْ فُلَانَةُ وَفُلَانٌ .

☆☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہارے لیے یہ بات حلال نہیں ہے' جو کچھ تم نے (مہر کے طور پر) بیوی کو دیا تھا اس میں سے کوئی چیز لو البتہ اگر ان دونوں میاں بیوی کو یہ خوف ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے (تو حکم مختلف ہے) اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اس حوالے سے ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا کہ اگر وہ عورت فدیہ دے دیتی ہے''۔

(خلع کے معاہدے کی تحریر یہ ہوگی:)

یہ وہ تحریر ہے' جسے فلانہ بنت فلاں بن فلاں نے بقائمی ہوش و حواس تحریر کیا ہے' جو فلاں بن فلاں بن فلاں کے لیے ہے' میں تمہاری بیوی رہی ہوں' تم نے میری رخصتی کروائی اور تم نے مجھ تک رسائی حاصل کی' پھر مجھے تمہارے ساتھ رہنا ناپسند ہوا اور میں نے تم سے علیحدگی اختیار کرنے کو پسند کیا۔ تم نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچایا اور نہ ہی میرے کسی ایسے حق میں رکاوٹ ڈالی ہے' جو تمہارے ذمے لازم تھا۔ جب ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ اب ہم اللہ کی حدود کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو میں تم سے یہ مطالبہ کرتی ہوں کہ تم مجھے خلع دو' تم طلاق دے کر مجھے اپنے سے الگ کر دو۔ یہ طلاق تمام مال کے عوض میں ہوگی' جو مہر کے طور پر ادا کرنا تم پر لازم تھا۔ اور وہ اتنے' اتنے عمدہ (کھرے) دیناروں کے عوض میں ہے' جو اتنے مثقال کے ہوتے ہیں۔ تو اس کے عوض میں' میں تمہیں اتنے اور اتنے کھرے دینار دے رہی ہوں' جو اتنے مثقال کے ہیں۔ میں یہ تمہیں اپنے مہر کے علاوہ اضافی طور پر ادائیگی کر رہی ہوں' تو تم وہ

کام کرلو' جس کا میں نے تم سے مطالبہ کیا ہے۔ تو تم مجھے اس تمام مال کے عوض میں ایک بائنہ طلاق دے دو' جو میرے متعین مہر کی صورت میں سے تم پر ادا کرنا لازم تھا۔ جس کی مقدار اس تحریر میں بیان کر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ وہ دینار بھی ہیں' جن کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ میں نے تمہاری موجودگی میں اس (ادائیگی) کو قبول کر لیا تھا جبکہ تم نے بالمشافہہ طور پر اس بارے میں مجھ سے بات چیت کی تھی اور ہماری یہ گفتگو ختم ہونے سے پہلے ہی تمہاری بات کے جواب میں' میں نے اسے قبول کر لیا تھا' میں نے تمہیں وہ تمام دینار ادا کر دیئے ہیں' جن کا ذکر کیا گیا ہے اور جن کی مقدار اس تحریر میں موجود ہے' جن پر تم نے مجھے خلع دیا ہے' وہ رقم جو میرے مہر کے علاوہ تھی' اب میں تم سے الگ ہو گئی ہوں اور اس خلع کی وجہ سے میں اپنے معاملے کی خود مالک بن چکی ہوں۔ تمہارا مجھ پر کوئی اختیار نہیں ہے' نہ اب تم کوئی مطالبہ کر سکتے ہو اور نہ ہی تمہیں رجوع کرنے کا کوئی حق حاصل ہے' میں نے تم سے وہ تمام چیزیں وصول کر لی ہیں' جو میرے جیسی کسی عورت کے لیے ثابت ہوتی ہیں، اس وقت تک کے لیے جب تک میں عدت گزار رہی ہوں، اور میں نے ان تمام چیزوں کو اپنے قبضے میں بھی لے لیا ہے' جن کی مجھے ضرورت تھی، وہ تمام چیزیں جو مجھ جیسی طلاق یافتہ عورت کو اس کے خاوند کی طرف سے لازمی طور پر ملتی ہیں' ہم میں سے کسی ایک کا بھی' دوسرے فریق پر کوئی حق' کوئی دعویٰ' کوئی مطالبہ باقی نہیں رہا ہے، اب ہم میں سے کوئی ایک' اگر دوسرے فریق کے خلاف کسی قسم کا کوئی حق یا دعویٰ یا مطالبہ کرے گا' تو اس کا یہ دعویٰ ہر صورت میں باطل ہو گا' ہم میں سے ہر ایک فریق نے اس چیز کو قبول کر لیا ہے' جس کا اس کے ساتھی نے اقرار کیا تھا اور اسے بھی قبول کر لیا ہے' جس سے دوسرے فریق نے برأت کا اظہار کیا تھا' جس کا ذکر اس تحریر میں کر دیا گیا ہے' یہ سب باتیں بالمشافہہ اور زبانی طے ہو گئی تھیں۔ اور ہماری گفتگو ختم ہونے سے پہلے اور محفل سے الگ ہونے سے پہلے یہ باتیں طے ہو گئی تھیں، جو گفتگو ہمارے درمیان جاری تھی' فلاں عورت اور فلاں مرد اس کا اقرار کرتے ہیں۔

باب الْكِتَابَةِ

یہ باب کتابت کے بیان میں ہے

معاوضہ بننے والی چیز مکاتبت کرنے کا بیان

مُکاتَبت کے لفظی معنی تو ہیں لکھا پڑھی، مگر اصطلاح میں یہ لفظ اس معنی میں بولا جاتا ہے کہ کوئی غلام یا لونڈی اپنی آزادی کے لیے اپنے آقا کو ایک معاوضہ ادا کرنے کی پیش کش کرے اور جب آقا اسے قبول کرلے تو دونوں کے درمیان شرائط کی لکھا پڑھی ہو جائے۔ اسلام میں غلاموں کی آزادی کے لیے جو صورتیں رکھی گئی ہیں یہ ان میں سے ایک ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ معاوضہ مال ہی کی شکل میں ہو۔ آقا کے لیے کوئی خاص خدمت انجام دینا بھی معاوضہ بن سکتا ہے، بشرطیکہ فریقین اس پر راضی ہو جائیں۔ معاہدہ ہو جانے کے بعد آقا کو یہ حق نہیں رہتا کہ غلام کی آزادی میں بیجا رکاوٹیں ڈالے۔

وہ اس کو مال کتابت فراہم کرنے کے لیے کام کرنے کا موقع دے گا اور مدت مقررہ کے اندر جب بھی غلام نے اپنی مالکہ سے مکاتبت کی اور مدت مقررہ سے پہلے ہی مال کتابت فراہم کر کے اس کے پاس لے گیا۔ مالکہ نے کہا کہ میں تو یک مشت نہ لوں گی

سال بسال اور ماہ بماہ قسطوں کی صورت میں لوں گی۔ غلام نے حضرت عمر سے شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا یہ رقم بیت المال میں داخل کر دے اور جا تو آزاد ہے۔ پھر مالکہ کو کہلا بھیجا کہ تیری رقم یہاں جمع ہو چکی ہے، اب تو چاہے یک مشت لے لے ورنہ ہم تجھے سال بسال اور ماہ بماہ دیتے رہیں گے۔ (دار قطنی، بروایت ابوسعید مقبری)

درخواست مکاتبت پر قبول مولیٰ میں مذاہب اربعہ

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا)

اس آیت کا مطلب فقہاء کے ایک گروہ نے یہ لیا ہے کہ جب کوئی لونڈی یا غلام مکاتبت کی درخواست کرے تو آقا پر اس کا قبول کرنا واجب ہے۔ یہ عطاء، عمرو بن دینار، ابن سیرین، مسروق، ضحاک، عکرمہ، ظاہریہ، اور ابن جریر طبری کا مسلک ہے اور امام شافعی بھی پہلے اسی کے قائل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ یہ واجب نہیں ہے بلکہ مُستحب اور مندوب ہے۔ اس گروہ میں شعبی، مقاتل بن حیان، حسن بصری، عبدالرحمٰن بن زید، سفیان ثوری، ابوحنیفہ اور مالک بن انس جیسے بزرگ شامل ہیں، اور آخر میں امام شافعی بھی اسی کے قائل ہو گئے تھے۔ پہلے گروہ کے مسلک کی تائید دو چیزیں کرتی ہیں۔ یک یہ کہ آیت کے الفاظ ہیں كَاتِبُوْهُمْ، ان سے مکاتبت کرلو۔ یہ الفاظ صاف طور پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ دوسرے یہ کہ معتبر روایات سے ثابت ہے کہ مشہور فقیہ (محدث حضرت محمد بن سیرین کے والد سیرین نے اپنے آقا حضرت انس سے جب مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا تو سیرین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لے گئے۔ انہوں نے واقعہ سنا تو درہ لے کر حضرت انس پر پل پڑے اور فرمایا اللہ کا حکم ہے کہ مکاتبت کرلو (بخاری)۔ اس واقعہ سے استدلال کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر کا ذاتی فعل نہیں بلکہ صحابہ کی موجودگی میں کیا گیا تھا اور کسی نے اس پر اظہار اختلاف نہیں کیا، لہٰذا یہ اس آیت کی مستند تفسیر ہے۔

دوسرے گروہ کا استدلال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف فکاتبوھم نہیں فرمایا ہے بلکہ فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا ارشاد فرمایا ہے، یعنی ان سے مکاتبت کرلو اگر ان کے اندر بھلائی پاؤ۔ یہ بھلائی پانے کی شرط ایسی ہے جس کا انحصار مالک کی رائے پر ہے، اور کوئی متعین معیار اس کا نہیں ہے جسے کوئی عدالت جانچ سکے۔ قانونی احکام کی یہ شان نہیں ہوا کرتی۔ اس لیے اس حکم کو تلقین اور ہدایت ہی کے معنی میں لیا جائے گا نہ کہ قانونی حکم کے معنی میں۔ اور سیرین کی نظیر کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ اس زمانے میں کوئی ایک غلام تو نہ تھا جس نے مکاتبت کی درخواست کی ہو۔ ہزار ہا غلام عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور عہد خلافت راشدہ میں موجود تھے، اور بکثرت غلاموں نے مکاتبت کی ہے۔

ابن سیرین والے واقعہ کے سوا کوئی مثال ہم کو نہیں ملتی کہ کسی آقا کو عدالتی حکم کے ذریعہ سے مکاتبت پر مجبور کیا گیا ہو۔ لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فعل کو ایک عدالتی فعل سمجھنے کے بجائے ہم اس معنی میں لیتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے درمیان محض قاضی ہی نہ تھے بلکہ افراد ملت کے ساتھ ان کا تعلق باپ اور اولاد کا سا تھا۔ بسا اوقات وہ بہت سے ایسے معاملات میں بھی دخل دیتے تھے جن میں ایک باپ تو دخل دے سکتا ہے مگر ایک حاکم عدالت دخل نہیں دے سکتا۔

بھلائی سے مراد تین چیزیں ہیں

ایک یہ کہ غلام میں مال کتابت ادا کرنے کی صلاحیت ہو، یعنی وہ کما کر یا محنت کر کے اپنی آزادی کا فدیہ ادا کر سکتا ہو جیسا کہ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان علمتم فیھم حرفۃ ولا ترسلوھم کلا علی الناس ، اگر تمہیں معلوم ہو کہ وہ کما سکتا ہے تو مکاتبت کرو۔ یہ نہ ہو کہ اسے لوگوں سے بھیک مانگتے پھرنے کے لیے چھوڑ دو۔

(ابن کثیر بحوالہ ابو داؤد)

دوسرے یہ کہ اس میں اتنی دیانت اور راست بازی موجود ہو کہ اس کے قول پر اعتماد کر کے معاہدہ کیا جا سکے۔ ایسا نہ ہو مکاتبت کر کے وہ مالک کی خدمت سے چھٹی بھی پالے اور جو کچھ اس دوران میں کمائے اسے کھا پی کر برابر بھی کر دے۔

تیسرے یہ کہ مالک اس میں ایسے بُرے اخلاقی رجحانات، یا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنی کے ایسے تلخ جذبات نہ پائے ہو جن کی بنا پر یہ اندیشہ ہو کہ اس کی آزادی مسلم معاشرے کے لیے خطرناک ہوگی۔ بالفاظ دیگر اس سے یہ توقع کی جاسکتی ہو کہ مسلم معاشرے کا ایک اچھا آزاد شہری بن سکے گا نہ کہ آستین کا سانپ بن کر رہے گا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ معاملہ جنگی قیدیوں کا بھی تھا جن کے بارے میں یہ احتیاطیں ملحوظ خاطر رکھنے کی ضرورت تھی۔ یہ عام حکم ہے جس کے مخاطب آقا بھی ہیں، عام مسلمان بھی اور اسلامی حکومت بھی ہے۔

مکاتب کے آقا کا کچھ حصہ مکاتبت کو معاف کرنے کا بیان

آقاؤں کی ہدایت ہے کہ مال کتابت میں سے کچھ نہ کچھ معاف کر دو، چنانچہ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام اپنے مکاتبوں کو مال کتابت کا ایک معتدبہ حصہ معاف کر دیا کرتے تھے، حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تو ہمیشہ حصہ معاف کیا ہے اور اس کی تلقین فرمائی ہے۔ (ابن جریر)

عام مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ جو مکاتب بھی اپنا مال کتابت ادا کرنے کے لیے ان سے مدد کی درخواست کرے، وہ دل کھول کر اس کی امداد کریں۔

قرآن مجید میں زکوٰۃ کے جو مصارف بیان کیے گئے ہیں ان میں سے ایک فی الرقاب بھی ہے، یعنی گردنوں کو بند غلامی سے رہا کرانا (سورہ توبہ، آیت 60) اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک فک رقبہ گردن کا بند کھولنا ایک بڑی نیکی کا کام ہے۔

(سورہ بلد آیت 13)

حدیث میں ہے کہ ایک اعرابی نے آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے وہ عمل بتائیے جو مجھ کو جنت میں پہنچادے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے بڑے مختصر الفاظ میں بہت بڑی بات پوچھ ڈالی۔ غلام آزاد کر، غلاموں کو آزادی حاصل کرنے میں مدد دے، کسی کو جانور دے تو خوب دودھ دینے والا دے، اور تیرا جو رشتہ دار تیرے ساتھ ظلم سے پیش آئے اس کے ساتھ نیکی کر۔ اور اگر یہ نہیں کر سکتا تو بھوکے کو کھانا کھلا، پیاسے کو پانی پلا، بھلائی کی تلقین کر، برائی سے منع کر۔ اور اگر یہ بھی نہیں کر سکتا تو اپنی زبان کو روک کر رکھ۔ کھلے تو بھلائی کے لیے کھلے ورنہ بند رہے (بیہقی فی شعب الایمان عن البراء بن عازب)

اسلامی حکومت کو بھی ہدایت ہے کہ بیت المال میں جو زکوۃ جمع ہو اس میں سے مکاتب غلاموں کی رہائی کے لیے ایک حصہ خرچ کریں۔

اس موقع پر یہ بات قابل ذکر ہے کہ قدیم زمانے میں غلام تین طرح کے تھے۔ایک جنگی قیدی۔دوسرے، آزاد آدمی جن کو پکڑ پکڑ کر غلام بنایا اور بیچ ڈالا جاتا تھا۔تیسرے وہ جو نسلوں سے غلام چلے آرہے تھے اور کچھ پتہ نہ تھا کہ ان کے آباء واجداد کب غلام بنائے گئے تھے اور دونوں قسموں میں سے کس قسم کے غلام تھے۔اسلام جب آیا تو عرب اور بیرون عرب، دنیا بھر کا معاشرہ ان تمام اقسام کے غلاموں سے بھرا ہوا تھا اور سارا معاشی نظام مزدوروں اور نوکروں سے زیادہ ان غلاموں کے سہارے چل رہا تھا۔اسلام کے سامنے پہلا سوال یہ تھا کہ یہ غلام جو پہلے سے چلے آرہے ہیں ان کا کیا کیا جائے۔اور دوسرا سوال یہ تھا کہ آئندہ کے لیے غلامی کے مسئلے کا کیا حل ہے۔

پہلے سوال کے جواب میں اسلام نے یہ نہیں کیا کہ یک لخت قدیم زمانے کے تمام غلاموں پر اسے لوگوں کے حقوق ملکیت ساقط کر دیتا، کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ پورا معاشرتی و معاشی نظام مفلوج ہو جاتا، بلکہ عرب کو امریکہ کی خانہ جنگی سے بھی بدرجہا زیادہ سخت تباہ کن خانہ جنگی سے دوچار ہونا پڑتا اور پھر بھی اصل مسئلہ حل نہ ہوتا جس طرح امریکہ میں حل نہ ہوسکا اور سیاہ فام لوگوں کی ذلت کا مسئلہ بہر حال باقی رہ گیا۔اس احمقانہ طریق اصلاح کو چھوڑ کر اسلام نے فکّ رَقَبَہ کی ایک زبردست اخلاقی تحریک شروع کی اور تلقین و ترغیب مذہبی احکام اور ملکی قوانین کے ذریعہ سے لوگوں کو اس بات پر ابھارا کہ یا تو آخرت کی نجات کے لیے طوعاً غلاموں کو آزاد کریں، یا اپنے قصوروں کے کفارے ادا کرنے کے لیے مذہبی احکام کے تحت انہیں رہا کریں، یا مالی معاوضہ لے کر ان کو چھوڑ دیں، اس تحریک میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود 63 غلام آزاد کیے۔آپ کی بیویوں میں سے صرف ایک بیوی حضرت عائشہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد 67 تھی۔حضور کے چچا حضرت عباس نے اپنی زندگی میں 70 غلاموں کو آزاد کیا۔

حکیم بن حزام نے 100، عبداللہ بن عمر نے ایک ہزار، ذوالکلاع حمیری نے آٹھ ہزار، اور عبدالرحمن بن عوف نے تیس ہزار کو رہائی بخشی۔ایسے ہی واقعات دوسرے صحابہ کی زندگی میں بھی ملتے ہیں جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان کے نام بہت ممتاز ہیں۔خدا کی رضا حاصل کرنے کا ایک عام شوق تھا جس کی بدولت لوگ کثرت سے خود اپنے غلام بھی آزاد کرتے تھے اور دوسروں سے بھی غلام خرید خرید کر آزاد کرتے چلے جاتے تھے۔اس طرح جہاں تک سابق دور کے غلاموں کا تعلق ہے، وہ خلفائے راشدین کا زمانہ ختم ہونے سے پہلے ہی تقریباً سب کے سب رہا ہو چکے تھے۔

اب رہ گیا آئندہ کا مسئلہ۔اس کے لیے اسلام نے غلامی کی اس شکل کو تو قطعی حرام اور قانوناً مسدود کر دیا کہ کسی آزاد آدمی کو پکڑ کر غلام بنایا اور بیچا اور خریدا جائے۔البتہ جنگی قیدیوں کو صرف اس صورت میں غلام بنا کر رکھنے کی اجازت (حکم نہیں بلکہ اجازت) دی جب کہ ان کی حکومت ہمارے جنگی قیدیوں سے ان کا تبادلہ کرنے پر راضی نہ ہو، اور وہ خود بھی اپنا فدیہ ادا نہ کریں۔پھر ان غلاموں کے لیے ایک طرف اس امر کا موقع کھلا رکھا گیا کہ وہ اپنے مالکوں سے مکاتبت کر کے رہائی حاصل کر لیں اور دوسری طرف وہ تمام ہدایات ان کے حق میں موجود رہیں جو قدیم غلاموں کے بارے میں تھیں کہ نیکی کا کام سمجھ کر رضائے الٰہی کے لیے انہیں آزاد

کیا جائے، یا گناہوں کے کفارے میں ان کو آزادی بخش دی جائے، یا کوئی شخص اپنی زندگی تک اپنے غلام کو غلام رکھے اور بعد کے لیے وصیت کر دے کہ اس کے مرتے ہیں وہ آزاد ہو جائے گا (جسے اسلامی فقہ کی اصطلاح میں تدبیر اور ایسے غلام کو مدبر کہتے ہیں)، یا کوئی شخص اپنی لونڈی سے تمتع کرے اور اس کے ہاں اولاد ہو جائے، اس صورت میں مالک کے مرتے ہیں وہ آپ سے آپ آزاد ہو جائے گی خواہ مالک نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ یہ حل ہے جو اسلام نے غلامی کے مسئلے کا کیا ہے۔ جاہل معترضین اس کو سمجھے بغیر اعتراضات جڑتے ہیں، اور معذرت پیشہ حضرات اس کی معذرتیں پیش کرتے کرتے آخر کار اس امر واقعہ ہی کا انکار کر بیٹھتے ہیں کہ اسلام نے غلام کو کسی نہ کسی صورت میں باقی رکھا تھا۔

مکاتب غلاموں سے متعلق احکام کا بیان

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا) هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ فِيْ صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرٍ لِفَتَاهُ النُّوبِيِّ الَّذِيْ يُسَمّٰى فُلَانًا وَّهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيْ مِلْكِهٖ وَيَدِهٖ اِنِّيْ كَاتَبْتُكَ عَلٰى ثَلَاثَةِ الْاٰفِ دِرْهَمٍ وُضَحٍ جِيَادٍ وَّزْنِ سَبْعَةٍ مُّنَجَّمَةٍ عَلَيْكَ سِتُّ سِنِيْنَ مُتَوَالِيَاتٍ اَوَّلُهَا مُسْتَهَلَّ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا عَلٰى اَنْ تَدْفَعَ اِلَيَّ هٰذَا الْمَالَ الْمُسَمّٰى مَبْلَغُهٗ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ فِيْ نُجُوْمِهَا فَاَنْتَ حُرٌّ بِهَا لَكَ مَا لِلْاَحْرَارِ وَعَلَيْكَ مَا عَلَيْهِمْ فَاِنْ اَخْلَلْتَ شَيْئًا مِّنْهُ عَنْ مَّحِلِّهٖ بَطَلَتِ الْكِتَابَةُ وَكُنْتَ رَقِيْقًا لَا كِتَابَةَ لَكَ وَقَدْ قَبِلْتُ مُكَاتَبَتَكَ عَلَيْهِ عَلَى الشُّرُوْطِ الْمَوْصُوْفَةِ فِيْ هٰذَا الْكِتَابِ قَبْلَ تَصَادُرِنَا عَنْ مَّنْطِقِنَا وَافْتِرَاقِنَا عَنْ مَّجْلِسِنَا الَّذِيْ جَرٰى بَيْنَنَا ذٰلِكَ فِيْهِ اَقَرَّ فُلَانٌ وَّفُلَانٌ .

☆☆ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''تمہارے زیر ملکیت لوگوں میں سے' جو لوگ کتابت کا معاہدہ کرنا چاہتے ہوں' تم ان کے ساتھ کتابت کا معاہدہ کرلو' اگر تمہیں ان میں بھلائی کا علم ہو''۔

(معاہدے کے الفاظ یہ ہوں گے:)

یہ وہ معاہدہ ہے' جسے فلاں بن فلاں نے بقائمی ہوش وحواس تحریر کیا ہے اور یہ تحریر اس کے فلاں نوبی غلام کے بارے میں ہے' جس کا نام فلاں ہے۔ اور وہ غلام اس وقت اس (مالک) کی ملکیت اور قبضے میں ہے' میں تین ہزار کھرے درہموں کے عوض میں تمہارے ساتھ کتابت کا معاہدہ کر رہا ہوں۔ (ان میں سے ہر ایک درہم کا) وزن سات (مثقال) ہوگا اور یہ ادائیگی تم نے قسطوں میں کرنی ہوگی اور چھ مسلسل سالوں میں کرنی ہوگی' اس کا آغاز فلاں سال کے فلاں مہینے سے ہو جائے گا' اس طریقے کے ساتھ اس طے شدہ مال کی ادائیگی تم پر لازم ہوگی' جس کی مقدار اس تحریر میں موجود ہے اور جو ادائیگی قسطوں میں کرنی ہے' پھر تم آزاد ہو جاؤ گے' تمہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے' جو آزاد لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں' اور تم پر وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہوں گی، جو آزاد لوگوں پر عائد ہوتی ہیں' اگر تم نے ان میں سے کسی ایک چیز کو اپنے مخصوص مقام سے پیچھے کر دیا' تو کتابت کا یہ معاہدہ باطل ہو جائے گا اور پھر تم عام غلام کی حیثیت اختیار کر جاؤ گے' پھر تمہیں کتابت کے معاہدے کا حق حاصل نہیں رہے گا' میں نے تمہارے ساتھ کتابت کا معاہدہ

ان شرائط کی بنیاد پر قبول کیا ہے جس کا ذکر اس تحریر پر موجود ہے اور یہ شرائط ہم نے زبانی طور پر طے کی تھیں اور جس محفل میں ہمارے درمیان یہ شرائط طے ہوئی تھیں اس محفل سے جدا ہونے سے پہلے (ہم نے انہیں طے کر لیا تھا) فلاں اور فلاں اس کا اقرار کرتے ہیں۔

مکاتب کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

مکاتب اس غلام یا لونڈی کو کہتے ہیں جس کو مالک یہ کہہ دے کہ اگر تو اتنا روپیہ اتنی قسطوں میں ادا کر دے تو تو آزاد ہے۔ لفظ مکاتب تاء کے زبر اور زیر ہر دو کے ساتھ منقول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں والمکاتب بالفتح من تقع له الكتابة وبالكسر من تقع منه یعنی زبر کے ساتھ جس کے لیے کتابت کا معاملہ کیا جائے اور زیر کے ساتھ جس کی طرف سے کتابت کا معاملہ کیا جائے۔ تاریخ اسلام میں سب سے پہلے مکاتب حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

مکاتبت کے فقہی مفہوم کا بیان

مکاتبت اصطلاح شریعت میں غلام وآقا کے درمیان معاہدے کا نام ہے۔ غلام اپنے آقا سے یہ کہے کہ میں کما کر اتنا مال تجھے دے دوں تو آزاد ہو جاؤں اور مالک اسے منظور کرے۔ یہ مکاتب اگرچہ ابھی غلام رہے گا۔ لیکن پیشہ یا تجارت اختیار کرنے کے باب میں خود مختار ہو جائے گا۔ پھر اگر شرط پوری ہو گئی تو آزاد ہو جائے گا۔ نہ پوری ہونے کی صورت میں غلام یا تو خود ہی مکاتبت فسخ کرا لے ورنہ قاضی کرا دے گا۔

مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو ایک رقم معین کے ادا کرنے کے بعد آزادی کا حق حاصل ہو جاتا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اپنے غلاموں کو مکاتب بناتی تھیں؛ لیکن قبل اس کے کہ پورا معاوضہ یعنی بدل کتابت ادا کریں اس سے کسی قدر رقم لے کر جلد اسے جلد آزاد کر دیتی تھیں۔ (موطا امام مالک كتاب العتق والولاء باب القطاعة في الكتابة)

باب مکاتب کے شرعی ماخذ کا بیان

غلاموں کی آزادی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان سے یہ شرط کر لی جائے کہ اتنی مدت میں وہ اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتے ہیں یہ حکم خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۔ (النور)

اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کر لو۔

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے یہ حکم وجوبی نہیں سمجھا جاتا تھا؛ لیکن آقا کو معاہدہ مکاتبت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار رہا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملاً اس حکم کو وجوبی قرار دیا؛ چنانچہ جب سیرین نے اپنے آقا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کر دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوا کر درے سے مارا اور قرآن مجید کی اس آیت کے رو سے ان کو معاہدہ کتابت کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المکاتب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس قسم کے غلاموں کی آزادی میں آسانیاں پیدا کرتے رہتے تھے، ایک بار ایک مکاتب غلام نے مال جمع کر کے بدل کتابت ادا کرنا چاہا؛ لیکن آقا نے یکمشت رقم لینے سے انکار کر دیا اور باقساط لینا چاہا، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے کل رقم لے کر بیت المال میں داخل کروادی اور کہا، تم شام کو آنا میں تمہیں آزادی کا فرمان لکھدوں گا، اس کے بعد لینے یا نہ لینے کا تمہارے آقا کو اختیار ہوگا، آقا کو خبر ہوئی تو اس نے آکر یہ رقم وصول کر لی۔

(طبقات ابن سعد، تذکرہ ابوسعید المقبری)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تین شخص ایسے ہیں کہ ان کی مدد کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لے رکھا ہے راہ خدا میں لڑنے والا اور وہ مکاتب غلام جس کا دل کتابت ادا کرنے کا ارادہ ہو اور وہ شادی شدہ جو پاکدامن رہنا چاہتا ہو۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 676)

مکاتب بنانے کی شرعی حیثیت میں فقہی مذاہب کا بیان

اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے فرماتا ہے جو غلاموں کے مالک ہیں کہ اگر ان کے غلام ان سے اپنی آزادگی کی بابت کوئی تحریر کرنی چاہیں تو وہ انکار نہ کریں۔ غلام اپنی کمائی سے وہ مال جمع کر کے اپنے آقا کو دے دے گا اور آزاد ہو جائے گا۔ اکثر علماء فرماتے ہیں یہ حکم ضروری نہیں فرض و واجب نہیں بلکہ بطور استحباب کے اور خیر خواہی کے ہے۔ آقا کو اختیار ہے کہ غلام جب کوئی ہنر جانتا ہو اور وہ کہے کہ مجھ سے اسی قدر روپیہ لے لو اور مجھے آزاد کر دو تو اسے اختیار ہے خواہ اس قسم کا غلام اس سے اپنی آزادگی کی بابت تحریر چاہے وہ اس کی بات کو قبول کرلے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کا غلام سیرین نے جو مالدار تھا ان سے درخواست کی کہ مجھ سے میری آزادی کی کتابت کرلو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا، دربار فاروقی میں مقدمہ گیا، آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور ان کے نہ ماننے پر کوڑے لگوائے اور یہی آیت تلاوت فرمائی یہاں تک کہ انہوں نے تحریر لکھوادی۔ (بخاری) عطاء رحمۃ اللہ علیہ سے دونوں قول مروی ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول یہی تھا لیکن نیا قول یہ ہے کہ واجب نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے مسلمان کا مال بغیر اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ واجب نہیں۔ میں نے نہیں سنا کہ کسی امام نے کسی آقا کو مجبور کیا ہو کہ وہ اپنے غلام کی آزادگی کی تحریر کر دے، اللہ کا یہ حکم بطور اجازت کے ہے نہ کہ بطور وجوب کے۔ یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے۔

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مختار قول وجوب کا ہے۔ خیر سے مراد امانت داری، سچائی، مال اور مال کے حاصل کرنے پر قدرت وغیرہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنے غلاموں میں جو تم سے مکاتب کرنا چاہیں، مال کے کمانے کی صلاحیت دیکھو تو ان کی اس خواہش کو پوری کرو ورنہ نہیں کیونکہ اس صورت میں وہ لوگوں پر اپنا بوجھ ڈالیں گے یعنی ان سے سوال کریں گے اور رقم پوری کرنا چاہیں گے اس کے بعد فرمایا ہے کہ انہیں اپنے مال میں سے کچھ دو۔ یعنی جو رقم ٹھیر چکی ہے، اس میں سے

کچھ معاف کر دو۔ چوتھائی یا تہائی یا آدھا یا کچھ حصہ۔ یہ مطلب بھی بیان کیا گیا ہے کہ مال زکوۃ سے ان کی مدد کرو آقا بھی اور دوسرے مسلمان بھی اسے مال زکوۃ دیں تا کہ وہ مقرر رقم پوری کر کے آزاد ہو جائے۔ پہلے حدیث گزر چکی ہے کہ جن تین قسم کے لوگوں کی مدد اللہ پر برحق ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے لیکن پہلا قول زیادہ مشہور ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے غلام ابوامیہ نے مکاتبہ کیا تھا جب وہ اپنی رقم کی پہلی قسط لے کر آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ اپنی اس رقم میں دوسروں سے بھی مدد طلب کرو اس نے جواب دیا کہ امیر المومنین آپ آخری قسط تک تو مجھے ہی محنت کرنے دیجئے۔ فرمایا نہیں مجھے ڈر ہے کہ کہیں اللہ کے اس فرمان کو ہم چھوڑ نہ بیٹھیں کہ انہیں اللہ کا وہ مال دو جو اس نے تمہیں دے رکھا ہے۔ پس یہ پہلی قسطیں تھیں جو اسلام میں ادا کی گئیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کی عادت تھی کہ شروع شروع میں آپ نہ کچھ دیتے تھے نہ معاف فرماتے تھے کیونکہ خیال ہوتا تھا کہ ایسا نہ ہو آخر میں یہ رقم پوری نہ کر سکے تو میرا دیا ہوا مجھے ہی واپس آ جائے۔ ہاں آخری قسطیں ہوتیں تو جو چاہتے اپنی طرف سے معاف کر دیتے۔ ایک غریب مرفوع حدیث میں ہے کہ چوتھائی چھوڑ دو۔ لیکن صحیح یہی ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

بعض جدید مفسرین کے نزدیک امر مکاتبت کے وجوب کا بیان

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں کہ واضح رہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں معاشرے کا ایک کثیر حصہ غلاموں اور لونڈیوں پر مشتمل تھا۔ اور یہ معاشرہ کا جزو لاینفک بن چکا تھا۔ کسی شخص کی دولت کا معیار ہی یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کے پاس کتنے غلام ہیں۔ گویا یہ غلام ان آزاد لوگوں کی آمدنی کا ذریعہ بنتے تھے۔ منڈیوں میں غلاموں کا آزادانہ خرید و فروخت ہوتی تھی۔ جیسے ہمارے ہاں بھیڑوں اور گائے بھینسوں کی ہوتی ہے۔

اسلام نے اس اس غلام کے رواج کو سخت ناپسندیدہ سمجھا۔ غلاموں کی آزادی کے لئے ہر ممکن صورت اختیار کی لیکن شراب اور سود کی طرح اس کا کلی استیصال نہیں کیا۔ وجہ یہ ہے کہ تا قیامت جنگیں ہوتی رہیں گی اور قیدی بنتے رہیں گے۔ ایسے مواقع پر ایک غیر مسلم حکومت کے فوجی مفتوح قوم کی عورتوں پر جس طرح کی دست درازیاں کرتے اور ظلم و ستم ڈھاتے ہیں وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اسلام ایسی فحاشی اور ایسے مظالم کو حرام قرار دیتا ہے اور اس کے بجائے ملک یمین کی حلال راہیں کھولتا ہے۔ اسی اعلیٰ اخلاقی قدر کی بنا پر اسلام نے جنگی قدیوں اور ملک یمین کا مکمل طور پر استیصال نہیں کیا۔

اسلام نے غلام کے رواج کی حوصلہ شکنی کے لئے بہت سے گناہوں کا کفارہ غلام کی آزادی قرار دیا۔ زکوۃ کے معارف میں سے ایک مصرف یہ بھی فرمایا۔ مسلمانوں کو بہت بڑے اجر کا وعدہ فرما کر غلاموں کو آزاد کرنے اور کرانے کی ترغیب دی۔ غرض یہ باب بھی بڑا طویل ہے۔ ایسے ہی ذرائع میں سے مکاتبت بھی غلاموں کی آزادی کا ایک ذریعہ ہے۔ مکاتیب کا لغوی معنی تو باہمی تحریر یا لکھا پڑھی ہے۔ اور اصطلاحاً اس سے مراد وہ (تحریری یا زبانی) معاہدہ ہے جو غلاموں کی آزادی کے سلسلہ میں مالک اور غلاموں کے درمیان باہمی رضا مندی سے طے ہو جائے۔ مثلاً یہ کہ غلام یہ وعدہ کرے کہ میں اتنی رقم اتنی مدت کے بعد یا مدت کے اندر یکمشت یا بالاقساط ادا کروں گا اگر کوئی غلام اپنے مالک سے ایسی درخواست کرے تو مالک کو ایسی درخواست قبول کر لینا چاہئے۔ اس

معاہدہ پر مزید کسی شرط کے اضافہ کی مالک کے لئے گنجائش نہیں ہوتی جیسا کہ درج ذیل حدیث سے ظاہر ہے۔

عمر بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ بریرہ لونڈی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی وہ اپنی کتابت کے سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مدد چاہتی تھی۔ انہوں نے کہا: "اگر تو چاہے تو میں تیرے مالکوں کو رقم ادا کر دیتی ہوں مگر ولاء (تیرا ترکہ) میرا ہوگا، اور اس کے مالکوں نے اسے کہا: اگر تو چاہے کتابت کی بقایا رقم دے دے پھر خواہ وہ مجھے آزاد کر دیں۔ مگر۔۔۔ ترکہ ہم ہی لیں گے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب آپ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس بات کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: "تم بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو۔ اور ترکہ تو اسی کا ہوتا ہے جو آزاد کرے " پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا: "لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو ایسی شرطیں لگاتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں ہیں۔ اور ایسی شرطیں جو اللہ کی کتاب میں نہ ہوں۔ خواہ کوئی سو شرطیں لگائے اسے کچھ بھی نہ ملے گا " (بخاری۔ کتاب الصلوۃ۔ باب ذکر البیع والشراء فی المسجد)

اور مالک کے لئے یہ امر وجوب کے لئے ہے۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ مالک اگر چاہے تو غلام کی مکاتبت کی درخواست کو قبول کرے اور چاہے تو نہ کرے اور مالک مکاتبت پر رضامند نہ ہو تو اسے اسلام حکومت کی طرف سے ایسے معاہدہ کے لئے مجبور کیا جائے۔ البتہ ایسی مکاتبت کے لئے ایک شرط اللہ تعالیٰ نے خود ہی بتلا دی ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مالک اپنی دیانتداری کے ساتھ اپنے لالچ کے بغیر یہ سمجھے کہ یہ آزادی فی الواقع غلام یا لونڈی کے حق میں بہتر نہ ہوگی۔ قید غلامی سے رہا ہو کر وہ چوری، بدکاری یا اور طرح طرح کی بدمعاشیاں نہ کرتا پھرے۔ اگر یہ اطمینان ہو تو اسے ضرور آزاد کر دینا چاہئے۔ کہ وہ آزاد ہو کر معاشرہ میں اپنا مقام پیدا کر سکے اور اگر نکاح کرنا چاہے تو اپنے اختیار سے کر سکے۔ نیز کسی بھی میدان میں غلامی کی وجہ سے اس کے لئے میدان تنگ نہ ہو۔ یا پھر خیر کا یہ مطلب ہو سکتا ہے کہ آیا وہ اپنے اس عہد کو نباہ بھی سکتا ہے یا نہیں یعنی اپنے معاوضہ کی رقم ادا کرنے کے قابل ہے یا نہیں۔ (تفسیر تیسیر القرآن)

کتابت میں معین شرط لگانے کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے غلام کو مکاتب کیا سونے یا چاندی پر اور اس کی کتابت میں کوئی شرط لگا دی سفر یا خدمت یا اضحیہ کی لیکن اس شرط کو معین کر دیا پھر مکاتب اپنے قسطوں کے ادا کرنے پر مدت سے پہلے قادر ہو گیا اور اس نے قسطیں ادا کر دیں مگر یہ شرط اس پر باقی ہے تو وہ آزاد ہو جائے گا اور حرمت اس کی پوری ہو جائے گی اب اس شرط کو دیکھیں گے اگر وہ شرط ایسی ہے جو مکاتب کو خود ادا کرنا پڑتی ہے (جیسے سفر یا خدمت کی شرط) تو یہ مکاتب پر لازم نہ ہوگی اور نہ مولیٰ کو اس شرط کے پورا کرنے کا استحقاق ہوگا اور جو شرط ایسی ہے جس میں کچھ دینا پڑتا ہے جیسے اضحیہ یا کپڑے کی شرط تو یہ مانند روپوں اشرفیوں کے ہوگی اس چیز کی قیمت لگا کر وہ بھی اپنی قسطوں کے ساتھ ادا کر دے گا جب تک ادا نہ کرے گا آزاد نہ ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب مکاتب مثل اس غلام کے ہے جس کو مولیٰ آزاد کر دے دس برس تک خدمت کرنے کے بعد اگر مولیٰ مر جائے اور دس برس نہ گزرنے ہوں تو ورثاء کی خدمت میں دس برس پورے کرے گا اور ولاء اس کی اسی کو ملے گی جس نے اس کی آزادی ثابت کی یا اس کی اولاد کو مردوں میں سے یا عصبہ کو۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے مکاتب سے شرط لگائے تو سفر نہ کرنا یا نکاح نہ کرنا یا میرے ملک میں سے باہر نہ جانا بغیر میرے پوچھے ہوئے اگر تو ایسا کرے گا تو تیری کتابت باطل کر دینا میرے اختیار میں ہوگا۔ اس صورت میں کتابت کا باطل کرنا اس کے اختیار میں نہ ہوگا اگرچہ مکاتب ان کاموں میں سے کوئی کام کرے اگر مکاتب کی کتابت کو مولیٰ باطل کرے تو مکاتب کو چاہیے کہ حاکم کے سامنے فریاد کرے وہ حکم کر دے کہ کتابت باطل نہیں ہوسکتی مگر اتنی بات ہے کہ مکاتب کو نکاح کرنا یا سفر کرنا یا ملک سے باہر جانا بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے درست نہیں ہے خواہ اس کی شرط ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے غلام کو سو دینار کے بدلے میں مکاتب کرتا ہے اور غلام کے پاس ہزار دینار موجود ہوتے ہیں تو وہ نکاح کر کے ان دیناروں کو مہر کے بدلے میں تباہ ہو کر پھر عاجز ہو کر مولیٰ کے پاس آتا ہے نہ اس کے پاس مول ہوتا ہے نہ اور کچھ اس میں سراسر مولیٰ کا نقصان ہے یا مکاتب سفر کرتا ہے اور قسطوں کے دن آجاتے ہیں لیکن وہ حاضر نہیں ہوتا تو اس میں مولیٰ کا حرج ہوتا ہے اسی نظر سے مکاتب کو درست نہیں کہ بغیر مولیٰ کے پوچھے ہوئے نکاح کرے یا سفر کرے بلکہ ان امورات کا اختیار کرنا مولیٰ کو ہے چاہے اجازت دے چاہے منع کرے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1179)

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب مکاتب کی قسط کی بیع درست نہیں کیونکہ اس میں دھوکہ ہے اس واسطے کہ اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو اس کے ذمے جو روپیہ تھا باطل ہو گیا اور اگر مکاتب مر گیا یا مفلس ہو گیا اور اس پر لوگوں کے قرضے ہیں تو جس شخص نے اس کی قسط خریدی تو وہ قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا بلکہ مثل مکاتب کے مولیٰ کے ہوگا اور مولیٰ مکاتب کے قرض خواہوں کے برابر نہیں ہوتا اسی طرح خراج مولیٰ کا اگر غلام کے ذمے پر جمع ہو جائے تب بھی مولیٰ اور قرض خواہوں کے برابر نہ ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ مکاتب اگر اپنی کتابت کو خرید لے نقد روپیہ اشرفی کے بدلے میں یا کسی اسباب کے بدلے میں جو بدل کتابت کی جنس سے نہ ہو یا اسی جنس سے مؤجل ہو یا معجل ہو تو درست ہے۔

مکاتب کی قیمت ایک ہزار دراہم اور وصیت کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر مولیٰ مرتے وقت اپنے مکاتب کو آزاد کر دے تو مکاتب کی اس حالت میں جس میں وہ ہے قیمت لگا دیں گے اگر قیمت اس کی بدل کتابت سے کم ہے تو ثلث مال میں وہ قیمت مکاتب کو معاف ہو جائے گی اور جس قدر بدل کتابت اس پر باقی ہے اس کی مقدار کی طرف خیال نہ آئے گا وہ اگر کسی کے ہاتھ سے مارا جائے تو اس کے قاتل پر قتل کے دن کی قیمت لازم آئے گی اور اگر مجروح ہو تو زخمی کرنے والے پر اس دن کی دیت لازم آئے گی اور ان سب امور میں کتابت کی مقدار کی طرف خیال نہ کریں گے کیونکہ جب تک اس پر بدل کتابت میں سے باقی ہے وہ غلام ہے البتہ اگر بدل کتابت قیمت سے کم باقی ہے تو جس قدر بدل کتابت باقی رہ گیا ہے وہ ثلث مال میں معاف ہو جائے گا گویا میت نے مکاتب کے واسطے اس قدر مال کی وصیت کی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ تفسیر اس کی یہ ہے مثلاً قیمت مکاتب کی ہزار درہم ہوں اور بدل کتابت میں اس پر سو درہم باقی ہوں تو گویا مولیٰ نے اس کے لیے سو درہم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں سے سو درہم کی وصیت کی اگر ثلث مال میں

سے سو درہم نکل سکیں تو آزاد ہو جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو مکاتب کرے مرتے وقت تو اس کی قیمت لگا دیں گے اگر ثلث مال میں گنجائش ہوگی تو یہ عقد کتابت جائز ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کی تفسیر یہ ہے کہ غلام کی قیمت ہزار دینار ہو اور مولیٰ اس کو مرتے وقت دو سو دینار کو مکاتب کر گیا اور ثلث مال مولیٰ کا ہزار دینار کے مقدار ہو تو کتابت جائز ہوگی گویا یہ مولیٰ نے وصیت کی اپنے مکاتب کے لیے ثلث مال میں اگر مولیٰ نے اور بھی لوگوں کو وصیتیں کی ہیں اور ثلث مال مکاتب کی قیمت سے زیادہ نہیں ہے تو پہلے کتابت کی وصیت کو ادا کریں گے کیونکہ کتابت کا نتیجہ آزادی ہے اور آزادی اور وصیتوں پر مقدم ہے پھر اور وصیت والوں کو حکم ہوگا کہ مکاتب کا پیچھا کریں اور اس سے اپنی وصیتیں وصول کریں اور میت کے وارثوں کو اختیار ہے چاہیں وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور مکاتب کی کتابت آپ لے لیں اگر چاہیں مکاتب کو اور اس کے بدل کتابت کو وصیت والوں کے حوالے کر دیں کیونکہ ثلث مال مکاتب ہی میں رہ گیا ہے اور اس واسطے کہ جب کوئی شخص وصیت کرے پھر اس کے وارث یہ کہیں کہ یہ وصیت ثلث سے زیادہ ہے اور میت نے اپنے اختیار سے زیادہ تصرف کیا تو اس کے ورثہ کو اختیار ہوگا چاہیں تو وصیت والوں کو ان کی وصیتیں ادا کریں اور چاہیں تو میت کا ثلث مال وصیت والوں کے سپرد کر دیں اگر وارثوں نے مکاتب کو وصیت والوں کے سپرد کر دیا تو بدل کتابت وصیت والوں کا ہو جائے گا اب اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو سب وصیت والے اپنے حصوں کے موافق بانٹ لیں گے اگر مکاتب عاجز ہو گیا تو وصیت والوں کا غلام ہو جائے گا اب وصیت والے اس غلام کو وارثوں پر پھیر نہیں سکتے کیونکہ وارثوں نے اپنے اختیار سے اسے چھوڑ دیا اور اس واسطے کہ وصیت والوں کو جب وہ غلام مل گیا تو وہ اس کے ضامن ہو گئے اگر وہ غلام مر جاتا تو وارثوں سے یہ کچھ نہ لے سکتے اگر مکاتب بدل کتابت ادا کرنے سے پہلے مر گیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو وہ مال وصیت والوں کو ملے گا اگر مکاتب نے بدل کتابت ادا کر دیا تو وہ آزاد ہو جائے گا اور ولاء اس کی مکاتب کرنے والے کے عصبوں کو ملے گی۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس مکاتب پر مولیٰ کے ہزار درہم آتے ہوں پھر مولیٰ مرتے وقت ہزار درہم معاف کر دے تو مکاتب کی قیمت لگائی جائے گی اگر اس کی قیمت ہزار درہم ہوں گے تو گویا دسواں حصہ کتابت کا معاف ہوا اور قیمت کی رو سے دو سو درہم ہوئے تو گویا دسواں حصہ قیمت کا اس نے معاف کر دیا اس کی مثال ایسی ہے کہ اگر مولیٰ سب بدل کتابت کو معاف کر دیتا تو ثلث مال میں صرف مکاتب کی قیمت کا حساب ہوتا یعنی ہزار درہم کا اگر نصف معاف کرتا تو ثلث مال میں نصف کا حساب ہوتا اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1183)

غلام کی اقساط میں سے معاف کرنے کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جو شخص مرتے وقت اپنے مکاتب کو ہزار درہم میں سے معاف کر دے مگر یہ نہ کہے کہ کون سی قسط میں یہ معافی ہوگی اول میں یا آخر میں تو ہر قسط میں سے دسواں حصہ معاف کیا جائے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب آدمی اپنے مکاتب کو ہزار درہم اول کتابت یا آخر کتابت میں معاف کردے اور بدل کتابت تین ہزار درہم ہوں تو مکاتب کی قیمت لگادیں گے پھر اس قیمت کو تقسیم کریں گے ہر ایک ہزار پر جو ہزار کہ مدت اس کی کم ہے اس کی قیمت کم ہوگی بہ نسبت اس ہزار کے جو اس کے بعد ہے اسی طرح جو ہزار سب کے اخیر میں ہوگا اس کی قیمت سب سے کم ہوگی کیونکہ جس قدر میعاد بڑھتی جائے گی اسی قدر قیمت گھٹتی جائے گی پھر جس ہزار پر معافی ہوئی ہے اس کی جو قیمت ان کو پڑے گی وہ ثلث مال میں سے وضع کی جائے گی اگر اس سے کم زیادہ ہو وہ بھی اسی حساب سے ہے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مرتے وقت ربع مکاتب کی کسی کے لیے وصیت کی اور ربع کو آزاد کر دیا پھر وہ شخص مرگیا بعد اس کے مکاتب مرگیا اور بدل کتابت سے زیادہ مال چھوڑ گیا تو پہلے مولیٰ کے وارثوں کو اور موصی لہ کو جس قدر بدل کتابت باقی تھا دلا دیں گے پھر جس قدر مال بچ جائے گا ثلث اس میں سے موصی لہ کو ملے گا اور دوثلث وارثوں کو۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس مکاتب کو مولیٰ مرتے وقت آزاد کردے اور ثلث میں سے وہ آزاد نہ ہو سکے تو جس قدر گنجائش ہوگی اسی قدر آزاد ہوگا اور بدل کتابت میں سے اتنا وضع ہو جائے گا مثلاً مکاتب پر پانچ ہزار درہم تھے اور اس کی قیمت دو ہزار درہم تھی اور میت کا ثلث مال ہزار درہم ہے تو نصف مکاتب آزاد ہو جائے گا اور نصف بدل کتابت یعنی اڑھائی ہزار روپیہ ساقط ہو جائیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے وصیت کی کہ فلانا غلام میرا آزاد ہے اور فلانے کو مکاتب کرنا پھر ثلث مال میں دونوں کی گنجائش نہ ہو تو آزادی مقدم ہوگی کتابت پر ہے۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1183)

باب تَدْبِيرٍ

یہ باب غلام کو مدبر بنانے کے بیان میں ہے

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ لِفَتَاهُ الصَّقَلِيِّ الْخَبَّازِ الطَّبَّاخِ الَّذِي يُسَمَّى فُلَانًا وَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِي مِلْكِهِ وَيَدِهِ إِنِّي دَبَّرْتُكَ لِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَجَاءِ ثَوَابِهِ فَأَنْتَ حُرٌّ بَعْدَ مَوْتِي لَا سَبِيلَ لِأَحَدٍ عَلَيْكَ بَعْدَ وَفَاتِي إِلَّا سَبِيلَ الْوَلَاءِ فَإِنَّهُ لِي وَلِعَقِبِي مِنْ بَعْدِي أَقَرَّ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ بِجَمِيعِ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ طَوْعًا فِي صِحَّةٍ مِنْهُ وَجَوَازِ أَمْرٍ مِنْهُ بَعْدَ أَنْ قُرِئَ ذٰلِكَ كُلُّهُ عَلَيْهِ بِمَحْضَرٍ مِنَ الشُّهُودِ الْمُسَمَّيْنَ فِيهِ فَأَقَرَّ عِنْدَهُمْ أَنَّهُ قَدْ سَمِعَهُ وَفَهِمَهُ وَعَرَفَهُ وَأَشْهَدَ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيدًا ثُمَّ مَنْ حَضَرَهُ مِنَ الشُّهُودِ عَلَيْهِ أَقَرَّ فُلَانٌ الصَّقَلِيُّ الطَّبَّاخُ فِي صِحَّةٍ مِنْ عَقْلِهِ وَبَدَنِهِ أَنَّ جَمِيعَ مَا فِي هٰذَا الْكِتَابِ حَقٌّ عَلٰى مَا سُمِّيَ وَوُصِفَ فِيهِ .

☆☆ یہ وہ تحریر ہے جسے فلاں بن فلاں نے اپنے فلاں غلام کے لیے تحریر کیا ہے جو لوہے کو صیقل کرتا ہے نان بائی ہے باورچی ہے جس کا نام فلاں ہے اور وہ اس دن اس (تحریر کرنے والے) کی ملکیت اور قبضے میں ہے میں تمہیں اللہ کی رضا کے حصول کے لیے اور اس کے ثواب کے حصول کی امید رکھتے ہوئے مدبر قرار دیتا ہوں میرے مرنے کے بعد تم آزاد شمار ہو گے اور کسی

شخص کو تم پر کوئی اختیار حاصل نہیں ہوگا' البتہ ولاء کا حق باقی رہے گا' چونکہ وہ میرے لیے ہوگی اور میرے بعد میرے ورثاء کے لیے ہو گی۔ فلاں بن فلاں اس تحریر میں موجود تمام باتوں کا بقائمی ہوش وحواس اقرار کرتا ہے' یہ تمام تحریر گواہوں کی موجودگی میں اس کے سامنے پڑھی گئی ہے' جن کا نام یہاں ذکر کردیا گیا ہے' اس نے ان گواہوں کی موجودگی میں اس بات کا اقرار کیا ہے' اس نے اس تحریر کو سنا ہے' اُسے سمجھا ہے' اُسے جان لیا ہے اور اُس نے اس بات پر اللہ کو گواہ بنالیا ہے اور گواہ ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کافی ہے۔ پھر وہ اس کے بعد وہ گواہ کافی ہیں' جو یہاں موجود ہیں، فلاں صیقل کرنے والا اور باورچی غلام بھی بقائمی ہوش وحواس اس بات کا اقرار کرتا ہے' اس تحریر میں جو کچھ موجود ہے' وہ سب ٹھیک ہے اور اُس کے مطابق جو بیان کیا گیا، اور جس کی صفت کا تذکرہ کیا گیا۔

مدبر غلام بنانے کا بیان

جابر کہتے ہیں کہ ایک انصاری نے اپنے غلام کو مدبر کیا اور اس کے پاس اس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غلام کو مجھ سے کون خریدتا ہے؟ چنانچہ ایک شخص نعیم ابن نحام نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 578)

مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ "چنانچہ نعیم ابن عبداللہ عدوی نے اس غلام کو آٹھ سو درہم کے عوض خرید لیا۔ انہوں نے آٹھ سو درہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ درہم اس شخص کو دے دیے (جس کا وہ غلام تھا) اور فرمایا کہ تم اس رقم کو سب سے پہلے اپنی ذات پر خرچ کرو اور اس کے ذریعہ ثواب حاصل کرو اور اس کے بعد اگر کچھ بچ جائے تو اس کو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرو، اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جائے تو رشتہ داروں پر خرچ کرو اور اگر ان پر خرچ کرنے کے بعد بھی کچھ بچ جائے تو اس کو اس طرح اور اس طرح خرچ کرو۔

راوی کہتے ہیں کہ اس طرح سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنے آگے اپنے دائیں اور اپنے بائیں خرچ کرو (یعنی تمہارے لئے آگے اور دائیں بائیں جو سائل جمع ہوں ان کو اللہ واسطے دے دو)۔

مدبر " کرنے کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے غلام سے یہ کہہ دے کہ تم میرے مرنے کے بعد آزاد ہو، چنانچہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے مطابق ایسے غلام کو بیچنا حضرت امام شافعی اور حضرت امام محمد کے نزدیک جائز ہے، حضرت امام اعظم ابوحنیفہ یہ فرماتے ہیں کہ مدبر دو طرح کے ہوتے ہیں ایک تو مدبر مطلق اور دوسرا مدبر مقید۔ مدبر مطلق تو وہ غلام ہے جس کا مالک اسے یوں کہے کہ میرے مرنے کے بعد تم آزاد ہو۔ اور مدبر مقید وہ غلام ہے جس سے اس کا مالک یوں کہے کہ اگر میں اس بیماری میں مرجاؤں تو تم آزاد ہو۔ "مدبر مطلق کا حکم تو یہ ہے کہ ایسے غلام کو آزادی کے علاوہ کسی اور صورت میں اپنی ملکیت سے نکالنا مالک کے لئے جائز نہیں ہے یعنی وہ مالک اس غلام کو آزاد تو کرسکتا ہے لیکن نہ تو اس کو فروخت کرسکتا ہے اور نہ ہبہ کرسکتا ہے، ہاں اس سے خدمت لینا جائز ہے، اسی طرح اگر لونڈی ہو تو اس سے جماع کرنا بھی جائز ہے اور اس کی مرضی کے بغیر اس کا نکاح کرنا بھی جائز ہے ایسا غلام اپنے مالک کے مرنے کے بعد اس کے تہائی مال میں سے آزاد ہوجاتا ہے۔

اور اگر تہائی مال میں سے پورا آزاد نہ ہو سکا ہو تو پھر تہائی مال کے بقدر (جزوی طور پر ہی آزاد ہوگا) مدبر مطلق کے برخلاف مدبر مقید کو بیچنا جائز ہے اور اگر وہ شرط پوری ہو جائے یعنی مالک اس مرض میں مرجائے تو پھر جس طرح مدبر مطلق اپنے مالک کے مر جانے کے بعد آزاد ہو جاتا ہے اسی طرح مدبر مقید بھی آزاد ہو جائے گا! لہٰذا امام ابوحنیفہ اس حدیث کے مفہوم میں تاویل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مدبر کو فروخت فرمایا وہ مدبر مقید ہوگا۔

باب عِتْقٍ

یہ باب آزادی کے بیان میں ہے

هٰذَا كِتَابٌ كَتَبَهُ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ طَوْعًا فِيْ صِحَّةٍ مِّنْهُ وَجَوَازِ اَمْرٍ وَّذٰلِكَ فِيْ شَهْرِ كَذَا مِنْ سَنَةِ كَذَا لِفَتَاهُ الرُّوْمِيِّ الَّذِيْ يُسَمّٰى فُلَانًا وَّهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيْ مِلْكِهِ وَيَدِهِ اِنِّيْ اَعْتَقْتُكَ تَقَرُّبًا اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَابْتِغَاءً لِجَزِيْلِ ثَوَابِهِ عِتْقًا بَتًّا لَا مَثْنَوِيَّةَ فِيْهِ وَلَا رَجْعَةَ لِيْ عَلَيْكَ فَاَنْتَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ وَالدَّارِ الْاٰخِرَةِ لَا سَبِيْلَ لِيْ وَلَا لِاَحَدٍ عَلَيْكَ اِلَّا الْوَلَاءَ فَاِنَّهُ لِيْ وَلِعَصَبَتِيْ مِنْ بَعْدِيْ .

☆☆ یہ وہ تحریر ہے جسے فلاں بن فلاں نے بقائمی ہوش وحواس اپنی رضامندی کے ساتھ تحریر کیا ہے، اور یہ فلاں سال کے فلاں مہینے میں فلاں رومی غلام کے لیے ہے جس کا نام یہ ہے اور وہ اس تحریر کے وقت اس شخص کی ملکیت اور قبضے میں ہے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کے حصول کے لیے اور اس سے اجر وثواب کی طلب رکھتے ہوئے تمہیں آزاد کرتا ہوں اور اس طریقے کے ساتھ آزاد کر رہا ہوں جس میں کوئی استثناء نہیں ہے اور جس میں مجھے تم سے رجوع کرنے کا کوئی حق نہیں ہوگا تم اللہ کی رضا کے لیے اور آخرت میں (میرے اجر وثواب کے لیے) آزاد ہو اب میرا تم پر کوئی اختیار نہیں ہے اور نہ ہی کسی اور کا تم پر کوئی اختیار ہے البتہ ولاء کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ مجھے اور میرے بعد میرے خاندان والوں کو ملے گی۔

اعتاق کا لغوی وشرعی مفہوم

عتاق کا لغوی معنی ہے۔ آزاد کرنا، جبکہ اصطلاح شرعی میں مالک کا کسی غلام کو اپنی ملکیت سے آزاد کر دینے کا نام عتاق ہے۔ عتق اور عتیق کا معنی آزادی ہے جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا لقب مبارک عتیق ہے۔ اور اس لقب مبارک کا سبب یہ ہے۔ کہ آپ کی والدہ ماجدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی، جب آپ کی ولادت شریفہ ہوئی تو آپ کی والدہ محترمہ آپ کو بیت اللہ شریف لے گئیں اور دعا کی: "اے اللہ انہیں موت سے آزاد کر کے میری خاطر زندگی عطا فرما دے" دعا قبول ہوئی اور آپ کا لقب مبارک عتیق ہو گیا۔ (مختصر تاریخ دمشق جلد 13 ص 35، شرح مواہب زرقانی، ج 1، ص 445)

اعتاق کے اسباب کا بیان

اعتاق کے اسباب کثیر ہیں۔

مِنْهَا الْاِعْتَاقُ ، وَمِنْهَا دَعْوَى النَّسَبِ ، وَمِنْهَا الِاسْتِيْلَادُ ، وَمِنْهَا مِلْكُ الْقَرِيْبِ ، وَمِنْهَا زَوَالُ يَدِ

الْكَافِرِ عَنْهُ كَمَا إِذَا اشْتَرَى الْحَرْبِيُّ فِي دَارِنَا عَبْدًا مُسْلِمًا فَدَخَلَ بِهِ فِي دَارِ الْحَرْبِ فَإِنَّهُ يَعْتِقُ فِي قَوْلِ أَبِي حَنِيفَةَ ، وَمِنْهَا الْإِقْرَارُ بِحُرِّيَّةِ الْعَبْدِ إِذَا اشْتَرَاهُ بَعْدَ ذَلِكَ .

قرآن کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنے کا بیان

(۱) وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۔ (النساء، ۹۲)

اور مسلمانوں کو نہیں پہنچتا کہ مسلمان کا خون کرے مگر ہاتھ بہک کر اور جو کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کرے تو اس پر ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا ہے اور خون بہا کہ مقتول کے لوگوں کو سپرد کی جائے مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں پھر اگر وہ اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے۔ اور خود مسلمان ہے تو صرف ایک مملوک مسلمان کا آزاد کرنا اور اگر وہ اس قوم میں ہو کہ تم میں ان میں معاہدہ ہے تو اس کے لوگوں کو خوں بہا سپرد کی جائے اور ایک مسلمان مملوک آزاد کرنا۔ تو جس کا ہاتھ نہ پہنچے۔ وہ لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے۔ یہ اللہ کے یہاں اس کی توبہ ہے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

(۲) وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۔ (مجادلہ، ۳)

اور وہ جو اپنی بیبیوں کو اپنی ماں کی جگہ کہیں۔ پھر وہی کرنا چاہیں جس پر اتنی بڑی بات کہہ چکے۔ تو ان پر لازم ہے۔ ایک بردہ آزاد کرنا۔ قبل اس کے کہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں یہ ہے جو نصیحت تمہیں کی جاتی ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

(۳) فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا ۔ (النور) اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کر لو۔

احادیث کے مطابق غلاموں کو آزاد کرنے کا بیان

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کسی مسلمان آدمی کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے عضو کو (جہنم کی) آگ سے نجات دے گا سعید بن مرجانہ کا بیان ہے کہ میں علی بن حسین کے پاس گیا اور ان کے سامنے یہ حدیث بیان کی تو انہوں نے اپنے ایک غلام کا قصد کیا جس کی قیمت عبداللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار دینے کو تیار تھے اس کو آزاد کر دیا۔

(صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2369)

(۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی قول کی اجازت کے بغیر ان کے آزاد کردہ غلام کا مولی بن جائے اس پر اللہ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اس کا قیامت کے دن نہ کوئی نفل قبول ہوگا نہ

(صحیح مسلم: جلد دوم: رقم الحدیث، 1299)

(۳) حضرت عمرو بن شعیب، اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ مکاتب اس وقت تک غلام ہی ہے جب تک کہ اس کے بدل کتابت میں سے ایک درہم بھی باقی ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: رقم الحدیث، 535 حدیث مرفوع)

(۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہ کو خریدنے کا ارادہ فرمایا تو اس کے آقاؤں نے ولاء کی شرط رکھ دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ولاء اسی کا حق ہے جو آزاد کرے یا فرمایا جو نعمت کا والی ہو۔ اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی احادیث منقول ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 2226، حدیث متواتر حدیث مرفوع)

(۵) حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس مرد کی باندی سے اس کی اولاد ہو جائے تو وہ باندی اس کے (انتقال) بعد آزاد ہو جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ: جلد دوم: رقم الحدیث، 673، حدیث مرفوع)

(۶) حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مشترک غلام میں سے اپنا حصہ آزاد کر دے اور اس شخص کے پاس اتنا مال کہ غلام کی قیمت دے سکے تو اس غلام کی قیمت لگا کر ہر ایک شریک کو موافق حصہ ادا کرے گا اور غلام اس کی طرف سے آزاد ہو جائے گا اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو جس قدر اس غلام میں سے آزاد ہوا ہے اتنا ہی حصہ آزاد رہے گا۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1150 حدیث مرفوع)

(۷) حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام تمہارے بھائی ہیں اور دین وخلقت کے اعتبار سے تمہاری ہی طرح ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تمہاری آزمائش کے لئے ماتحت بنایا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ جس شخص کے بھائی کو اس کا ماتحت بنائے یعنی جو شخص کسی غلام کا مالک بنے تو اس کو چاہئے کہ وہ جو خود کھائے وہی اسکو بھی کھلائے اور جو خود پہنے وہی اسکو بھی پہنائے نیز اس سے کوئی ایسا کام نہ لے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور اگر کوئی ایسا کام اس سے لئے جائے جو اس کی طاقت سے باہر ہو تو اس کام میں خود بھی اس کی مدد کرے (مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 539، حدیث مرفوع)

غلامی کی ابتداء وتاریخی تجزیہ

غلامی کی ابتدا اس طرح ہوتی ہے کہ ایک بدقسمت شخص میدان جنگ میں گرفتار ہو جاتا ہے گرفتاری کے بعد مال غنیمت کے ساتھ اس کی تقسیم ہوتی ہے اور وہ ایک خاص شخص کی ملک بن جاتا ہے اس کیبعد اپنے آقا کی شخصی حکومت کے ساتھ اس کو سلطنت کے عام قوانین کے ماتحت زندگی بسر کرنا ہوتی ہے اس لئے اگر کسی قوم کی نسبت یہ سوال ہو کہ غلاموں کے متعلق اس کا کیا طرز عمل تھا؟ تو بہ ترتیب حسب ذیل عنوانات میں یہ سوال کیا جاسکتا ہے۔

(۱)۔ حالت قید میں ان کے ساتھ کیا برتاو کیا گیا؟

(۲)۔ آقا نے غلام کو غلام بنا کر رکھا یا آزاد کر دیا؟

(۳)۔ غلاموں کو کیا کیا ملکی حقوق دیئے اور بادشاہ کا غلاموں کے ساتھ کیا طرز عمل رہا؟

صحابہ کرام کے زمانے میں جو لوگ غلام بنائے گئے ہم ان کے متعلق اسی ترتیب سے بحث کرتے ہیں۔

اسیران جنگ کا قتل نہ کرنے کا بیان

اسلام سے پہلے مہذب سے مہذب ملکوں میں غلاموں کو قید کر کے بے دریغ قتل کر دیا جاتا تھا، چنانچہ تاریخ قدیم میں اس کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں، لیکن قرآن مجید میں اسیران جنگ کے متعلق یہ حکم ہے۔

حَتّٰى إِذَا أَثْخَنْتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً ۔ (سورة محمد)

یہاں تک کہ جب تم اُن کی طاقت کچل چکے ہو تو مضبوطی سے گرفتار کرلو، پھر چاہے احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر اور صحابہ کرام نے شدت کے ساتھ اس کی پابندی کی، چنانچہ ایک بار حجاج کے پاس ایک اسیر جنگ آیا اور اس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اس کے قتل کرنے کا حکم دیا، لیکن انہوں نے کہا ہم اس پر مامور نہیں ہیں، اس کے بعد قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت پڑھی۔
(کتاب الخراج للقاضی ابی یوسف)

اسیران جنگ کو کھانا کھلانا اور ان کے آرام وآسائش کا سامان بہم پہنچانا

صحابہ کرام اسیران جنگ کو اپنے آپ سے بہتر کھانا کھلاتے تھے اور ان کے آرام وآسائش کے ضروری سامان بہم پہنچاتے تھے خود قرآن مجید نے صحابہ کرام کی اس فضیلت کو نمایاں کیا ہے۔

وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۔ (الدھر)

باوجودیکہ ان لوگوں کو خود کھانے کی خواہش ہو پھر بھی وہ مسکین کو یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔

معجم طبرانی میں ہے کہ صحابہ کرام اسیران جنگ کے ساتھ اس قدر لطف ومراعات کرتے تھے کہ خود کھجور کھا لیتے تھے مگر ان کو جو کی روٹی کھلاتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب مالک بن نویرہ اپنے رفقا کے ساتھ گرفتار ہوا تو رات کو ان کو سخت سردی محسوس ہوئی، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو عام منادی کرا دی۔ ادفئوا اسراکم (طبری)

اپنے قیدیوں کو گرم کپڑے اوڑھاؤ

شاہی خاندان کے اسیران جنگ کے ساتھ برتاؤ

اگرچہ صحابہ کرام تمام قیدیوں کے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کرتے تھے؛ لیکن شاہی خاندان کے قیدی اور بھی لطف ومراعات کے مستحق ہوتے تھے، حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جب جنگ مصر میں بلبیس پر حملہ کیا اور مقوقس شاہ مصر کی بیٹی ارمانوسہ گرفتار ہوکر آئی تو انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے نہایت عزت واحترام کے ساتھ اس کو مقوقس کے پاس بھیج دیا اور مزید احتیاط

کے لئے اس کے ساتھ ایک سردار کو کر دیا کہ بحفاظت تمام اس کو پہنچا آئے۔ (مقریزی)

اسیران جنگ کو اعزہ واقارب سے جدا نہ کرنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام حکم یہ تھا کہ قیدی اپنے اعزہ واقارب سے جدا نہ کئے جائیں، صحابہ کرام اس حکم پر نہایت شدت کے ساتھ عمل فرماتے تھے، ایک بار حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کسی فوج میں تھے اسیران جنگ کی تقسیم ہوئی تو بچوں کو ماں سے علیحدہ کر دیا گیا، بچے رونے لگے تو انہوں نے ان کو ماں کی آغوش میں ڈال دیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماں سے بچوں کو جدا کرے گا خدا قیامت کے دن اس کو اس کے اعزہ واقارب سے جدا کر دے گا۔ (مسند دارمی کتاب الجهاد باب النهي عن التفريق بين الوالدة وولدها)

لونڈیوں کے ساتھ استبراء کے بغیر جماع کرنا

عرب میں یہ وحشیانہ طریقہ جاری تھا کہ جو لونڈیاں گرفتار ہو کر آتی تھیں، ان سے استبراء رحم کے بغیر مباشرت کرنا جائز سمجھتے تھے اور اس میں حاملہ وغیرہ حاملہ کی کوئی تفریق نہیں کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ کو بالکل ناجائز قرار دیا اور ان لونڈیوں کو مطلقہ عورتوں کے حکم میں شامل کر لیا، یعنی جب تک غیر حاملہ لونڈیوں پر عدت حیض نہ گذر جائے اور حاملہ لونڈیوں کا وضع حمل نہ ہو جائے ان سے اس قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہو سکتا، صحابہ کرام غزوات میں اس حکم کی شدت کے ساتھ پابندی کرتے تھے، ایک بار حضرت رویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے مغرب کے ایک گاؤں پر حملہ کیا مال غنیمت کی تقسیم کا وقت آیا تو فوج کو یہ ہدایت فرمائی۔

من اصاب من هذا السبي فلايطوء ها حتى تحيض

یہ لونڈیاں جن لوگوں کے حصے میں آئیں جب تک ان کو حیض نہ آجائے وہ ان سے جماع نہ کریں۔ دوسری روایت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

ايها الناس إني لا أقول فيكم إلا ما سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول قام فينا يوم حنين فقال لا يحل لامرء يؤمن بالله واليوم الآخر أن يسقي ماء ه زرع غيره يعني آتيان الحبالى من السبايا وأن يصيب امرأة ثيبا من السبي حتى يستبرئها (مسند ابن حنبل)

لوگو! میں تم سے وہی بات کہتا ہوں جو میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے آپ نے حنین کے دن فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لایا اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ دوسرے کی کھیتی میں آب پاشی کرے یعنی حاملہ اور ثیبہ لونڈیوں سے بغیر استبراء رحم جماع کرے۔

غلاموں کی آزادی

یہ وہ احسانات تھے جو صحابہ کرام حالت قید میں غلاموں کے ساتھ کرتے تھے؛ لیکن ان کا اصلی احسان یہ ہے کہ جو لوگ قید

کر کے غلام بنالئے جاتے تھے، اکثر ان کو بھی مختلف طریقوں سے آزاد کردیتے تھے۔
حضرت ام ورقہ بنت نوفل رضی اللہ عنہا ایک صحابیہ تھیں جنہوں نے دو غلام مدبر کئے تھے، (مدبران غلاموں کو کہتے ہیں جن کی آزادی آقا کی موت کے ساتھ مشروط ہوتی ہے) جنہوں نے ان کو شہید کردیا تھا کہ جلد آزاد ہوجائیں۔
(ابوداود کتاب الصلوۃ باب امامۃ النساء)
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو آزاد کرنا چاہا مگر چونکہ دونوں کا نکاح ہوگیا تھا، اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے شوہر کو آزاد کردو تا کہ بی بی کو طلاق لینے کا اختیار باقی نہ رہے۔
(ابوداود کتاب الطلاق باب فی المملوکین یعتقان معا ئل تخیر امراۃ)
ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے ناراض ہوگئیں اور ان سے بات بند کرنے کی قسم کھائی، پھر معاف کرنے کے بعد قسم کے کفارہ میں ۱۰۰۰ غلام آزاد کئے۔ (بخاری کتاب الادب باب الھجرۃ)
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ دفعۃً حالت خواب میں مرگئے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی جانب سے بکثرت غلام آزاد کئے، (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء باب عتق الحی عن المیت) ان کے پاس اسیران قبیلہ بنوتمیم میں سے ایک لونڈی تھی، آپ نے فرمایا کہ اس کو آزاد کردو کیونکہ یہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے۔ (مسلم کتاب الفضائل باب من فضائل غفار واسلم وغیرھم)
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی جس کو انہوں نے آزاد کردیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ خدا تم کو اس کا اجر دیگا؛ لیکن اگر اپنے ماموں کو دے دیتیں تو اس سے زیادہ ثواب ملتا۔ (ابوداود کتاب الزکوۃ باب فی صلۃ الرحم وبخاری کتاب الہبۃ)
سفینہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی ایک لونڈی تھی انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری کے لئے آزاد کردیا۔ (ابوداود کتاب العتق باب فی العتق علی شرط)
ایک صحابی نے آپ کی خدمت میں بیان کیا کہ میری ایک لونڈی دامن کوہ میں بکریاں چرا رہی تھی، بھیڑیا آیا اور ایک بکری کو اٹھالے گیا، اس پر میں نے اس کو طمانچے مارے، یہ واقعہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف ہوئی اور اس کو بلوا کر پوچھا کہ خدا کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر پھر پوچھا میں کون ہوں؟ بولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد ہوا کہ اس کو آزاد کردو یہ تو مسلمان ہے۔ (ابوداود کتاب الصلوۃ باب تشمیت العاطس فی الصلوۃ)
مکاتب اس غلام کو کہتے ہیں جس کو ایک رقم معین کے ادا کرنے کے بعد آزادی کا حق حاصل ہوجاتا ہے، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ اپنے غلاموں کو مکاتب بناتی تھیں؛ لیکن قبل اس کے کہ پورا معاوضہ یعنی بدل کتابت ادا کریں اس سے کسی قدر رقم لے کر جلد سے جلد آزاد کردیتی تھیں۔ (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء باب القطاعۃ فی الکتابۃ)
ایک صحابی نے انتقال کیا تو وارث کی جستجو ہوئی، معلوم ہوا کہ کوئی نہیں ہے، ان کا صرف ایک آزاد کردہ غلام ہے، آپ نے انکو ان کی وراثت دلوادی۔ (ابوداود کتاب الفرائض باب فی میراث ذوی الارحام)

ایک غلام دو صحابیوں کے درمیان مشترک تھا، ایک صحابی نے اپنا حصہ آزاد کردیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا، خدا کا کوئی شریک نہیں اور اس غلام کو آزاد کردیا۔ (ابوداود کتاب العتق باب فیمن اعتق نصیباله من مملوک)

حضرت حکیم بن رضی اللہ عنہ حزام نے زمانہ جاہلیت میں سو غلام آزاد کئے تھے، اسلام لائے تو زمانہ اسلام میں بھی سو غلام آزاد کئے، (مسلم کتاب الایمان باب بیان حکم عمل الکافر اذا اسلم بعده) ان غلاموں کی آزادی نہایت شان و شوکت کے ساتھ عمل میں آئی؛ چنانچہ وہ حج کو آئے تو عرفہ کے دن ان غلاموں کے گلے میں چاندی کے طوق ڈال کر لائے جن پر "عتقاء اللہ عن حکیم بن حزام" لکھا ہوا تھا، یعنی یہ حکیم بن حزام کی جانب سے خدا کی راہ میں آزاد ہیں۔

(نزهته الابرار تذکره حکیم ابن حزام)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا وقت آیا تو ۱۰۰ اغلام آزاد کئے۔ (مسند ابن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۱۰۹، مسند عثمان رضی اللہ عنہ)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت جو وصیتیں کیں ان میں ایک یہ تھی: غلامان عرب میں سے جو لوگ میری وفات کا زمانہ پائیں وہ خدا کے مال سے آزاد ہیں۔ (مسند ابن حنبل، جلد ۴، صفحہ ۱۱۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کو آزاد کیا تو غلام کے پاس جو مال تھا اگرچہ وہ اس کے مالک ہو سکتے تھے؛ لیکن مال بھی اسی کو دے دیا۔ (سنن ابن ماجه ابواب العتق باب من اعتق عبد اوله مال)

حضرت ابو مذکور رضی اللہ عنہ ایک انصاری صحابی تھے، ان کی جائداد کی کل کائنات ایک غلام سے زیادہ نہ تھی؛ لیکن انہوں نے اس کو بھی مدبر کردیا، لیکن خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا اور فروخت کرکے ان کو اس کی قیمت دلا دی۔

(ابوداود کتاب العتق باب فی بیع المدبر)

ایک اور صحابی کی ملک میں صرف غلام تھے جن کو انہوں نے مرتے وقت آزاد کردیا؛ لیکن وصیت کے قاعدے کے موافق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو غلاموں کی آزادی کو جائز رکھا۔ (ابوداود کتاب العتق باب فیمن حق عبیداله یبلغهم الثلث)

اسیران ہوازن میں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک لونڈی تھی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کیا تو انہوں نے بھی حکم دیا کہ یہ لونڈی بھی انہی آزاد شدہ لوگوں کے ساتھ کردی جائے۔

(ابوداود کتاب الصیام باب المعتکف یعود المریض کتاب الجهاد میں ہے کہ دو لونڈیاں تھیں)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام اور آقا کو بھائی بھائی بنا دیا تھا اس لئے اگر صحابہ غلاموں کے ساتھ سختی کے ساتھ پیش آجاتے تھے تو اس جرم کے کفارے میں ان کو آزاد کردیتے تھے، حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح ایک ایک غلام آزاد کئے تھے۔ (ابوداود کتاب الادب باب فی حق المملوک)

ایک صحابی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے دو غلام ہیں، جو نہایت خائن، کذاب اور نافرمان ہیں، میں جرائم پر ان کو برا بھلا کہتا ہوں اور سزا دیتا ہوں اس معاملہ میں میرا کیا انجام ہوگا؟ ارشاد ہوا ان کی خیانت، کذب، نافرمانی اور تمہاری

سزا کا حساب ہوگا۔

اگر تمہاری سزا ان کے جرائم سے زیادہ ہوگی تو اس زیادتی کا تم سے بدلہ لیا جائے گا، یہ سن کر وہ رونے پیٹنے لگے اور کہا کہ بہتر یہی ہے کہ میں ان کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دوں، آپ گواہ رہئے کہ وہ آزاد ہیں۔ (ترمذی ابواب تفسیر القرآن تفسیر سورہ انبیاء)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو الہیثم بن التیہان انصاری رضی اللہ عنہ کو ایک غلام عنایت فرمایا اور ہدایت کی کہ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، ان کی بی بی نے کہا تم سے یہ نہ ہو سکے گا، بہتر یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دو، انہوں نے اس کو آزاد کر دیا۔ (ترمذی ابواب الزہد)

ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام دیا اور کہا کہ اس کے ساتھ نیکی کرو، انہوں نے یہی نیکی کی کہ اس کو آزاد کر دیا۔ (ادب المفرد باب العفو عن الخادم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے لئے چلے تو ساتھ میں غلام بھی تھا، وہ موقع پا کر راستے ہی میں بھاگا یا بھٹک گیا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے تو اسی حالت میں غلام بھی آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ! لے لو یہ تمہارا غلام ہے، بولے کہ آپ گواہ رہئے یہ خدا کی راہ میں آزاد ہے۔

(بخاری ابواب المشرکة باب اذا قال لعبده هو لله ونوى لعتق والا شهاد في العتق)

ایک بار کسی شخص نے اپنے غلام سے کسی کام کو کہا وہ سو گیا، وہ آیا تو اس کو چہرے پر آگ ڈال دی، غلام گھبرا کر اٹھا تو کنویں میں گر پڑا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے چہرے کی حالت دیکھی تو اس کو آزاد کر دیا۔ (ادب المفرد باب حسن الملكة)

صرف یہی نہیں تھا کہ صحابہ کرام اپنے مملوکہ لونڈی غلام کو آزاد کرتے تھے؛ بلکہ یہ اس قدر افضل کام خیال کیا جاتا تھا کہ دوسروں کے غلاموں کو صرف آزاد کرنے کے لئے خریدتے تھے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک لونڈی کو اس لئے خریدنا چاہا کہ اس کو آزاد کر دیں، (ابوداود کتاب الفرائض باب فی الولاء) ابتدائے اسلام میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی سات غلام خرید کر آزاد کئے تھے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے ایک غلام خریدا اور اس کو آزاد کر دیا، (موطا امام مالک کتاب العتق والولاء باب جر العبد الولاء) ان کے علاوہ بکثرت غلاموں کو صحابہ کرام نے آزاد کیا۔

میر اسماعیل نے بلوغ المرام کی شرح میں نجم الوہاج سے ایک فہرست نقل کی ہے جس کی رو سے صحابہ کرام کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد انتالیس ہزار دو سو سینتیس (۳۰۲ ۷) تک پہنچتی ہے، چنانچہ ان صحابہ کے نام حسب ذیل ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ ذوالکلاع حمیری حضرت عباس حضرت عبداللہ بن عمر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اس کتاب میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد نہیں بتائی ہے، لیکن لکھا ہے کہ انہوں نے بکثرت غلام آزاد کئے۔ (سبل السلام، کتاب العتق)

سیاسی حیثیت سے صحابہ کرام نے غلاموں کو جو حقوق عطا کئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:

عرب کا غلام نہ بنانا

اوپر گذر چکا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس قبیلہ بنو تمیم کی ایک لونڈی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ اس کو آزاد کر دو، کیونکہ یہ اسماعیل کی اولاد میں سے ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل عرب کا غلام بنانا پسند نہیں فرماتے تھے؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام قانون بنا دیا کہ عرب کا کوئی شخص غلام نہیں بنایا جاسکتا؛ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں قبائل مرتدہ کے جو لوگ گرفتار ہوئے تھے، ان کو انہوں نے اسی بنا پر آزاد کرا دیا۔ (یعقوبی)

اسلام کے پہلے عرب کے جو لوگ لونڈی یا غلام بنالئے گئے تھے ان کی نسبت یہ حکم دیا کہ اگر کسی قبیلہ کا کوئی شخص کسی قبیلہ میں غلام بنالیا گیا ہو تو وہ اس کے بدلے میں دو غلام بطور فدیہ کے دے کر آزاد کرا سکتا ہے، اسی طرح ایک لونڈی کے عوض میں دو لونڈی دے کر آزاد کرائی جاسکتی ہے۔ (طبقات ابن سعد تذکرہ ریاح بن حارث)

غیر قومیں اگرچہ غلام بنائی جاسکتی تھیں تاہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی بہت کم غلام بنایا مصر فتح ہوا تو چھ لاکھ مرد اور عورت مسلمانوں کے قبضہ میں آئے، فوج کے اکثر حصہ کا اصرار تھا کہ ان کو لونڈی غلام بنا کر تمام فوج پر تقسیم کر دیا جائے؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جزیہ مقرر کر کے ان کو بالکل آزاد کر دیا، چند گاؤں کے لوگوں نے مسلمانوں کے خلاف جنگ کی تھی، وہ گرفتار ہوئے تو لونڈی غلام بنا کر مدینہ میں بھیج دیئے گئے، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بھی واپس کر دیا۔ (حسن المحاضرہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام عام حکم بھیج دیا کہ کوئی کاشتکار یا پیشہ ور غلام نہ بنایا جائے۔ (کنز العمال)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں زراعت کو جو ترقی ہوئی اور اس کی وجہ سے محاصل وخراج میں جو اضافہ ہوا اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ انہوں نے اکثر مفتوح قوموں کو آزاد رکھا اور وہ آزادی کے ساتھ زراعت کے کاروبار میں مصروف رہے۔

غلاموں کو مکاتب بنانے کا بیان

غلاموں کی آزادی کی ایک صورت یہ ہے کہ ان سے یہ شرط کر لی جائے کہ اتنی مدت میں وہ اس قدر رقم ادا کر کے آزاد ہو سکتے ہیں یہ حکم خود قرآن مجید میں مذکور ہے۔ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا ۔ (النور)

اگر تم کو غلاموں میں بھلائی نظر آئے تو ان سے مکاتبت کرلو۔

لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پہلے یہ حکم وجوبی نہیں سمجھا جاتا تھا؛ لیکن آقا کو معاہدہ مکاتبت کرنے یا نہ کرنے کا اختیار تھا، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عملاً اس حکم کو وجوبی قرار دیا؛ چنانچہ جب سیرین نے اپنے آقا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مکاتبت کی درخواست کی اور انہوں نے اس کو منظور کرنے سے انکار کر دیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلوا کر درے سے مارا اور قرآن مجید کی اس آیت کے رو سے ان کو معاہدہ کتابت کرنے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری کتاب المکاتب)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس قسم کے غلاموں کی آزادی میں آسانیاں پیدا کرتے رہتے تھے، ایک بار ایک مکاتب غلام نے مال جمع کر کے بدل کتابت ادا کرنا چاہا؛ لیکن آقا نے یکمشت رقم لینے سے انکار کر دیا اور بااقساط لینا چاہا، وہ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے کل رقم لے کر بیت المال میں داخل کروادی اور کہا، تم شام کو آنا میں تمہیں آزادی کا فرمان لکھدوں گا، اس کے بعد لینے یا نہ لینے کا تمہارے آقا کو اختیار ہوگا، آقا کو خبر ہوئی تو اس نے آکر یہ رقم وصول کر لی۔

(طبقات ابن سعد تذکرہ ابو سعید المقبری)

اسیران جنگ سے اعزہ واقارب کو جدا نہ کرنا

اگرچہ صحابہ کرام مذہباً اور اخلاقاً خود ہی قیدیوں کو ان کے اعزہ واقارب سے جدا کرنا ناجائز سمجھتے تھے؛ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قانوناً و حکماً اس کی ممانعت فرمادی، چنانچہ تمام امرائے فوج کے نام فرمان بھیجے کہ بھائی کو بھائی سے اور لڑکی کو ماں سے جدا نہ کیا جائے، ایک بار بازار میں شور سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دربان یرقاء کو بھیجا تو معلوم ہوا کہ ایک لونڈی کی ماں فروخت کی جارہی ہے، انہوں نے تمام مہاجرین وانصار کو جمع کیا اور یہ آیت پڑھی:

" فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ "(محمد)

پھر اگر تم نے منہ موڑا تو تم سے کیا توقع رکھی جائے؟ یہی کہ تم زمین میں فساد مچاؤ اور اپنے خونی رشتہ کاٹ ڈالو

اور کہا کہ اس سے بڑھ کر کیا قطع رحم ہوسکتا ہے کہ لڑکی کو ماں سے جدا کیا جائے؛ چنانچہ اس کے بعد تمام امراء کے نام فرمان بھیج دیا کہ اس قسم کا قطع رحم جائز نہیں۔ (کنز العمال، جلد ۲، صفحہ ۱۱۲)

غلاموں کے وظیفے

بیت المال سے مسلمانوں کو جو وظیفہ ملتا تھا، اس میں غلام برابر کے شریک تھے، اول اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے غلاموں کو بیت المال میں تمام مسلمانوں کا شریک بنایا، ابوداود کتاب الخراج میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

کان ابی یقسم للحر والعبد میرے باپ غلام اور آزاد کو مال تقسیم فرمادیتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب باضابطہ طور پر تمام مسلمانوں کے وظائف مقرر فرمائے تو آقا کے برابر غلاموں کے وظائف بھی مقرر فرمائے، (فتوح البلدان، صفحہ) ان کو اس بات میں اس قدر فکر تھی کہ جب ایک عامل نے غلاموں کو وظیفہ نہیں دیا، تو اس کو لکھ بھیجا کہ کسی مسلمان کا اپنے بھائی مسلمان کو حقیر سمجھنا نہایت بری بات ہے، (فتوح البلدان، صفحہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اور مختلف طریقوں سے غلاموں کو مالی اعانتیں دیں اہل عوالی کے مزدوری پیشہ غلاموں کی مردم شماری کرائی اور ان کے روزینے جاری کئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو اور ترقی دی اور خوراک کے ساتھ کپڑے بھی مقرر فرمائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ ہفتہ کے روز عوالی کو جاتے اور جو غلام ضعیف نظر آتے ان کے ٹیکس معاف کر دیتے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عام طور پر یہ ہدایت کی کہ جو لونڈی کوئی پیشہ نہیں جانتی اور جو غلام صغیر السن ہیں ان کو کسی پیشہ کی تکلیف نہ دی جائے ورنہ ناجائز طریقے سے وہ روزینہ پیدا کریں گے، لیکن اس کے ساتھ ان کو عمدہ کھانا دیا جائے۔

(موطا امام مالک کتاب الجامع باب الامر بالرفق بالملوک)

غلاموں کو تعلیم دینے کا بیان

غلاموں کو تعلیم دینے کا بیان سب سے بڑھ کر یہ کہ صحابہ کرام نے غلاموں کو تعلیم بھی دلائی، ایک بار چند عیسائی غلام پکڑ کر آئے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو کتب میں داخل کر دیا۔ (فتوح البلدان)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حمران بن ابان کو خرید کر لکھنا سکھایا اور اپنا میر منشی بنایا، (فتوح البلدان) بخاری سے معلوم ہوتا ہے کہ مکاتب میں آزاد بچوں کے ساتھ بہت سے غلاموں کے لڑکے بھی تعلیم پاتے تھے؛ چنانچہ ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ نے اون صاف کرنے کے لئے مکتب سے لڑکے طلب کئے تو کہلا بھیجا کہ آزاد بچے نہ بھیجے جائیں۔

(بخاری کتاب الدیات باب من استعار عبدا او صبیا)

غلاموں کو امان دینے کا حق دینا

امان دینے کا حق صرف فاتح قوم کو حاصل ہوتا ہے؛ لیکن خلفاء نے یہ حق خود غلاموں کو بھی دیا، چنانچہ ایک بار مسلمانوں نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا تو ایک غلام نے محصور فوج کو امان دیدی، تمام مسلمانوں نے کہا اس کا اعتبار نہیں ہے؛ لیکن ان لوگوں نے کہا ہم آزاد اور غلام کو نہیں جانتے، اب اس باب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے لکھ بھیجا کہ مسلمانون کے غلاموں کا معاہدہ خود مسلمانوں کا معاہدہ ہے۔ (فتوح البلدان)

غلاموں کی عزت وآبرو کی حفاظت

خلفاء راشدین لونڈیوں اور غلاموں کی عزت وآبرو کا اسی قدر پاس کرتے تھے جس قدر ایک آزاد مرد یا آزاد عورت کا کیا جاسکتا ہے، ایک بار ایک غلام نے کسی لونڈی کی ناموس پر ناجائز حملہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو غلام کو جلا وطن کر دیا۔

(موطا امام محمد باب الاستکراہ فی الزناء)

حقوق میں مساوات

ان حقوق کے علاوہ ذاتی طور پر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ غلاموں کو عام مسلمانوں کے برابر سمجھتے تھے؛ چنانچہ اس کی بعض مثالیں حسن معاشرت کے عنوان میں گذر چکی ہیں۔

ان تمام مراتب کے پیش نظر ہو جانے کے بعد صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں شخصی اور ملکی دونوں حیثیتوں سے غلام غلام نہیں رہے تھے؛ بلکہ مسلمانوں کے ایک فرد بن گئے تھے۔

غلام کی آزادی اعضاء کو جہنم سے بچانے والی ہے

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے بھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے جسم کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے اس شخص کے جسم کے بھی ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کرے گا۔ سعید بن مرجانہ نے بیان کیا کہ پھر میں علی بن حسین (زین العابدین رضی اللہ

عنہ) کے یہاں گیا (اور ان سے حدیث بیان کی) وہ اپنے ایک غلام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جس کی عبداللہ بن جعفر دس ہزار درہم یا ایک ہزار دینار قیمت دے رہے تھے اور آپ نے اسے آزاد کر دیا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۵۱۷)

حضرت زین العابدین بن حسین رضی اللہ عنہما نے سعید بن مرجانہ سے یہ حدیث سن کر اس پر فوراً عمل کر دکھایا اور اپنا ایک ایسا قیمتی غلام آزاد کر دیا جس کی قیمت دس ہزار درہم مل رہے تھے۔ جس کا نام مطرف تھا۔ مگر حضرت زین العابدین نے روپے کی طرف نہ دیکھا اور ایک عظیم نیکی کی طرف دیکھا۔ اللہ والوں کی یہی شان ہوتی ہے کہ وہ انسان پروری اور ہمدردی کو ہر قیمت پر حاصل کرنے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن کو اولیاء اللہ یا عباد الرحمٰن ہونے کا شرف حاصل ہے۔

حضرت عروہ ابومرواح ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا میں نے پوچھا کس قسم کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بہت زیادہ بیش قیمت ہو اور اس کے مالکوں کو بہت پسند ہو میں نے پوچھا اگر میں یہ نہ کر سکوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کاریگر کی مدد کر دیا کسی بے ہنر کے لیے کام کر دو انہوں نے پوچھا اگر میں یہ بھی نہ کر سکوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھ (یعنی ان کے ساتھ برائی کرنے سے باز آ) اس لیے کہ وہ بھی ایک صدقہ ہے جو تو اپنے آپ پر کرتا ہے۔ (صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2370)

غلام کو آزاد کرنے کی فضیلت میں احادیث و آثار

حضرت ابن عمر فرماتے ہیں عقبہ جہنم کے ایک پھسلنے پہاڑ کا نام ہے حضرت کعب احبار فرماتے ہیں اس کے جہنم میں ستر درجے ہیں قتادہ فرماتے ہیں کہ یہ داخلے کی سخت گھاٹی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے داخل ہو جاؤ پھر اسکا داخلہ بتایا یہ کہہ کر کہ تمہیں کس نے بتایا کہ یہ گھاٹی کیا ہے؟ تو فرمایا غلام آزاد کرنا اور اللہ کے نام کھانا دینا ابن زید فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ یہ نجات اور خیر کی راہوں میں کیوں نہ چلا؟ پھر ہمیں تنبیہ کی اور فرمایا تم کیا جانو عقبہ کیا ہے؟ آزادگی گردن یا صدقہ طعام فک رقبۃ جو اضافت کے ساتھ ہے اسے فک رقبۃ بھی پڑھا گیا یعنی فلع فاعل دونوں قرأتوں کا مطلب قریباً ایک ہی ہے مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو کسی مسلمان کی گردن چھڑوائے اللہ تعالیٰ اس کا ہر ایک عضو اس کے ہر عضو کے بدلے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے یہاں تک کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ پاؤں کے بدلے پاؤں اور شرمگاہ کے بدلے شرمگاہ حضرت علی بن حسین یعنی امام زین العابدین نے جب یہ حدیث سنی تو سعید بن مرجانہ راوی حدیث سے پوچھا کہ کیا تم نے خود حضرت ابوہریرہ کی زبانی یہ حدیث سنی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تو آپ نے اپنے غلام سے فرمایا کہ مطرف کو بلالو جب وہ سامنے آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ تم اللہ کے نام پر آزاد ہو بخاری مسلم ترمذی اور نسائی میں بھی یہ حدیث ہے۔

صحیح مسلم میں یہ بھی ہے کہ یہ غلام دس ہزار درہم کا خریدا ہوا تھا اور حدیث میں ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اس کی ایک ایک ہڈی کے بدلے اس کی ایک ایک ہڈی جہنم سے آزاد ہو جاتی ہے (ابن جریر) مسند میں ہے جو شخص اللہ تعالیٰ

کے ذکر کے لیے مسجد بنائے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے اور جو مسلمان غلام کو آزاد کرے اللہ تعالیٰ اسے اس کا فدیہ بنا دیتا ہے اور اسے جہنم سے آزاد کر دیتا ہے جو شخص اسلام میں بوڑھا ہوا سے قیامت کے دن نور ملے گا۔ اور روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں تیر چلائے خواہ وہ لگے یا نہ لگے اسے اولاد اسمٰعیل میں سے ایک غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور حدیث میں ہے جس مسلمان کے تین بچے بلوغت سے پہلے مرجائیں اسے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل کریگا اور جو شخص اللہ کی راہ میں جوڑے دے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دے گا جس سے چاہے چلا جائے ان تمام احادیث کی سندیں نہایت عمدہ ہیں۔

ابوداؤد میں ہے کہ ایک مرتبہ ہم نے حضرت واثلہ بن اسقع سے کہا کہ ہمیں کوئی ایسی حدیث سنایئے جس میں کوئی کمی زیادتی نہ ہو تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے تم میں سے کوئی پڑھے اور اس کا قرآن شریف اس کے گھر میں ہو تو کیا وہ کمی زیادتی کرتا ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہمارا مطلب یہ نہیں ہم تو یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی حدیث ہمیں سناؤ، آپ نے فرمایا ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے ایک ساتھی کے بارے میں حاضر ہوئے جس نے قتل کی وجہ سے اپنے اوپر جہنم واجب کر لی تھی تو آپ نے فرمایا اس کی طرف سے غلام آزاد کرو، اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک عضو کے بدلے اس کا ایک ایک عضو جہنم کی آگ سے آزاد کر دے گا، یہ حدیث نسائی شریف میں بھی ہے، اور حدیث میں ہے جو شخص کسی کی گردن آزاد کرائے اللہ تعالیٰ اسے اس کا فدیہ بنا دیتا ہے۔ ایسی اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں،

مسند احمد میں ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کوئی ایسا کام بتا دیجئے جس سے میں جنت میں جاسکوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھوڑے سے الفاظ میں بہت ساری باتیں تو پوچھ بیٹھا۔ نسمہ آزاد کر، رقبہ چھڑا، اس نے کہا حضرت کیا یہ دونوں ایک چیز نہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں نسمہ کی آزادی کے معنی تو ہیں اکیلا ایک غلام آزاد کرے اور فک رقبۃ کے معنی ہیں کہ تھوڑی بہت مدد کرے دودھ والا جانور دودھ پینے کے لیے کسی مسکین کو دینا، ظالم رشتہ دار سے نیک سلوک کرنا، یہ جنت کے کام ہیں، اگر اس کی تجھے طاقت نہ ہو تو بھوکے کو کھلا، پیاسے کو پلا، نیکیوں کا حکم کر، برائیوں سے روک، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سوائے بھلائی کے اور نیک بات کے اور کوئی کلمہ زبان سے نہ نکال۔ ذی مسغبۃ کے معنی ہیں بھوک والا، جبکہ کھانے کی اشتہا ہو، غرض بھوک کے وقت کا کھلانا اور وہ بھی اسے جو نادان بچہ ہے سر سے باپ کا سایہ اٹھ چکا ہے اور اس کا رشتہ دار بھی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسکین کو صدقہ دینا اکہرا ثواب رکھتا ہے، اور رشتے دار کو دینا دوہرا اجر دلواتا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

كِتَابُ عِشْرَةُ النِّسَاءِ

یہ کتاب عورتوں سے اچھے سلوک کے بیان میں ہے

بیوی سے حسن سلوک کی نصیحت کا بیان

ازدواجی تعلق کی سب سے مضبوط بنیاد جذبہ محبت ہے۔ یہ جذبہ موجود ہو تو میاں بیوی گلستان ہستی میں اکٹھے محوخرام ہوتے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنے مقصد اعلیٰ یعنی تربیت اولاد پر اچھے اثرات بھی مرتب کرتے ہیں۔ محبت مفقود ہو تو تعلق ایسے ہوگا جیسے دو اجنبی سفر کے دوران ریل گاڑی میں ملے ہوں۔ اس لئے شوہر کے لئے ضروری ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی اور پیار و محبت سے پیش آئے۔ اہل و عیال کو خوش رکھنا بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک دینی خدمت ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(ان من اکمل المومنین ایمانا احسنهم خلقا والطفهم باهله) (ترمذی، کتاب الایمان)

کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو اخلاق میں اچھا ہو اور تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے حق میں بہتر ہوں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (خیر کم خیر کم لاهله وانا خیر کم لاهلی) (ترمذی، ابواب المناقب باب فضل ازواج النبی، ابن ماجہ کتاب النکاح)

(لوگو! جان لو کہ) تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہو (اور جان لو کہ) تم میں سے سب سے بہتر اپنے گھر والوں سے حسن سلوک کرنے والا میں خود ہوں۔

ایک روایت میں اسی بات کو ایک منفی اسلوب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح فرمایا:

(لقد طاف الليلة بآل محمد سبعون امرءة كل امرءة تشتكى زوجها فلا تجدون اولئك خياركم) (سنن ابی داؤد)

آج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کے پاس ستر عورتوں نے چکر لگایا ہے۔ ہر عورت اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ (میں تم سے کہہ دینا چاہتا ہوں کہ) جن لوگوں کی شکایت آئی ہے وہ تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔

یعنی جن شوہروں نے اپنی بیویوں سے ایسا سلوک روا رکھا ہوا ہے جس پر وہ شاکی ہیں اور جس سے ان کا قلبی اطمینان جاتا رہا ہے تو وہ لوگ اچھے لوگوں میں سے نہیں ہیں۔ اس اصول کی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی۔ ظاہر بات ہے کہ شکایت صحیح ہے یا غلط اس کا فیصلہ تو فریقین کے بیانات کے بعد ہی لگایا جا سکتا ہے اس لیے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تربیت کے لیے بطور سرزنش

لوگوں کو متنبہ فرمادیا۔
یہ بات ماننی پڑے گی کہ آج ہمارے معاشرے میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا پلڑا بہت ہلکا ہو گیا ہے۔ شوہر اپنی حاکیت کے مظاہرے کے لیے تو ہر وقت آمادہ نظر آتے ہیں لیکن حسن سلوک کے معاملے میں تہی دست ہیں۔ یہ معاملہ صحیح نہیں ہے، اصلاح طلب ہے اور یہ اصلاح خاندان کے ادارے کو مضبوط اور خوشگوار بنانے کا باعث بنے گی۔ ازدواجی رشتوں کو استوار کرنے اور خانگی زندگی میں توس قزح کا رنگ بھرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے لیے مناسب اور موزوں سامان تفریح فراہم کرے۔

(عن عائشة انها كانت مع النبیؐ صلی الله علیه وسلم فی سفر قالت فسابقته فسبقته علی رجلی فلما حملت اللحم سابقته فسبقنی قال هذه بتلك السبقة) (سنن ابی داؤد ۔ کتاب الجهاد)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوڑ لگائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سبک جسم رکھتی تھیں جیت گئیں۔ کچھ عرصہ کے بعد دوڑ ہوئی تو وہ پیچھے رہ گئیں۔ اس وقت وہ کچھ فربہ ہو چکی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بڑھ جانا اس بڑھ جانے کے بدلے میں ہے۔

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے موقع پر گھر کی دیوار کی اوٹ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حبشیوں کی جنگی ورزش کا منظر دکھایا تھا۔ (بخاری۔ مسلم)

شوہر کے لیے لازم ہے کہ بیوی کے ساتھ خوش خلقی کا برتاوء کرے۔ خوش خلقی سے یہ مراد نہیں کہ اسے تکلیف نہ پہنچائے بلکہ یہ ہے کہ اس کا رنج برداشت کرے۔ اس کی سخت کلامی اور ناشکر گزاری پر صبر سے کام لے۔ حدیث میں ہے کہ عورت کی تخلیق ضعف اور پوشیدگی سے ہوئی ہے۔ اس کے ضعف کا درماں خاموشی ہے اور پوشیدگی کا علاج یہ ہے کہ وہ گھر کی چار دیواری میں رہے اور بلا ضرورت باہر نہ جائے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اپنی بیوی کی بدخوئی پر صبر و تحمل سے کام لے گا اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو ملا تھا جب انہوں نے اپنی مصیبتوں، آفات اور بلاؤں کو انتہائی صبر سے برداشت کیا تھا۔ اور جو عورت اپنے خاوند کی بد مزاجی اور تنگ خوئی کو صبر سے برداشت کرے گی اسے فرعون کی بیوی آسیہ کے برابر ثواب ملے گا۔ آخری الفاظ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے بوقت رحلت سنے گئے وہ یہ تھے۔ (آہستہ آہستہ فرمار ہے تھے) تین چیزوں کو ہمیشہ ملحوظ رکھنا!

- ☆ نماز پر مستقل طور پر قائم رہو۔
- ☆ غلاموں (اور لونڈیوں) کے ساتھ اچھا برتاوء کرو اور
- ☆ خدا کی قسم عورتوں کے معاملہ میں محتاط رہو کہ وہ تمہارے ہاتھوں میں اسیر ہیں۔ ان کے ساتھ اچھے طریق سے گزر بسر کرو۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے غصے اور بدسلوکی کو بڑے تحمل کے ساتھ پی جاتے تھے۔ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زوجہ نے غصے میں آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو (گستاخانہ) جواب دیا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتنی گستاخ ہو جو یوں جواب دے رہی ہو؟ بیوی نے جواب دیا۔ہاں تم سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہتر ہیں کہ (نبی ہونے کے باوجود) اپنی بیویوں کے جواب سن لیا کرتے ہیں (اور صبر کر لیتے ہیں) عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ایسا ہے تو وائے بر حفصہ (رضی اللہ عنہا) اگر وہ بھی ایسا ہی کرتی ہے اور خاکساری وانکساری سے کام نہیں لیتی!

اور پھر حفصہ رضی اللہ عنہا (جو ان کی بیٹی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں) کے پاس جا کر کہا بیٹی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہرگز گستاخی نہ کیا کرو۔دیکھو! ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے جلنے اور رشک کرنے کی ضرورت نہیں۔وہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ناز اٹھاتے ہیں۔پس انتہائی تحمل سے کام لیا کرو۔

عورت میں ایک چیز ایسی موجود ہوتی ہے جسے ضعف کے سوا اور کسی چیز سے منسوب نہیں کر سکتے۔اس سے عہدہ برآ ہونے کے لیے صبر، برداشت اور بردباری ہی موزوں رہتی ہے اور وہ جو ٹیڑھا پن ان میں پایا جاتا ہے اس کا علاج بہر حال تنبیہ اور ڈانٹ ہی ہے۔مرد کو چاہیے کہ ایک طبیب اور معلم کا کردار ادا کرے۔استاد کی طرح عورت کو تمام امور سمجھاتا بھی رہے اور ایک طبیب کی طرح ہر علت کا علاج بھی موقع کی مناسبت سے کرتا رہے۔ویسے مجموعی طور پر صبر وتحمل ہی کو غالب رہنے دے۔حدیث شریف میں ہے کہ عورت کی مثال پہلو کی ہڈی کی سی ہے کہ اگر سیدھا کرنے کی کوشش کریں تو وہ ٹوٹ جاتی ہے۔

محبت پیار کے اظہار میں کیے گئے چھوٹے چھوٹے فعل بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں سے اجر کثیر کا باعث بنتے ہیں۔اگر شوہر محبت سے روٹی کا ایک لقمہ اپنے ہاتھ سے بیوی کے منہ میں ڈالتا ہے تو اس کا شمار بھی عبادت میں ہوگا۔محبت کا یہ فعل اور ایسے ہی دوسرے فعل اللہ کے ہاں شرف قبولیت پاتے ہیں۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت رکھتا ہے جو اپنی بیوی کے لبوں پر مہر محبت ثبت کرتا ہے۔۔۔دونوں میاں بیوی محبت کے اپنے اس رویئے کی بدولت ثواب کے حقدار ٹھہرتے ہیں اور ان کے رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

بیوی کو پانی کا گلاس اپنے محبت بھرے ہاتھوں سے پلانا بھی شوہر کے لیے موجب ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جب ایک شوہر اپنی بیوی پر پیار بھری نظر ڈالتا ہے اور بیوی بھی اس کی نظر کا ویسا ہی جواب دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان پر رحمت کی بارش برساتا ہے۔شوہر اگر بفور محبت سے بیوی کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لے کر دباتا ہے تو ان کے گناہ ہاتھوں کی انگلیوں کے رخنوں سے گر کر جھڑ جاتے ہیں۔میاں بیوی کا باہمی اختلاط ان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ایک شوہر مسکراتا ہوا گھر میں داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے اس خوشگوار رویہ کے نتیجہ میں ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو اس شخص کی طرف سے قیامت کے دن تک متواتر استغفار کرتا رہتا ہے

سچی محبت کا بندھن جو شوہر اور بیوی میں ہونا ایک قدرتی امر ہے خاوند کو اس کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی وقت بھی بیوی پر غصہ سے چیخے چلائے۔یہ شوہر کی بزرگی اور رتبہ کے منافی ہے کہ وہ ایسا رویہ اپنائے۔اسے تو چاہیے کہ اپنے خوشگوار رویے سے گھر میں

چاروں طرف خوشیاں بکھیر دے کہ اسے دیکھتے ہی بیوی بچوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھیں۔ خوشگوار محبت بھرا ماحول اللہ تعالیٰ کی رحمت کو دعوت دیتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک پیار وشفقت کرنے والا شوہر بیوی اور بچوں کی پرورش کا سامان کرنے کی تگ ودو کے لیے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کی روحانیت کے درجات بلند ہوتے ہیں اور اس کام سے عہدہ برآ ہونے پر اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

شوہر پر فرض ہے کہ خاندان میں محبت پیار قائم رکھے۔ وہ محبت کے بندھن میں شگاف نہ پڑنے دے۔ بیوی کی حماقتوں اور معمولی لغزشوں پر غم وغصہ کا اظہار نہ کرے کہ محبت کے دریا میں تلاطم آ جائے۔ اس کا دل اتنا وسیع ہونا چاہیے کہ وہ چھوٹی چھوٹی فرو گزاشتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے بڑے رتبے سے نوازا ہے۔ عورت سے زیادہ عقل وشعور دیا ہے تحمل و بردباری اس میں زیادہ ہے اور دماغی صلاحیتوں میں وہ بیوی سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ عورت ناقص العقل پیدا کی گئی ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا: (لم تر للمتحابين من النكاح) (ابوداود)

محبت کرنے والوں کے لیے نکاح کی صورت میں محبت رکھی گئی ہے اس کی مثال نہیں

اسلام کی رو سے سچی اور پائیدار محبت نکاح کے بعد ہی میسر آ سکتی ہے۔ یہ محبت پاک اور اللہ کی طرف سے بارحمت ہوتی ہے یہ وہ محبت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہے۔ یہ ایسی محبت ہے جو میاں بیوی کے درمیان روحانی اقدار کو بلند کرتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: نکاح نصف ایمان ہے۔

نکاح کے بعد شوہر کو جو محبت نصیب ہوتی ہے اسے پروان چڑھانے کی دلی خواہش کرے۔ میاں بیوی کے درمیان یہ متبرک محبت آپس کے اختلافات ختم کرنے کے لیے کافی ہے لیکن یہ صرف نیک اور پرہیز گار شوہر کے لیے ہے جو سنت نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کا علم رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا بھی ہوتا ہے۔ اپنی خواہشات کو قابو میں رکھتا ہے اور نکاح کے نتیجہ میں جو پاکیزہ محبت وجود میں آتی ہے اس کی ضروریات کو پورا کرتا ہے اپنی محبت کو دوام بخشنے کے لیے جس کا ذکر اوپر آیا ہے نیک شوہر آپس کے متضاد خیالات اور سوچ کے اختلافات کو ہوا نہیں دیتا۔ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر بھڑک نہیں اٹھتا اور بیوی کی ناعاقبت اندیشانہ گستاخیوں کو لگاتار معاف کرتا رہتا ہے اور بیوی کے بلا جواز شور وغوغا سے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز نہیں ہو جاتا۔ وہ صبر سے بیوی کی کوتاہیوں کو برداشت کر کے روحانیت کے بلند درجات پالے گا اور اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

میاں بیوی کے درمیان سچی محبت کے نتیجہ میں آنکھوں کی روشنی بڑھ جاتی ہے۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ بیوی کے چہرے کو نظر بھر کر دیکھنے سے آنکھوں کی روشنی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ صرف وہ شوہر جو اچھے اسلامی کردار کا حامل ہو بیوی کو اچھی اور سچی محبت دے سکتا ہے۔ ایک نیک اور پارسا شوہر اپنے اچھے اخلاق اور کردار کی بدولت جو محبت اپنی بیوی کو دے سکتا ہے وہ دولت کی فراوانی، جسمانی عیش وآرام اور دنیوی جاہ حشمت سے ممکن نہیں ہے۔ ایسی محبت بیوی کے کم از کم قانونی، اخلاقی اور شرعی حقوق پورے کرنے سے حاصل نہیں ہوگی۔ اس کے لیے خاوند کو اپنے فرائض سے کچھ زیادہ کرنا ہوگا۔ اور مزید

قربانیاں دینا ہونگی۔ بڑی قربانی تو یہی ہے کہ جب بیوی بدسلوکی کرے تو اس وقت اپنے غصے کو ٹھنڈا رکھے۔ کسی بات پر ناراض ہوتی ہے تو صبر سے برداشت کرے۔ اولیائے کرام نے کہا ہے کہ خاوند جب بیوی کے ناروا سلوک کا تحمل سے سامنا کرتا ہے تو وہ غازی یا مجاہد کا رتبہ پاتا ہے جو میدان جنگ سے فاتح بن کر آیا ہو۔ درج ذیل احادیث بھی اسی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ (**المجاهد من جاهد نفسه**) (ترمذی، فضائل الجہاد) سچا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔

بیویوں سے حسن سلوک کا بیان

بیوی کے حقوق جاننے سے قبل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے بارے جاننا ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد دوسری ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کی موجودگی میں بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حسن سلوک اور نیکیوں کو یاد رکھتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھا میں مجھے کبھی کسی پر رشک نہیں آیا مگر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا پر ہمیشہ رشک آتا تھا۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ میرے آنے سے پہلے ہی مکہ مکرمہ میں ان کا وصال ہو گیا تھا۔ مجھے ان پر ہمیشہ رشک اس لئے آتا تھا کیونکہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں اکثر حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر کرتے تھے۔ حدیث صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ یہاں تک عرض کر دیا کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہم اب آپ کے رشتہ زوجیت میں ہیں مگر آپ آج تک اس سرخ گالوں والی کو نہیں بھولے۔ کیا ہم آپ کی زوجیت میں نہیں؟ تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عائشہ (رضی اللہ عنہا) تمہیں کیا پتہ جب اعلان نبوت ہوا تو وہ مشکلات کا وقت تھا تب خدیجہ (رضی اللہ عنہا) نے میرا کتنا ساتھ دیا۔ میں اس کو کیسے بھول سکتا ہوں؟ (ترمذی، ابواب المناقب)

یہ بیوی کے حقوق میں سے ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم وصال کے بعد بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نیکیاں نہیں بھولے۔ ایک مقام پر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

خدا کی قسم! جب بھی کوئی بکرا، بکری ہم نے گھر میں ذبح کیا یا صدقہ و قربانی کی اور گوشت کاٹ لیا جاتا تو آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے گھر میں بھیجتے تھے۔ (ترمذی، ابواب البر والصلہ)

قربان جائیں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صداقت ایمانی پر کہ وہ اپنی کی ہوئی باتیں امت کی تعلیم کے لئے خود سنا رہی ہیں اور بتا رہی ہیں کہ ایسی ایسی باتیں میں زوجہ مطہرہ ہو کر خاتم الانبیاء، سید المرسلین، تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے کہہ دیتی تھی مگر وہ ناراض نہیں ہوتے تھے۔ یہاں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تو نہیں فرمایا کیا کہہ رہی ہو عائشہ؟ خاموش ہو جاؤ۔ ایسی بات نہیں کیوں کرتی ہو؟۔ ایک مقام پر آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں کئی بار آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہتی یا رسول اللہ! آپ کا تو یہ عالم ہے جیسے ساری دنیا میں سوائے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے کوئی نہیں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے رہتے۔ یہ تو ہے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور ہمارے ان شوہر کس کس بات پر ناراض ہو جاتے ہیں؟ ان کی شوہریت گرمی میں آجاتی ہے، شوہریت کو جلال آ جاتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ باتیں میاں بیوی کے لئے اسوہ ہیں۔

قربان جائیں آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وسیرت اور شفقتوں پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک روز ہم بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ہمشیرہ ہالہ بنت خویلد آ گئیں ان کی آواز حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے ملتی تھی۔ آقا علیہ السلام کو ایسے لگا جیسے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اندر آ گئی ہوں۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا احترام کیا۔ ان کے لئے چادر بچھائی اور جب وہ اندر آ گئیں تو فرمایا: اللّٰھم ھالہ (خدایا یہ ہالہ ہیں) یعنی خدیجہ کی بہن ہالہ آ گئی ہیں۔ (ترمذی، ابواب البر والصلة) یہ صلہ رحمی اور حقوق زوجیت تھے جو آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ہمیں ملتے ہیں۔

حقوق زوجین میں آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کے حقوق جو شوہر پر واجب ہیں اور شوہر کے حقوق جن کا ادا کرنا بیوی پر واجب ہے بیان فرمائے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. (النساء، 4، 19) اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے برتاؤ کرو۔

خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی بیویوں کے ساتھ احسان، نیکی اور بھلائی کا سلوک کیا کرو۔ تمہارے لئے تمہاری بیویوں پر تمہارے حق ہیں اور تمہاری بیویوں کے لئے تمہارے اوپر ان کے حق ہیں۔ پوچھا گیا وہ کیا ہیں: فرمایا: زوجیت کی وجہ سے بیویوں پر فرض ہے کہ شریعت نے جو انہیں حق دیا ہے اس حق میں کسی اور کو شریک نہ کرے۔ ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو حق مردوں کے اور دو ہی حق بیویوں کے ہیں۔ خبردار تمہارے اوپر ان کے دو حق ہیں ایک یہ کہ تم ان کے ساتھ نیکی اور احسان کا سلوک کرو اور دوسرا یہ کہ جو کمائی کرو اس میں ان کو کھلا خرچ دو، اپنی کمائی میں سے کھلا خرچ دینا بیوی کا حق ہے اور شوہر کا فرض ہے۔

باب حُبِّ النِّسَآءِ

یہ باب خواتین (بیویوں) سے محبت کرنے میں ہے

3949 - حَدَّثَنِی الشَّیْخُ الْاِمَامُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِیُّ قَالَ اَخْبَرَنَا الْحُسَیْنُ بْنُ عِیْسٰی الْقُوْمَسِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَّامٌ اَبُو الْمُنْذِرِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "حُبِّبَ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاةِ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: دنیا (کی چیزوں) میں سے خواتین اور خوشبو کو میرے نزدیک محبوب بنا دیا گیا ہے اور نماز کو میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیا گیا ہے۔

3950 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوْسِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَیَّارٌ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "حُبِّبَ اِلَیَّ النِّسَآءُ وَالطِّیْبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَیْنِیْ فِی الصَّلَاةِ".

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مجھے خواتین اور خوشبو پسند ہیں اور میری

3949-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 1) تحفة الاشراف (435).

3950-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب النساء (الحديث 2). تحفة الاشراف (279).

آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

3951 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمْ یَكُنْ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ النِّسَآءِ مِنَ الْخَیْلِ .

❖❖ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواتین کے بعد سب سے زیادہ پسند گھوڑے تھے۔

باب مَیْلِ الرَّجُلِ اِلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی ایک بیوی کی طرف زیادہ مائل ہونا

3952 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ عَنْ بَشِیْرِ بْنِ نَهِیْكٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كَانَ لَهٗ امْرَاَتَانِ یَمِیْلُ لِاِحْدَاهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی جَآءَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَحَدُ شِقَّیْهِ مَائِلٌ" .

❖❖ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جس کسی شخص کی دو بیویاں ہوں وہ ان میں سے ایک کو چھوڑ کر دوسری کے ساتھ زیادہ مائل ہو تو جب قیامت کا دن آئے گا تو اس شخص کا ایک حصہ لٹکا ہوا ہوگا۔

3953 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْسِمُ بَیْنَ نِسَائِهٖ ثُمَّ یَعْدِلُ ثُمَّ یَقُوْلُ "اللّٰهُمَّ هٰذَا فِعْلِیْ فِیْمَا اَمْلِكُ فَلَا تَلُمْنِیْ فِیْمَا تَمْلِكُ وَلَا اَمْلِكُ" . اَرْسَلَهٗ حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ .

❖❖ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج رضی اللہ عنہن کے درمیان (دنوں کی تقسیم) کرتے تھے اور اس بارے میں انصاف سے کام لیتے تھے پھر آپ یہ دعا کرتے تھے: "اے اللہ! جس چیز کا میں مالک ہوں اس میں میرا یہ رویہ ہے تو مجھے اس چیز پر ملامت مت کرنا جس کا تو مالک ہے اور اس کا میں مالک نہیں ہوں"۔

حماد بن زید نامی راوی نے اس روایت کو مرسل کے طور پر روایت کیا ہے۔

3951-تقدم في الخيل، باب حب الخيل (الحديث 3566) .

3952-اخرجه ابو داؤد النكاح، باب في القسم بين النساء (الحديث 2133) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في التسوية بين الضرائر (الحديث 1141) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى ، ميل الرجل الى بعض نسائه دون بعض (الحديث 4) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب القسمة بين النساء (الحديث 1969) . تحفة الاشراف (12213) .

3953-اخرجه ابو داؤد النكاح، باب في القسم بين النساء (الحديث 2134) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في التسوية بين الضرائر (الحديث 1140) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء ، ميل الرجل الى بعض نسائه دون بعض (الحديث 5) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح ، باب القسمة بين النساء (الحديث 1971) . تحفة الاشراف (16290) .

باب حُبّ الرَّجُلِ بَعْضَ نِسَائِهِ اَكْثَرَ مِنْ بَعْضٍ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنی بیویوں میں سے کسی ایک کے ساتھ زیادہ محبت کرنا

3954 - اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِی عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلَيْهِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ مَعِیْ فِیْ مِرْطِی فَاَذِنَ لَهَا فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَكَ اَرْسَلْنَنِیْ اِلَيْكَ يَسْاَلْنَكَ الْعَدْلَ فِیْ ابْنَةِ اَبِیْ قُحَافَةَ . وَاَنَا سَاكِتَةٌ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَیْ بُنَيَّةُ اَلَسْتِ تُحِبِّيْنَ مَنْ اُحِبُّ" . قَالَتْ بَلٰى . قَالَ "فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ" . فَقَامَتْ فَاطِمَةُ حِيْنَ سَمِعَتْ ذٰلِكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَتْ اِلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَتْهُنَّ بِالَّذِیْ قَالَتْ وَالَّذِیْ قَالَ لَهَا فَقُلْنَ لَهَا مَا نَرَاكِ اَغْنَيْتِ عَنَّا مِنْ شَیْءٍ فَارْجِعِیْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلِیْ لَهٗ اِنَّ اَزْوَاجَكَ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِیْ ابْنَةِ اَبِیْ قُحَافَةَ . قَالَتْ فَاطِمَةُ لَا وَاللّٰهِ لَا اُكَلِّمُهٗ فِيْهَا اَبَدًا .

قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَرْسَلَ اَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِیَ الَّتِیْ كَانَتْ تُسَامِيْنِیْ مِنْ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنْزِلَةِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَرَ امْرَاَةً قَطُّ خَيْرًا فِی الدِّيْنِ مِنْ زَيْنَبَ وَاَتْقٰى لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَصْدَقَ حَدِيْثًا وَّاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ صَدَقَةً وَّاَشَدَّ ابْتِذَالًا لِنَفْسِهَا فِی الْعَمَلِ الَّذِیْ تَصَدَّقُ بِهٖ وَتَقَرَّبُ بِهٖ مَا عَدَا سَوْرَةً مِّنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيْهَا تُسْرِعُ مِنْهَا الْفَيْاَةَ فَاسْتَاْذَنَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَائِشَةَ فِیْ مِرْطِهَا عَلَى الْحَالِ الَّتِیْ كَانَتْ دَخَلَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا فَاَذِنَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَزْوَاجَكَ اَرْسَلْنَنِیْ يَسْاَلْنَكَ الْعَدْلَ فِیْ ابْنَةِ اَبِیْ قُحَافَةَ وَوَقَعَتْ بِیْ فَاسْتَطَالَتْ وَاَنَا اَرْقُبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْقُبُ طَرْفَهٗ هَلْ اَذِنَ لِیْ فِيْهَا فَلَمْ تَبْرَحْ زَيْنَبُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكْرَهُ اَنْ اَنْتَصِرَ فَلَمَّا وَقَعْتُ بِهَا لَمْ اَنْشَبْهَا بِشَیْءٍ حَتّٰى اَنْحَيْتُ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهَا ابْنَةُ اَبِیْ بَكْرٍ" .

✧✧ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

3954-اخرجه البخاري في الهبة، باب من اهدى الى صاحبه و تحرى بعض نسائه دون بعض (الحديث 2581م) تعليقاً . و اخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله تعالى عنها (الحديث 83) . واخرجه النسائي في عشرة النساء، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 3855)، و هو في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 6 و 7) . تحفة الاشراف (17590) .

صاحبزادی ہیں کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ کے ہاں اندر آنے کی اجازت مانگی آپ اس وقت میرے ساتھ ایک چادر میں لیٹے ہوئے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دی' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ وہ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی (سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) کے بارے میں آپ سے انصاف کا تقاضا کرتی ہیں (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں) میں خاموش رہی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے میری بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں کرو گی جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی سنی تو وہ اٹھ کھڑی ہوئیں اور واپس نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن کے پاس گئیں اور ان کو اس بارے میں بتایا: جو انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے کہا تھا اور جو نبی اکرم ﷺ نے انہیں جواب دیا: تھا تو ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہم یہ سمجھتی ہیں۔ آپ نے ہمارا کام پورا نہیں کیا آپ واپس نبی اکرم ﷺ کے پاس جائیں ان سے کہیں کہ آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن آپ کو یہ قسم دیتی ہیں کہ آپ حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے حوالے سے انصاف سے کام لیں۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے کبھی بات نہیں کروں گی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ یہ وہ خاتون تھیں جو نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن میں' نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں قدر و منزلت کے اعتبار سے' خود کو میرا ہم پلہ سمجھتی تھیں۔ میں نے دین کے معاملے میں سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے بہتر خاتون کوئی بھی نہیں دیکھی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والی تھیں' ہمیشہ سچ بولتی تھیں، رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھتی تھیں، سب سے زیادہ صدقہ کیا کرتی تھیں' جس عمل کے ذریعے وہ صدقہ کرتی تھیں یا جس کے ذریعے وہ قرب حاصل کرتی تھیں (یعنی نفلی عبادات میں) سب سے زیادہ اہتمام کیا کرتی تھیں البتہ ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی مگر ان کا غصہ جلد اتر جایا کرتا تھا۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے اندر آنے کی اجازت مانگی نبی اکرم ﷺ اس وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ اس چادر میں اسی حالت میں تھے جیسے اس وقت تھے' جب سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آئی تھیں' نبی اکرم ﷺ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی۔

انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضا کرتی ہیں (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) پھر انہوں نے میرے بارے میں کچھ کہا اور کافی لمبی بات کہی میں نبی اکرم ﷺ کی طرف دیکھتی رہی میں آپ کی نگاہوں کی طرف دیکھ رہی تھی کہ کیا آپ اس بارے میں مجھے اجازت دیں گے؟ جب سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نہیں رکیں تو مجھے اندازہ ہو گیا کہ اگر اب میں نے جواب دیا: تو نبی اکرم ﷺ اسے ناپسند نہیں کریں گے۔ جب میں نے انہیں جواب دینا شروع کیا تو ان کے لئے (کہنے کو) باقی کچھ نہیں رہا یہاں تک کہ میں نے انہیں خاموش کر دیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ابوبکر کی بیٹی ہے۔

3955 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ بَکَّارٍ الْحِمْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْیَمَانِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ

أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ فَذَكَرَتْ نَحْوَهُ وَقَالَتْ أَرْسَلَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ فَاسْتَأْذَنَتْ فَأَذِنَ لَهَا فَدَخَلَتْ فَقَالَتْ نَحْوَهُ ۔ خَالَفَهُمَا مَعْمَرٌ رَوَاهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ ۔

◈◈ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے اس میں ان کے یہ الفاظ ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا نے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دی۔ وہ اندر آئیں اور پھر انہوں نے کہا: اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم معمر نامی راوی نے اس روایت میں کچھ اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے اس روایت کو زہری کے حوالے سے عروہ کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

3956 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ النَّيْسَابُورِيُّ الثِّقَةُ الْمَأْمُونُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اجْتَمَعْنَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرْسَلْنَ فَاطِمَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ لَهَا إِنَّ نِسَائَكَ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ ۔ قَالَتْ فَدَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مَعَ عَائِشَةَ فِي مِرْطِهَا فَقَالَتْ لَهُ إِنَّ نِسَائَكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ ۔ فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَتُحِبِّينِي" ۔ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ "فَأَحِبِّيهَا" ۔ قَالَتْ فَرَجَعَتْ إِلَيْهِنَّ فَأَخْبَرَتْهُنَّ مَا قَالَ فَقُلْنَ لَهَا إِنَّكِ لَمْ تَصْنَعِي شَيْئًا فَارْجِعِي إِلَيْهِ ۔ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ لَا أَرْجِعُ إِلَيْهِ فِيهَا أَبَدًا ۔ وَكَانَتِ ابْنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَأَرْسَلْنَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ أَزْوَاجُكَ أَرْسَلْنَنِي وَهُنَّ يَنْشُدْنَكَ الْعَدْلَ فِي ابْنَةِ أَبِي قُحَافَةَ ۔ ثُمَّ أَقْبَلَتْ عَلَيَّ تَشْتِمُنِي فَجَعَلْتُ أُرَاقِبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْظُرُ طَرْفَهُ هَلْ يَأْذَنُ لِي مِنْ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا - قَالَتْ - فَشَتَمَتْنِي حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ لَا يَكْرَهُ أَنْ أَنْتَصِرَ مِنْهَا فَاسْتَقْبَلْتُهَا فَلَمْ أَلْبَثْ أَنْ أَفْحَمْتُهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّهَا ابْنَةُ أَبِي بَكْرٍ" ۔ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمْ أَرَ امْرَأَةً خَيْرًا وَلَا أَكْثَرَ صَدَقَةً وَلَا أَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَأَبْذَلَ لِنَفْسِهَا فِي كُلِّ شَيْءٍ يُتَقَرَّبُ بِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ زَيْنَبَ مَا عَدَا سَوْرَةً مِنْ حِدَّةٍ كَانَتْ فِيهَا تُوشِكُ مِنْهَا الْفَيَاةَ ۔

قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ الَّذِي قَبْلَهُ ۔

◈◈ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن اکٹھی ہوئیں انہوں نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ان خواتین نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا کہ (آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہیں) آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن (راوی کہتے ہیں) اس کے بعد انہوں نے ایک کلمہ ذکر کیا جس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ آپ سے ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضا کرتی ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

3955-تقدم في عشرة النساء، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 3954) .

3956-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 8) تحفة الاشراف (16674) .

اس وقت سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کی چادر میں موجود تھے۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ان سے عرض کی' آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے بھیجا ہے وہ آپ سے حضرت ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی کے بارے میں انصاف کا تقاضہ کرتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا تم مجھے پسند کرتی ہو۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اسے بھی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) کو پسند کرو۔ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں واپس ان ازواج رضی اللہ عنہن کے پاس گئی اور انہیں اس بارے میں بتایا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تو ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہا' تم نے کوئی کام نہیں کیا تم واپس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ تو سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: اللہ کی قسم! اب میں واپس اس بارے میں آپ کے پاس کبھی نہیں جاؤں گی (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں) وہ واقعی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔

پھر ان ازواج رضی اللہ عنہن نے سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو بھیجا۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' یہ وہ خاتون تھیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج رضی اللہ عنہن میں میرے ہم پلہ ہونے کی دعوے دار تھیں۔ انہوں نے کہا: آپ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ ابوقحافہ کی صاحبزادی کے بارے میں آپ سے انصاف کی طلبگار ہیں۔ پھر انہوں نے مجھے برا کہنا شروع کیا میں آپ کی آنکھوں کی طرف دیکھتی رہی کہ آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں انہیں جواب دوں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں جب وہ کافی دیر تک میرے خلاف بولتی رہیں اور میں نے یہ گمان کیا کہ اب اگر میں نے انہیں جواب دیا: تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے ناپسند نہیں کریں گے تو میں نے انہیں جواب دینا شروع کیا: اور تھوڑی ہی دیر میں انہیں خاموش کروا دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: یہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہے۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' میں نے سیّدہ زینب رضی اللہ عنہا سے زیادہ بہتر' ان سے زیادہ صدقہ کرنے والی' ان سے زیادہ رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنے والی اور ان سے زیادہ نفلی عبادت میں بہت زیادہ اہتمام کرنے والی خاتون نہیں دیکھی۔ البتہ ان کے مزاج میں کچھ تیزی تھی لیکن وہ تیزی جلد ہی ختم بھی ہو جایا کرتی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہ روایت خطا ہے اور درست روایت وہی ہے جو اس سے پہلے گزری ہے۔

3957 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ } عَنْ مُرَّةَ { عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ".

❖❖ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں' عائشہ رضی اللہ عنہا کو تمام عورتوں پر وہی فضیلت

3957-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب قول الله تعالى (وضرب الله مثلاً للذين امنوا امراة فرعون، الى قوله . و كانت من القانتين) (الحديث 3411) مطولاً، و باب قوله تعالى: (اذ قالت الملائكة يا مريم . الى .قوله . فانما يقول له كن فيكون) . (الحديث 3433) مطولاً، و في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3769) مطولاً . و في الاطعمة، باب الثريد (الحديث 5418) مطولاً، واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضائل خديجة ام المومنين رضي الله تعالى عنها (الحديث 70) مطولاً . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في فضل الثريد (الحديث 1834) مطولاً و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 9) . واخرجه ابن ماجه في الاطعمة، باب فضل الثريد على الطعام (الحديث 3280) . مطولاً . تحفة الاشراف (9029) .

حاصل ہے جوثرید کو تمام کھانوں پر حاصل ہے۔

3958 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَضْلُ عَآئِشَةَ عَلَى النِّسَآءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَآئِرِ الطَّعَامِ" .

✧✧ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! کو تمام خواتین پر وہی فضیلت حاصل ہے جوثرید کو تمام کھانوں پر حاصل ہے۔

3959 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّغَانِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَاذَانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا اُمَّ سَلَمَةَ لَا تُؤْذِيْنِىْ فِىْ عَآئِشَةَ فَاِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا اَتَانِى الْوَحْىُ فِىْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ اِلَّا هِىَ" .

✧✧ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اے ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) تم عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے بارے میں مجھے تکلیف نہ دو کیونکہ اللہ کی قسم! تم میں سے کسی بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نہیں آتی صرف اس کے لحاف میں آتی ہے۔

3960 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ رُمَيْثَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ نِسَاءَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلَّمْنَهَا اَنْ تُكَلِّمَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَآئِشَةَ وَتَقُوْلُ لَهٗ اِنَّا نُحِبُّ الْخَيْرَ كَمَا تُحِبُّ عَآئِشَةُ فَكَلَّمَتْهُ فَلَمْ يُجِبْهَا فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ اَيْضًا فَلَمْ يُجِبْهَا وَقُلْنَ مَا رَدَّ عَلَيْكِ قَالَتْ لَمْ يُجِبْنِىْ . قُلْنَ لَا تَدَعِيْهِ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْكِ اَوْ تَنْظُرِيْنَ مَا يَقُوْلُ .

فَلَمَّا دَارَ عَلَيْهَا كَلَّمَتْهُ فَقَالَ "لَا تُؤْذِيْنِىْ فِىْ عَآئِشَةَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَنْزِلْ عَلَىَّ الْوَحْىُ وَاَنَا فِىْ لِحَافِ امْرَاَةٍ مِّنْكُنَّ اِلَّا فِىْ لِحَافِ عَآئِشَةَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَانِ الْحَدِيْثَانِ صَحِيْحَانِ عَنْ عَبْدَةَ .

✧✧ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے ان سے (یعنی سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے) یہ بات کی کہ آپ نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں بات کریں کہ لوگ بطور خاص اپنے تحائف سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجتے ہیں۔ آپ نبی اکرم ﷺ سے یہ کہیں کہ ہم بھی اسی طرح بھلائی چاہتے ہیں جیسے عائشہ رضی اللہ عنہا کو پسند ہے۔ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس بارے میں نبی اکرم ﷺ سے بات کی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ جب نبی اکرم ﷺ ان کے مخصوص دن میں تشریف لائے تو پھر سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے ان کے ساتھ بات کی لیکن نبی اکرم ﷺ نے انہیں کوئی

3958-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 10) تحفة الاشراف (17705) .

3959-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 11) تحفة الاشراف (16874) .

3960-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 12) تحفة الاشراف (18258) .

دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کیا جواب نہیں دیا: نبی اکرم ﷺ کی ازواج رضی اللہ عنہن نے (سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے) دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے آپ کو کیا جواب دیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا۔ ان ازواج رضی اللہ عنہن نے کہا: آپ اسے جاری رکھیے جب تک نبی اکرم ﷺ آپ کو جواب نہیں دیتے یا پھر آپ جائزہ لیں کہ آپ کیا کہتے ہیں۔ جب نبی اکرم ﷺ ان کی مخصوص باری کے دن ان کے پاس آئے تو سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پھر اس بارے میں ان سے بات کی' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تکلیف نہ دو کیونکہ جب میں تم میں سے کسی بھی بیوی کے لحاف میں ہوتا ہوں تو اس وقت مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی' صرف عائشہ رضی اللہ عنہا کے لحاف میں نازل ہوتی ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' یہ دونوں احادیث عبدہ کے حوالے سے منقول ہونے کے حساب سے "صحیح" ہیں۔

3961 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ يَبْتَغُوْنَ بِذٰلِكَ مَرْضَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' لوگ بطور خاص اپنے تحائف نبی اکرم ﷺ کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مخصوص دن میں بھیجا کرتے تھے وہ اس کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کی رضامندی چاہتے تھے۔

3962 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ هُدَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَوْحَى اللّٰهُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ فَقُمْتُ فَاَجَفْتُ الْبَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ فَلَمَّا رُفِّهَ عَنْهُ قَالَ لِيْ "يَا عَائِشَةُ اِنَّ جِبْرِيْلَ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ".

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف وحی نازل کی میں اس وقت آپ کے پاس موجود تھی۔ میں دروازے کی چوکھٹ پر کھڑی ہوگئی جو میرے اور آپ کے درمیان تھا جب آپ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا جبریل (علیہ السلام) تمہیں سلام کہہ رہا ہے۔

3963 - اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ لَهَا "اِنَّ جِبْرِيْلَ يَقْرَاُ عَلَيْكِ السَّلَامَ". قَالَتْ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ تَرٰى مَا لَا نَرٰى.

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: جبرائیل تمہیں سلام کہہ رہا ہے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: ان پر بھی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں نازل ہوں (پھر نبی اکرم ﷺ سے کہا) آپ وہ چیز دیکھ لیتے ہیں

3961-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2574) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 82) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 13) تحفة الاشراف (17044) .

3962-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 14) تحفة الاشراف (16156) .

3963-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 15) و في عمل اليوم و الليلة، مايقول اذا قيل له: ان فلانًا يقرا عليك السلام (الحديث 375) . تحفة الاشراف (16671) .

جو میں نہیں دیکھ سکتی۔

3964 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا عَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِيْلُ وَهُوَ يَقْرَاُ عَلَيْكِ السَّلَامَ". مِثْلَهُ سَوَاءً.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الصَّوَابُ وَالَّذِيْ قَبْلَهُ خَطَاٌ.

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! یہ جبرائیل ہے اور تمہیں سلام کہہ رہا ہے

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ درست ہے اور اس سے پہلے والی خطاء ہے۔

باب الْغَيْرَةِ .

یہ باب رشک کے بیان میں ہے

غیرت کے معنی ومفہوم کا بیان

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود اپنی طرف غیرت کرنے کی نسبت کی ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہد اور مٹھاس سے محبت کرتے تھے، جب آپ عصر کی نماز پڑھ کر لوٹتے تو آپ حضرت حفصہ بنت عمر کے پاس گئے اور وہاں بہت زیادہ دیر ٹھہرے، پس مجھے غیرت آئی۔ الحدیث۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۵۲۶۸)

علامہ المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری التوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: غیرت کا معنی ہے، حمیت، عار اور کسی چیز کا ناگوار ہونا یا اس چیز کو ناپسند کرنا، یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو طبعی طور پر یہ ناپسند تھا کہ آپ کسی اور زوجہ کے پاس زیادہ دیر ٹھہریں۔

(النہایہ ج ۳ ص ۳۶۰، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: والغیرۃ کراھۃ المشارکۃ فی محبوب محبوب میں کسی اور کی شرکت کے ناپسند کرنے کو غیرت کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ شرک کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے شرک کرنے سے منع کر دیا ہے۔ اسی طرح وہ بے حیائی کے کاموں کو پسند نہیں کرتا اس لیے اس نے بے حیائی کے کاموں سے منع فرمادیا ہے۔ حدیث میں ہے: اللہ سے زیادہ کوئی اس چیز پر غیرت کرنے والا نہیں ہے کہ اس کا بندہ زنا کرے۔ (البخاری:۷۴۰۳) (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۸۵، مکتبہ دارالایمان، المدینۃ المنورۃ)

اس معنی کے اعتبار سے غیرت کا معنی یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی اور کی شرکت کو ناپسند کرتی تھی اور وہ یہ چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زیادہ سے زیادہ قرب صرف ان کو حاصل رہے اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کا زیادہ ٹھہرنا آپ سے شدید محبت کی وجہ سے ناپسند تھا اور میں علامہ کرمانی کی اس بات سے متفق نہیں ہوں کہ یہ آپ کا گناہ صغیرہ تھا، کیونکہ آپ نے جو کہا تھا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے یہ کچھ غلط اور جھوٹ نہ تھا

کیونکہ حضرت عائشہ کے خیال میں آپ نے جو شہد پیا تھا تو شہد کی مکھیوں نے مغافیر کے درخت سے اس کا رس چوسا تھا اور اس میں مغافیر کی بو آ گئی تھی، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان کا یہ حیلہ کرنا خلاف اولیٰ ہو اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اس قدر ڈوب گئیں تھیں کہ اس کے خلاف اولیٰ ہونے کی طرف ان کی توجہ مبذول نہیں ہوئی، اور ان کے بلند مقام کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اس پر بھی توجہ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا اِنْ تَتُوْبَآ اِلَی اللّٰہِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُکُمَا (التحریم:۴) اگر تم دونوں اللہ سے توبہ کرو (تو اچھا ہے) کیونکہ تمہارے دل اعتدال سے کچھ ہٹ چکے ہیں۔

3965 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَیْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسٌ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْدٰی اُمَّہَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاَرْسَلَتْ اُخْرٰی بِقَصْعَۃٍ فِیْہَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ یَدَ الرَّسُوْلِ فَسَقَطَتِ الْقَصْعَۃُ فَانْکَسَرَتْ فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْکِسْرَتَیْنِ فَضَمَّ اِحْدَاہُمَا اِلَی الْاُخْرٰی فَجَعَلَ یَجْمَعُ فِیْہَا الطَّعَامَ وَیَقُوْلُ "غَارَتْ اُمُّکُمْ کُلُوْا" ۔ فَاَکَلُوْا فَاَمْسَکَ حَتّٰی جَاءَتْ بِقَصْعَتِہَا الَّتِیْ فِیْ بَیْتِہَا فَدَفَعَ الْقَصْعَۃَ الصَّحِیْحَۃَ اِلَی الرَّسُوْلِ وَتَرَکَ الْمَکْسُوْرَۃَ فِیْ بَیْتِ الَّتِیْ کَسَرَتْہَا ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ام المومنین رضی اللہ عنہا کے ہاں موجود تھے دوسری ام المومنین رضی اللہ عنہا نے ایک پیالہ بھیجا جس میں کچھ کھانا موجود تھا تو جس زوجہ محترمہ کے ہاں آپ موجود تھے انہوں نے لانے والے کے ہاتھ پر مارا تو پیالہ گر گیا اور ٹوٹ گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ٹکڑے پکڑے انہیں ایک دوسرے کے ساتھ ملایا اور اس میں کھانا رکھتے ہوئے آپ یہ فرما رہے تھے۔ تمہاری امی کو غصہ آ گیا ہے تم لوگ اسے کھا لو۔ انہوں نے اسے کھا لیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں رہے یہاں تک کہ وہ (زوجہ محترمہ جن کے گھر میں آپ موجود تھے) وہ اس پیالے کو لے کر آئیں جو ان کے گھر میں موجود تھا تو انہوں نے صحیح پیالہ لانے والے کے سپرد کیا اور ٹوٹا ہوا پیالہ اپنے گھر میں رہنے دیا جسے انہوں نے توڑا تھا۔

3966 - اَخْبَرَنَا الرَّبِیْعُ بْنُ سُلَیْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَسَدُ بْنُ مُوْسٰی قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَۃَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِی الْمُتَوَکِّلِ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّہَا - یَعْنِیْ - اَتَتْ بِطَعَامٍ فِیْ صَحْفَۃٍ لَّہَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِہٖ فَجَاءَتْ عَائِشَۃُ مُتَّزِرَۃً بِکِسَاءٍ وَّمَعَہَا فِہْرٌ فَفَلَقَتْ بِہِ الصَّحْفَۃَ فَجَمَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

3964-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3217)، و في فضائل الصحابة، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3768)، و في الادب، باب من دعا صاحبه فنقص من اسمه حرفًا (الحديث 6201) . وفي استئذان، باب تسليم الرجال على النساء و النساء على الرجال (الحديث 6249) . واخرجه مسلم في فضائل الصحابة، باب في فضل عائشة رضي الله تعالى عنها (الحديث 91) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب فضل عائشة رضي الله عنها (الحديث 3881) . واخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، حب الرجل بعض نسائه اكثر من بعض (الحديث 16)، و في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا قيل له : ان فلانًا يقرا عليك السلام (الحديث 376 و 377) . تحفة الاشراف (17766) .

3965-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن افسد شيئًا يغرم مثله (الحديث 3567) و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 17) و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب الحكم فيمن كسر شيئًا (الحديث 2334) . تحفة الاشراف (633) .

3966-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 18) تحفة الاشراف (18247) .

بِنْتَ فَلَقِيَ الصَّحْفَةِ وَيَقُولُ "كُلُوا غَارَتْ أُمُّكُمْ". مَرَّتَيْنِ ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَحْفَةَ عَائِشَةَ فَبَعَثَ بِهَا إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ وَأَعْطَى صَحْفَةَ أُمِّ سَلَمَةَ عَائِشَةَ.

✧✧ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' وہ کچھ کھانے کی چیز اپنے پیالے میں رکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں آپ کے اصحاب بھی ساتھ موجود تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آئیں انہوں نے ایک چادر لپیٹی ہوئی تھی ان کے ہاتھ میں ایک پتھر تھا۔ انہوں نے وہ پتھر پیالے پہ مارا (اور اسے توڑ دیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کے دونوں ٹکڑوں کو پکڑا اور فرمایا: تم لوگ کھالو تمہاری امی کو غصہ آ گیا ہے۔ یہ بات دو مرتبہ آپ نے فرمائی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پیالہ لیا اور وہ سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو بھجوایا اور سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا (ٹوٹا ہوا پیالہ) سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔

3967 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ فُلَيْتٍ عَنْ جَسْرَةَ بِنْتِ دِجَاجَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ صَانِعَةَ طَعَامٍ مِثْلَ صَفِيَّةَ أَهْدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَاءً فِيهِ طَعَامٌ فَمَا مَلَكْتُ نَفْسِي أَنْ كَسَرْتُهُ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَفَّارَتِهِ فَقَالَ "إِنَاءٌ كَإِنَاءٍ وَطَعَامٌ كَطَعَامٍ".

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے سیّدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے بہتر کھانا پکانے والی کوئی خاتون نہیں دیکھی ایک مرتبہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک برتن بھیجا جس میں کھانے کی کوئی چیز موجود تھی مجھے اپنے اوپر قابو نہیں رہا میں نے اسے توڑ دیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے کفارے کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا: برتن کے بدلے میں برتن اور کھانے کے بدلے میں کھانا۔

3968 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ فَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلًا فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتَنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلْتَقُلْ إِنِّي أَجِدُ مِنْكَ رِيحَ مَغَافِيرَ أَكَلْتَ مَغَافِيرَ فَدَخَلَ عَلَى إِحْدَاهُمَا فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "لَا بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ وَلَنْ أَعُودَ لَهُ". فَنَزَلَتْ (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ) (إِنْ تَتُوبَا إِلَى اللّٰهِ) لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ (وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا) لِقَوْلِهِ "بَلْ شَرِبْتُ عَسَلًا".

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیّدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں کچھ دیر ٹھہرے رہے آپ نے ان کے ہاں شہد پی لیا تو میں نے اور حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طے کیا ہم میں سے جس کے گھر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے وہ یہ کہے گی ہمیں آپ سے "مغافیر" کی بو آرہی ہے کیا آپ نے "مغافیر" کھایا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں میں سے ایک کے ہاں تشریف لائے تو انہوں نے یہی بات عرض کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں میں نے زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے ہاں شہد پیا ہے۔

3967-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن افسد شيئاً يغرم مثله (الحديث 3568) . واخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 19) تحفة الاشراف (17827) .

3968-تقدم (الحديث 3421) .

اب میں یہ نہیں پیوں گا تو یہ آیت نازل ہوئی:

''اے نبی تم اس چیز کو کیوں اپنے لئے حرام کرتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے''۔

''اگر وہ دونوں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کریں''۔

(راوی کہتے ہیں) اس سے مراد سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

''اور جب نبی نے اپنی ایک زوجہ کے ساتھ آہستہ آواز میں بات کی''۔

اس سے مراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ میں نے شہد پیا ہے۔

مغافیر کے معنی کی تحقیق کا بیان

صحیح مسلم: ۱۴۷۴ میں ہے: حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، سو ہم مغافیر کے معنی کی تحقیق کر رہے ہیں۔

علامہ ابوالسعادات المبارک بن محمد ابن الاثیر الجزری المتوفی ۶۰۶ھ لکھتے ہیں: مغافیر کا واحد مغفور ہے، اس کی بوسخت ناگوار اور بری ہوتی ہے۔ (النہایہ ج ۳ ص ۳۳۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ)

نیز علامہ ابن الاثیر لکھتے ہیں: العرفط ببول کا درخت ہے، اس سے بدبودار گوند نکلتا ہے، جب شہد کی مکھی اس کے پتوں کا رس چوتی ہے تو اس کے شہد سے ناگوار بو آتی ہے۔ (النہایہ ج ۳ ص ۱۹۸، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ محمد طاہر گجراتی متوفی ۹۸۶ھ لکھتے ہیں: یہ ایک میٹھا گوند ہوتا ہے جس کی بو ناگوار ہوتی ہے، علامہ کرمانی نے کہا ہے: یہ گوند کسی درخت سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو پانی میں ملا کر پیا جاتا ہے، اس کی بو ناگوار ہوتی ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ناپسند کرتے تھے کہ آپ کے منہ سے اس کی بو آئے۔ (مجمع بحار الانوار ج ۴ ص ۵۱، مکتبہ دار الایمان، مدینہ منورہ، ۱۴۱۵ھ)

اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغافیر نہیں کھایا تھا پھر ازواج مطہرات نے کیسے کہہ دیا کہ آپ نے مغافیر کھایا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں ہے: ازواج نے کہا: شاید اس شہد کی مکھیوں نے عرفط کے درخت کو چوسا ہو گا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۷۲)

ازواج کا مطلب یہ تھا کہ اس وجہ سے جو شہد آپ نے پیا اس سے مغافیر کی بو آ رہی ہے۔

علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ھ لکھتے ہیں: کیکر، ببول، بیروی اور دیگر کانٹے دار درختوں سے پھوٹ کر جو گوند نکلتا ہے اس کو مغفور کہتے ہیں۔ (الصحاح ج ۲ ص ۷۷۲، دار العلم للملایین، ۱۳۷۶ھ)

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس زیادہ ٹھہرانے کے لیے مغافیر کا حیلہ کرنا آیا گناہ تھا یا نہیں؟

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ لکھتے ہیں: ازواج مطہرات نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت زینب کے گھر زیادہ ٹھہرنے سے منع کرنے کے لیے یہ حیلہ کیا تھا کہ آپ سے کہا کہ آپ کے منہ سے مغافیر کی بو آ رہی ہے، علامہ کرمانی نے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے لیے یہ حیلہ کرنا کس طرح جائز ہوگا، پھر اس کا یہ جواب دیا کہ یہ عورتوں کی غیرت طبعیہ کے تقاضوں سے ہے اور ان کا یہ کہنا گناہ صغیرہ ہے جو ان کی دوسری نیکیوں سے معاف ہوگیا۔

(عمدۃ القاری جز ۲۰ ص ۲۴۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ)

3969 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ یُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَرَمِیٌّ - هُوَ لَقَبُهُ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَتْ لَهُ اَمَةٌ یَطَؤُهَا فَلَمْ تَزَلْ بِهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ حَتّٰی حَرَّمَهَا عَلٰی نَفْسِهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ) اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ ۔

✧✧ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک کنیز تھی جس کے ساتھ آپ صحبت کیا کرتے تھے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اس بارے میں مسلسل آپ سے کہتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے اسے اپنے لئے حرام قرار دے دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''اے نبی! تم کیوں اس چیز کو حرام قرار دیتے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال قرار دیا ہے''۔

یہ آیت کے آخر تک ہے۔

3970 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ یَحْیٰی - هُوَ ابْنُ سَعِیْدٍ الْاَنْصَارِیُّ - عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِیْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ الْتَمَسْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْخَلْتُ یَدِیْ فِیْ شَعْرِهٖ فَقَالَ "قَدْ جَائَکِ شَیْطَانُکِ" ۔ فَقُلْتُ اَمَا لَکَ شَیْطَانٌ فَقَالَ "بَلٰی وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ" ۔

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کیا میں نے اپنا ہاتھ آپ کے بالوں میں ڈالا تو آپ نے فرمایا: تمہارے پاس تمہارا شیطان آیا تھا میں نے عرض کی: کیا آپ کا شیطان نہیں ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے خلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہوگیا۔

3971 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِیُّ عَنْ حَجَّاجٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ عَنْ عَطَاءٍ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ اَبِیْ مُلَیْکَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰی بَعْضِ نِسَائِهٖ فَتَجَسَّسْتُهُ فَاِذَا هُوَ رَاکِعٌ اَوْ سَاجِدٌ یَقُوْلُ "سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" ۔ فَقُلْتُ بِاَبِیْ وَاُمِّیْ اِنَّکَ لَفِیْ شَاْنٍ وَّاِنِّیْ لَفِیْ شَاْنٍ اٰخَرَ ۔

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا اور میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ اپنی کسی زوجہ محترمہ کے پاس چلے گئے ہیں میں نے آپ کو تلاش کیا تو آپ رکوع کی حالت میں تھے یا شاید سجدے کی حالت

3969-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 21)، وفي التفسير: سورة التحريم، قوله تعالى (یاایها النبي لم تحرم ما احل الله لك) (الحديث 619) . تحفة الاشراف (382) .

3970-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، الغيرة (الحديث 22) تحفة الاشراف (6184) .

3971-تقدم (الحديث 1130) .

میں تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "تو پاک ہے حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے"۔
سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: (میں نے سوچا) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس عالم میں ہیں اور میں کیا سوچ رہی تھی۔

3972 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ } عَنْ عَطَاءٍ { قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ اَبِىْ مُلَيْكَةَ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتِ افْتَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ اَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهٖ فَتَحَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاِذَا هُوَ رَاكِعٌ اَوْ سَاجِدٌ يَقُوْلُ "سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" . فَقُلْتُ بِاَبِىْ وَاُمِّىْ اِنَّكَ لَفِىْ شَاْنٍ وَّاِنِّىْ لَفِىْ اٰخَرَ .

✧✧ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا میں نے یہ گمان کیا کہ شاید آپ کسی زوجہ محترمہ کے پاس چلے گئے ہیں میں نے آپ کو تلاش کیا پھر میں واپس آئی تو آپ رکوع کی حالت میں تھے یا شاید سجدے کی حالت میں تھے اور یہ پڑھ رہے تھے "تو پاک ہے حمد تیرے لئے ہے اور تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے"
میں نے سوچا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس حال میں ہیں اور میں کیا سمجھ رہی تھی؟

3973 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَنِّىْ قُلْنَا بَلٰى . قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِىْ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَائَهُ وَبَسَطَ اِزَارَهُ عَلٰى فِرَاشِهٖ وَلَمْ يَلْبَثْ اِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ اَنِّىْ قَدْ رَقَدْتُ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَّاَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَّخَرَجَ وَاَجَافَهُ رُوَيْدًا وَّجَعَلْتُ دِرْعِىْ فِىْ رَاْسِىْ فَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ اِزَارِىْ وَانْطَلَقْتُ فِىْ اِثْرِهٖ حَتّٰى جَآءَ الْبَقِيْعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَّاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ انْحَرَفَ وَانْحَرَفْتُ فَاَسْرَعَ فَاَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَاَحْضَرَ فَاَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ وَلَيْسَ اِلَّا اَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ "مَا لَكِ يَا عَائِشُ رَابِيَةً" . قَالَ سُلَيْمَانُ حَسِبْتُهُ قَالَ حَشْيَا قَالَ "لَتُخْبِرِنِّىْ اَوْ لَيُخْبِرَنِّى اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ" . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ فَاَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ قَالَ "اَنْتِ السَّوَادُ الَّذِىْ رَاَيْتُ اَمَامِىْ" . قُلْتُ نَعَمْ - قَالَتْ - فَلَهَدَنِىْ لَهْدَةً فِىْ صَدْرِىْ اَوْجَعَتْنِىْ .
قَالَ "اَظَنَنْتِ اَنْ يَّحِيْفَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهٗ" . قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ . قَالَ "نَعَمْ - قَالَ - فَاِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَانِىْ حِيْنَ رَاَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِىْ فَاَخْفٰى مِنْكِ فَاَجَبْتُهٗ وَاَخْفَيْتُهٗ مِنْكِ وَظَنَنْتُ اَنَّكِ قَدْ رَقَدْتِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَكِ وَخَشِيْتُ اَنْ تَسْتَوْحِشِىْ فَاَمَرَنِىْ اَنْ اٰتِىَ اَهْلَ الْبَقِيْعِ فَاَسْتَغْفِرَ لَهُمْ" . خَالَفَهٗ حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ فَقَالَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ .

3972-تقدم (الحديث 1130) .

3973-تقدم (الحديث 2036) .

حضرت محمد بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' کیا میں تمہیں اپنے اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں ایک واقعہ نہ سناؤں۔ ہم نے عرض کی: جی ہاں! سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا جب میری مخصوص رات آئی تو نبی اکرم ﷺ لیٹے آپ نے اپنے جوتے اپنے پاؤں کے پاس رکھ لئے۔ اپنی چادر رکھ دی اور اپنی دوسری چادر کو اپنے بچھونے کی طرف بچھا دیا۔ تھوڑی دیر گزرنے کے بعد جب آپ نے یہ گمان کیا کہ میں سو چکی ہوں تو آپ نے آہستگی کے ساتھ اپنا جوتا پہنا آہستگی کے ساتھ اپنی چادر لی اور آہستگی کے ساتھ دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے اور آہستگی کے ساتھ دروازہ بند کر دیا میں نے اپنے سر پر اپنی چادر رکھی اسے اوڑھ لیا اپنی دوسری اوڑھنے والی چادر اوڑھی اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ نبی اکرم ﷺ جنت البقیع میں تشریف لائے آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو بلند کیا آپ نے طویل قیام کیا پھر آپ واپس مڑے تو میں بھی مڑ گئی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلی آپ دوڑے تو میں بھی دوڑی آپ گھر پہنچ گئے تو اس سے پہلے میں گھر پہنچ گئی میں اندر آئی ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ اندر تشریف لے آئے' آپ نے فرمایا: عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں کیا ہوا ہے تمہیں بہت سانس چڑھا ہوا ہے۔ سلیمان نامی راوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہاں لفظ "حشیا" ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یا تو تم خود مجھے بتا دو یا لطیف وخبیر (اللہ تعالیٰ) مجھے بتا دے گا۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ (ﷺ)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' پھر میں نے آپ کو اصل بات بتائی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہی وہ ہیولیٰ تھیں؟ جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا میں نے عرض کی: جی ہاں! تو نبی اکرم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا جس سے مجھے تکلیف ہوئی آپ نے فرمایا: کیا تم یہ گمان کرتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: بہت سی ایسی چیزیں ہیں جنہیں لوگ چھپا لیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپ نے بتایا ابھی جبرائیل میرے پاس آئے تھے جب تم نے دیکھا تھا۔ وہ تمہارے پاس نہیں آ سکتے تھے کیونکہ تم نے چادر اتار دی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور پست آواز دی۔ میں نے انہیں جواب دیا: اور میں نے تمہاری وجہ سے انہیں پست آواز میں جواب دیا: میں نے یہ گمان کیا کہ تم شاید سو چکی ہو پھر مجھے اچھا نہیں لگا کہ میں تمہیں بیدار کروں۔ مجھے یہ بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں تمہیں وحشت نہ ہو۔ پھر جبرائیل نے مجھے یہ کہا میں جنت البقیع میں جاؤں اور ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں۔

3974 - حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنَ قَيْسِ بْنِ مَخْرَمَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تُحَدِّثُ قَالَتْ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ عَنِّي وَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَا بَلَى . قَالَتْ لَمَّا كَانَتْ لَيْلَتِي الَّتِي هُوَ عِنْدِي تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْقَلَبَ فَوَضَعَ نَعْلَيْهِ عِنْدَ رِجْلَيْهِ وَوَضَعَ رِدَائَهُ وَبَسَطَ طَرَفَ إِزَارِهِ عَلَى فِرَاشِهِ فَلَمْ يَلْبَثْ إِلَّا رَيْثَمَا ظَنَّ أَنِّي قَدْ رَقَدْتُ ثُمَّ انْتَعَلَ رُوَيْدًا وَأَخَذَ رِدَائَهُ رُوَيْدًا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ رُوَيْدًا وَخَرَجَ وَأَجَافَهُ رُوَيْدًا وَجَعَلْتُ دِرْعِي فِي رَأْسِي وَاخْتَمَرْتُ وَتَقَنَّعْتُ إِزَارِي فَانْطَلَقْتُ فِي إِثْرِهِ حَتَّى جَاءَ الْبَقِيعَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَأَطَالَ الْقِيَامَ

3974-تقدم (الحديث 2036) .

ثُمَّ انْحَرَفَ فَانْحَرَفْتُ فَأَسْرَعَ فَأَسْرَعْتُ فَهَرْوَلَ فَهَرْوَلْتُ فَأَحْضَرَ فَأَحْضَرْتُ وَسَبَقْتُهُ فَدَخَلْتُ فَلَيْسَ إِلَّا أَنِ اضْطَجَعْتُ فَدَخَلَ فَقَالَ "مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ حَشْيَا رَابِيَةً" . قَالَتْ لَا . قَالَ "لَتُخْبِرِنِّي أَوْ لَيُخْبِرَنِّي اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" . قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي فَأَخْبَرْتُهُ الْخَبَرَ . قَالَ "فَأَنْتِ السَّوَادُ الَّذِي رَأَيْتُهُ أَمَامِي" . قَالَتْ نَعَمْ - قَالَتْ - فَلَهَدَنِي فِي صَدْرِي لَهْدَةً أَوْجَعَتْنِي ثُمَّ قَالَ "أَظَنَنْتِ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُولُهُ" . قَالَتْ مَهْمَا يَكْتُمِ النَّاسُ فَقَدْ عَلِمَهُ اللهُ . قَالَ "نَعَمْ - قَالَ - فَإِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَتَانِي حِينَ رَأَيْتِ وَلَمْ يَكُنْ يَدْخُلُ عَلَيْكِ وَقَدْ وَضَعْتِ ثِيَابَكِ فَنَادَانِي فَأَخْفَى مِنْكِ فَأَجَبْتُهُ فَأَخْفَيْتُ مِنْكِ فَظَنَنْتُ أَنْ قَدْ رَقَدْتِ وَخَشِيتُ أَنْ تَسْتَوْحِشِي فَأَمَرَنِي أَنْ آتِيَ أَهْلَ الْبَقِيعِ فَأَسْتَغْفِرَ لَهُمْ" . رَوَاهُ عَاصِمٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ عَائِشَةَ عَلَى غَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ .

◇◇ محمد بن قیس بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔ انہوں نے فرمایا: کیا میں تم لوگوں کو اپنا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک واقعہ سناؤں۔ ہم نے عرض کی' جی ہاں! انہوں نے فرمایا: ایک رات جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لیٹتے ہوئے اپنے جوتے پاؤں کے پاس رکھے' چادر رکھی اور اپنا تہبند بستر پر پھیلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب آپ کو یہ اندازہ ہوا کہ میں سو چکی ہوں' آپ نے دھیرے سے جوتا پہنا' آرام سے چادر لی' آرام سے دروازہ کھولا اور باہر تشریف لے گئے۔ میں نے اپنی چادر سر پر لی' اسے اوڑھا اور آپ کے پیچھے چل پڑی۔ آپ جنت البقیع تشریف لائے۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین مرتبہ (دعا کے لئے) بلند کیے۔ آپ خاصی دیر وہاں ٹھہرے۔ جب آپ واپس مڑنے لگے تو میں بھی واپس مڑ گئی۔ آپ تیز چلے تو میں بھی تیز چلی۔ آپ نے رفتار اور تیز کی اور میں نے بھی زیادہ تیز کر لی۔ آپ گھر پہنچے تو میں بھی پہنچ گئی۔ میں آپ سے پہلے پہنچ کر اندر آ گئی۔ ابھی میں لیٹی ہی تھی کہ آپ بھی اندر تشریف لے آئے۔ آپ نے دریافت کیا: عائشہ (رضی اللہ عنہا)! تمہیں کیا ہوا ہے؟ تمہارا سانس کیوں پھولا ہوا ہے؟ سیّدہ عائشہ نے عرض کی' کچھ نہیں ہوا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مجھے بتادو ورنہ لطیف وخبیر ذات مجھے بتادے گی۔ میں نے عرض کی' یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' پھر میں نے آپ کو پورا واقعہ بتایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا۔ تم ہی وہ ہیولیٰ تھیں جسے میں نے اپنے آگے دیکھا تھا؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی جی ہاں! سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سینے پر زور سے ہاتھ مارا اور پھر فرمایا: تم یہ گمان کرتی ہو کہ اللہ اور اس کا رسول تمہارے ساتھ زیادتی کریں گے۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: لوگ جو بات چھپانے کی کوشش کرتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پھر آپ نے فرمایا: ابھی جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے تھے جب تم نے مجھے (باہر جاتے ہوئے) دیکھا تھا وہ اندر نہیں آسکتے تھے کیونکہ تم نے چادر اتار دی ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے باہر سے آواز دی جو تمہیں نہیں آسکی۔ میں نے انہیں جو جواب دیا: وہ بھی تمہیں پتہ نہیں چل سکا۔ میرا خیال تھا کہ تم سو چکی ہو اور مجھے یہ بھی اندیشہ تھا کہ تم میری وجہ سے دحشت کا شکار نہ ہو (یعنی تمہاری نیند خراب نہ ہو) جبرائیل علیہ السلام نے مجھ سے کہا: میں جنت البقیع جا کر ان لوگوں کے لئے دعائے مغفرت کروں۔

اس روایت کو عاصم نے عبداللہ بن عامر کے حوالے سے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کچھ مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

3975 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُهُ مِنَ اللَّيْلِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

✧✧ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک رات میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیر موجود پایا (اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے)۔

3975-اخرجه ابن ماجه في الجنائز، باب ما جاء فيما يقال اذا دخل المقابر (الحديث 1546) مختصراً . تحفة الاشراف (16226) .

كِتَابُ تَحْرِيْمُ الدَّمِ

یہ کتاب خون کے حرام ہونے کے بیان میں ہے

مسلمانوں کے جان و مال کے اِحترام کا بیان

اِسلام تکریم اِنسانیت کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو نہ صرف اُمن و آشتی، تحمل و برداشت اور بقاء باہمی کی تعلیم دیتا ہے بلکہ ایک دوسرے کے عقائد و نظریات اور مکتب و مشرب کا احترام بھی سکھاتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلاتفریق رنگ و نسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا۔

مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا.

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ (المائدۃ، 32:5)

اس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر و غریب حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ مدعا یہ ہے کہ قرآن نے کسی بھی انسان کو بلاوجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے۔ جہاں تک قانونِ قصاص وغیرہ میں قتل کی سزا، سزائے موت (capital punishment) ہے، تو وہ انسانی خون ہی کی حرمت و حفاظت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

مومن کی حرمت کعبہ کی حرمت سے بھی زیادہ ہے

سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کی اکثریت (large majority) کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہوئے انہیں بے دریغ قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک مومن کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی اَہمیت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ صاحبِ شریعت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔ امام ابن ماجہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُوْلُ: مَا اَطْيَبَكِ

وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہئے۔

ابن ماجہ، السنن، کتاب الفتن، باب حرمۃ دم المؤمن ومالہ، 2:1297، رقم:3932، طبرانی، مسند الشامیین، 2:396، رقم:1568، منذری، الترغیب والترہیب، 3:201، رقم:3679

مسلمان کی طرف ہتھیار سے محض اشارہ کرنا بھی منع ہے

اسلحہ کی کھلی نمائش پر بھی پابندی

فولادی اور آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اقدام ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ اسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون و مردود قرار دیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ.

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب النہی عن الاشارۃ بالسلاح، 4:2020، رقم:2617، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 3:587، رقم:6176، بیہقی، السنن الکبری، 8:23، الرقم:2617

یہاں استعارے کی زبان میں بات کی گئی ہے یعنی ممکن ہے کہ ہتھیار کا اشارہ کرتے ہی وہ شخص طیش میں آ جائے اور غصہ میں بے قابو ہو کر اسے چلا دے۔ اس عمل کی مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تاکہ لوگ اسے شیطانی فعل سمجھیں اور اس سے باز رہیں۔

یہی مضمون ایک اور حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے۔

مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتَّى يَدَعَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ

جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو۔

مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب النھی عن الإشارة بالسلاح، 4:2020، رقم:2616، ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء فی إشارة المسلم إلی أخیہ بالسلاح، 4:463، رقم:2162، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 2:171، رقم:2669، ابن حبان، الصحیح، 13:272، رقم:5944، بیہقی، السنن الکبری، 8:23، رقم:15649

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی دوسرے پر اسلحہ تاننے سے ہی نہیں بلکہ عمومی حالات میں اسلحہ کی نمائش کو بھی ممنوع قرار دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

نَهَى رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا۔

ترمذی، السنن، کتاب الفتن، باب ما جاء فی النھی عن تعاطی السیف مسلولا، 4:464، رقم:2163، أبوداود، السنن، کتاب الجھاد، باب ما جاء فی النھی أن یتعاطی السیف مسلولا، 3:31، رقم:2588، حاکم، المستدرک علی الصحیحین، 4:322، رقم:7785، ابن حبان، الصحیح، 13:275، رقم:5946

ننگی تلوار کے لینے دینے میں جہاں زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہاں اسلحہ کی نمائش سے اِشتعال انگیزی کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ اسلام کے دینِ خیر وعافیت اور مذہب امن وسلامتی ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھلے بندوں اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگا دی، تا کہ نہ تو اسلحہ کی دوڑ شروع ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو threat کیا جائے۔ مذکورہ حدیث میں لفظِ مَسْلُول اِس اَمر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ریاست کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ناگزیر ہو وہ بھی اس کو غلط استعمال سے بچانے کے لیے foolproof security کے انتظامات کریں۔

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اسلحہ کی نمائش، دکھاوا اور دوسروں کی طرف اس سے اشارہ کرنا سخت منع ہے تو اس کے بل بوتے پر ایک مسلم ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہوئے آتشیں گولہ وبارود سے مخلوقِ خدا کے جان ومال کو تلف کرنا کتنا بڑا گناہ اور ظلم ہوگا!

دورانِ جنگ کسی شخص کے اِظہارِ اسلام کے بعد اُس کے قتل کی ممانعت

اِسلام دورانِ جنگ بھی اسلامی لشکر کو اِنتہائی احتیاط کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ دنیا کی تمام اقوام کے ہاں یہ قول مشہور ہے کہ جنگ اور محبت میں ہر چیز جائز ہوتی ہے۔ مگر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وسنت سے ہمیں جنگ کے اضطرابی اور حساس لمحات میں بھی احتیاط اور عدل سے کام لینے کا سبق ملتا ہے۔ درج ذیل حدیث مبارکہ میں ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ قتل کے خوف سے ہی کیا، جب ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر اظہارِ اسلام کر دیا تو اس کے قتل پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت اِظہارِ ناراضگی فرمایا، چہ جائے کہ کلمہ گو مسلمان اور اہل علم حضرات صرف اس لیے قتل کر دیے جائیں کہ وہ باغی گروہ کے انتہاء پسندانہ نظریات سے اختلاف رکھتے ہیں۔ حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت اُسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنَا رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ، فَهَزَمْنَاهُمْ، وَلَحِقْتُ

أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ، فَلَمَّا غَشِيْنَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. فَكَفَّ عَنْهُ الْأَنْصَارِيُّ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ. قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا، بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ لِي: يَا أُسَامَةُ، أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا. قَالَ: فَقَالَ: أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ؟ قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہاد کے لیے مقام حُرقہ کی طرف روانہ کیا جو قبیلہ جُہینہ کی ایک شاخ ہے۔ ہم صبح وہاں پہنچ گئے اور (شدید لڑائی کے بعد) انہیں شکست دے دی۔ میں نے اور ایک انصاری صحابی نے مل کر اس قبیلہ کے ایک شخص کو گھیر لیا، جب ہم اس پر غالب آ گئے تو اس نے کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله۔ انصاری تو (اس کی زبان سے) کلمہ سن کر الگ ہو گیا لیکن میں نے نیزہ مار کر اسے ہلاک کر ڈالا۔ جب ہم واپس آئے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس واقعہ کی خبر ہو چکی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے اسامہ! تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے جان بچانے کے لئے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: تم نے اسے کلمہ پڑھنے کے باوجود قتل کیا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل یہ کلمات دہرا رہے تھے اور میں افسوس کر رہا تھا کہ کاش آج سے پہلے میں اسلام نہ لایا ہوتا۔

بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم أسامۃ بن زید إلی الحرقات من جہینۃ، 4:1555، رقم: 4021، بخاری، کتاب الدیات، باب قول اللہ تعالی: ومن أحیاہا، 6:2519، رقم: 6478، ابن حبان، الصحیح، 11:56، رقم: 4751

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حدیث ان الفاظ سے روایت کی ہے:

فَدَعَاهُ فَسَأَلَهُ، فَقَالَ: لِمَ قَتَلْتَهُ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، أَوْجَعَ فِي الْمُسْلِمِيْنَ، وَقَتَلَ فُلَانًا وَفُلَانًا، وَسَمّٰى لَهُ نَفَرًا. وَإِنِّي حَمَلْتُ عَلَيْهِ، فَلَمَّا رَأَى السَّيْفَ، قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: أَقَتَلْتَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اسْتَغْفِرْ لِي. قَالَ: وَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: فَجَعَلَ لَا يَزِيْدُهُ عَلٰى أَنْ يَقُوْلَ: كَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ کو طلب کر کے دریافت فرمایا: تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے مسلمانوں کو تکلیف دی۔ چند صحابہ کرام ؓ کا نام لے کر بتایا کہ اس نے فلاں فلاں کو شہید کیا تھا۔ میں نے اس پر حملہ کیا جب اس نے تلوار دیکھی تو فوراً کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا الله۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے اسے قتل کر دیا؟ عرض کیا: جی حضور! فرمایا: جب روزِ قیامت لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا: جب روزِ قیامت لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل یہی کلمات دہراتے رہے کہ جب قیامت کے دن لَا إِلٰهَ إِلَّا الله کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟

مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب تحریم قتل الکافر بعد أن قال: لا إله إلا اللہ، 1:97، رقم: 97-94

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَرَأَيْتَ إِنْ لَقِيتُ رَجُلًا مِنَ الْكُفَّارِ فَقَاتَلَنِي فَضَرَبَ إِحْدَى يَدَيَّ بِالسَّيْفِ، فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ مِنِّي بِشَجَرَةٍ، فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، أَأَقْتُلُهُ يَا رَسُولَ اللهِ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: لَا تَقْتُلْهُ، قَالَ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنَّهُ قَدْ قَطَعَ يَدِي، ثُمَّ قَالَ ذٰلِكَ بَعْدَ أَنْ قَطَعَهَا أَفَأَقْتُلُهُ؟ قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: لَا تَقْتُلْهُ فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَإِنَّكَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ كَلِمَتَهُ الَّتِي قَالَ.

یا رسول اللہ! یہ فرمائیے کہ اگر (میدان جنگ میں) کسی کافر سے میرا مقابلہ ہو اور وہ میرا ہاتھ کاٹ ڈالے اور پھر جب وہ میرے حملہ کی زد میں آئے تو ایک درخت کی پناہ میں آ کر کہہ دے: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ (میں اللہ کے لیے مسلمان ہو گیا)، تو کیا میں اس شخص کو اس کے کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو قتل نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے تو کیا میں اس کو قتل نہیں کر سکتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کو قتل نہیں کر سکتے، اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو وہ اس درجہ پر ہوگا جس پر تم اس کو قتل کرنے سے پہلے تھے (یعنی حق پر) اور تم اس درجہ پر ہو گے جس درجہ پر وہ کلمہ پڑھنے سے پہلے تھا (یعنی کفر پر)۔

بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب شہود الملائکۃ بدرا، 4:1474، الرقم: 3794، مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب تحریم قتل الکافر بعد أن قال لا إلہ إلا اللہ، 1:95، الرقم: 95

پُرامن شہریوں اور مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والے ظالم اور سفاک دہشت گردوں کو اپنے جارحانہ رویوں اور ظالمانہ نظریات پر ان فرامینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں ضرور غور کرنا چاہیے کہ جب حالت جنگ میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھنے والے دشمن کو بھی امان حاصل ہے اور اس کا قتل بھی سخت منع ہے تو کلمہ گو مسلمانوں کو مسجدوں، دفتروں، تعلیمی اداروں اور بازاروں میں قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہوگا؟

فتنہ پروروں سے ہمدردی اور تعاون کی ممانعت

دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے میں سے افرادی، مالی اور اخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور انہیں isolate کرنے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر قسم کی مدد و اعانت سے کلیتاً منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے قتل میں معاونت کرے گا وہ رحمت الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ

جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی

آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آیِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)۔(ابن ماجہ، السنن، کتاب الدیات، باب التغلیظ فی قتل مسلم ظلمًا، 2: 874، رقم: 2620، ربیع، المسند، 1: 368، رقم: 960، بیہقی، السنن الکبری، 8: 22، رقم: 15646)

اس حدیث کے مضمون میں یہ صراحت موجود ہے کہ نہ صرف ایسے ظالموں کی ہر طرح کی مالی و جانی معاونت منع ہے بلکہ شطر کلمۃ (چند کلمات) کے الفاظ یہ بھی واضح کر رہے ہیں کہ تقریر یا تحریر کے ذریعے ایسے امن دشمن عناصر کی مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی سخت مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے محرومی کا سبب ہے۔ اس میں دہشت گردوں کے ماسٹر مائنڈ طبقات کے لئے سخت تنبیہ ہے جو کم فہم لوگوں کو آیات و احادیث کی غلط تاویلیں کر کے انہیں جنت کی بشارت دے کر سول آبادیوں کے قتل پر آمادہ کرتے ہیں۔

مساجد پر حملے کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں

اعتقادی، فکری یا سیاسی اختلافات کی بنیاد پر مخالفین کی جان و مال یا مقدس مقامات پر حملے کرنا نہ صرف غیر اسلامی بلکہ غیر انسانی فعل بھی ہے۔ خودکش حملوں اور بم دھماکوں کے ذریعے اللہ کے گھروں کا تقدس پامال کرنے والے اور وہاں لوگوں کی قیمتی جانیں تلف کرنے والے ہرگز نہ تو مومن ہو سکتے ہیں اور نہ ہی ہدایت یافتہ۔ مسجدوں میں خوف و ہراس کے ذریعے اللہ کے ذکر سے روکنے اور انہیں اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے ذریعے ویران کرنے والوں کو قرآن نے نہ صرف سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، بلکہ انہیں دنیا و آخرت میں ذلت آمیز عذاب کی وعید بھی سنائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُوْلَـئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلاَّ خَآئِفِينَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ ○

اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے، انہیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں (بھی) ذلت ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔ (البقرة، 2: 114)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مساجد اور عبادت گاہوں کو آباد کرنے کی بجائے اُن پر حملہ کرنے والے نہ تو یوم حساب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ مومن ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ فَعَسَى أُوْلَـئِكَ أَن يَكُونُواْ مِنَ الْمُهْتَدِينَ ○

اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوۃ ادا کی اور اللہ کے سوا (کسی سے) نہ ڈرا۔ سو امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہو جائیں گے۔ (التوبة، 9: 18)

مساجد و مزارات اور دیگر مقدس مقامات کی بے حرمتی کرنے والے دہشت گردوں کے احوال و ظروف اور مجالست و مصاحبت

کا تنقیدی جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ ان کا ذہنی وفکری اِرتقاء نہایت ہی تنگ نظری کے ماحول میں ہوتا ہے۔ اس تنگ نظری سے اِنتہا پسندی (extremism) جنم لیتی ہے، انتہا پسندی انسان کو جارحیت (aggression) پر اُکساتی ہے اور پھر جارحیت کا منطقی نتیجہ دہشت گردی (terrorism) کی بھیانک صورت میں رُونما ہوتا ہے۔ نفرت وتعصب اور جبر وتشدد کے اس مقام پر انسان کے اندر سے اعتدال وتوازن (moderation) اور تحمل و برداشت (tolerance) کی صلاحیتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ جب انسان ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِّنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ پھر اس کے بعد (بھی) تمہارے دل سخت ہو گئے چنانچہ وہ (سختی میں) پتھروں جیسے ہو گئے۔ (البقرة، 74:2)

کا مصداق بن کر سنگ دلی اور شقاوت وبدبختی کی انتہا کو پہنچتا ہے تو پھر اس سے بازاروں، مارکیٹوں، عوامی مقامات اور درس گاہوں میں موجود لوگوں کو قتل کرنے سے لے کر مساجد میں مشغولِ عبادت لوگوں کی جانیں لینے اور مساجد کو تاخت وتاراج کرنے تک کچھ بھی بعید نہیں ہوتا۔ ایسے اقدامات کرنے والوں کا اسلام سے کیا تعلق وواسطہ ہے! اگر ان میں خوف خدا اور فکر آخرت کا ایک ذرہ بھی ہوتا تو کم اَز کم ان کی وحشت وبربریت سے مساجد اور نمازی تو محفوظ رہتے۔ لہٰذا ان کا مساجد تک کو نشانہ بنانے کا اقدام اس اَمر کا بیّن ثبوت ہے کہ ان کا اسلام جیسے پُر اَمن اور سلامتی وعافیت والے دین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

باب

باب: بلاعنوان

3976 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عِيسٰى - وَهُوَ ابْنُ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَاِذَا شَهِدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبَائِحَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں مشرکین کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' اور بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' جب وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں اور وہ ہماری نماز ادا کرنے لگیں' ہمارے قبلہ کی طرف رخ کر لیں' ہمارا ذبیحہ کھانے لگیں' تو اب ان کے خون اور ان کے اموال ہمارے لیے قابل احترام ہو جائیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے"۔

3977 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

3976-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (762) .

وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِذَا شَهِدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاسْتَقْبَلُوْا قِبْلَتَنَا وَاَكَلُوْا ذَبِيْحَتَنَا وَصَلَّوْا صَلَاتَنَا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا لَهُمْ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِمْ مَا عَلَيْهِمْ"

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' جب وہ اس بات کی گواہی دے دیں کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' پھر وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کریں اور ہمارے ذبیحہ کو کھالیں اور ہماری طرح نماز ادا کریں' تو اب ان کی جانیں اور ان کے اموال کا حکم مختلف ہوگا' انہیں وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے' جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور ان پر وہ تمام چیزیں لازم ہوں گی' جو مسلمانوں پر لازم ہوتی ہیں"۔

شرح

اصل ایمان اگرچہ "تصدیق قلبی" کا نام ہے لیکن یہ ایک اندرونی کیفیت اور قلبی صفت ہے جس کا تعلق باطن سے ہے، اسی طرح "اقرار" اگرچہ زبان سے متعلق ہے مگر وہ بھی ایک قیمتی چیز ہے لہٰذا دونوں میں کھلا ہوا امتیاز ان کے علیحدہ علیحدہ شعار ہی کے ذریعہ ہوسکتا ہے، اسلامی معاشرہ میں نماز پڑھنا اور بیت اللہ کی طرف منہ کر کے عبادت کرنا اہل کتاب کے مقابلہ میں سب سے زیادہ امتیازی عمل ہے، اسی طرح معاشرتی لحاظ سے جس عمل اور طریقہ میں اہل کتاب مسلمانوں سے کھلا ہوا احتراز کرتے تھے وہ ان کا ذبیحہ تھا کہ مسلمانوں کا ذبح کیا ہوا گوشت اہل کتاب نہیں کھاتے تھے لہٰذا اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر عبادات میں وہ ہماری طرح قبلہ کی طرف رخ کرنے لگیں اور معاشرتی لحاظ سے وہ ہم سے اتنا قریب آجائیں کہ ہمارے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے لگیں تو یہ اس بات کی کھلی ہوئی شہادت ہوگی کہ وہ ہمارا دین پوری یقین کے ساتھ قبول کر چکے ہیں اور ایمان ان کے دل کی گہرائیوں تک پہنچ گیا ہے جس کا اظہار نہ صرف یہ کہ زبان سے بلکہ ان کے عمل سے بھی ہو رہا ہے کہ وہ دائرہ اسلام میں پوری طرح داخل ہوگئے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے ساتھ ان کا عہد و اقرار ہوگیا ہے ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا ذمہ اللہ اور اللہ کے رسول نے لے لیا ہے اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ ان کے ساتھ کسی قسم کی بدمعاملگی یا برا سلوک نہ کریں، نہ ان کو ستائیں نہ تکلیف دیں اور نہ ان کے ساتھ ایسا طور پر طریقہ رکھیں جس سے ان میں کسی قسم کا خوف و ہراس یا دل شکستگی پیدا ہو، ان کے ساتھ کسی بھی طرح کی بدمعاملگی اور بدسلوکی درحقیقت اللہ کے عہد کو توڑنے اور اس عہد شکنی کا الزام اللہ پر عائد کرنے کے مترادف ہوگی۔

3978 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سَاَلَ

3977-اخرجه البخاري في الصلاة، باب فضل استقبال القبلة (الحديث 392) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب على ما يقاتل المشركون (الحديث 2641) . و اخرجه الترمذي في الايمان، باب ماجاء في قول النبي صلى الله عليه وسلم (امرت بقتالهم حتى يقولوا لااله الا الله و يقيموا الصلاة) (الحديث 2608) . و اخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، على ما يقاتل الناس (الحديث 5018) . تحفة الاشراف (706) .

مَيْمُوْنُ بْنُ سِيَاهٍ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ يَا اَبَا حَمْزَةَ مَا يُحَرِّمُ دَمَ الْمُسْلِمِ وَمَالَهُ فَقَالَ مَنْ شَهِدَ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَهُوَ مُسْلِمٌ لَهُ مَا لِلْمُسْلِمِيْنَ وَعَلَيْهِ مَا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ .

★★ حمید بیان کرتے ہیں: میمون بن سیاہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: اے ابوحمزہ! کون سی چیز مسلمان کی جان اور مال کو قابل احترام قرار دیتی ہے؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں' وہ ہمارے قبلہ کی طرف رخ کرے' ہماری نماز ادا کرے' ہمارے ذبیحہ کو کھائے' تو وہ مسلمان ہے' اُسے وہ تمام حقوق حاصل ہوں گے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتے ہیں اور اُس پر وہ تمام چیزیں لازم ہوں گی جو مسلمانوں پر لازم ہوتی ہیں''۔

شرح

حضرت عبداللہ ابن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیا گیا ہے کہ میں (دین دشمن) لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ اس بات کی گواہی نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے (بھیجے ہوئے) رسول ہیں نیز نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں اور پھر جب وہ ایسا کرنے لگیں تو انہوں نے اپنی جان و مال کو مجھ سے بچالیا۔ ہاں جو باز پرس اسلامی ضابطہ کے تحت ہوگی وہ اب بھی باقی رہے گی اس کے بعد ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے (وہ جانے کہ ان کا اسلام صدق دل سے تھا یا محض اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے دکھلاوے کا تھا)

(صحیح البخاری وصحیح مسلم) مسلم کی روایت میں "الا بحق الاسلام" کے الفاظ نہیں ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد اول: رقم الحدیث، 11)

یہ دنیا اللہ کی حقیقی ملکیت ہے وہی اس زمین کا شہنشاہ اور تمام کائنات کا حاکم مطلق ہے اس کی زمین پر رہنے کا حق اسی کو حاصل ہے جو اس کی حاکمیت کو تسلیم کر کے اس کے قوانین کی پیروی کرتا ہے اس کے احکام کی تابعداری کرتا ہے، اس کے اتارے ہوئے نظام و شریعت کے تحت زندگی گزارتا ہے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول اور پیغمبر کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہے۔ اس دنیا میں پیغمبروں کی بعثت کا اصل مقصد روئے زمین پر حقیقی شہنشاہ اور حاکم مطلق (اللہ تعالیٰ) کی حاکمیت کا نفاذ کرنا ہوتا ہے، پیغمبر کا فریضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دین و شریعت کی صورت میں حاکمیت الٰہ کا جو مشن لے کر آیا ہے اس کو ہر ممکن جدوجہد کے ذریعہ پھیلائے لوگوں کو اپنے دین کے دائرہ میں لانے کی پوری پوری کوشش کرے اور اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کی جدوجہد اور سعی کے نتیجہ میں جو معاشرہ بن گیا ہے اس پر دنیا کے کسی غیر دینی روایت و قانون اور کسی آدمی و گروہی بالادستی کی حکمرانی قائم نہ ہونے پائے بلکہ صرف خدائی حکمرانی یعنی دین و شریعت کی حکومت قائم ہو اور پھر کسی کو اس بات کی اجازت نہ ہو کہ وہ دین و شریعت کا دشمن و مخالف اور باغی بن کر اس معاشرہ (اسلامی ریاست) میں رہ سکے جو لوگ بغاوت و سرکشی اختیار کریں اور خدائی حکمرانوں کے تحت آنے سے منکر ہوں ان کے خلاف وہی کاروائی کی جائے جو کسی بھی معاشرہ میں آئین و حکومت کے باغیوں کے خلاف ہوتی ہے، اسی حقیقت کو رسول اللہ

3978-اخرجه البخاري في الصلاة، باب فضل استقبال القبلة (الحديث 393) تعليقاً . تحفة الاشراف (638) .

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں خدائی حکمرانی باغیوں اور دین وشریعت کے دشمنوں کے خلاف اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ اپنی سرکشی اور دشمنی کو ترک کر کے ہماری معاشرہ یعنی (اسلامی ریاست) میں رہنے کے حقوق حاصل نہ کرلیں۔

اورانہیں یہ حقوق ملنے کی ایک تو یہی صورت ہے کہ وہ کفروسرکشی کے بجائے ایمان واسلام اختیار کرلیں یعنی صدق دل سے اس بات کا اقرار اور زبان سے اظہار کریں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، پھر اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ان کا یہ اقرار اور زبان سے اظہار مخلصانہ ہے (یعنی اللہ اور اس کے رسول کے تمام احکام کی پیروی کریں) خصوصاً پابندی سے نماز پڑھیں، زکوٰۃ ادا کریں اور دوسرے فرائض پر عمل کریں۔

دوسری صورت (جس کا اس حدیث میں تو ذکر نہیں ہے۔ لیکن دوسری جگہوں پر ثابت ہے) یہ ہے کہ اگر وہ لوگ ایمان واسلام کے دائرے میں نہیں آنا چاہتے مگر اسلامی ریاست میں اپنی وطنیت اور بودوباش کو باقی رکھنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینی ومذہبی طور پر نہ سہی مگر سماجی ومعاشرتی طور پر اسلامی ریاست کے تابع اور من پسند باشندے بن کر رہنے کا اقرار کریں جس کی علامت اس ٹیکس کی پابندی سے ادائیگی ہے جس کو اصطلاح میں "جزیہ" کہا جاتا ہے اس ٹیکس کی ادائیگی اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کے تحفظ کی ضمانت ہے۔

اگر کوئی آدمی جزیہ نہ دینا چاہے تو اس کا متبادل یہ ہے کہ وہ اپنی محکومیت ومغلوبیت کا اقرار کر کے کسی خاص معاہدہ کے تحت سربراہ ریاست (رسول) سے صلح کرلے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست میں رہے، اسلامی قانون اپنے مخصوص رحم وکرم کی بناء پر اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری لے لے گا۔ بہرحال حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی ایمان واسلام کے دائرہ میں داخل ہوجائے یا جزیہ ادا کر کے اور پناہ لے کر اسلامی ریاست کا باشندہ ہو اس کے جان ومال اور عزت کے تحفظ کی ذمہ داری ریاست کے اوپر ہوگی۔ اور ریاست اپنے اسلامی قانون کے تحت اس کے تمام انسانی، سماجی اور شہری حقوق کی نگہداشت کرے گی لیکن جہاں تک قانونی جرائم، سماجی بے اعتدالیوں اور بشری خطاؤں کا تعلق ہے ان کے بارے ہرحال میں مواخذہ ہوگا خواہ ان کا مرتکب کوئی مسلمان ہو یا ذمی کافر، اس معاملہ میں کسی کے ساتھ رعایت وچشم پوشی نہیں ہوگی، مثلاً اگر کوئی مسلمان یا ذمی کسی کو ناحق قتل کردیتا ہے تو اس کو قصاص (سزا) میں قتل کردیا جائے گا یا ایسے ہی کوئی زنا کرے گا۔

تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس کو پوری سزا دی جائے گی یا کسی نے کسی کا مال زبردستی ہڑپ کرلیا تو اس سے اس کا مال مالک کو واپس دلایا جائے گا، گویا قانون کی عملداری ہرحال میں قائم کی جائے گی جو آدمی بھی خلاف ورزی کرے گا اس کو ضرور سزا دی جائے گی اسلامی حقوق اور قوانین کے نفاذ کے معاملہ میں کسی تخصیص اور رعایت کا سوال پیدا نہیں ہوگا۔ حدیث کے آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کردیا گیا ہے کہ شریعت اپنے قانون کے نفاذ میں ظاہری حیثیت پر حکم لگاتی ہے اور باطنی حالت کو اللہ کے سپرد کردیتی ہے یعنی اگر کوئی آدمی جان ومال کی حفاظت یا کسی غرض کے تحت بظاہر مسلمان بن جاتا ہے اور دل میں کفر ونفاق ہے تو اسلامی قانون اس کو مسلمان ہی تسلیم کرے گا، دل کا معاملہ اللہ کے سپرد رہے گا، اگر واقعی اس کے دل میں کھوٹ ہوگا تو آخرت میں

اس کو نفاق کی سزا یقیناً ملے گی، وہاں مواخذہ اللہ وندی سے نہ بچ سکے گا۔

یہ حدیث اس مسئلہ کی بھی دلیل ہے کہ ملحدوں اور زندیقوں کی توبہ قبول کی جاسکتی ہے یعنی اگر کوئی ملحد و زندیق آ کر یہ کہے کہ میں الحاد و زندقہ سے توبہ کرتا ہوں تو اس کی توبہ قبول کر کے اس کی جان لینے سے اجتناب کیا جائے گا۔ ویسے اس مسئلہ میں متعدد اقوال ہیں، ان میں سے ظاہر تر قول یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے بے دینی کا اظہار کیا اور اپنی زبان سے ایسے الفاظ نکالے جن سے اس کا منکر اللہ اور منکر دین ہونا معلوم ہوتا ہو پھر جلد ہی اس نے الحاد و زندیقی سے برأت کی اور برضا و رغبت توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول ہوگی اور اگر اس کی توبہ محض جان بچانے کے لئے اور اسلامی قانون کی سزا سے بچنے کے لئے ہو تو پھر اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

فتنہ منکرین زکوٰۃ کا بیان

3979 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ اَبُو الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَدَّتِ الْعَرَبُ فَقَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ الْعَرَبَ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ".

وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا مِمَّا كَانُوْا يُعْطُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَيْهِ. قَالَ عُمَرُ فَلَمَّا رَاَيْتُ رَاْيَ اَبِيْ بَكْرٍ قَدْ شُرِحَ عَلِمْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا تو بعض عرب مرتد ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ عربوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں اور وہ نماز قائم نہیں کرتے اور زکوٰۃ ادا نہیں کرتے"

اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے بکری کا بچہ دینے سے انکار کر دیں، جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں اس بات پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے پر غور کیا' تو مجھے یہ شرح صدر حاصل ہو گیا اور مجھے پتہ چل گیا' ان کی رائے درست ہے۔

3980 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ

3979-تقدم (الحديث 3094) . 3980-تقدم (الحديث 2442) .

عُتْبَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِاَبِىْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ". قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِىْ عِقَالًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهِ قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنِّىْ رَاَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِىْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو بعض عرب نے کفر اختیار کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ جنگ کرتا رہوں' یہاں تک کہ وہ یہ اعتراف کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب کوئی شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ مجھ سے اپنی جان اور مال کو محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا"۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کی قسم! میں اُس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا' جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا' کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی ایسی رسی دینے سے انکار کریں' جسے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں اس پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس وقت مجھے اس بات کا اندازہ ہوگیا' جنگ کرنے کے حوالے سے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا اور مجھے یہ پتہ چل گیا' یہی درست ہے۔

3981 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا فَقَدْ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ". فَلَمَّا كَانَتِ الرِّدَّةُ قَالَ عُمَرُ لِاَبِىْ بَكْرٍ اَتُقَاتِلُهُمْ وَقَدْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا. فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اُفَرِّقُ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ. وَلَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَهُمَا. فَقَاتَلْنَا مَعَهُ فَرَاَيْنَا ذٰلِكَ رُشْدًا.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سُفْيَانُ فِى الزُّهْرِىِّ لَيْسَ بِالْقَوِىِّ وَهُوَ سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے' البتہ ان کے حق

3981-تقدم (الحديث 2442) .

کا حکم مختلف ہے اور ان لوگوں کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا"۔

(راوی کہتے ہیں:) جب کچھ لوگ مرتد ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا آپ ان لوگوں کے ساتھ جنگ کریں گے؟ جبکہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فلاں اور فلاں بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ کی قسم! میں نماز اور زکوٰۃ کے درمیان کوئی فرق نہیں کروں گا اور میں ایسے ہر شخص کے ساتھ جنگ کروں گا' جو ان کے درمیان فرق کرتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں حصہ لیا اور ہم یہ بات سمجھ گئے کہ یہ رائے درست ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زہری کے حوالے سے روایات نقل کرنے میں سفیان نامی راوی قوی نہیں ہیں اور اس کا نام سفیان بن حسین ہے۔

3982 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" . جَمَعَ شُعَيْبُ بْنُ اَبِي حَمْزَةَ الْحَدِيثَيْنِ جَمِيعًا .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہ اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس شخص کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا"۔

یہاں شعیب بن ابوحمزہ نامی راوی نے دونوں روایات کو جمع کردیا ہے۔

3983 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" . قَالَ اَبُو بَكْرٍ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ فَوَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا . قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

3982-تقدم (الحديث 3090) .

3983-تقدم (الحديث 2442) .

جب نبی اکرم ﷺ کا وصال ہوا اور آپ ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (خلیفہ) بنے' تو بعض عرب نے کفر اختیار کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اے حضرت ابوبکر! آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ جبکہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کرلے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا"۔

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں اس شخص کے ساتھ ضرور لڑائی کروں گا' جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا' کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی بکری کا بچہ دینے سے انکار کریں' جو وہ نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! مجھے اندازہ ہوگیا' اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے جنگ کرنے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بات پتہ چل گئی کہ یہی مؤقف درست ہے۔

3984 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّيْ نَفْسَهُ وَمَالَهُ اِلَّا بِحَقِّهِ وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ" .

خَالَفَهُ الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ اس بات کا اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کرلے گا' وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کرلے گا' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے"۔

ولید بن مسلم نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

3985 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعَيْبُ بْنُ اَبِيْ حَمْزَةَ وَسُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ فَاجْمَعَ اَبُوْ بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَقَالَ عُمَرُ يَا اَبَا بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّيْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا" . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا . قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَيْتُ اللّٰهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ لِقِتَالِهِمْ فَعَرَفْتُ

3984-تقدم (الحديث 3095) .

3985-تقدم (الحديث 2442) .

اَنَّهُ الْحَقُّ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے:

اے ابوبکر! آپ لوگوں کے ساتھ کیسے جنگ کریں گے؟ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: میں اُس شخص کے ساتھ ضرور جنگ کروں گا' جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتا ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی بکری کا بچہ دینے سے انکار کریں' جو وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار کرنے پر بھی ان کے ساتھ جنگ کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! اس وقت مجھے یہ اندازہ ہوگیا' اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرنے کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو شرح صدر عطا کیا ہے' مجھے یہ بھی پتہ چل گیا' ان کا موقف بالکل درست ہے۔

3986 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ ح وَاَنْبَاَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا مَنَعُوا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرلیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کرلیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے''۔

3987 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ

3986-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب على ما يقاتل المشركون (الحديث 2640) . واخرجه الترمذي في الايمان ، باب ماجاء (امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله) (الحديث 2606) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الكف عمن قال : لا اله الا الله (الحديث 3927). تحفة الاشراف (12506) .

3987-اخرجه مسلم في الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله و يقيموا الصلاة ويوتو الزكاة و يومنوا بجميع ما جاء بـه النبي صلى الله عليه وسلم و ان من فعل ذلك عصم نفسه و ماله الا بحقها و وكلت سريرته الى الله تعالى و قتال من منع الزكاة او غيرها من حقوق الاسلام و اهتمام الامام بشعائر الاسلام (الحديث 35) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الكف عمن قال : لا اله الا الله (الحديث 3928) . تحفة الاشراف (2298) .

یہ روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

3988 - وَعَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا مَنَعُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کرتا رہوں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں گے' تو وہ اپنی جان اور مال کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا"۔

3989 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "نُقَاتِلُ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حَرُمَتْ عَلَيْنَا دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ہم لوگوں کے ساتھ جنگ کرتے رہیں گے' یہاں تک کہ وہ یہ اعتراف کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کرلیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' تو اب ان کی جانیں اور ان کے اموال ہمارے لیے قابل احترام ہو جائیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے' ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا"۔

3990 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيْلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ". ثُمَّ قَالَ "اَيَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ". قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنَّمَا يَقُوْلُهَا تَعَوُّذًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَقْتُلُوْهُ فَاِنَّمَا اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا عَصَمُوْا مِنِّیْ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ".

★★ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ایک شخص آیا اور اس نے سرگوشی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بات کی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل کردو۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وہ شخص اس بات کی گواہی دیتا ہے' کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں؟ اس شخص نے عرض کی: جی ہاں! لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں' وہ شخص اپنی جان بچانے کے لیے ایسا کہتا ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے قتل نہ کرو' کیونکہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کر

3988-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12482) .

3989-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12904) .

3990-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11623) .

لیں گے تو وہ اپنی جان اور اپنے مال کو مجھ سے محفوظ کر لیں گے البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے اور ان لوگوں کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا''۔

3991 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ {قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ رَّجُلٍ حَدَّثَهُ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ قُبَّةٍ فِيْ مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ فِيْهِ "اِنَّهُ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" . نَحْوَهُ .

★★ نعمان بن سالم اس شخص کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ تشریف لائے' ہم اس وقت مسجد نبوی میں ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے' انہوں نے اس روایت میں یہ الفاظ نقل کیے (نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:)

''میری طرف یہ بات وحی کی گئی ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں''۔

اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

3992 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَوْسًا يَقُوْلُ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِيْ قُبَّةٍ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

★★ (ایک روایت کے مطابق) نعمان بن سالم بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت اوس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت ایک خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

3993 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَوْسًا يَقُوْلُ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيْفٍ فَكُنْتُ مَعَهُ فِيْ قُبَّةٍ فَنَامَ مَنْ كَانَ فِي الْقُبَّةِ غَيْرِيْ وَغَيْرُهُ فَجَآءَ رَجُلٌ فَسَارَّهُ فَقَالَ "اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ" . فَقَالَ "اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" . قَالَ يَشْهَدُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ذَرْهُ" . ثُمَّ قَالَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَاِذَا قَالُوْهَا حَرُمَتْ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا" . قَالَ مُحَمَّدٌ فَقُلْتُ لِشُعْبَةَ اَلَيْسَ فِي الْحَدِيْثِ "اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ" . قَالَ اَظُنُّهَا مَعَهَا وَلَا اَدْرِيْ .

3991-اخرجه النسائي في تحريم الدم، 1 . (الحديث 3992 و 3993 و 3994) و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الكف عمن قال: لا اله الا الله (الحديث 3829) . تحفة الاشراف (1738) .

3992-تقدم في تحريم الدم، 1 . (الحديث 3991) .

3993-تقدم (الحديث 3991) .

حضرت اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں ثقیف قبیلے کے وفد کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خیمے میں موجود تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور میرے علاوہ خیمے میں موجود تمام لوگ سو گئے' ایک شخص وہاں آیا' اس نے سرگوشی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی بات کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم جاؤ اور اُسے قتل کر دو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے عرض کی: وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں' جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جب وہ یہ اعتراف کر لیں گے تو ان کی جانیں اور ان کے اموال قابل احترام قرار پائیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

محمد نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے شعبہ سے دریافت کیا' حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں:

''کیا وہ شخص اس بات کی گواہی نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں''۔

تو شعبہ نے کہا: میرا خیال ہے' یہ الفاظ اُس کے ساتھ ہونے چاہئیں' لیکن میرے علم میں نہیں (یہ الفاظ ہیں' یا نہیں ہیں)۔

3994 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِىْ صَغِيْرَةَ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ اَوْسًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَحْرُمُ دِمَاؤُهُمْ وَاَمْوَالُهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا" .

حضرت اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ اس بات کی گواہی نہیں دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' پھر ان کی جانیں اور ان کے اموال قابل احترام ہو جائیں گے' البتہ ان کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

3995 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ ثَوْرٍ عَنْ اَبِىْ عَوْنٍ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَخْطُبُ - وَكَانَ قَلِيْلَ الْحَدِيْثِ - عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَخْطُبُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "كُلُّ ذَنْبٍ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّغْفِرَهٗ اِلَّا الرَّجُلُ يَقْتُلُ الْمُؤْمِنَ مُتَعَمِّدًا اَوِ الرَّجُلُ يَمُوْتُ كَافِرًا" .

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی' حالانکہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے بہت کم احادیث سنایا کرتے تھے' انہوں نے خطبہ دیتے ہوئے یہ بات بیان کی: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا' ماسوائے اس شخص کے' جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو' یا وہ شخص جو کافر مرا ہو''۔

3994-تقدم (الحديث 3991) .

3995-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11420) .

گناہ کا حصہ موجد گناہ پر بھی ہونے کا بیان

3996 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا وَذٰلِكَ اَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ".

☆☆ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس بھی شخص کو ظلم کے طور پر قتل کیا جائے گا' اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر ہوگا (جس نے قتل کرنے میں پہل کی تھی) اس خون میں اس کا بھی حصہ ہوگا اور اس کی وجہ یہ ہے' اس نے قتل کے کام کا آغاز کیا تھا''۔

انسانی جان کا قتل مثلِ کفر ہے

عقائد میں اہل سنت کے امام ابو منصور ماتریدی آیت مبارکہ -مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ -کے ذیل میں انسانی قتل کو کفر قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ ایسی جان جس کا قتل حرام ہے، وہ شخص اس کے قتل کو حلال سمجھ کر کفر کا مرتکب ہوا ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔ ...

آیت ایک اور توجیہ کی بھی حامل ہے اور وہ یہ کہ کہا گیا ہے کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کر کے گویا اس نے پوری انسانیت پر حملہ کیا ہے)۔ ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اجتماعی کوشش کے ساتھ اس جان کو قتل سے بچائیں اور اس کی مدد کریں۔ پس جب وہ اس کو قتل کر کے فساد بپا کرنے کی کوشش کرے گا تو گویا وہ پوری انسانیت پر فساد بپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ... اور یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت اس حکم کے ساتھ تمام اہل کفر اور اہل اسلام کے لئے نازل ہوئی ہے جبکہ وہ فساد فی الارض کے لئے سرگرداں ہو۔

(ابو منصور الماتریدی، تاویلات اہل السنۃ، 3:01)

علامہ ابو حفص الحنبلی اپنی تفسیر اللباب فی علوم الکتاب میں اللہ تعالیٰ کے فرمان فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا کی تفسیر میں ایک انسان کے قتل کو پوری انسانیت کا قتل قرار دیتے ہوئے مختلف ائمہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

1۔ حضرت مجاہد نے فرمایا: جس شخص نے ایک جان کو بھی ناحق قتل کیا تو وہ اس قتل کے سبب دوزخ میں جائے گا، جیسا کہ

3996-اخرجه البخاري في احاديث الانبياء، باب خلق آدم و ذريته (الحديث 3335) . و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن احياها) (الحديث 6867) مختصراً، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب اثم من دعا الى ضلالة او سن سنة سيئة (الحديث 7321) . واخرجه مسلم في القسامة، باب بيان اثم من سن القتل (الحديث 27) . واخرجه الترمذي في العلم، باب ما جاء الدال على الخير كفاعله (الحديث 2673) والنسائي في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى: (قالوا يا موسى انا لن ندخلها ابدًا ماداموا فيها فاذهب انت و ربك فقاتلا) (الحديث 162) واخرجه ابن ماجه في الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا (الحديث 2616) . تحفة الاشراف (9568).

تب دوزخ میں جاتا اگر وہ ساری انسانیت کو قتل کر دیتا (یعنی اس کا عذاب دوزخ ایسا ہوگا جیسے اس نے پوری انسانیت کو قتل کر دیا ہو)۔ (ابوحفص الحنبلی، اللباب فی علوم الکتاب، 301:7)

2۔ حضرت قتادہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی سزا بڑھا دی ہے اور اس کا بوجھ عظیم کر دیا ہے یعنی جو شخص ناحق کسی مسلمان کے قتل کو حلال سمجھتا ہے گویا وہ تمام لوگوں کو قتل کرتا ہے۔

3۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے (فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا) کی تفسیر میں فرمایا کہ (جس نے ناحق ایک جان کو قتل کیا) اس پر اس کے قتل کا قصاص واجب ہوگا، اس شخص کی مثل جس پر تمام انسانیت کو قتل کرنے کا قصاص واجب ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز رہزنی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے○ مگر جن لوگوں نے قبل اس کے کہ تم ان پر قابو پا جاؤ، توبہ کر لی سو جان لو کہ اللہ بہت بخشنے والا نہایت مہربان ہے○)

اللہ تعالیٰ کے فرمان (یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ) سے مراد ہے: یحاربون اولیاءہ (وہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے جنگ کرتے ہیں)۔ یہی معنی جمہور نے بیان کیا ہے۔ اور علامہ زمخشری نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرتے ہیں؛ اور مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنا دراصل حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ساتھ جنگ کے حکم میں ہے۔

یہ آیت - (اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ) مسلمان راہزنوں کے بارے میں اتری ہے، اور یہ اکثر فقہاء کا قول ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہر وہ شخص شامل ہے جو ان صفات سے متصف ہو خواہ وہ مسلم ہو یا کافر۔ یہ نہیں کہا جائے گا کہ یہ آیت کفار کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ اعتبار لفظ کے عموم کا ہوگا نہ سبب کے خاص ہونے کا۔ اور اگر کہا جائے کہ محاربون وہ ہیں جو مجتمع ہوتے ہیں اور ان کے پاس طاقت و قوت بھی ہوتی ہے اور وہ مسلمانوں کی جانوں کا قصد کرتے ہیں تو فقہاء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر یہ وصف صحراء میں پایا جائے تو ایسے لوگ راہزن کہلائیں گے، اور اگر دہشت گردی و قتل و غارت گری کا یہ عمل شہروں میں پایا جائے تو امام اوزاعی، مالک، لیث بن سعد اور شافعی کا قول ہے کہ وہ (قاتل ہونے کے علاوہ) راہزن اور ڈاکو بھی ہیں، ان پر بھی یہی حد ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر وہ شہروں میں ہوں تو ان کا گناہ بہت ہی زیادہ ہو جائے گا۔

کسی ایک مومن کو قصداً قتل کرنے والے کی ذلت آمیز سزا کا اندازہ یہاں سے لگا لیں کہ اللہ نے ایک ہی آیت میں نہ صرف ایسے قاتل کے لیے دوزخ کی سزا کا ذکر کیا ہے بلکہ خَالِدًا، غَضِبَ، لَعَنَہٗ اور عَذَابًا عَظِیْمًا فرما کر اس کی شدت و حدت میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ○

اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے کہ مدتوں اس میں رہے گا اور اس پر اللہ غضب ناک

ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اس نے اس کے لیے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء،93:4)

باب تَعْظِيمِ الدَّمِ

یہ باب خون کی تعظیم کے بیان میں ہے

مؤمن کا قتل پوری دنیا کی ہلاکت سے بھاری ہونے کا بیان

3997 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَالَجَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ اِسْمَاعِيلَ مَوْلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَتْلُ مُؤْمِنٍ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا".

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُهَاجِرِ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے مؤمن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا تباہ ہو جانے سے زیادہ اہم ہے"۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابراہیم بن مہاجر نامی راوی قوی نہیں ہے۔

3998 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَزَوَالُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"دنیا کا تباہ ہو جانا' اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسلمان کے قتل ہونے سے کم تر ہے"۔

3999 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ يَعْلَى عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مؤمن کا قتل ہو جانا اللہ تعالیٰ کے نزدیک' دنیا تباہ ہو جانے سے بڑا ہے۔

4000 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ

3997-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8605) .

3998-اخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في تشديد قتل المومن (الحديث 1395) و (1395م) موقوفاً . واخرجه النسائي في تحريم الدم، تعظيم الدم (الحديث 3999 و4000)موقوفاً . تحفة الاشراف (8887) .

3999-تقدم (الحديث 3998) .

4000-تقدم (الحديث 3998) .

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مؤمن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا تباہ ہو جانے سے بڑا ہے۔

4001 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْمَرْوَزِيُّ - ثِقَةٌ - حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا" .

★★ عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"مؤمن کا قتل اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری دنیا تباہ ہو جانے سے بڑھ کر ہے"۔

حقوق العباد میں سے قتل کا سوال قیامت کے دن پہلے ہونے کا بیان

4002 - اَخْبَرَنَا سَرِيْعُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ الْخَصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ الْاَزْرَقُ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الصَّلَاةُ وَاَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَآءِ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"(قیامت کے دن) بندے سے سب سے پہلے نماز کے بارے میں حساب لیا جائے گا اور لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (یعنی قتل) کا فیصلہ ہوگا"۔

4003 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَوَّلُ مَا يُحْكَمُ بَيْنَ النَّاسِ فِي الدِّمَآءِ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (یعنی قتل) کا فیصلہ ہوگا"۔

4004 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ .

4001-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1952) .

4002-اخرجه ابن ماجه في الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا (الحديث 2617) مختصراً . تحفة الاشراف (9275) .

4003-اخرجه البخاري في الرقاق، باب القصاص يوم القيامة (الحديث 6533)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن يقتل مؤمناً متعمدًا فجزاؤه جهنم) (الحديث 6864) . واخرجه مسلم في القسامة، باب المجازاة بالدماء في الآخرة و انها اول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة (الحديث 28) . واخرجه الترمذي في الديات، باب الحكم في الدماء (الحديث 1396 و 1397) . و اخرجه النسائي في تحريم الدم ، تعظيم الدم (الحديث 4004 و 4005 و 4007) موقوفاً . و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا (الحديث 2615) تحفة الاشراف (9246) .

4004-تقدم (الحديث 4003) .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (قتل) کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

4005 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِیْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقٍ ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الدِّمَاءِ ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون (یعنی قتل) کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

4006 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَوَّلُ مَا یُقْضٰی فِیْهِ بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِی الدِّمَاءِ" ۔

★★ حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خونوں کے بارے میں فیصلہ ہوگا''۔

4007 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِیْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ فِی الدِّمَاءِ ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خونوں کے بارے میں فیصلہ ہوگا۔

4008 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِیْمُ بْنُ الْمُسْتَمِرِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ اَبِیْهِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِیْقِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِیْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "یَجِیْءُ الرَّجُلُ اٰخِذًا بِیَدِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ هٰذَا قَتَلَنِیْ ۔ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ لِمَ قَتَلْتَهٗ فَیَقُوْلُ قَتَلْتُهٗ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لَكَ ۔ فَیَقُوْلُ فَاِنَّهَا لِیْ ۔ وَیَجِیْءُ الرَّجُلُ اٰخِذًا بِیَدِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ اِنَّ هٰذَا قَتَلَنِیْ ۔ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ لِمَ قَتَلْتَهٗ فَیَقُوْلُ لِتَكُوْنَ الْعِزَّةُ لِفُلَانٍ فَیَقُوْلُ اِنَّهَا لَیْسَتْ لِفُلَانٍ فَیَبُوْءُ بِاِثْمِهٖ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''(قیامت کے دن) ایک شخص کسی دوسرے شخص کا ہاتھ تھام کر آئے گا اور بولے گا: اے میرے پروردگار! اس شخص نے مجھے قتل کیا تھا تو اللہ تعالیٰ اس سے دریافت کرے گا: تم نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ شخص عرض کرے گا: میں نے اسے اس لیے قتل کیا تھا' تاکہ غلبہ تیرے لیے مختص رہے' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وہ تو میرے لیے ہے' پھر ایک شخص کسی

4005-تقدم (الحديث 4003) .

4006-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19164) .

4007-تقدم (الحديث 4003) .

4008-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9482) .

شخص کا ہاتھ تھام کر آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس نے مجھے قتل کیا تھا' تو اللہ تعالیٰ اس دوسرے سے دریافت کرے گا: تم نے اسے کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ جواب دے گا: اس لیے تاکہ فلاں شخص کو عزت حاصل ہو' تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: یہ فلاں شخص کو حاصل نہیں ہوگی' پھر اس شخص کو اس کا وبال بھگتنا پڑے گا''۔

4009 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ اَخْبَرَنِیْ شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ عِمْرَانَ قَالَ قَالَ جُنْدَبٌ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَجِیءُ الْمَقْتُولُ بِقَاتِلِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِیْ فَيَقُولُ قَتَلْتُهٗ عَلٰى مُلْكِ فُلَانٍ" . قَالَ جُنْدَبٌ فَاتَّقِهَا .

☆☆ جندب نامی راوی بیان کرتے ہیں: فلاں صاحب نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو ساتھ لے کر آئے گا اور عرض کرے گا: (اے میرے پروردگار!) تو اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟ تو وہ قاتل جواب دے گا: میں نے فلاں شخص کی حمایت میں اسے قتل کیا تھا''۔

جندب کہتے ہیں' تم اس طرح کی صورتِ حال سے بچنے کی کوشش کرو۔

4010 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِیِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِی الْجَعْدِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سُئِلَ عَمَّنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا ثُمَّ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰى فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّاَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ سَمِعْتُ نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "يَجِیءُ مُتَعَلِّقًا بِالْقَاتِلِ تَشْخُبُ اَوْدَاجُهٗ دَمًا فَيَقُولُ اَیْ رَبِّ سَلْ هٰذَا فِيمَ قَتَلَنِیْ" . ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَنْزَلَهَا اللّٰهُ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا .

☆☆ سالم بن ابو جعد بیان کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے' پھر توبہ کر لیتا ہے' پھر ایمان لے آتا ہے اور نیک عمل اختیار کرتا ہے اور ہدایت حاصل کر لیتا ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے' جبکہ میں نے تمہارے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''(قیامت کے دن مقتول) اپنے قاتل کے ساتھ لگ کر آئے گا اور اس کی رگوں میں سے خون بہہ رہا ہوگا۔ وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟''

پھر حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا اور پھر اس کو منسوخ قرار نہیں دیا۔

4011 - قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ اَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ الْبَصْرِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ

4009-لم نجد هذا الحديث في تحفة الاشراف للمزي، و مكانه في: (فصل مسند جماعة من الصحابة روي عنهم فلم يسموا) (11/123) والحديث في مسند الامام احمد (5/367 و 373) .

4010-اخرجه النسائي في القسامة، تاويل قول الله عزوجل (ومن يقتل مؤمنًا متعمدًا فجزاؤه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4881) . و اخرجه ابن ماجه في الديات، باب هل لقاتل مومن توبة (الحديث 2621) . تحفة الاشراف (5432) .

الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ اَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا) فَرَحَلْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ فِي اٰخِرِ مَا اُنْزِلَ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ .

★★ سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اہل کوفہ کے درمیان اس آیت کے بارے میں اختلاف ہو گیا:

''جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے''۔

تو میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ آیت آخری نازل ہونے والی آیات میں سے ہے اور پھر اس کے بعد کسی دوسری آیت نے اسے منسوخ قرار نہیں دیا۔

4012 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ اَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ هَلْ لِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا مِّنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا . وَقَرَاْتُ عَلَيْهِ الْاٰيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) قَالَ هٰذِهِ اٰيَةٌ مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا اٰيَةٌ مَدَنِيَّةٌ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ) .

★★ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: جی نہیں! میں نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی جو سورۃ الفرقان میں ہے:

''جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور کسی جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے اور اس کے بعد مدنی آیت نے اسے منسوخ قرار دیا (اور وہ آیت یہ ہے:)

''اور جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کی جزاء جہنم ہے''۔

ممانعت قتل سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

(۱) عبدالرزاق وسعید بن منصور، عبد بن حمید و بخاری ونسائی وابن المنذر وابن ابی حاتم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا

4011-اخرجه البخاري في التفسير، باب (و من يقتل مومنًا متعمدا فجزاوه جهنم) (الحديث 4590)، وباب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاماً) (الحديث 4763) . واخرجه مسلم في التفسير (الحديث 16 و 17) . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في تعظيم قتل المومن (الحديث 4275) . و اخرجه النسائي في القسامة، تاويل قوله الله عزوجل (و من يقتل مومنًا متعمدا فجزاوه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4879)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (ومن يقتل مومنا متعمدًا فجزاوه جهنم) (الحديث 135) تحفة الاشراف (5621) .

4012-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاماً) (الحديث 4762) . واخرجه مسلم في التفسير، (الحديث 20) . واخرجه النسائي في القسامة، تاويل قول الله عزوجل (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4880) . تحفة الاشراف (5599 و 5621) .

مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایک آدمی سے ملے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں اس نے کہا السلام علیکم انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی بکریوں کو لے لیا۔ تو (یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا سے لے کر عرض الحیوۃ الدنیا تک فرمایا اس سے مراد مال غنیمت ہے ابن عباس نے السلام پڑھا ہے۔

(۲) ابن ابی شیبہ واحمد وطبرانی اور ترمذی (نے اس کو حسن کہا) وعبد بن حمید (نے اس کو صحیح کہا) وابن جریر وابن المنذر وحاکم نے (اس کو صحیح کہا) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی بنو سلیم میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا وہ اپنی بکریوں کو ہانک رہا تھا اس نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہم کو اس لئے سلام کر رہا ہے تاکہ ہم سے بچ جائے انہوں نے اس کو قتل کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کا مال لے آئے اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم۔

بلا تحقیق کوئی فیصلہ کرنا بڑا گناہ ہے

(۳) ابن سعد وابن ابی شیبہ واحمد وابن جریر وطبرانی وابن المنذر وابن ابی حاتم وابو نعیم وبیہقی دونوں نے دلائل میں عبد اللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضم (ایک جگہ کا نام) کی طرف بھیجا میں بھی مسلمانوں کی اس جماعت میں نکلا کہ ان میں حرث بن ربعی، ابو قتادہ اور محلم بن جثامہ بن قیس اللیثی بھی تھے ہم نکلے یہاں تک کہ ہم بطن اضم میں تھے تو ہمارے ساتھ عامر بن اضبط اشجعی اپنی سواری پر گزرا اس کے ساتھ اپنا سامان اور ایک دودھ کا برتن بھی تھا۔ جب وہ ہمارے پاس سے گزرا تو ہم کو اس نے سلام کیا ہم اس سے رک گئے اور محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر دیا کسی باہمی ناراضگی کی وجہ سے جو اس کے اور اس کے درمیان تھی اور اس کو قتل کر دیا اور اس کا اونٹ اور اس کا سامان لے لیا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور ان کو یہ خبر سنائی تو ہمارے بارے میں یہ قرآن نازل ہوا۔ لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا۔

(۴) ابن اسحق وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والبغوی نے اپنی معجم میں یزید بن عبد اللہ بن قسیط کے طریق سے ابو حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے اسی طرح روایت کیا کہ اس میں یہ بھی تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کو قتل کر دیا اس کے کہنے کے بعد کہ اللہ پر ایمان لے آیا تو قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی۔

(۵) ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محلم بن جثامہ کو ایک لشکر میں بھیجا ان کو عامر بن اضبط ملا اس نے اسلام کے مطابق ان کو سلام کیا اور جاہلیت کے زمانہ میں ان کے درمیان کوئی رنجش تھی محلم نے عامر کو تیر مارا اور اس کو قتل کر دیا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی محلم دو چادروں میں آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گئے تاکہ ان کے لئے استغفار کریں آپ نے فرمایا اللہ تجھے نہ بخشے وہ کھڑا ہو گیا اور اس کے آنسو اس کی چادر پر گر رہے تھے کچھ دیر نہیں گزری تھی کہ وہ مر گیا لوگوں نے اسے دفن کیا زمین نے اس کو باہر پھینک دیا لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور یہ واقعہ ذکر کیا آپ نے فرمایا بلاشبہ زمین قبول کر لیتی ہے جو اس تمہارے ساتھ سے بھی زیادہ برا ہو لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو نصیحت کرنے کا ارادہ فرمایا

ہے پھر اس کو پہاڑ میں پھینک دیا گیا اس پتھر ڈال دیئے گئے یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم (لآیہ)۔

(۶) البزار و دار قطنی نے الافراد میں اور طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا جس میں مقداد بن اسود بھی تھے جب وہ دشمن قول کے پاس آئے تو ان کو اس حال میں پایا کہ وہ سب لوگ بھاگ چکے تھے صرف ایک آدمی باقی تھا جس کے پاس بہت مال تھا وہ اپنی بستی ہی میں رہا اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ مقداد رضی اللہ عنہ اس کی طرف جھکے اور اس کو قتل کر دیا ان کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی نے کہا کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جس نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کی گواہی دی؟ اللہ کی قسم میں ضرور اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کروں گا جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی نے اشھد ان لا الہ الا اللہ کی گواہی دی مگر مقداد نے اس کو قتل کر دیا آپ نے فرمایا مقداد کو میرے پاس بلاؤ (جب وہ آئے) تو آپ نے اس سے فرمایا کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا جو لا الہ الا اللہ کہتا تھا کل قیامت کے دن کو لا الہ الا اللہ کا کیا جواب دے گا اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ سے لے کر کذلک کنتم من قبل تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقداد سے فرمایا وہ آدمی مومن تھا کفار قوم کے ساتھ تھے اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے پھر اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا تو اس کو تو نے قتل کر دیا اور اسی طرح تم بھی اس سے پہلے مکہ میں اپنے ایمان کو چھپائے ہوئے تھے۔

(۷) ابن ابی حاتم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۸) ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ایک آدمی جو اسلام کا اظہار کرتا تھا اور اللہ اور رسول پر ایمان رکھتا تھا اور وہ اپنی قوم میں رہتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لشکر آیا تو اپنی قوم کو اس کی خبر دیتا تو وہ آدمی وہی ٹھہرا رہتا اور مومنین سے نہ ڈرتا کیونکہ وہ ان کے دین پر تھا یہاں تک کہ جب وہ ایمان والوں سے ملتا تو ان کو سلام کرتا صحابہ کہنے لگے کہ تو مومن نہیں ہے حالانکہ اس نے سلام کیا تھا مگر انہوں نے اس کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا سے لے کر تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا تک یعنی تم نے اس کو قتل کیا اس ارادے سے کہ تمہارے لئے وہ مال حلال ہو جائے گا جو تم نے اس کے پاس پایا تھا اور یہ دنیا کا سامان ہے جبکہ میرے پاس غنیمتیں بہت ہیں اور اللہ کے فضل کو تلاش کرو اور وہ آدمی جس کا نام مرداس تھا اس کی قوم لشکر کی وجہ سے بھاگ گئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا اس لشکر میں بنو لیث کا ایک آدمی تھا اس کا نام قلیب تھا یہاں تک کہ جب وہ گھوڑا سوار پہنچے تو اس نے ان پر سلام کیا مگر انہوں نے اس کو قتل کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے گھر والوں کو دیت دینے کا حکم فرمایا اور اس کا مال ان کی لوٹا دیا اور مومنین کو ایسا کرنے سے منع کر دیا گیا۔

(۹) عبد بن حمید و ابن جریر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا

کے بارے میں روایت کیا کہ یہ حدیث مرداس کے بارے میں جو غطفان میں سے ایک آدمی تھا ہم کو یہ بات ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا ان پر غالب لیثی امیر تھے فدک والوں کی طرف سے اور اس کے ساتھ کچھ لوگ غطفان والوں میں سے تھے اور مرداس ان میں سے تھا اس کے ساتھی بھاگ گئے تو مرداس نے کہا میں مومن ہوں اور تمہارے دین پر ہوں صبح سویرے جب گھوڑا سوار پہنچے اور اس سے ملے تو اس نے ان کو سلام کیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو قتل کر دیا اور جو سامان اس کے پاس تھا اس کو لے لیا اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا اس لئے کہ مسلمان کا تحفہ سلام ہے اس کے ساتھ وہ پہنچانے جاتے ہیں اور اسی کے ساتھ مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں۔

ایک کلمہ گو کا قتل بڑا گناہ ہے

(۱۰) ابن جریر نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ کے بارے میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا بنو ضمرہ کی طرف اس پر اسامہ بن زید امیر تھے ان میں سے وہ ایک آدمی کو ملے جس کو مرداس بن نھیک کہا جاتا تھا اس کے پاس بکریاں تھیں اور سرخ تھا جب اس نے ان کو دیکھا تو ایک پہاڑ کی غار میں چھپ گیا اسامہ اس کے پیچھے لگے جب مرداس تک پہنچا تو اس نے اپنی بکریاں اس میں چھوڑ دیں اور صحابہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہا السلام علیکم میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اسامہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے اونٹ اور اس کی بکریوں کی وجہ سے اس کو قتل کر دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو اس بات کو محبوب رکھتے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جائے اور اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں پوچھتے جب یہ لوگ واپس لوٹے تو آپ نے ان لوگوں سے اس (یعنی اسامہ) کے بارے میں نہ پوچھا تو لوگوں (یعنی ان کے ساتھیوں نے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتانا شروع کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ! آپ اسامہ کو اس وقت دیکھتے جبکہ ان کو ایک آدمی نے کہا: لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (لیکن) اسامہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان صحابہ سے اعراض کر رہے تھے جب انہوں نے زیادہ باتیں کیں تو آپ نے اسامہ کی طرف سر مبارک اٹھایا اور فرمایا تیرا اور لا الہ الا اللہ کا کیا معاملہ ہوگا؟ اسامہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے یہ جملہ جان بچانے کے لئے کہا کہ وہ اس کے ساتھ بچ جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو نے اس کا دل کو کیوں نہیں چیر لیا تا کہ تو دیکھ لیتا اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور خبر دی کہ انہوں نے اس کو اس کے اونٹ اور اس کی بکریوں کی وجہ سے قتل کیا۔ اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری توبہ قبول فرمائی۔ اسامہ نے قسم اٹھائی کہ وہ آئندہ کسی آدمی کو قتل نہیں کرے گا جو لا الہ الا اللہ کہے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعد انہوں نے یہ رویہ نہ دیکھا۔

(۱۱) ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ کے صحابہ راستہ تلاش کر رہے تھے دشمن میں سے کچھ لوگوں سے ملے صحابہ نے ان پر حملہ کیا اور ان کو شکست دی ان میں سے ایک آدمی بھاگ کھڑا ہوا تو ایک آدمی اس کے پیچھے لگ گیا جو اس کے سامان کا ارادہ رکھتا تھا۔ جب اس کو نیزہ گھونپ دیا پھر اس کو قتل کر دیا اور اس کا سامان لے لیا یہ

بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لے جائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قاتل سے فرمایا تو نے اس کو قتل کر دیا بعد اس کے کہ اس نے کہا میں مسلمان ہوں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! اس نے صرف جان بچانے کے لئے ایسا کہا تھا آپ نے فرمایا کہ تو نے اس کے دل کیوں نہیں چیر لیا اس نے کہا کس لئے یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا تا کہ تو جان لیتا کہ وہ سچ بولنا والا تھا یا جھوٹ بولنے والا تھا اس نے کہا یا رسول اللہ! میں اس بات کو جان سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی زبان بتا رہی تھی۔ راوی نے کہا کچھ دنوں کے بعد قاتل مر گیا اس کے ساتھیوں نے اس کے لئے قبر کھودی (تا کہ اس کو دفن کیا جائے) تو قبر نے اسے باہر پھینک دیا پھر انہوں نے دوبارہ دفن کیا پھر وہ صبح کو کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے قبر سے باہر ایک جانب پھینک دیا ہے حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اس کو کتنی مرتبہ دفن کیا دو یا تین مرتبہ ہر دفعہ زمین نے اس کو قبول نہ کیا جب ہم نے دیکھا کہ زمین اس کو قبول نہیں کرتی تو ہم نے اس کی ٹانگوں سے پکڑ کر اس کو پہاڑ کی گھاٹی میں پھینک دیا اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ کی قسم اس سے بھی زیادہ شریر لوگوں کو زمین چھپا لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے قوم کو یہ نصیحت فرمائی کہ پھر ایسا نہ کرنا۔

(۱۲) عبدالرزاق وابن جریر نے معمر کے طریق سے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا کے بارے میں روایت کیا مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے مشرکین میں سے ایک آدمی پر حملہ کیا تو مشرک نے اس سے کہا میں مسلمان ہوں لا الہ الا اللہ کی گواہی دیتا ہوں اس کے کہنے کے بعد بھی مسلمان نے اس کو قتل کر دیا یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے اس سے فرمایا جس نے قتل کیا تھا کیا تو نے اس کو قتل کر دیا حالانکہ اس نے لا الہ الا اللہ کہا تھا قاتل نے معذرت کرتے ہوئے کہا: اے اللہ کے نبی اس نے صرف بچاؤ کے لئے کہا تھا حقیقت میں اس نے کلمہ نہیں پڑھا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے دل کو چیر کر دیکھا تھا پھر وہ قاتل مر گیا اور دفن کر دیا گیا (لیکن) زمین نے اس کو باہر پھینک دیا یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئی تو آپ نے اس کو دفن کرنے کا حکم فرمایا پھر اس کو زمین نے باہر پھینک دیا حتیٰ کہ یہ معاملہ تین دفعہ ہوا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمین نے اس کو قبول کر دیا اس کو ایک غار میں ڈال دو معمر نے کہا کہ ان میں سے بعض صحابہ نے فرمایا کہ زمین اس سے زیادہ شریر لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اس کو عبرت بنا دیا۔

(۱۳) ابن جریر نے ابوالضحیٰ کے طریق سے مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مسلمانوں میں سے ایک جماعت ایک مشرک آدمی سے ملے اور اس کے پاس بکریاں تھیں اس نے کہا السلام علیکم میں مومن ہوں انہوں نے یہ سمجھا کہ اس سے بچاؤ کر رہا ہے اس کو قتل کر دیا اور اس کا ریوڑ لے لیا اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتار دی لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا یعنی مال کو (تم نے طلب کیا)۔

(۱۴) ابن ابی شیبہ وابن جریر نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں گئے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا وہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں اس نے کہا میں

مسلمان ہوں ابن اسود نے اس کو قتل کر دیا جب وہ واپس آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات بتائی گئی تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا یہاں عرض سے مراد مال غنیمت ہے۔

(۱۵) ابن جریر نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ آیت ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس کو ابودرداء نے قتل کر دیا تھا پھر اس طرح کا واقعہ ذکر کیا جس طرح کا واقعہ اسامہ بن زید کے بارے میں ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: وما کان لمؤمن ان یقتل مؤمنا الا خطئا یہاں تک پہنچے ان اللہ کان بما تعلمون خبیرا۔

(۱۶) عبد بن حمید وابن جریر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا کے بارے میں روایت کیا کہ ایک بکری چرانے والے سے مومنین کی ایک جماعت ملی انہوں نے اس کو قتل کیا۔ اور اس کے ساتھ جو مال تھا وہ بھی لے لیا اور انہوں نے اس سے السلام علیکم انی مؤمن کو قبول نہیں کیا۔

(۱۷) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مومنین پر یہ حرام کر دیا جیسا کہ ان پر مردار کو حرام کر دیا کہ یوں نہیں کہیں کہ جو آدمی لا الـٰـہ الا اللہ کی گواہی دے اس کو کہو تو مومن نہیں ہے۔ پس وہ اپنے مال اور خون کے بارے میں محفوظ ہے اس کا قول رد نہ کرو۔

(۱۸) سعید بن منصور وعبد بن حمید نے ابورجاء والحسن رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ اس طرح پڑھتے تھے لفظ آیت: ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم سین کے کسرہ کے ساتھ۔

(۱۹) سعید بن منصور وعبد بن حمید نے مجاہد اور ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ دونوں ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم پڑھتے تھے۔

(۲۰) عبدالرزاق وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کذلک کنتم من قبل سے مراد ہے کہ تم بھی تو اپنے ایمان کو چھپایا کرتے تھے جیسے اس گڈریا نے اپنے ایمان کو چھپایا اور دوسرے لفظ میں یوں ہے تم اپنے ایمان کو مشرکین سے چھپایا کرتے تھے فمن اللہ علیکم پھر اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان فرمایا کہ تم نے اسلام کو ظاہر کیا اور اپنے ایمان کا اعلان کیا فتبینوا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دودفعہ وعید ہے۔

(۲۱) عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے کذلک کنتم من قبل کے بارے میں روایت کیا کہ تم بھی تو کافر تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر اسلام کے ذریعہ سے احسان فرمایا اور اس کی تم کو ہدایت دی۔

(۲۲) ابن المنذر وابن ابی حاتم نے مسروق رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ کذلک کنتم من قبل سے مراد ہے تم بھی (پہلے) مومن نہیں تھے۔

(۲۳) عبد بن حمید نے نعمان بن سالم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ آیت ہذیل میں سے ایک آدمی

کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۲۴) عبد بن حمید نے عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ فتبینوا یاء کے ساتھ پڑھا۔

(۲۵) ابن ابی شیبہ و بخاری و مسلم و ابوداؤد و نسائی نے اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا ہم صبح کے وقت جہینہ قبیلہ کے مضافات میں پہنچے میں نے ایک آدمی کو پایا اس نے کہا لا الہ الا اللہ میں نے اس کو نیزہ مارا (اور قتل کر دیا) میرے دل میں کوئی بات واقع ہوئی تو میں نے اس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا اس نے لا الــہ الا اللہ کہا اور تو نے اس کو قتل کر دیا میں نے کہا یا رسول! اس نے ہتھیار سے ڈر کر ایسا کہا آپ نے فرمایا کہ تو اس کے دل کو چیر کو دیکھ لیتا یہاں تک کہ اس کے کہنے کو جان لیتا کہ اس نے دل سے کہا یا نہیں آپ برابر اس بات کو فرماتے رہے حتی کہ میں نے تمنا کی میں آج کے دن ہی مسلمان ہوا ہوتا۔

دل چیر کر کیوں نہ دیکھا؟

(۲۶) ابن سعد نے جعفر بن برقان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو اہل یمانہ میں سے ایک حضرمی آدمی نے یہ بیان کیا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا اسامہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور میں نے آپ کو یہ بات بتائی کہ جب قوم شکست کھا گئی تو میں نے ایک آدمی کو گھیر لیا اور میں نے نیزہ مارنے کا ارادہ کیا تو اس نے کہا لا الــــہ الا اللہ میں نے اس کو نیزہ مارا اور قتل کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ تبدیل ہو گیا اور فرمایا افسوس ہے تجھ پر اے اسامہ تیرا کیا حال ہوگا لا الــہ الا اللہ کے مقابلہ میں افسوس ہے تجھ پر اے اسامہ! تیرا کیا حال ہوگا کہ لا الہ الا اللہ والے مقابلے میں آپ برابر یہ فرماتے رہے یہاں تک کہ میں یہ خواہش کرنے لگا کہ میں ہر عمل سے نکل چکا ہوں جو میں نے کئے اور میں آج کے دن نئے سرے سے اسلام لایا ہوں اللہ کی قسم! اب میں کسی لا الہ الا اللہ کہنے والے کو قتل نہیں کروں گا بعد اس کے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سن لی۔

(۲۷) ابن سعد نے ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں لا الہ الا اللہ کہنے والے کو کبھی قتل نہیں کروں گا سعد بن مالک میں فرمایا اللہ کی قسم! میں کبھی کسی لا الہ الا اللہ کہنے والے آدمی کو قتل نہیں کروں گا ان دونوں کو ایک آدمی نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا لفظ آیت: وقتلوهـم حتـى لا تـكـون فتنة ويكـون الـدين لله (البقرہ آیت ۹۳) دونوں نے کہا ہم نے قتال کیا یہاں تک کہ فتنہ نہیں رہا اور سارا دین اللہ کے لئے ہو گیا۔

(۲۸) ابن سعد و ابن ابی شیبہ و احمد نسائی نے عقبہ بن مالک لیثی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا انہوں نے ایک قوم پر حملہ کیا لشکر میں سے ایک مجاہد نے تلوار کو سونتتے ہوئے ایک آدمی کے پیچھے لگ گیا دشمن کے بھاگنے والے آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں اس نے جو کہا مجاہد نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور اس کو قتل کر دیا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے اس بارے میں سخت بات فرمائی قاتل کو یہ بات پہنچی تو اس درمیان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اچانک اس قاتل نے کہا اللہ کی قسم اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس سے اس طرف کے لوگوں سے منہ پھیر لیا اور آپ خطبہ ارشاد فرماتے رہے پھر اس قاتل نے کہا کہ اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کہی تھی آپ نے اس سے اس طرف کے لوگوں سے منہ پھیر لیا اور اپنا خطبہ ارشاد فرماتے رہے پھر اس نے صبر نہیں کیا اور تیسری مرتبہ وہی کہا اللہ کی قسم! یا رسول اللہ! اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کہی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے اور آپ کے چہرہ مبارک میں ناراضگی کے آثار پہچانے جاتے تھے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے (اس کی توبہ قبول کرنے پر) انکار فرمایا ہے اس شخص کے لئے جو کسی مومن کو قتل کردے تین مرتبہ آپ نے ایسا فرمایا۔

(۲۹) شافعی وابن ابی شیبہ و بخاری و مسلم وابوداؤد اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بتایئے اگر میں اور مشرکین میں سے ایک آدمی آپس میں لڑیں اور وہ میرا ہاتھ کاٹ دیں اور جب میں اس پر تلوار کو اونچا کروں تو وہ کہہ دے لا الـــه الا الله اس کو ماروں یا چھوڑ دوں؟ آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو میں نے عرض کیا اس نے میرا ہاتھ کاٹا (اس سے بدلہ نہ لوں) آپ نے فرمایا اگر تو اس کو مارے گا اس کے کلمہ کہنے کے بعد تو وہ تیری حالت جیسا ہو جائے گا پہلے اس سے کہ تو اس کو قتل کرے اور تو اس کی اس حالت جیسا ہو جائے گا جو اس کی تھی پہلے بھی اس کلمہ کے کہنے سے پہلے۔

(۳۰) الطبرانی نے جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ کے لشکر میں سے ایک خوشخبری دینے والا آیا اس نے آپ کو لشکر کے لئے اللہ کی مدد اور اس کی فتح کے بارے میں خبر دی۔ کہ اس نے ان کو فتح عطا فرمائی اس نے کہا یا رسول اللہ! اس درمیان کہ ہم قوم کا پیچھا کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی تھی کہ میں نے تلوار لے کر ایک آدمی کا پیچھا کیا جب وہ ڈرا کہ تلوار اس پر واقع ہونے والی ہے تو وہ ڈرتے ہوئے کہنے لگا میں مسلمان ہوں بے شک میں مسلمان ہوں آپ نے فرمایا تو نے اس کو قتل کر دیا؟ میں عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا تو اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا کہ وہ سچ بولنے والا ہے یا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس نے کہا آپ نے فرمایا تو اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا کہ وہ سچ بولنے والا ہے یا جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس نے کہا آپ نے فرمایا تو اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا کہ وہ سچ بولنے والا ہے یا جھوٹ بولنے والا ہے اس نے کہا اگر میں اس کے دل کو چیر لیتا تو بھی مجھے کوئی علم نہ ہوتا کیونکہ اس کا دل گوشت کا ایک لوتھڑا ہے آپ نے فرمایا نہ تو اس کے دل کی بات کو جانتا ہے اور نہ ہی تو اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہے اس نے کہا یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجئے آپ نے فرمایا میں تیرے لئے استغفار نہیں کروں گا وہ آدمی (یعنی قاتل) مر گیا اس کو دفن کیا تو صبح کو وہ زمین پر پڑا ہوا تھا پھر انہوں نے اس کو دفن کیا پھر صبح کو وہ زمین پر پڑا ہوا تھا تین مرتبہ ایسا ہوا جب لوگوں نے یہ دیکھا تو شرمندہ ہوئے اور اس کی مصیبت سے رنجیدہ ہوئے انہوں نے اس کی لاش کو اٹھایا اور اس کو ایک گھاٹی میں ڈال دیا۔ (تفسیر در منثور، نساء، بیروت)

قتل کی سزا جہنم ہونے کا بیان

4013 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اَمَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اَبِىْ لَيْلٰى اَنْ اَسْاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ

جَهَنَّمُ) فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَىْءٌ . وَعَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَالَّذِينَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) قَالَ نَزَلَتْ فِىْ اَهْلِ الشِّرْكِ .

☆☆ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عبدالرحمٰن بن ابویعلیٰ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ان دو آیات کے بارے میں دریافت کروں:

''جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے''۔

میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس آیت کو کسی دوسری آیت نے منسوخ قرار نہیں دیا ہے۔

(میرا دوسرا سوال) اس آیت کے بارے میں تھا:

''اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور ایسی جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے''۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

4014 - اَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ رَوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى الثَّعْلَبِىِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ قَوْمًا كَانُوْا قَتَلُوْا فَاَكْثَرُوْا وَزَنَوْا فَاَكْثَرُوْا وَانْتَهَكُوْا فَاَتَوُا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ اِنَّ الَّذِىْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْ اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً . فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) اِلٰى (فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ) قَالَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ شِرْكَهُمْ اِيْمَانًا وَزِنَاهُمْ اِحْصَانًا وَنَزَلَتْ (قُلْ يَا عِبَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ) الْاٰيَةَ .

☆☆ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

''کچھ لوگ ایسے تھے جنہوں نے قتل کیے اور بکثرت قتل کیے انہوں نے زنا کا ارتکاب کیا اور بکثرت اس کا ارتکاب کیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حدود کی خلاف ورزی کی ہوئی تھی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ جو باتیں ارشاد فرماتے ہیں اور جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھی ہے لیکن اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اس

4013-اخرجه البخاري في مناقب الانصار، باب ما لقي النبي صلى الله عليه وسلم و اصحابه من المشركين بمكة (الحديث 3855)، و في التفسير، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاماً) (الحديث 4764) بنحوه، و باب (يضاعف له العذاب يوم القيامة و يخلد فيها مهانا) (الحديث 4765) بنحوه، و باب (الا من تاب و امن و عمل صالحاً فاولئك يبدل الله سيئاتهم حسنات و كان الله غفورًا رحيماً) (الحديث 4766) . واخرجه مسلم في التفسير، (الحديث 18 و 19) . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في تعظيم قتل المومن (الحديث 4273) بنحوه . واخرجه النسائي في القسامة، تاويل قول الله عزوجل (ومن يقتل مومناً متعمدًا فجزاؤه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4878)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (فمالكم في المنافقين فئتين والله اركسهم بما كسبوا) (الحديث 134) . تحفة الاشراف (5624) .

4014-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9482) .

بارے میں بتا دیں کہ ہم جو عمل پہلے کر چکے ہیں اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی:
"اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو معبود قرار نہیں دیتے ہیں"۔
یہ آیت یہاں تک ہے:
"تو یہ وہ لوگ ہیں اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا"۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان کے شرک کو ایمان میں ان کے زنا کو پاک دامنی میں تبدیل کر دیا۔
پھر یہ آیت نازل ہوئی:
"تم فرما دو! اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جان پر وہ ظلم کیا ہے"۔

کسی انسان کو ناحق قتل کرنا حرام ہے

۱- الفریابی احمد وعبد بن حمید والبخاری ومسلم والترمذی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن امردویہ والبیہقی فی شعب الایمان ابن مسعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے حالانکہ اسی نے تجھ کو پیدا کیا میں نے عرض کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو اس خوف سے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے گی میں نے پھر عرض کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے فرمایا کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تصدیق میں یہ آیت اتاری آیت والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ۔

۲- البخاری ومسلم وابداود والنسائی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وابن مردویہ والبیہقی سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اہل شرک میں سے بعض لوگوں نے کثرت سے قتل کیے تھے اور زنا کیے تھے پھر وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا جو آپ فرماتے ہیں اور اس کی طرف بلاتے ہیں وہ بہت اچھا دین ہے اگر ہم کو یہ بتا دیا جائے کہ جو ہم نے بڑے عمل کیے ہیں اس پر کیا کفارہ ہے تو ہم ایمان لے آتے ہیں تو یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الٰھا اخر اور یہ آیت قل یعبادی الذین اسرفوا علی انفسھم نازل ہوئی۔

۳- البخاری وابن المنذر نے قاسم بن ابی بزہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کیا اس شخص کے لیے توبہ ہے جس نے کسی مومن کو جان بوجھ کر قتل کیا تو انہوں نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی آیت ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق سعید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی تھی جیسے کہ تو نے مجھے یہ آیت سنائی اور فرمایا یہ آیت مکی ہے اور اس کو مدنی آیت نے منسوخ کر دیا جو سورۃ نساء میں ہے۔

۴- ابن المبارک نے شفی اصبحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس کو صعود کہا جاتا ہے۔ کافر اس کی چوٹی پر چڑھنے سے پہلے اس پر چالیس سال تک چڑھتا رہے گا اور جہنم میں ایک محل ہے اس کو ھوی کہا جاتا ہے کافر اس کے اوپر سے پھینکا جائے گا اس کی جڑ میں پہنچنے سے پہلے چالیس سال تک گرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آیت ومن یحلل علیہ غضبی فقد

هو ای (مریم آیت ۱۸) اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کو اثام کہا جاتا ہے جس میں سانپ اور بچھو ہیں ایک سانپ کی پشت میں سر بکرے کے برابر زہر ہوگا اور ان میں سے ایک بچھو پالان بندھے ہوئے خچر کی طرح ہوگا اور جہنم میں ایک وادی ہے جس کو غی کہا جاتا ہے اس میں پیپ اور خون بہتا ہے۔

نمازوں کو ان کے اوقات میں پڑھنا افضل ترین عبادت ہے۔

۵-ابن مردویہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کون سے اعمال افضل ہیں فرمایا نمازوں کو ان کے وقت پر ادا کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا پھر اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ مجھ کو زیادہ جواب دیتے اور میں نے سوال کیا کون سا گناہ بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے فرمایا تو اپنی اولاد کو اس لیے قتل کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائے پھر ہم تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا آیت **والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون** .

۶-ابن مردویہ نے عون بن عبداللہ سے روایت کیا کہ میں نے اسود بن یزید سے سوال کیا کہ ابن مسعود ایک عمل کو دوسرے پر فضیلت دیتے تھے فرمایا ہاں میں نے ابن مسعود سے سوال کیا انہوں نے فرمایا میں نے بھی اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا تھا کہ یارسول اللہ! کون سے اعمال ایسے ہیں جو اللہ کی طرف زیادہ محبوب ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ قریب کرنے والے ہیں تو آپ نے فرمایا نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا میں نے کہا پھر اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا میں نے کہا اس کے بعد کون سا عمل محبوب ہے۔ فرمایا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اگر میں زیادہ سوال کرتا تو آپ زیادہ جواب دیتے۔ میں نے عرض کیا کون سے اعمال اللہ کی طرف زیادہ ناپسندیدہ ہیں اور اللہ سے زیادہ دور کرنے والے ہیں؟ فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنائے حالانکہ اس نے تجھ کو پیدا کیا اور یہ کہ تو قتل کرے اپنی اولاد کو کہ وہ تیرے ساتھ کھائے گی اور تو پڑوسی کی بیوی سے زنا کرے پھر یہ آیت پڑھی آیت **والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر** .

۷-ابن ابی حاتم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو منع کیا ہے کہ تو مخلوق کی عبادت کرے اور خالق کو چھوڑ دے اور تجھ کو منع کیا ہے کہ تو اپنی اولاد کو قتل کرے اور اپنے کتے کو کھلائے اور تجھ کو منع کیا ہے کہ تو اپنے ہمسائے کی بیوی سے زنا کرے۔

اثام جہنم میں ایک وادی ہے

۸-ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت **یلق اثاما** میں اثام جہنم میں ایک وادی ہے۔

۹-الفریابی وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت **یلق اثاما** میں

اثام جہنم میں پیپ اور خون کی ایک وادی ہے۔

۱۰۔ابن جریر وابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت اثام جہنم میں وادیاں ہیں جن میں زنا کار لوگ رہتے ہیں۔

۱۱۔عبدالرزاق وعبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یلق اثاما سے مراد ہے سخت سزا اور ہم سے یہ بھی بیان کرتے تھے کہ وہ جہنم میں ایک وادی ہے اور ہم کو ذکر کیا گیا کہ لقمان کہا کرتے تھے اے میرے بیٹے! زنا سے بچ کیونکہ اس کا اول ڈرنا ہے اور اس کا آخر ندامت ہے (یعنی اس کی ابتداء خوف سے ہوتی ہے اور انتہا شرمندگی سے ہوتی ہے)۔

۱۲۔ابن المبارک نے الزہد میں شفی اصحی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کو اثاما کہا جاتا ہے اس میں ایسے سانپ اور بچھو ہیں کہ اس میں سے ہر ایک کی ریڑھ کی ہڈی میں ستر مٹکوں کے برابر زہر ہے۔اور اس میں سے ایک بچھو پالان بندھے ہوئے خچر کی طرح ہے۔

۱۳۔ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نافع بن ارزق نے ان سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس قول آیت یلق اثاما کے بارے میں بتایئے کہ اثام کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے بدلہ اس کے بارے میں عامر بن طفیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ورویناالاسنة من صداء ولاقت حمیز منا اثاما

ترجمہ: اور ہم نے نیزوں کی پیاس بجھائی اور حمیر نے ہماری طرف سے جزاء پائی سامنے تھے گدھے ہم سے پیچھے تاخیر سے

۱۴۔الطبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو آیت ومن یفعل ذلك یلق اثاما پڑھا۔

۱۵۔عبد بن حمید نے عاصم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس طرح سے پڑھا آیت یضعف رفع کے ساتھ۔ آیت له العذاب یوم القیامة اور آیت ویخلد فیه کو یاء کے نصب اور لام کے رفع کے ساتھ پڑھا۔

۱۶۔ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت ویخلد فیه میں ضمیر سے مراد عذاب ہے۔اور مہانا یعنی اس میں ذلیل ورسوا کیا جائے گا۔

۱۷۔ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر نازل ہوئی تو مسلمانوں پر یہ آیت بھاری گزری اور انہوں نے کہا ہم میں سے کوئی نہیں مگر اس نے شرک کیا قتل کیا اور زنا کیا تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا آیت یعبادی الذین اسرفو (الزمر آیت ۵۳) تو کہا کہ یہ ان لوگوں کے لیے ہے جو جو اس میں شرک کو پہنچے پھر اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی آیت: الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئك یبدل اللہ سیاٰتھم حسنت تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کفر کو اسلام سے نافرمانی کو اطاعت سے اور نکار کو معرفت سے اور جہالت کو علم سے بدل دیا۔

۱۸۔ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت تبرك الذی

(فرقان کی یہ آیت مدینہ منورہ میں حمزہ رضی اللہ عنہ کے قاتل وحشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی وہ کہتے تھے ہم نے اسلام کو پہچان لیا اور اس کی فضیلت لیکن ہماری توبہ کیسے ہوگی اور ہم نے بتوں کی پوجا کی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو قتل کیا اور ہم نے شراب پی اور مشرک عورتوں سے نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر نازل کی پھر ان کی توبہ کا حکم نازل ہوا آیت الا من تاب وامن واعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت تو اللہ تعالیٰ نے ان کو مسلمانوں کے ساتھ جنگ کرنے مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے سے بدل دیا اور مشرک عورتوں کے ساتھ نکاح کو ایمان والی عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے میں بدل دیا اور بتوں کی عبادت کرنے کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ بدل دیا۔

۱۹-عبد بن حمید نے عامر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں شرک کیا قتل کیا اور زنا بھی کیا۔ مسلمانوں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ ہرگز ہم کو نہ بخشیں گے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی آیت الا من تاب پوری آیت۔ پھر فرمایا کہ توبہ ایمان اور نیک عمل آ گیا جبکہ پہلے شرک قتل اور زنا تھا تو یہ تینوں کام تین کاموں کی جگہ پر ہیں۔

۲۰-عبد بن حمید نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر نازل ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے کہا ہم نے جاہلیت کے زمانے میں شرک کیا اور ہم نے ناحق قتل کیے تو یہ آیت الا من تاب نازل ہوئی۔

۲۱-ابن المنذ والطبرانی وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم نے دو سال تک یہ آیت پڑھی آیت والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر وال یقتلون النفس التی حرم اللہ الا الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت الا من تاب وامن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا آپ اس سے خوش ہوئے اور اس سے بھی خوش ہوئے آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا (الفتح) کہ ہم نے آپ کو کھلم کھلا فتح عطا فرمائی۔

۲۲-ابوداود نے اپنی تاریخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت والذین لایدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ۔ کے بارے میں روایت کیا پھر اس حکم سے مستثنیٰ کرتے ہوئے فرمایا آیت الا من تاب وامن وعمل عملا صالح فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت ۔ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لے آئے اور نیک عمل کرے تو اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیں گے۔

توبہ ہر گناہ مٹا دیتی ہے۔

۲۳-ابن جریر وابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پھر میں نماز سے فارغ ہو کر چلا گیا اچانک ایک عورت میرے دروازہ پر تھی اس نے کہا

میں آپ کے پاس آئی ہوں اور میں سوال کرتی ہوں ان عملوں کے بارے میں جو میں نے برے اعمال کیے میرے لیے اس سے توبہ کی کوئی صورت ہے میں نے پوچھا وہ گناہ کیا ہیں؟ اس نے کہا میں نے زنا کیا جس کے نتیجے میں میں نے ایک بچہ جنا میں نے اسے بھی قتل کر دیا میں نے کہا تیرے لیے کوئی توبہ نہیں اور نہ کوئی عزت ہے وہ کھڑی ہوگئی اور وہ کہہ رہی تھی ہائے افسوس کیا اس جسم کو آگ کے لیے پیدا کیا گیا جب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو میں نے اس عورت کا واقعہ آپ کو بیان کی آپ نے پوچھا تو نے اس کو کیا کہا تھا میں نے عرض کیا کہ میں نے اس سے کہا تیری کوئی توبہ اور نہ ہی کوئی عزت ہے۔ آپ نے فرمایا برا ہے جو تو نے کہا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی آیت والذیدعون مع الله الها اخر سے لے کر الا من تاب پوری آیت تک۔ ابوہریرہ نے کہا میں باہر نکلا اور میں مدینہ کے ہر گھر اور گلی میں کھڑا ہوا اور میں نے کہا کیا تمہارے اندر وہ عورت ہے جو ابوہریرہ کے پاس آئی تھی وہ میرے پاس آجائے اور خوشخبری سن لے جب میں عشاء کے وقت گھر واپس آیا اچانک وہ عورت میرے دروازہ پر تھی میں نے کہا تو خوش ہو جا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بات بتائی جو تو نے مجھے کہی تھی اور جو میں نے تجھ کو کہا تھا آپ نے فرمایا برا ہے جو تو نے کہا کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی اور میں نے وہ آیت اس کو پڑھ کر سنائی تو وہ عورت سجدہ میں گر پڑی اور کہا میں اس اللہ کی تعریف کرتی ہوں جس نے میرے لیے توبہ اور اس گناہ سے نکلنے کا راستہ بنایا میں گواہی دیتی ہوں کہ یہ باندی جو اس کے ساتھ تھی اور اس کا بیٹا دونوں اللہ کی رضا کے لیے آزاد ہیں اور بلاشبہ میں توبہ کی ان سب برے کاموں سے جو میں نے کیے۔

۲۴۔ ابن جریر و ابن المنذر و ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آیت فاولئك يبدل الله سياتهم حسنت کہ اس سے مراد وہ مومن ہیں کہ وہ اپنے ایمان سے پہلے برے کاموں پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو برائیوں سے نفرت دلائی اور ان کو نیکیوں کی طرف پھیر دیا۔ اور ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

۲۵۔ عبد بن حمید نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت الا من تاب مگر جس نے توبہ کی گناہوں سے آیت وامن اور اپنے رب پر ایمان لایا آیت وعمل عملا صالحا اور نیک عمل کیے۔ یعنی اپنے اور اپنے رب کے درمیان معاملات کو درست کرے۔ آیت فاولئك يبدل الله سياتهم حسنت یہی لوگ ہیں جن کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں اور فرمایا تبدیلی سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے بعد اس کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کو بھلانے کے بعد اس کا ذکر کرنا اور برائی کرنے کے بعد نیکی کے کام کرنا ہے۔

۲۶۔ عبد بن حمید و ابن ابی حاتم نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت فاولئك يبدل الله سياتهم حسنت دنیا میں تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تبدیل کر دیں گے اس کے برے عمل کو نیک عمل سے اور شرک کو اخلاص سے اور بدکاریوں کو پاکدامنی سے اور اسی طرح کی مثالیں۔

۲۷۔ الفریابی و عبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت يبدل الله سياتهم حسنت سے مراد ہے کہ شرک کے بعد ایمان سے بدل دیتے ہیں۔ ۲۸۔ عبد بن حمید نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت يبدل الله سياتهم حسنت یعنی جب انہوں نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے برے عملوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

۲۹-عبد بن حمید نے علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یبدل اللہ سیاتھم حسنت سے مراد ہے آخرت میں برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا جائے گا اور حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیتے ہیں۔

۳۰-عبد بن حمید وابن المنذر نے ابوعثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مومن کو اپنا اعمال نامہ دیا جائے گا پردہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو وہ اپنی برائیوں کو پڑھے گا۔ جب وہ پڑھے گا تو اس کا رنگ سیاہ ہو جائے گا مارے خوف کے۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنی نیکیوں کو پڑھے گا تو اس کا رنگ واپس آ جائے گا پھر وہ دیکھے گا کہ اچانک اس کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل کر دیا ہے اس وقت وہ کہے گا آیت ھاؤم اقرء وا کتبیہ (الحاقہ آیت ۱۹) یہ لو میرا اعمال نامہ پڑھو۔

۳۱-عبد بن حمید وابن ابی حاتم نے سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی کو قیامت کے دن اپنا اعمال نامہ دیا جائے گا وہ اس کے اوپر والا حصہ جب پڑھے گا تو اس پر برائیاں ہوں گی تو وہ برے گمان میں مبتلا ہوگا وہ اس کے نیچے والے حصے کو دیکھے گا تو وہاں نیکیاں ہوں گی پھر وہ اس کے اوپر دیکھے گا تو اچانک ان کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہوگا۔

توبہ کی برکت سے برائیں نیکیوں میں تبدیل ہوں گی

۳۲-احمد وہناد ومسلم والترمذی وابن جریر والبیہقی فی الاسماء والصفات ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اس سے کہا جائے گا کہ اس پر چھوٹے گناہوں کو پیش کرو اس پر اس کے چھوٹے گناہوں کو پیش کیا جائے گا اور اس کے بڑے گناہوں کو دور کر دیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا تو نے یہ گناہ کیے ہیں تو وہ اقرار کرے گا اور انکار نہیں کرے گا اور وہ بڑے گناہوں سے ڈرتا بھی ہوگا کہ ابھی وہ آئیں گے اور حکم ہوگا اس کو ہر برائی کے بدلے اس کو ایک نیکی دے دو۔

۳۳-ابن ابی حاتم وابن مردویہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ لوگ لائے جائیں گے جو اس بات کو پسند کریں گے کہ ان کی برائیں زیادہ ہوتیں پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ لوگ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا۔

۳۴-عبد بن حمید نے عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ سے آیت فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنت کے بارے میں روایت کیا کہ یہاں تک کہ بندہ یہ تمنا کرے گا کہ اس کی برائیاں زیادہ ہوتیں۔

۳۵-عبد بن حمید نے ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے کہا گیا کہ بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ تمنا کریں گے کہ ان کے گناہ زیادہ ہوتے ابوالعالیہ نے کہا یہ کیوں؟ کہا کہ وہ اس آیت یبدل اللہ سیاتھم حسنت کی تاویل کرتے ہیں۔ ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس نے ایسی بات کی خبر دی جس کو وہ نہیں جانتا اور کہا کہ میں ایمان لایا اس چیز پر جو اللہ تعالیٰ نے کتاب میں نازل کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی آیت یوم تجد کل نفس ماعملت من خیر محضرا وما عملت من سوء تود لو ان بینھا وبینہ امدا بعیدا (آل عمران آیت ۳۰) جس دن ہر آدمی پائے گا جو اس نے خیر میں سے عمل کیا تھا حاضر کیا ہوا اور جو اس نے برا عمل کیا تھا وہ اس بات کو پسند کرے گا کہ اس برے کام اور اس کے درمیان دور کی مدت ہوتی۔

۳۶-ابن ابی حاتم نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک بوڑھا آدمی آیا اور کہا یا رسول اللہ! ایک آدمی دھوکے باز اور بدکار ہے اس نے کوئی چھوٹا بڑا کام نہیں چھوڑا بلکہ خود اسے کیا اور اگر اس کے گناہوں کو تقسیم کر دیا جائے زمین والوں کے درمیان تو ان کو ہلاک کر دیں کیا اس کے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہے؟ اس نے کہا ہاں پھر فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تجھ کو بخشنے والا ہے اور تیرے برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والا ہے اس نے کہا یا رسول اللہ اور میرے دھوکے بازیاں اور میرے گناہ کو بھی نیکیوں میں بدل دیں گے آپ نے فرمایا اور تیرے دھوکے بازیاں اور تیرے گناہوں کو بھی اللہ تعالیٰ بخشنے والا ہے)

۳۷-الطبرانی نے سلمہ بن کہیل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک نوجوان آیا اور کہا یا رسول اللہ آپ بتائیے کہ جس نے ہر برائی اور غلطی کی اس کے لے جوئے کے تیر یا اس سے بڑھ کر کسی عمل کا موقع ملا تو اس نے اسے اپنے ہاتھ سے کیا اگر اس کے گناہوں کو مدینہ والوں میں تقسیم کر دیا جائے تو وہ ان کو ڈھانپ لیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو مسلمان ہو چکا ہے اس نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا چلا جا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا اس نے کہا یا رسول اللہ میری دھوکہ بازیوں اور میرے گناہوں کو بھی بدل دے گا آپ نے فرمایا تیری دھوکے بازیاں تیرے گناہوں کو بھی بخش دے گا تین مرتبہ اس کو فرمایا تو جوان لوٹ گیا اور وہ کہتا تھا اللہ اکبر۔

۳۸-ابن مردویہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ تبدیلی تو قیام کے دن ہوگی جب ایک بندہ کھڑا ہوگا اللہ کے سامنے اور کتاب اس کے ہاتھ میں ہوگی وہ اس میں برائیوں اور نیکیوں کو دیکھے گا اور اس سے کہا جائے گا تجھ کو بخش دیا گیا تو وہ اس کے آگے یعنی اللہ کے سامنے سجدہ کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے میں نے تیری برائیوں کو نیکیوں میں بدل دیا وہ پھر سجدہ کرے گے مخلوق کہے گی اس بندہ کے لیے خوشخبری ہے جس نے کبھی برا عمل نہیں کیا۔

۴۰-الطبرانی نے ابومالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابن آدم سوجاتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے مجھے اپنا صحیفہ دے وہ اس کو دے دیتا ہے۔ اس کے صحیفہ میں جو ایک نیکی پاتا ہے تو اس کے بدلہ میں شیطان کے صحیفہ میں سے دس برائیوں کو مٹا دیتا ہے اور اس کی جگہ دس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور جب تم میں سے کوئی نیند کا ارادہ کرے تو تینتیس مرتبہ اللہ اکبر اور چونتیس ۳۴ مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے تو یہ سو پورے ہوں گے۔

۴۱-ابن عساکر نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ آیت یبدل اللہ سیئتھم حسنت سے مراد ہے کہ برائیوں کے بدلے نیکیاں لکھ دے گا۔ راوی نے کہا میں نے مکحول کو دیکھا وہ غصہ ہو گئے اور یہاں تک کہ کانپنا شروع کر دیا۔

(تفسیر در منثور، فرقان، بیروت)

4015 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي

4015-اخرجه البخاري في التفسير، باب (باب (ياعبادي الذين اسرفوا على انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا انه هو الغفور الرحيم) (الحديث 4810) . واخرجه مسلم في الايمان، باب كون الاسلام يهدم ما قبله و كذا الهجرة و الحج (الحديث 193) . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في تعظيم قتل المومن (الحديث 4274) . تحفة الاشراف (5652) .

يَعْلَى عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ اَتَوْا مُحَمَّدًا فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِیْ تَقُوْلُ وَتَدْعُو اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً . فَنَزَلَتْ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) وَنَزَلَتْ (قُلْ يَا عِبَادِیَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کچھ مشرکین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے آپ جو بات کہتے ہیں اور جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں' وہ اچھی ہے' اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں یہ بتادیں کہ ہم نے جو عمل پہلے کر لیے ہیں' ان کا کفارہ کیا ہے؟ (تو یہ مناسب ہوگا) تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتے ہیں''۔

اور یہ آیت بھی نازل فرمائی:

''تم یہ فرمادو کہ اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا''۔

4016 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَجِیْءُ الْمَقْتُوْلُ بِالْقَاتِلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نَاصِيَتُهُ وَرَاْسُهُ فِیْ يَدِهٖ وَاَوْدَاجُهُ تَشْخُبُ دَمًا يَقُوْلُ يَا رَبِّ قَتَلَنِیْ حَتّٰى يُدْنِيَهُ مِنَ الْعَرْشِ" . قَالَ فَذَكَرُوْا لِابْنِ عَبَّاسٍ التَّوْبَةَ فَتَلَا هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا) قَالَ مَا نُسِخَتْ مُنْذُ نَزَلَتْ وَاَنّٰى لَهُ التَّوْبَةُ

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''قیامت کے دن مقتول اپنے قاتل کو ساتھ لے کر آئے گا' اس کی پیشانی اور اس کا سر مقتول کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی رگوں سے خون نکل رہا ہوگا' وہ مقتول کہے گا: اے میرے پروردگار! اس شخص نے مجھے قتل کیا تھا' یہاں تک کہ وہ اس قاتل کو عرش کے قریب کردے گا''۔

راوی کہتے ہیں: لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے (قاتل کی) توبہ کا تذکرہ کیا تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے''۔

پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے' اس کے بعد یہ منسوخ نہیں ہوئی تو پھر اُس قاتل کی توبہ کیسے قبول ہوسکتی ہے؟

4017 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْاَنْصَارِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا) الْاٰيَةُ كُلُّهَا بَعْدَ الْاٰيَةِ الَّتِیْ نَزَلَتْ فِی الْفُرْقَانِ بِسِتَّةِ اَشْهُرٍ .

4016-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3029) . تحفة الاشراف (6303) .

4017-اخرجه ابو داؤد في الفتن، والملاحم، باب تعظيم قتل المومن (الحديث 4272) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، تعظيم الدم الحديث 4018 و 4019) . تحفة الاشراف (3706) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ اَبِي الزِّنَادِ .

☆☆ خارجہ بن زید حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ آیت نازل ہوئی:

"جو کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کرے تو اس کا بدلہ جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا"۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ پوری آیت سورۃ الفرقان میں موجود آیت کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: محمد بن عمرو نامی راوی نے ابوزناد سے حدیث کا سماع نہیں کیا ہے۔

4018 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ عَنْ زَيْدٍ فِي قَوْلِهِ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ) قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ بَعْدَ الَّتِيْ فِيْ (تَبَارَكَ) الْفُرْقَانِ بِثَمَانِيَةِ اَشْهُرٍ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَدْخَلَ اَبُو الزِّنَادِ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ خَارِجَةَ مُجَالِدَ بْنَ عَوْفٍ .

☆☆ حضرت زید رضی اللہ عنہ' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

"جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کا بدلہ جہنم ہے"۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ آیت سورۃ الفرقان میں موجود آیت کے آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی تھی۔ (جس کے یہ الفاظ ہیں:)

"اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور اس جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے"۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہاں ابوزناد نے اپنے اور خارجہ کے درمیان مجالد بن عوف نامی راوی کا ذکر کیا ہے (جس کی سند درج ذیل ہے)۔

4019 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنْ مُجَالِدِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ نَزَلَتْ (وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا) اَشْفَقْنَا مِنْهَا فَنَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِيْ فِي الْفُرْقَانِ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ) .

☆☆ خارجہ بن زید اپنے والد (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی:

"اور جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجھ کر قتل کردے تو اس کا بدلہ جہنم ہے' جہاں وہ ہمیشہ رہے گا"۔

ہم اس سے خوفزدہ ہو گئے' پھر اس کے بعد وہ آیت نازل ہوئی جو سورۃ الفرقان میں ہے:

"اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں اور اس جان کو قتل نہیں کرتے ہیں جس

4018-تقدم في تحريم الدم، تعظيم الدم (الحديث 4017) .

4019-تقدم (الحديث 4017) .

کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے"۔

شرح

آیت مذکورہ کی تفسیر سے متعلق امام قرطبی لکھتے ہیں کہ اس میں سات مسائل ہیں۔

مسئلہ نمبر: (۱) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) ومن یقتل من شرطیہ ہے اور اس کا جواب (آیت) فجزآؤہ ہے، جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی صفت کے بارے میں اختلاف ہے، عطاء اور نخعی وغیرہما نے کہا: جس نے لوہے کے ساتھ قتل کیا جیسے تلوار، خنجر، نیزے کی انی اور اس قسم کی دوسری کوئی تیز چیز جو کاٹنے کے لیے تیار کی گئی ہو یا ایسی چیز جس کے متعلق معلوم ہو کہ اس کے استعمال میں موت ہے جیسے بھاری پتھر وغیرہ۔ ایک جماعت نے کہا: جان بوجھ کر قتل کرنے والا وہ ہے جس نے لوہے کے ساتھ قتل یا پتھر کے قتل کیا یا ڈنڈے کے ساتھ قتل کیا یا اس کے علاوہ کسی چیز کے ساتھ قتل کیا، یہ جمہور کا قول ہے۔

(المحرر الوجیز، جلد ۲، صفحہ ۹۴ دار الکتب العلمیہ)۔

مسئلہ نمبر: (۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں قتل عمد اور قتل خطا کا ذکر فرمایا اور شبہ العمد کا ذکر نہیں فرمایا: علماء کا اس کے بارے میں اختلاف ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا انکار کیا، انہوں نے کہا: کتاب اللہ میں صرف عمد اور خطا کا ذکر ہے، خطابی نے بھی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ذکر کیا اور یہ زائد ذکر کیا رہا شبہ عمد تو ہم اس کو نہیں جانتے، ابو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: امام مالک اور لیث بن سعد نے شبہ العمد کا انکار کیا پس جو ان کے نزدیک ایسی چیز سے قتل کیا گیا جس کے ساتھ عام طور پر قتل نہیں کیا جاتا مثلاً دانتوں سے کاٹا، طمانچہ مارا، کوڑا مارا، چھڑی ماری وغیرہ تو یہ عمد ہوگا اور اس میں قصاص ہوگا۔ ابو عمر نے کہا: ان دونوں کے قول کے موافق صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے۔ جمہور فقہائے امصار کا یہ نظریہ ہے کہ یہ تمام صورتیں شبہ عمد کی نہیں، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ذکر کیا گیا ہے اور یہ ابن وہب اور صحابہ اور تابعین کی ایک جماعت کا قول ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہمارے نزدیک شبہ عمد پر عمل کیا جائے گا، جن علماء نے شبہ عمد کو ثابت کیا ہے ان میں شعبی، حکم، حماد، نخعی، قتادہ، سفیان ثوری، اہل عراق اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ ہم نے یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ صحیح ہے، خون کے سلسلہ میں احتیاط کرنی ضروری ہے، کیونکہ اصل یہ ہے کہ خون کی جلد میں حفاظت کی جائے، پس خون بہانا مباح نہیں مگر ایسی صورت میں جو بالکل واضح ہو جس میں کسی قسم کا اشکال نہ ہو اور صورت میں اشکال ہے، کیونکہ جب حکم عمد اور خطا میں متردد تھا تو اس کے لیے شبہ عمد کا حکم لگایا گیا، ضرب (مارنا) مقصود تھا، قتل مقصود نہیں تھا قتل بغیر ارادہ کے ہوا تھا، پس قصاص ساقط ہوگا اور دیت بھاری ہوگی۔ اسی کی مثال احادیث میں آئی ہے۔ ابو داود نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خبردار خطا کی دیت، شبہ عمد جو کوڑے اور لاٹھی سے ہو سو اونٹ ہیں جن میں چالیس، ایسی اونٹنیاں ہوں جن کے بطنوں میں بچے ہوں (۱) (سنن ابی داود، کتاب الدیات، جلد ۲، صفحہ ۲۶۹)۔ دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قتل عمد میں قصاص ہے اور

قتل خطا میں دیت ہے، اس میں قصاص نہیں ہے اور جو نا معلوم پتھر یا ڈنڈے یا کوڑے سے قتل کیا گیا ہو تو وہ اونٹوں کی دیت مغلظہ ہے۔ (۲)، (سنن دار قطنی، کتاب الحدود والدیات، جلد ۳، صفحہ ۹۴، رقم الحدیث، ۴۷) سلیمان بن موسیٰ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شبہ عمد کی دیت قتل عمد کی طرح مغلظ ہے، شبہ عمد والے کو قتل نہیں کیا جائے گا۔ (۳) (ایضاً، جلد ۳، صفحہ ۹۵، رقم الحدیث، ۵۳) یہ نص ہے، طاوس نے اس شخص کے بارے میں کہا جو جنگ میں ڈنڈے، کوڑے یا پتھر کے ساتھ مارا گیا ہو تو اس کی دیت دی جائے گی، اور اس کی وجہ سے قتل نہیں کیا جائیگا، اس لیے کہ معلوم نہیں اس کا قاتل کون ہے؟ امام احمد بن حنبل نے کہا: العمیا وہ امر جس کا معاملہ پوشیدہ ہو اس کی وجہ معلوم نہ ہو، اسحاق نے کہا: یہ قوم میں تخارج (شرکاء کا جائیداد کو آپس میں تقسیم کرنا) اور بعض کو بعض نے قتل کی صورت میں ہوتا ہے اس کی اصل التعمیہ۔ (پوشیدہ رکھنا) سے ہے جس کا معنی تلبیس ہے یہ دار قطنی نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ: شبہ عمد کو تسلیم کرنے والوں کا دیت مغلظہ میں اختلاف ہے عطا اور امام شافعی، نے کہا: یہ تیس حقے، تیس جذعے اور چالیس خلفہ ہیں۔ یہ قول حضرت عمر، حضرت زید بن ثابت، حضرت مغیرہ بن شعبہ اور حضرت ابو موسیٰ اشعری کا ہے، یہ امام مالک کا مذہب ہے جب وہ شبہ عمد کا قول کرتے ہیں۔ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ انہوں نے یہ نہیں کہا مگر مدلجی نے اپنے بیٹے کے ساتھ جو کچھ کیا اس جیسے مسئلے میں شبہ عمد کا قول کرتے ہیں جب اس نے اپنے بیٹے کو تلوار سے مارا، بعض علماء نے کہا: یہ چار قسم کے اونٹ ہوں گے چوتھائی بنات لبون، چوتھائی حقاق، چوتھائی جذاع اور چوتھائی بنات مخاض، یہ نعمان، اور یعقوب کا قول ہے، ابوداود نے یہ سفیان عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علی کے سلسلہ سے ذکر کیا ہے، بعض نے فرمایا: یہ پانچ قسم کے اونٹ ہوں گے، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون، بیس ابن لبون، بیس حقے اور بیس جذعے۔ یہ ابوثور کا قول ہے۔ بعض نے فرمایا: چالیس جذعے بازل (☆) (بازل اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کی عمر آٹھ سال ہو چکی ہو اور نویں سال میں شروع ہو چکا ہو اس وقت اس کی طاقت مکمل ہو جاتی ہے اس کے بعد اسے بازل عام اور بازل عامین کہا جاتا ہے، نہایہ) عام تک، تیس حقے، تیس بنت لبون، یہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اور یہی حسن بصری، طاوس اور زہری رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے، بعض نے فرمایا: چونتیس خلفہ بازل عما تک تینتیس حقے، تینتیس جذعے، اور یہی شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، یہ ابوداود نے ابوالاحوص عن ابی اسحاق عن عاصم بن ضمرہ عن علی کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۳) ان میں اختلاف ہے جن میں شبہ عمد کی دیت لازم ہوتی ہے، حارث عکلی، ابن ابی لیلی، ابن شبرمہ، قتادہ اور ابوثور رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: قتل کرنے والے پر اس کے مال میں ہوگی، شعبی، نخعی، حکم، امام شافعی، ثوری، امام احمد، اسحاق، رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب الرائے نے کہا: وہ عاقلہ پر وہ گی، ابن المنذر نے کہا: شعبی کا قول اصح ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت مارنے والی کے عاقلہ پر جاری کی تھی۔

مسئلہ نمبر: (۴) علماء کا اجماع ہے کہ قتل عمد کی دیت عاقلہ پر نہ ہوگی بلکہ وہ مجرم کے مال میں ہوگی، سورۃ بقرہ میں اس کا ذکر گزر چکا ہے، علماء کا اجماع ہے کہ قتل خطا کرنے والے پر کفارہ ہے اور قتل عمد میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی

رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ یہ ہے کہ قتل عمد والے پر اسی طرح کفارہ ہے جس طرح قتل خطا میں کفارہ ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا قتل خطا میں جب کفارہ واجب ہے تو قتل عمد میں بدرجہ اولی واجب ہوگا، اور فرمایا: جب سہو میں سجدہ مشروع ہے تو عمد میں بدرجہ اولی مشروع ہوگا، جو اللہ تعالیٰ نے قتل عمد میں ذکر فرمایا وہ قتل خطا میں جو واجب ہے اس کو ساقط کرنے والا نہیں۔ بعض علماء نے فرمایا: جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر کفارہ نہ ہوگا جو اس کے مال سے لیا جائے گا، بعض علماء نے فرمایا: کفارہ واجب ہوگا، جس نے خودکشی کی اس پر کفارہ اس کے مال سے ہوگا، ثوری، ابوثور، اور اصحاب الرائے رحمۃ اللہ علیہم نے کہا: کفارہ واجب نہ ہوگا، مگر وہاں جہاں اللہ تعالیٰ نے کفارہ واجب کیا ہے، ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: ہم بھی اسی طرح کہتے ہیں کیونکہ کفارات عبادات ہیں اور تمثیل جائز نہیں اور کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی فرض اللہ کے بندوں پر لازم کردے مگر کتاب اللہ یا سنت یا اجماع سے اور جنہوں نے عمداً قتل کرنے والے پر کفارہ لازم کیا ان کے پاس حجت نہیں جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ نمبر: (۵) اس جماعت کے بارے اختلاف ہے جنہوں نے خطاءً ایک شخص کو قتل کردیا، ایک جماعت نے کہا: ہر ایک پر کفارہ ہوگا۔ حسن، عکرمہ، نخعی، حارث عکلی، امام مالک، ثوری، امام شافعی، امام احمد، اسحاق، ابوثور رحمۃ اللہ علیہم اور اصحاب الرائے نے بھی یہی کہا ہے۔ ایک طائفہ نے کہا: ان تمام پر ایک کفارہ ہوگا۔ ابوثور نے یہی کہا ہے اوزاعی سے یہی حکایت کیا گیا ہے۔ زہری نے غلام آزاد کرنے اور روزہ رکھنے میں فرق کیا ہے، ایک جماعت کے بارے میں فرمایا: جو منجنیق پھینکتے ہیں اور ایک شخص کو قتل کردیتے ہیں، تمام پر ایک غلام آزاد کرنا ہوگا اور اگر وہ غلام نہ پائیں تو ہر ایک پر دو ماہ کے متواتر روزے ہوں گے۔

مسئلہ نمبر: (٦) نسائی نے روایت کیا ہے ہمیں حسن ابن اسحاق المروزی نے بتایا وہ ثقہ ہے فرمایا، مجھے خالد بن خداش نے بتایا، انہوں نے فرمایا ہمیں حاتم بن اسماعیل نے بتایا، انہوں نے بشیر بن مہاجر سے روایت کیا، انہوں نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مومن کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک زوال دنیا سے بھی بڑا ہے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سب سے پہلے جس کا بندے سے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے اور سب سے پہلے بندوں کے درمیان جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ خونوں کے متعلق ہوگا۔ (۱) (صحیح بخاری، باب القصاص، رقم الحدیث، ۱۰۵۲، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، جامع ترمذی، باب ماجاء ان اول ما یحاسب بہ العبد الخ، رقم الحدیث، ۳۷۸، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اسماعیل بن اسحاق نے نافع بن جبیر بن مطعم سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک سائل نے ان سے کہا: اے ابوالعباس! کیا قاتل کے لیے توبہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے مسئلہ پر تعجب کرنے والے کی طرح کہا: تو کیا کہتا ہے؟ دو یا تین مرتبہ کہا، پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تجھ پر افسوس اس کے لیے توبہ کہاں! میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ مقتول آئے گا جب کہ اس کا سر اس کے ایک ہاتھ میں لٹکا ہوا ہوگا وہ اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنے قاتل کو بلا رہا ہوگا، اس کی رگیں خون آلود ہوں گی حتیٰ کہ دونوں رو کے جائیں گے، مقتول اللہ تعالیٰ سے عرض کرے گا: اے رب! اس نے مجھے قتل کیا اللہ تعالیٰ قاتل کو فرمائے گا: تو نیست و نابود ہوجا پھر اسے آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ حسن سے مروی ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے کسی چیز کے

پارہ اتنا سوال نہیں کیا جتنا کہ میں نے مومن کے قتل کے بارے میں کیا تو مجھے جواب نہ ملا۔

مسئلہ نمبر: (۷) جان بوجھ کر قتل کرنے والے کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کیا اس کے لیے توبہ ہے؟ بخاری نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا: اس میں اہل کوفہ نے اختلاف کیا پھر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا ان سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: یہ آیت نازل ہوئی ہے: (آیت) ومن یقتل مومنا متعمدا فجزآوہ جھنم ۔ یہ سب سے آخر میں نازل ہوا اور اسے کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا، نسائی نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا: کیا اس شخص کے لیے توبہ ہے جو جان بوجھ کر کسی مومن کو قتل کرتا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے ان پر سورۃ فرقان کی آیت ۶۸ پڑھی: (آیت) والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت مکی ہے، اسے مدنی (آیت) ومن یقتل مومنا متعمدا فجزآوہ جھنم خلدا فیھا وغضب اللہ علیہ ۔ نے منسوخ کیا ہے۔

زید بن ثابت سے اسی طرح روایت ہے اور سورۃ نساء کی آیت، سورۃ فرقان کی آیت سے چھ ماہ بعد نازل ہوئی اور ایک روایت میں آٹھ ماہ بعد نازل ہوئی، نسائی نے ان دونوں روایات کو حضرت زید بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ حضرت زید اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی روایات کو دیکھ کر معتزلہ نے آیت کے عموم کا نظریہ قائم کیا ہے، انہوں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: (آیت) ویغفر ما دون ذلک لمن یشآء ۔ کے عموم کا مخصوص ہے، انہوں نے کہا کہ وعید ہر قاتل پر نافذ ہوگی انہوں نے دونوں آیتوں کو جمع کیا ہے کہ انہوں نے کہا: تقدیر عبارت اس طرح ہوگی، یغفر مادون ذالک لمن یشاء الا من قتل عمدا ۔

علماء کی ایک جماعت جن میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی ہیں، حضرت زید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ مروی ہے، ان کا خیال ہے کہ قاتل کے لیے توبہ ہے، یزید بن ہارون نے کہا: ہمیں ابو مالک اشجعی نے بتایا انہوں نے سعد بن عبیدہ سے روایت کیا انہوں نے فرمایا: ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: کیا جان بوجھ کر مومن کو قتل کرنے والے کے لیے توبہ ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نہیں مگر آگ، جب وہ شخص چلا گیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ساتھیوں نے کہا: کیا آپ ہمیں اس طرح فتویٰ دیتے تھے تو آپ یہ فتویٰ دیتے تھے کہ قاتل کی توبہ قبول ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا میں اسے گمان کرتا تھا کہ یہ بہت غصہ میں ہے کسی مومن کو قتل کرنا چاہتا تھا، فرمایا: لوگ اس شخص کے پیچھے گئے تو انہوں اسے ویسا ہی پایا، یہ اہل السنت کا مذہب ہے اور یہ صحیح ہے، اور یہ آیت مخصوصہ ہے اور تخصیص کی دلیل آیات اور اخبار ہیں۔

علماء کا اجماع ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ کے بارے میں نازل ہوئی ان کا واقعہ اس طرح ہے کہ وہ اور ان کا بھائی، ہشام بن ضبابہ مسلمان ہوئے، پھر مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار میں مقتول پایا، اس واقعہ کی خبر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کی گئی تو آپ نے بنی نجار کو لکھا کہ اس کے بھائی کا قاتل اس کے حوالے کر دو۔ اور آپ نے مقیس کے ساتھ ایک شخص کو بھیجا جس کا تعلق بنی فہر سے تھا، بنو النجار نے کہا: اللہ کی قسم! ہم اس کا قاتل نہیں جانتے لیکن ہم دیت دیں گے، پس انہوں نے سو اونٹ دیت دیئے پھر وہ

دونوں مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے، راستہ میں مقیس نے فہری شخص پر حملہ کر کے اسے اپنے بھائی کے قتل کے بدلے قتل کر دیا اور اونٹ لے لیے اور مرتد ہو کر مکہ چلا گیا اور وہ شعر پڑھتا تھا:

قتلت به فهرا وحملت عقله سراة بني النجار ارباب فارع .(۱)(المحرر الوجیز، جلد۲، صفحہ۹۵ دار الکتب العلمیہ)

حللت به وتری وادركت ثورتی وكنت الى الاوثان اول راجع :

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اسے حل وحرم میں امن نہیں دیتا (۲) (احکام القرآن للطبری، جلد۵، صفحہ۲۵۷)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اس کے قتل کا حکم دیا جب کہ وہ کعبہ کے ساتھ متعلق تھا، جب اہل تفسیر اور علماء ورنیک کی نقل سے یہ ثابت ہے تو اسے مسلمانوں پر محمول کرنا مناسب نہیں پھر اس آیت کے ظاہر کو (آیت) ان الحسنت یذهبن السيات ۔ (ہود:۱۱۴) اور (آیت) وهو الذی يقبل التوبة عن عباده ۔ (الشوریٰ:۲۵) اور (آیت) ويغفر مادون ذلك لمن يشآء ۔ کے ظاہر کو لینے سے اولیٰ نہیں ہے، ان دونوں آیات کے ظاہر کو لینے میں تناقص ہے، پس تخصیص ضروری ہے پھر سورۃ فرقان کی آیت اور اس آیت کو جمع کرنا ممکن ہے، نہ نسخ ہے اور نہ تعارض ہے، سورۃ نساء کی مطلق آیت کو سورۃ فرقان کی مقید آیت پر محمول کیا جائے گا معنی یہ ہوگا کہ اس کی جزا یہ ہے کہ مگر جو توبہ کر لے خصوصا جب کہ موجب یعنی قتل اور موجب یعنی عقاب کی دھمکی متحد ہیں، رہی تو وہ بہت سی ہیں جیسے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں فرمایا۔ تم میری بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ گے اور نہ زنا کرو گے اور نہ چوری کرو گے اور نہ اس نفس کو قتل نہیں کروں گے جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے مگر حق کے ساتھ، جو تم میں سے ان احکام کو پورا کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جو ان باتوں میں سے کسی کا ارتکاب کرے گا اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے، اگر وہ چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا، اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا۔ (۱) (صحیح مسلم، کتاب الحدود، جلد۲ صفحہ۷۳، صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۱۷، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اس حدیث کو ائمہ حدیث نے روایت کیا ہے اس کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے، جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے مروی ہے جس نے سو آدمیوں کو قتل کیا تھا، اس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں، ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ (۲) (ابن ماجہ باب حل لقاتل المومن توبۃ، رقم الحدیث، ۲۶۱۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز) اس کے علاوہ بھی اخبار ثابت ہیں پھر ہمارے ساتھ ان کا اس شخص کے بارے میں اجماع ہے جس کے خلاف قتل کی گواہی دی گئی اور وہ اقرار کرتا ہو کہ اس نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے، پھر اس کے اولیاء سلطان کے پاس آئیں اور اس پر حد قائم کی جائے اور قصاصا قتل کیا جائے تو آخرت میں اس کا پیچھا نہیں کیا جائے گا، حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مقتضی پر بالاجماع اس پر وعید نافذ نہ ہوگی، تو انہوں نے (آیت) ومن يقتل مومنا متعمدا ۔ کے عموم سے جو عمارت تعمیر کی تھی وہ ان پر ٹوٹ گئی اور جو ہم نے ذکر کیا اس کے ساتھ تخصیص داخل ہوگئی، جب معاملہ اس طرح ہے تو معلوم ہوا کہ یہ آیت مخصوص ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا یا یہ اس قول پر محمول سمجھنے والا ہے، یہ بالاجماع کفر کی طرف لوٹتا ہے، ایک جماعت نے کہا: قاتل کا معاملہ مشیت الٰہی کے سپرد ہے خواہ وہ توبہ کرے یا نہ کرے، یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے مسلک ہے، اگر کہا جائے اللہ تعالیٰ ارشاد: (آیت) فجزآؤه جهنم خلدا فيها وغضب الله عليه ولعنه۔ یہ اس کے کفر پر دلیل ہے، اللہ تعالیٰ

غضب نہیں فرماتا مگر کافر پر جو ایمان سے خارج ہوتا ہے، ہم اس کے جواب میں کہیں گے یہ وعید ہے اور وعید میں خلف کرم ہے جس طرح کہ شاعر نے کہا: وانی متی اوعدته اوعدته لمخلف ایعادی ومنجز موعدی:

یہ پہلے گزر چکا ہے، دوسرا جواب یہ ہے اگر وہ اسے یہ جزا دے یعنی وہ اپنے بڑے گناہ کی وجہ سے اس گناہ کا مستحق اور سزاوار ہے، ابو مجلز لاحق بن حمید اور ابو صالح وغیر ہما نے اس پر نص قائم کی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ بندے کے لیے ثواب کا وعدہ فرماتا ہے تو وہ اسے پورا کرتا ہے اور اگر اس کے لیے عقوبت مقرر فرماتا ہے تو اس کے لیے مشیت ہے اگر چاہے گا تو اسے عتاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے معاف کر دے گا۔ ان دونوں تاویلوں میں نظر ہے رہی پہلی تاویل، قشیری نے کہا: اس میں نظر ہے، کیونکہ رب تعالیٰ کا کلام خلف کو قبول نہیں کرتا مگر یہ کہ اس سے عام کی تخصیص مراد لی جائے اور یہ کلام میں جائز ہے اور رہی دوسری تاویل، اگرچہ روایت کیا گیا ہے کہ یہ مرفوع ہے۔ نحاس نے کہا: اس میں غلطی واضح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذلك جزآؤهم جهنم بما كفروا۔ (کہف: ۱۰۶) کسی نے یہ نہیں کہا: ان جازاهم (اگر وہ انہیں جزا دے گا) یہ عربی جاننے میں خطا ہے، کیونکہ اس کے بعد (آیت) غضب الله علیه ۔ ہے وہ جازاہ کے معنی پر محمول ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کی جزا جہنم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے اور گناہ پر اصرار کرے حتیٰ کہ وہ اپنے رب سے معاصی کی نحوست کے ساتھ کفر پر ملاقات کرے، ہبۃ اللہ نے اپنی کتاب الناسخ والمنسوخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اس کی ناسخ (آیت) ويغفر مادون ذلك لمن يشآء ۔ ہے اور فرمایا: اس پر لوگوں کا اجماع ہے مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا یہ آیت محکمہ ہے، ہبۃ اللہ کے قول میں نظر ہے، کیونکہ یہ عموم اور تخصیص کا مقام ہے، نہ کہ نسخ کا مقام۔ یہ ابن عطیہ کا قول ہے: (۱)

(المحرر الوجیز، زیر آیت ہذہ)

میں کہتا ہوں: یہ حسن ہے، کیونکہ نسخ اخبار میں نہیں ہوتا معنی یہ ہے کہ وہ اسے جزا دے گا۔ نحاس نے معانی القرآن میں کہا: علماء اہل نظر کے نزدیک یہ حکم محکم ہے وہ جزا دے گا جب وہ توبہ نہیں کرے گا۔ اگر وہ توبہ کرے گا تو اسکا حکم بیان کر دیا۔ (آیت) وانی لغفار لمن تاب۔ (طہ: ۸۲) پس قاتل اس سے خارج نہیں ہے الخلود دوام پر دلالت نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد (الانبیاء: ۳۴)

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) يحسب ان ماله اخلده۔ (الہمزہ: ۳)

زہیر نے کہا: ولا خالد الا الجبال الرواسيا :

یہ تمام شواہد دلالت کرتے ہیں کہ خلد کا لفظ تابید کے معنی کے علاوہ پر بھی بولا جاتا ہے، کیونکہ پہاڑ بھی اور مال بھی دنیا کے زوال کے ساتھ زائل ہو جائیں گے اسی طرح عرب کہتے ہیں: لاخلدن فلانا فی السجن (میں فلاں کو ہمیشہ قید خانہ میں رکھوں گا) السجن ختم ہو جائے گی اور فنا ہو جائے گی اسی طرح مسجون بھی، اس کی مثل دعا میں ہے: خلد الله ملكه و ابد ايامه، یہ لفظ اور معنی تمام گزر چکے ہیں۔ (تفسیر قرطبی، سورہ نساء، بیروت)

باب ذِكْرِ الْكَبَائِرِ
یہ باب ہے کہ کبیرہ گناہوں کا تذکرہ

4020 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنِي بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ اَنَّ اَبَا رُهْمٍ السَّمَعِيَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّ اَبَا اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَّيُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ كَانَ لَهُ الْجَنَّةُ" . فَسَاَلُوْهُ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ "اَلْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ الْمُسْلِمَةِ وَالْفِرَارُ يَوْمَ الزَّحْفِ" .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اس حال میں آئے (یعنی ایسی حالت میں رہے) کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہو کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراتا ہو وہ نماز قائم کرتا ہو اور زکوٰۃ ادا کرتا ہو اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا ہو وہ جنت میں جائے گا''۔

لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' مسلمان کو قتل کرنا اور میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا''۔

کبیرہ گناہوں سے متعلق تفصیل کا بیان

"گناہ کبیرہ" کے معنی ہیں۔ بڑے گناہ! چنانچہ اصطلاح شریعت میں "گناہ کبیرہ" اس بڑے فعل کو فرماتے ہیں جس کا ارتکاب کرنے والا حد یعنی شریعت کی متعین کردہ سزا کا موجب ہوتا ہے، یا جس کے ارتکاب پر قرآن وحدیث میں سخت وعید وتنبیہ مذکورہ ہو، یا جس کے ارتکاب کو شریعت نے بطور مبالغہ ارتکاب کفر سے تعبیر کیا ہو (جیسے قصدا نماز ترک کرنے پر حدیث میں یہ وعید آئی ہے (حدیث من ترك الصلوة متعمد افقد كفر) یعنی جس آدمی نے نماز قصدا ترک کردی وہ کافر ہوگیا) یا جس کا فساد ونقصان گناہ کبیرہ کے فساد ونقصان کے برابر یا اس سے زیادہ ہو، یا جس کی ممانعت دلیل قطعی کے ساتھ ثابت ہو اور جس کا اختیار کرنا حرمت دین کی ہتک کا موجب ہو پس جس فعل اور بات میں ان میں سے کوئی بھی چیز پائی جائے گی اس کو گناہ کبیرہ یعنی بڑا گناہ کہیں گے اور جس فعل یا بات میں ان میں سے کوئی چیز نہیں پائی جائے گی اور وہ اسلامی تعلیمات اور دینی تقاضا کے خلاف ہوگی اس کو گناہ صغیرہ یعنی چھوٹا گناہ کہا جائے گا یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ بعض اعتبار سے اگر چہ گناہ کبیرہ کے مختلف درجات ہیں کہ بعض کبیرہ گناہ تو بہت ہی برے اور نہایت ہی قابل نفرت ہیں اور بعض گناہ نسبۃً کچھ ہلکے درجہ کے ہیں لیکن شریعت کی نظر میں قابل مواخذہ وگرفت اور موجب عذاب ہونے کے اعتبار سے سب یکساں نوعیت رکھتے ہیں۔ احادیث میں ایک جگہ تمام کبیرہ گناہوں کا تعین اور تفصیل کے ساتھ ذکر موجود نہیں ہے، بلکہ موقع محل کی مناسبت یا کسی سائل کو جواب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بیان کردہ کبیرہ گناہوں کی جو فہرست مرتب کی ہے وہ مختصراً یوں ہے۔

4020-اخرجه النسائي في التفسير، سورة النساء، قوله تعالى: (ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه) (الحديث 120) تحفة الاشراف (3451) .

(۱) اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا یعنی کسی کو اس کی عبادت یا اس کی صفات میں شریک کرنا مثلاً استعانت (مدد چاہنے) میں، علم میں، قدرت میں، تصرف میں، تخلیق میں، پکارنے میں، نام رکھنے میں، ذبح کرنے میں، نذر ماننے میں اور لوگوں سے امور سونپنے میں کسی کو بھی وہ درجہ اور حیثیت دینا جو صرف اللہ تعالیٰ کی سزاوار ہے۔
(۲) گناہ پر اصرار و دوام کی نیت رکھنا۔ (۳) ناحق کسی کو قتل کرنا (۴) زنا کرنا۔ (۵) لواطت کرنا۔ (۶) چوری کرنا۔ (۷) جادو سیکھنا اور جادو کرنا (۸) شراب پینا اور نشہ آور اشیاء کا استعمال کرنا۔ (۹) محارم یعنی ماں، بیٹی، بہن، پھوپھی، نانی اور خالہ وغیرہ سے نکاح کرنا۔ (۱۰) جوا سیکھنا اور جوا کھیلنا (۱۱) دار الحرب سے ہجرت نہ کرنا۔ (۱۲) دشمنان دین سے ناروا دوستی اور تعلق رکھنا۔ (۱۳) طاقت وقوت اور غالب حیثیت رکھنے کے باوجود دشمنان دین سے جہاد نہ کرنا۔ (۱۴) سود کھانا۔ (۱۵) خنزیر اور مردار کے گوشت کا استعمال کرنا۔ (۱۶) نجومی اور کاہن کی تصدیق کرنا۔ (۱۸) ناحق کسی کا مال ہڑپ کر لینا۔ (۱۸) پاکباز مرد یا پاکدامن عورت پر زنا کی تہمت دھرنا۔ (۱۹) جھوٹی گواہی دینا۔ (۲۰) کسی عذر شرعی کے بغیر قصداً رمضان کا روزہ نہ رکھنا یا روزہ توڑنا۔ (۲۱) جھوٹی قسم کھانا۔ (۲۲) قطع تعلق کرنا۔ (۲۳) ماں باپ کو ستانا اور ان کی نافرمانی کرنا۔ (۲۴) جنگ کے موقع پر دشمنان دین کے مقابلہ سے فرار اختیار کرنا۔ (۲۵) یتیموں کا مال ناحق کھانا۔ (۲۶) ناپ تول میں خیانت کرنا۔ (۲۷) نماز کو وقت پر نہ پڑھنا۔ (۲۸) مسلمانوں سے ناحق لڑنا جھگڑنا۔ (۲۹) ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹا الزام لگانا۔ (۳۰) رسول، کتاب اللہ اور فرشتوں کا انکار کرنا یا ان کا مذاق اڑانا۔ (۳۱) احکام دین اور مسائل شریعت کا انکار کرنا۔ (۳۲) فرائض پر عمل نہ کرنا یعنی نماز نہ پڑھنا، زکوۃ ادا نہ کرنا، رمضان کے روزے نہ رکھنا اور استطاعت کے باوجود حج نہ کرنا۔ (صحابہ یا کسی صحابی کو برا کہنا۔ (۳۴) بالعذر کتمان شہادت کرنا۔ (۳۵) رشوت لینا۔ (۳۶) میاں بیوی کے درمیان نفاق ڈلوانا۔ (۳۷) حاکم کے سامنے کسی کی چغل خوری کرنا۔ (۳۸) غیبت کرنا۔ (۳۹) اسراف میں مبتلا ہونا۔ (۴۰) رہزنی کا ارتکاب کرنا۔ (۴۱) دین کے نام پر یا کسی دنیوی غرض کے تحت روئے زمین پر فتنہ وفساد پھیلانا۔ (۴۲) گناہ صغیرہ پر اصرار و دوام اختیار کرنا۔ (۴۳) کسی کو گناہ کی طرف راغب کرنا یا گناہ کے ارتکاب میں مدد دینا۔ (۴۴) ہارمونیم، طبلہ اور دوسرے ممنوع باجوں کے ساتھ گانا۔ (۴۵) نہاتے وقت دوسروں کے سامنے ستر کھولنا۔ (۴۶) مالی مطالبات وواجبات کی ادائیگی میں بخل کرنا۔ (۴۷) خودکشی کرنا۔ (۴۸) اپنے اعضاء بدن میں سے کسی عضو کو ضائع کرنا اور تلف کر دینا۔ (۴۹) منی اور پیشاب کی گندگی سے صفائی اور پاکی حاصل نہ کرنا۔ (۵۰) تقدیر کو جھٹلانا۔ (۵۱) اپنے سردار اور حاکم سے عہد شکنی کرنا۔ (۵۲) کسی کی ذات اور نسب میں طعنہ زنی کرنا۔ (۵۳) غرور اور تکبر کے تحت پائنچے لٹکانا۔ (۵۴) لوگوں کو گمراہی کی طرف بلانا۔ (۵۵) میت پر نوحہ کرنا۔ (۵۶) برے طریقے اور بیہودہ رسمیں رائج کرنا۔ (۵۷) دھاردار آلہ سے کسی مسلمان کی طرف اشارہ کرنا۔ (۵۸) کسی کو خصی کر دینا۔ (۵۹) اپنے بدن کے کسی حصہ کو کاٹنا۔ مثلاً داڑھی منڈانا یا ناک وغیرہ تھوڑی سی کاٹ ڈالنا۔ (۶۰) اپنے محسن سے احسان فراموشی کرنا۔ (۶۱) حدود حرم میں ان کاموں کو کرنا جن کی ممانعت ہے۔ (۶۲) حدود حرم میں جاسوسی کرنا۔ (۶۳) نرد کھیلنا یا ایسا کوئی بھی کھیل کھیلنا جو بالاتفاق حرام ہو۔ (۶۴) کسی مسلمان کو کافر کہنا یا اس کو کسی ایسے الفاظ سے مخاطب کرنا جو صرف کافر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ (۶۵) اگر ایک سے زائد بیویاں ہوں تو ان کے درمیان

باری میں عدل نہ کرنا۔ (۶۶) جلق کرنا (مشت زنی کرنا)۔ (۶۷) غلہ وغیرہ کی گرانی سے خوش ہونا۔ (۶۸) جانوروں کے ساتھ بدفعلی کرنا۔ (۶۹) عالم کا اپنے علم پر عمل نہ کرنا۔ (۷۰) دنیا کی محبت میں مبتلا ہونا۔ (۷۱) امرد پر بری نظر رکھنا۔ (۷۲) دوسروں کے گھر میں جھانکنا۔ (۷۳) صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کے گھر کے اندر داخل ہونا۔ (۷۴) دیوثی اور قرم ساقی کرنا۔ (۷۵) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (یعنی اچھے کاموں کی تبلیغ وتلقین اور برے کاموں سے روکنے) کا فریضہ باوجود قدرت کے انجام نہ دینا۔ (۷۶) پڑھنے کے بعد قرآن مجید کو بھلا دینا۔ (۷۷) جانوروں کو آگ میں جلانا (۷۸) عورت کا بغیر عذر شرعی اپنے شوہر کی نافرمانی کرنا۔ (۷۹) مرد کا عورت پر ظلم کرنا۔ (۸۰) اللہ کی رحمت ومغفرت سے ناامید ہونا۔ (۸۱) اللہ کے عذاب سے بے خوف ہونا۔ (۸۲) علماء اور حفاظ کی توہین وتحقیر کرنا۔ (۸۳) بیوی سے ظہار کرنا بعض علماء نے کبائر کی فہرست میں کچھ اور گناہوں کو بھی ذکر کیا ہے لیکن یہاں اختصار کی پیش نظر اسی فہرست پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

4021 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْكَبَائِرُ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَقَوْلُ الزُّوْرِ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کبیرہ گناہ یہ ہیں: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی کو قتل کرنا اور جھوٹ بولنا''۔

4022 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا فِرَاسٌ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِىَّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''کبیرہ گناہ یہ ہیں: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' والدین کی نافرمانی کرنا' کسی کو قتل کرنا' جھوٹی قسم اٹھانا''۔

4021-اخرجه البخاري في الشهادات، باب ما قيل شهادة الزور (الحديث 2653)، و في الادب، باب عقوق الوالدين من الكبائر (الحديث 5977)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن احياها......) (الحديث 6871) . و اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان الكبائر و اكبرها (الحديث 144) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في التغليظ في للكذب و الزور و نحوه (الحديث 1207)، و في تفسير القرآن، باب (و من سورة النساء) (الحديث 3018) . واخرجه النسائي في القسامة، تاويل قول الله عزوجل (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجز اوه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4882)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه) (الحديث 119) . تحفة الاشراف (1077).

4022-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب اليمين الغموس (الحديث 6675)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن احياها......) (الحديث 6870)، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب الم من اشرك بالله و عقوبته في الدنيا و الآخرة (الحديث 6920) مطولًا . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة النساء) (الحديث 3021) . واخرجه النسائي في القسامة في القسامة تاويل قول الله عزوجل (و من يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم خالدًا فيها) (الحديث 4883)، و في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى (ان تجتنبوا كبائر ما تنهون عنه) (الحديث 121) . تحفة الاشراف (8835) .

سات بڑے گناہوں کا بیان

4023 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِءٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ حَدِيثِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ اَبُوهُ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْكَبَائِرُ قَالَ "هُنَّ سَبْعٌ اَعْظَمُهُنَّ اِشْرَاكٌ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَيْرِ حَقٍّ وَفِرَارٌ يَوْمَ الزَّحْفِ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ عبید بن عمیر اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے' ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''وہ سات ہیں اور ان میں بڑے گناہ یہ ہیں: کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا' کسی کو ناحق قتل کرنا' میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو) سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچو، پوچھا گیا یارسول اللہ! وہ سات ہلاک کرنے والی باتیں کون سی ہیں؟ فرمایا کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا۔(۲) جادو کرنا۔(۳) جس جان کو مار ڈالنا اللہ نے حرام قرار دیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا۔(۴) یتیم کا مال کھانا۔(۵) جہاد کے دن دشمن کو پیٹھ دکھانا۔(۶) پاکدامن ایمان والی اور بے خبر عورتوں کو زنا کی تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم ،مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 48)

شرح عقائد میں ہے کہ اصطلاح شریعت میں شرک، اسے فرماتے ہیں کہ خدائی اختیارات میں غیر اللہ کو شریک ٹھہرائے جیسا کہ مجوسی اہرمن ویزداں کو مانتے ہیں یا اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو بھی پرستش وعبادت کے لائق جانے جیسا کہ بت پرست عقیدہ رکھتے ہیں۔ یہ بات پہلے بتائی جا چکی ہے کہ شرک کفر کی ایک قسم ہے اور اسی لئے شریعت میں شرک کفر کے معنی میں بھی آتا ہے۔

باب ذِكْرِ اَعْظَمِ الذَّنْبِ

وَاخْتِلَافِ يَحْيَى وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَلَى سُفْيَانَ فِي حَدِيثِ وَاصِلٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيهِ .

سب سے بڑے گناہ کا تذکرہ

واصل نے ابووائل کے حوالے سے اس بارے میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے جو روایت نقل کی ہے' اس میں سفیان سے نقل کرنے میں یحییٰ اور عبدالرحمٰن نامی راوی کے اختلاف کا تذکرہ

4024 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ اَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ "اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ

4023-اخرجه ابو داؤد في الوصايا، باب ما جاء في التشديد في اكل مال اليتيم (الحديث 2875) . تحفة الأشراف (10895) .

خَلَقَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "اَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار دو جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس اندیشے کے تحت قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔ میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔

4025 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ "اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ "اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مِنْ اَجْلِ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ" . قُلْتُ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ "ثُمَّ اَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار دو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے' میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس وجہ سے قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔ میں نے دریافت کیا: پھر کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو۔

4026 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ قَالَ "الشِّرْكُ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّاَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ مَخَافَةَ الْفَقْرِ اَنْ يَّاْكُلَ مَعَكَ" . ثُمَّ قَرَاَ عَبْدُ اللّٰهِ (وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ) .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ الَّذِيْ قَبْلَهُ وَحَدِيْثُ يَزِيْدَ هٰذَا خَطَاٌ اِنَّمَا هُوَ وَاصِلٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

4024-اخرجه البخاري في التفسير، باب قوله تعالى: (فلاتجعلوا لله اندادًا و انتم تعلمون) (الحديث 4477)، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر، ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاماً) (الحديث 4761) مطولاً، وفي الادب، باب قتل الولد خشية ان ياكل معه (الحديث 6001) مطولاً، و في الحدود، باب اثم الزناة (الحديث 6811)، و في الديات: باب قول الله تعالى: (ومن يقتل مومنًا متعمدًا فجزاوه جهنم) (الحديث 6861) مطولاً، و في التوحيد، باب قول الله تعالى: (فلا تجعلوا لله اندادًا) (الحديث 7520)، و باب قول الله تعالى: (يايها الرسول بلغ ما انزل اليك من ربك و ان لم تفعل فما بلغت رسالته) (الحديث 7532) مطولاً . واخرجه مسلم في الايمان، باب كون الشرك اقبح الذنوب و بيان اعظمها بعده (الحديث 141) و (الحديث 142) مطولاً . اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في تعظيم الزنا (الحديث 2310) مطولاً . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الفرقان) (الحديث 3182) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله (فلا تجعلوا لله اندادًا و انتم تعلمون) (الحديث 7)، تحفة الاشراف (9480) .

4025-اخرجه البخاري في التفسير، باب (والذين لا يدعون مع الله الها آخر ولا يقتلون النفس التي حرم الله الا بالحق ولا يزنون و من يفعل ذلك يلق اثاماً) (الحديث 4761) مطولاً . واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة الفرقان) (الحديث 3183) مطولاً . تحفة الاشراف (9311) .

4026-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9279) .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا گناہ زیادہ بڑا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شرک کرنا' یہ کہ تم کسی کو اللہ کا شریک قرار دو' اور یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرو' اور یہ کہ تم غربت کے خوف کی وجہ سے اپنی اولاد کو قتل کر دو کہ وہ تمہارے ساتھ کھانے میں شریک ہوگی۔

پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے ہیں''۔

یہ آیت آخر تک ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔ درست روایت وہ ہے' جو اس سے پہلے بیان کی گئی ہے اور یزید کے حوالے سے منقول اس روایت میں غلطی پائی جاتی ہے' کیونکہ راوی کا نام واصل ہے' باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

بَاب ذِكْرِ مَا يَحِلُّ بِهِ دَمُ الْمُسْلِمِ .

ان چیزوں کا تذکرہ جن کی وجہ سے مسلمان کو قتل کرنا جائز ہوتا ہے

4027 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَالَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهُ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ التَّارِكُ لِلْاِسْلَامِ مُفَارِقُ الْجَمَاعَةِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِىْ وَالنَّفْسُ بِالنَّفْسِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اس ذات کی قسم! جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' کسی بھی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے' وہ مسلمان جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں' البتہ تین آدمیوں کا حکم مختلف ہو گا۔ اسلام کو ترک کر کے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کرنے والا شخص' شادی شدہ زانی اور جان کے بدلے جان (یعنی قاتل کو قتل کیا جا سکتا ہے)''۔

4028 – قَالَ الْاَعْمَشُ فَحَدَّثْتُ بِهِ اِبْرَاهِيْمَ فَحَدَّثَنِىْ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ بِمِثْلِهِ .

4027-اخرجه البخاري في الديات، باب قول الله تعالى: (ان النفس بالنفس و العين بالعين و الانف بالانف و الاذن بالاذن و السن بالسن و الجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له و من لم يحكم بما انزل الله فاولئك هم الظالمون) (الحديث 6878) . واخرجه مسلم في القسامة، باب ما يباح به دم المسلم (الحديث 25 و 26) واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4352) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء لا يحل دم امرئ مسلم الا باحدى ثلاث (الحديث 1402) . واخرجه النسائي في القسامة، باب القود (الحديث 4735) . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب لا يحل دم امرئ مسلم الا في ثلاث (الحديث 2534) تحفة الاشراف (9567) .

4028-اخرجه مسلم في القسامة، باب ما يباح به دم المسلم (الحديث 26م)، وقد فات الحافظ المزي في كتابه تحفة الاشراف بمعرفة الاطراف هذا الحديث، و قد نبه على ذلك الحافظ ابن حجر في النكت الظراف فقال (9567): لم ينبه عليه المزي هنا ولا هناك في مسند عائشة .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول ہے۔

4029 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ اَوْ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ اَوِ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ" . وَقَفَهُ زُهَيْرٌ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"کسی بھی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں ہے البتہ وہ شخص جو محصن ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے یا اسلام قبول کر لینے کے بعد کفر اختیار کر لے یا جان کے بدلے میں جان کو (قتل کیا جائے گا)"۔

زہیر نامی راوی نے اس روایت کو موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

4030 - اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ غَالِبٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا عَمَّارُ اَمَا اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ اِلَّا ثَلَاثَةٌ النَّفْسُ بِالنَّفْسِ اَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ مَا اُحْصِنَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

ایک سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے عمار! کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کسی بھی مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں ہے ماسوائے تین لوگوں کے، جان کے بدلے جان یا وہ محصن ہونے کے باوجود زنا کا ارتکاب کرے اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

4031 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَا كُنَّا مَعَ عُثْمَانَ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ . وَكُنَّا اِذَا دَخَلْنَا مَدْخَلًا نَسْمَعُ كَلَامَ مَنْ بِالْبَلَاطِ - فَدَخَلَ عُثْمَانُ يَوْمًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَتَوَاعَدُوْنِيْ بِالْقَتْلِ . قُلْنَا يَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ . قَالَ فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ رَجُلٌ كَفَرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ اَوْ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ اَوْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ" .

فَوَاللّٰهِ مَا زَنَيْتُ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ وَّلَا تَمَنَّيْتُ اَنَّ لِيْ بِدِيْنِيْ بَدَلًا مُنْذُ هَدَانِيَ اللّٰهُ وَلَا قَتَلْتُ نَفْسًا فَلِمَ يَقْتُلُوْنَنِيْ

ابوامامہ بن سہل اور عبداللہ بن عامر بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے انہیں

4029-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، ذكر ما يحل به دم المسلم (الحديث 4030) موقوفاً . تحفة الاشراف (17422) .

4030-تقدم (الحديث 4029) .

4031-اخرجه ابو داؤد في الديات، باب الامام يامر بالعفو في الدم (الحديث 4502) مطولاً . واخرجه مسلم في الفتن، باب ما جاء لا يحل دم امرىء مسلم الا باحدى ثلاث (الحديث 2158) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الحدود ، باب لا يحل دم امرىء مسلم الا في ثلاث (الحديث 2533) بنحوه . تحفة الاشراف (9782) .

اس وقت محصور کیا جا چکا تھا' جب ہم داخل ہونے کی جگہ پر پہنچے تو وہاں ہم نے بلاط میں موجود لوگوں کا کلام سنا' ایک دن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف لائے' پھر آپ رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے' انہوں نے ارشاد فرمایا:

یہ لوگ مجھے قتل کی دھمکیاں دے رہے ہیں' ہم نے گزارش کی: ان کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ آپ کے لیے کافی ہے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں جبکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"کسی بھی مسلمان کا خون تین میں سے کسی ایک وجہ سے بہانا جائز ہو سکتا ہے، ایک وہ شخص جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اختیار کیا ہو' یا وہ شخص جس نے محصن ہونے کے باد جود زنا کا ارتکاب کیا ہو' یا وہ شخص جس نے کسی جان کے بدلے کے بغیر کسی کو قتل کیا ہو"

تو اللہ کی قسم! میں نے تو زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی زنا کا ارتکاب نہیں کیا' اور جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت نصیب کی ہے' اس کے بعد نہ ہی کبھی میں نے یہ آرزو کی ہے' کہ میں اپنے دین کو چھوڑ کر کسی دوسرے دین کو اختیار کروں' اور نہ ہی میں نے کسی کو قتل کیا ہے' تو پھر یہ لوگ مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

خلیفہ سوم امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعمرو اور لقب ذوالنورین (دو نور والے) ہے۔ آپ قریشی ہیں اور آپ کا نسب نامہ یہ ہے: عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔ آپ کا خاندانی شجرہ عبد مناف پر رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نسب نامہ سے مل جاتا ہے۔ آپ نے آغاز اسلام ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اور آپ کو آپ کے چچا اور دوسرے خاندانی کافروں نے مسلمان ہو جانے کی وجہ سے بے حد ستایا۔ آپ نے پہلے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اس لئے آپ صاحب الہجرتین (دو ہجرتوں والے) کہلاتے ہیں اور چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں اس لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ آپ جنگ بدر کے علاوہ دوسرے تمام اسلامی جہادوں میں کفار سے جنگ فرماتے رہے۔ جنگ بدر کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ جو رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ علیہ والہ وسلم کی صاحبزادی تھیں، سخت علیل ہو گئیں تھیں اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کو جنگ بدر میں جانے سے منع فرما دیا لیکن ان کو مجاہدین بدر میں شمار فرما کر مال غنیمت میں سے مجاہدین کے برابر حصہ دیا اور اجر وثواب کی بشارت بھی دی۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ منتخب ہوئے اور بارہ برس تک تخت خلافت کو سرفراز فرماتے رہے۔

آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی حدود میں بہت زیادہ توسیع ہوئی اور افریقہ وغیرہ بہت سے ممالک مفتوح ہو کر خلافت راشدہ کے زیر نگیں ہوئے۔ بیاسی برس کی عمر میں مصر کے باغیوں نے آپ کے مکان کا محاصرہ کر لیا اور بارہ ذوالحجہ یا اٹھارہ ذوالحجہ ۳۵ھ جمعہ کے دن ان باغیوں میں سے ایک بدنصیب نے آپ کو رات کے وقت اس حال میں شہید کر دیا کہ آپ قرآن پاک کی تلاوت فرما رہے تھے اور آپ رضی اللہ عنہ کے خون کے چند قطرات قرآن شریف کی آیت فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ

پر پڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے قبرستان جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ (تاریخ الخلفاء وازالۃ الخفاء)

باب قَتْلِ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ فِيْهِ

جو شخص (مسلمانوں کی) جماعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے (یعنی مرتد ہو جاتا ہے) اُسے قتل کرنا

زیاد بن علاقہ نے عرفجہ کے حوالے سے اس بارے میں جو روایت نقل کی ہے اس میں زیاد سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4032 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى الصُّوفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ مَرْدَانُبَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ الْاَشْجَعِيِّ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ فَقَالَ "اِنَّهٗ سَيَكُوْنُ بَعْدِيْ هَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ فَمَنْ رَاَيْتُمُوْهُ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ اَوْ يُرِيْدُ تَفْرِيْقَ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَائِنًا مَّنْ كَانَ فَاقْتُلُوْهُ فَاِنَّ يَدَ اللّٰهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ مَعَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ يَرْكُضُ".

☆☆ حضرت عرفجہ بن شریح اشجعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میرے بعد شر ہوگا اور فساد ہوگا' تو جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ اس نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی ہے' یا وہ شخص حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں تفرقہ ڈالنا چاہتا ہو' تو خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو' تم اُسے قتل کر دینا' کیونکہ اللہ تعالیٰ کا دست رحمت (مسلمانوں کی) جماعت پر ہوتا ہے' اور شیطان اس شخص کے ساتھ ہوتا ہے' جو جماعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے اور وہ اسے ٹھونگے مارتا ہے"۔

4033 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْ حَمْزَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهَا سَتَكُوْنُ بَعْدِيْ هَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ وَّهَنَاتٌ - وَرَفَعَ يَدَيْهِ - فَمَنْ رَاَيْتُمُوْهُ يُرِيْدُ تَفْرِيْقَ اَمْرِ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جَمِيْعٌ فَاقْتُلُوْهُ كَائِنًا مَّنْ كَانَ مِنَ النَّاسِ".

☆☆ حضرت عرفجہ بن شریح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4032-اخرجه مسلم في الامارة، باب حكم من فرق امر المسلمين و هو مجتمع (الحديث 59 و 60) . واخرجه ابو داؤد في السنة باب في قتل الخوارج (الحديث 4762) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، قتل من فارق الجماعة (الحديث 4033 و 4034) تحفة الاشراف (9896) .

4033-تقدم (الحديث 4032) .

"میرے بعد فساد ہوگا اور فساد ہوگا اور فساد ہوگا"۔

پھر آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے (اور فرمایا:)

"جس شخص کو تم دیکھو کہ وہ حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے معاملے میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے حالانکہ اس وقت وہ لوگ اکٹھے ہوں تو تم اُسے قتل کردو خواہ وہ کوئی بھی شخص ہو اور کسی بھی حیثیت کا مالک ہو"۔

4034 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "سَتَكُونُ بَعْدِي هَنَاتٌ وَهَنَاتٌ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يُفَرِّقَ أَمْرَ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُمْ جَمْعٌ فَاضْرِبُوهُ بِالسَّيْفِ"۔

☆☆ حضرت عرفجہ ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"میرے بعد فتنے ہوں گے اور فتنے ہوں گے تو جو شخص حضرت محمد ﷺ کی اُمت کے معاملے میں تفرقہ پیدا کرنے کی کوشش کرے حالانکہ وہ لوگ اکٹھے ہوں تو تم تلوار کے ذریعے اُسے قتل کردو"۔

4035 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَيُّمَا رَجُلٍ خَرَجَ يُفَرِّقُ بَيْنَ أُمَّتِي فَاضْرِبُوا عُنُقَهُ"۔

☆☆ حضرت اسامہ بن شریک ؓ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص میری اُمت کے درمیان تفرقہ پیدا کرنے کے لیے نکلتا ہے تم اس کی گردن اُڑا دو"۔

باب تَأْوِيلِ

قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ (إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الْأَرْضِ فَسَادًا أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلَافٍ أَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْأَرْضِ) وَفِيمَنْ نَزَلَتْ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر

"بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اُن کا بدلہ یہی ہے انہیں قتل کردیا جائے یا انہیں مصلوب کردیا جائے یا ان کے ہاتھ پاؤں مخالف سمتوں میں کاٹ دیے جائیں یا انہیں زمین میں جلاوطن کردیا جائے"

یہ آیت کن کے بارے میں نازل ہوئی؟ اور اس بارے میں حضرت انس بن مالک ؓ کے حوالے سے منقول روایت

4034-تقدم (الحديث 4032) .

4035-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (129) .

میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

شرح

(۱) امام ابوداؤد اور نسائی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ (یہ آیت) مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان میں سے جس نے پہلے ہی توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم قابو پالو۔ اس پر کوئی سزا نہیں ہے اور اس آیت میں کسی مسلمان آدمی کو حد لگانے میں کوئی بچاؤ نہیں اگر وہ قتل کرے یا زمین میں فساد کرے یا اللہ اور اس کے رسول کے لڑے پھر وہ گرفتار ہونے سے پہلے کافروں سے مل جائے تو کوئی رکاوٹ نہیں کہ اس پر حد کو قائم کیا جائے جس جرم میں سے پکڑا جائے۔

(۲) امام ابن جریر اور طبرانی نے الکبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اہل کتاب میں سے ایک قوم تھی۔ ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درمیان ایک عہد تھا۔ انہوں نے عہد کو توڑا اور زمین میں فساد مچایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں اختیار دیا اگر وہ چاہیں تو قتل کر دیں۔ اگر چاہیں سولی پر لٹکا دیں۔ اور اگر چاہیں تو ان کے ہاتھ اور پاؤں اسی طرف سے کاٹ دیں۔ اور نفی سے مراد زمین میں بھاگ جانا ہے۔ اگر وہ توبہ کر کے آ جائے اور اسلام میں داخل ہو جائے تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا۔ اور جو پہلے گزر چکا اس کے بارے میں اس کو نہیں پکڑا جائے گا۔

(۳) امام ابن مردویہ سے ابن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ آیت حروریہ (قبیلہ) کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی (یہ آیت) لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ

(۴) امام عبدالرزاق، البخاری، مسلم، ابوداؤد، الترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قبیلہ عکل میں سے چند افراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ وہ مسلمان ہو گئے اور ایمان لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں۔ اور ان کے پیشاب پئیں۔ انہوں نے (صدقہ کے اونٹوں) کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طلب میں (کچھ لوگ) بھیجے۔ وہ ان کو لے آئے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں بھر دی گئیں۔ ان کے زخموں کو تیل میں نہ جلایا گیا۔ اور ان کو (اس حال میں) چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے اس پر آیت اتاری گئی لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ

(۵) امام داؤد، نسائی اور ابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت محاربین عرنیین کے بارے میں نازل ہوئی۔

ڈاکوؤں کی سزا کا بیان

(۶) ابن جریر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اہل مدینہ کے لوگ حاضر ہوئے اور وہ بیمار تھے۔ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا۔ جب وہ صحت یاب ہو گئے تو انہوں نے اونٹنیوں کے چرواہوں کو باندھ کر قتل کر دیا۔ پھر وہ اونٹنیوں کو اپنی قوم کی زمین کی طرف لے جانے لگے۔ جریر نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا۔ ہم ان کو پکڑ لائے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے گئے۔ اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ

(۷) امام ابن جریر نے یزید بن ابی حبیب سے روایت کیا کہ عبدالملک بن مروان نے انس رضی اللہ عنہ کی طرف ایک خط لکھا۔ اور اس آیت کے بارے میں ان سے سوال کیا تو انس رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف (جواب) لکھا اور یہ خبر دی کہ یہ آیت عرنیین کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ لوگ اسلام سے پھر گئے۔ چرانے والوں کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ راستہ کو خوفزدہ کیا اور انہوں نے زنا بھی کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل (علیہ السلام) سے ان لوگوں کے فیصلہ کے بارے میں پوچھا جو جنگ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا جو شخص چوری کرے، راستہ کو خوف والا (پر خطر) بنا دے، حرام کو حلال کرے (یعنی زنا کرے) تو اس کو سولی پر لٹکا دو۔

(۸) امام حافظ عبدالغنی نے ایضاع الاشکال میں ابوقلابہ کے طریق سے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ عکل قبیلہ میں سے تھے۔

(۹) امام عبدالرزاق نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ دبلے اور لاغر ہونے کی وجہ سے (ان میں سے کچھ آدمی) مر گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی دودھ والی اونٹنیوں کی طرف بھیج دیا۔ انہوں نے اونٹنی کی چوری کی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ان کا پیچھا کیا تو ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے گئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیر دی گئیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ فرمایا (اس کے بعد) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھوں کا حکم ترک فرما دیا۔ (یعنی سلائیاں پھیرنا ترک فرمایا)

(۱۰) امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بنو سلیم میں سے کچھ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے انہوں نے اسلام پر بیعت کی حالانکہ وہ جھوٹے تھے۔ پھر انہوں نے کہا ہم کو مدینہ کی آب وہوا موافق نہیں آتی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹنیاں تمہارے پاس صبح وشام آتی ہیں اور ان سے پیشاب پیا کرو۔ وہ اسی حال میں تھے کہ اچانک ایک چیخ آئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کہا کہ چرواہوں کو قتل کر دیا گیا۔ جانوروں کو (چوری کر کے) لے گئے تو صحابہ ان کی تلاش میں نکل پڑے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور انہوں نے ان کو گرفتار کیا ہوا تھا۔ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو قتل کیا سولی پر لٹکایا ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھوں میں سلائیاں پھیر دیں۔ راوی نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے پہلے اور نہ اس کے بعد کسی کو مثلہ کیا۔ اور آپ نے مثلہ سے منع فرمایا اور فرمایا کہ (جاندار) چیز کو مثلہ نہ کرو۔

سزا میں برابری کا بیان

(۱۱) امام مسلم اور نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیروائیں۔ کیونکہ انہوں نے ان چرواہوں کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری تھیں۔

(۱۲) امام ابن جریر نے سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ (یہ آیت) عرینہ کے حبشیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ان کو صفراء کی زیادتی کا مرض تھا انہوں نے اس کی شکایت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو صدقہ کے اونٹوں کی طرف جانے کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ ان کے پیشاب اور ان کا دودھ پیو۔ انہوں نے پیا تو صحت مند ہو گئے اور تکلیف جاتی رہی۔ (اس کے بعد) انہوں نے اونٹ چرانے والوں کو قتل کر دیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (چند صحابہ کو) ان کو پکڑنے کے لئے بھیجا۔ وہ ان کو پکڑ کر لے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیرنے کا ارادہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور ان کو حکم فرمایا کہ ان میں حدود کو قائم فرمائیں جیسے اللہ تعالیٰ نے (حکم) نازل فرمایا۔

(۱۳) امام ابن جریر نے ولید بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے لیث بن سعد رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دیں۔ اور ان کے زخموں میں گرم تیل میں سے داغا۔ یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ انہوں نے کہا میں نے محمد بن عجلان کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی کہ اس میں عذاب کرنا تھا۔ اور ان کو اس طرح سزا دینا سکھایا گیا (ہاتھ پاؤں) کا ٹنا قتل کرنا یا جلاوطن کرنا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بعد کسی کی آنکھ میں سلائی نہ پھیروائی۔ راوی نے کہا یہ بات ابن عمر کو بتائی گئی تھی تو انہوں نے اس بات سے انکار کیا کہ (یہ آیت) بطور عتاب کرنے کے نازل کی گئی اور فرمایا یہ سزا خاص انہی لوگوں کے ساتھ ہے پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر ہے۔ جو ان لوگوں کے علاوہ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی اور ان کی آنکھوں سے سلائیاں پھیرنے کا حکم اٹھا لیا گیا۔

(۱۴) بیہقی نے سنن میں محمد بن عجلان سے اور انہوں نے ابو الزناد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور جو آپ کی اونٹنیوں کو بھگا کر لے گئے تھے اور ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیر دی تھیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں عتاب فرمایا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ

(۱۵) امام شافعی نے الام میں، عبد اللہ الفریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا جب محارب (یعنی ڈاکو) نکلے صرف مال چھینے اور کسی کو قتل نہ کرے تو مخالف سمت سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔ اور جب وہ نکلے اور قتل کرے اور مال نہ چھینے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ جب وہ نکلے قتل بھی کرے اور مال بھی لے لے تو اس کو قتل کیا جائے اور سولی

پر بھی لٹکایا جائے گا۔ اور جب وہ نکلے راستے کو خوفزدہ کرے نہ مال لے نہ قتل کرے تو اس کو جلاوطن کیا جائے گا۔

(۱۶) امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ جس نے ہتھیار کو لہرایا مسلمان کی مملکت میں اور راستے میں فساد کیا تو (اس پر اگر) قابو پالیا اور قدرت حاصل کر لی تو امام المسلمین کو اس میں اختیار دیا گیا اگر چاہے تو اس کو قتل کر دے چاہے تو اس کو سولی پر لٹکا دے اور اگر چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ پھر فرمایا لفظ آیت او ینفوا من الارض یعنی یا وہ دار الاسلام سے دار الحرب کی طرف بھاگ جائے۔

(۱۷) امام داؤد، النسائی، نحاس نے ناسخ میں اور امام بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا خون حلال نہیں ہے۔ مگر تین باتوں کی وجہ سے (حلال ہے) شادی شدہ مرد زنا کرے تو رجم کیا جائے۔ اور کسی آدمی کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ اور وہ آدمی جو اسلام سے نکلا اور لڑنے لگا تو اس کو قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکایا جائے گا یا (وطن کی) زمین سے جلاوطن کیا جائے گا۔

(۱۸) امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ عرینہ میں سے ایک قوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی۔ اور مسلمان ہوگئی اور ان میں سے کچھ فریب دینے والے تھے۔ ان کے اعضاء شل ہوگئے (یعنی بیکار ہوگئے تھے)، ان کے چہرے پیلے پڑ گئے تھے اور ان کے پیٹ پھول گئے تھے۔ ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ صدقہ کے اونٹوں کا پیشاب اور دودھ پئیں۔ انہوں نے پیا یہاں تک کہ (صحت مند اور موٹے ہوگئے پھر انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کیا اور اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ اور اسلام سے پھر گئے۔ جبرئیل (علیہ السلام) نے آکر فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے لشکر بھیجئے۔ آپ نے بھیج دیا پھر جبرئیل (علیہ السلام) نے فرمایا اس دعا کے ساتھ دعا کیجئے۔ (جس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ بلاشبہ آسمان تیرے آسمان ہیں اور زمین تیری زمین ہے۔ مشرق تیرا مشرق ہے اور مغرب تیرا مغرب ہے۔ اے اللہ ان پر میمنہ کی مشک تنگ کر دے۔ یہاں تک کہ ان پر مجھ کو قدرت عطا فرما۔ ان کو لایا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ جبرئیل (علیہ السلام) نے حکم فرمایا کہ جس نے مال لیا اور قتل کیا تو سولی پر لٹکایا جائے۔ اور جس نے قتل کیا اور مال نہیں لیا تو اس کو قتل کیا جائے اور جس نے مال لیا اور قتل نہیں کیا تو اس کے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹ دیئے جائیں ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ دعا ہر بھاگنے والے کے لئے ہے اور ہر اس انسان کے لئے ہے جس کا ایک عشر یا کوئی اور چیز گم ہو جائے تو اس دعا کے ساتھ دعا کریں اور اس کی کسی شے میں لکھ کر کسی صاف ستھری جگہ میں دفن کیا جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر قدرت دے دیں گے۔

(۱۹) امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ وعطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ شخص جو ڈاکو ہے وہ محارب ہے۔ اگر وہ قتل کر کے اور مال بھی لے تو سولی پر لٹکایا جائے۔ اور اگر قتل کرے اور مال نہ لے تو قتل کیا جائے۔ اور اگر مال لے اور قتل نہ کرے تو اس کے

ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں۔ اور اگر یہ کام کرنے سے پہلے پکڑا جائے تو جلا وطن کر دیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول لفظ آیت الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم تو یہ ان لوگوں کے لئے خاص حکم ہے۔ اور جو آدمی قتل کرے اور پھر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لے اس کا خون باطل ہو جائے گا جو گزر چکا۔

ڈاکوؤں کو سولی پر لٹکانے کا بیان

(۲۰) امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطا اور مجاہد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ امام کو اس بارے میں اختیار دیا گیا ہے۔ اگر چاہے قتل کرے، اگر چاہے تو ہاتھ پاؤں کاٹ دے، اگر چاہے تو سولی پر لٹکا دے، اگر چاہے تو جلا وطن کر دے۔

(۲۱) امام ابن ابی شیبہ نے سعید بن المسیب حسن اور ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ امام کو اختیار ہے ڈاکو کے بارے میں جو چاہے اس کے ساتھ کرے۔

(۲۲) امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک قوم تھی کہ ان کے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا۔ انہوں نے معاہدہ کو توڑا اور ڈاکہ مارا اور زمین میں فساد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس بارے میں اختیار دیا کہ اگر چاہے اس کو قتل کر دے چاہے سولی پر لٹکا دے۔ اگر چاہے تو ان کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دے الٹی جانب سے۔ یا زمین سے جلا وطن کر دے۔ پھر فرمایا ان کو طلب کریں یہاں تک کہ وہ عاجز ہو جائیں۔ اور اگر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لے تو اس سے (توبہ) قبول کی جائے گی۔

(۲۳) امام ابو داؤد نے ناسخ میں ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

(۲۴) امام ابن جریر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نفیہ کا مطلب یہ ہے کہ امام اسے تلاش کرے یہاں تک کہ ان کو پکڑے پھر اس کے عمل کے بدلے میں ان پر ان سزاؤں میں سے ایک سزا کو جاری کر دے جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔

(۲۵) امام عبد بن حمید نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت او ینفوا من الارض کے بارے میں فرمایا کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا ہے۔

(۲۶) امام ابن جریر نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس کی تلاش اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک اس پر قدرت نہ پائے۔

(۲۷) امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے زہرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت او ینفوا من الارض کے بارے میں فرمایا کہ وہ اس کی تلاش کرے۔ اگر اس پر قادر نہ ہو۔ جب بھی اس کے بارے میں کسی علاقہ میں ہے تو اس کی تلاش کرے (یعنی اس کو پکڑنے کی کوشش کرے)۔

(۲۸) امام ابن جریر نے ربیع بن انس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ ان کو زمین سے نکالا جائے گا (یعنی جلا وطن کیا جائے گا) جہاں وہ پائیں جائیں ان کو نکالنا چاہیے یہاں تک کہ دشمن کی زمین سے مل جائیں۔

(۲۹) امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا جو شخص ایمان والوں کے راستوں کو امن نہ دے تو اس کو اس کے شہر سے دوسرے شہر کی طرف جلاوطن کر دیا جائے۔

(۳۰) امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت ویسعون فی الارض فسادا سے مراد ہے زنا چوری، کسی جان کو قتل کرنا کھیتی اور نسل کو ہلاک کرنا۔

(۳۱) امام ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی اور سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ دونوں حضرات سے روایت کیا اگر وہ توبہ کرنے والا بن کر آیا اور اس نے مال نہیں لوٹا، خون نہیں بہایا تو اس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم**

(۳۲) امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاشراق میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شعبی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حارثہ بن بدر التمیمی بصرہ والوں میں سے تھا اس نے زمین میں فساد پھیلایا اور ڈاکہ مارا۔ اس نے قریش کے کچھ آدمیوں سے بات کی کہ اس کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امان طلب کریں مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ سعید بطن قیس ہمدانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا اے امیر المؤمنین! ان لوگوں کی کیا سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کریں اور زمین میں فساد کرنے کی کوشش کریں تو انہوں نے فرمایا کہ ان کو قتل کیا جائے یا سولی پر لٹکایا جائے اور ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے جائیں۔ ان کو جلاوطن کر دیا جائے پھر یہ آیت پڑھی لفظ آیت **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم** سعید رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اگر چہ وہ حارثہ بن بدر ہو؟ یہ حارثہ بن بدر اگر وہ توبہ کرنے والا بن کر آ جائے تو وہ امن والا ہوگا فرمایا کیوں! پھر اس کو ان کے پاس لے آئے اس نے آپ سے بیعت لی اور اس (توبہ) کو انہوں نے قبول کیا۔ اور اس کے لئے امان لکھ دی۔

گرفتاری سے قبل توبہ کا بیان

(۳۳) ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے اشعث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک آدمی سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے ابو موسیٰ اشعری کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر کہا یہ جگہ ہے پناہ چاہنے والے اور توبہ کرنے والے کی میں فلاں ابن فلاں ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے تھا۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی۔ اب میں گرفتار ہونے سے پہلے توبہ کرنے والا بن کر آیا ہوں۔ ابو موسیٰ نے فرمایا کہ فلاں بیٹا فلاں کا۔ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کی اور اب توبہ کرنے والا بن کر آیا ہے گرفتار ہونے سے پہلے۔ پس کوئی آدمی اس کے ساتھ اچھا رویہ رکھے اگر وہ (اپنی بات میں) سچا ہے تو میرا راستہ بھی یہی ہے۔ (یعنی میرا طرز عمل) اگر جھوٹا ہے تو شاید اللہ تعالیٰ اس گناہ کے بدلہ اس کو پکڑ لے۔

(۳۴) عبد بن حمید نے عطا سے روایت کی ہے کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے چوری کی تھی۔ جو توبہ کرنے والا بن کر آیا مگر گرفتار ہونے سے پہلے کہ اس پر حد ہے؟ فرمایا نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی لفظ آیت **الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم**

(۳۵) امام ابوداؤد نے ناسخ میں سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت انما جزؤا الذین یحاربون اللہ

ورسولہ کے بارے میں فرمایا کہ ہم نے سنا ہے کہ جب کوئی آدمی قتل کرے تو اس کو بھی قتل کیا جائے گا۔اور جب وہ مال چھینے اور قتل نہ کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔مال کے بدلے۔اور اس کا پاؤں کاٹا جائے گا ڈاکہ ڈالنے کی وجہ سے،اور جب اس نے قتل کیا اور مال بھی لے لیا تو اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹے جائیں گے اور سولی پر بھی لٹکایا جائے گا۔(پھر فرمایا) لفظ آیت الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم یعنی اگر وہ توبہ کرنے والا بن کر آئے امام کے پاس گرفتار ہونے سے پہلے امام اس کو امان دے دے تو اسے امان حاصل ہو جائے گا۔اور اگر کسی انسان نے اس کو قتل کر دیا یہ جانتے ہوئے بھی کہ امام اس کو امان دے چکا ہے تو قاتل اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔اور اگر اس کو قتل کیا اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس کو امام نے امان دی ہے تو اس پر دیت ہوگی۔

(تفسیر در منثور سورہ مائدہ آیات)

4036 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَجَاءٍ مَوْلٰى اَبِىْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ وَسَقِمَتْ اَجْسَامُهُمْ فَشَكَوْا ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَا تَخْرُجُونَ مَعَ رَاعِيْنَا فِىْ اِبِلِهٖ فَتُصِيْبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا" . قَالُوْا بَلٰى .

فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَصَحُّوا فَقَتَلُوْا رَاعِىَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ فَاَخَذُوْهُمْ فَاُتِىَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ وَنَبَذَهُمْ فِى الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلے کے آٹھ افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی' ان کے جسم بیمار ہو گئے' انہوں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ ہمارے چرواہے کے ہمراہ اونٹوں کے پاس کیوں نہیں چلے جاتے' ان کے دودھ اور پیشاب کو پینا"

ان لوگوں نے کہا: ٹھیک ہے' پھر وہ لوگ وہاں چلے گئے۔انہوں نے ان اونٹوں کے دودھ اور پیشاب کو پیا' تو وہ تندرست ہو گئے۔انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کیا (اور مفرور ہو گئے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے لوگوں کو روانہ کیا' انہوں

4036-اخرجه البخاري في الوضوء، باب ابوال الابل و الدواب و الغنم و مرابضها (الحديث 233)، و في الجهاد، باب اذا حرق المشرك المسلم هل يحرق (الحديث 3018)، و في المغازي باب قصة عكل و عرينة (الحديث 4193) مطولًا، و في التفسير، باب (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا الى قوله . او ينفوا من الارض) (الحديث 4610) بنحوه، و في الحدود، باب المحاربين من اهل الكفر و الردة (الحديث 6802)، باب لم يحسم النبي صلى الله عليه وسلم المحاربين من اهل الردة حتى هلكوا (6803) مختصراً، و باب لم يسق المرتدون المحاربون حتى ماتوا (الحديث 6804)، و باب سمر النبي صلى الله عليه وسلم اعين المحاربين (الحديث 6805)، و في الديات، باب القسامة (الحديث 6899) مطولًا . واخرجه مسلم في القسامة، باب حكم المحاربين و المرتدين (الحديث 10 و 11 و 12) . واخرجه ابو داؤد في الملاحم، باب ما جاء في المحاربة (الحديث 4364 و 4365 و 4366) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض)، و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4037 و 4038 و 4039)، وفي التفسير: سورة المائدة، قوله جل ثناوه (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله) (الحديث 163) . تحفة الاشراف (945) .

نے ان لوگوں کو پکڑ لیا۔ انہیں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے' ان کی آنکھوں میں سلائی پھیروا دی اور انہیں دھوپ میں پھینک دیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

4037 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ الْوَلِيْدِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ نَفَرًا مِّنْ عُكْلٍ قَدِمُوْا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتُوا اِبِلَ الصَّدَقَةِ فَيَشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا وَاَلْبَانِهَا فَفَعَلُوْا فَقَتَلُوْا رَاعِيَهَا وَاسْتَاقُوْهَا فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهِمْ - قَالَ - فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ وَتَرَكَهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) الْاٰيَةَ .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلے کے کچھ افراد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے پیشاب اور دودھ کو پئیں۔ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' پھر ان لوگوں نے ان اونٹوں کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ کر لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے۔ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں' لیکن آپ ﷺ نے انہیں قتل نہیں کیا' انہیں اسی حالت میں رہنے دیا گیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں''۔ (الآیۃ)

4038 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيَةُ نَفَرٍ مِّنْ عُكْلٍ فَذَكَرَ نَحْوَهٗ اِلٰى قَوْلِهٖ لَمْ يَحْسِمْهُمْ وَقَالَ قَتَلُوا الرَّاعِيَ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے' حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عکل قبیلے کے آٹھ افراد حاضر ہوئے' اس کے بعد انہوں نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے' جو اس لفظ تک ہے:

''نبی اکرم ﷺ نے انہیں قتل نہیں کروایا''۔

اور اس میں یہ الفاظ اضافی ہیں: ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کیا تھا۔

4039 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنْ عُكْلٍ اَوْ عُرَيْنَةَ فَاَمَرَ لَهُمْ - وَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ - بِذَوْدٍ اَوْ

4037-تقدم في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض) و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4036) .

4038-تقدم في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض) و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4036) .

لِقَاحٍ يَشْرَبُونَ اَلْبَانَهَا وَاَبْوَالَهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ فِي طَلَبِهِمْ فَقَطَعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل قبیلے کے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) عرینہ قبیلے کے چند لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی تھی اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت وہ (صدقے کے) اونٹوں یا اونٹنیوں کے پاس چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پینے لگے (جب وہ تندرست ہو گئے) تو انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں لوگ بھیجے (جب وہ پکڑ کر لائے گئے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِيهِ

اس بارے میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں، حمید کی نقل کردہ روایت میں راویوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

4040 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ نَاسًا مِّنْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوا عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَبَعَثَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذَوْدٍ لَّهُ فَشَرِبُوا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا فَلَمَّا صَحُّوا ارْتَدُّوا عَنِ الْاِسْلَامِ وَقَتَلُوا رَاعِيَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا وَّاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آثَارِهِمْ فَاُخِذُوا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ وَصَلَبَهُمْ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اونٹوں کی طرف بھجوا دیا' ان لوگوں نے ان اونٹوں کے دودھ اور پیشاب کو پیا' جب وہ تندرست ہو گئے' تو وہ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے۔ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا جو مسلمان تھا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ لیا گیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے' ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں اور انہیں مصلوب کروا دیا۔

4041 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى ذَوْدِنَا فَكُنْتُمْ

4039-تقدم في تحريم الدم، تاويل قول الله عزوجل (انما جزاء الذين يحاربون الله و رسوله و يسعون في الارض فسادًا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم و ارجلهم من خلاف او ينفوا من الارض) و فيمن نزلت و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر انس بن مالك فيه (الحديث 4036).

4040-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (705) .

4041-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (597) .

فِيْهَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا" . فَفَعَلُوْا فَلَمَّا صَحُّوا قَامُوْا اِلٰى رَاعِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُ وَرَجَعُوْا كُفَّارًا وَّاسْتَاقُوْا ذَوْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ فِیْ طَلَبِهِمْ فَاُتِیَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اگر تم ہمارے اونٹوں کی طرف چلے جاؤ اور وہاں رہو' ان اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو (تو یہ تمہارے لیے بہتر رہے گا) ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' جب وہ لوگ تندرست ہو گئے تو وہ نبی اکرم ﷺ کے چرواہے پر حملہ آور ہوئے اور اُسے قتل کر دیا اور دوبارہ کافر ہو گئے۔ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4042 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَدِمَ نَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى ذَوْدِنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا" . قَالَ وَقَالَ قَتَادَةُ "وَاَبْوَالِهَا" . فَخَرَجُوْا اِلٰى ذَوْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صَحُّوا كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا وَّاسْتَاقُوْا ذَوْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْطَلَقُوْا مُحَارِبِيْنَ فَاَرْسَلَ فِیْ طَلَبِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' مدینہ منورہ کی آب و ہوا انہیں موافق نہیں آئی تو نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم ہمارے اونٹوں کی طرف چلے جاؤ اور ان کا دودھ پیو (تو یہ تمہارے لیے مناسب ہوگا)۔

راوی بیان کرتے ہیں: قتادہ نامی راوی نے یہاں دودھ کے ساتھ ان کے پیشاب کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں کے پاس چلے گئے جب وہ تندرست ہو گئے' تو وہ مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ کافر ہو گئے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا جو مسلمان تھا اور نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے' وہ لوگ جنگ کرتے ہوئے گئے تھے' اس لیے نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ لیا گیا (اور مدینہ منورہ لایا گیا) نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4043 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَسْلَمَ اُنَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ خَرَجْتُمْ اِلٰى ذَوْدٍ لَّنَا فَشَرِبْتُمْ مِنْ اَلْبَانِهَا" . قَالَ حُمَيْدٌ وَقَالَ قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ "وَاَبْوَالِهَا" . فَفَعَلُوْا فَلَمَّا صَحُّوا كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ

4042-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (651) .

4043-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (757) .

وَقَتَلُوْا رَاعِیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا وَّاسْتَاقُوْا ذَوْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَرَبُوْا مُحَارِبِيْنَ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَتٰی بِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ وَتَرَكَهُمْ فِی الْحَرَّةِ حَتّٰی مَاتُوْا .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگ مسلمان ہو گئے' مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تم ہمارے اونٹوں کے پاس چلے جاؤ' ان کا دودھ پیو۔ یہاں ایک سند میں دودھ کے ساتھ ان کے پیشاب کا بھی تذکرہ ہے (تو یہ تمہارے لیے مناسب ہوگا)۔

ان لوگوں نے ایسا ہی کیا' جب وہ لوگ تندرست ہو گئے' تو مسلمان ہونے کے بعد انہوں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا جو مسلمان تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹ ہانک کر لے گئے۔ وہ لڑائی چھیڑ کر بھاگ گئے اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پیچھے مہم روانہ کی جو انہیں پکڑ کر لے آئے۔ انہیں پکڑ لیا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے۔ ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں اور انہیں تپتی ہوئی پتھریلی زمین پر یوں ہی چھوڑ دیا' یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

4044 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَاسًا اَوْ رِجَالًا مِّنْ عُكْلٍ اَوْ عُرَيْنَةَ قَدِمُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَهْلُ ضَرْعٍ وَّلَمْ نَكُنْ اَهْلَ رِيْفٍ . فَاسْتَوْخَمُوا الْمَدِيْنَةَ فَاَمَرَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَوْدٍ وَّرَاعٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّخْرُجُوْا فِيْهَا فَيَشْرَبُوْا مِنْ لَبَنِهَا وَاَبْوَالِهَا فَلَمَّا صَحُّوْا - وَكَانُوْا بِنَاحِيَةِ الْحَرَّةِ - كَفَرُوْا بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ وَقَتَلُوْا رَاعِیَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا الذَّوْدَ فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِیْ اٰثَارِهِمْ فَاُتِیَ بِهِمْ فَسَمَّرَ اَعْيُنَهُمْ وَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ ثُمَّ تَرَكَهُمْ فِی الْحَرَّةِ عَلٰی حَالِهِمْ حَتّٰی مَاتُوْا .

اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰی نَحْوَهُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عکل (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) عرینہ قبیلے کے کچھ افراد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم لوگ جانور پالنے والے لوگ ہیں' ہم کھیتی باڑی کرنے والے نہیں ہیں' ان لوگوں کو مدینہ منورہ کی آب وہوا موافق نہیں آئی تھی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت وہ اونٹوں اور چرواہے کے پاس چلے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا' وہ وہاں چلے جائیں اور ان اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ جب وہ لوگ تندرست ہو گئے' تو وہ لوگ اُس وقت پتھریلی زمین کے ایک کنارے پر تھے انہوں نے مسلمان ہونے کے بعد دوبارہ کفر اختیار کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

4044-اخرجه البخاري في الزكاة، باب استعمال ابل الصدقة و البانها لابناء السبيل (الحديث 1501) مختصراً . تحفة الاشراف (1277) .

نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی انہیں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائیں پھیروا دیں ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے انہیں تپتی زمین پر اسی حالت میں چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

4045 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نَافِعٍ أَبُو بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ وَثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُرَيْنَةَ نَزَلُوا فِي الْحَرَّةِ فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِينَةَ فَأَمَرَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكُونُوا فِي إِبِلِ الصَّدَقَةِ وَأَنْ يَشْرَبُوا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَقَتَلُوا الرَّاعِيَ وَارْتَدُّوا عَنِ الْإِسْلَامِ وَاسْتَاقُوا الْإِبِلَ فَبَعَثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آثَارِهِمْ فَجِيءَ بِهِمْ فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَّرَ أَعْيُنَهُمْ وَأَلْقَاهُمْ فِي الْحَرَّةِ. قَالَ أَنَسٌ فَلَقَدْ رَأَيْتُ أَحَدَهُمْ يَكُدُمُ الْأَرْضَ بِفِيهِ عَطَشًا حَتَّى مَاتُوا.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگوں نے حرہ (مدینہ منورہ کے نواح میں موجود پتھریلی زمین) میں پڑاؤ کیا وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے انہیں مدینہ منورہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ صدقہ کے اونٹوں میں جا کر رہیں ان کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ ان لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے (ان اونٹوں کے) چرواہے کو قتل کر دیا اور مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو گئے اور وہ اونٹ ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی انہیں لایا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں انہیں پتھریلی زمین پر پھینک دیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے ان میں سے ایک شخص کو دیکھا جو پیاس کی شدت کی وجہ سے زمین چاٹ رہا تھا یہاں تک کہ وہ لوگ اسی حالت میں مر گئے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ وَّمُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَلٰى يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

باب ہے کہ یحییٰ بن سعید کے حوالے سے اس روایت کو نقل کرنے میں طلحہ بن مصرف اور معاویہ بن صالح کے (لفظی) اختلاف کا تذکرہ

4046 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنِي [illegible] أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَدِمَ أَعْرَابٌ مِنْ عُرَيْنَةَ إِلَى

[illegible] اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب [illegible] في المحاربة (الحديث 4367) و اخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في بول ما يؤكل (الحديث 72) تحفة الاشراف ([illegible])

4[illegible]- تقدم (الحديث 305).

نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ حَتّٰى اصْفَرَّتْ اَلْوَانُهُمْ وَعَظُمَتْ بُطُوْنُهُمْ فَبَعَثَ بِهِمْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى لِقَاحٍ لَّهُ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا وَاَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوا فَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوا الْاِبِلَ فَبَعَثَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهِمْ فَاُتِيَ بِهِمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَرَ اَعْيُنَهُمْ . قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَبْدُ الْمَلِكِ لِاَنَسٍ وَّهُوَ يُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ بِكُفْرٍ اَوْ بِذَنْبٍ قَالَ بِكُفْرٍ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے اسلام قبول کرلیا' مدینہ منورہ کی آب وہوا انہیں موافق نہیں آئی' ان کے رنگ زرد ہوگئے' ان کے پیٹ بڑھ گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی اونٹنیوں کی طرف بھیج دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ان اونٹنیوں کا دودھ اور پیشاب پئیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ تندرست ہوگئے' انہوں نے ان اونٹنیوں کے چرواہے کو قتل کردیا اور ان اونٹوں کو ہانک کر لے گئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ کر لایا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

امیر المؤمنین (یعنی اُموی خلیفہ) عبدالملک (بن مروان) نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا' حضرت انس رضی اللہ عنہ اس وقت یہ حدیث بیان کررہے تھے۔

(عبدالملک بن مروان نے دریافت کیا:) یہ ان کے کفر کی وجہ سے تھا' یا ان کے گناہ کی وجہ سے تھا؟ (یعنی ان کے مرتد ہونے کی وجہ سے تھا یا ان کے قتل کرنے کی وجہ سے تھا) تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے کفر کی وجہ سے تھا۔

4047 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَيُّوْبَ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْعَرَبِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمُوْا ثُمَّ مَرِضُوا فَبَعَثَ بِهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى لِقَاحٍ لِيَشْرَبُوْا مِنْ اَلْبَانِهَا فَكَانُوْا فِيْهَا ثُمَّ عَمَدُوْا اِلَى الرَّاعِيْ غُلَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَتَلُوْهُ وَاسْتَاقُوا اللِّقَاحَ فَزَعَمُوْا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اللّٰهُمَّ عَطِّشْ مَنْ عَطَّشَ اٰلَ مُحَمَّدٍ اللَّيْلَةَ" .

فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ . وَبَعْضُهُمْ يَزِيْدُ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا اَنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اسْتَاقُوْا اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ .

★★ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: کچھ عرب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے اسلام قبول کرلیا' پھر وہ بیمار ہوگئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے اونٹوں کی طرف بھجوادیا' تاکہ وہ ان کا دودھ پئیں' وہ لوگ ان اونٹوں میں موجود رہے' پھر انہوں نے ان اونٹوں کے چرواہے کو جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا' قتل کردیا اور اونٹ ہانک کر لے گئے۔

راوی نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی:

4047-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18752) .

''اے اللہ! تو ان لوگوں کو پیاسا رکھ! جنہوں نے محمد ﷺ کے گھر والوں کو آج کی رات پیاسا رکھا ہے''۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی انہیں پکڑ لیا گیا (اور مدینہ منورہ لایا گیا) تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں۔

روایت کے الفاظ نقل کرنے میں بعض راویوں نے دیگر راویوں کے مقابلے میں اضافی الفاظ نقل کیے ہیں' البتہ معاویہ نامی راوی نے ایسا نہیں کیا' انہوں نے اس حدیث میں (یہ الفاظ اضافی نقل کیے ہیں):

''وہ ان اونٹوں کو ہانک کر مشرکین کی سرزمین کی طرف چلے گئے''۔

4048 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَنْجِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَغَارَ قَوْمٌ عَلٰى لِقَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَهُمْ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا اور (فرار ہو گئے) نبی اکرم ﷺ نے انہیں پکڑ لیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھروا دیں۔

4049 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ اَبِي الْوَزِيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ قَوْمًا اَغَارُوْا عَلٰى لِقَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُتِيَ بِهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ . اَللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی اونٹنیوں پر حملہ کیا (اور فرار ہو گئے) انہیں پکڑ کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

روایت کے یہ الفاظ ابن مثنیٰ نامی راوی کے ہیں۔

4050 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ قَوْمًا اَغَارُوْا عَلٰى اِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ ہشام اپنے والد (عروہ بن زبیر) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: کچھ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کے اونٹوں پر حملہ کیا (اور

4048-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17179) .

4049-اخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحيى بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4050 و 4051) مرسلًا . واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من حارب و سعى في الارض فسادًا (الحديث 2579) . تحفة الاشراف (17032) .

4050-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4049) .

فرار ہو گئے انہیں پکڑ کر لایا گیا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ اور پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4051 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ وَاَخْبَرَنِیْ يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَالِمٍ وَّسَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّهٗ قَالَ اَغَارَ نَاسٌ مِّنْ عُرَيْنَةَ عَلٰى لِقَاحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوْهَا وَقَتَلُوْا غُلَامًا لَّهٗ فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اٰثَارِهِمْ فَاُخِذُوْا فَقَطَّعَ اَيْدِيَهُمْ وَاَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ .

☆☆ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں: عرینہ قبیلے کے کچھ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں پر حملہ کیا اور انہیں ہانک کر لے گئے' ان لوگوں نے ان اونٹنیوں کے چرواہے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام تھا' کو قتل کر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تلاش میں مہم روانہ کی' انہیں پکڑ لیا گیا (اور مدینہ منورہ لایا گیا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائیاں پھیروا دیں۔

4052 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَتْ فِيْهِمْ اٰيَةُ الْمُحَارَبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: اسی واقعے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی جس میں محاربت کا تذکرہ ہے۔

4053 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِی اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَطَّعَ الَّذِيْنَ سَرَقُوْا لِقَاحَهٗ وَسَمَلَ اَعْيُنَهُمْ بِالنَّارِ عَاتَبَهُ اللّٰهُ فِیْ ذٰلِكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (اِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) الْاٰيَةَ كُلَّهَا .

☆☆ ابوزناد بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیاں چوری کی تھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیروا دیں' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب کرتے ہوئے یہ حکم نازل کیا:

''جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں' ان کا بدلہ یہ ہے''۔

یہ پوری آیت ہے۔

4051-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4049) .

4052-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما جاء في المحاربة (الحديث 4369) و (الحديث 4370) مرسلًا . و اخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4053) مرسلًا . تحفة الاشراف (7275) .

4053-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4052) .

4054 - اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْاَعْرَجُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ غَيْلَانَ - ثِقَةٌ مَأْمُوْنٌ - قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَنَسٍ قَالَ اِنَّمَا سَمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْيُنَ اُولٰئِكَ لِاَنَّهُمْ سَمَلُوْا اَعْيُنَ الرُّعَاةِ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی آنکھوں میں سلائیاں اس لیے پھروائی تھیں کیونکہ انہوں نے چرواہوں کی آنکھوں میں سلائیاں پھیردی تھیں۔

4055 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَتَلَ جَارِيَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا وَاَلْقَاهَا فِيْ قَلِيْبٍ وَّرَضَخَ رَاْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَاُخِذَ فَاَمَرَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرْجَمَ حَتّٰى يَمُوْتَ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے ایک انصاری لڑکی کو اس کے گلے میں موجود زیور کی وجہ سے قتل کردیا اور اسے ایک گڑھے میں پھینک دیا' اس نے اس لڑکی کا سر پتھر کے ذریعے کچل دیا تھا' تو اس یہودی کو پکڑا گیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُسے سنگسار کیا گیا' یہاں تک کہ وہ مرگیا۔

4056 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَتَلَ جَارِيَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ عَلٰى حُلِيٍّ لَهَا ثُمَّ اَلْقَاهَا فِيْ قَلِيْبٍ وَّرَضَخَ رَاْسَهَا بِالْحِجَارَةِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّرْجَمَ حَتّٰى يَمُوْتَ.

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے ایک انصاری لڑکی کو اس کے زیور کی وجہ سے قتل کردیا' پھر اس نے اس لڑکی کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور اس کا سر پتھر کے ذریعے کچل دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اس شخص کو سنگسار کیا گیا' یہاں تک کہ وہ مرگیا۔

4057 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنِيْ عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ النَّحْوِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (اِنَّمَا جَزَآءُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) الْاٰيَةَ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِي الْمُشْرِكِيْنَ فَمَنْ تَابَ مِنْهُمْ قَبْلَ اَنْ يُّقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَبِيْلٌ

4054-اخرجه مسلم في القسامة، باب حكم المحاربين و المرتدين (الحديث 14) واخرجه الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في بول ما يوكل لحمه (الحديث 73) . تحفة الاشراف (875) .

4055-اخرجه مسلم في القسامة، باب ثبوت القصاص في القتل بالحجر وغيره من المحددات و المثقلات و قتل الرجل بالمراة (الحديث 16) . واخرجه ابو داؤد في الديات، باب يقاد من القاتل (الحديث 4528) واخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4056) . تحفة الاشراف (950) .

4056-تقدم في تحريم الدم، ذكر اختلاف طلحة بن مصرف و معاوية بن صالح على يحي بن سعيد في هذا الحديث (الحديث 4055) .

4057-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب ما جاء في المحاربة (الحديث 4372) . تحفة الاشراف (6251) .

وَلَيْسَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لِلرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فَمَنْ قَتَلَ وَاَفْسَدَ فِي الْاَرْضِ وَحَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ثُمَّ لَحِقَ بِالْكُفَّارِ قَبْلَ اَنْ يُقْدَرَ عَلَيْهِ لَمْ يَمْنَعْهُ ذٰلِكَ اَنْ يُقَامَ فِيْهِ الْحَدُّ الَّذِيْ اَصَابَ ۔

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''بے شک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں ان کا بدلہ یہ ہے''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی تھی ان مشرکین میں سے جو کوئی پکڑے جانے سے پہلے توبہ کرلے اس پر کسی کو کوئی اختیار نہیں ہوگا۔

یہ آیت مسلمان شخص کے بارے میں نہیں ہے جو شخص قتل کرتا ہے زمین میں فساد کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتا ہے اور پھر پکڑے جانے سے پہلے کفار کے ساتھ جا کر مل جاتا ہے تو یہ بات اس کے اس جرم کی سزا میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْمُثْلَةِ ۔

یہ باب مثلہ کرنے کی ممانعت میں ہے

4058 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُثُّ فِيْ خُطْبَتِهٖ عَلَى الصَّدَقَةِ وَيَنْهٰى عَنِ الْمُثْلَةِ ۔

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبے کے دوران صدقہ کرنے کی ترغیب دی اور مثلہ کرنے سے منع کیا۔

باب الصَّلْبِ

مصلوب کرنا

4059 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ طَهْمَانَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثِ خِصَالٍ زَانٍ مُحْصَنٌ يُرْجَمُ اَوْ رَجُلٌ قَتَلَ رَجُلًا مُتَعَمِّدًا فَيُقْتَلُ اَوْ رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ الْاِسْلَامِ يُحَارِبُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ فَيُقْتَلُ اَوْ يُصْلَبُ اَوْ يُنْفٰى مِنَ الْاَرْضِ" ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کسی بھی مسلمان شخص کا خون تین میں سے کسی ایک صورت میں حلال ہوگا، محصن زانی اسے سنگسار کردیا جائے گا یا وہ

4058-انفرد به النسائي . انظر: تحفة الاشراف (1389) .

4059-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4353) . واخرجه النسائي في القسامة، سقوط القود من المسلم للكافر (الحديث 4757) تحفة الاشراف (16326) .

شخص جس نے کسی دوسرے شخص کو جان بوجھ کر قتل کیا ہو تو اُسے بھی قتل کر دیا جائے گا' یا وہ شخص جو اسلام سے نکل کر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرے' تو اُسے قتل کر دیا جائے گا' یا مصلوب کر دیا جائے گا' یا زمین میں جلاوطن کر دیا جائے گا"۔

بَاب الْعَبْدِ يَأْبَقُ اِلَى اَرْضِ الشِّرْكِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ جَرِيْرٍ فِيْ ذٰلِكَ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الشَّعْبِيِّ .

جب کوئی غلام مشرکین کے علاقے کی طرف مفرور ہو جائے (تو اس کا حکم)

اس بارے میں حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ اور شعبی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4060 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلٰى مَوَالِيْهِ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"جب کوئی غلام مفرور ہو جائے' تو اس کی نماز اس وقت تک قبول نہیں ہوتی' جب تک وہ اپنے آقا کے پاس واپس نہیں آ جاتا"۔

4061 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ كَانَ جَرِيْرٌ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةٌ وَّاِنْ مَاتَ مَاتَ كَافِرًا" .

وَاَبَقَ غُلَامٌ لِجَرِيْرٍ فَاَخَذَهٗ فَضَرَبَ عُنُقَهٗ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب کوئی غلام مفرور ہو جائے' تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی' اگر وہ ایسی حالت میں مر جائے' تو کفر کی موت مرے گا"۔

راوی بیان کرتے ہیں: حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا ایک غلام بھی مفرور ہو گیا تھا' تو حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ کر اس کی گردن اُڑا دی تھی۔

4062 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ

4060-اخرجه مسلم في الايمان، باب تسمية العبد الآبق كافرًا (الحديث 122 و 123 و 124) و اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4360) . واخرجه النسائي في تحريم الدم ، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4061) و (الحديث 4062) موقوفاً، والاختلاف على ابي اسحاق (الحديث 4063 و 4064) و (الحديث 4065 و 4066 و 4067) موقوفاً . تحفة الاشراف (3217) .

4061-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

4062-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ فَلَاذِمَّةَ لَهٗ .

☆☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب کوئی غلام مفرور ہو کر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے تو اب اس کا ذمہ (یعنی جان کی حفاظت کا حق) باقی نہیں رہے گا۔

شرح

اس سے ذمہ ختم ہو گیا کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی غلام بھاگ کر دارالحرب چلا گیا اور مرتد ہو گیا تو اس سے اسلام کی ذمہ داری ختم ہو گئی اور اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے اسلام کے درمیان جو عہد وامان تھا اور جس کی وجہ سے اسلامی قانون اس کی جان و مال کی حفاظت کا ضامن تھا وہ منقطع ہو گیا لہٰذا اس کو قتل کر دینا جائز ہو گیا ہاں اگر وہ اپنے مالکوں کے ہاں سے بھاگ کر دارالحرب نہیں گیا بلکہ مسلمانوں ہی کے شہر میں چلا گیا اور مرتد نہیں ہوا تو اس کو قتل کرنا جائز نہیں ہو گا اس صورت میں یہ جملہ اس سے ذمہ ختم ہو گیا " کا مطلب یہ ہو گا کہ اس غلام کو بھاگنے کے جرم میں جائے تو نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ اسلامی قانون اس کی کوئی مدافعت نہیں کرے گا۔ وہ کافر ہو گیا کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نے بھاگنے کو حلال جانا یعنی وہ اس عقیدے کے ساتھ بھاگا کہ اپنے مالک کے ہاں سے میرا مفرور ہو جانا کوئی گناہ کی بات نہیں ہے بلکہ یہ جائز ہے تو وہ حقیقۃً کافر ہو گیا اور اگر اس نے بھاگنے کو حلال نہیں جانا تو پھر اس صورت میں اس جملہ کا مطلب یا تو یہ ہو گا کہ وہ کفر کے قریب پہنچ گیا یا یہ کہ اس کے دائرہ کفر میں داخل ہو جانے کا خوف ہے یا اس نے کافروں کا سا عمل کیا اور یا یہ کہ اس نے اپنے مالک کا کفران نعمت کیا۔

بَاب الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِيْ اِسْحَاقَ

ابواسحاق سے نقل کرنے میں اختلاف کا تذکرہ

4063 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهٗ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب کوئی غلام مشرکین کی سرزمین کی طرف مفرور ہو کر چلا جائے تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے''۔

4064 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ } عَنِ الشَّعْبِيِّ { عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَبَقَ الْعَبْدُ اِلٰى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهٗ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی غلام مشرکین کے علاقے کی طرف مفرور ہو کر چلا جائے تو اس کا خون حلال ہو جاتا ہے''۔

4065 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ } عَنْ اِسْرَآئِيْلَ { عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ

4063-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060)۔

4064-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060)۔

عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ اِلَى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو بھی غلام مفرور ہو کر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

4066 - اَخْبَرَنِي صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ اِلَى اَرْضِ الشِّرْكِ فَقَدْ حَلَّ دَمُهُ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو بھی غلام مفرور ہو کر مشرکین کے علاقے کی طرف چلا جائے اس کا خون حلال ہو جاتا ہے۔

4067 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَيُّمَا عَبْدٍ اَبَقَ مِنْ مَّوَالِيْهِ وَلَحِقَ بِالْعَدُوِّ فَقَدْ اَحَلَّ بِنَفْسِهِ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جو بھی غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ کر چلا جائے اور دشمن کے ساتھ جا کر مل جائے وہ اپنی جان کو حلال کر دیتا ہے۔

باب الْحُكْمِ فِي الْمُرْتَدِّ .

یہ باب مرتد سے متعلق حکم کے بیان میں ہے

مرتد کے معنی ومفہوم کا بیان

مرتد کسے کہتے ہیں؟: "مرتد "اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے یعنی ایمان واسلام کے نورانی دائرہ سے نکل کر کفر وشرک کے ظلمت کدوں میں چلا جائے۔ مرتد کے بارے میں حکم: جب کوئی مسلمان نعوذ باللہ، اسلام سے پھر جائے تو اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے اگر وہ اسلام کے بارے میں کسی شک وشبہ کا شکار ہو تو اس کا شک وشبہ رفع کیا جائے گا، اگرچہ اسلام کی دعوت دینا اور اس کا شک وشبہ دور کرنا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کیونکہ اسلام کی دعوت اس کو پہلے ہی پہنچ چکی ہے اب اس کی تجدید دعوت کی احتیاج نہیں ہے۔ نیز مستحب یہ ہے کہ ایسے شخص کو تین دن کے لئے قید میں ڈال دیا جائے اگر وہ ان تین دنوں میں توبہ کر کے دائرہ اسلام میں لوٹ آئے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے کیونکہ اسلام نے مرتد کی سزا قتل مقرر کی ہے۔

اور بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ اگر وہ مہلت طلب کرے تب واجب ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فرمان آیت (اقتلوا المشرکین) (مشرکوں کو قتل کر دو) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد حدیث (من بدل دینہ فاقتلوہ) (جس شخص نے اپنا دین اسلام تبدیل کر دیا اس کو قتل کر دو) سے یہی ثابت ہوتا کہ مرتد کو مہلت دینا واجب نہیں ہے۔ فساد برپا کرنے والے کون ہیں؟ حدیث کے دوسرے

4065-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

4066-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

4067-تقدم في تحريم الدم، العبد يابق الى ارض الشرك و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر جرير في ذلك الاختلاف على الشعبي (الحديث 4060) .

جز و کا تعلق فساد برپا کرنے والوں سے ہے یوں تو عام طور پر فساد برپا کرنے والے سے وہ لوگ مراد ہوتے ہیں جو زمین پر فتنہ و فساد اور لوٹ مچاتے ہیں اور قتل و غارت گری کے ذریعہ لوگوں کے امن و سکون کو تباہ و برباد کرتے ہیں لیکن یہاں بطور خاص قطاع الطریق یعنی قزاق مراد ہیں کہ ان کی سزا بھی قتل ہے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے۔ آیت (انما جزآء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا)۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور زمین پر فساد برپا کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ ان کو قتل کر دیا جائے۔

ارتداد اور مرتد کے بارے میں کچھ تفصیلی مسائل واحکام

آج کل ہماری روزمرہ زندگی بڑی بے اعتدالیوں کی شکار ہے نہ ہمیں اپنی زبان پر قابو رہتا ہے، نہ ہم اپنے اعتقادات ونظریات کے دائرہ میں پوری طرح رہتے ہیں اور نہ ہماری افعال واعمال پابند احتیاط ہوتے ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی بہت سی باتیں ہماری زبانوں سے نکلتی رہتی ہیں جنہیں ہم بظاہر بالکل غیر اہم سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ باتیں ہمیں کفر کے دائرہ تک پہنچا دیتی ہیں اسی طرح ایسے بہت سے افعال واعمال ہم سے سرزد ہوتے رہتے ہیں جنہیں ہم بہت معمولی سمجھتے ہیں لیکن آخرکار وہ ہمارے لئے سخت خسران آخرت کا ذریعہ بن جاتے ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ اس موقع پر اس بارے میں تفصیل کے ساتھ کچھ عرض کیا جائے۔

فتاویٰ عالمگیری کے ایک باب میں مرتد کے احکام ومسائل بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں اس پورے باب کے علاوہ چند نادر الوجود مسائل کو یہاں نقل کیا جاتا ہے اس میں جو مسائل ہیں ان کا جاننا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے تاکہ مرتد کے بارے میں احکام ومسائل ہونے کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ وہ کون سے الفاظ ہیں جو زبان سے ادا ہونے پر کفر تک پہنچا دیتے ہیں یا وہ کون سے عقائد واعمال ہیں جن کو اختیار کرنے والا کفر تک پہنچ جاتا ہے۔

"مرتد" عرف عام میں اس شخص کو کہتے ہیں جو دین اسلام سے پھر جائے۔ وجود ایمان کے بعد کلمہ کفر کا زبان سے ادا ہونا مرتد ہونے کا رکن ہے اور مرتد کا حکم صحیح ہونے کے لئے عقل کا ہونا شرط ہے لہٰذا مجنوں اور بے عقل بچے پر مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہے اور جس شخص پر جنون کی کیفیت مستقل طور پر طاری رہتی ہو تو اس پر مرتد کا حکم اس صورت میں لگے گا جب کہ وہ اپنے صحیح الدماغ ہونے کی حالت میں ارتداد کا مرتکب ہوا، اگر وہ اس وقت ارتداد کا مرتکب ہو جب کہ اس پر جنون کی کیفیت طاری تھی تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگے گا اسی طرح اس شخص پر بھی مرتد کا حکم لگانا صحیح نہیں ہوگا جو ہر وقت نشے کی حالت میں رہتا ہو اور اس کی عقل ماؤف ہو چکی ہو۔ مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جو شخص حالت بلوغ میں ارتداد کا مرتکب ہوا ہو اسی کو مرتد قرار دیا جائے جب کہ نابالغ پر بھی مرتد کا حکم لگ سکتا ہے اسی طرح مرد ہونا بھی مرتد کے حکم نافذ ہونے کے لئے شرط نہیں بلکہ اگر عورت ارتداد کی مرتکب ہوگی تو اس پر بھی مرتد کا حکم لگے گا۔

مرتد کا حکم نافذ ہونے کے لئے رضا اور رغبت شرط ہے لہٰذا اس شخص پر مرتد ہونے کا حکم نافذ نہیں ہو سکتا جس کو مرتد ہو جانے پر مجبور کیا گیا ہو۔ جس شخص کو برسام کی بیماری ہو اس کو کوئی ایسی چیز کھلا دی جائے جس سے اس کی عقل جاتی رہی اور ہذیان بکنے لگے اور پھر اسی حالت میں وہ مرتد ہو جائے تو اس پر مرتد کا حکم نہیں لگایا جائے گا، اسی طرح جو شخص مجنوں ہو یا دسواسی ہو یا کسی بھی قسم کا

مغلوب العقل ہوتو اس پر بھی مرتد کا حکم نہیں لگے گا۔ جیسا کہ ابتداء باب میں بیان کیا گیا، جو شخص مرتد ہو جائے اس کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے اور اگر اس کو کوئی شک وشبہ ہو تو اسے دور کیا جائے۔ اور پھر جب وہ دائرہ اسلام میں آنا چاہئے تو کلمہ شہادت پڑھے اور مذہب اسلام کے سوا اور سب مذاہب سے بیزاری کا اظہار کرے اور اسی مذہب سے بیزاری کا اظہار کرے جس کے دائرہ میں وہ اسلام کو چھوڑ کر گیا تھا تو یہ بھی کافی ہوگا۔ اور کوئی شخص مرتد ہونے کے بعد پھر اسلام میں لوٹ آئے اور پھر کفر کی طرف لوٹ جائے، اسی طرح تین مرتبہ کرے اور ہر مرتبہ امام وقت سے مہلت چاہے تو امام وقت اس کو تین تین دن کی تینوں مرتبہ تو مہلت دے دے لیکن اگر وہ پھر چوتھی بار کفر کی طرف لوٹے اور مہلت طلب کرے تو اب چوتھی بار امام وقت اس کو مہلت نہ دے بلکہ اگر وہ آخری طور پر دائرہ اسلام میں واپس آ جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے۔

اگر کوئی صاحب عقل لڑکا مرتد ہو جائے تو اس کا مرتد ہونا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد کے نزدیک معتبر ہوگا لہٰذا اس کو دائرہ اسلام میں آ جانے پر مجبور کیا جائے اور اس کو قتل نہ کیا جائے یہی حکم اس لڑکے کا ہے جو قریب البلوغ ہو۔ صاحب عقل لڑکے سے مراد ایسی عمر کا لڑکا ہے جو یہ سمجھتا ہو کہ اسلام نجات کا ذریعہ ہے اور وہ اچھے اور برے میں اور میٹھے اور کڑوے میں تمیز کر سکتا ہو۔ بعض حضرات کے نزدیک وہ لڑکا مراد ہے جو سات سال کی عمر کو پہنچ گیا ہو۔

اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو اس کو قتل نہ کیا جائے بلکہ جب تک کہ وہ مسلمان نہ ہو جائے اس کو قید میں ڈالے رکھا جائے اور ہر تیسرے دن اس کو بطور تنبیہ مارا جائے تا کہ وہ اپنے ارتداد سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں آ جائے لیکن اگر کوئی شخص کسی مرتد عورت کو قتل کر دے تو قاتل پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ کوئی باندی مرتد ہو جائے تو اس کا مالک اس کو اسلام قبول کرنے پر بایں طور مجبور کرے کہ اس کو اپنے گھر میں محبوس کر دے اس سے خدمت لینے کے ساتھ ساتھ سزاءً کچھ دوسرے کام بھی اس کے سپرد کر دے اور وہ مالک اس کے ساتھ صحبت نہ کرے۔ عاقلہ لڑکی کا وہی حکم ہے جو بالغہ کا ہے اسی طرح خنثیٰ مشکل بھی عورت کے حکم میں ہے۔ آزاد عورت جو مرتد ہو جائے اس کو اس وقت تک بطور باندی گرفتار نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ وہ دار الاسلام میں ہے ہاں اگر وہ دار الحرب میں چلی جائے اور پھر وہاں سے وہ (اسلامی لشکر کے) قیدیوں میں آئے تو اس کو باندی بنایا جا سکتا ہے۔

اور امام ابوحنیفہ کے نوادر میں سے ایک قول یہ ہے کہ مرتدہ کو دار الاسلام میں بھی بطور باندی گرفتار کیا جا سکتا ہے چنانچہ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اس قول پر اس عورت کے بارے میں فتویٰ دیا جائے جو خاوند والی ہو تو کوئی مضائقہ نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ اس عورت کا خاوند حکومت وقت سے اس کو باندی بنا لینے کی درخواست کرے یا اگر وہ خاوند اس کا مصرف (یعنی مسلمان) ہو تو حکومت وقت اس عورت کو خاوند کے تئیں ہدیہ کر دے۔

اس صورت میں خاوند اس عورت کو محبوس کرنے اور اسلام کے لئے اس کو سزاءً مارنے کا ذمہ دار ہوگا۔ جب کوئی مرتد اپنے ارتداد سے انکار کر دے تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دین اسلام کی حقانیت کا اقرار کرے تو یہ گویا اس کی طرف سے توبہ کا مظہر ہوگا اور اس صورت میں وہ مسلمان سمجھا جائے گا۔ جب کوئی شخص مرتد ہو جاتا ہے تو اس کے مال سے اس کی ملکیت زائل ہو جاتی ہے لیکن یہ ملکیت کا زائل ہونا موقوف رہتا ہے اگر اس شخص کو توبہ کی توفیق نصیب ہو جائے اور پھر وہ مسلمان ہو

جائے تو اس کی ملکیت بھی واپس آ جاتی ہے اور اگر وہ اسی حالت ارتداد میں مرجائے یا اس کو قتل کر دیا جائے تو اس کے اس مال کے جو
اس نے اسلام کی حالت میں کمایا تھا اس کے مسلمان وارث اور حقدار ہوں گے اور ان کو اس مال کا وہی حصہ ملے گا جو اس زمانہ میں
اس کے دین کی ادائیگی کے بعد جو کچھ بچے گا وہ فئی شمار ہوگا۔ یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول ہے، صاحبین یعنی حضرت امام
ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک مرتد کی ملکیت زائل نہیں ہوتی۔

مرتد کی میراث پانے والے کے بارے میں حضرت امام ابوحنیفہ کے مختلف اقوال بیان کئے جاتے ہیں، چنانچہ حضرت امام
نے حضرت امام اعظم سے نقل کیا ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے کہ جب مرتد مرجائے یا اس کو قتل کر دیا جائے اور یا وہ دارالحرب بھاگ
جائے تو اس کا مسلمان وارث اس کی میراث پائے گا اسی طرح اس کے مرجانے یا قتل کئے جانے یا دارالحرب بھاگ جانے کے بعد
اس کی مسلمان بیوی بھی اس کی مال کی وارث ہوگی بشرطیکہ اس (مرتد کی وفات یا قتل یا دارالحرب بھاگ جانے کے) وقت وہ بیوی
عدت میں ہو کیونکہ وہ مرتد اپنے ارتداد کے ذریعہ گویا (اپنی بیوی کو اپنی میراث دینے سے) راہ فرار اختیار کرنے والا ہوا لہٰذا اس کا
ارتداد مرض الموت کی مانند ہوا (کہ جس طرح اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اپنے مرض الموت میں طلاق مغلظہ دے دے تو شریعت اس
امر کے پیش نظر کہ اس کے شوہر نے اس کو اپنی میراث سے محروم رکھنے ہی کے لئے مرض الموت میں طلاق دی ہے اس کو اس کے شوہر
کی میراث کی حقدار تسلیم کرتی ہے اسی طرح مرتد بھی اپنے ارتداد کے ذریعہ گویا اپنی بیوی کو اپنی میراث سے محروم رکھنا چاہتا ہے اس
لئے شریعت اس کے (علی الرغم) اس کی بیوی کو اس کی میراث کا حقدار تسلیم کرتی ہے، اگر کوئی عورت مرتد ہو جائے تو (اس کے مرنے
کے بعد) اس کا خاوند اس کی میراث کا حقدار نہیں ہوتا، ہاں اگر بیوی بیماری کی حالت میں مرتد ہوئی (پھر مرگئی) تو اس کا شوہر اس کی
میراث پائے گا اسی طرح تمام اقرباء اس کے سارے مال کے وارث ہوں گے یہاں تک کہ اس نے حالت ارتداد میں جو مال جمع
کیا ہوگا وہ بھی ان وارثوں کو ملے گا۔

اگر کوئی شخص مرتد ہو کر دارالحرب میں چلا گیا یا حاکم نے اس کے دارالحرب میں چلے جانے کا حکم نافذ کر دیا تو اس کا مدبر غلام
آزاد ہو جائے گا اور اس کی امہات اولاد بھی آزاد ہو جائیں گی اور اس کے جو دیون مؤجلہ ہوں گے وہ فوری طور پر قابل ادائیگی
ہونگے اور اس نے حالت اسلام میں جو مال پیدا کیا تھا وہ سب اس کے مسلمان ورثاء کی طرف منتقل ہو جائے گا اور اگر کسی مرتد نے
اپنے زمانہ اسلام میں کوئی وصیت کی ہوگی تو مبسوط وغیرہ کی ظاہری روایت کے بموجب وہ وصیت مطلقاً باطل ہوگی یعنی اس کی
وصیت کا اجراء نہیں ہوگا خواہ وہ اس وصیت کا تعلق کسی قرابت دار سے ہو یا غیر قرابت دار سے۔ مرتد جب تک دارالسلام میں گھومتا
پھرتا نظر آئے اس کے بارے میں قاضی ان احکام میں سے کوئی بھی حکم نافذ نہ کرے جو ذکر کئے گئے ہیں، جو شخص مرتد ہو جائے،
معاملات وعقودات میں اس کے تصرف کرنے کی چار قسمیں ہیں۔

اول تو وہ تصرف ہے جو سب کے نزدیک پوری طرح جاری ونافذ ہوتا ہے جیسے اگر اس کو کوئی چیز ہبہ کی جائے اور وہ اس ہبہ کو
قبول کرلے، یا وہ اپنی لونڈی کو ام ولد بنادے، یا جب اس کی لونڈی کسی بچے کو جنم دے اور وہ مرتد اس بچے کے نسب کا دعویٰ کرے
(یعنی یہ کہے کہ یہ میرا بچہ ہے) تو اس بچہ کا نسب اس سے ثابت ہو جائے گا اور وہ بچہ اس کے دوسرے وارثوں کے ساتھ اس کی

میراث کا حقدار ہوگا اور وہ لونڈی (جس کے بطن سے بچہ پیدا ہوا ہے) اس مرتد کی ام ولد ہوگی نیز مرتد کی طرف سے تسلیم شفعہ کو قبول و نافذ کیا جائے گا، اسی طرح اگر مرتد اپنے ماذون غلام پر "حجر" نافذ کرے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ دوسرا تصرف وہ ہے جو بالاتفاق باطل ہوتا ہے یعنی شریعت کی نظر میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا جیسے نکاح کرنا کہ وہ مطلقاً جائز نہیں مفاوضت کرے تو اس کا حکم موقوف (معلق) رہتا ہے کہ اگر وہ مرتد مسلمان ہوگیا تو وہ شرکت مفاوضت بھی نافذ ہو جائے گی اور اگر وہ ارتداد کی حالت میں مرگیا یا اس کو قتل کر دیا گیا یا وہ دار الحرب چلا گیا اور قاضی و حاکم نے اس کے دار الحرب چلے جانا کا حکم نافذ کر دیا تو اس صورت میں وہ شرکت مفاوضت شروع سے شرکت عنان میں تبدیل ہو جائے گی، یہ صاحبین کا مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شرکت مفاوضت سرے سے باطل ہی نہیں ہوتی۔ چوتھا تصرف وہ ہے جس کے موقوف رہنے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں جیسے خرید و فروخت کے معاملات اجارہ کرنا، غلام کو آزاد کرنا، مدبر کرنا یا مکاتب کرنا، وصیت کرنا اور قبض دیون وغیرہ، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا قول یہ ہے کہ ان سب معاملات میں مرتد کے تصرفات موقوف رہتے ہیں اگر وہ اسلام قبول کرے تو نافذ ہو جاتے ہیں اور اگر مر جائے، یا قتل کر دیا جائے یا قاضی و حاکم اس کے دار الحرب چلے جانے کا حکم نافذ کر دے تو یہ سارے تصرفات باطل ہو جاتے ہیں۔

ارتداد کے دوران مکاتب کے سارے تصرفات نافذ ہوتے ہیں

اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے مرتد غلام یا باندی کو فروخت کرے تو اس کی بیع جائز ہوتی ہے۔ اگر کوئی مرتد اپنے ارتداد سے تائب ہو کر دار الاسلام واپس آ جائے اور یہ واپسی قاضی و حاکم کی طرف سے اس کے دار الحرب چلے جانے کے حکم کے نفاذ سے پہلے ہو تو اس کے مال و اسباب کے بارے میں اس کے مرتد ہو جانے کا حکم باطل ہو جاتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے گویا کہ مسلمان ہی تھا اور نہ اس کی کوئی ام ولد آزاد ہوتی ہے اور نہ اس کا کوئی مدبر آزاد ہوتا ہے اور اگر اس کی واپسی قاضی و حاکم کے حکم کے نفاذ کے بعد ہوتی تو وہ اپنے وارثوں کے پاس جو چیز پائے اس کو لے لے اور جو مال و اسباب اس کے وارثوں نے بیع ہبہ اور عتاق وغیرہ کے ذریعہ اپنی ملکیت سے نکال دیا ہے اس کے مطالبہ کا حق اس کو نہیں پہنچے گا اور اپنے وارثوں سے اس کو ایسے مال کا بدلہ و معاوضہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان تھا (یعنی وہ بچہ تھا اور اپنے مسلمان ماں باپ کی وجہ سے مسلمان کے حکم میں تھا) اور پھر ارتداد کے ساتھ بالغ ہوا تو اگرچہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے مگر اس کے بارے میں از راہ استحسان یہ حکم ہے کہ اس کو قتل نہ کیا جائے (کیونکہ بلوغ سے پہلے وہ مستقل بالذات مسلمان نہیں تھا بلکہ اپنے ماں باپ کی اتباع میں مسلمان کے حکم میں تھا) اسی طرح یہی حکم اس شخص کے بارے میں ہے جو چھوٹی عمر میں مسلمان ہو گیا تھا مگر جب بالغ ہوا تو مرتد تھا، نیز اگر کسی شخص و زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور پھر وہ اسلام سے پھر گیا تو اس کو بھی از راہ استحسان قتل نہ کیا جائے لیکن ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ اس کو اسلام قبول کر لینے پر مجبور کیا جائے اور اگر اسلام قبول کرنے سے پہلے کسی نے اس کو مار ڈالا تو مارنے والے پر کچھ واجب نہیں ہوگا۔ لقیط (وہ بچہ جو کہیں پڑا ہوا پایا جائے) اگر دار الاسلام میں ہو تو اس کے مسلمان ہونے کا حکم نافذ کیا جائے اور کفر کی حالت میں بالغ ہو تو اس کو اسلام لانے پر مجبور کیا جائے لیکن اس کو قتل نہ کیا جائے۔

یہاں تک تو مرتد کے بارے میں کچھ احکام ومسائل کا ذکر تھا، اب کچھ ان باتوں کو بیان کر دینا ضروری ہے جن کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے چنانچہ ان میں سے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق ایمان واسلام سے ہے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق نماز، روزے اور زکوۃ سے ہے، بعض باتیں وہ ہے جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق حلال وحرام وغیرہ سے ہے، بعض باتیں وہ جن کا تعلق قیامت وغیرہ سے ہے اور بعض باتیں وہ ہیں جن کا تعلق کفر کی تلقین کرنے سے ہے۔

چونکہ یہ ایک طویل سلسلہ ہے اس لئے ان باتوں کو یعنی موجبات کفر کو ترتیب کے ساتھ الگ الگ عنوان کے ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ موجبات کفر جن کا تعلق ایمان واسلام سے ہے ایمان واسلام کے بارے میں وہ باتیں جن کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے یہ ہیں۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "مجھے نہیں معلوم، میرا ایمان ہے یا نہیں؟" تو یہ خطائے عظیم ہے، ہاں اور اس بات کا مقصد اپنے شک کی نفی کرنا ہو تو خطائے عظیم نہیں ہے۔ جس شخص نے اپنے ایمان میں شک کیا اور یہ کہا کہ "میں مؤمن ہوں انشاء اللہ" تو وہ کافر ہے ہاں اگر وہ یہ تاویل کرے کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں اس دنیا سے ایمان کے ساتھ اٹھوں گا یا نہیں؟ تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا جس شخص نے یہ کہا کہ "قرآن مخلوق ہے، یا ایمان مخلوق ہے" تو وہ کافر ہو گیا۔

جس شخص نے یہ عقیدہ رکھا کہ ایمان وکفر ایک ہیں تو وہ کافر ہے۔ جو شخص ایمان پر راضی ومطمئن نہ ہو وہ کافر ہے جو شخص اپنے نفس کے کفر پر راضی ہو وہ کافر ہے اور جو شخص اپنے غیر کے کفر پر راضی ہوا اس کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں اور فتویٰ اس قول پر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے غیر کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ (کافر) ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اگر وہ اس کے کفر پر اس لئے راضی ہوا تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حق میں اس چیز کا اظہار کرے جو اس کی صفات کے لائق نہیں ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جس شخص نے یہ کہا کہ اسلام کی صفت نہیں جانتا، تو وہ کافر ہو گیا۔

شمس الائمہ حلوائی نے اس مسئلہ کو بڑے سخت انداز میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس طرح کہنے والا ایسا شخص ہے جس کے لئے نہ دین ہے، نہ نماز ہے، نہ روزہ، نہ طاعت وعبادت ہے نہ نکاح ہے اور اس کی اولاد زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد ہے۔ ایک مسلمان نے کسی عیسائی لڑکی سے نکاح کیا جس کے ماں باپ بھی عیسائی ہیں اور پھر وہ اس حال میں بڑی ہوئی کہ وہ کسی مذہب اور دین کو نہیں جانتی یعنی نہ تو وہ دین کو دل سے پہنچانتی ہے اور نہ اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں اس کے اور اس کے شوہر کے درمیان تفریق ہو جائے گی۔

اسی طرح کسی مسلم بچی سے نکاح کیا اور پھر جب وہ حالت عقل میں بالغ ہوئی تو نہ وہ اسلام کو دل سے جانتی پہنچانتی ہے اور اس کو زبان سے بیان کر سکتی ہے اور وہ دیوانی بھی نہیں ہے تو اس صورت میں بھی اس کے شوہر کے درمیان جدائی ہو جائے گی۔ اگر کسی عورت سے پوچھا گیا کہ "توحید کیا ہے" اس نے جواب میں کہا "میں نہیں جانتی" تو اس جواب سے اس امر کی مراد اگر یہ ہو کہ مجھے وہ توحید (یعنی کلمہ توحید) یاد نہیں ہے جو بچے مکتب میں پڑھا کرتے ہیں، تو اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں۔ لیکن اگر وہ اس جواب سے یہ مراد رکھتی ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو نہیں پہنچانتی تو اس صورت میں وہ مؤمنہ نہیں رہے گی اور اس کا نکاح ٹوٹ

جائے گا۔ اگر کوئی شخص اس حالت میں مرا کہ وہ یہ نہیں پہنچانتا تھا کہ کوئی میرا خالق ہے، اس کے گھر کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک گھر بھی ہے اور یہ کہ ظلم حرام ہے تو وہ مؤمن نہیں تھا۔

اور ایک شخص گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ (گناہ کے ذریعہ) اپنے اسلام کو ظاہر کرنا چاہئے تو وہ کافر ہے۔ ایک شخص نے کسی سے کہا کہ میں مسلمان ہوں تو اس نے جواب میں کہا کہ تجھ پر بھی لعنت اور تیری مسلمانی پر بھی لعنت، تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک عیسائی نے اسلام قبول کیا، اس کے بعد اس کا (عیسائی) باپ مر گیا، اس نے کہا کہ کاش میں اس وقت مسلمان نہ ہوتا تو اپنے باپ کا مال پا جاتا، وہ کافر ہو گیا۔ ایک عیسائی کسی مسلمان کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میرے سامنے اسلام کی دعوت پیش کرو تا کہ میں تمہارے ہاتھ پر اسلام قبول کر لوں اس مسلمان نے جواب دیا کہ "تم فلاں عالم کے پاس چلے جاؤ تا کہ وہ تمہارے سامنے اسلام پیش کرے۔ اور تم اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرو" اس طرح کہنے والے کے بارے علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔ ابو جعفر کہتے ہیں کہ اس طرح کہنے والا کافر نہیں ہوگا۔ ایک کافر نے اسلام قبول کیا تو ایک مسلمان نے اس سے کہا کہ تمہیں اپنے دین میں کیا برائی نظر آئی تھی (جو تم نے اسلام قبول کر لیا؟) یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، بتصرف، احکام مرتدین، بیروت)

زندیق کی سزا میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

زندیق بھی مرتد کی طرح واجب القتل ہے، لیکن اگر وہ توبہ کرے تو اس کی جان بخشی کی جائے گی یا نہیں؟ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں، وہ بہر حال واجب القتل ہے۔ حضرت امام احمد علیہ الرحمہ سے دونوں روایتیں منقول ہیں ایک یہ کہ اگر وہ توبہ کر لے تو قتل نہیں کیا جائے گا اور دوسری روایت یہ ہے کہ زندیق کی سزا بہر صورت قتل ہے خواہ توبہ کا اظہار بھی کرے۔ حنفیہ کا مختار مذہب یہ ہے کہ اگر وہ گرفتاری سے پہلے از خود توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور سزائے قتل معاف ہو جائے گی، لیکن گرفتاری کے بعد اس کی توبہ کا اعتبار نہیں، اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ زندیق، مرتد سے بدتر ہے، کیونکہ مرتد کی توبہ بالاتفاق قبول ہے، لیکن زندیق کی توبہ کے قبول ہونے پر اختلاف ہے۔

خونِ مسلم کی اباحت کے تین اسباب کا بیان

4068 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَزْهَرِ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ الرَّازِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ اِحْصَانِهٖ فَعَلَيْهِ الرَّجْمُ اَوْ قَتَلَ عَمْدًا فَعَلَيْهِ الْقَوَدُ اَوِ ارْتَدَّ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَعَلَيْهِ الْقَتْلُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

4068-انفرد به النسائي . انظر : تحفة الاشراف (9821) .

''کسی بھی مسلمان کا خون بہانا' تین میں سے صرف ایک صورت میں جائز ہے' ایسا شخص جو محصن ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب کرے' تو اسے سنگسار کرنا لازم ہے' یا جو شخص جان بوجھ کر کسی کو قتل کر دے' تو قصاص میں اُسے قتل کرنا لازم ہے' اور جو شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے' تو اُسے قتل کر دینا لازم ہے''۔

شرح

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نفس مسلمان کہ جو اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، اس کا خون حلال نہیں ہے ہاں ان تین صورتوں میں سے کوئی ایک صورت واقع ہو جانے کی وجہ سے اس کا خون حلال ہو جاتا ہے ایک تو یہ کہ وہ محصن ہونے کے بعد زنا کرے تو اس کو سنگسار کر دیا جائے دوسری صورت یہ کہ کوئی شخص اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے نکلے یعنی جو مسلمان قزاقی کرے یا بغاوت کی راہ پر لگ جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے یا سولی دے دی جائے اور یا اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور تیسری صورت قتل نفس کی ہے کہ جو مسلمان کسی کو عمداً قتل کر دے تو اس کے بدلے میں اس کو قتل کر دیا جائے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح:، جلد سوم: رقم الحدیث، 702)

محصن "ہونے سے مراد یہ ہے کہ وہ مسلمان جو آزاد ہو مکلّف ہو اور نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کر چکا ہو یعنی شادی شدہ ہو اور پھر اس کے بعد زنا کا مرتکب ہو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کو سنگسار کر کے ختم کر دیا جائے۔ قزاقی کرنے والے کے بارے میں تین سزائیں بیان کی گئی ہیں۔ (۱) قتل کر دیا جائے۔ (۲) سولی دیا جائے (۳) قید میں ڈالا جائے ان تینوں میں تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ قزاق مال تو نہ لوٹ سکا ہو مگر اس نے کسی کو جان سے مار ڈالا ہو تو اس صورت میں اس کو قتل کیا جائے گا اور اگر اس نے مال بھی لوٹا ہو اور کسی کو قتل بھی کیا ہو تو اس صورت میں اس کو سولی دی جائے گی۔ اب اس کے متعلق حضرت امام مالک تو یہ فرماتے ہیں کہ اس کو زندہ سولی پر لٹکا دیا جائے تا کہ وہ مر جائے لیکن حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اس کو قتل کر کے اس کی لاش سولی پر لٹکا دی جائے تا کہ دوسرے لوگوں کو اس کے انجام سے عبرت ہو۔

تیسری سزا قید کی ہے اس کے لئے حدیث میں (ینفی فی الارض) کے الفاظ ہیں اس کے معنی حضرت امام شافعی کے نزدیک تو یہ ہے کہ اس کو مسلسل شہر بدر کیا جاتا رہے یعنی اسے کسی ایک شہر میں ٹھہرنے اور رہنے نہ دیا جائے بلکہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا رہے تا کہ اسے قرار و آرام نہ مل سکے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ان الفاظ کے معنی یہ ہیں کہ اس کو قید میں ڈال دیا جائے اور یہ قید کی سزا اس صورت میں ہے جب کہ اس نے نہ تو مال لوٹا ہو اور نہ کسی کو قتل کیا ہو بلکہ راہگیروں کو ڈرایا دھمکایا ہو اس طرح اس نے راستے کے امن و عافیت کی طرف سے لوگوں کو خوف و تشویش میں مبتلا کیا ہو حدیث کا یہ جزء جس میں قزاقوں اور راہزنوں کی مذکورہ بالا سزاؤں کا حکم ہے؟ دراصل قرآن کریم کی اس آیت سے مستنبط ہے کہ: ایت (اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ،المائدہ:33) "جو لوگ اللہ تعالیٰ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد یعنی بدامنی پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں، یا ان میں سے ہر ایک کا ایک طرف کا ہاتھ اور

دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے یا زمین سے نکال کر جیل خانہ میں بھیج دیئے جائیں اس اعتبار سے بظاہر حدیث میں (او ینفی فی الارض) سے پہلے یہ عبارت (او یقطع یدہ ورجلہ) میں خلاف بھی ہونی چاہئے تھی تا کہ یہ حدیث مذکورہ آیت کی پوری مطابق ہو جاتی۔

لیکن یہ قوی احتمال ہے کہ اصل حدیث میں تو یہ عبارت رہی ہو البتہ یہاں حدیث کے راوی کی بھول سے نقل ہونے سے رہ گئی ہو یا راوی نے اختصار کے پیش نظر اس کو قصداً حذف کر دیا ہے۔ "حرف او حدیث میں بھی قرآن کی آیت میں بھی اظہار تفصیل کے لئے ہے لیکن بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ تخییر کے لئے ہے یعنی یہ ظاہر کرنے کے لئے ہے کہ امام وقت اور حاکم کو یہ اختیار ہے کہ وہ مذکورہ تفصیل کا لحاظ کئے بغیر ان سزاؤں میں سے جو سزا مناسب جانے قزاق کو دے۔

4069 - اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُّسْلِمٍ اِلَّا بِثَلَاثٍ اَنْ يَّزْنِيَ بَعْدَ مَا اُحْصِنَ اَوْ يَقْتُلَ اِنْسَانًا فَيُقْتَلُ اَوْ يَكْفُرَ بَعْدَ اِسْلَامِهٖ فَيُقْتَلُ"۔

★★ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"کسی بھی مسلمان کا خون صرف تین صورتوں میں حلال ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ محصن ہونے کے بعد زنا کا ارتکاب کرے یا وہ کسی شخص کو قتل کر دے اور (بدلے میں) اسے قتل کر دیا جائے یا وہ شخص اسلام قبول کرنے کے بعد کافر ہو جائے تو اسے قتل کر دیا جائے گا"۔

4070 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ"۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"جو شخص اپنا دین تبدیل کر لے اُسے قتل کر دو"۔

4071 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ اَنَّ نَاسًا ارْتَدُّوْا عَنِ الْاِسْلَامِ فَحَرَّقَهُمْ عَلِيٌّ بِالنَّارِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ اَحَدًا"۔ وَلَوْ كُنْتُ اَنَا لَقَتَلْتُهُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ"۔

4069-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (9784) ۔

4070-اخرجه البخاري في الجهاد، باب لا يعذب بعذاب الله (الحديث 3017) مطولاً، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب حكم المرتد و المرتدة و استتابتهم (الحديث 6922) مطولاً ۔ واخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4351) مطولاً ۔ واخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء في المرتد (الحديث 1458) مطولاً ۔ واخرجه النسائي في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4071) مطولاً، و (الحديث 4076) ۔ واخرجه ابن ماجه في الحدود، باب المرتد عن دين (الحديث 2525) ۔ تحفة الاشراف (5987) ۔

4071-تقدم في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4070) ۔

☆☆ عکرمہ بیان کرتے ہیں: کچھ لوگ اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلوا دیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ فرمایا:

اگر مجھے اختیار ہوتا تو میں ان لوگوں کو جلواتا نہیں، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''تم کسی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب (دینے کے طریقے کی مانند) عذاب نہ دو''۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:)

اگر مجھے کچھ اختیار ہوتا تو میں ان لوگوں کو قتل کروا دیتا' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص اپنا دین تبدیل کر لے' اُسے قتل کر دو''۔

4072 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنا دین تبدیل کر دے' اُسے قتل کر دو''۔

4073 - اَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے' اُسے قتل کر دو''۔

4074 - اَخْبَرَنَا مُوْسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَهٰذَا اَوْلٰى بِالصَّوَابِ مِنْ حَدِيْثِ عَبَّادٍ .

☆☆ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے' اُسے قتل کر دو''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عباد نامی راوی کی نقل کردہ روایت کے مقابلے میں' یہ روایت درست ہونے کے زیادہ قریب ہے۔

4072-تقدم (الحديث 4070) .

4073-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4074) مرسلًا . تحفة الاشراف (6199 و 18545) .

4074-تقدم في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4073) .

4075 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کر دو''۔

4076 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَلِيًّا اُتِیَ بِنَاسٍ مِّنَ الزُّطِّ يَعْبُدُوْنَ وَثَنًا فَاَحْرَقَهُمْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ".

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ''زط'' کے علاقے کے کچھ لوگ لائے گئے جو بتوں کی عبادت کرتے تھے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جلوا دیا۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص اپنا دین تبدیل کرے اُسے قتل کر دو''۔

4077 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنِیْ حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ ثُمَّ اَرْسَلَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ . فَاَلْقٰى لَهُ اَبُوْ مُوْسٰى وِسَادَةً لِيَجْلِسَ عَلَيْهَا فَاُتِیَ بِرَجُلٍ كَانَ يَهُوْدِيًّا فَاَسْلَمَ ثُمَّ كَفَرَ فَقَالَ مُعَاذٌ لَا اَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ . فَلَمَّا قُتِلَ قَعَدَ .

☆☆ ابو بردہ بن حضرت ابوموسیٰ اشعری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا' پھر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو ان کے پیچھے بھیج دیا' جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف لائے' تو وہ بولے: اے لوگو! میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نمائندہ ہوں' جو تمہاری طرف آیا ہوں' تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں تکیہ پیش کیا' تا کہ وہ اس پر بیٹھ جائیں' پھر ایک شخص کو لایا گیا' جو یہودی تھا' پھر مسلمان ہو گیا' پھر وہ کافر ہو گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس وقت تک نہیں بیٹھوں گا' جب تک اس شخص کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے کے مطابق قتل نہیں کر دیا جاتا۔ انہوں نے تین مرتبہ یہ کلمات ارشاد فرمائے' جب اس شخص کو قتل کر دیا گیا' پھر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہوئے۔

عبداللہ بن خطل گستاخ کے قتل کا بیان

4078 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ مُفَضَّلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَسْبَاطٌ قَالَ زَعَمَ

4075-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4076) مطولاً . تحفة الاشراف (5362) .

4076-تقدم في تحريم الدم، الحكم في المرتد (الحديث 4075) .

4077-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9085) .

السُّدِّيُّ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ فَتْحِ مَكَّةَ اَمَّنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ اِلَّا اَرْبَعَةَ نَفَرٍ وَّامْرَاَتَيْنِ وَقَالَ "اقْتُلُوْهُمْ وَاِنْ وَّجَدْتُمُوْهُمْ مُتَعَلِّقِيْنَ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ" - عِكْرِمَةُ بْنُ اَبِيْ جَهْلٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَطَلٍ وَّمِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِي السَّرْحِ فَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَطَلٍ فَاُدْرِكَ وَهُوَ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَبَقَ اِلَيْهِ سَعِيْدُ بْنُ حُرَيْثٍ وَّعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ فَسَبَقَ سَعِيْدٌ عَمَّارًا - وَكَانَ اَشَبَّ الرَّجُلَيْنِ - فَقَتَلَهُ وَاَمَّا مِقْيَسُ بْنُ صُبَابَةَ فَاَدْرَكَهُ النَّاسُ فِي السُّوْقِ فَقَتَلُوْهُ وَاَمَّا عِكْرِمَةُ فَرَكِبَ الْبَحْرَ فَاَصَابَتْهُمْ عَاصِفٌ فَقَالَ اَصْحَابُ السَّفِيْنَةِ اَخْلِصُوْا فَاِنَّ اٰلِهَتَكُمْ لَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا هَا هُنَا - فَقَالَ عِكْرِمَةُ وَاللّٰهِ لَئِنْ لَّمْ يُنَجِّنِيْ مِنَ الْبَحْرِ اِلَّا الْاِخْلَاصُ لَا يُنَجِّيْنِيْ فِي الْبَرِّ غَيْرُهُ اللّٰهُمَّ اِنَّ لَكَ عَلَيَّ عَهْدًا اِنْ اَنْتَ عَافَيْتَنِيْ مِمَّا اَنَا فِيْهِ اَنْ اٰتِيَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَضَعَ يَدِيْ فِيْ يَدِهٖ فَلَاَجِدَنَّهٗ عَفُوًّا كَرِيْمًا - فَجَآءَ فَاَسْلَمَ وَاَمَّا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِي السَّرْحِ فَاِنَّهُ اخْتَبَاَ عِنْدَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَلَمَّا دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ اِلَى الْبَيْعَةِ جَآءَ بِهٖ حَتّٰى اَوْقَفَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ عَبْدَ اللّٰهِ - قَالَ فَرَفَعَ رَاْسَهُ فَنَظَرَ اِلَيْهِ ثَلَاثًا كُلَّ ذٰلِكَ يَاْبٰى فَبَايَعَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ "اَمَا كَانَ فِيْكُمْ رَجُلٌ رَشِيْدٌ يَقُوْمُ اِلٰى هٰذَا حَيْثُ رَاٰنِيْ كَفَفْتُ يَدِيْ عَنْ بَيْعَتِهٖ فَيَقْتُلَهُ" - فَقَالُوْا وَمَا يُدْرِيْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا فِيْ نَفْسِكَ هَلَّا اَوْمَاْتَ اِلَيْنَا بِعَيْنِكَ - قَالَ "اِنَّهُ لَا يَنْبَغِيْ لِنَبِيٍّ اَنْ يَكُوْنَ لَهُ خَائِنَةُ اَعْيُنٍ" -

☆☆ مصعب بن سعد اپنے والد (حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو امان عطا کر دی' البتہ چار مردوں اور خواتین کو اس حکم سے مستثنیٰ قرار دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان لوگوں کو قتل کر دو' اگر چہ تم انہیں کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹے ہوئے پاؤ"

(وہ لوگ یہ تھے) عکرمہ بن ابوجہل' عبداللہ بن خطل' مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔

جہاں تک عبداللہ بن خطل کا تعلق تھا' تو اُسے اس وقت پکڑا گیا جب وہ کعبہ کے پردوں کے ساتھ چمٹا ہوا تھا' حضرت سعید بن حریث اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما تیزی سے اس کی طرف لپکے تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ' حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پہلے پہنچ گئے' کیونکہ وہ ان دونوں میں زیادہ جوان تھے۔ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے اُسے قتل کر دیا۔

جہاں تک مقیس بن صبابہ کا تعلق ہے' کچھ لوگوں نے اُسے بازار میں پالیا اور اُسے قتل کر دیا۔

جہاں تک عکرمہ کا تعلق ہے' تو وہ سمندر کے راستے فرار ہو گیا' راستے میں سمندری طوفان آ گیا' تو کشتی میں موجود لوگوں نے کہا کہ اب خالص ہو کر (اپنے خدا کو پکارو) کیونکہ تمہارے (جھوٹے معبود) اب یہاں تمہارے کسی کام نہیں آ سکتے ہیں' تو عکرمہ بولے: اللہ کی قسم! اگر صرف خالص (توحید کا عقیدہ) مجھے اس سمندری آفت سے نجات دلا سکتا ہے' تو پھر خشکی میں بھی وہی خالص عقیدہ نجات دلا سکے گا۔

4078-اخرجه ابو داود في الجهاد، باب قتل الاسير و لا يعرض عليه الاسلام (الحديث 2683) . مختصراً، و في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4359) مختصراً . تحفة الاشراف (3937) .

اے اللہ! میں تیرے ساتھ یہ وعدہ کرتا ہوں کہ جس آزمائش میں میں مبتلا ہوا ہوں اگر تو نے مجھے اس میں سے عافیت نصیب کردی تو میں حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ضرور انہیں معاف کرنے والا اور مہربان شخص پاؤں گا۔

(بعد میں) وہ بچ گئے اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرلیا۔

جہاں تک عبداللہ بن سعد کا تعلق ہے تو وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں چھپ گیا جب نبی اکرم ﷺ نے لوگوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اُسے ساتھ لے کر آئے اور نبی اکرم ﷺ کے سامنے لاکر کھڑا کردیا انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ عبداللہ سے بیعت لے لیجئے! نبی اکرم ﷺ نے اپنا سر مبارک اُٹھا کر عبداللہ کی طرف تین مرتبہ دیکھا اور ہر مرتبہ بیعت لینے سے انکار کیا پھر تین مرتبہ کے بعد آپ ﷺ نے اس سے بیعت لے لی۔

پھر نبی اکرم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی موجود نہیں تھا کہ جب اس نے مجھے دیکھا کہ میں اس سے بیعت نہیں لے رہا تو وہ اُٹھ کر اسے قتل کردیتا۔ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں اندازہ نہیں ہوسکا کہ آپ کے ذہن میں کیا ہے آپ نے آنکھ کے ذریعے ہماری طرف اشارہ کردینا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نبی کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے وہ آنکھ کے حوالے سے خیانت کا ارتکاب کرے۔

باب تَوْبَةِ الْمُرْتَدِّ

یہ باب مرتد شخص کی توبہ کے بیان میں ہے

4079 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ اَنْبَانَا دَاوُدُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَسْلَمَ ثُمَّ ارْتَدَّ وَلَحِقَ بِالشِّرْكِ ثُمَّ تَنَدَّمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى قَوْمِهٖ سَلُوْا لِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ فَجَآءَ قَوْمُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ فُلَانًا قَدْ نَدِمَ وَاِنَّهٗ اَمَرَنَا اَنْ نَسْاَلَكَ هَلْ لَهٗ مِنْ تَوْبَةٍ فَنَزَلَتْ (كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ) اِلٰى قَوْلِهٖ (غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ)" . فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَاَسْلَمَ .

☆☆ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک انصاری نے اسلام قبول کیا پھر وہ مرتد ہوگیا اور مشرکین کے ساتھ جا کر مل گیا پھر اُسے ندامت محسوس ہوئی تو اس نے اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بارے میں نبی اکرم ﷺ سے حکم دریافت کرو کیا میرے لیے توبہ کی گنجائش ہے اس کے قوم کے افراد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: فلاں شخص ندامت کا شکار ہے اس نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے ہم آپ ﷺ سے اس بارے میں دریافت کریں گے کیا اس کے لیے توبہ کی گنجائش ہے تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

4079-اخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران، قوله تعالىٰ (كيف يهدى الله قومًا كفروا بعد ايمانهم) (الحديث 85) . تحفة الاشراف (6084) .

''اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو کیسے ہدایت نصیب کرے گا کہ جو مؤمن ہونے کے بعد کافر ہو جاتے ہیں''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''مغفرت کرنے والا رحم کرنے والا''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے پیغام بھجوایا تو اس نے اسلام قبول کرلیا۔

4080 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبِیْ عَنْ يَزِيْدَ النَّحْوِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِیْ سُوْرَةِ النَّحْلِ (مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ) اِلٰى قَوْلِهٖ (لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ) فَنُسِخَ وَاسْتَثْنٰى مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ (ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ) وَهُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ سَرْحٍ الَّذِیْ كَانَ عَلٰى مِصْرَ كَانَ يَكْتُبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَزَلَّهُ الشَّيْطٰنُ فَلَحِقَ بِالْكُفَّارِ فَاَمَرَ بِهٖ اَنْ يُّقْتَلَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَاسْتَجَارَ لَهٗ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَاَجَارَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے سورۂ نحل میں یہ ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کردیتا ہے ماسوائے اس شخص کے جسے مجبور کیا گیا ہو''۔

یہ آیت یہاں تک ہے: ''ان لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے''۔

پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں استثناء کرلیا اور ارشاد فرمایا:

''پھر بے شک تمہارا پروردگار ان لوگوں کے لیے جو آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد ہجرت کر لیتے ہیں پھر انہوں نے جہاد کیا اور صبر کیا تو بے شک تمہارا پروردگار اس کے بعد مغفرت کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔

(حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں:) اس سے مراد عبداللہ بن سعد بن ابوسرح ہے جو مصر کا گورنر بھی رہا' یہ پہلے نبی اکرم ﷺ کے لیے کتابت وحی کے فرائض سرانجام دیا کرتا تھا' تو شیطان نے اسے پھسلا دیا اور یہ کفار کے ساتھ جا کر مل گیا' فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم جاری کیا تھا تو حضرت عثمان غنی ؓ نے اس کے لیے پناہ کی درخواست کی تھی تو نبی اکرم ﷺ نے اسے پناہ دے دی تھی۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات سے ہے وہ شخص کافر ہو جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی ایسے وصف کی نسبت کرے جو اس کی شان کے لائق نہیں، یا کسی کو اس کا شریک یا بیٹا اور یا بیوی ٹھہرائے، یا اس کی طرف جہل کی یا عجز کی یا کسی اور خرابی کی نسبت کرے۔ یہ کہنے والا بھی کافر ہے کہ "یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا کام کرے جس میں کوئی حکمت نہ ہو" جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کفر پر راضی ہوتا ہے تو وہ کافر ہے۔

اور کوئی شخص یوں کہے کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے یہ کام کرنے کا حکم دے تو میں جب بھی یہ کام کروں" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

4080-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن ارتد (الحديث 4358) مختصراً ۔ تحفة الاشراف (6252) ۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کی طرف جو "ید" اور "وجہ" کی نسبت کی گئی ہے درآنحالیکہ وہ جارحہ نہیں، تو کیا کسی دوسری زبان میں ان چیزوں کا اطلاق جائز ہے یا نہیں؟ اس بارے میں بعض علماء نے فرمایا کہ جائز ہے بشرطیکہ ان چیزوں سے (ان کے حقیقی مفہوم یعنی) اعضاء مردانہ ہوں اور اکثر علماء یہ فرماتے ہیں کہ جائز نہیں اور یہی معتمد علیہ قول ہے۔

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "فلاں شخص میری آنکھ میں ایسا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی آنکھ میں یہودی، تو جمہور علماء کے نزدیک وہ شخص کافر ہو جائے گا (کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کی طرف آنکھ کے اصل معنی یعنی ایک انسانی عضو کی نسبت کی ہے) لیکن بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ اگر اس جملہ سے کہنے والے کی مراد اس فلاں شخص کے افعال کی برائی کو ظاہر کرنا مقصود ہو تو کافر نہیں ہوگا۔ ایک انسان کی وفات ہوگئی ایک دوسرے شخص نے کہا کہ اللہ کو ایسا نہیں چاہئے تھا۔ تو یہ کفر ہے۔

ایک شخص نے اپنے دشمن سے کہا کہ "میں اللہ کے حکم سے تیرے ساتھ یہ معاملہ کرتا ہوں "دشمن نے جواب میں کہا کہ" میں اللہ کا حکم نہیں جانتا یا یہ کہا کہ اس جگہ اللہ کا حکم نہیں چلتا یا یہ کہا کہ۔ اس جگہ کوئی حکم نہیں۔ یا یہ کہا کہ اللہ حکم کرنے کے لائق نہیں ہے یا یہ کہا کہ اس جگہ تو دیو ہی کا حکم چلے گا یہ سب جملے کفر کو لازم کرتے ہیں۔

حاکم عبدالرحمن رضی اللہ عنہ اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو یہ کہے کہ "فلاں کام رواج کے مطابق کر رہا ہوں اللہ کے حکم سے نہیں کرتا "تو کیا ایسا شخص کافر ہو جائے گا؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر اس جملہ سے اس مراد صرف فساد حق، ترک شریعت اور اتباع رسم ہے نہ کہ اس کا مقصد اللہ کے حکم کو رد کرنا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص کسی ایسے آدمی کے بارے میں جو کبھی بیمار نہ ہوتا ہو یہ کہے کہ "اللہ تعالیٰ اس شخص کو بھول گیا ہے "یا یہ کہا کہ یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کو اللہ تعالیٰ بھول گیا ہے "تو یہ کفر ہو جائے گا۔

کسی شخص نے اپنی بیوی سے یہ کہا کہ "تم تو اللہ تعالیٰ سے زیادہ محبوب ہو "تو وہ کافر ہو جائے گا۔ یہ کہنا کہ "فلاں شخص بری تقدیر میں پھنس گیا ہے "خطائے عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے مکان کو ثابت کرنا کفر ہے چنانچہ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ "اللہ تعالیٰ سے کوئی مکان خالی نہیں ہے "تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر کسی نے یوں کہا کہ "اللہ تعالیٰ آسمان پر ہے "تو دیکھا جائے گا کہ یہ بات اس نے کس مقصد سے کہی ہے، اگر اس کا مقصد اس چیز کی حکایت کرنا ہے جو ظاہری طور پر منقول ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت کرنا ہے تو پھر وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اکثر علماء کے نزدیک اگر اس کی نیت کچھ بھی نہ ہو تو بھی کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح یہ کہنے والا بھی کافر ہو جائے گا۔ کہ "اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے بیٹھا یا اللہ تعالیٰ انصاف کے لئے کھڑا ہوا "کیونکہ اس جملہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف فوق اور تحت کی نسبت کی گئی ہے۔ یہ کہنا بھی کفر ہے کہ "(میرا حامی و مددگار) آسمان پر اللہ ہے اور زمین پر فلاں شخص ہے۔ اکثر علماء کے نزدیک یہ کہنا بھی کفر ہے کہ "اللہ آسمان پر سے نیچے دیکھ رہا ہے "یا صرف یہ کہا کہ "اللہ آسمان پر سے دیکھ رہا ہے۔ یا یہ کہا کہ "اللہ عرش پر سے دیکھ رہا ہے "۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کی وہ کافر ہو گیا۔

اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اے اللہ! یہ ظلم مت پسند کر" تو بعض علماء کے نزدیک وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے کسی دوسرے شخص سے یوں کہا کہ "اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نے انصاف کیا تو مجھے تم سے انصاف ملے گا" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ہاں لفظ "اگر" کی بجائے "جس وقت" کہا تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

اور اگر کسی سے یوں کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن حق اور عدل کے ساتھ حکم کیا تو میں تم سے اپنا حق لے لوں گا" کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی نے یوں کہا کہ "اے اللہ! جب ایک ظالم ظلم کرتا ہے تو اس کا ظلم قبول مت کر، اگر تو نے اس کا ظلم قبول کیا تو میں قبول نہیں کروں گا" یہ کفر ہے کیونکہ اس شخص نے گویا یہ کہا کہ اے اللہ! اگر تو اس کے ظلم پر راضی ہوگا تو میں راضی نہیں ہونگا۔

ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "جھوٹ مت کہو" اس شخص نے جواب میں کہا کہ "جھوٹ کس لئے ہے، کہنے ہی کے لئے تو ہے" یہ کفر ہے۔

کسی شخص سے کہا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کی رضا طلب کرو" اس نے کہا کہ "مجھے نہیں چاہئے" یا کسی نے کہا کہ "اگر اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے، غارت کروں" یا کسی سے کہا گیا کہ "اللہ تعالیٰ کی نافرمانی مت کرو کیونکہ اگر تم نافرمانی کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں دوزخ میں داخل کرے گا" اس نے کہا کہ "میں دوزخ سے نہیں ڈرتا" یا کسی سے یہ کہا کہ "زیادہ مت کھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہیں دوست نہیں رکھے گا" اس نے کہا کہ "میں تو کھاؤں گا چاہے دشمن رکھے چاہے دوست رکھے" یہ باتیں کفر کو لازم کرتی ہیں۔

اسی طرح اگر کسی سے یہ کہا گیا کہ "زیادہ مت ہنسو۔ یا زیادہ مت سوؤ" اس کے جواب میں اس نے کہا کہ "میں اتنا کھاؤں گا، اتنا سوؤں گا اور اتنا ہنسوں گا کہ جتنا چاہوں گا" یہ کفر ہے۔

ایک شخص سے یہ کہا کہ "گناہ مت کرو کیونکہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے" اس نے کہا کہ "میں عذاب کو ایک ہاتھ پر اٹھا لوں گا" یہ کفر ہے۔ اگر کسی شخص سے یہ کہا گیا کہ "اپنے ماں باپ کو مت ستاؤ" اس نے کہا کہ "ان کا مجھ پر کوئی حق نہیں ہے" یہ اگرچہ کفر نہیں ہے لیکن سخت گناہ کی بات ہے۔ ایک شخص نے ابلیس لعین سے کہا کہ "اے ابلیس! تو میرا فلاں کام کردے تاکہ میں تیرا کہنا مانوں اور اپنے ماں باپ کو ستاؤں اور تو جس چیز سے منع کرے اس سے باز رہوں" یہ کفر ہے۔

اگر کسی شخص نے کسی سے یہ کہا کہ "اگر اللہ یہ دونوں جہاں نہ بناتا تو میں تم سے اپنا حق لے لیتا" یہ کفر ہے۔ ایک شخص نے کوئی جھوٹی بات کہیں اور ایک سننے والے نے کہا کہ "میرا اللہ تمہارے اس جھوٹ کو سچ کردے۔ یا یہ کہا کہ تمہارے اس جھوٹ کے ساتھ برکت دے۔" تو یہ کفر کے قریب ہے۔

اسی طرح ایک شخص نے جھوٹ بولا اور سننے والے نے کہا کہ "اللہ تمہارے جھوٹ میں برکت دے" تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "فلاں شخص تمہارے ساتھ سیدھا نہیں چلتا" اس نے جواب میں کہا کہ "اس کے ساتھ تو اللہ بھی سیدھا نہیں چلے گا" تو یہ کہنے والا کافر ہو گیا۔ اگر کسی نے یہ کہا کہ "اللہ تعالیٰ زر کو محبوب رکھتا ہے اس لئے مجھے زر نہیں دیا" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اس کے کہنے سے اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی طرف بخل کی نسبت کرنا ہو۔ ہاں صرف اتنا کہنا کفر کو لازم نہیں کرتا کہ"

اللہ تعالیٰ زر کو پسند نہیں کرتا ہے "۔
ایک شخص نے کسی سے کہا کہ "انشاء اللہ تم یہ فلاں کام کرو "اس نے جواب دیا کہ "میں ان شاء اللہ کے بغیر یہ کام کروں گا "تو یہ کفر ہے۔ایک مظلوم نے کہا کہ "(میرے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے) تقدیر الٰہی کے مطابق ہے "ظالم نے یہ سن کر کہا کہ "میں جو کچھ کر رہا ہوں تقدیر الٰہی کے بغیر کر رہا ہوں "یہ کفر ہے۔
اگر کسی نے یہ کہا کہ "اے اللہ! مجھ پر رحمت کرنے سے دریغ نہ کیجئے "تو یہ کفریہ الفاظ میں سے ہے۔میاں بیوی آپس میں گفتگو کر رہے تھے (بیوی کی طرف سے) جب گفتگو کا سلسلہ دراز ہوا تو میاں نے کہا کہ "اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو "بیوی نے جواب میں کہا کہ "میں اللہ سے نہیں ڈرتی "یہ کہنے سے بیوی مرتد ہو جائے گی۔
اور ان دونوں (میاں بیوی) کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔بشرطیکہ میاں نے بیوی کو اس کی کسی صریح معصیت پر ٹوکا ہو اور اس کو اللہ سے ڈرایا ہو اور اس کے جواب میں بیوی نے مذکورہ جملہ کہا ہو،ہاں اگر میاں نے بیوی کو اس کی کسی اسی بات پر ٹوکا ہو جس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا کوئی موقع نہ ہو (یعنی بیوی نے کوئی معصیت نہ کی ہو) تو اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگی۔البتہ اگر اس صورت میں بھی اس جملہ سے بیوی کا مقصد خوف اللہ اور تقویٰ کی اہانت ہو تو دونوں کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔
ایک شخص نے کسی کو مارنے کا ارادہ کیا اور اس سے کہا کہ "تم اللہ سے نہیں ڈرتے "اس نے مارنے والے سے کہا کہ "نہیں "یہ کفر نہیں ہے کیونکہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کہے کہ اللہ سے ڈرنے کا سوال تو اس چیز میں پیدا ہوتا ہے جس کو میں کروں۔
ایک شخص کسی گناہ کا ارتکاب کر رہا تھا کہ کسی نے اس کو ٹوکا اور کہا کہ "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے "اس نے جواب دیا کہ "نہیں "وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے،اسی طرح کسی اور شخص سے کہا گیا کہ "کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے "اور اس نے غصہ کی حالت میں جواب دیا کہ "نہیں "تو وہ کافر ہو گیا۔
اگر کوئی شخص اللہ کے کسی حکم کو یا پیغمبر کی شریعت کو پسند نہ کرے مثلاً زید سے بکر نے کہا کہ اللہ نے چار بیویاں حلال کی ہیں اور زید کہے کہ میں اس حکم کو پسند نہیں کرتا تو یہ کفر ہے۔
اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "صرف اللہ کا وجود ہونا چاہئے اور کسی چیز کا وجود نہیں ہونا چاہئے "تو وہ کافر ہو جائے گا۔اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میرے حق میں تمام نیکیاں اللہ نے پیدا کی ہیں اور برائی کا خالق میں ہوں "تو وہ کافر ہو جائے گا۔
ایک شخص سے کہا گیا کہ "یار تم اپنی بیوی کے بس میں نہیں آئے "اس نے جواب دیا کہ "عورتوں کے بس میں اللہ بھی نہیں آتا میں کیونکر بس میں آ جاؤں گا "یہ کفر ہے۔اگر کسی شخص نے کسی سے یہ کہا کہ "اللہ کی طرف سے دیکھتا ہوں اور تمہاری طرف سے دیکھتا ہوں (یعنی جو چیز مجھے ملی ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے اور تمہاری جانب سے ہے) یا یہ کہا کہ "میں اللہ سے امید رکھتا ہوں اور تم سے امید رکھتا ہوں "تو یہ برا ہے ہاں اگر یوں کہے کہ "میں اللہ کی طرف سے دیکھتا ہوں اور اس کا ظاہری سبب تمہیں سمجھتا ہوں "تو یہ ایک اچھی بات ہے۔

انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہے جو شخص انبیاء میں سے کسی بھی نبی کا اقرار نہیں کرے گا یا رسولوں میں سے کسی بھی رسول کی کسی بھی سنت پر ناراضگی یا عدم اعتقاد و اطمینان کا اظہار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ابن مقاتل سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو حضرت خضر یا حضرت ذی الکفل کی نبوت کا انکار کرے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ کسی ایسے نبی کی نبوت کا انکار کہ جس کی نبوت پر اس کی امت کے لوگ متفق نہ ہوئے ہوں، نقصان دہ نہیں ہے۔ اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ اگر فلاں نبی ہوتا تو میں اس پر ایمان لاتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور حضرت جعفر سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میں اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء پر ایمان لایا اور مجھے نہیں معلوم کہ آدم علیہ السلام نبی تھے یا نہیں "تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت جعفر سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو انبیاء کی طرف فواحش کی نسبت کرے جیسے کسی نبی کی طرف عزم زنا کی نسبت کرنا یا اسی طرح کی کوئی اور بات کہنا جیسا کہ حشویہ (ایک باطل فرقہ) حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں اس قسم کا اظہار کرتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ ایسا شخص کافر ہے، کیونکہ یہ انبیاء کے حق میں بدگوئی ہے اور ان کی اہانت کے مترادف ہے۔

ابوذر کہتے ہیں کہ جس شخص نے یہ کہا کہ "ہر نافرمانی کفر ہے "اور پھر یہ کہا کہ انبیاء علیہم السلام نے نافرمانی کی "تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے انبیاء کے حق میں بدگوئی کی اور یہ کہا کہ "انبیاء علیہم السلام نے کبھی کوئی نافرمانی نہیں کی نہ حالت نبوت میں اور نہ اس سے پہلے "تو وہ کافر ہے کیونکہ اس نے یہ بات کہہ کر گویا نصوص (قرآن کریم کی آیت (عصی ربہ الا) یہ وغیرہ) کی تردید کی۔

بعض علماء سے یہ منقول ہے کہ جس شخص نے یہ نہیں جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، وہ مسلمان نہیں ہے، جو شخص اپنے قلب میں کسی بھی نبی کے بارے میں بغض رکھے وہ کافر ہے۔

اسی طرح اگر کسی شخص نے یوں کہا کہ "اگر فلاں اللہ کا رسول ہوتا تو میں اس پر ایمان نہ لاتا "تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جیسا کہ یہ کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ بھی مجھے فلاں کام کا حکم دیتا تو میں نہ کرتا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں "یا فارسی میں کہا کہ "من پیغمبرم "اور اس سے اس کی مراد بھی یہ ہے کہ "میں اللہ کا پیغام پہنچانے والا ہوں "تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور جس وقت اس نے یہ بات کہی اور کسی دوسرے شخص نے اس سے معجزہ طلب کرنے والے کا مقصد اس شخص کو ذلیل کرنا اور اسے عاجز کرنا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کو "چھوٹا سا بال "کہا تو وہ بعض علماء کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور بعض علماء کے نزدیک کافر نہیں ہوگا۔ ہاں اگر اس نے یہ بات اہانت کے طور پر کہی ہے تو ان کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انسان تھے یا جن "تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے یوں کہا کہ "اگر فلاں شخص پیغمبر ہے تو میں اس سے اپنا حق لوں گا "وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کسی نے یہ کہا کہ محمد درویشک بود (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھوٹے فقیر تھے) یا یہ کہا کہ پیغمبر کا کپڑا بدبودار اور میلا کچیلا تھا۔ یا یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن بڑھ رہے تھے "تو بعض علماء کے نزدیک وہ بلا کسی قید کے کافر ہو جائے گا جب کہ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ وہ اس

صورت میں کافر ہوگا جب کہ وہ اس صورت میں کافر ہوگا جب کہ وہ یہ بات بطریق امانت کہے۔

اگر کسی نے کسی ایسے شخص کو گالی دی جس کا نام محمد یا احمد تھا یا اس کی کنیت ابوالقاسم تھی اور اس کو یوں مخاطب کیا کہ "اے زانیہ کی اولاد، تو وہ کافر ہو گیا، بشرطیکہ (اس کا مقصد ہر اس شخص کو یہ گالی دینا ہو جس کا نام محمد یا احمد اور اس کی کنیت ابوالقاسم ہو اور اس طرح) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی بھی اس کے پیش نظر ہو۔ یہ کہنے سے کوئی کافر نہیں ہوتا کہ ہر گناہ کبیرہ ہے لیکن انبیاء کے گناہ صغیرہ ہیں۔

اور اگر کسی نے یہ کہا کہ ہر برائی کا کام جو قصداً کیا جائے گناہ کبیرہ ہے اس کام کا کرنے والا فاسق ہے "اور پھر اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ "انبیاء کے معاصی قصداً تھے "تو وہ کافر ہو گیا کیونکہ اس نے انبیاء کی شان میں بدگوئی کی۔ ہاں اگر اس نے یہ کہا کہ " انبیاء کے معاصی قصداً نہیں تھے "تو وہ کافر نہیں ہوگا۔

جو رافضی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی شان میں بدزبانی کرے اور نعوذ باللہ ان پر لعنت بھیجے تو وہ کافر ہے ہاں اگر اس نے حضرت علی کو حضرت ابوبکر پر فضیلت دی تو وہ کافر نہیں ہوگا لیکن اس کو مبتدع کہا جائے گا، معتزلی بھی مبتدع ہے لیکن اگر وہ یہ کہے کہ اللہ کا دیدار محال ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

حضرت عائشہ پر زنا کی تہمت لگانے والے اللہ کے ساتھ کفر کرنے والا ہے ہاں اگر کسی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری ازواج مطہرات پر زنا کی تہمت لگائی تو وہ کافر نہیں ہوتا لیکن مستحق لعنت ہوتا ہے اسی طرح جو شخص یہ کہے کہ حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت علی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نہیں تھے تو وہ کافر نہیں ہوگا لیکن مستحق لعنت ہوگا۔ حضرت ابوبکر کی امامت وخلافت کا انکار کرنے والا بعض علماء کے نزدیک تو کافر ہو جاتا ہے اور بعض علماء کے نزدیک کافر نہیں ہوتا بلکہ مبتدع ہوتا ہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔

اسی طرح حضرت عمر کی خلافت کا انکار کرنے والا بھی صحیح قول کے مطابق کافر ہو جاتا ہے۔ جو لوگ حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ حضرت زبیر اور حضرت عائشہ کو نعوذ باللہ کافر کہیں، خود ان کو کافر کہنا لازم ہے، اسی طرح فرقہ زیدیہ کے تمام لوگوں کو بھی کافر کہنا واجب ہے کیونکہ وہ یہ باطل اعتقاد رکھتے ہیں کہ نعوذ باللہ کسی عجمی ملک میں ایک نبی کا ظہور ہوگا جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے گا اور ہمارے سردار محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو کالعدم کرے گا۔

ان روافض کو بھی کافر کہنا واجب ہے جو تناسخ ارواح کے قائل ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مرجانے والا دوبارہ دنیا میں لوٹ آئے گا اور ائمہ میں اللہ تعالیٰ کی روح حلول کئے ہوئے ہے، امام باطن کا ظہور ہوگا، جب تک اس امام باطن کا ظہور نہ ہو امر ونواہی معطل ہیں اور یہ کہ جبرائیل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے حضرت علی کے پاس لائی جانی چاہئے تھی: یہ فرقہ ملت اسلامیہ سے خارج ہے اور جو احکام مرتدوں کے بارے میں ہیں وہی فرقہ کے لوگوں پر نافذ ہوتے ہیں۔

جس شخص کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرنے پر مجبور کیا گیا ہو اس کی تین صورتیں ہیں۔ (۱) اگر وہ یہ اقرار کرے کہ میرے دل میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی کا کوئی خطرہ بھی نہیں گزرا بلکہ میں نے اپنی زبان سے صرف وہی الفاظ ادا کئے

جن کو ادا کرنے پر مجھے مجبور کیا گیا تھا درانحالیکہ ان الفاظ کی ادائیگی بھی مجھ پر سخت شاق تھی، تو وہ کافر نہیں ہوگا اور اس کی مثال اس شخص کی سی ہوگی جس کو اپنی زبان سے کلمہ کفر کی ادائیگی پر مجبور کیا گیا ہو اور اس نے وہ کلمہ کفر اپنی زبان سے ادا کیا ہو مگر اس کا قلب ایمان پر ثابت و مطمئن رہا ہو۔ (۲) اگر وہ اقرار کرے کہ (جب مجھے محمد کو برا کہنے پر مجبور کیا گیا تو) میرے دل میں اس عیسائی کا خیال آ گیا جس کا نام محمد تھا چنانچہ جب میں نے اپنی زبان سے محمد کے بارے میں برے الفاظ کہے تو میری مراد وہی عیسائی تھا، اس صورت میں بھی وہ کافر نہیں ہوگا۔ (۳) اور اگر وہ یہ اقرار کرے کہ (جب محمد کے بارے میں برے الفاظ کہنے پر مجبور کیا گیا تو) میرے دل میں اس عیسائی کا خیال آ گیا جس کا نام محمد ہے لیکن میں نے اپنی زبان سے جو برے الفاظ ادا کئے وہ اس عیسائی کے بارے میں نہیں تھے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تھے، اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا قانوناً بھی اور عند اللہ بھی۔

جس شخص نے یہ کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجنوں تھے، وہ کافر ہے، ہاں یہ کہنے والا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش ہو گئے تھے، کافر نہیں ہوگا۔ اگر کسی شخص نے کہا کہ "حضرت آدم علیہ السلام (جنت میں) گیہوں نہ کھاتے تو ہم اشقیاء نہ ہوتے" تو وہ کافر ہو جائے گا۔ جس شخص نے حدیث متواتر کا انکار کیا وہ کافر ہو گیا، جس شخص نے حدیث مشہور کا انکار کیا وہ بعض علماء کے مطابق تو کافر ہو گیا لیکن بعض علماء کے مطابق گمراہ ہوا کافر نہیں ہوا اور جس شخص نے خبر واحد کا انکار کیا وہ بھی کافر نہیں ہوتا مگر اس کو قبول نہ کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوتا ہے۔

اگر کوئی شخص کسی نبی کے بارے میں اپنی خواہش کا اظہار کرے کہ "وہ نبی نہ ہوتا" تو اس کے متعلق علماء کہتے ہیں کہ اگر اس کی مراد یہ ہو کہ اس نبی کا مبعوث ہونا خارج از حکمت نہ ہوتا تو وہ کافر ہوگا اور اگر اس کی مراد اس نبی کی توہین اور اپنے کسی بغض کا اظہار ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فلاں چیز مثلاً کدو کو بہت پسند فرماتے تھے" اگر سننے والے نے جواب میں کہا کہ "میں اس کو پسند نہیں کرتا" تو یہ کفر ہے، حضرت امام ابو یوسف سے بھی یہی منقول ہے لیکن بعض متاخرین علماء فرماتے ہیں کہ اگر اس نے یہ بات کہ "میں اس کو پسند نہیں کرتا" بطور اہانت کہی ہے تو وہ کافر ہو جائے گا ورنہ کافر نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے یہ کہا کہ "حضرت آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تھا اس لئے ہم سب جولا ہے زادے ہیں" یہ کفر ہے۔ ایک شخص نے کسی کے سامنے کہا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیاں چاٹ لیتے تھے" اگر سننے والے نے یہ کہا "یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے" تو وہ کافر ہو گیا۔ جس شخص نے یہ کہا کہ "گنواروں میں عجیب رواج ہے کہ کھانا کھاتے ہیں اور ہاتھ نہیں دھوتے" تو اگر اس نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کی حقارت کے پیش نظر کہی ہے تو وہ کافر ہو گیا اسی طرح جس شخص نے یہ کہا کہ "مونچھیں پست (ہلکی) کرنے اور عمامہ (کا سرا یعنی شملہ) گلے کے نیچے تک لٹکانے کا نہ معلوم کیسا رواج ہے؟" تو اگر اس نے یہ بات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر طنز کے طور پر کہی تو وہ کافر ہو گیا۔

ایک شخص نے کوئی بات کہی اس پر دوسرے نے اس سے کہا کہ "جھوٹ کہتا ہے اگرچہ ساری بات پیغمبرانہ ہے" اس کہنے سے اس پر کفر لازم ہو جائے گا ایسے ہی اگر یہ کہا کہ میں اس کی بات نہیں مانوں گا اگرچہ اس کی ساری بات پیغمبرانہ ہے تو اس سے بھی

کفر لازم آئے گا۔

ایک شخص نے اپنے غلام کو مارنے پیٹنے کا ارادہ کیا، اس سے دوسرے نے کہا کہ اسے مت مارو، اس نے کہا کہ تم تو تم اگر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی کہیں تو بھی نہیں چھوڑ سکتا، یا یہ کہا کہ اگر آسمان سے آواز آئے کہ "اس کو مت مارو" تو بھی میں نہیں چھوڑ سکتا، ماروں گا۔ یہ کہنے سے اس پر کفر لازم آئے گا۔ کسی نے احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث پڑھی جس کو سن کر ایک شخص نے کہا کہ "ہمہ روز خلشہا خواند" یعنی ہر روز الجھن کی چیز پڑھتا ہے تو اگرچہ اس نے اس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہ کی ہو بلکہ پڑھنے والے کی طرف کی ہو لیکن وہ کافر ہو جائے گا بشرطیکہ اس حدیث کا تعلق احکام شریعت میں سے کسی حکم کے ساتھ ہو یا دین کے ساتھ ہو اور اگر وہ ایسی حدیث تھی کہ جس کا تعلق دین و شریعت سے نہیں تھا تو اس کی تکفیر نہیں ہوگی اور اس کے قول کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ وہ اس کا پڑھنا غیر اولیٰ بتا رہا تھا۔

اگر کسی نے کہا "بحرمت جوانک عربی" اور اس جملہ سے اس کی مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو اس کی تکفیر کی جائے گی کسی نے کہا کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت پیغمبر تھے۔ اور ایک وقت ایسا تھا کہ پیغمبر نہ تھے" یا اس طرح کہا کہ "میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں مؤمن ہیں یا کافر" تو یہ کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ "خلاف بات نہ کہو" اس عورت نے کہا کہ "پیغمبروں نے خلاف کہا ہے" تو اس کا یہ کہنا کفر ہے توبہ کرے اور پھر نکاح کی تجدید کرے! کسی نے کسی سے کہا کہ مجھے تیرا دیکھنا گویا ملک الموت کا دیکھنا معلوم ہوتا ہے، تو اس کا ایسا کہنا بہت بڑی غلطی ہے اور اس کے کفر میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعضوں نے کہا کہ کافر ہو جائے گا اور اکثر علماء کہتے ہیں کہ اس کہنے سے وہ کافر نہیں ہوگا۔

اور فتاویٰ قاضی خان میں لکھا ہے کہ بعضوں نے یہ کہا ہے کہ اگر اس نے یہ جملہ ملک الموت سے عداوت کی بنیاد پر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اگر موت سے ناگواری کی بنا پر کہا ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر یہ کہا کہ فلاں کے منہ کو ملک الموت کی طرح دشمن سمجھتا ہوں تو اکثر مشائخ کا کہنا ہے کہ اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا، کسی نے کہا کہ میں فلاں کی گواہی نہیں سنتا خواہ جبرائیل و میکائیل ہو تو اس صورت میں اس کی تکفیر کی جائے گی۔

اگر کسی نے فرشتوں میں سے کسی فرشتے کو عیب لگایا تو اس کی تکفیر کی جائے گا، اگر کوئی کہے کہ میں فرشتہ ہوں تو اس کہنے سے وہ کافر نہیں ہوتا اور اگر یہ کہے کہ میں نبی ہوں تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک عورت سے بغیر کسی شخص کی موجودگی کے نکاح کیا اور کہا کہ میں نے اللہ اور رسول کو گواہ بنایا، یا یہ کہا کہ اللہ اور فرشتہ کو گواہ بنایا تو اس صورت میں وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کہا کہ دائیں اور بائیں والے فرشتوں کو گواہ بنایا تو اس صورت میں کافر نہ ہوگا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق قرآن پاک سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق قرآن پاک سے ہے اگر کسی نے کہا کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہو جائے گا، اسی طرح اگر کسی نے کسی آیت قرآنی کا انکار کیا یا اس کے ساتھ ٹھٹھا مخول کیا، یا عیب لگایا تو ان صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے دف کی تھاپ

پر یا بانسری کی لے پر قرآن پڑھا تو اس نے کفر کیا، ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا دوسرے نے سن کر کہا کہ "یہ کیا طوفان کی آواز ہے" تو اس کا یہ کہنا کفر ہے۔

اور اگر کسی نے کہا کہ میں نے بہت قرآن پڑھا اور مجھ سے گناہ معاف نہیں کیا گیا تو اس کہنے سے وہ کافر ہو گیا۔ کسی نے کسی سے کہا کہ تو نے آیت (قل ہو اللہ) کی کھال کھینچ لی، یا یہ کہا کہ تو نے آیت (الم نشرح) کا گریبان پکڑ لیا، یا اس شخص سے جو کسی بیمار کے پاس سورت یٰسین پڑھ رہا تھا کہا "یٰسین مردہ کے منہ میں مت رکھو" یا کسی سے کہا: اے آیت (انا اعطینک الکوثر) سے بھی زیادہ کوتاہ۔ یا ایک شخص قرآن پڑھ رہا تھا اور اس کو کوئی کلمہ یاد نہیں آ رہا تھا اس سے کہا آیت (والتفت الساق بالساق) یا کسی کے پاس بھرا ہوا پیالہ لایا اور کہا آیت (کاسا دھاقا) یا کسی سے مذاق کے طور پر کہا آیت (فکانت سرابا) یا ناپ تول کے وقت مذاق کے پر کہا آیت (واذا کالوھم اووزنوھم یخسرون) یا کسی سے یہ کہا کہ تو نے (الم نشرح) کی پگڑی باندھ لی ہے اور اس کی مراد یہ تھی کہ تو نے علم کا اظہار کیا ہے یا کسی نے کسی جگہ کے لوگوں کو جمع کیا اور کہا (فجمعناھم جمیعا) یا یہ کہا آیت (وحشرناھم فلم نغادر منھم احدا) یا کسی سے کہا کہ تو (والنازعات نزعا) کیونکر پڑھتا ہے نون کے پیش کے ساتھ یا اسے زیر دے کر مراد اس کی طنز کرنا تھی، یا کسی گنجے شخص سے میں تو تجھ کو اس لئے بڑا کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (کلا بل ران) یا کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھنے چلو یا جماعت کی نماز میں چلو، اس نے جواب میں کہا کہ میں تنہا پڑھتا ہوں اللہ تعالیٰ کا قول ہے (ان الصلوۃ تنہا) تو ان تمام صورتوں میں کافر ہوگا۔ ایک شخص نے کسی سے کہا کہ تو نے ایسا گھر پاک صاف کیا ہے کہ جیسے (والسماء والطارق) تو بعضوں نے کہا کہ اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا اور امام ابوبکر اسحاق نے کہا کہ یہ کہنے والا اگر جاہل ہے تو کافر نہیں ہوگا اور اگر وہ عالم ہے تو کافر ہوگا۔

اور اگر کسی نے کہا (قاعا صفصفا) ہو گیا ہے تو اس جملہ میں بڑا خطرہ ہے کہ وہ کافر ہو جائے، یا دیگ میں کچھ لگا رہ گیا اس وقت کہا (والباقیات الصالحات) تو یہ بھی بڑے خطرے کی چیز ہے۔ اور جب کسی نے یہ کہا کہ قرآن عجمی ہے تو وہ کافر ہو گیا اور اگر یہ کہا کہ قرآن میں ایک کلمہ عجمی ہے تو اسے کافر کہنے میں عجلت نہ کرنی چاہئے یہ قابل غور ہے، کسی سے کسی نے کہا تو قرآن پاک کیوں نہیں پڑھتا ہے، اس نے جواب میں کہا کہ میں قرآن سے بیزار ہو چکا تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔

ایک شخص کو قرآن پاک کی کوئی ایسی سورت یاد ہے جسے وہ بکثرت پڑھتا رہتا ہے، دوسرے نے اس پڑھنے والے سے کہا کہ تو نے اس سورت کو کمزور و زبوں پا لیا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، اگر کسی نے قرآن پاک کو مثلاً فارسی میں نظم کیا، تو اس کو قتل کیا جائے گا اس لئے کہ وہ کافر ہو گیا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق نماز روزہ اور زکوۃ سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق نماز روزہ اور زکوۃ سے ہے کسی نے کسی بیمار سے کہا کہ تو نماز پڑھ لے اس نے اس کے جواب میں کہا اللہ کی قسم میں کبھی نماز نہیں پڑھوں گا اور اس نے پھر کبھی نماز پڑھی بھی نہیں یہاں تک کہ مر گیا تو وہ کافر کہا جائے گا۔

اور اگر صرف یہ کہا کہ نہیں پڑھوں گا تو اس کے اس کہنے میں چار احتمال ہیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ نماز نہیں پڑھتا اس لئے کہ پڑھ چکا۔ (۲) دوسرے یہ کہ نماز نہیں پڑھتا یعنی تیرے حکم سے نہیں پڑھتا اس لئے تجھ سے جو بہتر ہے وہ حکم کر چکا ہے۔ (۳) تیسرے یہ

کہ نہیں پڑھتا یعنی بے باکی اور فسق کے طور پر کہا، ان تینوں صورتوں میں وہ کافر نہیں ہوگا۔ (۴) چوتھے یہ کہ نماز نہیں پڑھتا اس بنا پر سے کہ مجھ پر نماز واجب نہیں ہے اور نہ مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے، اس چوتھی صورت میں وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر اس نے جواب میں مطلقاً یہ کہا کہ میں نماز نہیں پڑھتا تو وہ ان وجوہ کی وجہ سے کافر نہیں ہوگا۔ کسی سے کہا گیا کہ نماز پڑھ لے اس نے جواب میں کہا کہ میں پاگل ہوں جو نماز پڑھوں اور اپنے اوپر کام بڑھاؤں یا اس طرح کی مدت گزری کہ میں نے نہیں کی، یا یہ کہا کہ وہ کام کون آخر تک پورا کر سکتا ہے، یا یہ کہ عقل مند کو ایسے کام میں نہ پڑنا چاہئے جس کو آخر تک نباہ نہ سکے، یا یہ کہ میرے واسطے اور لوگ کر لیتے ہیں یا یہ کہا کہ نماز پڑھنے سے مجھے کوئی سرفرازی نہیں مل جاتی ہے، یا یہ کہ تو نے نماز پڑھ لی تو کیا بلندی حاصل کر لی، یا کہا کہ میں نماز کس لئے پڑھوں میرے ماں باپ تو مر چکے ہیں، یا کہا کہ نماز پڑھنی نہ پڑھنی دونوں برابر ہے، یا کہا کہ اس قدر نماز پڑھ چکا کہ دل اکتا گیا، یا کہا کہ نماز ایسی چیز نہیں ہے کہ وہ باقی رہے گی تو سڑ جائے گی۔ یہ تمام جوابات کفر ہیں۔

اسی طرح ایک شخص نے کسی سے کہا کہ آؤ فلاں کام کے لئے نماز پڑھیں، اس نے کہا میں نے بہت نماز پڑھی میری تو حاجت پوری نہیں ہوئی اور جواب میں یہ بات بطور طنز و استخفاف کہی تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا، ایک فاسق نمازیوں کو مخاطب کر کے کہے آؤ مسلمانی دیکھو اور اس کے بعد وہ فسق کی مجلس کی طرف اشارہ کرے تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر کسی نے کہا کہ بے نماز ہونا کیا ہی بہتر ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، ایک شخص نے کسی سے کہا کہ نماز پڑھو تاکہ تمہیں بندگی کا مٹھاس حاصل ہو، یا فارسی میں کہے نماز بخوان تا حلاوت نماز یابی۔ اس کے جواب میں اس نے کہا کہ "تو مکن تا حلاوت بے نمازی بہ بینی" یعنی تم نماز نہ پڑھو تا کہ نماز نہ پڑھنے کی لذت محسوس کر سکو تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔ غلام سے کسی نے کہا کہ نماز پڑھ اس نے کہا میں نہیں پڑھتا اس لئے کہ اس کا ثواب میرے آقا کو حاصل ہوگا وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص سے کسی نے کہا کہ نماز پڑھ لے اس نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے مال میں نقصان دیا لہٰذا میں اس کے حق میں نقصان کروں گا تو یہ جواب کفر ہے۔

ایک شخص نے صرف رمضان میں نماز پڑھتا ہے پھر بعد میں نہیں پڑھتا اور کہتا ہے کہ یہی بہت ہے، یا کہتا ہے یہی بہت زیادہ ہوگی اس لئے کہ رمضان کی ہر نماز ستر نمازوں کے برابر ہے تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، کوئی جان بوجھ کر قبلہ کے سوا کسی اور طرف منہ کر کے نماز پڑھے مگر اتفاق سے وہ قبلہ نکل گیا تو امام اعظم فرماتے ہیں کہ وہ کافر ہو گیا اور اسی پر فقیہ ابواللیث نے فتویٰ دیا ہے۔

اسی طرح اگر کوئی نماز بغیر وضو پڑھے یا ناپاک کپڑوں میں پڑھے تو کافر ہو جائے گا اور اگر کوئی جان بوجھ کر اس طرح نماز پڑھا کرتا ہے تو وہ بھی کافر ہے، ایک شخص کو قبلہ کا پتہ نہیں چلا اس نے تحری کی یعنی نماز پڑھی، امام ابوحنیفہ ایسے شخص کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میں اس کے حق میں کفر کا خوف رکھتا ہوں اس لئے کہ اس نے قبلہ سے اعراض کیا اور دوسرے مشائخ کا اس کے کفر

میں اختلاف ہے شمس الائمہ حلوائی فرماتے ہیں کہ جب اس نے قبلہ چھوڑ کر بطور استہزاء واہانت دوسری طرف نماز پڑھی تو خواہ یہ سب کہ وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی ایسی صورت میں کسی وجہ سے مبتلا ہو گیا مثلاً چند لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسے حدث ہو گیا اور شرم کی وجہ سے اس نے سوچا کہ ظاہر نہ ہونے پائے چنانچہ چھپانے کے لئے بغیر وضو نماز پڑھتا رہا یا دشمن کے پاس تھا اور کھڑے ہو کر اس حالت میں نماز پڑھی کہ وہ پاک نہ تھا۔

بعض مشائخ نے یہ کہا ہے کہ اس صورت میں وہ کافر نہیں ہوگا اس لئے کہ اس نے استہزاء کے طور پر نہیں کیا ہے لیکن اگر کوئی ضرورت یا حیاء کی وجہ سے ایسی صورت میں مبتلا ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے اس قیام سے نماز کے قیام کا ارادہ نہ کرے اور نہ کچھ پڑھے اور جب ان کے ساتھ رکوع میں جائے تو وہ رکوع کا قصد نہ کرے اور نہ تسبیح پڑھے تاکہ وہ کسی کے نزدیک کافر نہ ہونے پائے اور ناپاک کپڑوں میں نماز پڑھنے سے بعض علماء کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوتا۔

کسی نے کہا کہ نماز فرض ہے لیکن رکوع سجدہ فرض نہیں تو اس کہنے سے کافر نہ ہوگا، اس لئے اس کو تاویل کی گنجائش ہے کہ نماز سے میری مراد جنازہ کی نماز تھی جس میں رکوع سجدے فرض نہیں ہیں۔

اگر کوئی رکوع اور سجدوں کی فرضیت کا بالکلیہ انکار کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا حتیٰ کہ اگر صرف دوسرے سجدے کی فرضیت کا بھی انکار کرے گا تو وہ کافر ہوگا اس لئے کہ اس نے اجماع اور تواتر کا رد کیا۔ کسی نے کہا کہ اگر کعبہ مکرمہ قبلہ نہ ہوتا اور اس کی جگہ بیت المقدس قبلہ ہوتا تو بھی میں کعبہ ہی طرف رخ کر کے نماز پڑھتا اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نہ پڑھتا، یا اس طرح کہا کہ اگر فلاں قبلہ ہوتا تو اس کی طرف میں منہ نہ کرتا، یا یوں کہا کہ اگر فلاں جانب کعبہ ہوتا تو میں اس طرف منہ نہ کرتا، یا یہ کہا کہ قبلے دو ہیں ایک کعبہ، دوسرا بیت المقدس، تو ان تمام صورتوں میں وہ کافر ہو جائے گا۔

ابراہیم بن یوسف نے کہا ہے کہ اگر کسی نے دکھلانے کے لئے نماز پڑھی تو اس کو ثواب نہیں ملے گا بلکہ اس کے نامہ اعمال میں گناہ لکھا جائے گا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس سے کافر ہو جاتا ہے اور بعضوں نے کہا کہ اس صورت میں اس پر نہ گناہ ہے اور نہ اس کے لئے ثواب ہی ہے اور وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے نماز نہیں پڑھی۔ ایک شخص کسی کافر کے پاس آیا اور ایک دو وقت کی نماز چھوڑ دی نہیں پڑھی، اگر اس نے ایسا اس کافر کی تعظیم کی وجہ سے کیا ہے تو کافر ہوگا اور اس پر ان نمازوں کی قضا نہیں ہے اور اگر ایسا فسق وفجور کی وجہ سے کیا ہے تو کافر نہ ہوگا اور اس کو ان نمازوں کی قضاء کرنی ہوگی۔

ایک شخص نے دارالسلام میں اسلام قبول کیا ایک ماہ کے بعد اس سے پنج وقتہ نماز کے متعلق سوال کیا گیا، اس نے جواب میں کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ مجھ پر فرض ہے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا، ہاں اگر وہ نومسلموں میں رہتا ہے تو کافر نہ ہوگا۔ اگر کوئی مؤذن سے اذان دیتے وقت کہے کہ تو نے جھوٹ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا، اگر کوئی اذان سن کر یہ کہے کہ گھنٹے کی آواز ہے تو وہ کافر ہے ایک شخص سے کہا گیا تم زکوۃ ادا کرو، اس نے یہ سن کر کہا کہ میں ادا نہیں کرتا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

بعض حضرات علماء نے کہا کہ مطلقاً اس جواب سے کافر ہو جائے گا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ احوال ظاہرہ میں اس جواب سے کافر ہوگا لیکن احوال باطنہ میں اس جواب سے کافر نہ ہوگا اور مناسب یہ ہے کہ یہاں بھی نماز کی طرح چار احتمال ہونے چاہئیں اور تین

صورتوں میں کافر نہ ہوگا اور ایک صورت میں کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی کہے کہ کاش رمضان فرض نہ ہوتا تو اس سلسلے میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ کہنے والے کی نیت پر موقوف ہوگا۔ اگر اس نیت سے یہ کہا کہ رمضان کے حقوق اس سے ادا نہیں ہو سکتے تو کافر نہ ہوگا، اگر کوئی رمضان آتے وقت یہ کہے کہ بھاری مہینہ یا بھاری مہمان آیا ہے تو کافر ہوگا، جب رجب کا مہینہ آیا اور کسی نے کہا کہ اس کے بعد خرابی میں مبتلا ہوں گے تو اگر اس نے یہ محترم مہینوں کے لئے حقارت کے طور پر کہا ہے تو کافر ہوگا۔

اور اگر اپنے نفس پر گرانی کو ظاہر کرنے کے لئے کہا ہے تو کافر نہ ہوگا اور اس سے پہلے مسئلہ میں بھی جواب اسی تفصیل کے ساتھ ہونا چاہئے۔ ایک شخص نے کہا کہ "رمضان کا روزہ جلد گزر جائے" تو بعض کہتے ہیں کہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا اور بعض کہتے ہیں کہ کافر نہیں ہوگا اور اگر کوئی کہے کہ چند از یں روزہ کہ مرا دل بہ گرفت یعنی اتنے روزے کب تک؟ میرا تو اس سے دل اکتا گیا تو اس کا یہ کہنا کفر ہے۔

اور اسی طرح کوئی کہے کہ "اللہ تعالیٰ نے طاعات کو فرض نہ کرتا تو ہمارے لئے عذاب بنا دیا ہے" اس جملہ کی اگر تاویل کی تو کافر نہ ہوگا، یا اسی طرح یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ اگر ان طاعات کو فرض نہ کرتا تو ہمارے لئے بہتر ہوتا، اگر اس جملہ کی کوئی تاویل کرے تو کافر نہ ہوگا۔ کوئی کہے کہ "نماز میرے لائق نہیں ہے" یا "حلال میرے مناسب نہیں ہے" یا یہ کہا کہ "کس لئے نماز پڑھوں بیوی بچے تو میں رکھتا ہی نہیں" یا اس طرح کہا کہ "نماز کو میں نے طاق پر رکھ دیا" تو اس ان تمام صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق علم اور علماء سے ہے اگر کوئی بغیر کسی ظاہر سبب کے کسی عالم دین سے بغض رکھے تو اس کے کافر ہو جانے کا بھی خوف ہے اور اس پر بھی کفر کا خوف ہے جو کسی عالم یا فقیہ کو بغیر سبب برا کہے اور وہ کافر ہو جاتا ہے جو کسی کو اس طرح کہے کہ "تیرے علم کے مقعد میں گدھے کا ذکر" اور اس علم سے اس کی مراد علم دین ہو۔

ایک جاہل نے علم سیکھنے والے کو اس طرح کہا کہ "یہ جو کچھ سیکھتے ہیں وہ کہانیاں اور داستانیں ہیں" یا یہ کہا کہ یہ سب فریب ہے یا یہ کہا کہ میں علم حیلہ کا منکر ہوں۔ واضح رہے کہ یہ سب جملے کفریہ ہیں۔ ایک اونچی جگہ پر بیٹھ جائے اور پھر لوگ اس سے بطور مذاق اور استہزاء مسائل پوچھنے لگیں اور اس کے بعد اس کو تکیوں سے مارنے لگیں اور سب ہنسنے لگیں تو وہ سب اس فعل کی وجہ سے کافر ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح اگر کوئی علم کی مجلس میں واپس آ رہا تھا اس کو کسی نے کہا کہ تو بت خانہ سے آ رہا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جاتا ہے، یا اسی طرح یہ کہا کہ مجھے علم کی مجلس سے کیا کام، یا یہ کہا کون شخص ان چیزوں کے ادا کرنے پر قدرت رکھتا ہے جو علماء کہتے ہیں تو وہ کافر ہوگا۔ اگر کوئی کہے کہ علم کو کاسہ اور کیسہ میں نہیں رکھ سکتے یعنی یہ علم نہ کھانے کے پیالہ میں رکھنے کے لائق ہے اور نہ روپے کی تھیلی میں اور ضرورت انہی دونوں کی ہے، یا یہ کہا کہ علم کا کیا کروں گا مجھے جیب میں چاندی چاہئے تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی کہے کہ مجھے بال بچوں کی اتنی مصروفیات ہے کہ علم کی مجلس میں نہیں پہنچ سکتا اور اس نے اس سے علم کی اہانت کا ارادہ کیا
بھی کفر کا خطرہ ہے۔ کوئی عالم فقیہ، علم کا تذکرہ کر رہا تھا یا کوئی صحیح حدیث بیان کر رہا تھا کسی نے اسے سن کر کہا کہ یہ کچھ
تو اس جلسے اور اسے رد کر دیا یا کہا کہ یہ بات کیا کام آوے گی روپیہ چاہئے، کہ آج اسی کو عظمت حاصل ہے علم کیا کام آتا ہے، تو یہ کفر
نہیں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ دانشمندی سے بہتر فساد برپا کرنا ہے تو یہ کفر ہے، کوئی عورت جس کا شوہر عالم ہو اگر یوں کہے کہ عالم شوہر کے
اوپر لعنت ہو تو وہ کافر ہو جائے گی۔

کسی نے کہا کہ عالموں کا فعل وہی ہے جیسے کافروں کا تو وہ اس کہنے سے اس وقت کافر ہو جائے گا جب تمام افعال میں برابری
ظاہر کرے کہ اس طرح حق و باطل میں اس نے برابری کو ظاہر کیا۔

ایک شخص کا کسی فقیہ سے کسی بات میں جھگڑا ہو گیا، اس فقیہ نے اس کو کوئی شرعی وجہ بیان کی، اسے سن کر جھگڑنے والے نے کہا
یہ عالمانہ پن نہ کر، یہاں کچھ نہیں چل سکتی، تو ایسے شخص پر کفر کا خوف ہے، اگر کسی نے فقیہ سے کہا "اے دانشمندک" "یا علویک" "تو
اس سے کافر نہ ہوگا اگر اس کی نیت اہانت دین کی نہیں ہے۔

ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک فقیہ عالم نے اپنی کتاب ایک دکاندار کی دکان میں رکھ دی اور کسی کام سے چلا گیا پھر جب وہ
دکان سے گزرا تو دکاندار نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ تم بسولہ بھول گئے، فقیہ نے کہا تیری دکان میں میری کتاب ہے بسولہ نہیں،
دکاندار نے کہا کہ بڑھئی بسولہ سے لکڑی کاٹتا ہے اور تم کتاب سے لوگوں کی گردن کاٹتے ہو۔

فقیہ نے شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل سے اس واقعہ کا شکوہ کیا۔ انہوں نے اس شخص کے قتل کا حکم کیا۔ ایک شخص نے بیوی پر غصہ کیا
اور کہا کہ تو اللہ کی اطاعت کر اور ساتھ ہی گناہ سے منع کیا، بیوی نے جواب میں کہا میں اللہ اور علم کیا جانوں میں نے اپنے کو دوزخ میں
رکھ چھوڑا ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو گئی۔

ایک شخص سے کہا گیا کہ علم دین کے طلب کرنے والے فرشتوں کے بازوؤں پر چلتے ہیں، اس نے کہا یہ جھوٹ ہے تو وہ کافر
ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قیاس صحیح نہیں تو وہ کافر ہو جائے گا ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے مطلقاً قیاس
کی صحت کا انکار کیا کسی نے کہا کہ ثرید پلاؤ کا پیالہ علم سے بہتر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور کہا کہ پلاؤ کا پیالہ اللہ سے بہتر ہے تو وہ
کافر نہ ہوگا۔ یہ اس وجہ سے کہ "اللہ سے" کا مطلب "اللہ کی طرف سے" ہو سکتا ہے اور علم میں یہ تاویل نہیں ہو سکتی۔

ایک شخص نے اپنے دشمن سے کہا کہ "میرے ساتھ شریعت کی طرف چلو" اس نے کہا کہ کوئی سپاہی بلاؤ تو چلوں بے جبرو
اکراہ نہیں جا سکتا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے شریعت کا مقابلہ کیا اور اگر اس نے یہ کہا کہ میرے ساتھ قاضی کے
پاس چل اور اس نے یہی جواب دیا تو کافر نہ ہوگا۔

اور اگر اس نے یہ کہا کہ میرے ساتھ شریعت اور حیلہ مفید نہیں ہوگا، یا یہ کہا کہ "یہ پیش نہ جاویں گے۔ یا یہ کہا کہ میرے لئے
کھجور کا حلوہ ہے شریعت کیا کروں گا، یہ ساری صورتیں کفر کی ہیں اور اگر یہ کہا کہ "جس وقت تو نے چاندی لی تھی اس وقت شریعت
اور قاضی کہاں تھا" اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

اور علماء متاخرین میں سے بعض نے کہا کہ اگر اس نے قاضی سے شہر کے قاضی کو مراد لیا ہے، تو کافر نہ ہوگا۔ کسی شخص سے کہا گیا کہ "اس بارے میں شریعت کا حکم یہ ہے" اس نے جواب دیا کہ "میں رسم پر عمل کرتا ہوں نہ کہ شریعت پر" تو اس کہنے سے بعض کے نزدیک کافر ہو جائے گا، ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ "تو کیا کہتی ہے شریعت کا کیا حکم ہے" بیوی نے بلند آواز سے ڈکار لی اور کہا "اینک شرع را" تو وہ کافر ہو جائے گی۔ اور اس کا نکاح جاتا رہے گا۔

ایک شخص نے اپنے مخالف کے سامنے ائمہ کا فتویٰ پیش کیا، اس نے اس فتویٰ کو رد کر دیا اور کہا "یہ فتووں کا انبار تو کیا لایا ہے؟" بعضوں نے کہا کہ وہ کافر ہو جائے گا اس لئے اس نے شریعت کا حکم رد کر دیا۔ اسی طرح اگر اس فتویٰ کے بارے میں کچھ نہ کہا مگر فتویٰ لے کر زمین پر ڈال دیا اور کہا "یہ کیا شریعت ہے؟" تو بھی کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک عالم سے اپنی بیوی کے متعلق کا مسئلہ دریافت کیا، اس نے جواب دیا کہ تمہاری بیوی پر طلاق واقع ہوئی پوچھنے والے نے کہا "میں طلاق ملاق کو کیا جانوں ماں بچے گھر میں ہونے چاہئیں" تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا۔

دو شخصوں میں جھگڑا ہوا، اس میں سے ایک دوسرے کے پاس علماء کا فتویٰ لے کر آیا اس نے کہا "ایسا نہیں جیسا کہ فتویٰ دیا" یا یہ کہا کہ میں اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کو تعزیراً (سزا) دی جائے گی۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق حلال وحرام اور فاسق وفاجر وغیرہ کے کلام سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق حلال وحرام اور فاسق وفاجر وغیرہ کے کلام سے ہے جو کوئی حلال کے حرام ہونے کا یا حرام کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ لیکن اگر کوئی حرام وحلال اس لئے بتائے کہ یہ سامان رائج ہو جائے یا ایسا جہالت کی وجہ سے کیا تو وہ کافر نہ ہوگا، لیکن یہ اس صورت میں ہے کہ وہ حرام حرام لعینہ ہو اور وہ اس کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھے تب کافر ہوگا اور اگر حرام، حرام لغیرہ ہو اور اس کو حلال بتائے تو کافر نہ ہوگا اور اس حرام لعینہ کو حلال سمجھنے میں کافر ہوگا جب اس کی لعینہ حرام کی حرمت دلیل قطعی سے ثابت ہو، لیکن اگر حرام لعینہ کی حرمت خبر احاد سے ثابت ہوگی تو اس کے حلال کا عقیدہ رکھنے میں کافر نہ ہوگا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ ایک حلال تم کو زیادہ پسند ہے یا دو حرام، اس نے کہا دونوں میں سے جو جلد پہنچ جائے، تو اس کے بارے میں کفر کا خوف ہے، اسی طرح اس وقت بھی خوف کفر ہے جب کہے کہ ہمیں مال چاہئے خواہ حلال ہو خواہ حرام ہو اور اگر یہ کہا کہ جب تک میں حرام پاؤں گا حلال کے پاس نہیں پھٹکوں گا تو اس کہنے سے کافر نہ ہوگا۔

اگر کوئی شخص حرام مال کسی فقیر کو ثواب کی نیت سے دے اور ثواب کی امید رکھے تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اگر فقیر کو یہ معلوم تھا کہ یہ مال حرام ہے اور کے باوجود اس نے وہ مال لے لیا اور دینے والے کو دعا دی اور اس دینے والے نے آمین کہی، تو دو کافر ہوگا۔ ایک شخص سے کہا گیا کہ "حلال مال کھاؤ" اس نے کہا کہ "مجھے تو حرام مال بہت پیارا ہے" تو وہ کافر ہو جائے گا۔

اور اگر اس کے جواب میں یہ کہا کہ "اس دنیا میں کسی ایک حلال کھانے والے کو لاؤ تاکہ میں اسے سجدہ کروں" تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا، کسی نے ایک شخص سے کہا کہ "حلال کھایا کرو" جواب میں اس نے کہا کہ "مجھے تو حرام چاہئے" تو وہ کافر ہو گیا۔

کسی فاسق کے لڑکے نے شراب پی۔ پھر اس کے عزیز واقارب آ کر اس پر روپے نچھاور کرنے لگے تو وہ سب کافر ہو گئے اور اگر نچھاور نہیں کیا بلکہ کہا کہ "تمہیں مبارک ہو" تو بھی کافر ہو جائیں گے۔ اگر کسی نے کہا کہ شراب کی حرمت قرآن سے نہیں ثابت ہوتی تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کسی نے شراب پینے والے سے کہا کہ قرآن سے شراب کی حرمت ثابت ہے پھر تو شراب کیوں پیتے ہو تو یہ کیوں نہیں کرتے؟ تو اس کے جواب میں شرابی نے کہا کہ "از شیر مادر شکید" یعنی کیا ماں کے دودھ سے صبر ہو سکتا ہے؟ تو وہ اس کے کہنے سے کافر نہیں ہوگا، اس وجہ سے کہ یا تو یہ استفہام ہے یا شراب اور دودھ میں شغف کے اندر برابری ظاہر کرتا ہے۔

اگر کوئی حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع (صحبت) کو حلال سمجھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح وہ بھی کافر سمجھا جائے گا جو اپنی بیوی سے اغلام (لواطت) کو جائز جانے اور نوادر میں امام محمد سے روایت ہے کہ ان دونوں صورتوں میں کافر نہیں ہوتا اور اس حکم کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔

ایک شخص نے شراب پی اور پھر کہا کہ "جو شخص ہمارے اس کیف میں ہمارا شریک مسرت ہے اصل مسرت اسی کی ہے اور جو شخص ہمارے اس کیف و مسرت سے ناراض ہے وہ گھاٹے میں ہے" تو وہ کافر ہو گیا۔ اسی طرح وہ شراب پینے میں مشغول تھا تو اس نے کہا کہ مسلمان ہونے کو آشکارا کر رہا ہوں یا مسلمان ہونا ظاہر ہو رہا ہے تو اس سے کافر ہو جائے گا۔

اگر بدکار اور شرابی نے یہ کہا کہ اگر شراب کا کوئی قطرہ گر جائے گا۔ تو جبرائیل علیہ السلام اپنے پیروں سے اٹھائیں گے تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک فاسق سے کسی نے کہا کہ تو ہر دن اس طرح صبح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق اللہ کو تکلیف دیتا ہے، اس نے کہا خوب کرتا ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ گناہوں کے متعلق کسی نے کہا کہ یہ بھی ایک مذہب ہے تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔ محیط میں ایسا ہی ہے اور تجنیس ناطقی میں ہے کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ کہنے والا کافر نہیں ہوتا۔

اسی طرح وہ بھی کافر ہوگا جو تسبیح وتہلیل کے وقت یہ جملے کہے۔ ایک شخص نے سبحان اللہ کہا، دوسرے نے کہا کہ تو نے سبحان اللہ کی رونق ختم کر دی، یا کہا کہ تو نے اس کی کھال ادھیڑ دی تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کسی سے کہا گیا کہ تم لا الٰہ الا اللہ نہیں کہتا تو وہ کافر ہوگا اور بعضوں نے کہا کہ مطلقاً کافر ہو جائے گا اور اگر جواب میں یہ کہا کہ تو نے یہ کلمہ پڑھ کر کیا بلندی حاصل کر لی کہ میں کہوں، تو بھی کافر ہو جائے گا، ایک بادشاہ کو چھینک آئی، اس کی چھینک پر کسی نے کہا (یرحمک اللہ)۔ دوسرے نے یرحمک اللہ کہنے والے سے کہا کہ بادشاہ کے لئے اس طرح مت کہو تو یہ کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

وہ موجبات کفر جن کا تعلق یوم قیامت اور قیامت سے متعلق چیزوں سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق یوم قیامت اور قیامت سے متعلق چیزوں سے ہے جو کوئی قیامت یا جنت دوزخ یا میزان و پل صراط اور نامہ اعمال کا انکار کر دے تو وہ کافر ہو جائے گا، اسی طرح کوئی مرنے کے بعد پھر جی اٹھنے کا انکار کر دے تو وہ بھی کافر ہے۔ کوئی شخص یہ کہے "میں یہ نہیں جانتا کہ یہود و انصاری قیامت میں جب اٹھائے جائیں گے تو وہ آگ کے عذاب کے مبتلا کئے جائیں گے یا نہیں تو اس کہنے سے وہ کافر ہو جائے گا۔

اسی طرح وہ شخص بھی کافر ہو جاتا ہے جو جنت میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دیدار کا انکار کردے۔ یا مرنے کے بعد عذاب قبر کا انکار کرے یا انسان کے حشر ونشر کا انکار کرلے، لیکن انسان کے علاوہ دوسری مخلوق کے حشر کا انکار کرنے والا کافر نہیں ہے اسی طرح وہ بھی کافر نہیں ہوتا جو یہ کہے کہ عذاب اور ثواب کا تعلق صرف روح سے مخصوص ہے۔

ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ گناہ نہ کرو اس لئے کہ ایک دوسری دنیا بھی ہے جہاں حساب وکتاب ہوگا اس نے جواب دیا کہ اس دنیا کی کس کو خبر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ قرض باقی تھا، اس نے اس کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر یہاں تم نہیں دیتے ہو تو قیامت میں تم سے وصول کرلوں گا اس نے جواب میں کہا جی ہاں قیامت قائم ہوگی؟ تو اگر اس نے قیامت کی توہین کے ارادہ سے ایسا کہا تو کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے دوسرے پر ظلم وستم ڈھایا، اس پر مظلوم نے کہا آخر قیامت کا دن آنے والا ہے اس لئے ڈرو اس نے جواب میں کہا فلاں گدھا قیامت میں ہوگا تو اس سے کافر ہو جائے گا ایک شخص نے اپنے قرضدار سے کہا میرے روپے دنیا میں دے دے قیامت میں روپیہ نہ ہوگا اس نے کہا کہ اچھا دس روپے اور دیدو اس دنیا میں لے لینا یا میں تمہیں وہاں دے دوں گا تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کسی نے کہا کہ مجھے حشر سے کیا کام ہے، یا یہ کہا کہ میں قیامت سے نہیں ڈرتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

کسی نے اپنے دشمن سے کہا کہ میں اپنا حق تجھ سے قیامت میں وصول کرلوں گا اس نے کہا اس دن اس بھیڑ میں مجھے کہاں پائے گا؟ مشائخ کو اس کے کفر میں اختلاف ہے فقیہ الیث کہتے ہیں کہ وہ اس کہنے سے کافر نہ ہوگا۔ کسی نے کہا اس دنیا میں سب اچھا رہنا چاہیے اس دنیا میں جو ہوگا سو ہوگا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص سے کہا گیا کہ تم آخرت کے پیش نظر دنیا سے گریز کرو اس نے کہا کہ نقد چھوڑ کر ادھار پر کون بھروسہ کرے؟ تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کہا کہ جو اس دنیا میں بے عقل وخرد ہوگا وہ اس دنیا میں اس شخص کی طرح ہوگا جس کی تھیلی پھٹی ہوئی ہے یعنی ناکارہ ہوگا۔

امام ابوبکر محمد بن الفضل نے کہا کہ اگر اس سے اس کا منشا آخرت کے ساتھ تمسخر اور طنز ہے تو یہ باعث تکفیر ہوگا۔ کسی نے کسی سے کہا کہ میں تیرے ساتھ دوزخ میں جاؤں گا لیکن اندر نہیں آسکتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی نے کہا کہ جب تک تم رضوان جنت کے لئے کچھ نہیں لے جاؤ گے تو وہ جنت کا دروازہ نہیں کھولے گا تو اس کہنے سے کافر ہو جائے گا

۔ کسی نے بھلائی کا حکم دینے والوں سے کہا کہ یہ کیا ہنگامہ مچا رکھا ہم اگر یہ انکار ورد کے طور پر کہا ہے تو اس کے کافر ہو جانے کا خوف ہے کسی نے ایک شخص سے کہا کہ فلاں کے گھر جا کر بھلی بات کا حکم کرو، جواب میں کہا کہ اس نے میرے ساتھ کیا کیا ہے یا مجھے اس کو اذیت دینے کی کیا وجہ ہے؟ یا کہا میں الگ تھلگ ہوں اس فضول کام سے کیا واسطہ؟ تو یہ سب کفریہ الفاظ ہیں۔

کسی نے ایک شخص سے تعزیت کرتے ہوئے کہا جو اس کی جان سے کم ہوا وہ تم پر زیادہ ہو تو اس سے بھی کفر کا خوف ہے۔ یا یہ کہ تم پر زیادہ کیا جائے تو یہ جہالت اور غلطی ہے یہ کہا کہ فلاں کی جان کم ہو کر تیری جان پر آگیا، تو یہ بھی جہالت ہے اور اگر یہ کہا کہ وہ مر گیا لیکن اپنی جان تیرے سپرد کر گیا تو کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص بیمار تھا وہ اچھا ہوا دوسرے نے اس سے کہا فلاں گدھا پھر بھیج دیا تو یہ بھی کفر ہے۔ ایک شخص بیمار ہوا اور اس کی بیماری بہت بڑھ گئی اور اس نے طول کھینچا بیمار نے اکتا کر اللہ کو خطاب کر کے کہا کہ خواہ تو حالت اسلام پر موت دے یا حالت کفر پر تو یہ بھی باعث کفر ہے۔

موجبات کفر جن کا تعلق تلقین کفر وارتداد وغیرہ سے ہے

وہ موجبات کفر جن کا تعلق تلقین کفر وارتداد وغیرہ سے ہے جب کوئی کسی کو کلمہ کفر کی تلقین کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ خواہ یہ کھیل کود اور ہنسی مذاق ہی کے طور پر کیوں نہ ہو اسی طرح وہ بھی کافر ہو جائے گا جو کسی کی بیوی کو حکم دے کہ تو مرتد ہو جا اور اس طرح اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر لے، امام اعظم اور امام ابو یوسف سے یہی روایت ہے ایک شخص نے کسی کو حکم دیا کہ تو کافر ہو جا تو حکم دینے والا کافر ہو جائے گا خواہ جس کو حکم دیا گیا ہے وہ کافر ہو یا نہ ہو۔

امام ابواللیث فرماتے ہیں کہ جس وقت کوئی شخص کسی کو کلمہ کفر کی تعلیم دے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی مرد یا عورت کو مرتد ہونے کا حکم دے گا تو بھی وہ کافر ہو گا۔

امام محمد فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ کفر زبان سے نکالے ورنہ اس کے ساتھ ایسا ایسا کرے گا یعنی جان یا کسی عضو کے تلف کرنے کی دھمکی دی گئی اس نے خوف سے کلمہ کفر زبان سے کہدیا تو اس کی چند صورتیں ہوں گی اگر اس نے کلمہ کفر اس طرح زبان سے ادا کیا کہ اس کا دل ایمان پر بالکل مطمئن ہے دل میں کفر کا کھٹکا تک بھی نہیں گذرا صرف زبان سے کلمہ کفر سرزد ہوا ہے تو اس صورت میں نہ قضاء اس کی تکفیر کی جائے گی اور نہ وہ عند اللہ کافر ہوگا اور اگر کلمہ کفر زبان سے کہنے والا کہے کہ میں نے یہ سوچا تھا کہ اپنے بارے میں زمانہ ماضی میں کفر کی جھوٹی خبر دے کر چھٹکارا حاصل کرلوں میں نے مستقل کفر کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس صورت میں قضاء یعنی قانوناً اس کے کفر کا فیصلہ دیا جائے گا اور قاضی اس میں اور اس کی بیوی میں تفریق کر دے گا۔

اور اگر وہ یہ کہے کہ کلمہ کفر کہتے وقت میرے دل میں یہ بات گذری کہ گذرے کہ زمانہ میں کفر کی جھوٹی خبر دے دوں لیکن زمانہ میں جھوٹے کفر کا میں نے ارادہ نہیں کیا بلکہ ایام مستقبل میں ارادہ کیا تو اس صورت میں اللہ کے نزدیک بھی کافر ہو جائے گا اور دنیا کے حکم میں بھی۔

ایک شخص کو مجبور کیا گیا کہ وہ صلیب کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے چنانچہ اس نے پڑھی تو اس کی تین صورتیں ہوں گی۔ (۱) اگر وہ یہ کہتا ہے کہ زبردستی کی وجہ سے صلیب کی طرف نماز پڑھ لی ہے لیکن دل میں کوئی وہم اس کی عقیدت کا نہیں گذرا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا نہ قضاءً اور نہ فی ما بینہ و بین اللہ۔ (۲) اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات گذری کہ اللہ تعالیٰ کے لئے نماز پڑھ رہا ہوں نہ کہ صلیب کے لئے تو اس صورت میں بھی وہ کافر نہ ہوگا۔ (۳) اگر وہ یہ کہتا ہے کہ میرے دل میں یہ بات گذری کہ میں اللہ کے لئے نماز پڑھوں لیکن میں اس کو چھوڑ دیا اور صلیب کے لئے نماز پڑھی تو اس صورت میں وہ قضاءً بھی کافر ہوگا اور فی ما بینہ و بین اللہ بھی۔ ایک مسلمان سے کہا گیا کہ تم بادشاہ کو سجدہ کرو ورنہ ہم تمہیں قتل کر ڈالیں گے تو افضل یہ ہے کہ سجدہ نہ کرے ایک شخص نے کلمہ کفر زبان سے جان بوجھ کر نکالا لیکن کفر کا اعتقاد پیدا نہیں ہوا تو بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوگا اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ

کافر ہو جائے گا اور یہی صحیح ہے۔

ایک شخص نے کلمہ کفر زبان سے ادا کیا لیکن اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ یہ کفر کا کلمہ ہے مگر اس نے یہ اپنے اختیار سے کہا ہے کہ تو وہ علماء کے نزدیک ہو جائے گا۔ اور جہالت عذر شمار نہ ہوگی اور بعض لوگوں نے کہا کہ کافر نہیں ہوگا مذاق کرنے والا یا ٹھٹھا کرنے والا جب کلمہ کفر استخفاف کے طور پر بالذات آفرینی کے طور پر کہے گا تو وہ تمام کے نزدیک کافر قرار دیا جائے گا اگر چہ اس کا اعتقاد اس کے خلاف ہو۔

ایک شخص کی زبان سے کلمہ کفر غلطی سے جاری ہو گیا اس طرح کہ وہ دوسرا کلمہ بولنا چاہتا تھا لیکن آ گیا کفر کا کلمہ تو وہ کافر نہیں ہوگا۔ مجوسیوں کی ٹوپی سر پر رکھنے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے البتہ گرمی یا سردی سے بچنے کے لئے ایسا کرے تو کافر نہ ہوگا زنار یعنی جنیؤ پہننے سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے لیکن اگر لڑائی میں جاسوسی کے لئے ایسا کرے تو کافر نہ ہوگا۔

کسی نے کہا کہ تو جو کچھ کر رہا ہے اس سے بہتر کفر کرنے والا ہے، اگر اس سے نیت کفر کا اچھا جاننا ہے تو وہ کافر ہو جائے گا اور بعض علماء جیسے فقیہ ابواللیث کہتے ہیں کہ صرف اس جملہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے خواہ اس کی نیت کچھ بھی ہو۔ مجوس نوروز کے دن جو کچھ کرتے ہیں۔

اگر مسلمان اس کی موافقت میں ان کے ساتھ نکلے گا تو کافر ہو جائے گا، کھانے پینے اور ضروریات زندگی کی چیز خریدنے سے کافر نہیں ہوگا، اس دن اگر کوئی مسلمان مشرکوں کو اس دن کی تعظیم کے اظہار کے لئے کوئی تحفہ بھیجے خواہ وہ معمولی ہی کیوں نہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا ہاں اگر ان کے بچوں کی رسم مونڈن میں دعوت قبول کرے تو اس سے کافر نہ ہوگا۔ کفار کی باتوں اور معاملہ کو اچھا جاننے والا کافر ہو جاتا ہے مثلاً یہ کہے کہ کھانے کے وقت مجوس کا یہ مذہب بہتر ہے کہ اس وقت گفتگو نہ کی جائے یا مجوس کی یہاں یہ اچھا ہے کہ حالت حیض میں بیوی کو ساتھ لیٹنے بھی نہ دیا جائے، اس کہنے سے کافر ہو جائے گا کسی نے کسی شخص کی عزت و جاہ کی وجہ سے اس کے جوڑے پہننے کے وقت جانور ذبح کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور یہ ذبیحہ مردار ہے اس کا کھانا جائز نہیں۔

اسی طرح غیر اللہ کی عظمت کے اظہار کے لئے گائے، اونٹ یا کسی جانور کا ذبح کرنا یا غازیوں اور حاجیوں کی واپسی پر اس کی عظمت کے اظہار کے لئے ایسا کرنا باعث کفر ہے۔

ایک عورت نے اپنی کمر پر رسی باندھ کر کہا کہ یہ زنار (جنیؤ) ہے تو وہ کافر ہو گئی ایک شخص نے اس طرح کہا کہ خیانت کرنے سے بہتر کافر ہی ہے تو اکثر علماء کہتے ہیں کہ وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا اس اور اسی پر ابوالقاسم صفار کا فتویٰ ہے ایک شخص نے عورت کو مارا اس عورت نے کہا تو مسلمان نہیں ہے تو مرد نے یہ سن کر کہا ہاں میں مسلمان نہیں ہوں تو وہ اس کہنے سے کافر ہو جائے گا ایک شخص نے کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے اس نے کہا نہیں تو یہ بھی کافر ہے ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تمہارے اندر دینی حمیت اور اسلامی غیرت نہیں کہ تم اسے پسند کرتے ہو کہ میں اجنبی مردوں کے ساتھ خلوت کروں؟ خاوند نے جواب میں کہا ہاں مجھ میں دینی حمیت اور اسلامی غیرت نہیں ہے تو وہ اس سے کافر ہو جائے گا۔

ایک مرد نے کہا اپنی بیوی کو اس طرح مخاطب کیا اے یہودیہ، اے مجوسیہ اے کافرہ! عورت نے یہ سن کر کہا کہ میں ایسی ہی

ہوں یا کہا ایسی ہوں تو مجھے طلاق دے دو یا یہ کہا کہ اگر ایسی ہوتی تو تمہارے ساتھ کیسی رہتی یا نہ رہتی یا یہ کہا کہ اگر ایسی نہ ہوتی تو تمہارے ساتھ محبت نہ کرتی یا تم مجھے نہ رکھتے تو اس کہنے سے وہ عورت کافر ہو جائے گی۔

اور اگر اس کے جواب میں یہ کہا کہ اگر میں ایسی ہوں تو تم مجھے نہ رکھو تو اس سے کافر نہ ہوگی اور اگر کسی بیوی نے اپنے شوہر کو مخاطب کیا اے کافر اے یہودی، اے مجوسی، پس شوہر نے اس کے جواب میں کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو تم کو نہ رکھتا تو وہ اسی کی وجہ سے کافر ہو گیا اور اگر کہا کہ اگر میں ایسا ہوں تو تم میرے ساتھ نہ رہو تو اس صورت میں وہ کافر نہ ہوگا۔ اور اگر کسی اجنبی سے کہا اے کافر یہودی! اس نے کہا کہ میں ایسا ہی ہوں میرے ساتھ تم مت رہو یا کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو تمہارے ساتھ نہ رہتا یا اسی طرح کا کوئی جملہ کہا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

ایک شخص نے ایک کام کا ارادہ کیا اس کی بیوی نے اس سے کہا کہ اگر تم یہ کام کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اس شوہر نے وہ کام کیا اور عورت کی بات پر توجہ نہ دی تو وہ شوہر کافر نہ ہوگا۔ اپنی بیوی کو کسی نے مخاطب کر کے کہا: اے کافرہ! بیوی نے کہا میں نہیں تم ہو، کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا: اے کافر! شوہر نے کہا کہ میں نہیں بلکہ تو کافرہ ہو تو اس سے میاں بیوی میں جدائی واقع نہیں ہوگی اور اگر کسی اجنبی مسلمان سے کہا: اے کافر یا اجنبی عورت کو کہا: اے کافرہ اور مخاطب مرد و عورت نے جواب میں کچھ نہیں کہا یا کسی شوہر نے اپنی بیوی کو کہا: اے کافرہ! اور عورت نے کچھ جواب نہ دیا یا بیوی نے اپنے شوہر کو کافر کے ساتھ خطاب کیا اور شوہر نے کچھ جواب نہ دیا تو اس صورت میں ابوبکر اعمش بلخی کا قول ہے کہ کہنے والا کافر ہے۔

اور بقیہ دوسرے علماء بلخ کہتے ہیں کہ وہ کافر نہیں ہوتا اور صحیح جواب یہ ہے کہ اگر کہنے والے کا ارادہ صرف برا بھلا کہنا مقصد ہے تو وہ کافر نہیں ہوتا اور اگر وہ اعتقاد بھی یہ ہی رکھتا ہے کہ یہ مسلمان کافر ہے اور پھر اس کو کافر سے خطاب کرتا ہے تو البتہ وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی عورت اپنے بچے کو کافر بچہ کے ساتھ خطاب کرے تو یہ باعث کفر نہیں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ یہ کفر ہے اسی طرح کوئی مرد اپنے بچہ کو ان الفاظ سے خطاب کرے تو وہ بھی کافر نہیں ہے اور اگر اپنے جانور کو کہا: اے کافر تو اس سے کافر نہ ہوگا اور کسی شخص نے کسی مسلمان کو اے کافر اے یہودی یا اے مجوسی کہہ کر خطاب کیا اور اس مسلمان نے جواب میں لبیک کہا تو وہ کافر ہوگا۔ اگر یوں کہے کہ میں ڈر گیا کہ کہیں کافر نہ ہو جاؤں تو اس سے کافر نہ ہوگا۔

اگر کسی نے کسی سے کہا کہ تو نے مجھے اتنا ستایا کہ میرا جی چاہا کہ کافر ہو جاؤں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ کسی نے کہا کہ یہ زمانہ مسلمان رہنے کا نہیں بلکہ یہ زمانہ کافری کا ہے۔ بعضوں نے کہا اس سے کافر ہو جائے گا۔

اور صاحب محیط نے لکھا ہے کہ میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا۔ ایک مجوسی اور ایک مسلمان ایک جگہ ساتھ ساتھ تھے ایک شخص نے مجوسی کو پکارا کہ اے مجوسی اب اگر مسلمان نے یہ سمجھ کر جواب دیا کہ مجھے پکار رہا ہے تو وہ کافر نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ دونوں اس پکارنے والے کے کسی ایک کام میں مشغول تھے اور اگر دونوں کسی ایک کام میں مشغول نہ تھے بلکہ الگ الگ کاموں میں مشغول تھے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔

اگر مسلمان کہے کہ میں ملحد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر وہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس جملہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اسے اس کی وجہ سے معذور قرار نہیں دیا جائے گا ایک شخص نے ایک جملہ زبان سے نکالا جسے لوگوں نے کفریہ کلمہ سمجھا حالانکہ در حقیقت وہ کلمہ کفر نہ تھا مگر اس سے ان لوگوں نے کہا کہ تو کافر ہو گیا اور تیری بیوی کے درمیان جدائی واقع ہوگئی، اس کے جواب میں اس نے کہا کافر شدہ گیر، وزن طلاق شدہ گیر، تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اس کی بیوی اور اس کے درمیان جدائی واقع ہو جائے گی۔

ایک شخص نے کہا کہ میں فرعون ہوں یا کہا کہ میں ابلیس ہوں تو اس سے وہ کافر ہو جائے گا ایک شخص نے ایک بدکار کو نصیحت کی اور توبہ کی ترغیب دی اس کے جواب میں اس نے کہا از پس ایں ہمہ کلاہ مغاں پر سرنہم تو وہ اس سے کافر ہو جائے گا ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تمہارے ساتھ رہنے سے کافر ہونا بہتر ہے تو وہ کافر ہو جائے گی۔

ایک عورت نے کہا کہ اگر میں ایسا کام کروں تو کافر ہوں ابوبکر محمد بن الفضل کہتے ہیں کہ اس کہنے سے وہ عورت کافر ہوگئی اور اس کا نکاح ٹوٹ گیا اور قاضی علی السعدی کا کہنا ہے کہ یہ جملہ تعلیق و یمین ہے کفر نہیں ہے ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا کہ تم اس کے بعد مجھ پر ظلم کرو گے یا یہ کہا کہ اگر تم میرے لئے ایسی چیز نہ خریدو گے تو میں کافر ہو جاؤں گی تو وہ فوراً یہ کہتے ہی کافر ہوگئی۔

ایک شخص نے تمثیل کے طور پر کہا کہ میں مجوسی تھا مگر مسلمان ہو گیا یہ صرف زبان سے بطور حکایت کہا اعتقاداً نہ کہا تو بھی وہ کافر ہو جائے گا اگر کوئی مسلمان کسی آدمی کو سجدہ تحیۃ کرے گا تو وہ اس سے کافر نہ ہو گا ایک شخص نے کسی مسلمان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تم سے تمہارا ایمان چھین لے اس نے اس کے جواب میں آمین کہا تو وہ دونوں کافر ہو جائیں گے۔

کسی شخص نے کسی کو تکلیف دی اس نے کہا کہ مجھے مت ستاؤ میں مسلمان ہوں ستانے والے نے جواب دیا چاہے مسلمان رہو چاہے کافر تو وہ ایذاء دینے والا کافر ہو جائے گا یا کہا کہ اگر تو کافر بھی ہو جائے تو میرا کیا نقصان تو اس سے بھی کافر ہو جائے گا۔ ایک کافر نے اسلام قبول کیا لوگوں نے اس کو تحفے ہدیئے دیئے ایک مسلمان نے یہ دیکھ کر کہا کہ کاش میں بھی کافر ہوتا اور پھر مسلمان ہوتا تو لوگ مجھ کو بھی تحفے ہدیئے دیتے یا اس نے یہ بات کہی نہیں لیکن دل میں آرزو کی تو وہ کافر ہو گیا۔

ایک شخص نے آرزو کی کہ اللہ تعالیٰ شراب کو حرام نہ کرتا تو اس سے وہ کافر نہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے یہ آرزو کی کہ اللہ تعالیٰ ظلم و زنا کو حرام نہ کرتا یا ناحق قتل و خون ریزی کو حرام نہ کرتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اس لئے کہ یہ وہ چیزیں ہیں کہ کبھی بھی حلال نہ رہیں گویا پہلی صورت میں ایسی چیز کی آرزو کی جو محال نہیں اور دوسری میں ایسی چیز کی آرزو کی جو محال ہے اسی طرح اگر کوئی آرزو کرے کہ بھائی بہن کے درمیان نکاح حرام نہ ہوتا تو اس سے کافر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ یہ شروع میں حلال رہ چکا ہے لہٰذا محال نہیں کہا جائے گا۔ ماحصل یہ ہوا کہ جو چیز کبھی حلال تھی اور بعد میں حرام ہوگئی اس کے حلال ہونے کی تمنا کرنا موجب کفر نہیں ہے۔

ایک مسلمان نے کسی خوبصورت گداز بدن عیسائی عورت کو دیکھ کر آرزو کی کہ کاش میں عیسائی ہوتا کہ اس سے بیاہ کر سکتا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے کسی سے کہا حق بات پر میری مدد کرو اس نے کہا کہ کہیں پر حق پر کی جاتی ہے میں ناحق پر البتہ تیری مدد کروں گا تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ میں نے اس درخت کو پیدا کیا ہے تو وہ اس کہنے سے کافر نہیں ہوا اس لئے کہ اس کی مراد درخت لگانا تھی

جائے گی ہاں اگر کوئی حقیقتاً پیدا کرنا مراد لے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے کہا کہ جب تک میرے یہ بازو موجود ہیں میری روزی کم نہ ہوگی تو بعض مشائخ نے کہا کہ اس کی وجہ سے وہ کافر ہو جائے گا اور بعضوں نے کہا ہے کہ اس پر کفر کا خوف ہے! اگر کوئی یہ کہے کہ درویشی یا تصوف بدبختی ہے تو یہ بہت بری بات ہے۔

کسی نے چاند کے گرد کوئی دائرہ دیکھا اور دعویٰ کیا کہ بارش ہوگی اور اس طرح اس نے غیب کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک نجومی نے کسی سے کہا کہ تیری بیوی حاملہ ہے اور اس نے اس پر اعتقاد جما لیا تو وہ کافر ہو گیا۔ ایک شخص نے الو کی آواز سنی اور پھر کسی سے کہا کہ بیمار مر جائے گا یا کوئی مصیبت آئے گی یا اسی طرح کوا بولا اور اس کی آواز سن کر کسی نے کہا کہ کوئی سفر سے آ رہا ہے تو ایسے شخص کے کفر میں مشائخ کے اختلافی اقوال ہیں۔

کسی نے کوئی ناجائز بات کہی دوسرے نے اس سے کہا کہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اس کہنے سے تم کافر ہو جاؤ گے! اس نے کہا کہ پھر میں کیا کروں کافر ہوتا ہوں گا تو ہو جاؤں گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ ایک شخص نے قرات کے دوران حرف ضاد کی جگہ زا پڑھا یا اصحاب الجنۃ کی جگہ اصحاب النار پڑھا تو ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے اگر کوئی قصداً ایسا پڑھے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔

جو شخص کہے قسم ہے تیری زندگانی کی یا میری زندگانی کی یا اسی طرح کی کوئی اور قسم کھائے تو اس پر کفر کا خوف ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ رزق تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے مگر وہ بندے سے حرکت چاہتا ہے تو بعضوں نے کہا یہ شرک ہے ایک شخص نے کہا کہ میں ثواب وعذاب سے بری ہوں تو کہا گیا کہ اس سے کافر ہو جائے گا۔

اگر کسی نے کہا کہ فلاں شخص جو کچھ بھی کہے گا میں کروں گا اگر چہ وہ کفر ہی کیوں نہ ہو تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی کہے کہ میں مسلمان ہونے سے بیزار ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا۔ مامون رشید کے زمانے کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ خلیفہ وقت نے ایک فقیہ سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جس نے کسی کپڑا بننے والے کو قتل کر دیا تھا کہ اس قاتل پر کیا واجب ہوگا فقیہ نے کہا تعزیر واجب ہے مامون نے حکم دیا کہ فقیہ کو پیٹا جائے چنانچہ اسے پیٹا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا، پھر مامون نے کہا کہ میں نے یہ حکم اس لئے دیا تھا کہ اس نے شریعت کے ساتھ استہزا کیا اور شریعت کے ساتھ اس طرح کا مذاق کفر ہے ایک فقیر کالی کملی اوڑھے ہوئے تھا کسی نے اس کو دیکھ کر مدبر کہا تو یہ کفر ہے۔ جو ظالم بادشاہ کو عادل کہے وہ کافر ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ کافر نہیں ہوتا ہے۔

اگر کوئی کسی ظالم کو اے اللہ سے خطاب کرے گا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر کہے اے باراللہ تو اکثر مشائخ کہتے ہیں اس سے کافر نہیں ہوگا ایک عالم صفار نامی سے ان خطیبوں کے متعلق سوال کیا گیا جو جمعہ کے دن منبروں پر خطبہ پڑھتے ہیں اور سلطان کو العادل الاعظم یا شہنشاہ الاعظم یا مالک رقاب الامم یا سلطان ارض اللہ یا مالک بلاد اللہ یا معین خلیفۃ اللہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں کیا بادشاہوں کو خطبہ میں ان القاب کے ساتھ یاد کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ تحقیق اس مسئلہ میں کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ جائز نہیں ہے اس لئے کہ ان القاب کے بعض الفاظ کفر ہیں اور بعض معصیت اور کذب ہیں۔ اور شہنشاہ کا لفظ بغیر اعظم کی صفت کے اللہ تعالیٰ کے اسماء کے لئے مخصوص ہے اس کے ساتھ بندوں کی صفت بیان کرنا جائز نہیں ہے اور مالک رقاب الامم کا جملہ بادشاہ کے لئے صریح جھوٹ ہے اسی طرح بادشاہ کو سلطان ارض اللہ یا اس طرح کے لقب سے یاد کرنا بھی جھوٹ ہے۔

امام ابومنصور ماتریدی نے کہا کہ اگر کوئی کسی کے آگے زمین بوسی کرے یا اس کے سامنے جھکے، یا اپنا سر جھکائے تو وہ کافر نہ ہوگا۔ اس لئے کہ اس کا منشا تعظیم و تکریم ہے عبادت نہیں ہے اور دوسرے مشائخ نے کہا کہ جابروں کے سامنے سجدہ ریز ہونا گناہ کبیرہ ہے اور بعض عالموں نے کہا کہ اس سے وہ مطلقاً کافر ہو جاتا ہے۔

اور بعضوں نے کہ اس میں تفصیل ہے اگر عبادت کا ارادہ کیا تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور اگر تعظیم کا ارادہ کیا تو کافر نہ ہوگا مگر اس کا یہ فعل حرام ہوگا اور اگر کوئی ارادہ سرے سے پایا ہی نہ جائے تو بھی اکثر کے نزدیک کافر ہوگا زمین چومنا سجدہ کرنے کے برابر ہے بلکہ زمین پر پیشانی یا رخسار رکھنے سے ہلکا جرم ہے، اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ خراج، سلطان کی ملکیت ہے تو یہ کفر ہے! اگر کوئی کسی کے ساتھ برائی سے پیش آئے اور وہ یہ کہے کہ یہ سب تیری لائی ہوئی مصیبت ہے اللہ کو اس میں دخل نہیں ہے تو یہ بھی کفر ہے اگر کوئی بادشاہ کے خلعت زیب تن کرتے وقت اس کی خوشنودی اور مبارکبادی کے لئے قربانی کرے گا تو کافر ہوگا اور یہ قربانی مردار کے حکم میں ہوگی اور اس کا کھانا درست نہ ہوگا۔

کہیں کہیں یہ جو ہندوانہ رواج ہے کہ جب کسی کو چیچک نکلتی ہے تو عورتیں کسی پتھر کا نام چیچک رکھ دیتی ہیں اور اس کی پوجا کر کے بچوں کی چیچک سے شفا چاہتی ہیں اور اعتقاد رکھتی ہیں کہ اس سے بچہ اچھا ہو جائے گا یہ باعث کفر ہے اور وہ عورتیں کافر ہو جاتی ہیں اور اگر ان کے شوہر بھی اسے پسند کریں تو وہ بھی کافر ہیں۔ اسی طرح دریا کے کنارے جا کر پانی کو پوجنا اور وہاں بکری وغیرہ ذبح کرنا بھی خالص مشرکانہ رسم ہے اور باعث تکفیر ہے اور وہ بکری مردار کے حکم میں ہے اور اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے ایسے ہی گھر میں تصویر بنا کر رکھنا اور اس کی پرستش کرنا جیسا کہ آتش پرست کرتے ہیں۔ یا بچہ پیدا ہونے کے وقت شنگرف سے نقشہ بنانا اور اس میں تیل ڈالنا اور پھر بھوانی بت کے نام سے اس کی پوجا کرنا یا اس طرح اور جو دوسرے کام کئے جاتے ہیں یہ سب مشرکانہ رسم اور کفر کا باعث ہیں چنانچہ جو عورتیں یہ سب کچھ کرتی ہیں وہ کافر ہو جاتی ہیں اور ان کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔

اگر کوئی یہ کہتا ہے کہ آجکل جب تک خیانت نہ کرو اور جھوٹ نہ بولو گزارہ نہیں ہو سکتا ہے کہ جب تک خرید و فروخت میں تم جھوٹ نہ بولو گے روٹی نہیں ملے گی، یا کسی سے کوئی کہے کہ تم کیوں خیانت کرتے ہو، یا کیوں جھوٹ بولتے ہو، وہ جواب دے کہ اس کے علاوہ چارہ نہیں ہے تو ان الفاظ سے وہ کافر ہو جائے گا۔

اگر کوئی کسی سے کہے کہ تم جھوٹ نہ بولا کرو اور وہ اس کے جواب میں کہے کہ یہ بات تو کلمہ (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ) سے زیادہ درست ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کسی کو غصہ آئے اور دوسرا اس کا غصہ دیکھ کر کہے کہ غصہ سے بہتر تو کافر ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص ایک ناجائز بات کہنے لگے دوسرا کہے یہ تم کیا کہہ رہے ہو اس سے تو تم پر کفر لازم آ رہا ہے وہ جواب میں کہے کہ اگر مجھ پر کفر آتا ہے تو تم کیا کرو گے۔ تو وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائے گا کسی کے دل میں ایسی چیز کا خطرہ گذرا جو باعث کفر ہے اگر وہ اس کو اس حالت میں زبان پر لایا کہ وہ اسے برا جانتا ہے تو یہ ایمان کی علامت ہے۔

اور اگر کفر کے ارادہ سے اس کو زبان پر لایا تو اسی وقت وہ کافر ہو جائے گا۔ اگرچہ سو برس کے بعد کفر اختیار کرے اگر کوئی شخص بخوشی اپنی زبان پر کلمہ کفر لایا مگر اس کا دل ایمان پر قائم ہے تو وہ کافر ہو جائے گا۔ اور عند اللہ مؤمن باقی نہ رہے گا اور جو شخص بھول کر

ایسے الفاظ زبان پر لائے جو باعث کفر نہیں ہیں تو وہ علیٰ حالہ مؤمن ہے اور اس کو نہ تو یہ کا حکم دیا جائے گا اور نہ تجدید نکاح کا اگر کسی شخص نے کوئی ایسی بات کہی یا کوئی ایسا عمل کیا جس میں کئی صورتیں کفر کی ہوں اور ایک صورت ایسی ہو کہ کفر لازم نہ آتا ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اسی عدم کفر کی طرف رجحان رکھے ہاں اگر وہ شخص صراحت کے ساتھ اس صورت کو اختیار کرے جو باعث کفر ہے تو اس وقت کوئی تاویل مفید نہیں ہوگی، لیکن اگر کہنے والے کی نیت میں وہ صورت ہو جس سے آدمی کافر نہیں ہوتا ہے تو وہ مسلمان ہے اور اگر وہ صورت اختیار کرے جو باعث کفر ہے تو کسی قسم کا فتویٰ اس کے لئے کارآمد نہ ہوگا اور اسے حکم دیا جائے گا کہ وہ توبہ کرے اور اس سے رجوع کرے اور اپنی بیوی سے دوبارہ نکاح کرے۔

مسلمان کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ صبح وشام ذیل کی دعا پڑھتا رہے انشاء اللہ وہ کفر وشرک کی ہر صورت سے محفوظ رہے گا اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے وہ دعا یہ ہے (اللّٰھم انی اعوذ بك من ان اشرك بك شيأ وانا اعلم به واستغفرك لما لا اعلم به) فتاویٰ عالمگیری سے موجبات کفر کی جو بحث نقل کی جا رہی تھی الحمدللہ وہ پوری ہوئی۔

(فتاویٰ ہندیہ احکام المرتدین، بیروت)

بَاب الْحُكْمِ فِيمَنْ سَبَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

جو شخص نبی اکرم ﷺ کو بُرا کہے اس کا حکم

4081 - اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِسْرَآئِيْلُ عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ قَالَ كُنْتُ اَقُوْدُ رَجُلًا اَعْمٰى فَانْتَهَيْتُ اِلٰى عِكْرِمَةَ فَاَنْشَاَ يُحَدِّثُنَا قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ اَعْمٰى كَانَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ لَهٗ اُمُّ وَلَدٍ وَّكَانَ لَهٗ مِنْهَا ابْنَانِ وَكَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيْعَةَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَسُبُّهٗ فَيَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ وَيَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِيْ فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ذَكَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَعَتْ فِيْهِ فَلَمْ اَصْبِرْ اَنْ قُمْتُ اِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ بَطْنِهَا فَاتَّكَاْتُ عَلَيْهِ فَقَتَلْتُهَا فَاَصْبَحَتْ قَتِيْلًا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعَ النَّاسَ وَقَالَ "اَنْشُدُ اللّٰهَ رَجُلًا لِيْ عَلَيْهِ حَقٌّ فَعَلَ مَا فَعَلَ اِلَّا قَامَ" . فَاَقْبَلَ الْاَعْمٰى يَتَدَلْدَلُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا صَاحِبُهَا كَانَتْ اُمَّ وَلَدِيْ وَكَانَتْ بِيْ لَطِيْفَةً رَفِيْقَةً وَّلِيْ مِنْهَا ابْنَانِ مِثْلُ اللُّؤْلُؤَتَيْنِ وَلٰكِنَّهَا كَانَتْ تُكْثِرُ الْوَقِيْعَةَ فِيْكَ وَتَشْتُمُكَ فَاَنْهَاهَا فَلَا تَنْتَهِيْ وَاَزْجُرُهَا فَلَا تَنْزَجِرُ فَلَمَّا كَانَتِ الْبَارِحَةَ ذَكَرْتُكَ فَوَقَعَتْ فِيْكَ فَقُمْتُ اِلَى الْمِغْوَلِ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ بَطْنِهَا فَاتَّكَاْتُ عَلَيْهَا حَتّٰى قَتَلْتُهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَا اشْهَدُوْا اَنَّ دَمَهَا هَدَرٌ" .

☆☆ عثمان شحام بیان کرتے ہیں: میں ایک نابینا شخص کا ہاتھ تھام کر اسے ساتھ لے جا رہا تھا' میں عکرمہ کے پاس آیا' تو انہوں نے ہمیں احادیث سنانا شروع کیں انہوں نے بتایا' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے' نبی اکرم ﷺ

4081-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4361) . تحفة الاشراف (6155) .

کے زمانۂ اقدس میں ایک نابینا شخص تھا' جس کی ایک اُم ولد بھی تھی اور اس شخص کے اس عورت سے دو بیٹے تھے وہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہا کرتی تھی۔ وہ شخص اس عورت کو جھڑکتا تھا' لیکن وہ باز نہیں آتی تھی۔ وہ شخص اس عورت کو منع کرتا تھا' لیکن وہ رکتی نہیں تھی۔ ایک رات اس عورت نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی۔ تو (وہ نابینا شخص بیان کرتا ہے:) مجھ سے صبر نہیں ہوا' میں اُٹھ کر پھاؤڑے کے پاس گیا' وہ میں نے اس کے پیٹ پر رکھا اور میں نے اس پر وزن ڈال کر اس عورت کو قتل کر دیا' وہ اُسی وقت ہی مرگئی۔ اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور ارشاد فرمایا:

''میں اس شخص کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کے یہ دریافت کرتا ہوں کہ جس شخص پر میرا حق ہے' اس نے جو بھی کیا' اس کے باوجود وہ کھڑا ہو جائے''۔

تو وہ نابینا شخص لڑکھڑاتا ہوا آگے بڑھا' اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اس عورت کا مالک ہوں' وہ میرے بچوں کی ماں تھی وہ میرے لیے بہت نرم دل اور بڑی مہربان تھی اور اس نے میرے دو بیٹوں کو بھی جنم دیا' جو موتیوں کی طرح ہیں' لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بُرا کہتی تھی۔ میں اُسے منع کرتا تھا' لیکن وہ رکتی نہیں تھی' میں اُسے ڈانٹتا تھا' لیکن وہ باز نہیں آتی تھی۔ گزشتہ رات اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی تو میں نے پھاؤڑا پکڑا اور اُسے اس کے پیٹ پر رکھ کر زور دیا اور اُسے قتل کر دیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم لوگ گواہ ہو جاؤ' اس عورت کا خون رائیگاں ہے (یعنی اس کا کوئی قصاص یا دیت نہیں ہوگی)''۔

4082 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُدَامَةَ بْنِ عَنَزَةَ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ قَالَ اَغْلَظَ رَجُلٌ لِاَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقُلْتُ اَقْتُلُهُ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ لَيْسَ هٰذَا لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سخت لہجہ میں بات کی تو میں نے کہا: میں اسے قتل کر دیتا ہوں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹتے ہوئے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی شان میں گستاخی کرنے والے کو سزائے موت دی جائے)۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا۔ قرآن کی آیت؛

4082-اخرجه ابو داؤد في الحدود، باب الحكم فيمن سب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4363) مطولاً واخرجه النسائي في تحريم الدم، ذكر الاختلاف على الاعمش في هذا الحديث (الحديث 4083 و 4084 و 4085 و 4086 و 4087 و 4088) مطولاً. تحفة الاشراف (6621) .

مذاق اڑایا اور مناہیم کے ردو بدل سے یہ الفاظ کہ قسم ہے آٹا پیسنے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر ثرید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں فرمائی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجہاد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گستاخی کرے، اس کا خون حلال اور مباح ہے (کتاب الشفاء)

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فبہا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سنئے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شاتمین دین و رسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو (المعجم الصغیر للطبرانی، باب العین)

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا۔ آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ انہیں (بکواس کرنے والے کو) قتل کر دیا جائے (سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث 4077)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔ اس پر فتح القدیر کا مولف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑا دی جائے۔ (فتح القدیر، کتاب السیر)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابوبکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجہاد، حدیث 9470)

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابوعفک تھا۔ اس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بدباطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں بکیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس خبیث اور بدکردار آدمی کو ختم کر دے۔

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ ابوعفک کے پاس گئے دراں حالیکہ وہ سو رہا تھا۔ سالم نے اس کے جگر میں تلوار زور سے گھونپ دی۔ ابوعفک چیخا اور آنجہانی ہوگیا۔ (کتاب المغازی، للواقدی، سریۃ قتل ابی عفک، 163/1)

حویرث بن نقید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیا کرتا۔ ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حویرث نے سواری کو اس طرح ایڑ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے موت کی سزا سنائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حویرث نے خود کو ایک مکان میں بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔ (کتاب المغازی للواقدی، 281/2)

بخاری شریف کی روایت ہے۔ معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گرفتار کروالیا اور فرمایا ایک مسلمان ایک ہی سانپ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا، اے معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے۔ پھر فرمایا اے زبیر! اے عاصم! اس کا سر قلم کر دو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔ جب کوئی شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے۔ جبکہ الاشباہ کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جس طرح کسی شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کے بارے میں (بطور اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، 574/3)

علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔ (احکام القرآن للرازی، سورۃ توبہ، 128/3)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ جو شخص کہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر یا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی۔ اس لئے وہ واجب القتل ٹھہرا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہوگئی۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی والا گیت گایا۔ گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا۔ کیونکہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے۔

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

علامہ عبدالرحمن الجزیری فرماتے ہیں۔ "اور اسی کی مانند وہ شخص ہے جو کسی ایسے نبی کو گالی دے جس کی نبوت پر تمام امت کا

اجماع ہو؛ اس کو بغیر توبہ کا کہے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر بھی لی تو تب بھی نبی کو گالی دینے کی حد میں اسے قتل کیا جائے گا؛ اور اس مسئلہ میں اس کی جہالت کا عذر معتبر نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کفر میں کسی کی جہالت معتبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نشہ میں مست ہونے کا، عقل توازن کے کھو جانے کا، اور غضبناک ہونے کا عذر مانا جائے گا، بلکہ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (الفقہ علی المذاہب اربعہ، ۱۹۹/۵)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں، چاروں مسالک یہی ہیں۔

علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرنے والے کی سزا قتل ہے۔ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام اعظم علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ "جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں دل میں بغض رکھا وہ مرتد ہو گیا، اور شاتم رسول تو اس سے بھی بدتر ہے، ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے؛ اور اس کی توبہ سے سزائے موت موقوف نہیں ہوگی۔ یہ مذہب اہل کوفہ اور امام مالک کا بھی ہے۔ اور یہ حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشے میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا (فتح القدیر شرح الہدایہ، کتاب المرتد)

علامہ خیر الدین رملی حنفی فتاوٰی بزازیہ میں لکھتے ہیں: شاتم رسول کو بہر طور حداً قتل کرنا ضروری ہے۔ اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تائب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابل تسبب ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہو سکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حد تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔ یہی سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ، امام اعظم علیہ الرحمہ، اہل کوفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔ (تنبیہ الولاۃ والحکام)

امام ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گستاخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابولیث علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام اسحاق علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔ (فتاویٰ شامی)

علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصۃ الفتاوٰی میں لکھتے ہیں کہ محیط میں ہے کہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے، آپ کی اہانت کرے، آپ کے دینی معاملات یا آپ کی شخصیت یا آپ کے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے چاہے گالی دینے والا آپ کی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذمی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء پر نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہر صورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر

توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عند اللہ مقبول ہے اور نہ عند الناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین ومجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔ حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔ (خلاصۃ الفتاوی)

علامہ خطابی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

علامہ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جس طرح تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتم رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اڑا دی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ! (کنیت امام مالک علیہ الرحمہ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلا دیا جائے۔ یہ سن کر امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا گیا۔ (الشفاء)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں ابن کنانہ کا حکام کا فتویٰ

مبسوط میں ابن کنانہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں حاکم وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے۔ (الشفاء، ج ص، از قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ)

حکم قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور تمام اہل مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب وشتم کرے اور توہین رسالت کا مرتکب ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ "اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو اسے بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔" علامہ ابن سحنون سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

عوارض کی سبب سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے، آپ اکی تنقیص شان کرے، اس بات پر تمام علماء اور ائمہ انحو کا عہدِ صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آ رہا ہے۔ (الصارم المسلول)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ کعب بن اشرف کو بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن ماردی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذاء رسانی کی سبب سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جارہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کرڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے شخص سے توبہ کے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کردیا جائے گا جو نبی اکی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے، جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ نے سمجھا، اس لیے کہ یہ تو زندقہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ قتل نبی علیہ السلام کے حق کی سبب سے واجب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے آپ اکی بے عزتی کی ہے، آپ اپر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے اسلام لانے کی سبب سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا، بلکہ بدگوئی کی سبب سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کردیا جائے گا۔

(تفسیر قرطبی)

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں۔ کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی ا نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی a پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الوطار ۴/۲۱۴)

حافظ ابن کثیر ا لکھتے ہیں: "نبی علیہ السلام پر طعن کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگایا اور تنقیص وتحقیر کی اور اسی سے نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر وتنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔ (ابن کثیر ۲/۳۴۷)

علامہ شربینی شافعی علیہ الرحمہ مغنی المحتاج میں لکھتے ہیں: "جو کسی رسول کی تکذیب کرے یا اسے گالی دے یا ان کی ذات یا نام میں حقارت آمیز رویہ رکھے سو وہ کافر ہوجائے گا"۔ (مغنی المحتاج 134/4)

باقی آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "مسائل اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی تائید ونصرت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی a کو گالی دینا عہد ومعاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کردیتا ہے۔ جس طرح ہم نے

خود امام شافعی سے ذکر کیا ہے۔ (توہین رسالت کی شرعی سزا،۱۷۱)

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی علیہ السلام پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار، ج۷، ص۲۱۲)

امام شافعی علیہ الرحمہ سے صراحتاً منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذر، الخطابی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب "الام" میں فرماتے ہیں: جب حاکم وقت جزیہ کا عہد نامہ لکھنا چاہے تو اس میں مشروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دین اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں۔ (الصارم المسلول)

امام محمد علیہ الرحمہ بن سحنون بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذاب خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (دیکھئے: نسیم الریاض، شرح شفاء)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے۔ ائمہ شوافع کے معروف امام ابوبکر الفارسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو تہمت کے ساتھ برا کہے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "المغنی" میں کہا ہے۔ "بیشک جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ پر بہتان لگائے' اسے قتل کیا جائے گا' اگرچہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کرلے' خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ بس اگر وہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ اور اس توبہ کی سبب سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ مزید برآں وہ لکھتے ہیں: "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشی کرنا اس کا وہی حکم ہے جو آپ کی والدہ پر بہتان تراشی کا ہے۔ بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ پر بہتان کی سزا قتل اس لیے ہے کہ اصل میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشی ہے' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں طعن ہے۔ (المغنی ۱۲/۵۱۲)

علامہ خرقی حنبلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ "جو کوئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان تراشی کرے، اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (الکافی ۱۵۰/۴)

علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس لیے کہ یہ آدمی کا حق ہے جو ساقط نہیں ہوتا"۔ (لوامع الانوار البھیۃ ۱/۳۹۷)

جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ ﷺ کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں ہر آدمی جو ایسی بات کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے، خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہل مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجب قتل ہے۔ یہ اسی طرح جس طرح صراحتاً گالی دی جائے۔

ابو طالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے، کیونکہ اس نے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا۔

حرب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک ذمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم ﷺ کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔ (الصارم المسلول)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ﷺ کو گالی دینے والے، آپ ﷺ کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام اعظم علیہ الرحمہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ) سے یہی منقول ہے۔ (فتاویٰ شامی)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار انمول کتب تصنیف فرما کر اتمام حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخ رسول کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے حد القتل قرار دی گئی ہے۔

گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل میں اسلاف کا عملی کردار

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے، تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا۔ میں نے کہا: اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا، وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، اور مجھے بلا لیا اور فرمایا: "اگر میں تمہیں اجازت دیتا تو تم یہ کر گزرتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ ضرور کرتا! آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں یعنی بدکلامی اور گستاخی کی سبب سے گردن اڑا دی جائے۔ (الصارم المسلول ۲۰۵۔ ابوداؤد ۲/۲۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔"بنی خطمہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"مجھے کون اس سے نجات دلائے گا؟ اس کی قوم کا ایک آدمی کھڑا ہوا، اور اس نے کہا اس کام کے لیے میں ہوں اسے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اس نے جا کر اس عورت کو قتل کر دیا۔(المستدرک۔ ج ۲۰۲)

علامہ واقدی نے اس واقعہ کی تفصیل لکھی ہے کہ یہ عورت عصماء بنت مروان، یزید بن الخطمی کی بیوی تھی، بدر سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو اس عورت کو قتل کرنے کے لئے بھیجا، انہوں نے جا کر اس عورت کو دیکھا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی، انہوں نے بچے کو علیحدہ کر کے تلوار اس کے پیٹ سے پار کر دی۔ پھر فجر کے بعد انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھو۔"

اور جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو دیکھا کہ اس عورت کے بیٹے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے دفن کر رہے تھے۔ جب سامنے آتے دیکھا تو وہ لوگ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف آئے، اور کہا: اے عمیر! اسے تو نے قتل کیا ہے؟ عمیر صلی اللہ علیہ وسلم کہنے لگے:"ہاں تم نے جو کرنا ہے کرلو، اور مجھے ڈھیل نہ دو، مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم سب وہ بات کہو جو وہ کہا کرتی تھی، تو میں تم سب پر اپنی تلوار سے وار کروں گا، یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا تمہیں قتل کر دوں۔"اس دن سے اسلام بنی خطمہ میں پھیل گیا قبل ازیں کچھ آدمی ڈر کے مارے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

(الصارم المسلول ۱۰۰)

واقدی لکھتے ہیں کہ: بنو عمرو بن عوف میں ابوعفک نامی ایک یہودی بوڑھا شخص تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال سے زیادہ تھی، وہ مدینہ میں آ کر لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر تشریف لے گئے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور کامرانی سے نوازا تو وہ حسد کرنے لگا، اور بغاوت پر اتر آیا، اس نے رسول اللہ اور صحابہ کرام کی ہجو میں ایک قصیدہ کہا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی کہ میں اسے قتل کروں گا، یا اسے قتل کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔ سالم رضی اللہ عنہ غفلت کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات تھی، ابوعفک بنو عمرو کے صحن میں سو رہا تھا، حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے، اور تلوار ابوعفک کے جگر پر رکھ دی، دشمن چیخنے لگا، اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ پہلے اس کے گھر میں لے گئے، اور پھر دفن کر دیا۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔"اس واقعہ میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ معاہد یا ذمی اگر اعلانیہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دے تو اس سے معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے۔(الصارم المسلول ۹۹)

بَابُ ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ

اس روایت میں اعمش سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4083 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ

أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ فَقُلْتُ مَنْ هُوَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ قَالَ لِمَ قُلْتُ لأَضْرِبَ عُنُقَهُ إِنْ أَمَرْتَنِي بِذَلِكَ ‏.‏ قَالَ أَفَكُنْتَ فَاعِلاً قُلْتُ نَعَمْ ‏.‏ قَالَ فَوَاللَّهِ لأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي الَّتِي قُلْتُ غَضَبَهُ ثُمَّ قَالَ مَا كَانَ لأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‏.‏

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر ناراضگی کا اظہار کیا، میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! یہ کون شخص ہے؟ انہوں نے دریافت کیا: تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے عرض کی: اس لیے کہ اگر آپ مجھے حکم دیں تو میں اس کی گردن اڑا دوں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم واقعی ایسا کر لو گے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں!

راوی کہتے ہیں: میرے ان کلمات کی ہیبت نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غصے کو ختم کر دیا' پھر انہوں نے فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کسی کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی شان میں گستاخی کی وجہ سے کسی کو قتل کر دیا جائے)۔

4084 – أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ مَرَرْتُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ مُتَغَيِّظٌ عَلَى رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فَقُلْتُ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ مَنْ هَذَا الَّذِي تَغَيَّظُ عَلَيْهِ قَالَ وَلِمَ تَسْأَلُ قُلْتُ أَضْرِبُ عُنُقَهُ ‏.‏ قَالَ فَوَاللَّهِ لأَذْهَبَ عِظَمُ كَلِمَتِي غَضَبَهُ ثُمَّ قَالَ مَا كَانَتْ لأَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‏.‏

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرا' وہ اس وقت اپنے ایک ساتھی پر ناراضگی کا اظہار کر رہے تھے' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! یہ کون شخص ہے' جس پر آپ ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: تاکہ میں اس کی گردن اڑا دوں۔ تو راوی کہتے ہیں: میری اس بات نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غصے کو ختم کر دیا' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے یہ حق نہیں ہے (کہ اس کی ناراضگی کی وجہ سے کسی کو قتل کر دیا جائے)۔

4085 – أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ يَحْيَى بْنِ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ قَالَ تَغَيَّظَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى رَجُلٍ فَقَالَ لَوْ أَمَرْتَنِي لَفَعَلْتُ ‏.‏ قَالَ أَمَا وَاللَّهِ مَا كَانَتْ لِبَشَرٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ‏.‏

☆☆ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ایک شخص پر ناراض ہو گئے' تو حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اگر آپ مجھے حکم دیں' تو میں ایسا کر لیتا ہوں (یعنی میں اسے قتل کر دیتا ہوں) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "اللہ کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی بھی بشر کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی ناراضگی کی وجہ سے کسی کو

4083-تقدم (الحديث 4082) .

4084-تقدم (الحديث 4082) .

4085-تقدم (الحديث 4082) .

قتل کر دیا جائے)''۔

4086 - اَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ الْاَشْعَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِيْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ غَضِبَ اَبُوْ بَكْرٍ عَلٰى رَجُلٍ غَضَبًا شَدِيْدًا حَتّٰى تَغَيَّرَ لَوْنُهُ قُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَئِنْ اَمَرْتَنِيْ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهُ فَكَاَنَّمَا صُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ بَارِدٌ فَذَهَبَ غَضَبُهُ عَنِ الرَّجُلِ - قَالَ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ اَبَا بَرْزَةَ وَاِنَّهَا لَمْ تَكُنْ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ اَبُوْ نَصْرٍ وَّاسْمُهُ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ خَالَفَهُ شُعْبَةُ ۔

☆☆ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص پر شدید غصے کا اظہار کیا' یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رنگ تبدیل ہو گیا' میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے حکم دیں' تو میں اس کی گردن اُڑا دیتا ہوں۔ راوی کہتے ہیں: تو یوں ہوا جیسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا گیا ہے' اس شخص پر ان کا غصہ ختم ہو گیا اور انہوں نے فرمایا:

اے ابو برزہ! تمہاری ماں تمہیں روئے! اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی بھی شخص کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہے (کہ اس کی ناراضگی کی وجہ سے کسی کو قتل کیا جائے)۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: (اس کی سند میں استعمال ہونے والے راوی کا نام ابونضرہ) غلط ہے' صحیح یہ ہے' اس کا نام ابونصر ہے اور اس کا اصل نام حمید بن ہلال ہے۔ شعبہ نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4087 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ اَبِيْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا نَصْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ قَالَ اَتَيْتُ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّقَدْ اَغْلَظَ لِرَجُلٍ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَقُلْتُ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهُ فَانْتَهَرَنِيْ ۔ فَقَالَ اِنَّهَا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ نَصْرٍ حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ ۔ وَرَوَاهُ عَنْهُ يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ فَاَسْنَدَهُ ۔

☆☆ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے ایک شخص پر ناراضگی کا اظہار کیا' اس شخص نے انہیں جواب دیا' تو میں نے کہا: میں اس کی گردن نہ اُڑا دوں۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے لیے یہ درست نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابونصر حمید بن ہلال ہیں اور ان کے حوالے سے یونس بن عبید نے روایت نقل کی ہے اور اس کی سند بیان کی ہے۔

4088 - اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ

4086-تقدم (الحديث 4082) ۔ 4087-تقدم (الحديث 4082) ۔

4088-تقدم (الحديث 4082) ۔

حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُطَرِّفِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَبِي بَرْزَةَ الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهُ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ فَغَضِبَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ عَلَيْهِ جِدًّا فَلَمَّا رَاَيْتُ ذٰلِكَ قُلْتُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَضْرِبُ عُنُقَهُ فَلَمَّا ذَكَرْتُ الْقَتْلَ اَضْرَبَ عَنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ اَجْمَعَ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ النَّحْوِ فَلَمَّا تَفَرَّقْنَا اَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ يَا اَبَا بَرْزَةَ مَا قُلْتَ وَنَسِيْتُ الَّذِيْ قُلْتُ قُلْتُ ذَكِّرْنِيْهِ . قَالَ اَمَا تَذْكُرُ مَا قُلْتَ قُلْتُ لَا وَاللّٰهِ . قَالَ اَرَاَيْتَ حِيْنَ رَاَيْتَنِيْ غَضِبْتُ عَلٰى رَجُلٍ فَقُلْتَ اَضْرِبُ عُنُقَهُ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَمَا تَذْكُرُ ذٰلِكَ اَوَكُنْتَ فَاعِلًا ذٰلِكَ قُلْتُ نَعَمْ وَاللّٰهِ وَالْآنَ اِنْ اَمَرْتَنِيْ فَعَلْتُ . قَالَ وَاللّٰهِ مَا هِيَ لِاَحَدٍ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ اَحْسَنُ الْاَحَادِيْثِ وَاَجْوَدُهَا وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے وہ ایک مسلمان پر ناراض ہو گئے اور انہوں نے اس پر بہت زیادہ ناراضگی کا اظہار کیا' جب میں نے یہ بات دیکھی تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! میں اس کی گردن اُڑا دیتا ہوں' جب میں نے اسے قتل کرنے کا ذکر کیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بات تبدیل کی اور کسی اور چیز کی طرف متوجہ ہو گئے' جب ہم وہاں سے اُٹھ گئے' تو آپ رضی اللہ عنہ نے پیغام دے کر مجھے بلوایا اور فرمایا: اے ابوبرزہ! تم نے کیا کہا تھا؟ میں وہ بات بھول گیا جو میں نے کہی تھی' تو میں نے کہا: آپ مجھے یاد کروایئے! (کہ آپ کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہیں)

تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا تمہیں یاد نہیں ہے' جو تم نے کہا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی نہیں! اللہ کی قسم! (مجھے یاد نہیں ہے) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب تم نے مجھے دیکھا تھا کہ میں ایک شخص پر ناراضگی کا اظہار کر رہا تھا تو کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا: اے اللہ کے رسول کے خلیفہ! میں اس کی گردن اُڑا دیتا ہوں' تمہیں یہ بات یاد نہیں ہے' کیا تم واقعی ایسا کرتے؟

میں نے جواب دیا: جی ہاں! اللہ کی قسم! اب بھی اگر آپ مجھے حکم دیتے ہیں' تو میں ایسا کر لیتا ہوں' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی اور کے لیے ایسا نہیں کیا جا سکتا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت سب سے عمدہ اور بہترین ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَابُ السِّحْرِ .

یہ باب جادو کے بیان میں ہے

سحر کے لغوی معنی کا بیان

علامہ فیروز آبادی نے لکھا ہے کہ جس چیز کا ماخذ لطیف اور دقیق ہو وہ سحر ہے۔

(قاموس ج ۲ ص ۶۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۲ھ)

علامہ جوہری نے بھی یہی لکھا ہے۔ (الصحاح ج ۲ ص ۶۷۸ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۴ھ)

علامہ زبیدی لکھتے ہیں: تہذیب میں مذکور ہے کہ کسی چیز کو اس کی حقیقت سے دوسری حقیقت کی طرف پھیر دینا سحر ہے کیونکہ جب ساحر باطل کو حق کی صورت میں دکھاتا ہے اور لوگوں کے ذہن میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ وہ چیز اپنی حقیقت کے مغائر ہے تو یہ اس کا سحر ہے۔ (تاج العروس ج ۳ ص ۲۵۹ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: سحر وہ عمل ہے جس میں شیطان کا تقرب حاصل کیا جاتا ہے اور اس کی مدد سے کوئی کام کیا جاتا ہے نظر بندی کو بھی سحر کہتے ہیں ایک چیز کسی صورت میں دکھائی دیتی ہے حالانکہ وہ اس کی اصلی صورت نہیں ہوتی (جیسے دور سے سراب پانی کی طرح دکھائی دیتا ہے یا جسے تیز رفتار سواری پر بیٹھے ہوئے شخص کو درخت اور مکانات دوڑتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں) کسی چیز کی کیفیت کے پلٹ دینے کو بھی سحر کہتے ہیں کوئی شخص کسی بیمار کو تندرست کردے یا کسی کے بغض کو محبت سے بدل دے تو کہتے ہیں: اس نے اس پر سحر (جادو) کر دیا۔ (لسان العرب ج ۴ ص ۳۴۹ مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ)

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: سحر کا کئی معانی پر اطلاق کیا جاتا ہے:

(۱) نظر بندی اور تخیلات جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی جیسے شعبدہ باز اپنے ہاتھ کی صفائی سے لوگوں کی نظریں پھیر دیتا ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

(آیت) فلما القوا سحروا اعين الناس واسترهبوهم ۔ (الاعراف ۱۱۶)

ترجمہ: تو جب انہوں نے (لاٹھیاں اور رسیاں) ڈالیں تو لوگوں کی آنکھوں پر سحر کر دیا اور ان کو ڈرایا۔

لوگوں کو ان جادوگروں کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑتے ہوئے سانپوں کی شکل میں دکھائی دینے لگیں اور وہ ڈر گئے۔

(آیت) فاذا حبالهم وعصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعى ۔ (طٰہٰ ۶۶)

ترجمہ: تو اچانک ان کے جادو سے موسیٰ (علیہ السلام) کو خیال ہوا کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں۔

(۲) شیطان کا تقرب حاصل کر کے اس کی مدد سے کوئی غیر معمولی کام (عام عادت کے خلاف) کرنا۔

قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ولكن الشيطين كفروا يعلمون الناس السحر ۔ (البقرہ ۱۰۲)

ترجمہ: البتہ شیطانوں نے کفر کیا تھا لوگوں کو سحر (جادو) سکھاتے تھے۔

(۳) یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جادو سے کسی چیز کی ماہیت اور صورت بدل دی جاتی ہے مثلاً انسان کو گدھا بنا دیا جاتا ہے لیکن اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(۴) کسی چیز کو کوٹ کر اور پیس کر باریک کرنے کو بھی سحر کہتے ہیں اسی لیے معدہ کے فعل ہضم کو سحر کہتے ہیں اور جس چیز میں کوئی معنوی لطافت اور باریکی ہو اس کو بھی سحر کہتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے بعض بیان سحر ہوتے ہیں۔

(المفردات ص ۲۲۶ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

سحر کے شرعی معنی کا بیان

علامہ بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جس کام کو انسان خود نہ کر سکے اور وہ شیطان کی مدد اور اس کے تقرب کے بغیر پورا نہ ہو اور اس کام کے لیے شیطان کے شر اور خبث نفس کے ساتھ مناسبت ضروری ہو اس کو سحر کہتے ہیں اس تعریف سے سحر معجزہ اور کرامت سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ مختلف حیلوں آلات دواؤں اور ہاتھ کی صفائی سے جو عجیب و غریب کام کیے جاتے ہیں وہ سحر نہیں ہیں اور نہ وہ مذموم ہیں ان کو مجازاً سحر کہا جاتا ہے کیونکہ ان کاموں میں بھی دقت اور باریکی ہوتی ہے اور لغت میں سحر اس چیز کو کہتے ہیں جس کے صدور کا سبب دقیق اور مخفی ہو۔ (انوار التنزیل (درسی) ص ۹۶-۹۵ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف جادو کی نسبت کی تحقیق

مدینہ کے یہود حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو ساحر اور جادوگر کہتے تھے اور جب ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا نبیوں میں ذکر فرماتے تو وہ اس پر طعن اور تشنیع کرتے اور کہتے کہ دیکھو ان کو کیا ہوا ہے کہ یہ سلیمان کا نبیوں میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ سلیمان محض جادوگر تھے امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

سدی نے بیان کیا ہے کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے دور حکومت میں شیطان آسمان پر گھات لگا کر بیٹھ جاتے اور پھر فرشتوں کا کلام کان لگا کر سنتے کہ زمین میں کون کب مرے گا بارش کب ہوگی اور اس قسم کی دیگر باتیں پھر آ کر کاہنوں کو وہ باتیں بتاتے کاہن لوگوں کو وہ باتیں بتاتے اور وہ باتیں اس طرح واقع ہو جاتیں ان کے ساتھ بہت سے جھوٹ ملا کر لوگوں نے وہ باتیں کتاب میں لکھ لیں اور بنو اسرائیل میں یہ مشہور ہو گیا کہ جنات کو غیب کا علم ہے حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے ان کتابوں کو تلاش کروا کر منگوایا اور ایک صندوق میں رکھ کر اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا اور شیاطین میں سے جو بھی ان کی کرسی کے قریب جاتا وہ جل جاتا اور حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اعلان کر دیا کہ میں نے جس شخص کے متعلق بھی یہ سنا کہ وہ کہتا ہے کہ شیاطین غیب جانتے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا حضرت سلیمان (علیہ السلام) فوت ہو گئے اور وہ علماء بھی گزر گئے جن کو یہ واقعہ معلوم تھا اور پشت در پشت گزر گئیں تو ایک دن وہ شیطان انسان کی صورت بن کر بنو اسرائیل کی ایک جماعت کے پاس گیا اور کہا: میں تم کو ایک نہ ختم ہونے والا خزانہ دکھاتا ہوں اس نے ان سے کہا: اس کرسی کے نیچے زمین کھودو انہوں نے کھودا تو وہ کتابیں نکل آئیں شیطان نے کہا: حضرت سلیمان (علیہ السلام) اس جادو کی وجہ سے انسانوں جنوں اور پرندوں پر حکومت کرتے تھے پھر بنو اسرائیل میں نسل در نسل یہ مشہور ہو گیا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) جادوگر تھے حتی کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپ نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کا انبیاء علیہم السلام میں ذکر کیا تو بنو اسرائیل نے اس پر اعتراض کیا اور کہا: سلیمان تو جادوگر تھے اللہ تعالیٰ نے انکے رد میں یہ آیت نازل فرمائی: اور انہوں نے اس کی پیروی کی جس کو سلیمان (علیہ السلام) کے دور حکومت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے (جادو کر کے) کوئی کفر نہیں کیا البتہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

(جامع البیان ج ۱ ص ۳۵۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

نیز امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: جب شیاطین (جنوں) کو حضرت سلیمان (علیہ السلام)

کی موت کا علم ہوا تو انہوں نے سحر کی مختلف اصناف اور اقسام کو لکھ کر ایک کتاب میں مدون کیا اور اس کے اوپر یہ نام لکھ دیا کہ یہ سلیمان بن داؤد کے دوست آصف بن برخیا کی تحریر ہے اور اس میں علم کے خزانوں کے ذخیرے ہیں پھر اس کتاب کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی کرسی کے نیچے دفن کر دیا پھر بعد میں بنو اسرائیل کی باقی ماندہ قوم نے اس کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی کرسی کے نیچے سے نکال لیا جب انہوں نے اس کتاب کو پڑھا تو انہوں نے جادو پھیلا دیا اور جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلیمان بن داؤد (علیہ السلام) کا انبیاء اور مرسلین میں ذکر کیا تو مدینہ کے یہودیوں نے کہا: کیا تم (حضرت سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ والہ وسلم) پر تعجب نہیں کرتے کہ وہ سلیمان کا انبیاء میں ذکر کرتے ہیں حالانکہ وہ صرف ایک جادوگر تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل کی: اور انہوں نے اس کی پیروی کی جس کو سلیمان کے دور حکومت میں شیطان پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے (جادو کر کے) کوئی کفر نہیں کیا البتہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے وہ لوگ کو جادو سکھاتے تھے۔

(جامع البیان ج ۱ ص ۳۵۴ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ان دونوں روایتوں کو طبری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۳ مطبوعہ دار الکتب الاسلامیہ لاہور)

امام ابن جوزی نے ان آیتوں کے شان نزول میں مزید چار قول نقل کیے ہیں:

(۱) ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے ہاتھ سے ان کی سلطنت نکل گئی تو شیاطین (جنوں) نے سحر کو لکھ کر ان کی جائے نماز کے نیچے دفن کر دیا اور جب ان کی وفات ہوئی تو اس کو نکال لیا اور کہا: ان کی سلطنت اس سحر کی وجہ سے تھی مقاتل کا بھی یہی قول ہے۔

(۲) سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آصف بن برخیا حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے احکام لکھ لیا کرتے تھے اور ان کو ان کی کرسی کے نیچے دفن کر دیا کرتے تھے جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) فوت ہو گئے تو اس کتاب کو شیطانوں سے نکال لیا اور ہر دو سطور کے درمیان سحر اور جھوٹ لکھ دیا اور بعد میں اس کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف منسوب کر دیا۔

(۳) عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: شیطانوں نے حضرت سلیمان (علیہ السلام) کو وفات کے بعد سحر کو لکھا اور اس کو حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی طرف منسوب کر دیا۔

(۴) قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: شیطانوں نے جادو کو ایجاد کیا حضرت سلیمان (علیہ السلام) نے اس پر قبضہ کر کے اس کو اپنی کرسی کے نیچے دفن کر دیا تاکہ لوگ اس کو نہ سیکھیں جب حضرت سلیمان (علیہ السلام) فوت ہو گئے تو شیطانوں نے اس کو نکال لیا اور لوگوں کو سحر کی تعلیم دی اور کہا: یہی سلیمان کا علم ہے۔ (زاد المسیر ج ۱ ص ۱۲۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

سحر کے تحقق میں مذاہب سحر کے دلائل اور ان پر اعتراضات کے جوابات:

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں: کسی خبیث اور بدکار شخص کے مخصوص عمل کے ذریعہ کوئی غیر معمولی اور عام عادت کے خلاف کام یا چیز

صادر ہو اس کو سحر کہتے ہیں اور یہ باقاعدہ کسی استاذ کی تعلیم سے حاصل ہوتا ہے اس اعتبار سے سحر معجزہ اور کرامت سے ممتاز ہے کرامت
شخص کی طبیعت یا اس کی فطرت کا خاصہ نہیں ہے اور یہ بعض جگہوں بعض اوقات اور بعض شرائط کے ساتھ مخصوص ہے جادو کا معارضہ
کیا جاتا ہے اور اس کو کوشش سے حاصل کیا جاتا ہے سحر کرنے والا فسق کے ساتھ معلون ہوتا ہے ظاہری اور باطنی نجاست میں ملوث
ہوتا ہے اور دنیا اور آخرت میں رسوا ہوتا ہے اھل حق کے نزدیک سحر عقلاً جائز ہے اور قرآن اور سنت سے ثابت ہے اسی طرح شرعاً
بھی جائز اور ثابت ہے۔

معتزلہ نے کہا: سحر کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ محض نظر بندی ہے اور اس کا سبب کرتب ہاتھ کی صفائی اور شعبدہ بازی ہے ہماری
دلیل یہ ہے کہ سحر فی نفسہٖ ممکن ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو پیدا کرنے پر قادر ہے اور اس کا خالق ہے اور ساحر صرف فاعل اور کاسب ہے
اور اس کے وقوع اور تحقق پر تمام فقہاء اسلام کا اجماع ہے۔ اس کا ثبوت قرآن مجید کی ان آیات میں ہے۔

(ترجمہ) البتہ شیاطین ہی کفر کرتے تھے وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے اور انہوں نے (یہودیوں نے) اس (جادو) کی پیروی
کی جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا تھا اور وہ فرشتے اس وقت تک کسی کو کچھ نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ
نہ کہتے: ہم تو صرف آزمائش ہیں تو تم کفر نہ کرو وہ ان سے اس چیز کو سیکھتے تھے جس کے ذریعہ وہ مرد اور اسکی بیوی میں علیحدگی کردیتے
اور اللہ کی اجازت کے بغیر وہ اس جادو سے کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے وہ اس چیز کو سیکھتے تھے جو ان کو نقصان پہنچانے اور ان کو نفع
نہ دے (البقرہ: ۱۰۳-۱۰۲) اور قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ومن شر النفثت فی العقد . . (الفلق: ۴)

ترجمہ: آپ کہیے کہ میں گرہوں میں (جادو کی) بہت پھونک مارنے والی عورتوں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔
اگر جادو کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے شر سے پناہ طلب کرنے کا حکم نہ دیتا۔
ان آیات سے معلوم ہوا کہ سحر ایک حقیقت ثابتہ ہے سحر کے ذریعہ نقصان پہنچ جاتا ہے مرد اور اس کی بیوی میں علیحدگی ہوجاتی
ہے۔

اسی طرح جمہور مسلمین کا اس پر اتفاق ہے کہ سورۃ فلق اس وقت نازل ہوئی جب ایک یہودی لبید بن اعصم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر سحر کردیا تھا جس کے نتیجہ میں آپ تین راتیں بیمار رہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں:
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ پر جادو کردیا گیا حتیٰ کہ آپ یہ خیال کرتے تھے کہ آپ نے کوئی کام
کیا ہے حالانکہ آپ نے وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا حتیٰ کہ آپ ایک دن میرے پاس تشریف فرما تھے آپ نے اللہ تعالیٰ بار بار دعا کی پھر
آپ نے فرمایا: اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے جو پوچھا تھا وہ اللہ تعالیٰ مجھے بتا دیا میں نے
پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: میرے پاس دو آدمی آئے ایک میرے سرہانے بیٹھ گیا اور ایک
میرے پاؤں کی جانب پھر ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو کیا درد ہے؟ اس نے کہا: ان پر جادو کیا گیا ہے پوچھا: جادو کس نے
کیا ہے؟ کہا لبید بن اعصم یہودی نے جو بنو زریق سے ہے پوچھا: کس چیز میں جادو کیا ہے؟ کہا: ایک کنگھی میں اور نر کھجور کے غلاف

میں لیے ہوئے خوشہ میں ہے پوچھا وہ کہاں ہے؟ کہا: وہ ذی اروان کے کنویں میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ اس کنویں پر گئے آپ نے اس میں جھانک کر دیکھا اس کنویں کے پاس ایک کھجور کا درخت تھا پھر آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس واپس گئے اور فرمایا: بہ خدا اس کنویں کا پانی گوندھی ہوئی مہندی کے پانی کی طرح ہے اور گویا اس کھجور کے خوشے شیاطین کے سر میں ہے میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس کو کنویں سے نکال کیوں نہ لیا آپ نے فرمایا: نہیں مجھ کو تو اللہ تعالیٰ نے شفا دے دی اور مجھے یہ خدشہ ہے کہ اس کے نکالنے سے لوگوں کو ضرر پہنچتا پھر آپ نے اس کنویں کو دفن کرنے (بند کرنے) کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۵۱)

اسی طرح روایت ہے کہ ایک باندی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر سحر کیا اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما پر سحر کیا گیا تو ان کی کلائی ٹیڑھی ہوگئی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر جادو کا اثر ثابت ہوتا تو جادوگر تمام انبیاء اور صالحین کو نقصان پہنچاتے اور وہ جادو کے ذریعہ اپنے لیے ملک اور سلطنت کو حاصل کر لیتے۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(آیت) واللہ یعصمك من الناس . (المائدہ:۶۷)

ترجمہ: اور اللہ آپ کو لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

(آیت) ولا یفلح السحر حیث اتی ،(طٰہٰ:۶۹)

ترجمہ: اور ساحر جہاں بھی جائے وہ کامیاب نہیں ہو سکتا۔

کہا جاتا ہے کہ سحر ہر زمانہ اور ہر وقت میں نہیں پایا جاتا اور نہ ہر علاقہ اور ہر جگہ میں پایا جاتا ہے اور نہ سحر کا اثر ہر وقت ہو سکتا ہے اور نہ ہر معاملہ میں جادوگر کا تسلط ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو محفوظ رکھے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آپ کو لوگوں کے ہلاک کرنے سے محفوظ رکھے گا یا آپ کی نبوت میں خلل ڈالنے سے محفوظ رکھے گا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جادوگر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یا آپ کے بدن میں کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتا۔

ایک اور اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) اذ یقول الظلمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا . انظر کیف ضربوا لك الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا . . (بنی اسرائیل:۴۸-۴۷)

ترجمہ: جب کہ ظالم یہ کہتے ہیں کہ تم صرف اس شخص کی پیروی کرتے ہو جس پر جادو کیا ہوا ہے۔ دیکھئے انہوں نے آپ کے لیے کیسی مثالیں بیان کی ہیں تو وہ اس طرح گمراہ ہو چکے ہیں کہ اب صحیح راستہ پر نہیں آ سکتے۔

کفار نے کہا کہ آپ پر جادو کیا ہوا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہی فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ آپ پر جادو کا اثر نہیں ہو سکتا اور صحیح بخاری میں یہ حدیث ہے کہ آپ پر جادو کا اثر ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ کفار کی مراد یہ تھی کہ جادو کے اثر سے آپ کی عقل زائل ہو گئی ہے اور آپ کا دعویٰ نبوت کرنا اور وحی الٰہی کو بیان کرنا اسی جادو کے اثر سے ہے اور اسی جادو کے اثر کی وجہ سے آپ نے عروج

کے دین کو ترک کر دیا اور حدیث میں جادو کے جس اثر بیان ہے اس کا اثر آپ کی عقل پر نہیں تھا آپ پر بیماری کا طاری ہونا آپ کا
سواری سے گرنا جسم سے خون کا نکلنا عوارض بشریہ کی وجہ سے تھا اور نبوت کے منافی نہیں تھا اسی طرح آپ پر جادو کا اثر ہونا عوارض
بشریہ سے تھا اور یہ آپ کی نبوت کے منافی نہیں تھا اور اس میں حکمت یہ تھی کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ
(علیہ السلام) کے قصہ میں ہے:

(آیت) یخیل الیه من سحرهم انها تسعی . . (طہ ٦٦)

حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو خیال ہوا کہ ان کے جادو کی وجہ سے ان کی رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ صرف نظر بندی ہے اور کسی کے ذہن میں خیال ڈالنا ہے ہم کہتے ہیں کہ
اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ فرعون کے جادوگروں کا سحر یہی تخیل اور نظر بندی تھا لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کے علاوہ جادو
کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اسی طرح نظر لگنا بھی ثابت ہے کیونکہ بعض انسانوں میں ایسی خاصیت ہوتی ہے کہ جب وہ کسی چیز کی تعریف اور تحسین
کرتے ہیں تو اس چیز پر کوئی آفت آجاتی ہے اور یہ چیز مشاہدات میں سے ہے اور اس پر کسی دلیل کی ضرورت نہیں ہے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نظر حق ہے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۰ مطبوعہ کراچی) شرح المقاصد ج ۵ ص ۸۱-۷۹ موضحا و مفصلا مطبوعہ منشورات الشریف الرضی ۱۴۰۹ ھ)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سحر میں اختلاف ہے ایک قول یہ ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ صرف تخییل
ہے علامہ استر باذی شافعی علامہ ابوبکر رازی حنفی اور علامہ ابن حزم ظاہری کی یہی رائے ہے۔ علامہ نووی نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ سحر
کی حقیقت ہے جمہور کے نزدیک یہ قطعی ہے عام علماء کی یہی رائے ہے۔ کتاب سنت صحیحہ مشہورہ کی اسی پر دلالت ہے البتہ اس میں
اختلاف ہے کہ سحر سے انقلاب حقائق ہو جاتا ہے یا نہیں۔ جو کہتے ہیں کہ سحر صرف تخییل ہے وہ اس کا انکار کرتے ہیں اور جو کہتے ہیں
کہ اس کی حقیقت ہے اس کا اس میں اختلاف ہے کہ جادو کی تاثیر صرف کسی چیز کے مزاج میں ہوتی ہے مثلاً صحت مند کو بیمار کر دیا اس
سے کسی چیز کی حقیقت بھی بدل جاتی ہے مثلاً پتھر کو حیوان بنا دینا جمہور یہ کہتے ہیں کہ اس کا اثر صرف مزاج میں ہوتا ہے اور بعض علماء
یہ کہتے ہیں کہ اس سے حقیقت بدل جاتی ہے۔ علامہ مازری نے کہا ہے کہ سحر معجزہ اور کرامت میں یہ فرق ہے کہ سحر بعض اقوال اور
افعال سے مکمل ہوتا ہے اور کرامت میں اس کی احتیاج نہیں ہوتی بلکہ وہ عموماً اتفاقاً صادر ہوتی ہے اور معجزہ میں چیلنج ہوتا ہے امام
الحرمین نے یہ نقل کیا ہے کہ سحر فاسق سے صادر ہوتا ہے اور کرامت کا ظہور فاسق سے نہیں ہوتا۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۳-۲۲۲ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ ھ)

سحر کے شرعی حکم تحقیق کا بیان

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا: سات ہلاک کرنے والے کاموں سے بچو صحابہ نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کون سے کام ہیں؟ آپ نے فرمایا:

اللہ کے ساتھ شریک کرنا جادو کرنا جس کو قتل کرنے سے اللہ نے منع کیا ہے اس کو ناحق قتل کرنا سود کھانا یتیم کا مال کھانا میدان جنگ سے پیٹھ پھیر کر بھاگنا اور مسلمان پاک دامن عورت کو زنا کی تہمت لگانا۔ (صحیح بخاری ج ۹ ص ۳۱۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۶۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ فی نفسہ جادو کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے اگر جادو کے عمل میں شرکیہ اقوال یا افعال ہوں تو پھر جادو کرنا کفر ہے اور جادو کے سیکھنے اور سکھانے میں فقہاء کے مختلف نظریات ہیں۔

سحر کے شرعی حکم کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ:

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جادو کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سات ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کیا ہے اس کا سیکھنا اور سکھانا بھی حرام ہے اگر جادو کرنے والے کے قول یا فعل میں کوئی چیز کفر کی مقتضی ہو تو جادو کرنا کفر ہے ورنہ نہیں بلکہ گناہ کبیرہ ہے اس طرح جادو کے سیکھنے یا سکھانے میں کوئی قول یا فعل کفر کا مقتضی ہو تو کفر ہے ورنہ گناہ کبیرہ ہے ہمارے نزدیک جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا اس سے توبہ طلب کی جائے گی اگر اس نے توبہ کر لی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے گی۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ)

نیز علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے یہ کہا ہے کہ جادو کا سیکھنا جائز ہے تا کہ انسان کو جادو کی معرفت سیکھنے پر نہیں (صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

سحر کے شرعی حکم کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ دردیر مالکی لکھتے ہیں: علامہ ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ نے سحر کی یہ تعریف کی ہے کہ یہ وہ کلام ہے جس میں غیر اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور اس کی طرف حوادث کائنات کو منسوب کیا جاتا ہے امام کا قول یہ ہے کہ جادو کا سیکھنا اور سکھانا کفر ہے خواہ اس سے جادو کا عمل نہ کیا جائے کیونکہ شیاطین کی تعظیم کرنا اور حوادث کی نسبت اس کی طرف کرنا یہ ایسا کام ہے کہ کوئی عاقل مسلمان یہ کہنے کی جرات نہیں کر سکتا کہ یہ فعل کفر نہیں ہے اگر جادو کا توڑ اسی کی مثل جادو سے کیا جائے تو یہ بھی کفر ہے جادو کے توڑ کے لیے کسی کو کرایہ پر لینا جائز ہے بہ شرطیکہ جادو سے یہ توڑ نہ کیا جائے جادو کے ذریعہ احوال اور صفات میں تغیر ہو جاتا ہے اور حقائق بدل جاتے ہیں اگر یہ کام آیات قرآنیہ اور اسماء الہیہ سے ہو جائیں تو پھر یہ کفر نہیں ہے البتہ اگر جادو کے ذریعہ دو آدمیوں کے درمیان عداوت پیدا کی جائے یا کسی کی جان اور مال کو نقصان پہنچایا جائے تو یہ حرام ہے اگر کوئی شخص علی الاعلان جادو کرتا ہو تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کا مال فئی ہے (یعنی لوٹ لیا جائے گا) بہ شرطیکہ وہ توبہ نہ کرے۔ (الشرح الکبیر ج ۴ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ دسوقی مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۴ ص ۳۰۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ خرشی مالکی ۔ ا (علامہ محمد بن عبد اللہ علی الخرشی المتوفی ۱۱۰۱ھ الخرشی علی مختصر خلیل ج ۸ ص ۶۳ مطبوعہ دار صادر بیروت) علامہ

علی مالکی۔ ۲ (علامہ علی بن احمد الصعیدی العدوی المالکی حاشیۃ العدوی علی الخرشی ج ۸ ص ۶۳ مطبوعہ دار صادر بیروت) علامہ حطاب مالکی۔ ۳ (علامہ ابوعبداللہ محمد بن الخطاب المالکی المتوفی ۹۵۴ھ مواہب الجلیل ج ۶ ص ۲۸۰-۲۷۹ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا) علامہ العبدری۔ ۴ (علامہ ابوعبداللہ محمد بن یوسف العبدری المتوفی ۸۹۷ھ التاج والاکلیل علی ھامش مواہب الجلیل ج ۶ ص ۲۸۰-۲۷۹ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا) نے بھی یہی لکھا ہے۔

سحر کے شرعی حکم کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

امام ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جادو کا سیکھنا اور سکھانا حرام ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں اہل علم اتفاق ہے جادو کے سیکھنے اور جادو کے عمل کی وجہ سے ساحر کی تکفیر کی جائے گی خواہ وہ جادو کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھتا ہو یا اس کے مباح ہونے کا اور امام احمد سے ایک روایت یہ ہے کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی کیونکہ امام احمد نے فرمایا: عراف کاہن اور ساحر کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ ان کے ان افعال پر ان سے توبہ طلب کی جائے کیونکہ میرے نزدیک وہ حکماً مرتد ہیں اگر وہ توبہ کرلیں تو ان کو چھوڑ دیا جائے۔ راوی نے پوچھا: اگر توبہ نہ کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا؟ تو کہا: نہیں بلکہ اس کو قید میں رکھا جائے گا حتیٰ کہ وہ توبہ کرلے راوی نے پوچھا: اس کو قتل کیوں نہیں کیا جائے گا؟ کہا: جب تک وہ نماز پڑھتا ہے تو اس کی توبہ اور رجوع کی توقع ہے۔ امام احمد کا یہ کلام اس پر دلالت کرتا ہے کہ ساحر کافر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (آیت) وما کفر سلیمان۔ سلیمان نے کفر نہیں کیا یعنی انہوں نے جادو نہیں کیا حتیٰ کہ ان کی تکفیر کی جائے اور فرشتوں نے کہا: (آیت) انما نحن فتنۃ فلا تکفر۔ ہم تو محض آزمائش ہیں تو تم جادو سیکھ کر کفر نہ کرو۔ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ جادو کرنا کفر ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ساحر کافر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت حبیب بن کعب رضی اللہ عنہ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ کا قول یہ ہے کہ ساحر کو بطور حد کے قتل کر دیا جائے گا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک کا بھی یہی قول ہے امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کو قتل کرنا صرف تین وجھوں سے جائز ہے ایمان لانے کے بعد کفر کرے۔ شادی کرنے کے بعد زنا کرے یا ناحق قتل کرے۔ (صحیح بخاری صحیح مسلم) ساحر نے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا اس لیے اس کو قتل نہیں کیا جائے گا اس کا جواب یہ ہے کہ سحر کرنا بھی ارتداد ہے نیز حضرت جندب بن عبداللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ساحر کی حد اس کو تلوار سے مارنا ہے (ابن المنذر) اور امام داؤد نے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر ساحر کو قتل کر دو۔

(المغنی ج ۹ ص ۳۶-۳۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ مرداوی حنبلی لکھتے ہیں: ساحر کی تکفیر کی جائے گی اور اس کو قتل کیا جائے گا یہی مذہب ہے اور یہی جمہور اصحاب کا نظریہ ہے ایک روایت یہ ہے کہ اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی اور جو شخص دواؤں اور دھوئیں سے شعبدہ بازی کرتا ہوا اس کو صرف تعزیر دی جائے گی۔ (الانصاف ج ۱۰ ص ۳۵۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۲ھ)

سحر کے شرعی حکم سے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ ابن ہمام حنفی لکھتے ہیں: سحر کی حقیقت ہے اور جسم کو تکلیف پہنچانے میں اس کی تاثیر ہے جادو سیکھنا بالاتفاق حرام ہے اور اس کی اباحت کا اعتقاد کرنا کفر ہے ہمارے بعض اصحاب امام مالک اور امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ جادو کا سیکھنا اور جادو کا کرنا کفر ہے خواہ اس کے حرام ہونے کا اعتقاد رکھے یا نہ رکھے اس کو قتل کر دیا جائے گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ حبیب بن کعب رضی اللہ عنہ قیس بن سعد رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ساحر سے توبہ طلب کیے بغیر اس کے قتل کا فتویٰ دیا حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساحر کی حد یہ ہے کہ اس کو تلوار سے مار دیا جائے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ جب تک ساحر جادو کے مباح ہونے کا اعتقاد نہ رکھے اس کو کافر کہا جائے نہ اس کو قتل کیا جائے ساحر کو کافر قرار دینے میں امام شافعی کے مذہب پر عمل کرنا واجب ہے البتہ اس کو قتل کرنا واجب ہے جس شخص کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ کوشش کر کے جادو کرتا ہے اس سے توبہ طلب کیے بغیر اس کو قتل کر دیا جائے۔ (فتح القدیر ج ۵ ص ۲۳۳-۲۳۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ ساحر جب تک کسی کفریہ امر کا اعتقاد نہ کرے اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی' البحر الرائق میں اسی پر اعتماد کیا ہے اور علامہ حصکفی نے بھی اسی کی اتباع کی ہے اور ساحر کو مطلقاً قتل کر دیا جائے گا' فتاویٰ قاضی خاں میں مذکور ہے کہ جو شخص کسی آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کے لیے کوئی عمل کرے وہ مرتد ہے اور اس کو قتل کر دیا جائے گا بہ شرطیکہ وہ تفریق میں اس عمل کی تاثیر کا اعتقاد رکھتا ہو اور جو شخص لوگوں کو ضرر پہنچانے کے لیے سحر کرتا ہے اس کو قتل کر دیا جائے گا اور جو ساحر تجربہ کے لیے سحر کرتا ہو اور اس پر اعتقاد نہ رکھتا ہو اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس شخص کا سحر کرنا اس کے اقرار یا گواہی سے ثابت ہو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس سے توبہ نہیں طلب کی جائے گی اس میں مسلمان ذمی آزاد اور غلام برابر ہیں ساحر سے مراد وہ شخص نہیں ہے جو معوذات سے جادو کو دور کرتا ہو نہ طلسم کرنے والا مراد ہے (شعبدہ باز) علامہ ابن ہمام نے جو ہمارے بعض اصحاب سے سحر کا حکم کفر نقل کیا ہے وہ اس پر مبنی ہے کہ سحر کا تحقق کلمات کفریہ کہنے پر موقوف ہے۔

(رد المحتار ج ۳ ص ۳۱۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

ڈاکٹر وہبہ زحیلی نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر کافر ہے اور اس کی توبہ قبول نہیں ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ (التفسیر المنیر ج ۱ ص ۲۵۲-۲۵۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۱ھ)

مذاہب اربعہ کا خلاصہ اور تجزیے کا بیان

امام مالک اور امام احمد کے نزدیک ساحر مطلقاً کافر ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر مطلقاً کافر نہیں ہے۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سحر کفریہ عقائد اور کفریہ اقوال اور افعال کے بغیر متحقق نہیں ہوتا اس لیے وہ سحر کو مطلقاً کفر کہتے ہیں اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سحر عام ہے یہ کفر کے بغیر بھی ہو سکتا ہے اس لیے سحر مطلقاً کفر نہیں ہے البتہ جس سحر میں کفر کا دخل ہو وہ ان کے نزدیک

بلاشبہ کفر ہے جیسا کہ ان کی عبارات سے واضح ہے اور اس پر ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ سحر حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور اس کا سیکھنا سکھانا بھی حرام ہے البتہ بعض شافعیہ سے یہ منقول ہے کہ دفع ضرر کے لیے جادو کا سیکھنا جائز ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر کو حداً قتل کرنا واجب ہے اور وہ ڈاکو کے حکم میں ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ساحر کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان یہودیوں نے اس (جادو) کی پیروی کی جو شہر بابل میں ہاروت اور ماروت پر اتارا گیا تھا۔

(البقرہ: ۱۰۲)

ھاروت اور ماروت پر سحر کو نازل کرنے کی حکمت

ھاروت اور ماروت دو فرشتے ہیں ان کے متعلق علماء اسلام میں اختلاف ہے محققین کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس لیے بھیجا تھا تاکہ وہ لوگوں کو جادو کی حقیقت بتائیں اور لوگوں پر یہ واضح کریں کہ لوگ جو سحر کے نام سے مختلف حیلوں اور شعبدوں سے عجیب و غریب کام کرتے ہیں وہ سحر نہیں ہے وہ لوگوں پر جادو کی حقیقت واضح کرنے کے لیے جادو کی تعلیم دیتے تھے اور جادو پر عمل کرنے سے روکتے تھے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آزمائش کے لیے سحر کو نازل کیا جس نے سحر سیکھ کر اس پر عمل کیا وہ کافر ہو گیا اور جس نے سحر کو نہیں سیکھا یا جادو کے ضرر سے بچنے لیے اور جادو کی حقیقت جاننے کے لیے اس کو سیکھا اور اس پر عمل نہیں کیا وہ اپنے ایمان پر سلامت رہا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب جادو حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے جادو سکھانے کے لیے فرشتوں کو کیوں نازل کیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خیر اور شر ہر چیز کا خالق ہے زہر کھانا اور کھلانا حرام ہے کتے اور خنزیر کو کھانا حرام ہے شراب پینا حرام ہے چوری قتل زنا کرنا حرام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں اور تمام کاموں کو پیدا کیا ہے اور انسان کو ان تمام چیزوں کے ترک کرنے اور ان سے باز رہنے کا حکم دیا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ابتلاء اور آزمائش کے لیے فرشتوں کو جادو کی تعلیم دینے کے لیے بھیجا تاکہ ظاہر ہو جائے کہ کون جادو پر عمل کرنے سے باز رہتا ہے اور کون جادو سیکھ کر اس پر عمل کرتا ہے۔

ھاروت اور ماروت کی معصیت کی روایت کا بیان

ھاروت اور ماروت اللہ تعالیٰ کے دو مقرب فرشتے ہیں اور ان کا واقعہ صرف اسی قدر ہے جس کو ہم نے بیان کر دیا ہے بعض روایات میں ان کے متعلق یہ مذکور ہے کہ انہوں زمین پر آ کر گناہ کیا ان تمام روایات کو محققین علماء نے مسترد کر دیا ہے ہم پہلے ان روایات بیان کرتے ہیں پھر ان کے مردود ہونے پر دلائل کو پیش کریں گے پھر ان کے متعلق محققین کی تصریحات کو بیان کریں گے۔

فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق:

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لیے آسمان سے جھری کی جب انہوں نے بنو آدم کو گناہوں کا ارتکاب کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے کہا: اے رب! یہ وہ بنو آدم ہیں جن کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنے فرشتوں سے ان کو سجدہ کرایا اور وہ گناہوں کا

ارتکاب کر رہے ہیں! اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر ان کی جگہ تم ہوتے تو تم بھی ان کی طرف عمل کرتے انہوں نے کہا: تو سبحان ہے ہم ایسا نہیں کر سکتے پھر ان سے کہا گیا کہ تم دو فرشتوں کو منتخب کر لو تو انہوں نے ہاروت اور ماروت کو منتخب کر لیا انہیں زمین پر بھیج دیا گیا اور ان کے لیے زمین پر ہر چیز حلال کر دی گئی اور شرک چوری زنا شراب نوشی اور قتل ناحق سے منع کر دیا وہ زمین پر آ کر رہنے لگے وہاں انہوں نے بیذغت نام کی ایک عورت دیکھی جو بہت حسین تھی وہ اس پر فریفتہ ہو گئے انہوں نے اس سے زنا کا ارادہ کیا لیکن جب وہ عورت اس کے بغیر راضی نہ ہوئی تو انہوں نے یہ سب کام کر لیے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ منظر دکھایا فرشتوں نے کہا: تو سب سے زیادہ تجھ کو خوب علم ہے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان۔ (حافظ ابن حجر عسقلانی نے امام ابن اسحٰق کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہاروت اور ماروت کا قصہ حضرت نوح (علیہ السلام) کے زمانہ سے پہلے کا ہے اور سحر نوح (علیہ السلام) سے پہلے موجود تھا اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ قوم نوح نے ان کو ساحر گمان کیا اور قوم فرعون سے پہلے سحر موجود تھا وہ بھی حضرت سلیمان (علیہ السلام) ... (فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۲۳) اور طبری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قصہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) کے زمانہ کا ہے وا... بن داؤد (علیہ السلام) کے ذریعہ ان کو یہ پیغام دیا کہ وہ دنیا اور آخرت کے عذاب میں سے کسی ایک کو اختیار کر لیں ... انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کر لیا سو ان کو بابل (دنباوند یا عراق یا کوفہ کی ایک بستی) میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (مجاہد نے بیان کیا کہ وہ لوہے کی زنجیروں کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں (ص ۳۶۵) اور ان کے ٹخنوں کو ان کی گردنوں کے ساتھ بیڑیوں میں جکڑا ہوا ہے۔

(جامع البیان ج ۱ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ فارس میں زہرہ نام کی ایک حسین عورت تھی ہاروت اور ماروت نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنا چاہی اس نے کہا: مجھے وہ کلام سکھاؤ جس کو پڑھ کر میں آسمان پر چلی جاؤں انہوں نے اس کو وہ کلام سکھایا وہ اس کو پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور وہاں اس کو مسخ کر کے زہرہ ستارہ بنا دیا گیا۔

(جامع البیان ج ۱ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

ہاروت اور ماروت کی معصیت کی روایت کا قرآن مجید سے بطلان

زہرہ ستارہ تو آسمان پر شروع سے موجود ہے اس لیے یہ روایت عقلاً باطل ہے اور ہاروت اور ماروت کے گناہ کا جو ذکر ہے یہ قرآن مجید کی ان آیات کے خلاف ہے جن میں فرشتوں کی عصمت کو بیان فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) لا یعصون اللہ ما امرھم ویفعلون مایؤمرون ۔ (التحریم: ۶)

ترجمہ: وہ (فرشتے) اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

(آیت) بل عباد مکرمون ۔ لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون ۔ (الانبیاء: ۲۶-۲۷)

ترجمہ: بلکہ (سب فرشتے) ان کے مکرم بندے ہیں۔ اس (کی اجازت) سے پہلے بات نہیں کرتے اور وہ اسی کے حکم پر کاربند رہتے ہیں۔

(آیت) وھم لا یستکبرون ۔ یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون مایؤمرون ۔ (النحل: ۴۹-۵۰)

ترجمہ: وہ (فرشتے) تکبر نہیں کرتے۔ اپنے اوپر اپنے رب کے عذاب سے ڈرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے۔

(آیت) **ومن عنده لا يستكبرون عن عبادته ولا يستحسرون . يسبحون اليل والنهار لا يفترون .** (الانبیاء: ۲۰-۱۹)

ترجمہ: اور جو اس کے پاس (فرشتے) ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور نہ وہ تھکتے ہیں۔ رات اور دن اس کی تسبیح کرتے ہیں (اور ذرا) سستی نہیں کرتے۔

ھاروت اور ماروت کی معصیت کی روایت پر بحث ونظر کا بیان

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں: ھاروت اور ماروت کے قصہ میں بہت سے مفسرین نے لکھا ہے کہ زہرہ ایک عورت تھی انہوں نے اس سے اپنی خواہش پوری کرنی چاہی اس نے کہا: پہلے مجھے اسم اعظم سکھاؤ وہ یہ اسم پڑھ کر آسمان پر چلی گئی اور ستارہ بن گئی میرا گمان ہے کہ اس قصہ کو اسرائیلیوں نے وضع کیا ہے ہر چند کہ اس کو کعب الاحبار نے روایت کیا ہے اور ان سے متقدمین کی ایک جماعت نے بہ طور حدیث بنی اسرائیل کے نقل کیا ہے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی صحیح میں اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر سے مرفوعا روایت کیا ہے اور اس میں بہت طویل قصہ ہے اور امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی سند کے ساتھ کعب احبار سے روایت کیا ہے اور اس کی سند زیادہ صحیح ہے امام حاکم نے مستدرک میں اور امام ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۳۸-۳۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

نیز حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: ھاروت اور ماروت کے قصہ میں تابعین کی ایک جماعت مثلاً مجاہد سدی حسن بصری قتادہ ابو العالیہ زہری ربیع بن انس مقاتل بن حیان وغیرہم نے روایات ذکر کی ہیں اور اور بہت سے متقدمین اور متاخرین مفسرین نے بھی اس کا ذکر کیا ہے اور اس کا مرجع بنی اسرائیل ہیں کیونکہ اس قصہ میں معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم صادق اور مصدوق سے کوئی حدیث مرفوع صحیح متصل الاسناد مروی نہیں ہے اور قرآن مجید نے ھاروت اور ماروت کا بغیر کسی تفصیل کے اجمالا ذکر کیا ہے سو ہم اس پر ایمان لاتے ہیں جو قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی مراد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۲۴۸ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: یہ تمام روایات ضعیف ہیں حضرت ابن عمر وغیرہ سے بہت بعید ہے کہ وہ ایسی روایت کریں ان میں سے کوئی روایت صحیح نہیں ہے فرشتے اللہ کے سفیر اور اس کی وحی پر امین ہیں وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے، ہر چند کہ عقلاً فرشتوں سے معصیت ممکن ہے اور ان میں شہوت کا پیدا ہونا ممکن ہے اور ہر ممکن اللہ کی قدرت میں ہے لیکن یہ ممکن بغیر کسی صحیح حدیث کے ثابت نہیں ہوسکتا اور اس قصہ میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے اور اس کے صحیح نہ ہونے پر یہ دلیل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو پیدا کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے آسمانوں میں ان سات سیاروں کو پیدا کیا زحل مشتری بہرام عطارد زہرہ شمس اور قمر اور اس روایت میں یہ بیان کیا ہے کہ وہ عورت زہرہ ستارہ بن گئی۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۵۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

قاضی ابوبکر بن العربی نے لکھا ہے کہ فرشتوں سے معصیت ممکن ہے اور قرآن مجید کی جن آیات میں بہ طریق عموم فرشتوں کی

اور جب روح اس پر متنبہ ہوئی تو وہ آسمان پر چلی گئی اور اگر یہ کہا جائے کہ ھاروت اور ماروت دو آدمی تھے جن کو ان کی غیر معمولی عبادت کی وجہ سے فرشتہ کہا گیا تو پھر کوئی اشکال نہیں ہے۔ (عنایۃ القاضی ج ۲ ص ۲۱۶ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۲۸۳ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بے شک وہ خوب جانتے تھے کہ جس نے اس (جادو) کو خرید لیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کیسی بری چیز ہے وہ جس کے بدلہ میں انہوں نے اپنے آپ کو فروخت کر ڈالا ہے کاش! یہ جان لیتے۔ (البقرہ: ۱۰۲)

علم کے تقاضوں پر عمل نہ کرنا حکماً جہل ہے

: یہ۔ اس آیت کے اول میں یہ فرمایا ہے کہ وہ جادو کی برائی جانتے تھے اور آخر میں فرمایا ہے کہ وہ جان لیتے یعنی وہ نہیں جانتے تھے بہ ظاہر یہ تناقض ہے کہ وہ جانتے بھی تھے اور نہیں بھی جانتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ انکو جادو کی برائی کا علم تھا لیکن چونکہ وہ علم کے تقاضے پر عمل نہیں کرتے تھے اور جادو کرتے تھے اس لیے ان کے علم کو عدم علم کے قائم مقام کر کے فرمایا: کاش وہ جان لیتے اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو عالم علم کے مطابق عمل نہ کرے وہ بہ منزلہ جاہل ہے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت کا فرق کا بیان

کاش وہ جان لیتے اس سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ وہ علم کے تقاضوں پر عمل کریں لیکن اللہ کا چاہا پورا نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر چاہا ہوا پورا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی ایک مشیت ہے اور ایک مرضی ہے اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف تو ہو سکتا ہے لیکن اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں ہو سکتا یہودیوں کا ایمان لانا اور ان کا جادو نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مرضی تھی اس کی مشیت نہیں تھی اللہ تعالیٰ کفر اور بدعملی پر راضی نہیں لیکن دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے اس کی مشیت سے ہوتا ہے۔ کاش وہ جان لیتے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا جادو کرنا اور علم کے خلاف عمل کرنا اللہ کی مرضی کے خلاف تھا۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورہ بقرہ لاہور)

ہاروت و ماروت کے تذکرہ کا بیان

(۱) سفیان بن عیینہ، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ شیاطین آسمان سے چوری چھپے باتیں سنتے ہیں جب ان میں سے کوئی سچی بات کو سن لیتا تو اس میں ہزار جھوٹ کو ملا دیتا لوگوں کے دلوں میں یہ جھوٹ رچ بس گئے اور انہوں نے ان جھوٹی باتوں کے کئی رجسٹر بنا لئے اللہ تعالیٰ نے سلیمان بن داؤد (علیہ السلام) کو اس بات پر مطلع فرمایا انہوں نے ساری کتابوں کو لے کر کرسی کے نیچے دفن کر دیا جب سلیمان (علیہ السلام) وفات پا گئے تو شیطان راستے میں کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کیا میں تم کو سلیمان (علیہ السلام) کا وہ خزانہ نہ بتاؤں کہ اس جیسا کسی کے پاس مخزون خزانہ نہیں ہے لوگوں نے کہا ہاں بتاؤ پھر انہوں نے اس کو نکالا تو وہ جادو تھا اور قوموں نے ان کو متواتر نقل کیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے سلیمان (علیہ السلام) کی برأت کو نازل فرمایا اس جادو کے متعلق جو لوگ ان کے بارے میں جادو کا الزام لگاتے تھے۔ (کہ وہ جادو کرنے والے نہ تھے) اور فرمایا واتبعوا ما تتلوا الشیطین علی ملك سلیمن (الآیہ)۔

(۲) امام نسائی، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آصف سلیمان (علیہ السلام) کا کاتب

[illegible] تھا اور وہ اسم اعظم جانتا تھا اور وہ چیز سلیمان (علیہ السلام) سے [illegible]
سلیمان (علیہ السلام) وفات پا گئے تو شیطان نے اس کو نکال لیا [illegible]
کہنے لگے کہ یہ وہ باتیں ہیں جن کے ذریعہ سلیمان (علیہ السلام) عمل کیا کرتے تھے [illegible]
دین لیکن ان کے علماء اس مسئلہ پر توقف کرتے [illegible] لوگوں کو [illegible] یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی
اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتاری لفظ آیت واتبعوا ما تتلوا الشیطین۔

(۳) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب سلیمان (علیہ السلام) کی حکومت [illegible]
ہوگئی تو جنات اور انسانوں کی کچھ جماعتیں مرتد ہوگئیں اور انہوں نے شہوات کی پیروی کی۔ جب سلیمان (علیہ السلام) کو
حکومت مل گئی۔ اور لوگ (پھر سے) دین پر قائم ہوگئے تو ان کی تابیں ان پر غالب آ گئیں تو انہوں نے اپنی کرسی کے نیچے ان کو
دفن کر دیا پھر جب آپ کی وفات ہوگئی تو جنات اور انسانوں نے ان کتابوں پر غلبہ پا لیا۔ کہنے لگے کہ یہ کتاب اللہ تعالیٰ کی طرف سے
سلیمان (علیہ السلام) پر نازل ہوئی تھی جس کو انہوں نے ہم سے چھپایا ہوا تھا۔ انہوں نے اس کتاب کو لے لیا اور اس کو اپنا دین بنا
لیا۔ تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری لفظ آیت واتبعوا ما تتلوا الشیطین یعنی وہ لوگ ان خواہشات کی پیروی کرتے تھے
جو شیاطین ان کے پاس پڑھا کرتے تھے اور وہ باجے ساز اور کھیل تماشے والی باتیں تھیں اور وہ ہر چیز تھی جو اللہ کے ذکر سے روکنے
والی تھی۔

انگشت سلیمانی کی حقیقت کا بیان

(۴) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت سلیمان (علیہ السلام) جب بیت الخلاء میں جانے
کا ارادہ فرماتے تھے یا کوئی اور کام کرنے لگتے تو آپ اپنی انگوٹھی اپنی اہلیہ جرادہ کو (اتار کر) دے دیتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے ان کو
اس امتحان میں مبتلا کرنا چاہا جس میں وہ مبتلا ہوئے ایک دن انہوں نے اپنی انگوٹھی جرادہ کو دی۔ شیطان سلیمان (علیہ السلام) کی
صورت میں بن کر ان کے پاس آیا اور اس نے کہا میری انگوٹھی مجھ کو دے دے۔ اس سے انگوٹھی لے کر شیطان نے پہن لی۔ جب
اس نے انگوٹھی پہنی تو شیاطین جنات اور انسان سب اس کے قریب ہوگئے سلیمان (علیہ السلام) اپنی بیوی کے پاس آئے اور اس
سے کہا میری انگوٹھی سے اس نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے تو سلیمان نہیں ہے۔ انہوں نے پہچان لیا کہ یہ آزمائش ہے جس میں مجھے مبتلا
کیا گیا ہے۔ شیاطین نے ان دنوں ایک کتاب لکھی جس میں جادو اور کفر تھا۔ پھر انہوں نے اس کتاب کو سلیمان (علیہ السلام) کی
کرسی کے نیچے دفن کر دیا پھر اس کو نکالا اور لوگوں کے سامنے پڑھنا شروع کیا اور کہنے لگے کہ سلیمان اس کتاب کے ذریعے لوگوں پر
غلبہ حاصل کرتے تھے۔ (اس بات کو سن کر) لوگ سلیمان (علیہ السلام) سے بیزار ہوگئے اور ان کی طرف کفر کو منسوب کرنے لگے
یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر یہ آیت اتاری وما کفر سلیمان ولکن الشیطین کفروا۔

(۵) امام ابن جریر نے بن حوشب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہودیوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو انہوں
نے حق کو باطل کے ساتھ مخلوط کر دیا ہے۔ وہ سلیمان کو انبیاء کے ساتھ ذکر کرتے ہیں حالانکہ وہ جادوگر تھے جو ہوا پر سوار ہو کر چلتے تھے۔

(اس پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری واتبعوا ما تتلوا الشیطین (الآیہ)

(۶) امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہودیوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تورات کے چند امور کے بارے میں پوچھا وہ جس چیز کے بارے میں سوال کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں آپ پر فرما دیتے تھے آپ یہود سے جھگڑتے جب انہوں نے دیکھا کہ جو کچھ ہم پر اتارا گیا ہے یہ ہم سے بھی زیادہ جاننے والے ہیں تو انہوں نے آپ سے جادو کے بارے میں پوچھا اور اس بارے میں آپ سے جھگڑنے لگے۔ تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت: واتبعوا ما تتلوا الشیطین (الآیہ) اور شیاطین نے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے جادو اور کہانت وغیرہ کی باتیں تھیں۔ اور اس بارے میں جو کچھ چاہا (لکھ دیا) اور انہوں نے اس (کتاب) کو سلیمان (علیہ السلام) کی نشست کے نیچے دفن کر دیا۔ سلیمان (علیہ السلام) غیب کا علم نہیں جانتے تھے جب سلیمان (علیہ السلام) نے اس دنیا کو چھوڑا تو شیطانوں نے اس جادو کو باہر نکالا اور لوگوں کو دھوکہ دینے لگے اور کہنے لگے کہ سلیمان (علیہ السلام) کا یہ علم تھا جو انہوں نے لوگوں پر حسد کرتے ہوئے چھپایا ہوا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو اس جادو کی حقیقت بتائی تو وہ لوگ آپ کے پاس سے واپس لوٹ گئے اور غمگین اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دلیل کو باطل کر دیا۔

جنات کی شرارت و جادو کا تذکرہ کا بیان

(۷) سعید بن منصور نے خصیف رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب کوئی درخت اگتا تھا تو سلیمان (علیہ السلام) اس سے پوچھتے تھے کہ تو کس بیماری کی دوا ہے؟ تو وہ کہتا تھا کہ اس اور اس طرح کی بیماری کے لیے۔ جب خرنوبہ کا درخت لگا تو اس سے پوچھا کہ تو کس چیز کے لیے ہے؟ اس نے کہا آپ کی مسجد کو خراب کرنے کے لیے (پھر) کچھ عرصہ کے بعد آپ کی وفات ہوگئی شیاطین نے ایک کتاب لکھی اور اس کو سلیمان (علیہ السلام) کے مصلی کے نیچے چھپا دیا۔ اور کہنے لگے ہم تم کو بتائیں گے کہ جس چیز کے ساتھ سلیمان (علیہ السلام) دوا کیا کرتے تھے اور اس کتاب کو نکال لائے اس میں جادو اور شرکیہ دم تھے (اس پر) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت: واتبعوا ما تتلوا الشیطین سے لے کر وما انزل علی الملکین تک اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت میں وما یتلی ہے۔ لفظ آیت: وما یتلی علی الملکین ببابل ھاروت و ماروت وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنۃ فلا تکفر فرشتے انہیں جادو سیکھنے سے سات مرتبہ منع کرتے انکار کرتا اور سیکھنے پر ضد کرتا تو وہ دونوں سکھا دیتے تو اس سے نور نکل کر آسمان میں چھا جاتا تھا۔ فرمایا کہ نور سے مراد وہ معرفت ہے جس سے وہ معرفت حاصل کرتا تھا (وہ نکل جاتا تھا)۔

(۸) امام ابن جریر، ابن المنذر نے ابومجلز رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سلیمان (علیہ السلام) نے ہر جانور سے وعدہ لیا کہ جب کسی آدمی کو کوئی مصیبت پہنچتی اور وہ اس عہد کے واسطے سے سوال کرتا تو وہ جانور اس کا راستہ چھوڑ دیتا۔ لوگوں نے اس کو پوچھا تو کہنے لگے یہ وہ ہے جس کے ساتھ سلیمان (علیہ السلام) عمل کیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا وما کفر سلیمان (الآیہ)

(۹) امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واتبعوا ما تتلوا سے مراد ہے تتبع

پیروی کرنا۔

(۱۰) امام ابن جریر نے عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت واتبعوا ما تتلوا الشیطین یعنی جو وہ (شیاطین) بیان کرتے تھے۔

(۱۱) امام ابن جریر نے ابن جریج رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت علی ملک سلیمن یعنی فی ملک سلیمن (سلیمان (علیہ السلام) کے عہد حکومت میں)۔

(۱۲) امام ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما کفر سلیمن یعنی یہ کفر یہ کام نہ اس کا مشورہ سے تھا اور نہ اس کی رضا سے تھا لیکن یہ ایک چیز تھی جو شیاطین نے خود گھڑ لی تھی لفظ آیت یعلمون الناس السحر وما انزل علی الملکین یعنی جادو دو قسم کے تھے۔ ایک وہ جادو جس کو شیاطین سکھاتے تھے اور دوسرا وہ جادو جس کو ہاروت وماروت سکھاتے تھے۔

(۱۳) امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما انزل علی الملکین یعنی یہ دوسرا جادو تھا جس کے ذریعہ لوگوں سے جھگڑتے تھے کیونکہ فرشتوں کا کلام جو ان کے درمیان آپس میں ہوتا تھا جس کو جب انسانوں نے سیکھا اس پر عمل کیا تو وہ جادوگر بن گیا۔

(۱۴) امام ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک جادو وہ تھا جس کو شیاطین سکھاتے تھے اور جو فرشتے سکھاتے تھے وہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی (سبب) ہوتا تھا۔

(۱۵) ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما انزل علی الملکین یعنی یہ وہ تھا جس کے ذریعہ مرد اور عورت کے درمیان جدائی ہوتی تھی۔

(۱۶) ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وما انزل علی الملکین یعنی اللہ تعالیٰ نے سحر نہیں اتارا تھا۔

(۱۷) ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا کہ وہ دو فرشتے تھے آسمان کے فرشتوں میں سے۔ ابن مردویہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی۔

(۱۸) امام ابن ابی حاتم نے عبدالرحمن بن ابزی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے لفظ آیت: وما انزل علی الملکین داؤد و سلیمن۔

(۱۹) امام ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ لفظ آیت: وما انزل علی الملکین سے مراد بابل کے دو عجمی کافر تھے۔

(۲۰) امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت: وما انزل علی الملکین سے مراد ہیں جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام بابل ہاروت و ماروت جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

(۲۱) ابن ابی حاتم نے عطیہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: وما انزل علی الملکین کہ جبرائیل اور میکائیل پر جادو نہیں اترا۔ واما قولہ: ببابل

(۲۲) امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مجھ کو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بابل کی سرزمین پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا کیونکہ وہ ملعون ہے۔

(۲۳) دینوری نے المجالسہ میں اور ابن عساکر نے نعیم بن سالم کے طریق سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو بابل کی طرف جمع فرمایا تو ان کی طرف ہوا کو بھیجا شرقی، غربی اور قبلی بحری اس ہوا نے سب کو بابل میں جمع کر دیا وہ سب لوگ اس دن جمع ہو گئے اور دیکھ رہے تھے کہ کیوں ان کو جمع کیا گیا اچانک ایک پکارنے والے نے پکارا جس نے مغرب کو اپنی داہنی طرف بنایا اور مشرق کو اپنی بائیں طرف بنایا اور اس کا منہ بیت اللہ کی طرف ہے۔ اس کے لیے آسمان والوں کا کلام ہے یعرب بن قحطان اٹھا تو اس سے کہا گیا اے یعرب بن قحطان ابن ھود تو وہ ہے اور یہ پہلا شخص تھا جس نے عربی زبان میں بات کی اور پکارنے والا برابر پکارتا رہا جس نے اس طرا اور اس طرح کام کیا اس کے لیے اس طرح اور اس طرح (جزا ہوگی) یہاں تک کہ وہ لوگ بہتر زبانوں میں گفتگو کر رہے تھے اور آواز ختم ہو گئی۔ اور زبانیں خلط ملط ہو گئیں اس لئے اس کا نام بابل رکھا گیا اس دن زبان بابل تھی اور خیر اور شر کے ملائکہ حیاء اور ایمان کے ملائکہ، صحت اور شکار کے ملائکہ غنی کے ملائکہ شرف کے ملائکہ مروت کے ملائکہ جہالت کے ملائکہ شدت کے ملائکہ زمین پر اترے یہاں تک کہ وہ عراق میں پہنچ گئے پھر بعض ملائکہ نے بعض سے کہا جدا ہو جاؤ ایمان کے فرشتے نے کہا میں مکہ اور مدینہ میں رہوں گا۔ حیاء کے فرشتے نے کہا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا شفاء کے فرشتہ نے کہا میں جنگل میں رہوں گا صحت کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا جفا (یعنی بختی) کے فرشتہ نے کہا کہ میں مغرب میں رہوں گا جہالت کے فرشتہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا تلوار کے فرشتہ نے کہا کہ میں شام میں رہوں گا شدت اور تنگی کے فرشتہ نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا غنی (یعنی مالداری) کے فرشتہ نے کہا کہ میں یہیں قیام کروں گا مروت کے فرشتہ نے کہا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا شرف کے فرشتہ نے کہا کہ میں تم دونوں کے ساتھ ہوں۔ سو غنی مروت، اور شرف کے فرشتے عراق میں جمع ہو گئے۔

(۲۴) امام ابن عساکر نے ایک سند کے ذریعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں کو پیدا فرمایا اور ان کے پیچھے چار چیزیں اور پیدا فرمائیں قحط سالی کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے زہد کو اور اس کی حجاز میں ٹھہرا دیا۔ عفت کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے غفلت کو پیدا فرمایا اور اس کو یمن میں ٹھہرا دیا رزق کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے طاعون کو پیدا فرمایا اور اس کو شام میں ٹھہرا دیا فجور کو پیدا فرمایا اور اس کے پیچھے درہم کو پیدا فرمایا اور اس کو عراق میں ٹھہرا دیا۔

(۲۵) امام ابن عساکر نے سلیمان بن یسار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کعب احبار کو لکھا کہ میرے لئے کوئی ٹھہرنے کی جگہیں چن لیں۔ انہوں نے ان کی طرف لکھا کہ اے امیر المؤمنین ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ

(مختلف) چیزیں جمع ہوگئی ہیں سخاوت نے کہا میں یمن کا ارادہ کرتی ہوں حسن الخلق نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا جفا نے کہا میں حجاز کا ارادہ کرتا ہوں فقر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا شہادت نے کہا میں شام کا ارادہ کرتا ہوں تلوار نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا علم نے کہا میں عراق کا ارادہ کرتا ہوں عقل نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا غنی نے کہا میں مصر کا ارادہ کرتا ہوں ذلت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی۔ اے امیر المؤمنین (اب) اپنے لئے چن لیجئے۔ جب یہ خط پہنچا تو حضرت عمر نے فرمایا تب تو عراق، تب تو عراق (بہتر ہے)۔

(۲۶) امام ابن عساکر نے حکیم بن جابر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے بتایا گیا کہ اسلام نے کہا میں شام کی زمین کا جانے والا ہوں موت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا بادشاہی نے کہا عراق کی زمین سے طلوع ہوں قتل نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا بھوک نے کہا میں عرب کی زمین کو جانے والا ہوں صحت نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گی۔

(۲۷) امام ابن عساکر نے دغفل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مال نے کہا میں عراق میں رہوں گا۔ غدر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا طاعت نے کہا میں شام میں رہوں گی۔ جفا نے کہا میں بھی تیرے ساتھ رہوں گی مروت نے کہا میں حجاز میں رہوں گی فقر نے کہا میں تیرے ساتھ رہوں گا۔

واّما قولہ۔ ھاروت و ماروت حدیث ابن آدم (علیہ السلام) کے قصہ میں گزر چکی ہے اور دوسرے آثار باقی ہیں۔

(۲۸) سعید، ابن جریر، اور خطیب نے اپنی تاریخ میں نافع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کیا جب آخری رات تھی تو فرمایا اے نافع! دیکھ کیا سرخ ستارہ طلوع ہوگیا؟ میں نے دو مرتبہ کہا نہیں پھر میں نے کہا وہ طلوع ہوگیا فرمایا اس کو خوش آمدید نہ ہو۔ میں نے کہا سبحان اللہ! وہ ایک ستارہ ہے اطاعت کرنے والا (حکم الٰہی کو) سننے والا فرمانبرداری کرنے والا ستارہ ہے فرمایا میں نے تجھ سے وہ بات کہی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا فرشتوں نے کہا: اے ہمارے رب آپ کس طرح بنی آدم کے گناہوں پر صبر کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں ان کو مبتلا کرتا ہوں اور تم کو عافیت دی فرشتے کہنے لگے اگر ہم ان کی جگہ پر ہوتے تو تیری نافرمانی نہ کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنے میں سے دو فرشتے چن لو اور خوب چن لو ھاروت اور ماروت کو انہوں نے چن لیا وہ دونوں نیچے اتر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر شبق کو ڈال دیا میں نے پوچھا شبق کیا ہے؟ فرمایا شہوت۔ ان کے پاس ایک عورت آئی جس کو زہرہ کہا جاتا تھا اور وہ ان کے دلوں میں واقع ہوگئی ان میں سے ہر ایک نے دوسرے سے کہا کیا تیرے دل میں وہ چیز واقع ہوگئی ہے جو میرے دل سے واقع ہوئی ہے اس نے کہا ہاں (پھر) ان دونوں نے اس اس عورت سے مطلب براری کا ارادہ کیا۔ وہ کہنے لگی کہ تم دونوں کو (اپنے اوپر) قدرت نہیں دوں گی۔ یہاں تک کہ تم مجھے وہ اسم سکھا دو جس کے ذریعہ تم دونوں آسمان کی طرف چڑھتے ہو اور اترتے ہو انہوں نے انکار کیا پھر ان دونوں نے اس (عورت) سے دوبارہ سوال کیا اس نے (جب) انکار کیا تو ان دونوں نے وہ اسم اس کو سکھا دیا جب وہ عورت (اوپر کو) اڑ گئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو ستارہ بنا دیا اور ان دونوں کے پر کاٹ دیئے۔ پھر ان دونوں نے اپنے رب سے توبہ کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو اختیار دیدیا اگر تم چاہو تو تم دونوں کو اس حالت میں لوٹا دوں جس پر تم (پہلے) تھے اور (اس حال میں) قیامت کے دن تم دونوں کو عذاب

ہوگا اور اگر چاہو تو تم کو دنیا میں عذاب دے دوں اور قیامت کے دن تم کو پہلے حال میں لوٹا دوں جس پر تم تھے ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ دنیا کا عذاب ختم ہو جائے گا اس لئے آخرت کے عذاب کو دنیا کے عذاب پر چن لو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم دونوں بابل میں آ جاؤ (لہٰذا) دونوں بابل آئے ان کو دھنسا دیا گیا اور آسمان اور زمین کے درمیان الٹا لٹکا دیا گیا قیامت کے دن تک عذاب دیئے جائیں گے۔

(۲۹) سعید بن منصور نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ ایک سفر میں تھا مجھ سے فرمایا ستاروں کو دیکھتا رہ۔ جب (ستارہ) طلوع ہو جائے تو مجھ کو جگا دینا۔ جب ستارہ طلوع ہو گیا تو میں نے ان کو جگا دیا وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور اس کو سخت گالیاں دینی شروع کیں میں نے عرض کیا اے ابو عبدالرحمن اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے یہ ستارہ ہے جو نکلتا ہے اطاعت کرتا ہے آپ اس کو کیوں گالیاں دے رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ ایک عورت تھی اسرائیل میں بدکار تھی اور فرشتوں کو اس کی وجہ سے سزا ملی۔

(۳۰) بیہقی نے شعب الایمان میں موسیٰ بن جبیر سے موسیٰ بن عقبہ سے سالم سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ملائکہ نے اوپر سے جھانک کر دنیا کو دیکھا تو انہوں نے بنی آدم کو دیکھا کہ وہ نافرمانیاں کر رہے ہیں کہنے لگے اے ہمارے رب یہ لوگ کتنے جاہل ہیں یہ آپ کی عظمت کو کتنا کم جانتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم ان کی جگہ ہوتے تو تم بھی میری نافرمانی کرتے کہنے لگے یہ کیونکر ہو سکتا ہے ہم آپ کی تسبیح حمد اور پاکی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو۔ انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا (اللہ تعالیٰ نے) ان کو زمین کی طرف اتار دیا اور ان کے اندر بنی آدم کی طرح شہوت بھی ڈال دی اور ان کے لیے ایک عورت پیش کی گئی وہ دونوں یہاں تک کہ گناہ میں پڑ گئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا دنیا یا آخرت کے عذاب کو اختیار کر لو ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا اور کہا تو کون سا پسند کرتا ہے جو تو اختیار کرے دوسرے نے کہا کہ دنیا کا عذاب ختم ہونے والا ہے۔ اور آخرت کا عذاب ختم ہونے والا نہیں ہے تو ان دونوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کر لیا انہی دونوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا لفظ آیت: وما انزل علی الملکین۔

(۳۱) اسحاق بن راہویہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے العقوبات میں، ابن جریر اور ابو الشیخ نے العظمہ میں اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ بلاشبہ یہ زہرہ (ستارہ) جسے عرب لوگ زہرہ کہتے ہیں اور عجم کے لوگ اہید کہتے ہیں دو فرشتے تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کیا کرتے تھے ایک زہرہ نامی عورت ان دونوں کے پاس آئی ان میں سے ہر ایک نے اپنے ساتھی کو بتائے بغیر اس عورت کا ارادہ کیا پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: اے میرے بھائی میرے دل میں ایک خیال ہے میں نے ارادہ کیا تجھ کو وہ بتا دوں دوسرے نے کہا بتاؤ شاید کہ میرے دل میں ایسا ہی خیال ہو جیسے تیرے دل میں ہے دونوں اس بات پر متفق ہو گئے (مگر) عورت نے ان دونوں سے کہا کہ مجھ کو بتاؤ اس اسم کے بارے میں جس کے ذریعہ تم دونوں آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہو زمین کی طرف اتر آتے ہو دونوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ہے عورت نے کہا کہ میں تم دونوں کے پاس نہیں آ سکتی جب تک کہ اس (اسم) کو مجھے نہ سکھاؤ گے۔ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا اس کو سکھا دے دوسرے نے کہا ہم کو

اللہ تعالیٰ کا کتنا سخت عذاب ہوگا دوسرے نے کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے وسیع ہونے کی امید رکھتے ہیں اس سے اس عورت کو سکھا دیا اس عورت نے وہ اسم پڑھا اور آسمان کی طرف اڑ گئی اس کے چڑھنے کی وجہ سے ایک فرشتہ خوف زدہ ہوا جو آسمان میں سے اس نے اپنا سر جھکایا اور اب تک نہیں بیٹھا اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو مسخ کر دیا تو وہ ستارہ بن گئی۔

(۳۲) امام اسحاق بن راہویہ اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ زہرہ پر لعنت کرے کیونکہ یہ وہی عورت تھی جس نے ہاروت اور ماروت دونوں فرشتوں کو فتنہ میں ڈالا۔

(۳۳) عبد بن حمید اور حاکم نے ابو العباس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زہرہ اپنی قوم میں ایک عورت تھی اس کو اپنی قوم میں بدبخت کہا جاتا تھا۔

(۳۴) عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بلاشبہ وہ عورت جس نے فرشتوں کو فتنہ میں ڈالا تھا مسخ کر دی گئی وہ یہ سرخ ستارہ ہے یعنی زہرہ۔

دو فرشتوں کی آزمائش

(۳۵) موحد بن عبد الرزاق، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے (العقوبات میں) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الشعب میں ثوری سے موسیٰ بن عقبہ سے سالم سے ابن عمر اور کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ملائکہ نے بنی آدم کے اعمال اور ان کے گناہوں کا ذکر کیا ان سے کہا گیا کہ اگر تم ان کی جگہ پر ہوتے تو تم بھی انہیں کی طرح گناہ کرتے اب تم اپنے میں دو کو چن لو انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چن لیا ان دونوں سے کہا گیا کہ میں تم کو بنی آدم کی طرف رسول بنا کر بھیجوں گا لیکن میرے اور تمہارے درمیان کوئی رسول نہیں میں تم دونوں کو اتارتا ہوں میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، زنا نہ کرنا اور شراب نہ پینا۔ کعب نے فرمایا کہ اللہ کی قسم اس دن کی شام ابھی نہ ہوئی تھی جس میں ان کو اتارا گیا تھا یہاں تک کہ ان سب کاموں کو کر لیا جن سے ان کو منع کیا گیا تھا۔

(۳۶) حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے طریق سے روایت کیا کہ حمراء طلوع ہوگئی بعد اس کے جب اس کو دیکھا تو فرمایا نہیں ہے خوش آمدید پھر فرمایا کہ فرشتوں میں سے دو فرشتے ہاروت اور ماروت نے اللہ تعالیٰ سے زمین پر اترنے کا سوال کیا وہ دونوں زمین پر اتر گئے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتے تھے جب شام ہوتی تو کلمات پڑھ کر آسمان کی طرف چڑھ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے خوبصورت لوگوں میں سے ان کے مشابہ ایک عورت کو بنا دیا اور ان دونوں میں شہوت بھی ڈال دی ان دونوں نے اس سے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور ان کے دلوں میں (اس عورت کی محبت) ڈال دی گئی وہ برابر اس سے (بات چیت) کرتے رہے یہاں تک کہ اس عورت نے ایک مقررہ وقت کا وعدہ ان سے کر لیا وہ عورت اپنے مقررہ وقت پر ان کے پاس آ گئی تو اس نے کہا مجھے وہ کلمات سکھا دو جس کے ذریعہ تم اوپر کو چڑھتے ہو انہوں نے وہ کلمات اس کو سکھا دیئے اس نے وہ کلمات پڑھے اور آسمان کی طرف چڑھ گئی (وہاں پہنچ کر) وہ مسخ ہوگئی اور (ستارہ) بنا دی گئی۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب شام ہوئی تو ان دونوں نے وہ کلمہ پڑھا تو نہ چڑھ سکے

(پھر) ان دونوں کی طرف یہ پیغام بھیجا گیا اگر تم چاہوں تو آخرت کا عذاب (لے لو) یا چاہو تو قیامت تک دنیا کا عذاب (بھگت لو) ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم دنیا کے عذاب کو ایک لاکھ گنا (بھی) اختیار کریں گے۔ اس لئے ان دونوں کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا۔

(۳۷) ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں ایک سفر میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ اترا جب رات ہوئی تو انہوں نے اپنے غلام سے فرمایا دیکھ لے کیا حمراء (ستارہ) طلوع ہوگیا۔ اس کا طلوع ہونا مبارک نہ ہو اور نہ اللہ تعالیٰ اس کو زندہ رکھے وہ فرشتوں کی ساتھی تھی (کہ دونوں کو مبتلا کیا) فرشتوں نے کہا بنی آدم کی نافرمانیوں کو آپ کس طرح چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ وہ حرام خون کو بہاتے ہیں۔ اور تیری حرام کردہ چیزوں سے تجاوز کرتے ہیں۔ اور زمین میں فساد مچاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو شہوت میں مبتلا کیا ہے۔ شاید کہ اگر میں تم کو شہوات میں مبتلا کر دوں جیسا کہ میں نے ان کو مبتلا کیا ہے۔ تو تم بھی ان کی طرح کرو گے کہنے لگے نہیں (ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے فرشتوں میں سے دو کو چن لو۔ تو انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے فرمایا میں تم کو زمین کی طرف اتارنے والا ہوں اور تم سے وعدہ لینے والا ہوں کہ تم شرک نہ کرنا، زنا نہ کرنا اور خیانت بھی نہ کرنا ان دونوں کو زمین پر اتار دیا اور ان پر شہوت کو ڈال دیا اور ان کے پاس خوبصورت عورت کی شکل میں زہرہ کو پیش کیا وہ ان کے سامنے نہ آئی تو ان دونوں نے اس کا ارادہ کیا وہ کہنے لگی کہ میں ایک دین پر ہوں کہ جب تک کوئی میرے دین کا پیروکار نہ ہو۔ میرے پاس نہیں آسکتا۔ انہوں نے پوچھا تیرا دین کیا ہے؟ کہنے لگی مجوسی (آگ پرست) انہوں نے کہا کیا ہم شرک کریں؟ یہ وہ چیز ہے جس کا ہم اقرار نہیں کر سکتے پھر وہ ان سے دور رہی جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر وہ ایک دن ان کے سامنے آئی تو ان دونوں نے اس کا ارادہ کیا کہنے لگی جو کچھ تم چاہتے ہو (اس میں کوئی رکاوٹ نہیں) سوائے اس کے کہ میرا شوہر ہے اور میں ناپسند کرتی ہوں کہ اس کو اس معاملہ کی خبر لگ جائے اور وہ بدنام ہو جائے۔ اگر تم دونوں میرے دین کا اقرار کرتے ہو اور یہ شرط بھی ہوگی کہ تم مجھے آسمان کی طرف لے جاؤ گے تو یہ تمہاری خواہش پوری ہو سکتی ہے (ان دونوں نے) اس کے دین کا اقرار کر لیا۔ اور جو چاہتے تھے وہ مطلب سے پورا کیا پھر اس کو ساتھ لے کر آسمان کی طرف چڑھ گئے جب آسمان پر پہنچے تو ان دونوں میں سے اس عورت کو اچک لیا گیا اور ان دونوں کے پر کاٹ دیئے گئے جس سے وہ دونوں ڈرتے ہوئے شرمندہ ہوتے اور روتے ہوئے نیچے گر گئے زمین میں ایک نبی تھے جو وہ جمعوں کے درمیان دعا کرتے تھے جب جمعہ کا دن ہوتا تو اس کی دعا قبول ہو جاتی۔ ان دونوں نے (آپس میں) کہا کہ ہم فلاں نبی کے پاس جائیں اور ان سے ہم سوال کریں تو وہ ہمارے لئے توبہ کی طلب کرے (شاید توبہ قبول ہو جائے) وہ دونوں ہی نبی کے پاس آئے تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے کس طرح زمین والے آسمان والے کے لیے معافی طلب کریں انہوں نے کہا ہم آزمائش میں ڈالے گئے ہیں انہوں نے کہا تم دونوں میرے پاس جمعہ کے دن آؤ وہ دونوں آئے تو انہوں نے کہا کہ تمہارے بارے میں کوئی جواب نہیں دیا گیا دوسرے جمعہ میرے پاس آؤ (پھر) وہ دونوں آئے تو اس نبی نے فرمایا تم دونوں اختیار کر لو تم کو اختیار دیا گیا ہے اگر تم دنیا کی معافی اور آخرت کے عذاب کو اختیار کرو۔ اور اگر تم دنیا کے عذاب کو پسند کر لو تو قیامت کے دن اللہ کے حکم پر ہو گے۔ ان دونوں میں سے ایک

نے کہا کہ دنیا تھوڑی سی گزری ہے (اور بہت باقی ہے) دوسرے نے کہا افسوس ہے تجھ پر پہلی بات میں میں نے تیری اطاعت کی ہے اب تو میری اطاعت کر۔ (دنیا کا) عذاب فنا ہونے والا ہے باقی رہنے والے عذاب کی طرح نہیں ہے۔ (دوسرے نے پھر) کہا قیامت کے دن بے شک ہم اللہ کے حکم پر ہوں گے میں ڈرتا ہوں کہ وہ ہم کو عذاب دے، پہلے نے کہا نہیں (عذاب نہیں ہوگا میں امید کرتا ہوں) اگر اللہ تعالیٰ نے جان لیا کہ ہم نے دنیا کے عذاب کو اختیار کرلیا آخرت کے عذاب سے ڈرتے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہم پر دونوں (عذابوں) کو جمع نہیں فرمائے گا۔ (پھر) انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔ ان کو آگ سے بھرے ہوئے پرانے کنویں یعنی لوہے کی چرخیوں میں جکڑ کر الٹا لٹکا دیا گیا جو ان کو اوپر لے جاتی ہیں اور نیچے لے جاتی ہیں۔ ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند جید ہے یہ روایت معاویہ بن صالح عن نافع کی سند سے زیادہ اثبت اور واضح ہے۔

(۳۸) امام ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب بنی آدم کے لوگوں میں گناہ اور اللہ کے ساتھ کفر کا ارتکاب ہوا تو آسمان میں فرشتوں نے کہا کہ اے اس عالم کو پالنے والے آپ نے ان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیا تھا اور یہ لوگ ان (گناہوں) میں پڑ گئے۔ اور کفر کرنے جانوں کو ناحق قتل کرنے۔ حرام مال کے کھانے، زنا اور چوری اور شراب کے پینے کا ارتکاب کرلیا انہوں نے ان پر بددعا کرنی شروع کی اور ان کو معذور نہ سمجھتے تھے۔ ان سے کہا گیا کہ وہ غیب میں ہیں اس لئے ان کو تم ملامت نہ کرو ان سے کہا گیا تم اپنے میں سے افضل ترین فرشتوں کو چن لو میں ان کو چند چیزوں کا حکم کروں گا اور (چند چیزوں سے) روکوں گا انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چنا اور دونوں زمین پر اترے اللہ تعالیٰ نے ان میں بنی آدم جیسی شہوات رکھ دی اور ان کو حکم کیا کہ (صرف) اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ان کو کسی حرام کردہ جان کے قتل کرنے سے اور حرام کا مال کھانے زنا کرنے اور شراب پینے سے بھی روکا گیا یہ فرشتے ایک زمانہ تک زمین پر رہے لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کرتے تھے یہ ادریس (علیہ السلام) کا زمانہ تھا۔ اس زمانہ میں ایک عورت تھی جس کا حسن عورتوں میں ایسا تھا جتنا سارے ستاروں میں زہرہ کا حسن تھا یہ دونوں اس (عورت) کے پاس آئے اور اس کی محبت میں گرفتار ہو کر اس کی ہر بات مان لی اور اس سے مطلب براری کا اظہار کیا۔ (یعنی زنا کا ارادہ کیا) اس نے انکار کیا مگر اس صورت میں کہ وہ دونوں اس کے دین کو قبول کرلیں۔ انہوں نے اس سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا تو اس نے ان دونوں کے لیے ایک بت نکالا کہ تم اس کی عبادت کرو انہوں نے کہا اس کی عبادت کی ہم کو کوئی ضرورت نہیں۔ وہ دونوں چلے گئے اور ٹھہرے رہے جب تک اللہ پاک نے چاہا پھر دونوں آئے اور اپنی خواہش نفس کا ارادہ کیا اس عورت نے پہلے کی طرح کہا (پھر) دونوں واپس چلے گئے کچھ وقت بعد پھر لوٹ کر آئے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا جب اس عورت نے دیکھا کہ بت کی عبادت سے انکار کرتے ہیں تو کہنے لگی کہ تین چیزوں میں سے ایک چیز کو اختیار کرلو۔ یا اس بت کی عبادت کرو یا اس آدمی کو قتل کردو یہ شراب پی لو۔ انہوں نے کہا یہ تینوں کام حلال نہیں ہیں۔ مگر شراب ان میں سے زیادہ آسان ہے۔ انہوں نے اس میں سے پی لیا۔ (نشہ میں آکر) دونوں عورت پر واقع ہوگئے پھر ڈرنے لگے کہ یہ شخص لوگوں کو ہمارے کام کی خبر نہ دے دے تو اس کو بھی قتل کردیا۔ جب ان سے نشہ اترا تو ان کو معلوم ہوا کہ ہم سے خطا واقع ہو چکی ہے۔ تو انہوں نے آسمان کی

طرف چڑھنے کا ارادہ کیا مگر نہ چڑھ سکے اس وقت فرشتوں پر ان کا راز کھل گیا تو فرشتوں کو ان کے گناہ میں واقع ہونے سے تعجب ہوا۔ اور فرشتوں نے جان لیا کہ جو غیب میں ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا کم ہوتا ہے اس کے بعد سے فرشتوں نے زمین میں رہنے والوں کے لیے استغفار کرنا شروع کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت: والملئکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض (اور فرشتے) اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں ہر اس کے لیے جو زمین میں ہے (اب) ان سے کہا گیا کہ دنیا کے عذاب یا آخرت کو اختیار کر لو کہنے لگے کہ دنیا کا عذاب تو ختم ہونے والا ہے اور آخرت کا عذاب ختم نہیں ہوگا اس لئے انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔ ان دونوں فرشتوں کا بابل میں عذاب ہو رہا ہے۔

(۳۹) امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ آسمان دنیا کے رہنے والوں نے زمین پر رہنے والوں کو اوپر سے جھانک کر دیکھا کہ وہ گناہ کر رہے ہیں انہوں نے عرض کیا اے ہمارے رب زمین والے گناہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ ہو اور وہ مجھ سے غائب ہیں پھر ان سے کہا گیا کہ اپنے میں سے تین کو چن لو انہوں نے تین کو چن لیا کہ وہ زمین کی طرف اتریں گے زمین والوں کے درمیان فیصلے کریں گے اور انسانوں جیسی شہوت ان کے اندر ڈال دی گئی۔ اور ان کو حکم دیا گیا کہ شراب نہ پینا کسی جان کو (ناحق) قتل نہ کرنا۔ زنا نہ کرنا اور بتوں کو سجدہ نہ کرنا۔ ان میں سے ایک نے (جانے سے) معذرت کر لی (پھر) دو فرشتے زمین پر اترے ایک خوبصورت عورت ان کے پاس آئی جس کو اناھلیہ کہا جاتا تھا وہ دونوں اس کی محبت میں گرفتار ہو گئے دونوں اس کے مکان پر آئے اور اس سے اپنی خواہش کا ارادہ کیا اس عورت نے ان کو کہا نہیں (یہ تمہاری) خواہش پوری نہ ہوگی یہاں تک کہ تم میری شراب پیو۔ میرے پڑوسی کے بیٹے کو قتل کرو اور میرے بت کو سجدہ کرو اور انہوں نے کہا ہم سجدہ نہیں کریں گے۔ اور انہوں نے شراب پی لی پھر اس (نوجوان) کو قتل کر دیا پھر بت کے سامنے سجدہ بھی کر لیا۔ آسمان والوں نے ان کی طرف جھانک کر دیکھا وہ عورت ان سے کہنے لگی کہ تم مجھ کو وہ کلمہ بتاؤ کہ جب تم اس کو کہتے ہو تو اوپر چڑھ جاتے ہو انہوں نے وہ کلمہ اس کو بتا دیا وہ اوپر چڑھ گئی اللہ تعالیٰ نے اسے ستارہ بنا دیا اور یہ زہرہ ستارہ وہی عورت ہے۔ حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کو ان کے پاس بھیجا گیا (پھر) ان کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا (اور) دونوں آسمان اور زمین کے درمیان لٹکے ہوئے ہیں۔

(۴۰) امام ابن جریر نے ابو عثمان النہدی سے حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابن عباس رضی اللہ عنہما دونوں حضرات سے روایت کیا کہ جب اولاد آدم کثیر ہو گئی اور انہوں نے نافرمانیاں کیں تو زمین اور پہاڑوں کے فرشتوں نے بددعا کی (اور کہا) کہ اے ہمارے رب ان کو مہلت نہ دے (یعنی ان پر فوراً عذاب نازل فرما دے) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی طرف وحی بھیجی کہ میں نے تمہارے دلوں سے شہوت اور شیطان کو دور کر دیا ہے اور اگر میں تم کو محفوظ نہ رکھتا (یعنی ان چیزوں کو نہ روکتا) تو تم بھی ایسا ہی کرتے ان کے دلوں میں یہ بات آئی کہ اگر وہ (کسی آزمائش میں) مبتلا کیے گئے تو وہ (نافرمانی سے) بچے رہیں گے اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ تم اپنے افضل فرشتوں میں دو کو چن لو۔ انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چن لیا (پھر) ان کو زمین کی طرف اتارا گیا۔ ان کی طرف زہرہ اہل فارس کی عورت کی صورت میں اتری جس کو بیدخت کہا جاتا تھا ان دونوں فرشتوں نے اس عورت کے

ساتھ بدکاری کی جب ان دو فرشتوں سے بدکاری ہوئی (پھر) ملائکہ ایمان والوں کے لیے استغفار کرنے لگے (پھر) دنیا اور آخرت کے عذاب کا ان کو اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

(۴۱) عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، اور ابن المنذر نے زہری کے طریق سے عبیداللہ بن عبداللہ رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں نقل فرمایا کہ یہ دو فرشتے تھے جو لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے اتارے گئے تھے اور یہ اس وجہ سے کہ فرشتے بنی آدم کے احکام کا مذاق اڑاتے تھے ایک عورت ان کی طرف مقدمہ لے گئی تو وہ دونوں اس کی وجہ سے ڈر گئے (پھر) وہ اوپر چڑھ گئے بالآخر ان کے آسمان کی طرف چڑھنے کے درمیان اس عورت کا مسئلہ آڑے آ گیا (کہ نہ کر لیجئے) اور اس کو عذاب دنیا اور آخرت کے عذاب کے درمیان اختیار دیا گیا تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

(۴۲) سعید بن منصور نے خصیف رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں مجاہد رحمہ اللہ علیہ کے ساتھ تھا ہمارے پاس سے قریش میں سے ایک آدمی گزرا مجاہد نے اس سے کہا کہ تو نے اپنے باپ سے کیا سنا؟ اس نے کہا میں نے اپنے باپ سے سنا کہ جب ملائکہ نے بنی آدم کے برے اعمال کو دیکھا کیونکہ انسانوں کا کوئی عمل فرشتوں سے چھپا ہوا نہ تھا تو فرشتے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بنی آدم کی طرف دیکھو کہ وہ اس اس طرح (برے) اعمال کرتے ہیں کس چیز نے ان کو اللہ تعالیٰ پر جرأت دی فرشتے انسانوں کے عیوب بیان کرتے اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا میں نے سن لیا جو کچھ تم بنی آدم کے بارے میں کہتے ہو اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو اور وہ زمین پر اتارے جائیں گے ان میں بنی آدم کی شہوت رکھی جائے گی انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا اور کہنے لگے اے ہمارے رب کہ ان دونوں کی مثل ہمارے درمیان کوئی نہیں ہے دونوں زمین کی طرف اتر گئے اور ان میں بنی آدم کی شہوت ڈال دی گئی اور زہرہ ستارہ ایک عورت کی شکل میں پیش کی گئی جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ اور ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں پر شہوت چھا گئی۔ جب انہوں نے آسمان کی طرف اڑنے کا ارادہ کیا تو نہ اڑ سکے ان کے پاس ایک فرشتہ آیا اور کہنے لگا کہ تم نے یہ کیا کر دیا ہے۔ (اب) تم دنیا کے عذاب کو یا آخرت کے عذاب کو چن لو۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا کہ میں دنیا میں عذاب دیا جاؤں پھر (دنیا میں) عذاب دیا جاؤں مجھے نہ زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ میں آخرت میں ایک گھڑی عذاب دیا جاؤں (اب) وہ دونوں زنجیروں میں الٹے لٹکے ہوئے ہیں اور دونوں آزمائش میں ڈوب گئے۔

(۴۳) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو ملائکہ کی طرف کھول دیا تو وہ بنی آدم کے اعمال کی طرف دیکھنے لگے جب انہوں نے ان کو گناہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے اے ہمارے رب یہ آدم کی اولاد جن کو آپ نے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اپنے فرشتوں کو اس کے لیے سجدہ کرایا۔ اس کو ہر چیز کے نام سکھائے وہ گناہ کا کام کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم ان کی جگہ پر ہوتے تو تم بھی ان کی طرح (برے) اعمال کرتے۔ کہنے لگے آپ کی ذات پاک ہے ہم کو (گناہ کرنا) لائق نہیں ہے۔ ان کو حکم دیا گیا کہ تم دو فرشتوں کو چن لو جو زمین کی طرف اتارے جائیں گے انہوں نے ہاروت اور ماروت کو چن لیا اور ان کو زمین کی طرف اتارا گیا اور ان کے لیے ہر چیز حلال کر دی گئی سوائے اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک

نہ کرو گے چوری نہیں کرو گے۔ زنا نہیں کرو گے۔ شراب نہ پیو گے۔ اور کسی جان کو قتل نہ کرو گے جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ مگر حق کے ساتھ (اب) ان کے سامنے ایک عورت پیش کی گئی۔ جس کو آدھا حسن دیا گیا تھا جس کو بیدخت کہا جاتا تھا جب انہوں نے اس کو دیکھا تو اس سے خواہش نفس کا ارادہ کیا کہنے لگی یہ ممکن نہیں مگر یہ کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرو شراب پیو کسی جان کو (ناحق) قتل کرو اور اس بت کو سجدہ کرو انہوں نے اس سے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کریں گے ایک نے دوسرے سے کہا اس کی طرف واپس لوٹ جاؤ۔ وہ کہنے لگی نہیں (تمہارا مقصد پورا نہیں کروں گی) مگر یہ کہ تم شراب پی لو تو دونوں نے پی لی یہاں تک کہ مدہوش ہو گئے۔ ان کے پاس ایک مانگنے والا آیا انہوں نے اس کو قتل کر دیا جب ان فرشتوں سے سب کچھ ہو گیا اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے لئے آسمان کو کھول دیا کہنے لگے آپ کی ذات پاک ہے آپ زیادہ جاننے والے ہیں سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ ان دونوں کو دنیا کا عذاب یا آخرت کے عذاب کا اختیار دے دو۔ تو انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کر لیا اور ان کو بختی اونٹ کی گردنوں کی طرح ان کے ٹخنوں سے گردنوں تک بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ اور ان کو بابل (شہر) میں یہ سزا دی گئی۔

(۴۴) امام ابن ابی الدنیا نے ذم الدنیا میں اور بیہقی نے الشعب میں حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا سے ڈرو کیونکہ وہ ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔

(۴۵) الخطیب نے مالک سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے بھائی عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: اے حواریوں کے گروہ دنیا سے ڈرو یہ تم پر جادو نہ کر دے اللہ کی قسم ہاروت و ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔ اور تم جان لو کہ بلا شبہ دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے اور ہر ایک کے ان دونوں میں سے بیٹے ہیں سو تم دنیا کے بیٹے نہ بنو آخرت کے بیٹے بنو آج کا دن عمل کا ہے حساب نہیں ہے۔ اور کل حساب ہوگا عمل نہیں ہوگا۔

(۴۶) حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا سے ڈرو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے وہ ہاروت و ماروت سے زیادہ جادو کرنے والی ہے۔

(۴۷) امام ابن جریر نے ربیع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب بنی آدم میں سے لوگ گناہوں میں اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر میں واقع ہو گئے تو فرشتوں نے آسمان میں کہا: اے اس عالم کے رب آپ نے ان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا فرمایا تھا مگر وہ کفر پر سوار ہو گئے اور جانوں کو قتل کر رہے ہیں حرام مال کھا رہے ہیں چوری زنا اور شراب نوشی کر رہے ہیں تو انہوں نے ان پر بددعا کرنا شروع کر دی اور ان کو معذور نہیں سمجھا۔ فرشتوں سے کہا گیا کہ یہ غیب میں ہیں انہوں نے انسانوں کا عذر قبول نہ کیا ان سے کہا گیا کہ اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو میں ان کو اپنے حکموں کے ساتھ حکم کروں گا اور ان کو اپنی نافرمانی سے روکوں گا انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا ان کو زمین کی طرف اتار دیا گیا اور ان میں بنی اسرائیل جیسی شہوات رکھ دی گئیں اور ان کو حکم کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ان کو روک دیا گیا کہ کسی جان کو قتل نہ کرو جس کا قتل کرنا حرام

ہے۔ اور حرام مال نہ کھانا اور چوری نہ کرنا زنا نہ کرنا اور شراب نہ پینا اور وہ اس (عہد) پر زمین میں ایک زمانے تک رہے لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے اور یہ ادریس (علیہ السلام) کا زمانہ تھا۔

زہرہ نامی عورت کا حسن

اس زمانہ میں ایک عورت تھی جو سارے لوگوں میں اس کا حسن ایسا تھا جیسے ستاروں میں زہرہ کا حسن ہے۔ اس نے ان کے پاس آنے سے انکار کر دیا۔ تو دونوں اس کی ہر بات کے سامنے جھک گئے اور اس سے خواہش نفس کا ارادہ کیا اس نے انکار کیا کہ جب تک تم میرے حکم اور میرے دین پر نہ آ جاؤ گے (میں تمہارے پاس نہ آؤں گی) انہوں نے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اس نے ایک بت نکالا اور کہنے لگی کہ میں اس کی عبادت کرتی ہوں انہوں نے کہا کہ ہمیں اس کی عبادت کی کوئی ضرورت نہیں (یہ کہہ کر) چلے گئے اور صبر کیا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر اس کے پاس آئے اور اس کی باتوں کو تسلیم کر لیا اور اس سے خواہش نفس کا ارادہ کیا کہنے لگی یہ ممکن نہیں جب تک اس دین کو اختیار نہ کرو جس پر میں ہوں انہوں نے کہا اس کی عبادت کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔

جب اس نے دیکھا کہ وہ بت کی عبادت سے انکار کر رہے ہیں تو کہنے لگی کہ تین باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کر لو یا بت کی عبادت کر دیا ایک شخص کو قتل کر دو یا اس شراب کو پی لو کہنے لگے کہ یہ ایک (کام) ہمارے لائق نہیں لیکن شراب پینا آسان ہے۔ دونوں نے شراب کو پی لیا یہاں تک کہ جب بے ہوشی طاری ہوگئی تو اس عورت پر واقع ہو گئے ایک شخص ان کے پاس سے گزرا جبکہ یہ بدکاری میں مشغول تھے وہ اس بات سے ڈرے کہ یہ ہمارا راز فاش نہ کر دے اس کو قتل کر دیا۔

جب ان سے نشہ دور ہوا تو ان کو گناہوں میں واقع ہونے کا پتہ چلا اب انہوں نے آسمان کی طرف چڑھنے کا ارادہ کیا مگر نہ چڑھ سکے اور ان کے اور آسمان کے فرشتوں کے درمیان پڑا پردہ اٹھا تو فرشتوں نے ان کے گناہوں میں واقع ہونے کو دیکھا اور جان لیا کہ جو شخص غیب میں ہوتا ہے اس میں اللہ کا خوف کم ہوتا ہے۔ پھر انہوں نے زمین والوں کے لیے استغفار کرنا شروع کر دیا جب وہ گناہوں میں واقع ہو گئے تو ان سے کہا گیا کہ دنیا کے عذاب کو یا آخرت کے عذاب کو اختیار کر لو کہنے لگے دنیا کا عذاب (ایک دن) ختم ہو جائے گا۔ اور آخرت کا عذاب ختم نہ ہوگا اس لئے انہوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا اور ان کو بابل شہر میں عذاب دیا گیا۔

(۴۸) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا کہ ہاروت اور ماروت زمین کی طرف اتارے گئے۔ جب ان کے پاس کوئی آتا جادو سیکھنے کے لیے تو اس کو سختی کے ساتھ منع کرتے تھے اور اس کو کہتے تھے کہ ہم آزمائش ہیں تم کفر نہ کرو اور یہ اس وجہ سے کہ انہوں نے خیر، شر، کفر اور ایمان کو جان لیا اور انہوں نے یہ بھی جان لیا کہ جادو کفر میں سے ہے۔ جب کوئی آدمی (بات ماننے سے) انکار کر دیتا تو وہ دونوں فرشتے اس کو حکم کرتے کہ فلاں جگہ میں آ جائے۔ جب وہ ان کے پاس آتا تو شیطان کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا اور وہ اس کو (جادو) سکھا دیتا اور اگر اس (جادو) کو سیکھ لیتا تو (ایمان کا) نور اس سے نکل جاتا اور وہ اس کی طرف دیکھتا جو آسمان میں پھیلا ہوا ہوتا۔

جادو سے متعلق ایک عورت کا واقعہ کا بیان

(۴۹) امام ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے السنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ دومۃ الجندل کے رہنے والوں میں سے ایک عورت میرے پاس آئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی وفات کے فوراً بعد آپ سے جادو کے متعلق پوچھنے کے لیے آئی تھی جس پر ان سے عمل نہیں کیا تھا کہنے لگی میرا شوہر تھا جو مجھ سے غائب ہو گیا میرے پاس ایک بڑھیا آئی تو میں نے اس سے شکایت کی وہ کہنے لگی اگر تو وہ کام کرے جو میں تجھ کو حکم کروں تو میں اس کو تیرے پاس لے آؤں گی۔ جب رات ہوئی تو وہ میرے پاس دو کالے کتے لے آئیں ایک پر میں سوار ہوئی اور دوسرے پر وہ (عورت) سوار ہوئی کچھ وقت گزرا کہ ہم بابل پہنچ گئے اچانک میں نے دو آدمی دیکھے جو (الٹے) لٹکے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا تو کس لئے آئی ہے۔ میں نے کہا کیا تم جادو جانتے ہو انہوں نے کہا ہم آزمائش ہیں تو کفر نہ کر۔ اور واپس لوٹ جا میں نے انکار کیا اور کہا نہیں (میں واپس نہیں جاؤں گی) انہوں نے کہا اس تنور کی طرف چلی جا اس میں پیشاب کر لے پھر آ جا میں چلی گئی میری کھال کانپ رہی تھی اور میں ڈر رہی تھی پھر میں اس کے پاس لوٹ آئی میں نے کہا میں نے ایسا کر لیا ہے انہوں نے کہا تو نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی کہنے لگے تم نے جھوٹ بولا تو نے (پیشاب) نہیں کیا۔ اپنے شہر واپس چلی جا اور کفر نہ کر، بلاشبہ تو اپنے دین پر ہے میں نے (واپس جانے سے) انکار کیا۔

پھر انہوں نے کہا اس تنور کی طرف چلی جا اور اس میں پیشاب کر دے میں گئی اور اس میں پیشاب کر دیا میں نے ایک گھڑسوار کو دیکھا جو لوہے کے ساتھ اپنے چہرہ کو ڈھانپے ہوئے تھا جو مجھ سے نکلا یہاں تک کہ آسمان میں چلا گیا اور مجھ سے غائب ہو گیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ میں ان کے پاس آئی اور کہا کہ میں نے پیشاب کر لیا انہوں نے کہا تو نے کیا دیکھا؟ میں نے کہا کہ میں نے ایک گھڑسوار کو دیکھا لوہے کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپے ہوئے تھا جو مجھ سے نکلا اور آسمان میں چلا گیا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غائب ہو گیا کہنے لگے تو نے سچ کہا یہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا اب تو چلی جا میں نے اس عورت سے کہا اللہ کی قسم مجھے تو کوئی چیز معلوم نہیں ہوئی اور انہوں نے مجھ سے کچھ بھی نہیں کہا۔ اس بوڑھی عورت نے کہا اگر تو معلوم کرنا چاہتی ہے۔ تو یہ گندم لے اور اس کو بو دے میں نے بو دیا پھر مجھے کہا گیا اس کو دیکھ بھال کر پھر کہا گیا اس کو کاٹ دے تو میں نے کاٹ دیا پھر مجھے کہا گیا اسے صاف کر میں نے صاف کر دیا۔ پھر مجھے کہا گیا اس کو خشک کر تو میں نے اس کو خشک کر دیا پھر مجھے کہا گیا اس کو پیس دے تو میں نے پیس دیا پھر مجھ سے کہا گیا اس کی روٹی پکا تو میں نے روٹی پکا دی۔ جب میں دیکھا کہ میں نے کوئی چیز اٹھاتی ہوں مگر وہ میرے ہاتھ میں سے گر جاتی ہے اور اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم میں شرمندہ ہوں نہ پہلے میں نے کبھی یہ کام کیا اور نہ آئندہ کروں گی۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے پوچھا اور وہ (صحابہ) اس دن کثیر تعداد میں تھے مگر کسی نے اس کو جواب نہ پایا۔ اور ہر ایک اس بارے میں فتویٰ دینے سے ڈرتا تھا جس کے بارے میں وہ اس کو نہ جانتا ہو مگر یہ کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور بعض دوسرے لوگ جو ان کے پاس تھے انہوں نے اس سے کہا کہ اگر تیرے والدین زندہ ہوتے یا ان دونوں میں سے ایک بھی زندہ ہوتا تو تیرے لئے کافی ہوتے۔ (یعنی تمہارے اس جواب میں کفایت کرتے)

(۵۰) امام ابن المنذر نے اوزاعی کے طریق سے ہارون بن رباب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں عبدالملک بن مروان کے پاس آیا اور اس کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کے لیے تکیہ لگایا گیا تھا اور وہ اس پر ٹیک لگائے ہوئے تھا۔ انہوں نے کہا یہ وہ آدمی ہے جس نے ہاروت و ماروت سے ملاقات کی ہے۔ میں نے کہا یہ شخص کہا ہاں! میں نے (اس آدمی) سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم فرمائے ہم سے (واقعہ) بیان کر اس نے بیان کرنا شروع کیا اور وہ (اپنے) آنسوؤں پر قابو نہ پاسکا (یعنی اس کے آنسو بہتے رہے) کہنے لگا کہ میں نوعمر لڑکا تھا اور میں نے اپنے باپ کو نہیں پایا اور میری ماں تھی جو مجھ کو میری ضرورت کے مطابق مال دیتی تھی میں اس کو خرچ کرتا تھا اس کو ضائع کرتا تھا میری ماں اس کے بارے میں مجھ سے نہیں پوچھتی تھی (کہ تو نے مال کہاں خرچ کیا) جب عرصہ دراز گزر گیا اور والدہ بوڑھی ہوگئی تو میں نے اس بات کو پسند کیا کہ میں اس بارے میں جان لوں کی یہ اموال میری ماں کے پاس کہاں سے آتا تھا میں نے ایک دن اس سے کہا کہ یہ اموال تیرے پاس کہاں سے آتا ہے کہنے لگی کہ اے میرے بیٹے کھا اور مزے کر اور اس بات میں سوال نہ کر یہ تیرے لئے بہتر ہے میں نے اس پر اصرار کیا تو کہنے لگی کہ تیرا باپ جادوگر تھا میں برابر پوچھتا رہا اور اصرار کرتا رہا اس نے مجھے اس گھر میں داخل کر دیا جس میں بہت مال تھا۔ کہنے لگی اے میرے بیٹے یہ سارا تیرے لئے ہے کھا اور مزے کر اور اس بارے میں سوال نہ کر میں نے کہا میں ضرور جانوں گا کہ یہ (مال) کہاں سے آیا۔

(پھر) کہنے لگی کہ اے میرے بیٹے کھا اور مزے کر اور (اس بارے میں) سوال کر یہ تیرے لئے بہتر ہے میں نے (پھر) اس پر اصرار کیا تو کہنے لگی کہ تیرا باپ جادوگر تھا اور یہ اموال اس نے جادو سے جمع کئے۔ کہنے لگا میں نے کھایا جو کچھ میں نے کھایا اور گزر چکا جو کچھ گزر چکا پھر میں نے سوچا کہ عنقریب یہ مال ختم ہو جائے گا۔ سو مجھے چاہئے کہ میں بھی جادو کو سیکھوں اور (مال) جمع کردوں جیسے میرے باپ نے جمع کیا تھا۔ میں نے اپنی ماں سے کہا میرے باپ کے زمین والوں میں سے کون سے لوگ خاص اور اس کے دوست تھے کہنے لگے فلاں آدمی جو اس مکان میں ہے میں تیار ہو کر اس کے پاس آیا اور اس کو سلام کیا اس نے کہا کون آدمی ہے؟ میں نے کہا فلاں کا بیٹا ہوں جو تیرے دوست تھے اس نے خوش آمدید کہا (اور کہا) کس لئے آئے ہو تیرے باپ نے اتنا مال چھوڑا ہے (اب تجھے کس کی طرف کوئی حاجت نہیں ہوگی۔ میں نے کہا میں تیرے پاس جادو سیکھنے آیا ہوں کہنے لگا اے میرے بیٹے اس کا ارادہ نہ کر اس میں خیر نہیں میں نے کہا میں ضرور سیکھوں گا اس نے کہا اس نے مجھ کو قسم دی اور اصرار کیا کہ اس کو طلب نہ کر اور اس کا ارادہ نہ کر میں نے کہا میں ضرور سیکھوں گا۔

کہنے لگا اچھا جب تو بات نہیں مانتا تو اب چلا گیا اور جب فلاں دن ہو تو مجھ کو یہاں مل جانا میں واپس چلا گیا اور وقت مقرر پر پھر اس نے آ کر ملا پھر اس نے مجھ کو قسم دی اور مجھ کو منع کیا اور کہنے لگا کہ سحر کا ارادہ نہ کر اس میں خیر نہیں۔ میں نے انکار کیا جب اس نے دیکھا کہ میں نے (بات ماننے سے) انکار کر دیا ہے تو اس نے کہا میں تجھ کو ایک ایسی جگہ میں داخل کروں گا تو اس میں ضرور اللہ کا ذکر نہیں کرنا۔ (یہ کہہ کر) اس نے مجھے زمین کے نیچے ایک سرنگ میں داخل کر دیا اور محسوس نہ ہوئی تین سو سے زیادہ سیڑھیاں داخل ہوتا چلا گیا (وہاں) دن کی روشنی محسوس نہ ہوئی تھی جب میں انتہائی نیچے پہنچا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ہاروت اور ماروت زنجیروں میں (بندھے ہوئے) ہوا میں لٹکے ہوئے ہیں ان کی آنکھیں ڈھال کی مانند تھی۔ اور ان کے سر کے بارے میں کچھ ذکر کیا گیا جس کو

میں یاد نہیں رکھ سکا اور ان کے دو پر تھے۔ جب میں نے ان دونوں کی طرف دیکھا تو میں نے کہا لا الہ الا اللہ (یہ سن کر) دو اپنے پروں کو سختی کے ساتھ مارے اور کچھ دیر تک زور سے چلائے پھر چپ ہو گئے پھر میں نے کہا لا الہ الا اللہ پھر انہوں نے ایسا ہی کیا پھر میں نے تیسری مرتبہ ایسے ہی کیا پھر انہوں نے ایسے ہی کیا پھر وہ خاموش ہو گئے اور میں بھی خاموش ہو گیا۔ پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہنے لگے آدمی ہے میں نے کہا ہاں! میں نے کہا تمہیں کیا ہوا جب میں نے اللہ کو یاد کیا اور تم نے جو کچھ کیا [illegible] کو ہم نے نہیں سنا جب سے ہم عرش کے نیچے سے نکلے ہیں کہنے لگے کون سی امت سے ہو میں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے کہنے لگے کیا ان کی بعثت ہو گئی؟ میں نے کہا ہاں! کہنے لگے کیا لوگ ایک ہی شخص پر جمع ہو گئے ہیں یا وہ مختلف ہیں۔ میں نے کہا کہ وہ ایک شخص پر جمع ہو گئے ہیں یہ سن کر ان کو تکلیف ہوئی (پھر) کہنے لگے لوگوں کے آپس میں تعلقات کیسے ہیں؟ میں نے کہا برے ہیں اس بات سے وہ دونوں خوش ہوئے۔ پھر کہنے لگے کیا بحیرۃ الطبریہ تک عمارتیں پہنچ گئیں ہیں! میں نے کہا نہیں اس بات سے وہ دونوں غمگین ہوئے پھر وہ چپ ہو گئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا جب میں نے تم کو لوگوں کے ایک شخص پر جمع ہونے کی خبر دی تو یہ بات تم دونوں کو بری لگی؟ کہنے لگے کہ قیامت قریب نہیں ہوگی جب تک لوگ ایک آدمی پر جمع ہیں (پھر) میں نے پوچھا کہ تم کیوں خوش ہوئے جب میں تمہیں ان کا آپس میں اختلاف کی خبر دی۔ کہنے لگے کہ ہمیں (اس سے) قیامت کے قریب ہونے کی امید ہوئی۔ پھر میں نے پوچھا کہ تم کیوں غمگین ہوئے جب میں نے بتایا کہ عمارتیں بحیرہ طبریہ نہیں پہنچیں کہنے لگے کہ قیامت کبھی بھی قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ عمارتیں بحیرہ طبریہ تک پہنچ جائیں میں ان سے کہا مجھ کو نصیحت کرو کہنے لگے کہ اگر تو اس بات کی طاقت رکھے کہ نہ سوئے تو ایسا کر لے" کیونکہ (یہ) کام خوش بختی کا ہے۔

(۵۱) امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہاروت و ماروت کا واقعہ یہ ہے کہ فرشتوں نے بنی آدم کے ظلم پر بڑا تعجب کیا حالانکہ ان کے پاس رسول، کتابیں اور دلائل آ چکے ہیں ان کے رب نے ان سے فرمایا تم اپنے میں سے دو فرشتوں کو چن لو جو زمین میں، بنی آدم کے درمیان فیصلہ کریں گے انہوں نے ہاروت و ماروت کو چن لیا۔ ان کو (زمین پر) اتارنے کے وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم نے بنی آدم کے بارے میں تعجب کیا ان کے ظلم اور ان کی معصیت پر حالانکہ ان کے پاس رسول اور کتابیں ہیں یکے بعد دیگرے آتی تھیں اور میرے اور تمہارے درمیان کوئی پیغام رساں نہیں ہے۔ تم اس طرح اور اس طرح کرنا اور اس طرح کو چھوڑ دینا (پھر) ان کو حکم بھی فرمایا اور منع بھی فرمایا پھر اس بات پر ان کو نیچے اتار دیا۔ ان دونوں ... بڑھ کر فیصلے کئے (اور) وہ دن کو بنی آدم کے درمیان فیصلے کرتے تھے جب شام ہوئی تو اوپر چڑھ جاتے اور وہ فرشتوں کے ساتھ رہتے اور جب صبح ہوتی تو (نیچے) اتر آتے اور انصاف کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر خوبصورت عورت کی شکل میں زہرہ ستارہ ان کے پاس آ یا وہ جھگڑا کرنے لگی انہوں نے اس کے خلاف فیصلہ کر دیا۔

جب وہ عورت چلی گئی تو ہر ایک نے اپنے دل میں (عورت کی محبت کو) پایا ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کیا جیسے میں محسوس کر رہا ہوں تم بھی محسوس کر رہے ہو اس نے کہا ہاں (پھر) ان دونوں نے اس عورت کو بلایا تو ہمارے پاس آ جا ہم تیرے حق میں فیصلہ

کر دیں گے وہ واپس آئی تو انہوں نے اس کے حق میں فیصلہ کر دیا اور اس سے کہا تو ہمارے پاس آ تا جب وہ آئی تو انہوں نے اپنی شرمگاہوں کو اس کے لیے کھول دیا ان کے لوں میں شہوت تو تھی مگر ایسی شہوت نہ تھی جیسے انسانوں میں عورتوں کی شہوت اور لذت ہوتی ہے۔ جب وہ اس کام کو پہنچ گئے اور اس کام کو حلال کر لیا اور ہم نے ان کو فتنے میں ڈال دیا تو وہ زہرہ (عورت) اڑ گئی اور جہاں اس کی جگہ تھی وہاں لوٹ گئی۔ جب شام ہوئی اور وہ اوپر چڑھنے لگی تو ان کو ڈانٹ دیا گیا اور (اوپر چڑھنے کی) اجازت نہیں دی گئی تو ان کے پر ان کو اوپر نہ اٹھا سکے (پھر) انہوں نے بنی آدم میں سے اس آدمی سے مدد کی درخواست کی اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کیجئے اس نے کہا کہ کس طرح زمین والے آسمان والوں کے لیے دعا کریں کہنے لگے کہ ہم نے اپنے رب سے سنا ہے کہ آسمان میں تیرا ذکر خیر کے ساتھ فرما رہے تھے اس نے ان دونوں سے ایک دن دعا کرنے کا وعدہ کیا جب اس نے (وعدہ کے مطابق) دعا کی تو اس کی دعا کو قبول کر لیا گیا اور ان کو دنیا کے عذاب یا آخرت کے عذاب کے بارے میں اختیار دیا گیا کہ جس کو چاہو اختیار کر لو) ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا پھر دونوں نے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آخرت میں اللہ کے عذاب کے گروہ اتنے ہمیشہ ہیں ہاں دنیا کے ساتھ سات مثل (پھر) ان دونوں کو بابل شہر میں جانے کا حکم دیا گیا اور وہاں ان کو عذاب ہوتا ہے اور یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لٹکے ہوئے ہیں لوہے کی زنجیروں میں اور اپنے پر پھیلائے ہوئے ہیں۔

(۵۲) امام زبیر بن بکار نے الموفقیات ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسخ شدہ چیزوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ وہ تیرہ چیزیں ہیں ہاتھی، ریچھ، خنزیر، بندر، بام مچھلی، گوہ، چمگادڑ، بچھو، سیاہ کیڑا، مکڑی خرگوش، سہیل، ستارہ زہرہ ہے۔ پھر پوچھا گیا یا رسول اللہ ان کے مسخ ہونے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاتھی ایک ظالم لواطت کرنے والا شخص تھا کہ کسی خشک یا گیلی چیز کو نہ چھوڑتا تھا اور ریچھ عورت تھی جو لوگوں کو اپنی طرف بلاتی تھی۔ اور خنزیر ان انصاری میں سے تھا جنہوں نے دستر خوان اترنے کا سوال کیا تھا جب وہ نازل ہو گیا تو کفر کرنے لگے اور بندر یہودی ہیں جنہوں نے ہفتہ کے دن میں زیادتی کی اور جریث (یعنی بام مچھلی) دیہاتی آدمی تھا جو حاجیوں کا مال ٹیڑھے منہ کی لکڑی سے چرایا کرتا تھا۔ اور چمگادڑ ایک مرد تھا جو کھجور کے اوپر پھل چوری کرتا تھا اور بچھو وہ آدمی تھا جو اپنی زبان سے کسی کو سلام نہیں کرتا تھا اور دعوص (یعنی پانی کا کیڑا) چلغوزہ تھا جو دوستوں کے درمیان جدائی ڈال دیتا تھا اور مکڑی وہ عورت تھی جس نے اپنے شوہر پر جادو کر دیا۔ اور خرگوش ایک ایسی عورت تھی جو حیض سے پاک نہیں ہوتی تھی اور سہیل ستارہ یمن سے عزرا کٹھا کرنے والا ایک شخص تھا اور زہرہ ستارہ بنی اسرائیل کے بعض بادشاہوں کی لڑکی تھی جس کے ذریعہ ہاروت و ماروت فتنہ میں مبتلا ہوئے۔

(۵۳) امام طبرانی نے الاوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جبرائیل (علیہ السلام) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جس وقت تشریف لایا کرتے تھے اس وقت کے علاوہ دوسرے وقت میں ایک مرتبہ حاضر خدمت ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا اے جبرائیل! کیا بات ہے میں تمہارا رنگ بدلا ہوا دیکھتا ہوں انہوں نے کہا کہ میں آپ کے پاس نہیں آیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آگ کی چابیاں لانے کا حکم فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل! مجھ کو آگ کی صفت بیان کر اور مجھ کو جہنم کی کیفیت بھی بتا جبرائیل (علیہ السلام) نے بیان فرمایا

کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جہنم کو حکم فرمایا تو اس کو ہزار سال تک جلایا گیا (اس کی آگ) سرخ ہوگئی پھر حکم فرمایا تو پھر ہزار سال تک جلایا گیا تو (اس کی آگ) سیاہ ہوگئی اب وہ (جہنم) اندھیری سیاہ! اس کی چنگاریاں روشن نہیں ہوئیں اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر سوئی کے سوراخ کے برابر جہنم کو کھولی دیا جائے تو اس کی گرمی سے زمین پر رہنے والے مر جائیں اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر جہنم کے داروغوں میں سے ایک داروغہ دنیا میں ظاہر ہو جائے اور وہ اس کو دیکھ لیں تو اس کے چہرہ کی بدصورتی اور اس کی بدبو سے تمام زمین والے مر جائیں۔ اور اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر دوزخ والوں کے زنجیروں کے کڑوں میں ایک کڑا جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائی ہے۔ دنیا کے پہاڑوں پر رکھ دیا جائے تو یہ پہاڑ لیٹنے لگ جائیں اور ان میں سوراخ کر کے سب سے نیچے والی زمین تک پہنچ جائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے جبرائیل (آپ کا یہ بیان کرنا) میرے لئے کافی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر جبرائیل کی طرف دیکھا کہ وہ رو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل رو رہے ہو حالانکہ اللہ کی بارگاہ میں تیرا بڑا رتبہ ہے۔

جبرائیل نے کہا میں کیوں نہ روؤں میں نے رونے کا زیادہ مستحق ہوں شاید کہ میں اللہ تعالیٰ کے علم میں اس حال کے علاوہ دوسرے حال میں ہوں جس پر میں اب ہوں اور میں نہیں جانتا کہ میں بھی ابلیس کی طرح (کسی آزمائش میں) مبتلا کیا جاؤں حالانکہ وہ بھی فرشتوں میں سے تھے۔ اور میں نہیں جانتا کہ میں بھی ہاروت و ماروت کی طرح مبتلا کیا جاؤں تو (اس بات پر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے اور جبرائیل بھی روتے رہے۔ دونوں برابر روتے رہے یہاں تک کہ ان کو آواز دی گئی اے جبرائیل اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تم دونوں کو اس بات سے امن دے دیا ہے کہ تم اس کی (یعنی اللہ تعالیٰ کی) نافرمانی کرو۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

4089 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنِ ابْنِ اِدْرِيْسَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلِمَةَ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَسَّالٍ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِصَاحِبِهِ اذْهَبْ بِنَا اِلٰى هٰذَا النَّبِيِّ ۔ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ لَا تَقُلْ نَبِيٌّ لَوْ سَمِعَكَ كَانَ لَهٗ اَرْبَعَةُ اَعْيُنٍ ۔ فَاَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاَلَاهُ عَنْ تِسْعِ اٰيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَقَالَ لَهُمْ "لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا تَمْشُوْا بِبَرِيْءٍ اِلٰى ذِيْ سُلْطَانٍ وَّلَا تَسْحَرُوْا وَلَا تَاْكُلُوا الرِّبَا وَلَا تَقْذِفُوا الْمُحْصَنَةَ وَلَا تَوَلَّوْا يَوْمَ الزَّحْفِ وَعَلَيْكُمْ خَاصَّةً يَهُوْدُ اَنْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ" ۔ فَقَبَّلُوْا يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَقَالُوْا نَشْهَدُ اَنَّكَ نَبِيٌّ ۔ قَالَ "فَمَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تَتَّبِعُوْنِيْ" ۔ قَالُوْا اِنَّ دَاوٗدَ دَعَا بِاَنْ لَا يَزَالَ مِنْ ذُرِّيَّتِهٖ نَبِيٌّ وَّاِنَّا نَخَافُ اِنِ اتَّبَعْنَاكَ اَنْ تَقْتُلَنَا يَهُوْدُ ۔

☆☆ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا: تم میرے ساتھ ان نبی کی طرف چلو تو اس کے ساتھی نے اسے کہا: تم نبی نہ کہو کیونکہ اگر انہوں نے تمہاری یہ بات سن لی تو بہت خوش ہوں گے پھر وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نو واضح نشانیوں کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

"تم کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہراؤ' تم چوری نہ کرو' تم زنا نہ کرو' تم ایسے شخص کو قتل نہ کرو جس کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہو' اور تم حاکم وقت کے پاس کسی کی جھوٹی بُرائی بیان نہ کرو' اور تم جادو نہ کرو' تم سود نہ کھاؤ' تم پاک دامن عورتوں پر زنا کا الزام نہ لگاؤ' اور جنگ کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگو نہیں' اور اے یہودیو! بطور خاص تمہارے لیے یہ حکم ہے' تم ہفتے کے دن کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

(راوی کہتے ہیں:) تو ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں مبارک ہاتھوں اور دونوں مبارک پاؤں پر بوسہ دیا اور عرض کی: ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: پھر کون سی چیز تمہیں میری پیروی کرنے سے روکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ دعا کی تھی کہ ہمیشہ ان کی اولاد میں ہی نبی ہوں' ہمیں یہ اندیشہ ہو کہ اگر ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر لی تو یہودی ہمیں قتل کر دیں گے۔

باب الْحُكْمِ فِي السَّحَرَةِ .

یہ باب جادوگروں کے بارے میں حکم کے بیان میں ہے

4090 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَيْسَرَةَ الْمِنْقَرِيُّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ عَقَدَ عُقْدَةً ثُمَّ نَفَثَ فِيْهَا فَقَدْ سَحَرَ وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِلَ اِلَيْهِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص گرہ لگا کر پھر اُس میں تھوک پھینکتا ہے' تو وہ جادو کرتا ہے اور جو شخص جادو کرتا ہے' وہ شرک کا مرتکب ہوتا ہے اور جو شخص کسی چیز کے ساتھ متعلق ہوتا ہے' اُسے اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے"۔

باب سَحَرَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ .

یہ باب ہے کہ اہل کتاب (یہودی یا عیسائی) جادوگروں (کے بارے میں روایات)

4091 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِىْ يَزِيْدَ - عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ سَحَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَاشْتَكٰى لِذٰلِكَ اَيَّامًا فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ سَحَرَكَ عَقَدَ لَكَ عُقَدًا فِىْ بِئْرِ كَذَا وَكَذَا فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَخْرَجُوْهَا فَجِيْءَ بِهَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ لِذٰلِكَ

4089-اخرجه الترمذي في الاستئذان، باب ما جاء في قبلة اليد و الرجل (الحديث 2733)، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة بني اسرائيل) (الحديث 3144) . والحديث عند: ابن ماجه في الادب، باب الرجل يقبل يد الرجل (الحديث 3705) . تحفة الاشراف (4951) .

4090-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12255) .

الْيَهُودِيِّ وَلَا رَآهُ فِي وَجْهِهِ قَطُّ .

☆☆ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا' جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ دن تک اس کے اثرات سے متاثر رہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتایا:

ایک یہودی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا ہے' اس نے فلاں کنویں کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے گرہ لگائی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی کو) وہاں بھیجا' ان لوگوں نے اُسے (یعنی گرہ لگائی ہوئی ڈوری) کو نکالا اور اُسے ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یوں اُٹھ کھڑے ہوئے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسیاں کھول دی گئی ہوں (یعنی اُس کے اثرات فوراً ختم ہو گئے)' لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس یہودی سے اس بات کا تذکرہ کبھی نہیں کیا اور نہ ہی اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر اس کے کوئی اثرات دیکھے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سامنے اس حوالے سے ناگواری کا اظہار نہیں کیا)

شرح

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی 606ھ لکھتے ہیں: جمہور مفسرین نے یہ کہا ہے کہ لبید بن اعصم یہودی نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر گیارہ گرہوں میں جادو کیا تھا اور اس دھاگے کو ذروان نامی کنوئیں کی تہہ میں ایک پتھر کے نیچے دبا دیا تھا، پھر نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بیمار ہو گئے اور تین دن آپ پر سخت گزرے، پھر اس وجہ سے معوذتین نازل ہوئیں اور حضرت جبریل نے آکر آپ کو جادو کی جگہ کی خبر دی، تب آپ نے حضرت علی اور حضرت طلحہ کو بھیجا اور وہ اس دھاگے کو لے کر آئے اور حضرت جبریل نے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا: آپ آیت پڑھتے جائیں اور گرہ کھولتے جائیں اور جب آپ آیت پڑھنے لگے تو گرہ کھلنے لگی اور آپ کی طبیعت ٹھیک ہوتی گئی۔

ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ (رض) سے روایت کیا کہ ایک یہودی لڑکا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں آتا تھا اور آپ کی خدمت کرتا تھا اس کو لبید بن اصم کہا جاتا تھا۔ وہ یہودی اس کے ساتھ مسلسل رہا یہاں تک کہ اس نے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جادو کر دیا اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) گھلے جا رہے تھے اور وہ نہیں جانتے تھے کہ یہ درد کیوں ہے۔ ایک رات نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سو رہے تھے کہ اچانک آپ کے پاس دو فرشتے آئے ان میں ایک آپ کے سر کے پاس بیٹھ گیا اور دوسرا آپ کے پاؤں کے پاس۔ وہ فرشتہ جو آپ کے سر کی جانب تھا اس نے اس سے کہا جو پاؤں کے پاس تھا۔ ان کو کیا درد ہے؟ دوسرے نے کہا ان پر جادو کیا گیا ہے۔ اس نے پوچھا ان پر کس نے جادو کیا ہے اس نے کہا لبید بن اعصم نے۔ پھر پوچھا کس چیز کے ذریعہ اس نے جادو کیا ہے اس نے کہا کنگھی کے بالوں اور تر کھجور کے خشک گابھے کے ساتھ اور وہ ذی اروان میں ہے اور وہ کنوئیں کے اس پتھر کے نیچے ہے جس پر کھڑے ہو کر پانی نکالا جاتا ہے۔ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کنوئیں کی طرف روانہ ہوئے اور آپ صحابہ (رض) کے ساتھ تھے۔ تو ایک آدمی نیچے اور پتھر کے نیچے سے گابھے کو نکال لایا۔ تو دیکھا اس میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی کنگھی اور سر کے بال تھے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا موم سے بنایا ہوا ایک مجسمہ تھا۔ اور اس

میں سوائیں گاڑی ہوئی تھیں اور ایک تانت تھی جس میں گیارہ گرہیں تھیں جبریل (علیہ السلام) معوذتیں لے کر آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آیت قل اعوذ برب الفلق۔ اور گرہ کھل گئی۔ آیت من شر ما خلق۔ اور دوسری گرہ کھل گئی۔ یہاں تک کہ آپ سورت سے فارغ ہو گئے اور ساری گرہیں کھل گئیں اور سوئی کے نکالتے وقت تو آپ نے اس کا درد محسوس کیا پھر اس کے بعد آپ راحت کو پانے لگے۔ کہا گیا یا رسول اللہ! اگر یہودیوں کو قتل کر دیتے تو اچھا تھا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے عافیت دے دی ہے اور اس کے پیچھے یعنی آخرت میں اللہ تعالیٰ کا سخت عذاب ہے چنانچہ آپ نے اسے نکال دیا۔ (تفسیر در منثور، سورۃ الفلق، بیروت)

جادو کے حقیقت ہونے سے متعلق مذاہب کا بیان

کیا جادو کی حقیقت ہے یا نہیں۔ غزنوی حنفی نے عیون المعانی میں ذکر کیا ہے کہ معتزلہ کے نزدیک سحر دھوکا ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک یہ وسوسہ اور امراض ہیں۔ فرمایا: ہمارے نزدیک اس کی اصل طلسم ہے جو ستاروں کی تاثیر پر بنی ہوتا ہے جیسے فرعون کی لاٹھیوں کے بارے میں سورج کی تاثیر۔ یا اس میں شیاطین کی تعظیم ہوتی ہے تاکہ وہ اس کی مشکل کو آسان کر دیں۔

میں کہتا ہوں: ہمارے نزدیک یہ حق ہے اور اس کی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ پھر جادو میں کچھ وہ ہوتا ہے جو ہاتھ کی صفائی سے ہوتا ہے جیسے الشعوذہ (مداری کا تماشا)۔ پھرتی سے کرتب دکھانے والے الشعوذی کہا جاتا ہے۔ ابن فارس نے المجمل میں کہا: الشعوذہ بادیہ نشینوں کے کلام سے نہیں ہے۔ یہ ہاتھوں میں پھرتی ہوتی ہے یہ جادو کی طرح ہے۔ اس سے کلام کچھ ہوتا ہے جو محفوظ کیا جاتا ہے اور دم ہوتے ہیں جو اللہ کے اسماء سے پڑھے جاتے ہیں کبھی یہ شیاطین کے عہود سے ہوتا ہے کبھی دواؤں سے اور دھوؤں وغیرہ سے ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کلام میں فصاحت اور زبان میں طاقت کو سحر کہا ہے۔ فرمایا: ان من البیان لسحرا (بیان میں سے بعض جادو ہوتے ہیں) اس حدیث کو امام مالک وغیرہ نے روایت کیا ہے کیونکہ اس میں بھی باطل کو درست کرنا ہوتا ہے حتیٰ کہ سامع اسے حق سمجھنے لگتا ہے۔ اس مفہوم کے اعتبار سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ان من البیان لسحرا (☆)، فصاحت و بلاغت کی مدح اور بیان کی تفصیل کے لئے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ یہ اہل علم کی ایک جماعت کا قول ہے پہلا قول اصح ہے اور اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: فلعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من بعض (1) (شاید کوئی تم میں سے دوسرے سے اپنی حجت کو بیان کرنے میں زیادہ فصیح و بلیغ ہو) اور فرمایا: ان ابغضکم الی الثرثارون المتفیھقون تم میں سے میرے نزدیک مبغوض لوگ زیادہ بولنے والے ہیں۔ الثرثرۃ، کلام کی کثرت اور اسے گھمانا ہے۔ کہا جاتا ہے: فھو ثرثار ھذا زیادہ باتیں کرنے والا، ہنسانے والا۔ التفیھق بھی اس طرح ہے۔ ابن زید نے کہا: فلان یتفیھق فی کلامہ۔ وہ اپنے کلام میں وسعت رکھتا ہے۔ اس نے کہا اس کی اصل الفھق ہے جس کا معنی بھرنا ہے۔ گویا ایسا شخص کلام کے ساتھ اپنے منہ کو بھر دیتا ہے۔

میں کہتا ہوں: وہ معنی جو ہم نے بیان کیا ہے کی تفسیر عامر الشعبی جو حدیث کے راوی ہیں اور صعصعہ بن صوحان نے کی ہے،

دونوں حضرات نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ان من البیان لسحرا ایک شخص پر حق ہوتا تھا۔ اور وہ حقدار سے زیادہ چرب زبان ہوتا تھا وہ اپنے بیان سے قوم کو مسحور کر دیتا تھا تو وہ حق لے جاتا حالانکہ اس پر حق ہوتا تھا۔ علماء نے بلاغت اور لسانت کی تعریف کی ہے جب وہ لمبی گفتگو کرنے اور باطل کو حق ثابت کرنے کی حد تک نہ پہنچے۔ یہ واضح ہے۔

جادو کچھ ایسا ہوتا ہے جس کا کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ مثلاً جو لوگوں کی صورتوں میں تبدیلی کرنے اور جانوروں کی پیٹ میں ان کو نکالنے، اور ایک مہینہ کی مسافت ایک رات میں طے کرنے، ہوا میں اڑنے کا دعویٰ کرتے ہیں، جو اس قسم کا فعل کرے تاکہ لوگوں کو وہم دلائے کہ یہ حق ہے تو اس کی طرف سے کفر ہوگا۔

یہ ابونصر عبدالرحیم قشیری کا قول ہے۔ ابوعمرو نے کہا: جو یہ کہتا ہے کہ ساحر حیوان کو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف تبدیل کرتا ہے وہ انسان کو گدھا بنا دیتا ہے اور وہ اجساد کو نقل کرنے، انہیں ہلاک کرنے اور انہیں تبدیل کرنے پر قادر ہے وہ اپنے ساحر کے قتل کا نظریہ رکھتے ہیں کیونکہ وہ انبیاء سے کفر کرنے والا ہے وہ ان کی آیات اور معجزات کی مثل دعویٰ کرنے والا ہے اس طرح تو نبوت کی صحت کا علم درست نہیں رہے گا کیونکہ جب اس کی مثل حیلہ سے حاصل ہو جائے گا اور رہا وہ جو کہتا ہے کہ جادو، وغیرہ تمویہات، تخیلات اور جھوٹ کا نام ہے وہ جادوگر کو قتل کرنے کو واجب نہیں کہتا مگر یہ کہ اگر جادوگر اپنے فعل میں کسی کو قتل کر دے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

اہل سنت کا نظریہ یہ ہے کہ جادو ثابت ہے اس کی حقیقت ہے۔ عام معتزلہ اور شوافع میں سے ابواسحاق استرآبادی کا نظریہ ہے کہ جادو کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ تمویہ اور تخیل ہے اور وہم دلاتا ہے کہ چیز اپنی حقیقت پر نہیں ہے۔ یہ شعبدہ بازی اور ہاتھوں کی پھرتی کی ایک صورت ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **یخیل الیہ من سحرھم وانھا تسعیٰ** ۔ (طٰہٰ) (یوں دکھائی دیئے گویا وہ ان کے جادو کے اثر سے جیسے وہ دوڑ رہی ہوں)۔

یہ نہیں فرمایا کہ یہ حقیقت میں دوڑ رہے تھے بلکہ فرمایا: **یخیل الیہ** (اسے خیال گزرتا تھا) اسی طرح فرمایا: **سحروا اعین الناس** (الاعراف: 116) ۔ (انہوں نے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا)۔ اس میں کوئی حجت نہیں ہے کیونکہ ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ تخیل وغیرہ جادو میں سے ہے لیکن اس کے بعد ایسے امور ثابت ہیں عقل جن کو جائز قرار دیتی ہے اور نقل بھی ان کے متعلق وارد ہے۔ اسی وجہ سے اس آیت میں جادو اور اس کی تعلیم کا ذکر آیا ہے اگر اس کی حقیقت نہ ہوتی تو اس کی تعلیم نہ ہوتی، نہ اللہ تعالیٰ خبر دیتے کہ وہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ یہ چیز دلیل ہے کہ اس کی حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جادوگروں کے واقعہ میں فرمایا: **وجاء و بسحرٍ عظیم** ۔ (اعراف) (اور مظاہرہ کیا انہوں نے بڑے جادو کا) اور سورۂ فلق میں اس کا ذکر فرمایا۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ اس سورت کے نزول کا سبب لبید بن اعصم کا جادو تھا۔ جس کا ذکر بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے، حضرت عائشہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بنی زریق کے یہودیوں میں سے ایک یہودی نے جادو کیا جس کو لبید بن اعصم کہا جاتا تھا (1)۔ اس حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جادو ختم ہو گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا دی شفاء علت کے ختم ہونے اور مرض کے زائل ہونے کے ساتھ ہوتی ہے۔

یہ دلیل ہے کہ اس کی حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخبار اس کے وجود اور وقوع پر قطع ہیں۔ اور صاحب عقل لوگوں کا اس پر اجماع ہے۔ چند معتزلیوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ان کی اہل حق کی مخالفت قابل اعتنا نہیں، جادو عام ہو گیا ہے اور گزشتہ زمانہ میں بھی پھیلا ہوا تھا اور لوگوں نے اس کے بارے میں کلام کیا۔ صحابہ اور تابعین میں سے کسی نے اس کی اصل کا انکار نہیں کیا۔ سفیان نے ابوالاعور سے انہوں نے عکرمہ سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے، فرمایا: مصر کے شہروں میں سے ایک شہر میں جادو سیکھا گیا جس کو الفرما کہا جاتا تھا۔ پس جس نے اس کی تکذیب کی وہ کافر ہے اللہ اور اس کے رسول کو جھٹلانے والا ہے اور ایک مشاہدہ شدہ چیز کا انکار کرنے والا ہے۔

ہمارے علماء نے فرمایا: اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جادوگر کے ہاتھ پر خارق للعادت عمل ظاہر ہو جو انسان کی قدرت میں نہیں ہوتا مثلاً مرض میں مبتلا کر دے، مرض کو ختم کر دے، عقل زائل ہو جائے، کوئی عضو ٹیڑھا کر دے۔ اس کے علاوہ چیزیں جن کا بندوں سے سرزد ہونا محال ہوتا ہے۔ علماء نے فرمایا: جادو میں یہ بعید نہیں کہ جادوگر کا جسم اتنا باریک ہو جائے کہ وہ کسی سوراخ یا چھوٹی سی کھڑکی میں داخل ہو جائے، بانس کے سرے پر کھڑے ہو جائے، باریک دھاگے پر چلنے لگے، ہوا میں اڑنے لگے، پانی پر چلنے لگے، کتے وغیرہ پر سوار ہو جائے، لیکن اس کے باوجود جادو نہ اس کا موجب ہوگا نہ اس عمل کے وقوع کی علت ہوگا نہ سبب مولد ہوگا اور نہ جادوگر اس میں مستقل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہی ان اشیاء کو پیدا فرماتا ہے اور جادو کے پائے جانے کے وقت وہ اسے تخلیق فرما دیتا ہے جس طرح کھانے کے وقت سیر ہونا پیدا فرماتا ہے پانی پینے کے وقت سیرابی پیدا فرماتا ہے۔ سفیان نے عمار ذہبی سے روایت کیا ہے کہ ایک جادوگر ولید بن عقبہ کے پاس ایک رسی پر چل رہا تھا وہ گدھے کی دبر سے داخل ہوتا اور اس کے منہ سے نکل جاتا، جندب نے اس پر تلوار سونتی اور اسے قتل کر دیا۔ یہ جندب بن کعب ازدی تھے جنہیں البجلی کہا جاتا تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: (میری امت میں ایک شخص ہوگا جو جندب کہا جائے گا وہ تلوار مارے گا حق اور باطل کے درمیان فرق کر دے گا) اس کو جندب خیال کرتے تھے یہ جادوگر کا قاتل ہے۔ علی بن مدینی نے کہا: ان سے حارثہ بن مضرب نے روایت کیا ہے۔

مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ جادو کے وقت جو کچھ کرتا ہے جیسے ٹڈی کا اتارنا، جوؤں اور مینڈک، دریا کا پھٹنا، عصا کا سانپ میں تبدیل ہونا، مردوں کو زندہ کرنا، جانوروں کو بلوانا اور اسی قسم کی دوسری آیات جو رسل سے ظاہر ہوئیں، یہ جادو میں سے نہیں ہیں۔ یہ معجزات اور ایسی دوسری چیزیں جن کا حکم قطعی ہے کہ وہ نہ ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ جادوگر کے ارادہ کے وقت ایسا نہیں کرے گا۔ قاضی ابوبکر بن طیب نے کہا: ہم اسے اجماع کی وجہ سے تسلیم نہیں کرتے اگر اجماع نہ ہوتا تو ہم جائز قرار دیتے۔

جادو اور معجزہ کے درمیان فرق کا بیان

ہمارے علماء نے فرمایا: جادو جادوگر وغیرہ سے پایا جاتا ہے کبھی اس کو ایک جماعت جانتی ہے اور ان کے لئے ایک وقت میں اس کا لانا ممکن ہوتا ہے اور معجزہ وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی مثل اور اس کا معارض پیش کرنے کی کسی کو قدرت ہی نہیں دیتا، پھر جادوگر نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا پس اس سے جو صادر ہوتا ہے وہ معجزہ سے مختلف ہوتا ہے کیونکہ معجزہ کے لئے نبوت کا دعویٰ اور اس کا چیلنج شرط ہے جیسا کہ کتاب کے مقدمہ میں گزر چکا ہے۔

فقہاء کا مسلم اور ذمی جادوگر کے حکم میں اختلاف ہے۔ امام مالک کا نظریہ یہ ہے کہ مسلمان جب ایسے کلام سے جادو کرے جو کفر ہو تو اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی اور نہ اس کی توبہ قبول کی جائے گی کیونکہ یہ ایسا امر ہے جس کے ساتھ وہ خوش ہوتا ہے جیسے زندیق اور زانی ہے، نیز اللہ تعالیٰ نے جادو کو کفر کہا ہے۔ فرمایا: وما یعلمن من احد حتی یقولا انما نحن فتنة فلا تکفر (البقرۃ:102) (اور (کچھ) نہ سکھاتے تھے وہ دونوں کسی کو جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو تیری آزمائش ہیں (ان پر عمل کر کے) کفر مت کرنا)

یہ امام احمد بن حنبل، ابوثور، اسحاق، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت ابن عمر، حضرت حصہ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت قیس بن سعد اور سات تابعین سے جادوگر کا قتل کرنا مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جادوگر کی حد تلوار سے اسے مارنا ہے۔ یہ ترمذی نے نقل کی ہے اور یہ قوی نہیں ہے۔ اسماعیل بن مسلم منفرد ہے اور وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ ابن عیینہ نے اسماعیل بن مسلم عن الحسن کے سلسلہ میں مرسلاً روایت کی ہے اور بعض علماء نے عن الحسن عن الجندب کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔

ابن منذر نے کہا: ہم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے آپ نے ایک جادوگرنی بیچی تھی جس نے جادو کیا تھا اور اس کی قیمت غلاموں کے آزاد کرنے میں لگائی تھی۔ ابن منذر نے کہا: جب کوئی شخص اقرار کرے کہ اس نے ایسے کلام سے جادو کیا ہے جو کفر تھا تو اس کا قتل کرنا واجب ہے اگرچہ وہ توبہ نہ بھی کرے اسی طرح اگر اس پر گواہوں سے ثابت ہو جائے اور وہ گواہ کلام کی ایسی صفت بیان کریں جس سے کفر لازم آتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر وہ کلام جو اس نے ذکر کیا ہے، جس کے ساتھ اس نے جادو کیا ہے، وہ کفر نہیں ہے تو اس کا قتل کرنا جائز نہیں۔ اگر اس نے مسحور میں کوئی جنابت پیدا کر دی جو قصاص کا موجب ہے تو اس نے یہ عمل عمداً کیا ہے تو اس سے قصاص لیا جائے گا۔ اگر وہ ایسی جنابت ہے جس میں قصاص نہیں ہے تو اس میں اس کی دیت ہوگی۔ ابن منذر نے کہا: جب کسی مسئلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اختلاف ہو تو اس قول کی اتباع واجب ہے جو کتاب وسنت کے زیادہ موافق ہو اور یہ جائز ہے کہ جو جادو جس کے کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا وہ ایسا جادو ہو جو کفر ہو تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے موافق ہے اور یہ احتمال ہے کہ حضرت عائشہ نے جس جادوگرنی کے بیچنے کا حکم فرمایا وہ جادو کفر نہ ہو اور اگر کوئی جندب کی حدیث سے حجت پکڑے تو حضرت جندب نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے جادوگر کی حد، اسے تلوار سے مارنا ہے۔ اگر یہ صحیح ہو تو احتمال ہے کہ اس جادوگر کے قتل کا حکم ہو جس کا جادو کفر ہو۔ تو ان اخبار کے موافق ہوگا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان آدمی کا خون حلال نہیں مگر تین چیزوں میں سے ایک چیز پائے جانے کے ساتھ۔

میں کہتا ہوں یہ صحیح ہے مسلمانوں کے خون بہانا ممنوع ہیں ان کو یقین کے بغیر مباح نہیں کیا جا سکتا اور اختلاف کے ہوتے ہوئے یقین نہیں ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اہل فن نے کہا: جادو مکمل نہیں ہوتا مگر کفر اور تکبر کے ساتھ یا شیطان کی تعظیم کے ساتھ۔ پس اس تقدیر

جادو کفر پر دال ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

امام شافعی سے مروی ہے کہ جادوگر کو قتل نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنے جادو سے کسی کو قتل کر دے اور وہ کہے کہ میں نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے۔ اگر وہ کہے کہ میں نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور اس میں قتل خطا کی طرح دیت ہوگی۔ اگر اس نے جادو کے ساتھ کسی کو نقصان پہنچایا تو اسے اس کے نقصان کی مقدار ادب سکھایا جائے گا۔ ابن عربی نے کہا: یہ دو اعتبار سے باطل ہے ایک یہ کہ اسے جادو کا علم نہیں تھا اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ مؤلف کلام ہے جس کے ساتھ غیر اللہ کی تعظیم کی جاتی ہے اور ان کی طرف مقادیر اور کائنات کی نسبت کی جاتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تصریح فرمائی کہ یہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وما کفر سلیمن یعنی حضرت سلیمان نے جادو کے قول کے ساتھ کفر نہیں کیا۔ ولکن الشیطین کفروا یعنی شیاطین نے جادو کر کے اور اس کی تعلیم کے ساتھ کفر کیا۔ ہاروت و ماروت کہتے تھے ہم فتنہ ہیں، تو کفر نہ کر۔ یہ بیان کی تاکید ہے۔

امام مالک کے اصحاب نے حجت پکڑی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی کیونکہ جادو ایک پوشیدہ عمل ہے اس کا کرنے والا اسے ظاہر نہیں کرتا۔ پس اس کی توبہ معروف نہیں ہوگی جیسے زندیق ہے۔ جو مرتد ہو کر کفر کا اظہار کرے اس سے توبہ طلب کی جائے گی۔

امام مالک نے فرمایا: اگر جادوگر یا زندیق توبہ کر لے، اس سے پہلے کہ اس کے خلاف گواہی دی جائے، تو ان کی توبہ قبول ہوگی۔ اس کی حجت یہ ارشاد ہے: فلم یک ینفعهم ایمانهم لما راوا باسنا (غافر:85) (انہیں نفع نہ دیا ان کے ایمان نے جب انہوں نے ہمارے عذاب کو دیکھا) یہ دلیل ہے کہ عذاب کے نزول سے پہلے ان کا ایمان انہیں نفع دیتا تھا۔ اسی طرح یہ دونوں (ساحر، زندیق) ہیں۔

رہا ذمی جادوگر، بعض علماء نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا۔ امام مالک نے فرمایا: اسے قتل نہیں کیا جائے گا مگر یہ کہ وہ اپنے جادو سے کسی کو قتل کر دے، اور جو اس نے جنایت کی ہوگی اس کا ضمان دے گا۔ اگر کوئی ایسا کافر شخص جادو کرے جس کے ساتھ معاہدہ نہیں ہے تو اسے قتل کیا جائے گا، ابن خویز منداد نے کہا: اگر جادوگر ذمی ہو تو امام مالک سے اس کے متعلق روایت مختلف ہے۔ کبھی فرمایا: اس سے توبہ طلب کی جائے گی اور اس کی توبہ اسلام کا اقرار ہے، کبھی فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا اگرچہ وہ اسلام قبول کر بھی لے۔ رہا حربی تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا جب وہ توبہ کر لے۔ اسی طرح امام مالک نے اس ذمی کے بارے فرمایا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدزبانی کرے اس سے توبہ طلب کی جائے گی اور اس کی توبہ اسلام قبول کرنا ہے کبھی فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی جیسے مسلمان کے ساتھ ہوتا ہے۔

امام مالک نے ذمی کے بارے میں فرمایا: جب وہ جادو کرے، تو اسے سزا دی جائے گی مگر یہ کہ وہ اپنے جادو کے ساتھ کسی کو قتل کرے یا کوئی اور جنایت کر دے تو اس کے جرم کی مقدار اس سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔ دوسرے علماء نے فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ اس نے عہد کو توڑا اور جادوگر کا وارث، جادوگر کی میراث نہیں پائے گا کیونکہ جادوگر کافر ہے، مگر یہ کہ اس کا جادو کفر نہ ہو۔ امام

مالک نے اس عورت کے متعلق فرمایا جو اپنے خاوند کو اپنے سے جادو کے ذریعے روک لیتی ہے یا کسی اور سے روک لیتی ہے اسے عبرت ناک سزا دی جائے گی اور اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کیا ساحر (جادوگر) سے جادو کو دور کرنے کا سوال کیا جائے گا؟ حضرت سعید بن مسیب نے اس کو جائز قرار دیا جیسا کہ امام بخاری نے ذکر کیا ہے اور اسی کی طرف مزنی کا میلان ہے۔ حضرت حسن بصری نے اس کو مکروہ کہا ہے۔ شعبی نے کہا: تعویذ اور دم سے علاج کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ابن بطال نے کہا وہب بن منبہ کی کتاب میں ہے کہ سات پتے بیری کے لے پھر اسے دو پتھروں کے درمیان پیس دے پھر اسے پانی میں ملائے اور اس پر آیۃ الکرسی پڑھے پھر اس سے تین گھونٹ پی لے اور بقیہ پانی کے ساتھ غسل کرے، اس عمل سے جو کچھ اسے ہوگا وہ دور ہو جائے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہ ایک عمل ہے اس شخص کے لئے جسے اپنے اہل سے حقوق زوجیت سے روکا گیا ہو۔ (تفسیر قرطبی ج۲، سورۂ بقرہ، بیروت)

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ تُعُرِّضَ لِمَالِهِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کا مال چھیننے کی کوشش کی جائے اُسے کیا کرنا چاہیے؟

4092 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهِ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ قَابُوسَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنِيْ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ قَالَ حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ عَنْ قَابُوسَ بْنِ مُخَارِقٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ وَسَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يُحَدِّثُ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَاْتِيْنِيْ فَيُرِيْدُ مَالِيْ . قَالَ "ذَكِّرْهُ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَذَّكَّرْ قَالَ "فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَكَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ" .

قَالَ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ حَوْلِيْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ "فَاسْتَعِنْ عَلَيْهِ بِالسُّلْطَانِ" . قَالَ فَاِنْ نَاَى السُّلْطَانُ عَنِّيْ قَالَ "قَاتِلْ دُوْنَ مَالِكَ حَتّٰى تَكُوْنَ مِنْ شُهَدَاءِ الْاٰخِرَةِ اَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ" .

★★ قابوس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: ایک شخص میرے پاس آتا ہے اور میرے مال کو قبضے میں لینا چاہتا ہے (چھیننا چاہتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اُسے اللہ کے نام کی نصیحت کرو! اس نے عرض کی: اگر وہ نصیحت حاصل نہیں کرتا؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے آس پاس موجود مسلمانوں سے اس کے خلاف مدد حاصل کرو! اس نے عرض کی: اگر میرے آس پاس کوئی مسلمان بھی موجود نہ ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم حاکم سے اس کے خلاف مدد مانگو! اس نے عرض کی: اگر حاکم بھی مجھ سے دور ہو؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنے مال کے لیے اس کے ساتھ لڑائی کرو یہاں تک کہ تم آخرت میں شہداء کے زمرے میں فائز ہو جاؤ یا (دنیا

4091-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3690) .

4092-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11242) .

میں) اپنے مال کو بچالو"۔

4093 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَمْرِو بْنِ قُهَيْدٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عُدِيَ عَلٰى مَالِيْ قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ . قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ . قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَقَاتِلْ فَاِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ وَاِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے اگر میرے مال کے بارے میں میرے ساتھ زیادتی کی جائے (تو مجھے کیا کرنا چاہیے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ لوگ میری اس بات کو نہیں مانتے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ میری اس بات کو نہیں مانتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ میری یہ بات نہیں مانتے ہیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم ان کے ساتھ لڑو اگر تم مارے گئے تو جنت میں جاؤ گے اور اگر تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

4094 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ قُهَيْدِ بْنِ مُطَرِّفٍ الْغِفَارِيِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَجُلًا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ عُدِيَ عَلٰى مَالِيْ قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَانْشُدْ بِاللّٰهِ" . قَالَ فَاِنْ اَبَوْا عَلَيَّ قَالَ "فَقَاتِلْ فَاِنْ قُتِلْتَ فَفِي الْجَنَّةِ وَاِنْ قَتَلْتَ فَفِي النَّارِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر میرے مال کے بارے میں میرے ساتھ زیادتی کی جائے (یعنی اسے چھیننے کی کوشش کی جائے تو مجھے کیا کرنا چاہیے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو (کہ وہ ایسا نہ کرے)۔

اس شخص نے عرض کی: اگر وہ میری یہ بات نہ مانے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔

اس نے عرض کی کہ اگر وہ میری یہ بات نہ مانے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اللہ کے نام کا واسطہ دو۔ اس نے عرض کی: اگر وہ میری بات نہ مانے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس سے لڑو اگر تم مارے گئے تو جنت میں جاؤ گے اگر تم نے اسے مار دیا تو وہ جہنم میں جائے گا۔

4093-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، ما يفعل من تعرض لماله (الحديث 4094) . تحفة الاشراف (14276) .

4094-تقدم (الحديث 4093) .

بَابُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے

4095 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ".

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے وہ شہید ہوگا''۔

4096 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ اَبِیْ يُوْنُسَ الْقُشَيْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ".

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

4097 - اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الْاَسْوَدِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ مَظْلُوْمًا فَلَهُ الْجَنَّةُ".

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مظلوم کے طور پر مارا جائے اس کو جنت نصیب ہوگی''۔

4098 - اَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْهُذَيْلِ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُعَيْرُ بْنُ الْخِمْسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ".

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے''۔

4099 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ

4095-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8900) .

4096-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8840) .

4097-اخرجه البخاري في المظالم، باب من قاتل دون ماله (الحديث 2480) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4098) . تحفة الاشراف (8891) .

4098-تقدم (الحديث 4097) .

عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ" . هَذَا خَطَأٌ وَالصَّوَابُ حَدِيثُ سُعَيْرِ بْنِ الْخِمْسِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جس شخص کے مال کو ناحق طور پر چھیننے کی کوشش کی جائے' وہ لڑے اور مارا جائے' تو شہید ہوگا"۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت درست نہیں ہے۔ درست روایت وہ ہے' جسے سعیر بن خمس نامی راوی نے نقل کیا

4100 - أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَسَنِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے"۔

4101 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَقُتَيْبَةُ - وَاللَّفْظُ لإِسْحَاقَ - قَالاَ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" .

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے' وہ شہید ہے"۔

4102 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَاتَلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ" .

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4099-اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4771) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1419 و 1420) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4100) . تحفة الاشراف (8603) .

4100-تقدم (الحديث 4099) .

4101-اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4772) مطولًا واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1421) مطولًا . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4102) ، من قتل دون اهله (الحديث 4105) مطولًا، من قتل دون دينه (الحديث 4106) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في الحدود، باب من قتل دون ماله فهو شهيد (الحديث 2580) . تحفة الاشراف (4456) .

4102-تقدم (الحديث 4101) .

''جو شخص اپنے مال کی خاطر لڑتا ہے (اور مارا جاتا ہے) وہ شہید ہے''۔

4103 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُؤَمَّلُ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ".

★★ سلیمان بن بریدہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

4104 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيثُ الْمُؤَمَّلِ خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ حَدِيثُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

★★ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص زیادتی سے بچنے کے لیے (لڑتے ہوئے) مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: مؤمل نامی راوی کی نقل کردہ روایت غلط ہے اور درست روایت وہ ہے جسے عبدالرحمٰن نامی راوی نے نقل کیا ہے۔

باب مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ اَهْلِهِ.

جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے

4105 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِىْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهِ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ وَّمَنْ قَاتَلَ دُوْنَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَّمَنْ قَاتَلَ دُوْنَ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ".

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے اور مارا جاتا ہے وہ شہید ہے جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے (اور مارا جاتا ہے) وہ شہید ہے جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے لڑتا ہے (اور مارا جاتا ہے) وہ شہید ہے''۔

4103-انفرد به النسائي، و سياتي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4104) مرسلا . تحفة الاشراف (1941) .

4104-تقدم (الحديث 4103) .

4105-اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4772) واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1421) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، من قاتل دون دينه (الحديث 4106) . و الحديث عند: النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4101 و 4012) و ابن ماجه في الحدود، باب (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 2580) . تحفة الاشراف (4456) .

باب مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ دِيْنِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرنے کے لیے لڑے

4106 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَا حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ - يَعْنِي ابْنَ دَاوُدَ - الْهَاشِمِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَّمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ" .

★★ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے جو شخص اپنے اہل خانہ کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے اور جو شخص اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

باب مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص کسی زیادتی (سے بچنے کے لیے) لڑتا ہے

4107 – اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَمْرٍو الْاَشْعَثِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ سَوَادَةَ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَظْلَمَتِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ" .

★★ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت سوید بن مقرن کے پاس بیٹھا ہوا تھا انہوں نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص کسی زیادتی سے بچنے کے لیے لڑتے ہوئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہے''۔

باب مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فِي النَّاسِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی تلوار سونت لیتا ہے اور پھر اسے لوگوں میں رکھ دیتا ہے

4108 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ

4106-اخرجه ابوداؤد في السنة، باب في قتال اللصوص (الحديث 4772) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 1421) . و الحديث عند: النسائي في تحريم الدم، من قتل دون ماله (الحديث 4101 و 4102) و من قتل دون اهله (الحديث 4105) . وابن ماجه في الحدود، باب (من قتل دون ماله فهو شهيد) (الحديث 2580) . تحفة الاشراف (4456) .

4107-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4812) .

اَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ".

★★ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص اپنی تلوار سونت لیتا ہے پھر اسے رکھ لیتا ہے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا"۔

4109 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ.

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم یہ مرفوع حدیث کے طور پر نقل نہیں ہوئی ہے۔

4110 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ مَنْ رَفَعَ السِّلَاحَ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ.

★★ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"جو شخص ہتھیار اٹھاتا ہے اور پھر اسے رکھ دیتا ہے تو اس کا خون رائیگاں جائے گا"۔

4111 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَيُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ نَافِعًا اَخْبَرَهُمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

4112 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيهِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نُعْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ تُرْبَتِهَا فَقَسَمَهَا بَيْنَ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِيْ نَبْهَانَ - قَالَ - فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَقَالُوْا يُعْطِيْ صَنَادِيْدَ اَهْلِ نَجْدٍ وَيَدَعُنَا فَقَالَ "اِنَّمَا اَتَاَلَّفُهُمْ". فَاَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِئُ الْوَجْنَتَيْنِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ "مَنْ يُطِعِ اللّٰهَ اِذَا عَصَيْتُهُ اَيَاْمَنُنِيْ عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُوْنِيْ". فَسَاَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ قَتْلَهُ فَمَنَعَهُ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ "اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَخْرُجُوْنَ يَقْرَءُوْنَ

4108-انفرد بہ النسائی، وسیاتی فی تحریم الدم، من شہر سیفہ ثم وضعہ فی الناس (الحدیث 4109 و 4110) موقوفاً. تحفۃ الاشراف (5262).

4109-تقدم (الحدیث 4108).

4110-تقدم (الحدیث 4108).

4111-اخرجہ البخاری فی الفتن، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (من حمل علینا السلاح فلیس منا) (الحدیث 7070). واخرجہ مسلم فی الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم (من حمل علینا السلاح فلیس منا) (الحدیث 161). تحفۃ الاشراف (8364).

4112-تقدم (الحدیث 2577).

الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ لَئِنْ اَنَا اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ سونا بھیجا جو مٹی میں ملا ہوا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس وقت یمن میں موجود تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سونا اقرع بن حابس حنظلی جس کا تعلق بنو مجاشع سے تھا' عیینہ بن بدر فزاری' علقمہ بن علاثہ عامری جس کا تعلق بنوکلاب سے تھا اور زید خیل طائی جس کا تعلق بنو نبہان سے تھا' ان کے درمیان وہ سونا تقسیم کر دیا' تو قریش اور انصار اس بات پر ناراض ہو گئے' وہ بولے: انہوں نے نجد کے سرداروں کو یہ عطاء کر دیا ہے اور ہمیں نہیں دیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ان کی تالیف قلب کرنا چاہتا تھا''۔

اسی دوران ایک شخص وہاں آیا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی تھیں اور رخسار اوپر کی طرف اُٹھے ہوئے تھے' اس کی داڑھی گھنی تھی اور اس نے اپنا سر منڈوایا ہوا تھا' وہ بولا: اے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اللہ تعالیٰ سے ڈریے!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا' تو پھر اس کی اطاعت کون کرے گا؟''

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام اہل زمین کے لیے امین قرار دیا ہے اور تم لوگ مجھے امین تسلیم نہیں کرتے ہو''۔

حاضرین میں سے ایک صاحب نے اس کو قتل کرنے کی اجازت مانگی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا' جب وہ شخص واپس چلا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس کی نسل میں سے ایسے لوگ ظاہر ہوں گے' جو قرآن کی تلاوت کریں گے' لیکن وہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا' اور وہ دین سے یوں باہر نکل جائیں گے' جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے' وہ مسلمانوں کے ساتھ لڑائیاں کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' اگر میں ان کا زمانہ پالیتا' تو انہیں اس طرح قتل کرتا' جس طرح قوم عاد کو قتل کیا گیا تھا''۔

کم عمر دہشت گرد فتنہ پرور لوگوں کا بیان

4113 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "يَخْرُجُ قَوْمٌ فِي اٰخِرِ الزَّمَانِ اَحْدَاثُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ

4113-اخرجه البخاري في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3611)، و في فضائل القرآن، باب اثم من راءى بقراءة القرآن او تاكل به او فجر به (الحديث 5057)، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب قتل الخوارج و الملحدين بعد اقامة الحجة عليهم (الحديث 6930) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج (الحديث 154) واخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال الخوارج (الحديث 4767) . تحفة الاشراف (10121) .

كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ فَإِذَا لَقِيْتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ فَإِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِّمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"۔

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''آخری زمانے میں ایسے لوگ ظاہر ہوں گے جن کی عمریں کم ہوں گی اور سمجھ بوجھ بالکل نہیں ہوگی ان کی باتیں بہت اچھی ہوں گی لیکن ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا' وہ دین سے یوں نکل جائیں گے' جس طرح تیر نشانے سے پار ہو جاتا ہے' اگر تمہارا ان سے سامنا ہو' تو تم انہیں قتل کر دینا' کیونکہ جو شخص انہیں قتل کرے گا' اُسے قیامت کے دن انہیں قتل کرنے کا اجر نصیب ہوگا''۔

4114 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَصْرِيُّ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ الْاَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ كُنْتُ اَتَمَنّٰى اَنْ اَلْقٰى رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ عَنِ الْخَوَارِجِ فَلَقِيْتُ اَبَا بَرْزَةَ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهِ فَقُلْتُ لَهُ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ الْخَوَارِجَ فَقَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِيْ وَرَاَيْتُهُ بِعَيْنِيْ اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ فَاَعْطٰى مَنْ عَنْ يَّمِيْنِهِ وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَّرَائَهُ شَيْئًا فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ وَّرَائِهِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ - رَجُلٌ اَسْوَدُ مَطْمُوْمُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَبْيَضَانِ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيْدًا وَّقَالَ "وَاللّٰهِ لَا تَجِدُوْنَ بَعْدِيْ رَجُلًا هُوَ اَعْدَلُ مِنِّيْ" - ثُمَّ قَالَ "يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَاَنَّ هٰذَا مِنْهُمْ يَقْرَئُوْنَ الْقُرْاٰنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ اٰخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ" -

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ رَحِمَهُ اللّٰهُ شَرِيْكُ بْنُ شِهَابٍ لَّيْسَ بِذٰلِكَ الْمَشْهُوْرِ -

★★ شریک بن شہاب بیان کرتے ہیں: میری یہ آرزو تھی کہ میری کسی صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہو' جن سے میں خارجیوں کے بارے میں دریافت کرسکوں' تو عید کے دن میری ملاقات حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے ہوئی' جو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ موجود تھے' میں نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خارجیوں کے بارے میں کچھ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

میں نے اپنے ان کانوں کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا اور میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں کے ذریعے دیکھ رہا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال لایا گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے تقسیم کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں اور بائیں طرف موجود افراد کو عطاء کر دیا' لیکن اپنے پیچھے موجود افرا کو کچھ عطاء نہیں کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے موجود افراد میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور بولا: اے حضرت محمد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقسیم میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ اس شخص کا رنگ سیاہ تھا' اس کے بال صاف تھے اور

4114-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (11598) ـ

اس نے دو سفید کپڑے اوڑھے ہوئے تھے۔ اس پر نبی اکرم ﷺ شدید غضب میں آ گئے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ کی قسم! تم میرے بعد ایسا کوئی شخص نہیں پاؤ گے جو مجھ سے زیادہ عادل ہو۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں کچھ لوگ آئیں گے' یہ بھی ان میں سے ایک لگتا ہے' وہ لوگ قرآن کی تلاوت کریں گے' لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں جائے گا' وہ اسلام سے یوں باہر نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے کے پار ہو جاتا ہے اور ان کی مخصوص نشانی سر منڈوانا ہوگی' وہ لوگ مسلسل نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔
جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو تم انہیں قتل کرنا کیونکہ وہ مخلوق میں سب سے بدتر ہوں گے"۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: شریک بن شہاب نامی راوی زیادہ مشہور نہیں ہے۔

بغاوت کی لغوی تعریف

بغاوت البغی سے مشتق ہے اور البغی لغوی طور پر کبھی طلب کے لئے آتا ہے اور کبھی تعدی (ظلم وزیادتی) کے لئے۔
اصطلاحِ فقہاء میں بغاوت سے مراد ایسی حکومت کے احکام کو نہ ماننا اور اس کے خلاف مسلح خروج کرنا ہے' جس کا حق حکمرانی قانون کے مطابق قائم ہوا ہو۔ (لسان العرب (مادۃ بغی)، 78:14، 75)

بغی کا مادہ ب، غ اور ی ہے اور اس کی اصل دو چیزیں ہیں۔ پہلا معنی کسی چیز کا طلب کرنا ہے جبکہ دوسرے معنی کے مطابق یہ فساد کی ایک قسم ہے۔ دوسرے معنی کی مثال دیتے ہوئے اہل زبان کا کہنا ہے: بـغـى الجرح، زخم فساد کی حد تک بڑھ گیا یعنی بہت زیادہ خراب ہو گیا۔ اسی سے اس نوعیت کے دیگر الفاظ مشتق ہوتے ہیں مثلاً بَـغِـيٌ بری عورت کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ شرم وحیا کی حدیں پھلانگ کر بدکاری کی مرتکب ہوتی ہے۔ اور اسی مادے سے بَـغْـيٌ کا معنی ایک انسان کی طرف سے دوسرے پر ظلم وزیادتی ہے۔ جب بغاوت کسی شخص کی عادت بن جائے تو اس سے فساد خود بخود جنم لیتا ہے؛ اور (اسی لیے) بغی ظلم کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

علامہ ابن نجیم حنفی (م970ھ) بغاوت کی تعریف میں لکھتے ہیں: البغاۃ باغی کی جمع ہے۔ بغی علی الناس کا معنی ہے: اس نے لوگوں پر ظلم اور زیادتی کی ہے۔ بـغـی کا معنی یہ بھی ہے کہ اس نے فساد پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اور اسی سے فرقہ باغیہ ہے کیونکہ وہ راہ راست سے ہٹ گیا ہے۔ اور فئۃ باغیۃ کا معنی مسلم ریاست (2) کی اتھارٹی تسلیم نہ کرنے والا گروہ ہے۔
(البحر الرائق، 150:5)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لغت کی رو سے بغی کا معنی ہے: طلب کرنا مثلاً ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے اور عرف میں اس سے مراد ناجائز ظلم وستم کرنا ہے۔ (درمختار، ج ۴، ص ۲۶۱، بیروت)

فقہاء احناف کے مطابق بغاوت کی تعریف کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فقہاء کے ہاں عرف عام میں آئین وقانون کے مطابق قائم ہونے والی حکومت کے

نظم اور اتھارٹی کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے والے کو باغی (دہشت گرد) کہا جاتا ہے۔ حکومت وقت کے نظم کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی چار قسمیں ہیں۔

پہلی قسم ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو طاقت کے بل بوتے یا طاقت کے بغیر بلا تاویل حکومت کی اتھارٹی اور نظم سے خروج کرنے والے ہیں اور لوگوں کا مال لوٹتے ہیں، انہیں قتل کرتے ہیں اور مسافروں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں، یہ لوگ راہزن ہیں۔

دوسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جن کے پاس غلبہ پانے والی طاقت وقوت تو نہ ہو لیکن مسلح بغاوت کی غلط تاویل ہو، پس ان کا حکم بھی راہزنوں کی طرح ہے۔ اگر یہ قتل کریں تو بدلہ میں انہیں قتل کیا جائے اور پھانسی چڑھایا جائے اور اگر مسلمانوں کا مال لوٹیں تو ان پر شرعی حد جاری کی جائے۔

تیسری قسم کے باغی وہ لوگ ہیں جن کے پاس طاقت وقوت اور جمعیت بھی ہو اور وہ کسی من مانی تاویل کی بناء پر حکومت کی اتھارٹی اور نظم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اور ان کا یہ خیال ہو کہ حکومت باطل ہے اور کفر ومعصیت کی مرتکب ہو رہی ہے۔ ان کی اس تاویل کے باوجود حکومت کا ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں پر خوارج کا اطلاق ہوتا ہے جو مسلمانوں کے قتل کو جائز اور ان کے اموال کو حلال قرار دیتے تھے اور مسلمانوں کی عورتوں کو قیدی بناتے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکفیر کرتے تھے۔ جمہور فقہاء اور ائمہ حدیث کے ہاں ان کا حکم بھی خوارج اور باغیوں کی طرح ہی ہے۔

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے حکومت وقت کے خلاف مسلح بغاوت تو کی لیکن ان چیزوں کو مباح نہ جانا جنہیں خوارج نے مباح قرار دیا تھا جس طرح مسلمان کو قتل کرنا اور ان کی اولادوں کو قیدی بنانا وغیرہ۔ یہی لوگ باغی ہیں۔

(فتح القدیر، ج ۵، ص ۳۳۰، بیروت)

علامہ زین الدین بن نجیم حنفی (م 970ھ) باغی دہشت گردوں کی تعریف یوں کرتے ہیں۔ جہاں تک باغیوں کا تعلق ہے تو یہ مسلمانوں میں سے وہ لوگ ہیں جو قانونی طریقے سے قائم ہونے والی حکومت کے خلاف مسلح ہو کر مقابلے میں نکل آتے ہیں، بے شک جس چیز کو خوارج نے حلال قرار دیا ہے یہ اس کو حلال قرار نہ دیتے ہوں مثلاً مسلمان کا خون بہانا اور ان کی اولادوں کو قید کرنا۔ (سو یہی لوگ باغی کہلاتے ہیں۔) (البحر الرائق فی شرح الکنز الدقائق، 151:5)

علامہ ابن عابدین (م 1252ھ) نے بغاوت کی تعریف اس طرح کی ہے۔ باغیوں سے مراد ہر وہ گروہ ہے جس کے پاس مضبوط ٹھکانے اور طاقت ہو اور وہ غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لوگوں کو منظم کر کے مسلم ریاستوں کے خلاف (خود ساختہ) تاویل کی بناء پر جنگ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم ہی حق پر ہیں اور وہ حکومت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

(رد المحتار، ج ۴، ص ۲۶۲، بیروت)

فقہائے مالکیہ کے مطابق بغاوت کی تعریف

امام محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی (م 741ھ) نے القوانین الفقہیۃ میں لکھا ہے۔ باغی وہ لوگ ہیں جو مسلم

کے خلاف خودساختہ تاویلات کی بناء پر مسلح بغاوت کرتے ہیں یا اس کی اتھارٹی و ماننے سے انکار کر دیتے ہیں اور وہ حق ادا نہیں کرتے جس کی ادائیگی (بطور پر امن شہری) ان کے ذمہ لازم تھی جیسا کہ زکوۃ کی ادائیگی یا اس طرح کے دیگر واجبات۔

(قوانین الفقہیہ، ۲۳۶)

امام دسوقی المالکی نے حاشیۃ علی الشرح الکبیر کے باب **ذکر فیہ البغی وما یتعلق بہ** میں لکھا ہے: لغت کی رو سے بغاوت کا معنی سرکشی ہے اور **بغی فلان علی فلان** کا مطلب ہے: فلاں نے فلاں پر سرکشی کی۔ اور ابن عرفہ نے فرمایا شرعی طور پر کسی قانونی حکومت پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے اس کی اتھارٹی سے ان کاموں میں انکار کرنا بغاوت کہلاتا ہے جو معصیت نہ ہوں، اگرچہ وہ بغاوت کسی تاویل کی بناء پر ہی کیوں نہ ہو۔

فقہائے شافعیہ کے مطابق بغاوت کی تعریف

امام نووی (م676ھ) شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ علماء کی اصطلاح میں باغی مسلم حکومت کے اس مخالف کو کہتے ہیں جو اس کی اتھارٹی تسلیم نہ کرے اس طرح کہ جو اس پر یا دوسروں پر واجب ہے وہ مشروط طور پر روک لے۔ (روضۃ الطالبین، 10: 50)

علامہ زکریا انصاری الشافعی (م926ھ) دہشت گرد باغیوں کی تعریف اس طرح کرتے ہیں: باغی وہ لوگ ہیں جو تاویل باطل کا سہارا لیتے ہوئے اپنی قوت و طاقت کی بناء پر حکومت کی مخالفت کریں۔ (ان کی بغاوت کو ختم کرنے کے لئے) ان کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔ خوارج تو ایسی قوم ہے جو گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اکٹھا ہونے کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر ان سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ خود جنگ میں پہل نہ کریں۔ (منہج الطلاب، 1: 123)

امام شربینی (م977ھ) لکھتے ہیں: البغاۃ: باغ کی جمع ہے۔ البغی کا معنی ظلم ہے اور حد سے تجاوز کرنا بھی۔ باغیوں کو باغی اس سبب سے کہا جاتا ہے کہ وہ ظلم بھی کرتے ہیں اور حق سے بھی ہٹ جاتے ہیں۔ اس میں اصل یہ آیہ کریمہ ہے: (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں)۔ اس میں صراحتاً حکومت کے خلاف خروج کا ذکر تو نہیں لیکن یہ آیت مبارکہ اپنے عموم کی سبب سے خروج کو شامل ہے یا اس خروج کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لیے کہ جب ایک گروہ کا دوسرے کے خلاف بغاوت کے سبب جنگ کرنا واجب ہے تو حکومت کے خلاف بغاوت کرنے والے گروہ کے خلاف جنگ تو بدرجہ اولی واجب ہوگی اور وہ حکومت مخالف مسلمان ہیں اگرچہ وہ حکومت ظالم ہی کیوں نہ ہو۔ انہوں نے حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم نہ کر کے اس کے نظم سے خروج کیا ہے یا ان حقوق کی ادائیگی سے انکار کر دیا جو ان پر لازم تھی جس طرح زکوۃ۔ اہل بغاوت کے ساتھ وجوبی طور پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ مذکورہ آیت مبارکہ سے پتہ چلتا ہے۔ (الاقناع، 2: 547)

فقہائے حنابلہ کے مطابق بغاوت کی تعریف

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ (م620ھ) نے بغاوت کی تعریف میں لکھا ہے: مسلمانوں کا ایک گروہ جس نے حکومتِ وقت کے خلاف بہ ظاہر پرکشش تاویل کی بناء پر بغاوت کی اور حکومت کو ختم کرنے کا ارادہ کیا، اور ان کے پاس محفوظ ٹھکانے اور اسلحہ و

طاقت تھی (اسے باغی کہا جاتا ہے)۔(الکافی، 147:4)

علامہ ابن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ حنبلی (م 587ھ) نے باغیوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: تمام ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جب طاقت اور مضبوط ٹھکانوں والا کوئی گروہ کسی مشتبہ تاویل کی بناء پر مسلم حکومت کے نظم سے نکل جائے تو اس کے ساتھ جنگ کرنا مباح ہے یہاں تک کہ وہ واپس (حکومت کے نظم کی اطاعت) لوٹ آئے۔(الافصاح 402)

محمد بن مفلح المقدسی حنبلی (م 763ھ) لکھتے ہیں: باغی وہ لوگ ہیں جو بہ ظاہر پر کشش تاویل کی بناء پر حکومتِ وقت کے خلاف خروج کریں اور ان کے پاس قوت وطاقت یعنی اسلحہ اور افرادی قوت خوب ہو اور ان کی جماعت چھوٹی نہ ہو۔ اس میں امام ابوبکر (المروزی) کا اختلاف ہے۔ اور اگر کوئی ایک شرط مفقود ہو تو ان کو راہزن کہیں گے اور الترغیب میں لکھا ہے کہ اس وقت تک طاقت و قوت کی شرط پوری نہیں ہوتی جب تک اس جماعت کے اندر ایک لیڈر نہ ہو۔ اور سلطنت کے کسی ایک کونے میں ان کی عمل داری اور قبضہ وتصرف کا بھی اعتبار کیا جائے گا۔(الفروع، 147:6)

امام ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن مفلح حنبلی (م 884ھ) لکھتے ہیں۔ البغی (بغاوت) بغی یبغی بغیا سے مصدر ہے، جب کوئی زیادتی کرے تو اسے باغی کہا جاتا ہے۔ اور یہاں اس سے مراد وہ ظالم لوگ ہیں جو حکومت وقت کے خلاف سرکشی کرتے ہوئے اس کی اطاعت سے نکل جاتے ہیں۔(المبدع، 159:9، 160)

علامہ مرعی بن یوسف حنبلی (م 1033ھ) نے لکھا ہے: باغی وہ لوگ ہیں جو اپنی خود ساختہ تاویل کی بنا پر حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہیں خواہ وہ حکومت غیر عادل ہی ہو۔ اور ان کے پاس طاقت، ہتھیار اور محفوظ ٹھکانے ہوں اگرچہ ان میں کوئی مُطاع (leader) نہ ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان حکومت کے خلاف مسلح بغاوت حرام ہے اگرچہ وہ حکومت غیر عادل ہی کیوں نہ ہو۔(غایۃ المنتہی، 3: 348)

علامہ بہوتی حنبلی (م 1051ھ) نے کشاف القناع عن متن الإقناع کے باب جنگ أهل البغی میں فرمایا ہے: یہ بغی یبغی سے مصدر ہے کہ جب کوئی سرکشی کرے اور یہاں اس سے مراد وہ ظالم لوگ ہیں جو حکومت کے نظم سے سرکشی کے ساتھ خروج کرتے ہیں۔(کشاف القناع عن متن الإقناع، 6: 158)

باغیوں کو گرفتار وقید کرنے کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ بالا میں راہزن کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ کرنے والا کہا گیا ہے کیونکہ مسافر اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کئے ہوئے ہوتا ہے۔ اور وہ شخص جو اس کا امن برباد کرتا ہے گویا وہ اس ذات کے ساتھ برسرپیکار ہوتا ہے جس پر وہ مسافر حصولِ امن کی خاطر اعتماد کئے ہوئے تھا اور رہا اس کا رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ برسرپیکار ہونا تو وہ اس لئے ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی ہے۔ یا کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے راستوں کے محافظ ونگہبان ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلفاء اور مسلمان حکمران آپ صلی اللہ علیہ

کے نائب ہیں۔ پس جب وہ راستہ روکا گیا جس کی حفاظت کا ذمہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نائبین یعنی مسلم حکومتوں نے تو گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اعلان جنگ کیا گیا۔ یا یہاں عبارت حذف مضاف کے ساتھ ہے اور اصل عبارت میں یحاربون عباداللہ ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ (فتح القدیر، 5 177)

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر حکومت کو یہ معلوم ہو جائے کہ شرپسندوں نے مسلح جدوجہد شروع کر دی ہے اور وہ جنگ کے لیے تیاری کر رہے ہیں تو حکومت مقتدرہ پر لازم ہے کہ ان کو گرفتار کرے اور قید کرے یہاں تک کہ وہ اس باغیانہ عمل سے باز آ جائیں اور توبہ کریں کہ وہ دوبارہ اس طرح کا عمل نہیں کریں گے۔ اگر حکومت نے انہیں ڈھیل دی تو وہ مزید دہشت گردی کے مرتکب ہوں گے۔ لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ بروقت انہیں روکے۔ اور حکومت خود جنگ کا آغاز نہ کرے یہاں تک کہ وہ جنگ میں پہل کریں کیونکہ ان کے ساتھ جنگ ان کے شر کو ختم کرنے کے لئے ہوگی۔ ہاں اگر ان سے شر کا خطرہ نہ ہو تو ان کے ساتھ جنگ نہ کی جائے اور اگر حکومت کو ان کی ریشہ دوانیوں کا علم نہ ہو یہاں تک کہ وہ (تخریبی کارروائیوں کے لئے) اپنے ٹھکانے بنا لیں، جنگ کی تیاری کر لیں اور افرادی قوت جمع کر لیں تو حکومت کو چاہیے کہ انہیں سب سے پہلے راہ راست کی طرف بلائے اور انہیں اجتماعی رائے کی طرف لوٹنے کی دعوت دے، جیسا کہ اہل حرب کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

جس طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اہل حروراء (خوارج) کی بغاوت کے خلاف کارروائی کرنے سے پہلے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مندوب بنا کر بھیجا تاکہ وہ انہیں عدل وانصاف کی دعوت دیں۔ پس حکومت اسی طرح انہیں دعوت دے اور ان کے ساتھ مذاکرات کرے۔ اگر وہ مثبت جواب دیں تو ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک جائے اور اگر وہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں تو ان کے ساتھ کھلی جنگ کرے۔ اس کی جنگ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق درست ہوگی جس میں فرمایا گیا: (اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں جنگ کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔) اسی طرح سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں نہروان کے مقام پر اہل حروراء کے ساتھ جنگ کی۔

(بدائع الصنائع، ج ۷، ص ۱۴۲، بیروت)

باب قِتَالِ الْمُسْلِمِ .

یہ باب مسلمان کو قتل کرنے کے بیان میں ہے

4115 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ اَبِي وَقَّاصٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "قِتَالُ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ وَّسِبَابُهُ

4115-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3908) .

فُسُوقٌ" .

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے اور اُسے برا کہنا فسق ہے''۔

4116 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

4117 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فِسْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ . فَقَالَ لَهُ اَبَانُ يَا اَبَا اِسْحَاقَ اَمَا سَمِعْتَهُ اِلَّا مِنْ اَبِی الْاَحْوَصِ قَالَ بَلْ سَمِعْتُهُ مِنَ الْاَسْوَدِ وَهُبَيْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

ابان نے اپنے استاد سے دریافت کیا: اے ابواسحاق! کیا آپ نے یہ روایت صرف ابواحوص ہی سے سنی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! بلکہ میں نے یہ اسود اور ہبیرہ سے بھی سنی ہے۔

4118 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ اَبِی الزَّعْرَاءِ عَنْ عَمِّهِ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے۔

4119 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ عُمَيْرٍ يُحَدِّثُهُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ" .

☆☆ عبدالرحمٰن بن عبداللہ' اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مسلمان کو بُرا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

4120 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قُلْتُ لِحَمَّادٍ سَمِعْتُ مَنْصُورًا وَّسُلَيْمَانَ وَزُبَيْدًا يُحَدِّثُوْنَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ" .

4116-انفرد به النسائي، وسياتي في تحريم الدم، قتال المسلم (الحديث 4117) . تحفة الاشراف (9521) .

4117-تقدم (الحديث 4117) .

4118-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9527) .

4119-اخرجه الترمذي في الفتن، باب ما جاء (سباب المومن فسوق) (الحديث 2634) . تحفة الاشراف (9361) .

مَنْ تَتَّهِمُ أَتَتَّهِمُ مَنْصُورًا أَتَتَّهِمُ زُبَيْدًا أَتَتَّهِمُ سُلَيْمَانَ قَالَ لَا وَلَكِنِّي أَتَّهِمُ أَبَا وَائِلٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حماد نامی راوی سے دریافت کیا: آپ کسے غیر مستند سمجھتے ہیں؟ کیا آپ منصور کو غیر مستند سمجھتے ہیں؟ کیا آپ زبید کو غیر مستند سمجھتے ہیں؟ کیا آپ سلیمان کو غیر مستند سمجھتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! لیکن میں ابووائل کو غیر مستند سمجھتا ہوں۔

4121 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" . قُلْتُ لِأَبِي وَائِلٍ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے ابووائل سے دریافت کیا: کیا آپ نے خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

4122 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اُسے قتل کرنا کفر ہے''۔

4123 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ .

4120-اخرجه البخاري في الايمان، باب خوف المومن من ان يحبط عمله و هو لا يشعر (الحديث 48)، و في الادب، باب ما ينهى عن السباب و اللعن (الحديث 6044)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 7076) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان قول النبي صلى الله عليه وسلم (سباب المسلم فسوق و قتاله كفر) (الحديث 116و 117) . واخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب 52 . (الحديث 1983)، و في الايمان، باب ما جاء (سباب المومن فسوق) (الحديث 2635) . واخرجه النسائي في تحريم الدم، قتال المسلم (الحديث 4121 و 4122)، و (الحديث 4123 و 4124) موقوفاً . واخرجه ابن ماجه في المقدمة، باب في الايمان (الحديث 69) . تحفة الاشراف (9243 و 9251 و 9299) .

4121-تقدم (الحديث 4120) .

4122-تقدم (الحديث 4120) .

4123-تقدم (الحديث 4120) .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔

4124 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ وَّسِبَابُهٗ فُسُوْقٌ ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: مسلمان کو قتل کرنا کفر ہے اور اسے برا کہنا فسق ہے۔

باب التَّغْلِيْظِ فِيْمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ ۔

جو شخص کسی بلوے میں لڑتا ہو، اس کی شدید مذمت

4125 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ الصَّوَّافُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً وَّمَنْ خَرَجَ عَلٰى اُمَّتِىْ يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِىْ لِذِىْ عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّىْ وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يَدْعُوْ اِلٰى عَصَبِيَّةٍ اَوْ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"(جو شخص حاکم وقت کی) اطاعت سے نکل جائے اور اپنی جماعت سے علیحدگی اختیار کرے اور فوت ہو جائے تو وہ زمانۂ جاہلیت کی موت مرتا ہے اور جو شخص میری اُمت پر خروج کر کے ان کے نیک اور گنہگار لوگوں کو قتل کرتا ہے وہ مؤمن کو قتل کرنے سے گریز نہیں کرتا اور ذمیوں کو قتل کرنے سے نہیں بچتا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جو شخص کسی بلوے میں لڑتا ہے جو عصبیت کی طرف دعوت دیتا ہے یا جو شخص عصبیت کی وجہ سے غضب کرتا ہے اور مارا جاتا ہے وہ زمانۂ جاہلیت کی موت مارا جاتا ہے"۔

4126 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ الْقَطَّانُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِىْ مِجْلَزٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ قُتِلَ تَحْتَ رَايَةٍ عُمِّيَّةٍ يُقَاتِلُ عَصَبِيَّةً وَّيَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ فَقِتْلَتُهٗ جَاهِلِيَّةٌ" ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عِمْرَانُ الْقَطَّانُ لَيْسَ بِالْقَوِىِّ ۔

★★ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4124-تقدم (الحديث 4120) .

4125-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و في كل حال وتحريم الخروج على الطاعة ومفارقة الجماعة (الحديث 53 و 54) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب العصبية (الحديث 3948) مختصراً . تحفة الاشراف (12902) .

4126-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن و في كل حال و تحريم الخروج على الطاعة و مفارقة الجماعة (الحديث 57) . تحفة الاشراف (3267) .

"جو شخص کسی بلوے میں لڑتا ہے اور عصبیت کی وجہ سے لڑائی کرتا ہے اور عصبیت کی وجہ سے غضب کا اظہار کرتا ہے' تو اس کا قتل زمانۂ جاہلیت کے قتل کی مانند ہوتا ہے"۔

امام نسائی بیان کرتے ہیں: عمران القطان نامی راوی مستند نہیں ہے۔

باب تَحْرِيْمِ الْقَتْلِ ۔

یہ باب قتل کو حرام قرار دینے میں ہے

4127 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَنْصُوْرٌ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اَشَارَ الْمُسْلِمُ عَلٰى اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ بِالسِّلَاحِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَهُ خَرَّا جَمِيْعًا فِيْهَا" ۔

★★ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب کوئی مسلمان ہتھیار کے ذریعے اپنے مسلمان بھائی کی طرف اشارہ کرے (یعنی وہ ہتھیار لے کر ایک دوسرے کے مقابل لڑنے کے لیے آ جائیں) تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں' جب وہ مسلمان دوسرے کو قتل کر دیتا ہے' تو وہ دونوں جہنم میں گر جاتے ہیں"۔

4128 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ اِذَا حَمَلَ الرَّجُلَانِ الْمُسْلِمَانِ السِّلَاحَ اَحَدُهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ فَهُمَا عَلٰى جُرُفِ جَهَنَّمَ فَاِذَا قَتَلَ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَهُمَا فِي النَّارِ ۔

★★ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب دو مسلمان ہتھیار اٹھا لیتے ہیں اور ان دونوں میں سے ایک دوسرے پر حملہ کرتا ہے' تو وہ دونوں جہنم کے کنارے پر ہوتے ہیں' جب ان دونوں میں ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے' تو دونوں جہنم میں چلے جاتے ہیں"۔

4129 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَزِيْدَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَهُمَا فِي النَّارِ" . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ" ۔

4127-اخرجه البخاري في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 7083م) تعليقاً، بنحوه . واخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب اذا تواجه المسلمان بسيفيهما (الحديث 16) بنحوه . و اخرجه النسائي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4128) موقوفاً و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 3965) . تحفة الاشراف (11672) .

4128-تقدم (الحديث 4127) .

4129-اخرجه النسائي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4130 و 4135) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 3964) . تحفة الاشراف (8984) .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں اوران میں سے ایک دوسرے کوقتل کر دے تو وہ دونوں جہنم میں جاتے ہیں''۔
عرض کی گئی: یارسول اللہ! یہ تو قاتل ہے' لیکن مقتول کا کیا قصور ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:
''وہ بھی اپنے ساتھی کوقتل کرنا چاہتا تھا''۔

4130 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِیْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَهُمَا فِی النَّارِ مِثْلَهٗ سَوَاءً" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آتے ہیں اوران میں سے ایک دوسرے کوقتل کر دے تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے''۔
(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت بھی اُسی کی مانند ہے (جو اس سے پہلے ذکر کی گئی ہے)۔

4131 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْمِصِّیْصِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا یُرِیْدُ قَتْلَ صَاحِبِهٖ فَهُمَا فِی النَّارِ" . قِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اِنَّهٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِهٖ" .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں اوران میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کوقتل کرنا چاہتا ہو' تو وہ دونوں جہنم میں جائیں گے' عرض کی گئی: یارسول اللہ! یہ تو قاتل ہے' لیکن مقتول کا کیا معاملہ ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: وہ بھی اپنے ساتھی کوقتل کرنے کا خواہش مند تھا''۔

4132 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا الْخَلِیْلُ بْنُ عُمَرَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهٗ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ" .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا ہے:

4130-تقدم (الحدیث 4129) .

4131-انفرد به النسائی، و سیاتی فی تحریم الدم، تحریم القتل (الحدیث 4132) . تحفة الاشراف (11666) .

4132-تقدم (الحدیث 4131) .

"جب دو مسلمان تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آتے ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے"۔

4133 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ". قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اِنَّهُ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ".

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مقابل آتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے ساتھی کو قتل کر دیتا ہے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے"۔

لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو قاتل ہے تو مقتول کس وجہ سے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنا چاہتا تھا"۔

4134 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ اَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَالْعَلَاءِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْاَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ".

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے"۔

4135 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَقَتَلَ اَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ". قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ "اِنَّهُ اَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ".

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4133-اخرجه البخاري في الايمان، باب (وان طائفتان من المؤمنين اقتتلوا فاصلحوا بينهما) (الحديث 31)، وفي الديات، باب قول الله تعالى (ومن احياها) (الحديث 6875)، و في الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما (الحديث 7083). واخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب اذا تواجه المسلمان بسيفيهما (الحديث 14 و 15). واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب في النهي عن القتال في الفتنة (الحديث 4268 و 4269). واخرجه النسائي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4134). تحفة الاشراف (11655).

4134-تقدم (الحديث 4133).

4135-تقدم (الحديث 4129).

''جب دو مسلمان اپنی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے مدمقابل آ جائیں اور ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دے تو قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے''۔

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ تو قاتل ہے' تو مقتول کس وجہ سے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا''۔

4136 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَّاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو''۔

4137 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي الضُّحٰى عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ لَّا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجِنَايَةِ اَبِيْهِ وَلَا جِنَايَةِ اَخِيْهِ" .
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ مُرْسَلٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو' کسی شخص کو اس کے باپ کے جرم یا اس کے بھائی کے جرم کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا''۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے' درست یہ ہے' یہ روایت مرسل ہے۔

4138 – اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُّسْلِمٍ عَنْ مَّسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ

4136-اخرجه البخاري في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4402 و 4403) مطولاً، في الادب، باب قول الله تعالى: يا ايها الذين امنوا لا يسخر قوم من قوم عسى ان يكونوا خيرًا منهم . الى قوله . فاولئك هم الظالمون) (الحديث 6043)، و باب ما جاء في قول الرجل (ويلك) (الحديث 6166)، و في الحدود، باب ظهر المومن حمى الا في حد او حق (الحديث 6785) مطولاً، و في الديات، باب قول الله تعالى (و من احياها......) (الحديث 6868)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض (الحديث 7077) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 119 و 120) . واخرجه ابو داؤد في السنة، باب الدليل على زيادة الايمان و نقصانه (الحديث 4686) . و اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض (الحديث 3943) . تحفة الاشراف (7418) .

4137-انفرد به النسائي و سياتي في تحريم الدم، تحريم القتل (الحديث 4138)، و (الحديث 4139 و 4140) مرسلًا . تحفة الاشراف (7452) .

4138-تقدم (الحديث 4137) .

كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ وَّلَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيْرَةِ اَبِيْهِ وَلَا بِجَرِيْرَةِ اَخِيْهِ" .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو اور کسی بھی شخص کو اس کے باپ کی یا اس کے بھائی کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا''۔

4139 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا اُلْفِيَنَّكُمْ تَرْجِعُوْنَ بَعْدِىْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ لَا يُؤْخَذُ الرَّجُلُ بِجَرِيْرَةِ اَبِيْهِ وَلَا بِجَرِيْرَةِ اَخِيْهِ" . هٰذَا الصَّوَابُ .

★★ مسروق روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میں تمہیں ایسا نہ پاؤں کہ تم میرے بعد دوبارہ کافر ہو گئے ہو اور ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو۔ کسی بھی شخص کو اس کے باپ یا اس کے بھائی کے جرم کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا''۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت درست ہے' کیونکہ یہ روایت مرسل ہے۔

4140 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِى الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِىْ كُفَّارًا" . مُرْسَلٌ .

★★ مسروق روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''میرے بعد کافر نہ ہو جانا''۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے۔

4141 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِىْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِىْ ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" .

★★ حضرت ابوبکرہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو''۔

4142 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ

4139-تقدم (الحديث 4137) . 4140-تقدم (الحديث 4137) .

4141-انفرد به النسائي . والحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب الاشهر الحرم (الحديث 1947) . تحفة الاشراف (11700) .

4142-اخرجه البخاري في العلم، باب الانصات للعلماء (الحديث 121) و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4405)، و في الديات، باب قول الله تعالى: (ومن احياها ......) (الحديث 6869)، و في الفتن، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لاترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 7080) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان معنى قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 118) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب (لا ترجعوا بعدي كفارًا يضرب بعضكم رقاب بعض) (الحديث 3942) تحفة الاشراف (3236) .

قَالَ سَمِعْتُ اَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصَتَ النَّاسَ قَالَ "لَا تَرْجِعُوا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" .

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خاموش ہونے کے لیے کہا پھر ارشاد فرمایا: میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں اُڑانے لگو۔

شرح

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ وقت بھی آنے والا ہے جب زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے علم اٹھالیا جائے گا، فتنے پھوٹ پڑیں گے بخل ڈالا جائے گا اور ہرج زیادہ ہوگا۔ صحابہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ ہرج کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قتل۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ شریف: جلد چہارم: حدیث نمبر 1321)

زمانے ایک دوسرے کے قریب ہوں گے " کا مطلب یا تو یہ ہے کہ کہ اس وقت دنیا کا زمانہ اور آخرت کا زمانہ ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے، اس صورت میں قیامت کا قریب ہونا مراد ہوگا یا اس جملہ سے مراد زمانہ والوں میں سے بعض کا بعض کے ساتھ برائی اور بدی کے تعلق سے قریب ہونا ہے۔ یعنی اس زمانہ میں جو برے اور بدکار لوگ ہوں گے وہ ایک دوسرے کے قریب ونزدیک آ جائیں گے، یا یہ مطلب ہے کہ خود زمانہ کے اجزاء بدی وبرائی کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب اور مشابہ ہوں گے یعنی ایک زمانہ برائی اور بدی کا ماحول لئے ہوئے آئے گا اور اس کے بعد پھر دوسرا زمانہ بھی اسی طرح آئے گا، یا یہ مطلب ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا جس میں حکومتیں دیرپا نہیں ہوں گی اور مختلف انقلابات اور عوامل بہت مختصر مختصر عرصہ میں حکومتوں کو بدلتے رہیں گے۔

اور بعض حضرات نے یہ مطلب بیان کیا کہ آخر میں جو زمانہ آئے گا اس میں لوگوں کی عمریں بہت چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور یہ احتمال بھی ہے کہ یہ جملہ دراصل گناہوں کے سبب زمانہ سے برکت کے ختم ہو جانے سے کنایہ ہو، یعنی آخر زمانہ میں جب کہ گناہوں کی کثرت ہو جائے اور لوگ دین شریعت کے تقاضوں اور اللہ وآخرت کے خوف سے بے پرواہ ہو کر عیش وعشرت اور راحت وغفلت میں پڑ جائیں گے تو زمانہ سے برکت نکل جائے گی اور اس کے شب وروز کی گردش اتنی تیز اور دن رات کی مدت اتنی مختصر محسوس ہونے لگے گی کہ سالوں پہلے گزرا ہوا کوئی واقعہ کل کی بات معلوم ہوگا اور ہر وقت کی کمی کا شکوہ رنج نظر آئے گا۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ آخر زمانہ میں وقت اس طرح جلدی گزرے گا کہ ایک سال ایک مہینے کے برابر اور ایک مہینہ ایک ہفتہ کے برابر اور ایک ہفتہ ایک دن کے برابر معلوم ہوگا۔

علم اٹھالیا جائے گا " کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں مخلص، باعمل اور حقیقی علم کے حامل اٹھالئے جائیں گے اور اس طرح حقیقی علم مفقود ہو جائے گا نیز مختلف علمی فتنوں کا اندھیرا اس طرح پھیل جائے گا کہ علماء سو کے درمیان امتیاز کرنا مشکل ہوگا اور ہر طرف ایسا محسوس ہوگا جیسے علم کا چراغ گل ہو گیا ہے اور جہالت ونادانی کی تاریکی طاری ہو گئی ہے۔ " بخل ڈالا جائے گا " مطلب یہ ہے کہ آخر زمانہ میں لوگوں میں بخل کی خصلت نہایت پختہ ہو جائے گی اور یہ چیز یعنی بخل کی برائی ایک عام وبا کی طرح پھیل جانے

گی، نیز لوگ اس بخل کے یہاں تک تابع ہو جائیں گے کہ صنعت و حرفت والے اپنی صنعتی اشیاء کو بنانے اور پیدا کرنے میں بخل و تنگی کرنے لگیں گے اور مال کی تجارت و لین دین کرنے والے لوگ اپنے مال کو چھپا کر بیٹھ جائیں گے یہاں تک کہ ضروری اشیاء کو بھی فراہم کرنے اور دینے سے انکار کرنے لگیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بخل ڈالا جائے گا سے لوگوں میں اصل بخل کا پایا جانا مراد نہیں ہے کیونکہ اصل بخل تو انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اور اس اعتبار سے یہ بات پہلے زمانہ کے لوگوں کے بارے میں بھی نہیں کی جا سکتی کہ ان میں سرے سے بخل کا وجود نہیں تھا۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ بھی اخذ نہیں کیا جا سکتا چونکہ اصل بخل انسان کی جبلت میں پڑا ہوا ہے اس لئے کوئی بھی شخص نہ پہلے زمانوں میں اس خصلت سے کلیۃً محفوظ رکھ سکتا ہے اور جیسا کہ اس آیت (وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (التغابن: 16) سے واضح ہوتا ہے ایسے پاک نفس انسان سے پہلے بھی گزرے ہیں اب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی موجود رہیں گے یہ اور بات ہے کہ زمانہ کے اثرات کی وجہ سے ایسے پاک نفسوں کی تعداد ہر آنے والے زمانہ میں پہلے سے کم ہوتی جائے۔ "ہرج" کے معنی ہیں فتنہ اور خرابی میں پڑنا۔

اور جیسا کہ قاموس میں لکھا ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ ہرج الناس تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں لوگ فتنے میں پڑ گئے اور قتل واختلاط یعنی خونریزی اور کاموں کے خلط ملط ہو جانے کی وجہ سے اچھے برے کی تمیز نہ کر سکنے کی آفت میں مبتلا ہو گئے پس اس ارشادِ گرامی "ہرج" سے مراد خاص طور پر وہ قتل و خونریزی ہے جو مسلمانوں کے باہمی افتراق و انتشار کے فتنہ کی صورت میں اور اچھے برے کاموں کی تمیز مفقود ہونے کی وجہ سے پھیل جائے۔

4143 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ اَبِى السَّفَرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ. بَلَغَنِىْ اَنَّ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ". ثُمَّ قَالَ "لَا اُلْفِيَنَّكُمْ بَعْدَ مَا اَرٰى تَرْجِعُوْنَ بَعْدِىْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ".

☆☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

تم لوگوں کو خاموش کرواؤ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس حالت میں، میں تمہیں آج دیکھ رہا ہوں اس کے بعد میں تمہیں ایسی حالت میں نہ پاؤں کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ اور ایک دوسرے کی گردنیں اڑانے لگو''۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہوگا اور اللہ اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے۔ (النساء: ۹۳)

4143- انفرد به النسائی۔ تحفة الاشراف (3244)۔

كِفَاتُ نفوسِہٖ لاَم

قتل عمد کی تعریف اور اس کے متعلق احادیث کا بیان

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے عمداً مسلمان کو قتل کرنے پر دوزخ کی وعید سنائی ہے اس لیے قتل عمد کی تعریف کو جاننا ضروری ہے۔ علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: قتل عمد وہ قتل ہے جس میں جان نکالنے کے لیے ہتھیار سے ضرب لگائی جائے اور جان غیر محسوس ہے پس وہ جان نکالنے کے لیے ہتھیار کو استعمال کرے گا جو زخم ڈالنے والا ہو اور بدن کے ظاہر اور باطن میں موثر ہو۔ (المبسوط ج ۲۶ ص ۵۹ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ کی اصل کے مطابق جس قتل کو ہتھیار یا ہتھیار کے قائم مقام کے ساتھ کیا جائے وہ قتل عمد ہے مثلاً بانس کی کھپچی یا لاٹھی کے ٹکڑے یا کسی اور ایسی دھار والی چیز کے ساتھ قتل کر دے جو ہتھیار کا کام کرتی ہو یا آگ سے جلا دے امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ تمام قتل عمد کی صورتیں ہیں اور ان میں قصاص واجب ہے اور ہمارے علم کے مطابق ان صورتوں کے قتل عمد ہونے میں فقہاء کا اختلاف نہیں ہے۔

(احکام القرآن ج ۲ ص ۲۲۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

احادیث میں تلوار اور پتھر سے قتل کرنے کو قتل عمد قرار دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم نے فرمایا تلوار کے علاوہ ہر چیز خطاء ہے اور ہر خطاء کا ایک تاوان ہے۔ (مسند احمد ج ۶ رقم الحدیث: ۱۸۴۵۱،۱۸۴۲۳ سنن کبری للبیہقی ج ۸ ص ۴۲)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ایک یہودی نے ایک لڑکی پر حملہ کیا اور اس کے جسم سے زیورات اتار لیے اور اس کے سر کو پتھر سے کچل دیا اس لڑکی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اس وقت اس میں آخری رمق حیات تھی اور اس کی گویائی ختم ہو گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تم کو کس نے قتل کیا ہے۔ کیا فلاں شخص نے؟ اس کے قاتل کے سوا کسی اور کا نام لیا اس نے سر کے اشارہ سے کہا نہیں پھر فرمایا فلاں شخص اور اس کے قاتل کا نام لیا اس نے سر کے اشارے سے کہا ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلانے کا حکم دیا اور دو پتھروں کے درمیان اس کے سر کو کچل دیا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۲۹۵ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۷۲ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۵۲۷ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۳۹۹ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۶۵ مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۱۰۵،۱۳۷۵۸،۱۱۲۷۲،۱۲۷)

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ تلوار ہو پتھر ہو یا کوئی اور دھار دار چیز ہو یا ہتھیار ہو اس سے قتل کرنا عمد ہے بندوق کلاشنکوف پستول وغیرہ بھی اس میں داخل ہیں۔

قتل عمد پر اللہ اور اس کے رسول کے غضب کا بیان

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا! رسول اللہ! یہ بتایئے کہ میرا کسی کافر شخص سے مقابلہ ہو وہ مجھ سے قتال کرے اور تلوار سے میرا ایک ہاتھ کاٹ ڈالے پھر وہ مجھ سے بچنے کے لیے ایک درخت کی آڑ میں آئے اور کہے میں اللہ کے لیے اسلام لے آیا یا رسول اللہ! کیا میں اس کے کلمہ پڑھنے کے بعد

اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل مت کرو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ میرا ایک ہاتھ کاٹ چکا ہے اور اس نے میرا ہاتھ کاٹنے کے بعد کلمہ پڑھا ہے کیا میں اس کو قتل کر دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت قتل کرو اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو وہ تمہارے قتل کرنے سے پہلے درجہ میں ہوگا اور تم اس کے کلمہ پڑھنے سے پہلے والے درجہ میں ہو گے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۵ صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۰۱۹ سنن ابوداود رقم الحدیث: ۲۶۴۴)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے نزدیک ایک مسلمان کے قتل کی بنسبت پوری دنیا کا زوال زیادہ آسان ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۴۰۲ المستدرک ج ۴ ص ۳۵۲ کنز العمال رقم الحدیث: ۳۹۹۵۴)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کے پاس آ کر کہا یہ بتائیے کہ ایک آدمی نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اس کی سزا کیا ہوگی؟ انہوں نے کہا اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اس پر لعنت کرے گا اور اللہ نے اس کے لیے عذاب عظیم تیار کر رکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ وہ آیت ہے جو سب سے آخر میں نازل ہوئی (النساء: ۹۳) حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی نازل نہیں ہوئی اس نے کہا یہ بتائیے اگر وہ توبہ کرلے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے پھر وہ ہدایت یافتہ ہو جائے گا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی توبہ کیسے ہوگی؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: اس شخص کی ماں اس پر روئے جس نے کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دیا وہ مقتول اپنے قاتل کو دائیں یا بائیں جانب سے پکڑے ہوئے آئے گا اور دائیں یا بائیں ہاتھ سے اس نے اپنا سر پکڑا ہوا ہوگا اور عرش کے سامنے اس کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور وہ شخص کہے گا اے میرے رب اپنے اس بندہ سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔

(مسند احمد ج ا رقم الحدیث: ۲۱۴۲ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ)

مسلمان کے قاتل کی مغفرت نہ ہونے کی توجیہات

اس آیت پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ مسلمان کو قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے سوا ہر گناہ لائق مغفرت ہے حالانکہ اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ مسلمان کو عمداً قتل کرنے کی سزا ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے اور جہنم میں خلود کفار کے لیے ہوتا ہے اور جو گناہ لائق معاف ہو اس کے لیے جہنم میں خلود نہیں ہوتا اس اشکال کے حسب ذیل جوابات ہیں۔

(۱) جب مشتق پر کوئی حکم لگایا جائے تو اس کا ماخذ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے لہٰذا اس آیت کا معنی یہ ہوا کہ جس شخص نے کسی مومن کو مومن ہونے کے سبب سے قتل کیا تو اس کی سزا جہنم میں خلود ہے اور جو شخص کسی مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرے گا وہ کافر ہوگا اور کافر کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۲) اس آیت میں من کا لفظ ہر چند کہ عام ہے لیکن یہ عام مخصوص عنہ البعض ہے اور اس سے ہر قاتل خواہ مومن ہو یا کافر مراد نہیں ہے بلکہ اس سے کافر قاتل مراد ہے اور کافر کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۳) یہ آیت ایک خاص قاتل کے متعلق نازل ہوئی ہے یہ شخص پہلے مسلمان تھا پھر اس نے مرتد ہو کر ایک مسلمان کو اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے قتل کر دیا۔ روح المعانی میں اس کے متعلق روایت بیان کی گئی ہے۔ (روح المعانی ج ۵ ص ۱۱۵)

(۴) اگر اس آیت میں قاتل سے مراد مسلمان لیا جائے تو آیت کا معنی یہ ہے کہ اس کی سزا جہنم میں خلود ہے یعنی وہ اس کا مستحق ہے یہ نہیں فرمایا کہ اس کو یہ سزا دی جائے گی۔

(۵) اگر مسلمان قاتل مراد ہو تو خلود سے مجازاً مکث طویل مراد ہے یعنی وہ لمبے عرصے تک جہنم میں رہے گا۔

(۶) اگر مسلمان قاتل مراد ہو تو اس آیت میں شرط محذوف ہے یعنی اگر اس کی مغفرت نہ کی گئی تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا، اس کو خلف وعید سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ بہ طور کرم خلف وعید جائز ہے لیکن یہ بظاہر خلف وعید ہے حقیقت میں چونکہ یہاں شرط محذوف ہے اس لیے کوئی خلف نہیں ہے۔

(۷) یہ آیت انشاء تخویف پر محمول ہے یعنی مسلمانوں کو قتل کرنے سے ڈرانے کے لیے ایسا فرمایا گیا ہے حقیقت میں کسی مسلمان قاتل کو جہنم میں خلود کی سزا دینے کی خبر نہیں دی گئی۔

(۸) اگر کسی مسلمان نے قتل مسلم کو معمولی سمجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور پھر اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۹) اگر کسی مسلمان نے بغض اور عناد کے غلبہ کی وجہ سے قتل مسلم کی حرمت کا انکار کر دیا اور پھر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۱۰) اگر معاذ اللہ کسی مسلمان نے مسلمان کے قتل کرنے کو حلال اور جائز قرار دے کر یا اس حکم کی توہین کرنے کے لیے کسی مسلمان کو قتل کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور کسی مومن کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے مومن کو قتل کر دے ماسوا خطا کے (نادانستہ طور پر)۔ (النساء: ۹۲)

اس سے پہلی آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے خلاف جہاد کرنے کی ترغیب دی تھی اور کفار کے خلاف جہاد نہ کرنے والوں کی مذمت کی تھی اس آیت میں جہاد سے متعلق بعض احکام بیان کیے ہیں کیونکہ جب مسلمان کافروں پر حملہ کریں گے تو بلا قصد و ارادہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کوئی مسلمان مسلمان کے ہاتھوں مارا جائے ایسی صورت کا اللہ تعالیٰ نے حکم بیان فرمایا ہے کہ اگر مسلمان مقتول دار الاسلام کا باشندہ ہو یا کسی معاہد ملک کا باشندہ ہو تو اس کے ورثاء کو اس کی دیت ادا کی جائے گی اور اس خطا کے کفارہ میں ایک مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے گا اور اگر وہ مقتول دار الحرب کا باشندہ ہو تو صرف ایک مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے گا اور اگر غلام یا باندی کو آزاد کرنے کی استطاعت نہ ہو تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے جائیں گے۔

قتل خطاء کے شان نزول میں متعدد اقوال کا بیان

اس آیت کا شان نزول میں متعدد اقوال ہیں ایک قول یہ ہے کہ جنگ احد میں مسلمانوں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

والد یمان کو غلط فہمی سے قتل کر دیا تھا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جنگ احد کے دن مشرکین شکست کھا گئے تھے اس وقت ابلیس لعنت اللہ علیہ نے چلا کر کہا: اے اللہ کے بندو اے اللہ کے بندو اپنے پیچھے والوں پر حملہ کرو پھر اگلی صفوں نے پچھلی صفوں پر حملہ کیا اور وہ آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اچانک حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ مسلمان حضرت یمان پر حملہ کر رہے ہیں انہوں نے چلا کر کہا یہ میرے باپ ہیں یہ میرے باپ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کیا یہ خدا وہ اس وقت تک باز نہیں آئے جب تک کہ انہوں نے حضرت یمان کو قتل نہیں کر دیا حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۰۶۵)

دوسرا قول یہ ہے کہ بنو عامر کا ایک شخص مسلمان ہو گیا تھا حضرت عیاش بن ابی ربیعہ کو اس کو خبر نہ تھی انہوں نے غلط فہمی سے اس کو قتل کر دیا اس کی تفصیل یہ ہے:

امام محمد ابن جریر متوفی ۳۱۰ ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت عیاش بن ابی ربیعہ ابوجہل بن ہشام کے اخیافی (سوتیلے) بھائی تھے وہ مسلمان ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کرنے سے پہلے مہاجرین اولین کے ساتھ مدینہ چلے گئے ابوجہل حارث بن ہشام اور ان کے ساتھ بنو عامر کا ایک اور شخص تھا یہ ان کو لینے مدینہ پہنچ گئے عیاش سے ان کی ماں بہت محبت کرتی تھی انہوں نے کہا تمہاری ماں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک تم کو دیکھ نہ لے گی سائے میں نہیں بیٹھے گی وہ دھوپ میں لیٹتی ہے تم جا کر اپنی ماں کو دیکھ لو پھر واپس چلے جانا اور انہوں نے اللہ کی قسمیں کھا کر یقین دلایا کہ وہ ان کو واپس مدینہ پہنچا دیں گے جب وہ مدینہ کی حدود سے باہر آئے تو انہوں نے حضرت عیاش کو باندھ لیا اور بنو عامر کے شخص نے ان کو کوڑے مارے اس پر انہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ عامری کو قتل کر دیں گے پھر وہ کافی عرصہ تک مکہ میں قید رہے اور فتح مکہ کے دن آزاد ہوئے ایک دن ان کے سامنے سے عامری آ رہا تھا وہ مسلمان ہو چکا تھا حضرت عیاش کو اس کے اسلام کا علم نہیں تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (جامع البیان جز ۵ ص ۲۷۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ ھ)

امام واحدی نیشا پوری متوفی ۴۵۸ ھ نے لکھا ہے کہ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ نے غلط فہمی سے حارث بن زید کو قتل کیا تھا اس کے گمان میں وہ کافر تھا ان کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہیں تھی۔ (الوسیط ج ۲ ص ۹۲-۹۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابن الاثیر شیبانی متوفی ۶۳۰ ھ نے لکھا ہے کہ حارث بن زید مکہ میں مسلمانوں کو ایذاء پہنچایا کرتا تھا وہ مسلمان ہو گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو اس کے اسلام لانے کی خبر نہ تھی حتیٰ کہ جب وہ ہجرت کر کے مدینہ پہنچا تو عیاش بن ربیعہ نے اس کو قتل کر دیا۔ (اسد الغابہ ج ۱ ص ۳۹۴)

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے ایک مسلمان کو غلط فہمی سے قتل کر دیا تھا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی:

ابن زید بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوالدرداء کسی لشکر کے ساتھ جا رہے تھے وہ قضاء حاجت کے لیے ایک گھاٹی میں اترے تو انہوں نے ایک شخص کو دیکھا وہ اپنی بکریوں کو لے جا رہا تھا انہوں نے اس پر تلوار سے حملہ کیا اس نے کہا لا الہ الا اللہ حضرت

ابوالدرداء نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی بکریاں لے کر اپنے اصحاب کے پاس آ گئے پھر ان کے دل میں اضطراب ہوا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کا دل چیر کا کیوں نہیں دیکھا اس نے تم کو اپنی زبان سے اسلام لانے کی خبر دی اور تم نے اس کی تصدیق نہیں کی حضرت ابوالدرداء نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب میرا کیا ہوگا آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ کا کیا ہوگا میں بار بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی عرض کرتا اور آپ یہی فرماتے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کاش یہ واقعہ میرے اسلام لانے سے پہلے کا ہوتا۔ (جامع البیان ج ۵ ص ۲۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

چوتھا قول سعید بن جبیر کا ہے انہوں نے کہا کہ یہ آیت حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے انہوں نے غلط فہمی سے مرداس بن عمر کو خطاء قتل کر دیا تھا۔ (روح المعانی الدر المنثور) اس کی تفصیل یہ ہے:

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر میں بھیجا ہم صبح کے وقت جہینہ کے ایک مقام حرقات میں پہنچے میں نے ایک شخص کو پکڑ لیا اس نے کہا لا الہ الا اللہ میں نے اس کو نیزہ سے مار دیا پھر مجھے اضطراب ہوا تو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس واقعہ کا ذکر کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا تھا پھر تم نے اس کو قتل کر دیا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نے حملہ کے خوف سے لا الہ الا اللہ کہا تھا آپ نے فرمایا تم نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا حتیٰ کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے دل سے کہا ہے یا نہیں! آپ بار بار یہ کلمات فرماتے رہے حتیٰ کہ میں نے تمنا کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا۔
(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۹۶ صحیح البخاری رقم الحدیث: ۴۲۶۹، ۶۸۷۲ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۶۴۳)

قتل خطاء کا معنی اور اس کی دیگر اقسام کا بیان

قتل خطاء کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ فعل میں خطاء ہو جائے مثلاً انسان ایک ہرن کا نشانہ لے رہا تھا اور گولی کسی انسان کو لگ گئی اور دوسری صورت یہ ہے کہ قصد میں خطاء ہو قتل کرنے والے کا گمان یہ تھا کہ وہ شخص کافر ہے اور وہ درحقیقت مسلمان تھا قتل خطا کی دوسری قسم قتل قائم مقام خطاء ہے مثلاً ایک انسان کے ہاتھ سے اینٹ یا لکڑی گر گئی جس سے دوسرا شخص ہلاک ہو گیا اس کا حکم بھی قتل خطاء کی طرح ہے۔ اس میں مقتول کے ورثاء کو دیت ادا کی جائے گی اور ایک غلام یا باندی کو آزاد کیا جائے گا اور ایک قتل بالسبب ہے، مثلاً ایک شخص نے دوسرے کی ملکیت میں کنواں کھودا جس میں کوئی شخص گر کر ہلاک ہو گیا یا کوئی کسی سواری پر سوار تھا اور اس سواری نے کسی شخص کو ہلاک کر دیا اس میں صرف عاقلہ پر دیت ہے۔ (آج کل ٹریفک کے حادثات میں کار ٹرک یا بس کے نیچے آ کر جو لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں وہ بھی قتل بالسبب ہیں) (عالم گیری ج ۶ ص ۳ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ)

دیت کے معنی و مفہوم کا بیان

وہ مال جو مقتول کے ورثاء کو مقتول کی جان کے عوض میں دیا جاتا ہے اس کو دیت کہتے ہیں اگر مسلمان مقتول کے قرابت دار کافر ہوں تو ان کو دیت نہیں دی جائے گی کیونکہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا مسلمان مقتول کے جو وارث مسلمان ہوں ان کو دیت ادا کی جائے گی۔ علامہ فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ نے لکھا ہے کہ دیت کا معنی ہے مقتول کا حق (القاموس ج ۴ ص ۵۷۹) اور اس کی

اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ کسی مسلمان یا ذمی کو ناحق قتل کرنے یا اس کے کسی عضو کو ناحق تلف کرنے کی وجہ سے جو شرعاً مالی تاوان لازم آتا ہے اس کو دیت کہتے ہیں اور بعض اوقات جان کے تاوان کو دیت اور عضو کے تاوان کو ارش کہتے ہیں۔

قتل خطاء قتل شبہ عمد اور قتل عمد میں دیت کی مقدار کا بیان

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل خطاء کی دیت یہ مقرر کی ہے: ایک سال کی بیس اونٹنیاں ایک سال کے بیس اونٹ دو سال کی بیس اونٹنیاں تین سال کی بیس اونٹنیاں اور چار سال کی بیس اونٹنیاں (اس حدیث کی سند ضعیف ہے خشف بن مالک مجہول الحال ہے اور معروف یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اثر ہے) (سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۳۹۱ سنن ابوداود رقم الحدیث ۴۵۴۵ سنن نسائی رقم الحدیث ۴۸۱۶ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۳۱ موطا امام مالک رقم الحدیث: ۱۶۰۵)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل خطاء کی دیت اسی طرح ہے جس طرح اس حدیث میں بیان کی گئی ہے اور قتل شبہ عمد (کسی شخص کو ایسے آلہ سے ضرب لگائی جائے جس سے قتل نہیں کیا جاتا اور اس کو قصد صرف ضرب لگانا ہو قتل کرنا نہ ہو لیکن اس ضرب کے نتیجہ میں مضروب مرجائے) کی دیت امام ابوحنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ پچیس ایک سال کی اونٹنیاں پچیس دو سال کی اونٹنیاں پچیس تین سال کی اونٹنیاں اور پچیس چار سال کی اونٹنیاں (عالم گیری ج ۶ ص ۲۴ مطبوعہ مصر ۱۳۱۰ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا اس کو مقتول کے ورثا کے حوالے کر دیا جائے گا اگر وہ چاہیں تو اس کو قتل کر دیں اور اگر وہ چاہیں تو اس سے دیت وصول کرلیں قتل عمد کی دیت یہ ہے: تیس تین سال کی اونٹنیاں تیس چار سال کی اونٹنیاں اور چالیس پانچ سال کی اونٹنیاں اس کے علاوہ جس مقدار پر وہ صلح کرلیں۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۳۹۲ سنن ابوداود رقم الحدیث: ۴۵۰۶ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۲۶)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک قتل خطاء کی دیت میں ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم بھی دیئے جا سکتے ہیں۔

(ہدایہ اخیرین ص ۵۸۵-۵۸۴ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

ایک ہزار دینار (۴٫۳۷۴) چار اعشاریہ تین سات چار کلوگرام سونے کے برابر ہے اور دس ہزار درہم (۳۰٫۶۱۸) تیس اعشاریہ چھ ایک آٹھ کلوگرام چاندی کے برابر ہے۔

دیت کی ادائیگی کی مدت اور جن لوگوں کے ذمہ دیت کی ادائیگی ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ دیت تین سال میں لی جائے گی ہر سال میں تہائی (۳/۱) دیت وصول کی جائے گی اور قتل خطاء کی دیت عاقلہ پر ہے باپ کی طرف سے جو رشتہ دار ہیں وہ عاقلہ ہیں یہ امام مالک اور امام شافعی کا قول ہے بعض ائمہ نے کہا دیت صرف ان مردوں پر ہے جو عصبات ہوں عورتوں اور بچوں پر دیت نہیں ہے اور ہر شخص پر چوتھائی (۴/۱) دینار دیت لازم کی جائے گی۔ بعض ائمہ نے کہا کہ نصف دینار تک دیت لازم کی جائے گی

اگران رشتہ داروں سے دیت پوری ہوجائے تو فبہا ورنہ جو قریب ترین قبیلہ کے لوگ ہیں ان پر دیت لازم کی جائے گی۔
(سنن ترمذی ج ۳ص ۹۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابوحنیفہ کے نزدیک عمد شبہ العمد اور خطا تینوں کے دیت کی ادائیگی کی مدت تین سال ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک دیت العمد معجل ہے اور باقی دیت تین سال میں ادا کی جائے گی (بدایۃ المجتہد ج ۲ص ۳۰۷)

علامہ محمد بن اثیر الجزری متوفی ۶۰۶ ھ لکھتے ہیں: عاقلہ عصبات کو کہتے ہیں یعنی باپ کی طرف سے رشتہ دار جو قتل خطاء میں قاتل کی جانب سے مقتول کی دیت ادا کرتے ہیں اور اسی معنی میں حدیث ہے دیت عاقلہ پر ہے

علامہ سید عبدالقادر عودہ لکھتے ہیں: امام شافعی کے نزدیک باپ دادا بیٹا اور پوتا عاقلہ میں داخل نہیں ہیں امام احمد کا بھی ایک یہی قول ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک آباء اور ابناء عاقلہ میں داخل ہیں کیونکہ دیت کو برداشت کرنے میں عصبات میراث کی طرح ہیں جس طرح میراث میں عصبات اقرب فالاقرب اعتبار کیا جاتا ہے اسی طرح دیت کو برداشت کرنے میں بھی ان کا اعتبار ہوگا۔ (التشریع الجنائی ج ۲ص ۱۹۸-۱۹۵ ملخصا مطبوعہ بیروت)

جو لوگ کسی کمپنی کی بس ٹرک یا ٹریلر کے نیچے آ کر حادثہ میں ہلاک ہوجاتے ہیں اس میں قاتل کی عاقلہ وہ کمپنی یا ادارہ ہے اور اس کی دیت اس کمپنی کو ادا کرنی چاہیے۔

امام مالک اور امام احمد کے نزدیک عاقلہ کے ہر فرد پر دیت کی جو مقدار ہوگی وہ حاکم کی رائے پر موقوف ہے امام شافعی کے نزدیک امیر آدمی پر نصف دینار اور متوسط شخص پر چوتھائی مثقال ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کسی شخص سے تین یا چار درہم سے زیادہ نہ لیے جائیں (نصف دینار پانچ درہم یعنی ایک اعشاریہ ایک دو تولہ چاندی کے برابر ہے اور ربع مثقال ایک اعشاریہ ایک ایک پانچ گرام چاندی کے برابر ہے)

اگر کسی شخص کے عصبات نہ ہوں تو اس کی دیت بیت المال سے ادا کی جائے گی ائمہ اربعہ کا یہی مذہب ہے اور امام ابوحنیفہ امام محمد اور امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ قاتل کے مال سے دیت وصول کی جائے گی دیت کی ادائیگی کی مدت تین سال ہے۔
(التشریع الجنائی ج ۲ص ۱۹۸-۱۹۵ ملخصا مطبوعہ بیروت)

عورت کی نصف دیت کی تحقیق کا بیان

عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفا روایت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعا مروی ہے کیونکہ عورت کا حال اور اس کی منفعت مرد سے کم ہے عورت کے اعضاء اور اطراف کی دیت بھی مرد کی دیت کا نصف ہے (ہدایہ اخیرین ص ۵۸۵ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔ (سنن کبری ج ۸ص ۹۵ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ ھ لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ از حماد از ابراہیم روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

فرمایا کہ عورت کے تمام زخموں کی دیت مردوں کے زخموں کی دیت کا نصف ہے۔ (کتاب الآثار ص ۱۲۶ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۷ھ)

امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ روایت کرتے ہیں: سر کی چوٹ اور دیگر جن زخموں کی تہائی یا اس سے زیادہ دیت ہوتی ہے ان میں عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے (موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۲۰۷)

علامہ قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ نے لکھا ہے کہ اس پر علماء کا اجماع ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۳۲۵)

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں: عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اور عورت کے اعضاء اور زخموں کی دیت بھی مردوں کی دیت کا نصف ہے۔ (روضۃ الطالبین ج ۹ ص ۲۵۷ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

علامہ ابوالحسن علی بن سلیمان مرداوی حنبلی متوفی ۸۸۵ھ لکھتے ہیں: عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (الانصاف ج ۱۰ ص ۶۳ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۶ھ)

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں بھی ہے کہ عورت کی دیت مرد کی دیت کا نصف ہے اور ائمہ اربعہ کا بھی یہی مذہب ہے اور اس پر تمام ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور جس نے کسی مسلمان کو خطاء (بلاقصد) قتل کر دیا تو اس پر ایک مسلمان گردن (غلام یا باندی) کو آزاد کرنا لازم ہے اور اس کے وارثوں کو دیت ادا کی جائے ماسوا اس کے کہ وہ معاف کر دیں۔ (النساء: ۹۲)

قتل خطاء کے کفارہ میں مسلمان غلام کو آزاد کرنے کی حکمت

اس آیت میں مسلمان کو خطاء قتل کرنے والے پر دو چیزیں واجب کی ہیں کفارہ اور دیت اور کفارہ میں یہ تصریح کی ہے کہ مسلمان غلام کو آزاد کیا جائے کیونکہ قاتل نے مسلمان شخص کو قتل کیا ہے تو اس کے کفارہ میں مسلمان غلام کو آزاد کرے غلام ہونا بہ منزلہ موت ہے اور آزادی بہ منزلہ حیات ہے تو ایک مسلمان کو مارنے کی تلافی اس طرح ہوگی کہ ایک مسلمان کو زندہ کیا جائے ہر چند کہ یہاں غلام کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ قاعدہ ہے کہ جب مطلق کو ذکر کیا جائے تو اس سے ذات کے اعتبار سے کامل فرد مراد ہوتا ہے اور صفت اپنے اطلاق پر رہتی ہے اس لیے اندھا لنگڑا مجنون اور لولا غلام آزاد کرنا معتبر نہیں اور نہ ہی مکاتب مدبر یا ام ولد کا اعتبار ہوگا اس کے علاوہ غلام کا چھوٹا یا بڑا ہونا مرد یا عورت ہونا کالا یا گورا ہونا یہ از قبیل صفات ہیں اور کسی بھی صفت کا غلام آزاد کیا جاسکے گا اب چونکہ اسلام کی تعلیمات کی اشاعت کی وجہ سے غلام بنانے کا دور ختم ہو چکا ہے اس لیے اب قتل خطاء کے کفارہ میں مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے جائیں گے۔

ورثاء مقتول میں دیت کو تقسیم کرنے کے احکام کا بیان

مسلمان مقتول کی دیت کے متعلق ہم بتا چکے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سو اونٹ ہیں یا ایک ہزار دینار یا دس ہزار درہم اور یہ دیت تین سال کے اندر مقتول کے ورثاء کو ادا کی جائے گی اور جس طرح ورثاء میں مرنے والے کا ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے اسی قاعدہ اور تناسب سے دیت تقسیم کی جائے گی مقتول کی تجہیز و تکفین کے بعد اس میں سے پہلے میت کا قرض ادا کیا جائے گا پھر تہائی

(۳-۱) دیت سے اس کی وصیت پوری کی جائے گی اور اگر مقتول کا کوئی وارث نہ ہوتو پھر دیت بیت المال میں جمع کردی جائے گی۔

یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جب مقتول کے ورثاء دیت معاف نہ کریں لیکن اگر انہوں نے معاف کردی تب بھی کفارہ بہرحال ادا کرنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: پھر اگر وہ مقتول اس قوم سے ہو جو تمہاری دشمن ہے اور وہ (مقتول) مسلمان ہوتو صرف ایک مسلمان گردن کا آزاد کرنا ہے۔(النساء:۹۲)

دارالحرب میں کسی مسلمان کو خطاءً قتل کرنے پر دیت لازم نہ کرنے کی حکمت

اس آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان نے مسلمان کو دارالحرب میں خطاءً قتل کردیا تو اس کے کفارہ میں صرف ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا جائے گا اور مقتول کے اولیاء کو دیت ادا نہیں کی جائے گی کیونکہ دیت بطور وراثت دی جاتی ہے اور دارالاسلام اور دارالحرب کے رہنے والوں کے درمیان وارثت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اگر وہ (مقتول) اس قوم سے ہو جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہے تو اس کے وارثوں کو دیت ادا کی جائے اور ایک مسلمان گردن کو آزاد کیا جائے۔(النساء:۹۲)

ذمی کافر کی دیت میں مذاہب ائمہ کا بیان

جس کافر قوم سے مسلمانوں نے معاہدہ کیا ہو اس کے کسی فرد کو اگر کسی مسلمان نے خطاءً قتل کردیا یا مسلمان ملک میں کسی ذمی کافر کو مسلمان نے خطاءً قتل کردیا تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس کا یہ حکم بیان فرمایا ہے کہ اس کے ورثاء کو بھی دیت ادا کی جائے گی اور کفارہ میں ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا جائے گا امام ابوحنیفہ کے نزدیک ذمی کافر اور مسلمان کی دیت میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دیت کو کسی خاص مقدار میں سے معین نہیں فرمایا اس سے واضح ہوتا ہے کہ اس کے ورثاء کو پوری دیت ادا کی جائے گی نیز اہل عرب میں دیت کا لفظ سو اونٹوں میں معروف تھا اور اسلام سے پہلے اور اسلام کے بعد مقتول کی دیت سو اونٹ ادا کرنے کا تعامل تھا اس لیے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ معاہد اور ذمی کو اگر خطاءً قتل کردیا جائے تو اس کی دیت ادا کی جائے گی تو اس کو متعارف معنی پر محمول کیا جائے گا اور اس کا معنی ہوگا کہ ذمی مقتول کے ورثاء کو پوری دیت ادا کی جائے گی نیز اس آیت کے نزول سے پہلے مسلم اور کافر کی دیت میں فرق نہیں تھا اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذمی کی دیت کو مسلم کی دیت کے ذکر کے بعد بغیر کسی فرق کے ذکر کیا لہٰذا اس آیت میں بھی دیت کو متعارف معنی پر محمول کیا جائے گا اور ذمی کافر کی بھی پوری دیت ادا کی جائے گی۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: امام مالک نے کہا کہ ذمی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور امام شافعی نے کہا ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کا تہائی ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۳۲۷ ملخصاً مطبوعہ ایران)

ذمی کافر کی نصف دیت پر ائمہ ثلاثہ کی دلیل اور اس کا غیر مستحکم ہونا

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کافر کی دیت مومن کی دیت کا نصف ہے۔

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن لکھا ہے کیونکہ عمرو بن شعیب از والد از جد مختلف فیہ ہے۔

(سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۴۱۸ سنن نسائی رقم الحدیث: ۴۸۲۱ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۶۴۴ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۵۸۳)

امام ترمذی اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں: یہودی اور نصرانی کی دیت میں اہل علم کا اختلاف ہے بعض اہل علم کا مذہب اس مسئلہ میں اس حدیث کے مطابق ہے اور عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کا نصف ہے امام احمد بن حنبل کا بھی یہی مذہب ہے اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہودی اور نصرانی کی دیت چار ہزار درہم ہے اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے امام مالک بن انس امام شافعی اور اسحاق کا بھی یہی قول ہے اور بعض اہل علم نے کہا کہ یہودی اور نصرانی کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے یہ سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا قول ہے۔

(سنن ترمذی ج ۳ ص ۱۰۸-۱۰۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۴ھ)

امام نسائی نے اس حدیث کو جس سند سے روایت کیا ہے اس میں ایک راوی محمد بن راشد ہے اس کے متعلق امام عبداللہ بن مبارک نے کہا یہ صادق تھا لیکن یہ شیعی یا قدری تھا۔ (تہذیب التہذیب ج ۹ ص ۱۳۵)

اور امام ابن ماجہ نے اس حدیث کو جس سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں ایک روای عبدالرحمان بن الحارث بن عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ ہے اس کے متعلق امام احمد نے کہا یہ متروک ہے اور علی بن المدینی نے اس کو ضعیف کہا ہے تاہم اس کی تعدیل بھی کی گئی ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۱۴۳)

ان حوالوں سے واضح ہو گیا کہ جس حدیث سے ائمہ ثلاثہ نے استدلال کیا ہے وہ اس قدر مستحکم نہیں کہ وہ قرآن مجید کے ذکر کردہ لفظ کے متعارف معنی کے مزاحم ہو سکے۔

ذمی کافر اور مسلم کی دیت کے مساوی ہونے پر امام اعظم کے دلائل

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قتل نفس میں مسلمان اور کافر ذمی یا معاھد کی دیت برابر ہے قرآن مجید میں لفظ دیت کے متعارف معنی کے علاوہ ان کے موقف پر حسب ذیل احادیث دلیل ہیں امام ابوحنیفہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہودی اور نصرانی کی دیت مسلم کی دیت کی مثل ہے۔ (مسند ابی حنیفہ مع شرح القاری ص ۲۰۸ مطبوعہ بیروت)

امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ روایت کرتے ہیں: ابراہیم نخعی نے کہا ذمی مرد کی دیت آزاد مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔ (کتاب الآثار رقم الحدیث: ۹۶۹)

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: ابوالہیثم روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ ذمی کی دیت آزاد مسلمان کے برابر ہے۔

(کتاب الآثار رقم الحدیث ۵۹۸)

زہری بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نصرانی کی دیت اور یہودی کی دیت کو آزاد مسلمان کے برابر قرار دیا امام محمد نے کہا ہمارا اسی حدیث پر عمل ہے اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔

(کتاب الآثار رقم الحدیث ۵۹۹)

امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذمی کی دیت مسلم کی دیت کی مثل ہے۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۹۵)

اس حدیث کی سند میں ایک راوی ابوکرز ضعیف ہے لیکن باقی احادیث اور آثار صحیحہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے موقف پر قوی دلیل ہیں اور ظاہر قرآن بھی آپ کے موقف پر دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید نے مسلم اور کافر کی دیت عمد اور دیت خطا میں کوئی فرق نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: سو جو شخص (غلام یا باندی) کو نہ پائے تو وہ مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے یہ اللہ کی طرف سے (اس کی) توبہ ہے اور اللہ بہت علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ (النساء: ۹۲)

قتل خطاء کے کفارہ کا بیان

کسی مسلمان نے کسی مسلمان کو دارالاسلام میں خطاء قتل کیا ہو یا کسی مسلمان کو دارالحرب میں خطاء قتل کیا ہو یا کسی ذمی کو دارالاسلام میں قتل کیا ہو تینوں صورتوں میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان قاتل پر کفارہ لازم کیا ہے اور وہ ایک مسلمان گردن (باندی یا غلام) کو آزاد کرنا ہے اب اگر کسی شخص کی قدرت میں غلام آزاد کرنا نہ ہو یا غلام کا رواج ہی ختم ہو گیا ہو جیسا کہ آج کل ہے تو وہ دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے گا بایں طور کہ یہ روزے رمضان کے علاوہ کسی اور ماہ میں اس ترتیب سے رکھے جائیں کہ عیدین اور ایام کے دن ان میں حائل نہ ہوں اس لیے یہ روزے ایام تشریق کے بعد رکھنے چاہئیں اور جو شخص نادم ہو کر خطاء قائم مقام خطاء قتل شبہ عمد اور قتل بالسبب میں دیت اور کفارہ ادا کر دے گا تو اللہ کے نزدیک اس کی توبہ قبول ہو جائے گی۔

كِتَابُ قَسْمُ الْفَيْءِ

یہ کتاب مال فئی کی تقسیم کے بیان میں ہے

فئے کا لغوی اور شرعی معنی

افاء عربی زبان کا لفظ ہے، اس کا مصدر فیی ہے، علامہ راغب اصفہانی اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فئے کا معنی ہے: حالت محمودہ کی طرف رجوع کرنا اور اس مال غنیمت کو فئے کہتے ہیں جس میں مسلمانوں کو کوئی مشقت نہ ہو۔

(المفردات ج ۲ ص 503-502 مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ)

علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: مشرکین کے جو اموال مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں، وہ اموال فئے ہیں، لہٰذا غنیمت، جزیہ اور خراج یہ سب فئے ہیں، کیونکہ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کفار کی ملکیت سے نکال کر مسلمانوں کی ملکیت میں داخل کردیں، ہر چند کہ غنیمت بھی فئے ہے لیکن وہ بعض خصوصیات کی وجہ سے فئے سے الگ ہوگئی کہ جو اموال کفار سے بذریعہ جنگ حاصل ہوں ان کو غنیمت کہتے ہیں، اور ان اموال میں خمس (۱/۵) نکالنے کے بعد ان کو مجاہدین پر تقسیم کردیا جاتا ہے اور جو مال فئے ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر انتظام رہتے ہیں، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضروریات، اپنے اقرباء، فقراء، مساکین، مسافروں اور عام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود پر خرچ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کا مصرف فقراء، مساکین، مسافر اور عام مسلمانوں کی ضروریات ہیں، کیونکہ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنو نضیر کے اموال فئے تھے ان اموال کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹا دیا، ان کے حصول کے لئے مسلمانوں نے اپنے اونٹ اور گھوڑے نہیں دوڑائے تھے، یہ اموال خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تصرف میں تھے، آپ ان اموال میں سے اپنے اہل و عیال کے لئے ایک سال کا خرچ نکالتے تھے اور باقی اموال کو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے سواریوں اور ہتھیاروں میں خرچ کرتے تھے۔ علامہ ابوبکر جصاص فرماتے ہیں: یہ وہ اموال فئے ہیں جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف کرتے تھے، ان اموال میں کسی کا حق نہیں ہے، الا یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے کسی کو کچھ عطا فرمادیں، ان اموال میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل پر خرچ کرتے تھے اور باقی اموال کو سواریوں اور ہتھیاروں پر خرچ کرتے تھے، کیونکہ ان اموال کو مسلمانوں نے جنگ کے ذریعہ حاصل نہیں کیا تھا بلکہ صلح کے ذریعہ حاصل کیا تھا، ارض فدک اور عرینہ کے اموال کا بھی یہی حکم ہے۔ قرآن مجید میں فئے کے متعلق سورۃ حشر کی جو آیات ہیں ان میں یہ دلیل ہے کہ کفار کے جو اموال بغیر جنگ کے مسلمانوں کو حاصل ہوئے ہوں ان کو مسلمان کے بیت المال میں نہیں رکھا

جائے گا بلکہ ان کو ان مصارف میں خرچ کیا جائے گا جن مصارف میں خراج اور جزیہ کے اموال کو خرچ کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ اموال بنونضیر کے اموال کے حکم میں ہیں کیونکہ ان کے حصول کے لئے مسلمانوں نے کوئی جنگ کی ہے نہ کوئی مشقت اٹھائی ہے۔

(احکام القرآن ج ۳ ص 429-430 سہیل اکیڈمی، لاہور)

مال غنیمت اور مال فئے کو کفار کی ملکیت سے نکال کر مسلمانوں کو دینے کی وجہ

کفار سے جس نوع کے بھی اموال حاصل ہوتے ہیں، ان سب کی حقیقت یہ ہے کہ کفار کے باغی ہو جانے کی وجہ سے بحق سرکار ضبط ہونے کے بعد وہ اموال ان کی ملکیت سے نکل جاتے ہیں اور مالک حقیقی (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف لوٹ جاتے ہیں، اس لئے اموال کے اللہ کی طرف پلٹ آنے کو افاء اور فیئ سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن جن اموال کے حصول میں مسلمانوں کی جنگ اور جہاد کا دخل ہوتا ہے، اس مال کو اللہ تعالیٰ نے لفظ غنیمت سے تعبیر فرمایا، ارشاد ہوا: واعلموا انما غنمتم من شیء الایۃ (الانفال ۴۱) جان لو کہ مال تم نے بطور غنیمت حاصل کیا ہے اور کفار کے جس مال کے حصول میں جنگ اور جہاد کی ضرورت نہیں پڑتی، اللہ تعالیٰ نے اس کو فئے سے تعبیر فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا: ما افآء اللہ علی رسولہ من اھل القریٰ (الحشر: ۷) یعنی بنونضیر اور بنوقریظہ کے جو مال اللہ تعالیٰ نے بغیر جنگ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پلٹا دیئے۔

سورۃ حشر کی ابتدائی آیات میں بنونضیر کی ان جائیدادوں اور املاک کا ذکر ہو رہا ہے جو پہلے بنونضیر کی ملک تھیں اور ان کی جلا وطنی کے بعد وہ اسلامی حکومت کے قبضہ میں آ گئیں، ان آیات میں ان متروکہ جائیدادوں کے انتظام اور ان کے اموال میں تصرف کرنے کا طریقہ بیان فرمایا ہے، کیونکہ یہ ایک علاقہ کے فتح ہونے کے بعد اس کے اسلامی مقبوضات میں شامل ہونے کا تصرف

کرنے کا طریقہ بیان فرمایا ہے، کیونکہ یہ ایک علاقہ کے فتح ہونے کے بعد اس کے اسلامی مقبوضات میں شامل ہونے کا پہلا موقع

تھا اور اس کے بعد بھی اس قسم کے بہت سے علاقے فتح ہونے والے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی میں ارضی کا پہلا موقع تھا

اور اس کے بعد بھی اس قسم کے بہت سے علاقے فتح ہونے والے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ابتداء ہی میں اراضی مفتوحہ کا قانون

بیان فرما دیا۔ اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے مفتوحہ کا قانون بیان

فرما دیا۔ اس آیت میں یہ بات قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنے رسول کی طرف پلٹا دیا۔

ان الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ زمین اور یہاں کی ساری چیزیں اللہ کے باغیوں کا حق نہیں ہیں، اگر وہ ان چیزوں پر متصرف ہیں تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے ڈاکو اور باغی حکومت کے اموال پر قبضہ کر کے اس میں تصرف کرنے لگیں درحقیقت تمام اموال میں اصل یہ ہے کہ ان اموال کو ان کے حقیقی مالک اللہ رب العالمین کے احکام اور اس کی اطاعت اور عبادت میں خرچ کیا جائے اور ان اموال میں اس طرح کا خرچ صرف صالحین مؤمنین ہی کر سکتے ہیں۔ اس لئے جو اموال بھی ایک جائز اور صحیح جنگ کے نتیجہ میں کافر کے قبضہ سے نکل کر اہل ایمان کے قبضہ میں آ جائیں ان کی حقیقی حیثیت یہ ہے کہ ان کا مالک انہیں اپنے خائن ملازموں کے قبضہ سے نکال کر اپنے فرمانبردار ملازموں کی طرف پلٹاتا ہے، اس لئے ان املاک کو اسلامی قانون کی اصلاح میں فئے (پلٹا کر لائے ہوئے اموال) کہا جاتا ہے۔

مال غنیمت اور مال فئے کا فرق

مال غنیمت وہ مال ہے جس کو مسلمان فوج دشمن سے جنگ کر کے اور مقابلہ میں فتح یاب ہو کر دشمن سے حاصل کرتی ہے، لیکن مال غنیمت کو تقسیم کرنے کی صرف یہ وجہ نہیں ہے کہ چونکہ اس فوج نے لڑ کر یہ مال جیتا ہے، اس وجہ سے یہ مال اس کا حق ہے، بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسلمانوں کو اس جنگ میں فتح عطا کی ہے اور درحقیقت یہ اس اسلامی نظام کی فتح ہے، جس کو قائم کرنے کے لئے مسلمانوں نے جنگ کی تھی، اس لئے مسلمانوں پر لازم ہے کہ خمس نکالنے کے بعد مال غنیمت کے عنوان سے ان کو جو مال دیا جائے اس مال کو وہ اللہ کے احکام اور اس کی اطاعت اور عبادت میں صرف کریں تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ جب کفار کے ہاتھ میں پیسہ ہو تو وہ اس کو کس طرح خرچ کرتے ہیں اور جب مسلمانوں کے ہاتھ میں پیسہ آئے تو وہ اس کو کس طرح صرف کرتے ہیں۔

مال غنیمت کے برخلاف مال فئے کی یہ نوعیت نہیں ہے کہ اس مال کو اسلامی فوج نے میدان جنگ میں لڑ کر جیتا ہے اور اس بناء پر اس مال کو اسلامی فوج میں تقسیم کر دیا جائے، بلکہ مال فئے کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے اپنے رسول اور مسلمانوں کو کفار پر غالب کر دیا اور اسلام کے رعب اور ہیبت سے کفار اپنے اموال کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور بغیر کسی جنگ کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں کفار کے اموال آ گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے ظاہر ہوتا ہے۔ فما او جفتم علیہ من خیل و لا رکاب (الحشر: ۶) یہ ایسے اموال نہیں ہیں جن پر تم نے اپنے گھوڑے یا اونٹ دوڑائے ہوں۔ اس وجہ سے اموال فئی میں فوج کا حق نہیں ہے کہ مال غنیمت کی طرح مال فئی کو بھی ان میں تقسیم کر دیا جائے۔

اسلام میں غنیمت اور فئے کا حکم الگ الگ مقرر کیا ہے، غنیمت کا حکم سورۃ انفال کی آیت: ۴۱ میں بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مال غنیمت کے پانچ حصے کئے جائیں، چار حصے لڑنے والی فوج میں تقسیم کر دیئے جائیں اور ایک حصہ بیت المال میں داخل کر کے اس کو یتامی مساکین مسافروں اور مسلمانوں کے عام رفاہی امور میں خرچ کیا جائے اور فئے کا حکم سورۃ حشر کی آیت: ۷ تا ۱۰ میں بیان کیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اموال فئے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے قرابت داروں، یتامی، مساکین اور مسافروں پر خرچ کیا جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کا حصہ ساقط ہو گیا، امام شافعی کے نزدیک یہ حصہ اب امام اور خلیفہ پر خرچ کیا جائے گا اور آپ کے قرابت داروں کا حصہ فقراء اور مساکین میں آ گیا اور یہ تقسیم کی وہی صورت ہے جو خمس میں بیان کی گئی ہے۔ غنیمت اور فئے کا یہ ایک اجمالی فرق ہے، اس کی تفصیل آئندہ سطور میں ہم فقہاء اسلام کے مذاہب کے ذکر میں بیان کریں گے، اس سے پہلے کہ فئے اور غنیمت کی مزید وضاحت کریں، پہلے سورۃ حشر کی ان آیات کو بیان کرتے ہیں جو فئے کے احکام کا اصل ماخذ ہیں۔

قرآن مجید سے اموال فئے کے وقف ہونے پر دلائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (الحشر: ۷-۶) اور اللہ نے جو اموال ان سے نکال کر اپنے رسول پر لوٹا دیئے، حالانکہ تم نے ان کے حصول کے لئے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے نہ اونٹ، لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جن پر چاہے مسلط فرما دیتا ہے، اور اللہ ہر چیز قادر ہے۔ اللہ

نے ان بستیوں والوں سے جو اموال نکال کر اپنے رسول پر لوٹا دیئے، سو وہ اللہ کے ہیں اور رسول کے، اور (رسول کے) قرابت داروں کے اور یتیموں کے اور مسکینوں کے اور مسافروں کے تا کہ وہ (اموال) تم میں سے صرف مال داروں کے درمیان گردش نہ کرتے رہیں۔ اس کے بعد فرمایا:

والذین جآء و من بعدھم (الحشر:۱۰) اور (یہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو پہلوں کے بعد آئے ہیں۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ مال خمس اور مال فئے کے مصارف ایک جیسے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ اموال کسی شخص کی شخصی ملکیت میں نہیں دیئے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان اموال کا شخصی مالک نہیں بنایا بلکہ اللہ تعالیٰ نے یہ اموال آپ کی تولیت اور انتظام میں کر دیئے اور ان کے مصارف متعین کر دیئے، تا کہ آپ ان اموال کو اپنی ضروریات میں خرچ کریں، اپنے قرابت داروں میں صرف کریں اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کریں، چنانچہ اس باب کی احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال کو اسی طرح خرچ کرتے تھے، نیز اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ ان اموال کے یہ مصارف اس لئے مقرر کیے ہیں تا کہ یہ مال تمہارے مال داروں کے درمیان ہی گردش نہ کرتا رہے، اس سے واضح ہو گیا کہ مال فئی کا کوئی شخص شخصی مالک نہیں ہے اور نہ اس میں وراثت جاری ہو سکتی ہے، نیز ان آیات کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا: والذین جآء و من بعدھم (الحشر:۱۰) اور (یہ مال ان لوگوں کے لئے بھی ہے) جو پہلوں کے بعد آئے ہیں۔ اس آیت سے بھی یہ واضح ہو گیا کہ اموال فئے کسی شخص کی نجی اور شخصی ملکیت نہیں ہوتے بلکہ یہ مسلمانوں کے مفاد عامہ اور یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے قیامت تک وقف ہوتے ہیں اور اموال فئے کے وقف ہونے پر سورۂ حشر کی یہ نصوص قطعیہ ناطق اور شاہد ہیں۔

احادیث سے مال فئے کے وقف ہونے پر دلائل اور باغ فدک کا وقف ہونا

حضرت اوس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلوایا، میں دن چڑھنے کے بعد ان کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے دیکھا کہ وہ گھر میں خالی تخت پر چمڑے کے ایک تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہیں، فرمانے لگے: اے مالک! تمہاری قوم کے کچھ لوگ جلدی جلدی آئے تھے، میں نے انہیں تھوڑی سی چیزیں دینے کا حکم دے دیا ہے، تم وہ چیزیں لے کر ان کے درمیان تقسیم کر دو، میں نے کہا: آپ میری علاوہ کسی اور کے ذمہ یہ کام لگا دیتے تو اچھا تھا، حضرت عمر نے فرمایا: اے مالک! تم یہ چیزیں لے لو، اتنے میں (ان کا غلام) یرفاء اندر آیا اور کہنے لگا: حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر اور حضرت سعد کے متعلق کیا حکم ہے؟ (یعنی وہ اندر آنے کی جازت چاہتے ہیں) حضرت عمر نے کہا: اچھا اور انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ اندر آ گئے پھر یرفاء آئے اور کہا: حضرت علی اور حضرت عباس کے بارے میں کیا حکم ہے حضرت عمر نے کہا: اچھا اور ان کو بھی اجازت دے دی، حضرت عباس نے کہا، اے امیر المومنین! میرے اور اس جھوٹے، خطا کار، عہد شکن اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیجیے، باقی صحابہ نے بھی کہا: ہاں! اے امیر المومنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیجیے اور ان کی راحت دلایئے۔ حضرت مالک بن اوس نے کہا: میرا خیال تھا کہ ان دونوں نے ان صحابہ کو اسی لئے پہلے بھیجا تھا، حضرت عمر نے کہا ٹھہرو! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا

وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر حضرت عمر، حضرت عمر نے کہا: ٹھہرو! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تمہیں علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارے وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں! پھر حضرت عمر، حضرت عباس اور حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں تم دونوں کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں، کیا تم دونوں یہ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے، ان دونوں نے کہا: ہاں! حضرت عمر نے کہا، بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چیز کے ساتھ خاص کیا تھا جس کے ساتھ کسی اور کو خاص نہیں کیا تھا، یہ بستوں کے وہ اموال ہیں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لوٹا دیئے تھے، یہ اموال اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہیں (یعنی اموال فیئ) راوی کہتے ہیں! مجھے علم نہیں کہ انہوں نے اس سے پہلے والی آیت پڑھی تھی یا نہیں۔ پھر حضرت عمر نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے درمیان بنونضیر کے اموال تقسیم کر دیئے، بخدا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو اپنے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ تمہیں چھوڑ کر ان اموال کو خود رکھا، حتیٰ کہ یہ مال باقی رہ گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال سے ایک سال کا خرچ لے لیتے تھے، باقی جو بچتا وہ بیت المال میں رکھ لیتے، حضرت عمر نے کہا: ہاں! پھر حضرت عمر نے حضرت عباس اور حضرت علی کو بھی وہی قسم دی جو باقی صحابہ کو دی تھی اور کہا، کیا تم کو اس کا علم ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں! حضرت عمر نے کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو حضرت ابوبکر نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں، پھر تم دونوں آئے، تم اپنے بھتیجے کی میراث سے طلب کرتے تھے اور یہ اپنی زوجہ کے لئے ان کے والد کی میراث سے طلب کرتے تھے تو حضرت ابوبکر نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم نے جو کچھ بھی چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے، سو تم دونوں نے حضرت ابوبکر کو جھوٹا، گناہ گار، عہد شکن اور خائن گمان کیا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ حضرت ابوبکر سچے، نیک، ہدایت یافتہ، اور حق کی پیروی کرنے والے ہیں، پھر حضرت ابوبکر فوت ہو گئے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کا خلیفہ بنایا گیا، پس تم دونوں مجھے بھی جھوٹا، گناہ گار، عہد شکن اور خائن گمان کیا (یعنی میرے ساتھ وہ سلوک کیا جو جھوٹے اور خائن کے ساتھ کرتے ہیں) اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں سچا، نیک، ہدایت یافتہ اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں، پھر میں ان اموال کا ولی بنایا گیا پھر تم اور یہ میرے پاس آئے درآں حالیکہ تم دونوں کی رائے متفق تھی، تم دونوں نے کہا: ان اموال کی نگہداشت ہمارے سپرد کر دیجیے، میں نے کہا، اگر تم چاہو تو میں یہ اموال اس شرط کے ساتھ تمہارے سپرد کر دیتا ہوں کہ تم ان اموال میں اسی طرح تصرف کرو گے جس طرح ان اموال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تصرف کرتے تھے، تم دونوں نے اس کا اقرار کیا، حضرت عمر نے کہا، کیا اسی طرح معاہدہ ہوا تھا؟ انہوں نے کہا، ہاں! حضرت عمر نے کہا، اب پھر تم دونوں میرے پاس آئے ہو کہ میں تم دونوں کے درمیان فیصلہ کروں، نہیں! خدا کی قسم! قیامت تک میں تمہارے درمیان اس کے سوا کوئی اور فیصلہ نہیں کروں گا، اگر تم ان اموال کا انتظام کرنے سے عاجز ہو گئے ہو تو پھر یہ مجھے واپس کر دو۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۵۳۵۸ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۹، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۹۶۳ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۱۶۱۰ السنن الکبری للنسائی رقم الحدیث: ۴۴۵۰)

کیا حضرت علی نے نبی کا وارث نہ بنانے کی روایت میں حضرت ابو بکر اور عمر کو جھوٹا، عہد شکن خائن اور گناہ گار گمان کیا تھا؟

ملا باقر مجلسی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے باطل اور موضوع ہونے پر یہ دلیل ہے کہ صحیح مسلم میں مالک بن اوس سے روایت ہے کہ حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس سے کہا: حضرت ابو بکر نے تم دونوں سے یہ کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: ہم کسی کو وارث نہیں بناتے، ہم نے جو کچھ ترک کیا ہے وہ صدقہ ہے، پس تم دونوں نے ابو بکر کو جھوٹا، عہد شکن، خائن اور گناہ گار گمان کیا اور اللہ خوب جانتا ہے کہ ابو بکر سچے، نیک اور حق کی پیروی کرنے والے تھے، پھر ابو بکر فوت ہو گئے اور میں رسول اللہ کا خلیفہ ہوا، پھر تم دونوں نے مجھ کو جھوٹا، عہد شکن، خائن اور گناہگار گمان کیا اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں سچا، نیک اور حق کی پیروی کرنے والا ہوں۔ ملا باقر مجلسی کہتے ہیں کہ صحیح مسلم کی اس روایت سے یہ ثابت ہو گیا کہ حضرت علی، حضرت ابو بکر کو اس روایت میں جھوٹا گردانتے تھے اور حضرت علی کا اس روایت کو جھوٹا قرار دینا اس روایت کی باطل اور موضوع ہونے پر واضح دلیل ہے، کیونکہ حضرت علی حق کے سوا کچھ نہیں کہتے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی اس حدیث کی صداقت کے معترف تھے جیسا کہ مالک بن اوس کی اسی روایت میں ہے، حضرت عمر نے حضرت علی اور حضرت عباس سے فرمایا: میں تم کو اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کی اجازت سے زمین اور آسمان قائم ہیں، کیا تم دونوں کو یہ علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے؟ حضرت عباس اور حضرت علی دونوں نے کہا: ہاں (ہمیں علم ہے) (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۴۹)

نبی کا وارث نہ بنانے کی حدیث پر اشکالات کے جوابات

اس جگہ پر اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عباس اور حضرت علی کو اس حدیث کا علم تھا اور جب انہیں علم تھا تو حضرت فاطمہ کو بھی یقیناً علم ہوگا تو پھر ان حضرات نے حضرت ابو بکر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا اور پھر دوبارہ حضرت عمر سے میراث کا مطالبہ کیوں کیا؟

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت عباس اس حدیث کے تو معترف تھے لیکن اس حدیث کو عام نہیں سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے کسی چیز کا بھی کوئی وارث نہیں ہوگا، ان کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے بعض چیزوں کا کوئی وارث نہیں ہوگا اور باقی متروکات میں وراثت جاری ہوگی اور خیبر کی بعض اراضی اور فدک کے متعلق ان کا گمان تھا کہ اس میں وراثت جاری ہوگی، اس وجہ سے وہ ان میں وراثت کو طلب کرتے تھے اس کے برعکس حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور دیگر صحابہ اس حدیث کو عموم پر محمول کرتے تھے اور اس حدیث کی تعمیم اور تخصیص میں ان کی آراء اور اجتہاد میں اختلاف ہو گیا، حضرت علی اور حضرت عباس کو اپنے موقف پر اصرار تھا اس وجہ سے پہلے انہوں نے حضرت ابو بکر سے اور پھر حضرت عمر سے میراث کی تقسیم کا مطالبہ کیا۔

(فتح الباری ج ۶ ص ۲۰۷ مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۱ھ)

دوسرا اشکال یہ ہے کہ حضرت عمر نے جو حضرت عباس اور حضرت علی سے فرمایا کہ تم دونوں نے پہلے ابو بکر کو اور پھر مجھے جھوٹا، عہد شکن اور خائن گمان کیا اس کا کیا محمل ہے؟ علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں کہ علامہ مازری مالکی نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ یہ باب

تنزیل سے ہے یعنی تم دونوں نے حضرت ابوبکر کے استدلال اور حجت کو تسلیم نہیں کیا اور برابر میراث کی تقسیم کا مطالبہ کرتے رہے، خلاصہ یہ ہے کہ تم نے سچے شخص کے ساتھ جھوٹے شخص کا معاملہ کیا نہ یہ کہ تم نے ان کو فی الواقع جھوٹا سمجھا۔ علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں کہ یہاں ہمزہ استفہام محذوف ہے یعنی افرایتماہ کاذبا غادرا خائنا آثما کیا تم نے ابوبکر کو جھوٹا، عہد شکن، خائن اور گناہ گار سمجھا تھا؟ اور یہ استفہام انکاری ہے، یعنی جب تم حضرت ابوبکر کو جھوٹا اور عہد شکن نہیں سمجھتے تھے تو پھر کیوں بار بار میراث کی تقسیم کا مطالبہ کرتے تھے؟

(اکمال اکمال المعلم ج ۵ص 78-77 دارالکتب العلمیہ بیروت)

میں کہتا ہوں کہ ان توجیہات کے صحیح اور صواب ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ان اراضی کو حضرت فاطمہ کی اولاد کی ملکیت میں نہیں دیا اور اس سے یہ ظاہر ہو گیا کہ بعد میں حضرت علی کو یہ شرح صدور ہو گیا کہ اس کے بارے میں حضرت ابوبکر کا اجتہاد صحیح اور صائب تھا اور یہ کہ یہ حدیث اپنے عموم پر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متروکات میں سے کسی چیز میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔

ہم نے جو اس حدیث کی تحقیق کی ہے اس سے یہ واضح ہو گیا کہ حضرت علی اور حضرت عمر کا اس حدیث سے استدلال میں اختلاف تھا اور اس حدیث میں اہل بیت کا اختلاف نہیں تھا، نہ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت عباس میں سے کسی نے اس حیدث کا انکار کیا تھا، جیسا کہ ملا باقر مجلسی نے سمجھا ہے بلکہ انہوں نے قسم کھا کر اس حدیث کا اعتراف کیا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ ائمہ شیعہ نے بھی اس حدیث کو کئی اسانید سے روایت کیا ہے جیسا کہ ہم نے شرح صحیح مسلم ج ۵ص 461-460 میں اس کو مفصل بیان کیا۔

نبی کا وارث نہ بنانے کی تائید میں دیگر احادیث

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر سے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو فئی عطا کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں جو کچھ چھوڑا ہے اس میں ان کی میراث کو تقسیم کریں، حضرت ابوبکر نے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۲۴۰)

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمن، حضرت زبیر اور حضرت سعد سے) کہا: ٹھہرو! میں تم کو اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں، جس کے اذن سے آسمان اور زمین قائم ہیں کیا تم کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ہمارا وارث نہیں بنایا جائے گا، ہم نے جو کچھ چھوڑا وہ صدقہ ہے؟ انہوں نے کہا، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:5358)

دولۃ کا معنی

نیز الحشر: ۷ میں فرمایا: تاکہ وہ (اموال) تم میں سے (صرف) مال داروں کے درمیان گردش کرتے نہ رہیں۔
اس آیت میں دولۃ کا لفظ ہے، علامہ حسین محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ اس کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: الدولۃ اور الدولۃ واحد ہیں، ایک قول یہ ہے کہ الدولۃ کا اطلاق مال میں ہوتا ہے الدولۃ کا اطلاق حرب میں ہوتا ہے، اور دولت اس چیز کو بھی کہتے ہیں جو بعینہ گردش کرتی رہتی ہے، کبھی ایک کے پاس، کبھی دوسرے کے پاس، قرآن مجید میں ہے:
وتلك الايام ندا و لها بين الناس (آل عمران: ۱۴۰) ہم ان ایام کو لوگوں کے درمیان گردش دیتے رہتے ہیں۔
(المفردات ج ۱ص 232، مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ ۱۴۱۸ھ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حکم واجب الاطاعت ہے

اس کے بعد اس آیت میں فرمایا: اور رسول تم کو جو دیں اس کو لے لو، اور جس سے تم کو روکیں اس سے رک جاؤ۔
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم کو مال غنیمت سے جو کچھ عطا کریں، اس کو قبول کر لو، اور تم کو مال غنیمت میں خیانت کرنے سے روکیں تو اس سے رک جاؤ۔ اس آیت کا شان نزول اگرچہ مال غنیمت کے ساتھ خاص ہے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوامر اور نواہی اور آپ کے تمام احکام اس میں داخل ہیں۔
حسن بصری نے کہا، اس آیت کا معنی ہے: میں تم کو مال فئے سے جو کچھ دوں اس کو قبول کر لو، اور جس چیز سے تم کو منع کر دوں اس کو طلب نہ کرو۔

علامہ الماوردی المتوفی ۴۵۰ھ نے کہا: یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوامر اور نواہی پر محمول ہے کیونکہ آپ کا ہر حکم صرف نیک کام کے لئے ہوتا ہے اور انہی اور ممانعت برائی کے لئے ہوتی ہے۔ (النکت والعیون ج ۵ص 504 دار الکتب العلمیہ، بیروت)

باب

بلاعنوان

4144 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَمَّالُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ اَنَّ نَجْدَةَ الْحَرُوْرِيَّ حِيْنَ خَرَجَ فِيْ فِتْنَةِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَرْسَلَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ تُرَاهُ قَالَ هُوَ لَنَا لِقُرْبٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمْ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ عَرَضَ عَلَيْنَا شَيْئًا رَاَيْنَاهُ دُوْنَ حَقِّنَا فَاَبَيْنَا اَنْ نَقْبَلَهُ وَكَانَ الَّذِيْ عَرَضَ عَلَيْهِمْ اَنْ

4144-اخرجه مسلم في الجهاد والسير، باب النساء الغازيات يرضخ لهن ولا يسهم و النهي عن قتل صبيان اهل الحرب (الحديث 137 و 138 و 139 و 140 و 141) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في المراة و العبد يحذيان من الغنيمة (الحديث 2727 و 2728)، و في الخراج والامارة والفيء، باب في بيان مواضع قسم الخمس و سهم ذي القربى (الحديث 2982) . و اخرجه الترمذي في السير، باب من يعطى الفيء (الحديث 1556) . و اخرجه النسائي في قسم الفيء (الحديث 4145) . تحفة الاشراف (6557) .

يَعْنِيْ نَاكِحَهُمْ وَيَقْضِيَ عَنْ غَارِمِهِمْ وَيُعْطِيَ فَقِيْرَهُمْ وَاَبَى اَنْ يَزِيْدَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ .

☆☆ یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (کی وجہ سے مکہ مکرمہ پر ہونے والے حملے) کے دوران نجدہ حروری نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیغام بھیجا اور ان سے ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے میں دریافت کیا' آپ کی اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ یہ کسے ملنا چاہیے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ ہمیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کو ملنا چاہیے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ انہی میں تقسیم کیا کرتے تھے۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا:) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں ایک پیشکش کی تھی' جس کے بارے میں ہم نے یہ سمجھا تھا کہ یہ ہمارے حق سے کم ہے' اس لیے ہم نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کو یہ پیشکش کی تھی کہ جس شخص نے نکاح کرنا ہوگا' وہ اس کی مدد کریں گے' جس شخص نے قرض ادا کرنا ہوگا' وہ اس کی طرف سے قرض ادا کر دیں گے اور جو شخص غریب ہوگا' اُسے مال عطا کر دیں گے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے زیادہ کچھ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

مال فئے سے متعلق احکام ومسائل کا بیان

مسئلہ نمبر 1۔ وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر بنو نضیر کے اموال لٹا دیے تم نے اس پر گھوڑے نہیں دوڑائے۔ ایجاف سے مراد رفتار میں تیزی دکھانا ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: وجف الفرس جب گھوڑا تیز دوڑا، اوجفتہ ان امیں نے اسے حرکت دی، میں نے اسے کسی کے پیچھے لگایا؛ اسی معنی میں تمیم بن مقبل کا قول ہے: اذا الرکب اوجفوا جب اونٹ تیزی سے چل پڑے۔ رکاب کا معنی اونٹ ہے اس کی واحد راحلہ ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: تم نے وہاں تک پہنچنے میں کوئی لمبا سفر طے نہیں کیا، نہ وہاں جنگ اور کسی مشقت کا سامنا کیا۔ یہ بستی مدینہ طیبہ سے دو میل کے فاصلے پر تھی۔ فراء نے کہا: صحابہ کرام پیدل ہی وہاں گئے گھوڑوں اور اونٹوں پر سوار نہ ہوئے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہوئے تھے یا ایسے دراز گوش پر سوار ہوئے تھے جس کو چھاپ کی رسی ڈالی گئی تھی۔ اس بستی کو صلح کے ذریعے فتح کیا۔ انہیں جلاوطن کیا اور ان کے اموال اپنے قبضہ میں لے لیے۔ مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کا سوال کیا کہ یہ اموال بھی ان میں تقسیم کر دیے جائیں تو یہ آیت نازل ہوئی وما افاء اللہ علی رسولہ منھم فما اوجفتم علیہ اللہ تعالیٰ نے بنی نضیر کے اموال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کر دیے جہاں آپ چاہیں انہیں صرف کریں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اموال مہاجرین میں تقسیم کر دیے۔

علامہ واقدی نے کہا: اسے ابن وہب نے امام مالک سے روایت کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین محتاج انصاریوں کے علاوہ کسی انصاری کو کچھ بھی نہ دیا ان میں حضرت ابو دجانہ، حضرت سماک بن خرشہ، حضرت سہل بن حنیف اور حضرت حارث بن صمہ رضی اللہ عنہم تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف دو انصاری صحابہ کو مال عطا کیا حضرت سہل اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہما۔ ایک قول یہ کیا جاتا ہے: آپ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ابن ابی حقیق کی تلوار عطا کی۔ اس کی یہ تلوار ایسی تھی جس کا ان کے ہاں بڑا شہرہ تھا۔ بنو نضیر میں سے صرف دو افراد ایمان لائے سفیان بن عمیر اور سعد بن وہب، دونوں

نے اس شرط پر اسلام قبول کیا کہ ان کے اموال انہیں کے پاس رہیں گے تو انہوں نے اپنے اموال کو محفوظ کر لیا۔

صحیح مسلم میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے کہ بنونضیر کے اموال وہ اموال تھے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو عطا کر دیئے جن پر مسلمانوں نے اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان اموال میں سے اپنے گھر والوں کو سال بھر کا خرچہ عطا کرتے اور ان اموال میں سے جو کچھ بچ رہتا اسے جہاد میں استعمال ہونے والے جانوروں اور اسلحہ میں استعمال کرتے تا کہ جہاد کی تیاری رہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: میرے اور حضرت علی کے درمیان ان اموال میں فیصلہ کر دیجئے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو عطا فرمائے۔ حضرت عمر نے کہا: کیا تم دونوں جانتے ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خاص کیا ہے کسی اور فرد کو ان اموال کے لئے خاص نہیں کیا ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول۔

میں نہیں جانتا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے والی آیت پڑھی ہے یا نہیں پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے اموال تمہارے درمیان تقسیم کر دیئے اللہ کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو تمہارے مقابلہ میں اپنے لئے خاص نہیں کیا اور نہ تمہیں چھوڑ کر خود لیا یہاں تک کہ یہ مال باقی رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال بھر کا روزینہ اس سے لیتے باقی ماندہ کو دوسرے اموال جیسا قرار دیتے۔ اسے امام مسلم نے نقل کیا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: جب بنو نضیر نے اپنے گھر اور اپنے اموال چھوڑے تو مسلمانوں نے یہ مطالبہ کر دیا کہ مال غنیمت کی طرح ان اموال میں بھی ان کا حصہ معین کیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے یہ واضح فرمایا کہ یہ مال فیٔ ہے وہاں کچھ لڑائی ہوئی تھی کیونکہ انہیں کچھ عرصہ محاصرہ میں رکھا گیا تھا، انہوں نے قتال کیا اور کچھ لوگ قتل ہوئے پھر جلا وطنی کی شرط پر صلح کر لی حقیقت میں کوئی بڑی جنگ نہیں ہوئی تھی بلکہ جنگ کی شروعات ہوئی تھیں اور محاصرہ ہوا تھا اور اللہ تعالیٰ نے ان اموال کو اپنے رسول کے لئے خاص کر دیا تھا۔ مجاہد نے کہا: اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو آگاہ کیا اور یاد دلایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی مدد کی اور بغیر لشکر کشی اور سامان حرب کے انہیں غلبہ عطا کیا۔

ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء یعنی دشمنوں میں سے جس پر چاہتا ہے غلبہ عطا فرماتا ہے۔ اس میں اس امر کی وضاحت ہے کہ یہ اموال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے، صحابہ کرام کا ان میں کوئی حصہ نہیں تھا۔

مسئلہ نمبر 2۔ ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اہل قری سے مراد قریظہ اور بنو نضیر ہیں۔ یہ دونوں قبیلے مدینہ طیبہ اور فدک میں آباد تھے۔ فدک جو مدینہ طیبہ اور خیبر سے تین دن کی مسافت پر واقع تھا۔ عرینہ اور ینبع کی بستیاں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھیں۔ اس امر کی وضاحت کی کہ اس مال میں جسے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کیا اس میں رسول اللہ کے علاوہ کے لئے بھی حصے ہیں مقصد بندوں کی ضروریات کو پیش نظر رکھنا تھا۔ علماء نے اس آیت اور اس سے قبل آیت کے معنی میں گفتگو کی ہے کیا دونوں کا معنی ایک ہے یا مختلف ہے؟ آیت جو سورہ انفال میں ہے تو علماء میں سے ایک جماعت نے کہا: اللہ تعالیٰ کا فرمان ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری اس کا حکم اس آیت کے حکم سے منسوخ ہے جو

انفال میں ہے کہ خمس ان افراد کے لئے ہے جن کو ذکر کیا گیا اور باقی چار حصے جہاد کرنیوالوں کے لئے ہے۔ ابتداء اسلام میں غنیمت انہیں اقسام پر تقسیم ہوتی تھی؛ یہ قول یزید بن رومان، قتادہ اور دوسرے علماء کا ہے: اس کی مثل امام مالک سے مروی ہے۔ ایک قوم نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال صلح کے ساتھ لیا اس پر گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تو یہ ان کے لئے ہوگا جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے پہلا مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہوگا جب ضرورت ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس سے لے لیتے اور باقی ماندہ مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کر دیتے۔ معمر نے کہا: پہلا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے اور دوسرا مال جزیہ اور خراج ہے۔ یہ ان مذکورہ افراد کے لئے جن کا ذکر ہوا ہے۔ تیسرا مال غنیمت ہے جس کا ذکر سورہ انفال میں ہے یہ مجاہدین کے لئے ہے۔

ایک قوم نے کہا جن میں امام شافعی بھی ہیں: دونوں آیتوں کا معنی ایک ہی ہے، یعنی کفر کے وہ اموال جو جنگ کے بغیر حاصل ہوتے انہیں پانچ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا، چار حصے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتے اور پانچواں حصہ پانچ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوگا، ایک حصہ قریبی رشتہ داروں کا ہوگا۔ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ کیونکہ انہیں زکوۃ لینے سے روک دیا گیا تھا۔ تو مال فئی میں ان کا حق رکھ دیا گیا۔ ایک حصہ یتیموں کے لئے ہوگا، ایک حصہ مسکینوں کے لئے ہوگا، ایک حصہ مسافروں کے لئے ہوگا۔ جہاں تک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد مال فئی میں سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے حصہ تھا۔ امام شافعی کے قول کے مطابق ان مجاہدین پر صرف کیا جائے گا جو سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام ہیں۔ دوسرے قول میں ہے: اس مال کو مسلمانوں کی ضروریات کے لئے صرف کیا جائے گا جیسے سرحدوں کی حفاظت، نہریں کھودنا، پل بنانا۔ زیادہ اہم کو اہم پر مقدم رکھا جائے گا۔ یہ طریقہ مال فئی کے 4/5 حصہ میں جاری ہوگا یہ حکم فال فئی کے 4/5 حصہ میں ہے۔ جہاں تک مال فئی میں اور مال غنیمت میں سے پانچویں حصہ کا تعلق ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں کے مصالح کے لئے استعمال ہوگا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہاری غنیمتوں میں سے میرے لئے خمس کے سوا کچھ نہیں اور خمس (پانچواں حصہ) بھی تمہاری طرف ہی لوٹا دیا گیا ہے۔ اس بارے میں گفتگو سورہ انفال میں گزر چکی ہے؛ اسی طرح جو مال حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیچھے چھوڑ جائیں اس میں بھی وراثت جاری نہیں ہوگی بلکہ یہ صدقہ ہے جسے مسلمانوں کے مصالح میں صرف کیا جائے گا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: فئی کا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ما افاء اللہ علی رسولہ اللہ تعالیٰ نے اس مال کو اپنے رسول کی طرف منسوب کیا ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مال جمع نہیں کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اس قدر مال لیا کرتے تھے جس قدر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والوں کی ضروریات ہوتیں تھیں باقی ماندہ مسلمانوں کی ضروریات کے لئے خرچ کر دیتے۔

قاضی ابوبکر بن عربی نے کہا: اس میں کوئی اشکال نہیں کہ تین آیات میں تین معانی ہیں۔ جہاں تک پہلی آیت کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے:۔ منھم سے مراد اہل کتاب ہیں اس کا عطف سابقہ کلام پر ہے۔

فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب اس سے اسی چیز کا ارادہ کیا جس طرح ہم نے بیان کیا ہے۔ پس تمہارا اس میں کوئی حق نہیں اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا۔ مراد بنی نضیر اور جوان کی مثل ہیں۔ یا یہ ہی آیت ہے اور معنی بھی ایک ہی ہے۔

دوسری آیت اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: یہ نئی کلام ہے پہلی سے مختلف ہے پہلی آیت میں موجود مستحقین کے علاوہ کے استحقاق کے لئے ہے۔

تیسری آیت سے مراد آیت غنیمت ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کا معنی اور ہے، ایک اور مستحق کے استحقاق کو ثابت کرتا ہے مگر پہلی اور دوسری آیت دونوں اس میں شریک ہیں کہ ان میں سے ہر ایک کسی ایسی چیز کو ضمن میں لئے ہوئے ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو عطا فرمائی ہے۔ پہلی آیت اس امر کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ مال جنگ کے بغیر حاصل ہوا ہے۔ آیت انفال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ یہ مال قتال کے ساتھ حاصل ہوا ہے جبکہ تیسری آیت ما فاء اللہ علی رسولہ من اھل القری اس امر سے خالی ہے کہ وہ مال جنگ سے یا بغیر جنگ کے حاصل ہوا؛ اسی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا۔ ایک جماعت نے کہا: یہ پہلی آیت کے ساتھ لاحق کی جائے گی، یہ سب کا سب صلح کا مال ہوگا یا اس کی مثل مال ہوگا۔

ایک جماعت کا قول ہے: یہ دوسری آیت جو آیت انفال ہے کے ساتھ لاحق کی جائے گی۔ جنہوں نے کہا: یہ آیت آیت انفال کے ساتھ لاحق کی جائے گی انہوں نے اس میں اختلاف کیا ہے کیا یہ منسوخ ہے جس طرح پہلے گزرا ہے یا یہ محکم ہے؟ اللہ تعالیٰ کی وہ شہادت جو اس سے پہلے ہے اسے اس کے ساتھ لاحق کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں ایک نیا فائدہ اور نیا معنی ہے؛ جبکہ یہ تو معلوم و مشہور ہے کہ آیت کے حرف جو دوسری آیت سے زائد ہوں اسے نئے فائدہ پر محمول کرنا زیادہ مناسب ہے بنسبت اس کے کہ اسے سابقہ فائدہ پر ہی محمول کیا جائے۔

ابن وہب نے امام مالک سے فما اوجفتم علیہ من خیل ولا رکاب کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد بنو نضیر ہیں اس میں خمس لازم نہیں تھا اور نہ ہی ان اموال کو حاصل کرنے کے لئے گھوڑے اور اونٹ دوڑائے گئے تھے۔ یہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اموال کو مہاجرین اور تین انصاری صحابہ کے درمیان تقسیم فرما دیا جس طرح ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری کی تفسیر میں یہ قول گزر چکا ہے کہ اھل القری سے مراد قریظہ کا قبیلہ ہے۔ قریظہ اور غزوہ خندق کا واقعہ ایک ہی روز ہوا تھا۔ ابن عربی نے کہا: امام مالک کا قول کہ دوسری آیت بنو قریظہ کے بارے میں نازل ہوئی، اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس کا معنی آیت انفال کے معنی کی طرف لوٹ رہا ہے اور اسے نسخ لاحق ہوتا ہے۔ اسے محکم قرار دینے کی بنسبت یہ قول زیادہ قوی ہے۔ ہم کسی قول کو پسند نہیں کرتے مگر اسے ہی جسے ہم نے اس انداز میں تقسیم کیا ہے۔ اور ہم نے وضاحت کر دی ہے کہ دوسری آیت کا معنی نیا ہے جس طرح ہم نے اسے پر دلیل قائم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

میں کہتا ہوں: انہوں نے جو پسند کیا ہے، وہ حسن ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ سورۃ حشر سورۃ انفال کے بعد نازل ہوئی یہ امر محال ہے کہ متقدم بعد میں نازل ہونے والی آیت کو منسوخ کر دے۔ ابن ابی نجیح نے کہا: مال تین قسم کے ہیں۔ مال غنیمت، مال فئی،

صدقہ۔ ان میں سے کوئی درہم نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس کا محل بیان کردیا ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے۔
مسئلہ نمبر 3۔ وہ اموال جن میں ائمہ اور والیوں کا عمل دخل ہوتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں۔
۱۔ جو مسلمانوں سے اس طریقہ پر لیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو پاک کیا جائے جس طرح صدقات، زکوۃ وغیرہ۔
۲۔ مال غنیمت، اس سے مراد وہ مال ہے جو کفار کے اموال میں سے مسلمانوں کے ہاتھ لگتا ہے جیسے جنگ وغلبہ کے ذریعے۔
۳۔ مال فئی: اس سے مراد وہ اموال ہیں جو کفار کے اموال میں سے مسلمانوں کے ہاتھ لگتے ہیں اس میں کوئی جنگ نہیں ہوتی اور نہ گھوڑوں کو دوڑایا جاتا ہے جس طرح صلح، جزیہ، خراج اور کافر تجار سے ٹیکس، اس کی مثل یہ صورت بھی ہے کہ مشرک بھاگ جائیں اور اپنے اموال چھوڑ جائیں یا ان میں سے کوئی دارالسلام میں فوت ہوجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو۔ جہاں تک صدقہ کا تعلق ہے، اس کا مصرف فقراء، مساکین اور عاملین ذکوۃ ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ جس کی وضاحت سورہ برائت میں گزر چکی ہے۔ جہاں تک مال غنیمت کا تعلق ہے۔ ابتداء اسلام میں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے، جیسے چاہیں اس میں صرف کریں جس طرح سورہ انفال میں فرمایا قل الانفال للہ والرسول (آیت: 1) پھر اس حکم کو منسوخ کردیا گیا ارشادہ باری تعالیٰ ہے: واعلموا انما غنمتم من شئی (انفال: ۴۱) سورہ انفال میں اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ جہاں تک مال فئی کا تعلق ہے تو اس کی تقسیم اور خمس کی تقسیم برابر ہے۔ امام مالک کے نزدیک دونوں قسم کے اموال کی تقسیم کا انحصار امام کی رائے پر ہے۔ اگر اس کی رائے بنے کہ اسے ان مصائب کے لئے محفوظ کرلے جو مسلمانوں پر واقع ہوتی ہیں تو ایسا کرے اگر وہ دونوں یا ایک کی تقسیم کی رائے بنے کہ اسے ان مصائب کے لئے محفوظ کرلے جو مسلمانوں پر واقع ہوتی ہے تو ایسا کرے اگر وہ دونوں یا ایک کی تقسیم کی رائے بنے تو لوگوں کے درمیان ایسی تقسیم کردے اور عربی اور اس کے مولی میں برابری کرے اور مرد وعورت میں سے فقراء سے شروع کرے یہاں تک کہ وہ غنی ہوجائیں۔ مال فئی میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں کو وہ حصہ دے جو امام کی رائے بنے ان کے لئے کوئی معلوم حد نہیں ان میں سے غنی کو عطا کرنے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اکثر کی رائے ہے کہ انہیں اس میں حصہ دیا جائے کیونکہ یہ ان کا حق ہے۔ امام مالک نے کہا: فقراء کے علاوہ کسی کو کچھ نہ دیا جائے گا کیونکہ ان کے حق میں یہ صدقہ کا عوض ہے۔

امام شافعی نے کہا: کفار کا جو مال بغیر قتال کے حاصل ہوتا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پچیس حصوں میں تقسیم کردیا جاتا۔ بیس حصے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس میں جا چاہتے کرتے اور پانچواں حصہ وہاں صرف کیا جاتا جہاں مال غنیمت کا پانچواں حصہ صرف کیا جاتا۔

ابوجعفر بن داؤدی نے کہا: یہ ایسا قول ہے جو پہلے کسی نے نہیں کیا جو کچھ ہم جانتے ہیں بلکہ یہ سارا مال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا۔ جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیحین میں ثابت ہے۔ اگر یہ بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کا فرمان: خالصة لك من دون المومنین (الاحزاب: 50) اس پر دلالت کرتا کہ کسی غیر کو ہبہ کرنا جائز ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: خالصة یوم القیمة (الاعراف: 32) اس امر کو جائز کرتا ہے کہ اس میں اور بھی شریک ہیں۔ امام شافعی کا اس بارے میں مفصل گزر چکا ہے۔ الحمد اللہ۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ فئی کے خمس کا طریقہ وہی ہے جو مال غنیمت کے خمس کا طریقہ ہے اور 4/5 حصہ نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہوگا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ مسلمانوں کی مصلحتوں کے لئے ہوگا۔ آپ کا ایک اور قول بھی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ ان لوگوں کے لئے ہوگا جنہوں نے اپنے آپ کو جہاد کے لئے وقف کر رکھا ہو۔

مسئلہ نمبر 4۔ ہمارے علماء نے کہا: جس شہر سے جو مال اکٹھا کیا گیا ہے تمام مال وہاں ہی تقسیم کر دیا جائے گا۔ جس شہر سے وصول کیا گیا ہے وہاں سے اسے منتقل نہیں کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ غنی ہو جائیں۔ پھر وہاں سے قریبی کی طرف منتقل کیا جائے مگر اس صورت میں کہ جس جگہ سے مال وصول کیا گیا ہے اس کی بجائے کسی اور جگہ سخت فاقہ کی نوبت آ جائے تو وہاں سے فاقہ والی جگہ کی طرف مال منتقل کر دیا جائے گا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آفت کے سالوں میں کیا تھا وہ پانچ سال تھے یا چھ سال تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ دو سال تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ ایک سال تھا جس میں طاعون کے ساتھ بھوک شدید ہو گئی تھی۔

اگر ایسی صورتحال نہ ہو جو ہم نے بیان کی اور امام کی یہ رائے ہو کہ مال فئی کو روک لے تو مسلمانوں پر واقع ہونے والی آفتوں کے لئے اسے روک لیا اور اس مال میں سے نوزائیدہ بچے کو دے اور اس کی تقسیم اس فرد سے شروع کرے جس کا باپ فقیر ہو۔ مال فئی اغنیاء کے لئے بھی حلال ہے۔ اس کی تقسیم میں سب لوگوں کو برابر رکھے مگر ضرورت مندوں کو ترجیح دے، جس قدر کسی کی ضرورت ہو اس کی مناسبت سے زیادہ دے۔ اس مال سے مقروضوں کو دے جس کے ذریعے وہ اپنے قرضے ادا کریں اگر کوئی انسان اہل ہو تو اس میں سے انعام اور عطیہ دے۔ قاضیوں، حکام اور ان کو دے جس میں انسان کی منفعت ہو۔ اس میں سے زیادہ حصہ کے مستحق وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کے لئے زیادہ نفع کا باعث ہوں۔ جس نے مال فئی میں سے کوئی چیز دیوان میں نام لکھوا کر لی تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ جہاد میں شریک ہو جب جہاد کیا جائے۔

مسئلہ نمبر 5۔ کی لا یکون دولۃ عام قراءت یکون یاء کے ساتھ ہے۔ اور دولۃ نصب کے ساتھ ہے تقدیر کلام یہ ہوگی کی لا یکون الفئی دولۃ۔ ابو جعفر، اعرج اور ہشام نے ابن عامر سے اور ابو حیوہ نے تکون تاء کے ساتھ اور دولۃ کو مرفوع پڑھا ہے۔ یہ کان فوجی سپاہیوں میں سے وظیفہ خواروں کا رجسٹر نامہ ہے۔ دولۃ یہ کان کا اسم ہونے کی حیثیت سے مرفوع ہے اور اس کی خبر نہیں ہے۔ یہ جائز ہے کہ یہ ناقصہ ہو اور اس کی خبر بین الاغنیاء منکم ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ بین الاغنیاء منکم یہ دولۃ کا وصف ہو۔ عام قرات دول۔ دال کے ضم کے ساتھ ہے۔ سلمی اور ابو حیوہ نے اسے نصب کے ساتھ یعنی دولۃ پڑھا ہے۔ عیسیٰ بن عمر، یونس اور اصمعی نے کہا: یہ دونوں لغتیں ایک ہی معنی میں ہیں۔ ابو عمرو بن علاط نے کہا: دولۃ سے مراد جنگ وغیرہ میں کامیابی کو کہتے ہیں۔ یہ مصدر اور ضمہ کے ساتھ اس شے کا نام ہے جو مال اور لوگوں کے درمیان گردش کناں ہو؛ ابو عبید نے یہی کہا ہے: الدولۃ ایسی چیز کو کہتے ہیں جو گردش کرتی رہتی ہے اور دولۃ مصدر ہے آیت کا معنی یہ ہے مال فئی میں یہ اس لئے کہا تا کہ رؤساء اغنیا اور قوی لوگ آپس میں تقسیم نہ کر لیں فقراء اور کمزور لوگوں کو کچھ حصہ نہ ملے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی قوم مال غنیمت حاصل کرتی تو ان کا رئیس اس کو چوتھا حصہ اپنے لئے لیتا یہی مرباع تھا پھر مرباع کے بعد اپنے لئے جو چاہتا منتخب کر لیتا؛ اس بارے میں شاعر نے کہا:

لک المرباع منها والصفایا

اس مال غنیمت میں سے تیرے لئے مرباع اور چنا ہوا مال ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تا کہ اس میں اس طرح کا معاملہ نہ کیا جائے جس طرح کا معاملہ دور جاہلیت میں کیا جاتا تھا، اللہ تعالیٰ نے یہ مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص کر دیا تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے وہاں صرف کر دیں جہاں صرف کرنے کا حکم دیا گیا ہے جبکہ اس میں خمس نہیں جب خمس لازم ہوگا تو وہ تمام مسلمانوں میں تقسیم ہوگا۔

مسئلہ نمبر 6۔ وما اتکم الرسول فخذوہ، وما نھکم عنہ فانتھوا یعنی مال غنیمت میں سے رسول اللہ جو تمہیں دیں وہ لے لو اور جس چیز کو لینے اور خیانت کرنے سے روکیں اس سے رک جاؤ؛ یہ حضرت حسن بصری اور دوسرے علماء کا نقطہ نظر ہے۔ سدی نے کہا مال فئی میں سے جو رسول اللہ تمہیں عطا کریں وہ لے لو اور جس چیز سے منع کریں اس کا مطالبہ نہ کرو۔ ابن جریج نے کہا: میری طاعت کے بارے میں جو پیغام لائیں اسے بجالاؤ اور میری معصیت سے روکیں تو اس سے رک جاؤ۔ ماوردی نے کہا: ایک قول یہ کیا گیا: یہ امر تمام اوامر ونواہی پر محمول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم صرف اچھے امر کا حکم دیتے ہیں اور فاسد امر سے روکتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: اس سے مراد بھی وہی ہے جو اس سے ماقبل قول کی مراد تھی۔ یہ تین اقوال ہیں۔

مسئلہ نمبر 7۔ مہدوی نے کہا: وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا یہ ارشاد اس امر کو ثابت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس چیز کا حکم دیا وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے امر ہے۔ یہ آیت کریمہ اگرچہ غنائم کے بارے میں ہے پھر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اوامر اور نواہی اس میں داخل ہیں۔ حضرت حکم بن عمیر نے کہا جو صحابی تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قرآن اس کے لئے سخت مشکل ہے جو اسے ترک کرے اور جو اس کی اتباع کرے اور اس کی طلب کرے اس کے لئے آسان ہے۔ اور میری حدیث بھی مشکل ہے جس نے میری حدیث کو مضبوطی سے پکڑا اور اسے یاد کیا تو وہ قرآن کے ساتھ نجات پا گیا جس نے قرآن اور میری حدیث کے بارے میں سستی کی تو وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہا۔ تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ میرے قول کو مضبوطی سے پکڑو، میرے حکم کی مخالفت کرو اور میری سنت کی اتباع کرو۔ جو میرے قول پر راضی ہوا وہ قرآن پر راضی ہوا جس نے میرے قول کا مذاق اڑایا تو اس نے قرآن کا مذاق اڑایا؛ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وما اتکم الرسول فخذوہ، وما نھکم عنہ فانتھوا۔

مسئلہ نمبر 8۔ عبدالرحمن بن زید نے کہا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک محرم سے ملے جس کے جسم پر کپڑے تھے حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا: یہ کپڑے اتار دو۔ اس آدمی نے عرض کی: کیا تم اس کی تصدیق کے لئے مجھ پر کتاب اللہ کی کوئی آیت پڑھو گے؟ فرمایا: ہاں وما اتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنہ فانتھوا عبداللہ بن محمد بن ہارون فریابی نے کہا: میں نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: جو چاہو تم مجھ سے سوال کرو میں کتاب اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے تمہیں آگاہ کروں گا۔ میں نے آپ سے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کے معاملات کو درست کرے، آپ اس محرم کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو بھڑ کو قتل کر دیتا ہے؟ حضرت امام شافعی نے جواب دیا:

سفیان بن عیینہ، عبدالملک بن عمیر سے وہ ربعی بن حراش وہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اقتدوا باللذین من بعدی ابی بکر وعمر میرے بعد تم ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا۔

سفیان بن عیینہ، مسعر بن کدام سے وہ قیس بن مسلم سے وہ طارق بن شہاب سے وہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے

روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے بھڑ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ ہمارے علماء نے کہا: یہ بہت اچھا جواب ہے۔ امام شافعی نے حالت احرام میں بھڑ کو قتل مارنے کا فتویٰ دیا اور امام شافعی نے اس امر کی وضاحت کی کہ وہ اس مسئلہ میں حضرت عمر کی اقتدا کرتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کی اقتدا کا حکم دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس امر کو قبول کرنے کا حکم دیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں، تو بھڑ کے قتل کا جواز کتاب وسنت سے مستنبط ہے؛ یہی معنی عکرمہ کے قول میں گزر چکا ہے جب ان سے امہات اولاد کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: سورہ نساء میں انہیں آزاد قرار دیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم (آیت:59)

صحیح مسلم اور دوسری کتب میں علقمہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والیوں پر، گدوائے جانے والیوں پر، چہرے سے بال نوچنے والیوں پر، خوبصورت کے لئے دانتوں کو کھلا کرانے والیوں پر اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔

بنی اسد کی ایک عورت تک یہ خبر پہنچی جسے ام یعقوب کہا جاتا وہ عورت آئی اس نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو نے اس اس عورت پر لعنت کی ہے۔ فرمایا: جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے میں اس پر کیوں لعنت نہ کروں جبکہ وہ کتاب اللہ میں ہے؟ اس عورت نے کہا: دفتین میں جو کچھ ہے میں نے اسے پڑھا ہے میں نے اس میں وہ نہیں پایا جو تم کہتے ہو۔ فرمایا: اگر تو اس کو پڑھتی تو ضرور پاتی، کیا تو نے اسے پڑھا: وما اتٰکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ اس نے کہا: کیوں نہیں؟ فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ یہ بحث سورہ نساء میں مفصل گزر چکی ہے۔

مسئلہ نمبر 9۔ وما اتٰکم الرسول فخذوہ یہاں لفظ ایتاء آیا ہے جس کا معنی عطا کرنا ہے تاہم اس کا معنی دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وما نھٰکم عنہ فانتھوا اس کے مقابل نہی کا لفظ ذکر کیا۔ نہی، امر کے سوا کسی کے مقابل نہیں ہوتی۔ جو چیز ہم نے پہلے ذکر کی ہے اس کے فہم پر دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا ہے: اذا امرتکم بامر فاتوا منہ ما استطعتم واذا نھیتکم عن شئی فاجتنبوا۔

جب میں تمہیں کسی امر کا حکم دوں تو جتنی طاقت رکھو اس کو بجالاؤ اور جب میں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے اجتناب کرو۔ کلبی نے کہا: یہ آیت مسلمان روسا کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مشرکوں کے اموال پر غالب آئے تو عرض کی: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم پسندیدہ چیز اور چوتھا حصہ لے لیں باقی ہمارے لئے چھوڑ دیں، ہم دور جاہلیت میں اس طرح کیا کرتے تھے اور انہوں نے یہ پڑھا: لک المرباع منھا والصفایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس میں سے چوتھا حصہ اور منتخب چیز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ (تفسیر قرطبی، سورہ حشر، بیروت)

4145 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ

4145-تقدم (الحديث 4144) .

الزُّهْرِيِّ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ هُرْمُزَ قَالَ كَتَبَ نَجْدَةُ اِلٰى ابْنِ عَبَّاسٍ يَسْاَلُهُ عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ هُرْمُزَ وَاَنَا كَتَبْتُ كِتَابَ ابْنِ عَبَّاسٍ اِلٰى نَجْدَةَ كَتَبْتُ اِلَيْهِ كَتَبْتَ تَسْاَلُنِي عَنْ سَهْمِ ذِي الْقُرْبٰى لِمَنْ هُوَ وَهُوَ لَنَا اَهْلَ الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ عُمَرُ دَعَانَا اِلٰى اَنْ يُنْكِحَ مِنْهُ اَيِّمَنَا وَيُخْدِيَ مِنْهُ عَائِلَنَا وَيَقْضِيَ مِنْهُ عَنْ غَارِمِنَا فَاَبَيْنَا اِلَّا اَنْ يُسَلِّمَهُ لَنَا وَاَبٰى ذٰلِكَ فَتَرَكْنَاهُ عَلَيْهِ .

☆☆ یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: نجدہ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو خط لکھا اور ان سے ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے میں دریافت کیا' یہ کسے ملے گا؟

یزید بن ہرمز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کا نجدہ کے نام خط تحریر کیا تھا' میں نے اس خط میں حضرت ابن عباس ؓ کی طرف سے یہ تحریر کیا تھا: تم نے خط میں مجھ سے ذوی القربیٰ کے حصے کے بارے میں دریافت کیا ہے' وہ کسے ملے گا؟ تو وہ ہمیں' یعنی اہل بیت کو ملے گا۔ حضرت عمر ؓ نے ہمیں یہ دعوت دی تھی کہ وہ اس حصے میں سے ہمارے غیر شادی شدہ لوگوں کا نکاح کروادیں گے' اور تنگ دست شخص کی مدد کریں گے' مقروض کا قرض ادا کروادیں گے۔ تو ہم نے ان کی اس بات کو تسلیم نہیں کیا تھا۔ ہم اسی بات کے قائل تھے کہ وہ ہمیں ہمارا مستقل حصہ دیں' تو انہوں نے ہماری اس بات کو تسلیم نہیں کیا' تو ہم نے بھی انہیں اسی حال پر چھوڑ دیا۔

4146 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوْسٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ كَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْوَلِيْدِ كِتَابًا فِيْهِ وَقَسْمُ اَبِيْكَ لَكَ الْخُمُسُ كُلُّهُ وَاِنَّمَا سَهْمُ اَبِيْكَ كَسَهْمِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَفِيْهِ حَقُّ اللّٰهِ وَحَقُّ الرَّسُوْلِ وَذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَمَا اَكْثَرَ خُصَمَاءَ اَبِيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَكَيْفَ يَنْجُو مَنْ كَثُرَتْ خُصَمَاؤُهُ وَاِظْهَارُكَ الْمَعَازِفَ وَالْمِزْمَارَ بِدْعَةٌ فِي الْاِسْلَامِ وَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَبْعَثَ اِلَيْكَ مَنْ يَجُزُّ جُمَّتَكَ جُمَّةَ السُّوْءِ .

☆☆ امام اوزاعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: عمر بن عبدالعزیز نے عمر بن ولید کو خط لکھا' جس میں یہ تحریر تھا:

''تمہارے باپ کی قسم! تمہیں مکمل خمس ملے گا اور تمہارے والد کا حصہ ایک عام مسلمان کی مانند ہوگا' کیونکہ اس میں اللہ کا بھی حق ہے' رسول اللہ کا بھی حق ہے' ذوی القربیٰ' یتامیٰ' مساکین اور مسافروں کا بھی حق ہے' قیامت کے دن تمہارے باپ کے ساتھ جھگڑا کرنے والے لوگ کتنے زیادہ ہوں گے اور ایسا شخص کیسے نجات پائے گا' جس کے ساتھ جھگڑا کرنے والے لوگ زیادہ ہوں گے' تمہارا آلاتِ موسیقی کو فروغ دینا اسلام میں بدعت ہے' میں نے یہ ارادہ کیا ہے' تمہاری طرف ایک ایسے شخص کو بھیجوں جو تمہارے سر کے لمبے بالوں' جو بُرے بال ہیں' انہیں کاٹ دے''۔

شرح

ان میں سب سے پہلا حصہ اللہ اور رسول کا ہے۔ اس حکم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح عمل کیا اس کی تفصیل

4146-لم نجد هذا الاثر في تحفة الاشراف للمزي و مكانه في مراسيل عمر بن عبد العزيز الاموي (13 / 319 - 321) .

مالک بن اوس بن الحدثان نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس حصہ میں سے اپنے
اپنے اہل وعیال کا نفقہ لے لیتے تھے اور باقی آمدنی جہاد کے لیے اسلحہ اور سواری کے جانور فراہم کرنے پر خرچ فرمائے تھے۔
(بخاری، مسلم، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، نسائی وغیرہ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ حصہ مسلمانوں کے بیت المال کی طرف منتقل ہو گیا تا کہ یہ اس مشن کی خدمت پر صرف ہو جو
اللہ نے اپنے رسول کے سپرد کیا تھا۔
امام شافعی سے یہ رائے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات خاص کے لیے جو حصہ تھا وہ آپ کے بعد آپ کے
خلیفہ کے لیے ہے، کیونکہ آپ اس کے مستحق اپنے منصب امامت کی بنا پر تھے نہ کہ منصب رسالت کی بنا پر۔ مگر فقہائے شافعیہ کی
اکثریت کا قول اس معاملہ میں وہی ہے جو جمہور کا قول ہے کہ یہ حصہ اب مسلمانوں کے دینی واجتماعی مصالح کے لیے ہے، کسی شخص
خاص کے لیے نہیں ہے۔
دوسرا حصہ رشتہ داروں کا ہے، اور ان سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہیں، یعنی بنی ہاشم اور بنی المطلب۔ یہ
حصہ اس لیے مقرر کیا گیا تھا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات اور اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ان
رشتہ داروں کے حقوق بھی ادا فرما سکیں جو آپ کی مدد کے محتاج ہوں، یا آپ جن کی مدد کرنے کی ضرورت محسوس فرمائیں۔ حضور صلی
اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ بھی ایک الگ اور مستقل حصہ کی حیثیت سے باقی نہیں رہا، بلکہ مسلمانوں کے دوسرے مساکین،
یتامیٰ اور مسافروں کے ساتھ بنی ہاشم اور بنی المطلب کے محتاج لوگوں کے حقوق بھی بیت المال کے ذمہ عائد ہو گئے، البتہ اس بنا پر
ان کا حق دوسروں پر فائق سمجھا گیا کہ زکوٰۃ میں ان کا حصہ نہیں ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ہے کہ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پہلے دو حصہ ساقط کر کے
صرف باقی تین حصے (یتامیٰ، مساکین وابن السبیل) فَے کے حقداروں میں شامل رہنے دیے گئے، پھر اسی پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ
نے اپنے زمانہ میں عمل کیا۔ محمد بن اسحاق نے امام محمد باقر کا قول نقل کیا ہے کہ اگر چہ حضرت علی کی ذاتی رائے وہی تھی جو ان کے اہل
بیت کی رائے تھی (کہ یہ حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو ملنا چاہیے) لیکن انہوں نے ابوبکر وعمر کی رائے کے خلاف عمل
کرنا پسند نہ فرمایا۔
حسن بن محمد بن حنفیہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان دونوں حصوں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حصے اور
ذوی القربیٰ کے حصے) کے متعلق اختلاف رائے تھی کہ دوسرا حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کو ملنا چاہیے۔ کچھ اور لوگوں کا
خیال تھا کہ دوسرا حصہ خلیفہ کے رشتہ داروں کو دیا جانا چاہیے۔ آخر کار اس بات پر اجماع ہو گیا کہ یہ دونوں حصے جہاد کی ضروریات پر
صرف کیے جائیں۔ عطا بن سائب کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور رشتہ
داروں کا حصہ بنی ہاشم کو بھیجنا شروع کر دیا تھا۔ امام ابوحنیفہ اور اکثر فقہائے حنفیہ کی رائے یہ ہے کہ اس معاملہ میں وہی عمل صحیح ہے جو
خلفائے راشدین کے زمانہ میں جاری تھا (کتاب الخراج 11، لابی یوسف، صفحہ 19 تا 21)

امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ جن لوگوں کا ہاشمی و مطلبی ہونا ثابت ہو یا عام طور پر معلوم و معروف ہو ان کے غنی و فقیر دونوں طرح کے اشخاص کو فے میں سے مال دیا جا سکتا ہے۔(مغنی المحتاج)

حنفیہ کہتے ہیں کہ صرف ان کے محتاج لوگوں کی اس مال سے مدد کی جا سکتی ہے، البتہ ان کا حق دوسروں پر فائق ہے۔(روح المعانی)۔امام مالک کے نزدیک اس معاملہ میں حکومت پر کوئی پابندی نہیں ہے، جس مد میں جس طرح مناسب سمجھے صرف کرے۔ مگر اولیٰ یہ ہے کہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو مقدم رکھے۔(حاشیہ الدسوقی علی الشرح الکبیر)

باقی تین حصوں کے بارے میں فقہا کے درمیان کوئی بحث نہیں ہے۔البتہ امام شافعی اور ائمہ ثلاثہ کے درمیان اختلاف یہ ہے کہ امام شافعی کے نزدیک فے کے جملہ اموال کو پانچ برابر کے حصوں میں تقسیم کر کے ان میں سے ایک حصہ مذکورہ بالا مصارف پر اس طرح صرف کیا جانا چاہیے کہ اس کا 5/1 مصالح مسلمین پر، 5/1 بنی ہاشم و بنی المطلب پر، 5/1 مساکین پر اور 5/1 مسافروں پر صرف کیا جائے۔بخلاف اس کے امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام احمد اس تقسیم کے قائل نہیں ہیں، اور ان کی رائے یہ ہے کہ فے کا پورا مال مصالح مسلمین کے لیے ہے۔(مغنی المحتاج)

4147 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ جَآءَ هُوَ وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمَانِهٖ فِيْمَا قَسَمَ مِنْ خُمُسِ حُنَيْنٍ بَيْنَ بَنِىْ هَاشِمٍ وَبَنِى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَسَمْتَ لِاِخْوَانِنَا بَنِى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَلَمْ تُعْطِنَا شَيْئًا وَقَرَابَتُنَا مِثْلُ قَرَابَتِهِمْ . فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا اَرٰى هَاشِمًا وَالْمُطَّلِبَ شَيْئًا وَاحِدًا" . قَالَ جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ وَلَمْ يَقْسِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِىْ عَبْدِ شَمْسٍ وَلَا لِبَنِىْ نَوْفَلٍ مِنْ ذٰلِكَ الْخُمُسِ شَيْئًا كَمَا قَسَمَ لِبَنِىْ هَاشِمٍ وَبَنِى الْمُطَّلِبِ .

☆☆ سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے ایک مرتبہ وہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ 'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس تقسیم کے بارے میں دریافت کریں' جو آپ نے غزوۂ حنین کے خمس میں سے بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کی تھی۔ان دونوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے بنو مطلب سے تعلق رکھنے والے ہمارے بھائیوں میں یہ چیز تقسیم کر دی ہے' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کچھ بھی عطا نہیں کیا' حالانکہ ہماری بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہی رشتے داری ہے' جو ان کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو یہ جواب دیا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہاشم اور مطلب ایک ہی حیثیت رکھتے ہیں۔

4147-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب و من الدليل على ان الخمس للامام و انه يعطي بعض قرابته دون بعض ما قسم النبي صلى الله عليه وسلم لبني المطلب و بني هاشم من خمس خيبر (الحديث 3140) بنحوه، في المناقب، باب مناقب قريش (الحديث 3502) مختصراً . و في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4229) بنحوه . واخرجه ابوداؤد في الخراج والامارة و الفيء، باب في بيان مواضع قسم الخمس و سهم ذي القربى (الحديث 4148) . واخرجه ابنماجه في الجهاد باب قسمة الخمس (الحديث 2881) . تحفة الاشراف (3185) .

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: (تو اس خمس میں سے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس اور بنو نوفل کو کچھ بھی تقسیم نہیں کیا' جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ہاشم اور بنو مطلب میں تقسیم کیا تھا۔

4148 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ لَمَّا قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمَ ذِي الْقُرْبٰى بَيْنَ بَنِي هَاشِمٍ وَّبَنِي الْمُطَّلِبِ اَتَيْتُهُ اَنَا وَعُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ بَنُو هَاشِمٍ لَا نُنْكِرُ فَضْلَهُمْ لِمَكَانِكَ الَّذِيْ جَعَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْهُمْ اَرَاَيْتَ بَنِي الْمُطَّلِبِ اَعْطَيْتَهُمْ وَمَنَعْتَنَا فَاِنَّمَا نَحْنُ وَهُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهُمْ لَمْ يُفَارِقُوْنِيْ فِيْ جَاهِلِيَّةٍ وَّلَا اِسْلَامٍ اِنَّمَا بَنُو هَاشِمٍ وَّبَنُو الْمُطَّلِبِ شَيْءٌ وَّاحِدٌ". وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ.

☆☆ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربیٰ کا حصہ بنو ہاشم اور بنو مطلب کے درمیان تقسیم کر دیا' تو میں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ جو بنو ہاشم ہیں' ہم ان کی فضیلت کا انکار نہیں کر رہے' چونکہ انہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت حاصل ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں پیدا کیا ہے' لیکن بنو مطلب کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا رائے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطاء کر دیا ہے اور ہمیں عطاء نہیں کیا' حالانکہ ہمارا اور ان کا مرتبہ ایک ہی ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ جاہلیت اور اسلام کسی بھی دور میں مجھ سے الگ نہیں ہوں گے' بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی حیثیت کے مالک ہیں''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے یہ بات ارشاد فرمائی۔

4149 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوْسٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ - وَهُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ اَبِيْ سَلَّامٍ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ وَّبَرَةً مِّنْ جَنْبِ بَعِيْرٍ فَقَالَ "يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّهٗ لَا يَحِلُّ لِيْ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ قَدْرَ هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ عَلَيْكُمْ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اسْمُ اَبِيْ سَلَّامٍ مَمْطُوْرٌ وَّهُوَ حَبَشِيٌّ وَّاسْمُ اَبِيْ اُمَامَةَ صُدَيُّ بْنُ عَجْلَانَ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.

☆☆ حضرت ابوامامہ باہلی' حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: غزوۂ حنین کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے ایک طرف کے بال پکڑے اور فرمایا:

''اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت کے طور پر جو مال تمہیں عطاء کیا ہے' اس میں سے میرے لیے صرف خمس استعمال کرنا جائز ہے اور وہ خمس بھی تمہیں لوٹا دیا جائے گا''۔

414-تقدم (الحديث 4147) .

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابوسلام نامی راوی کا نام ممطور ہے اور یہ حبشی ہیں جبکہ حضرت ابوامامہ کا نام صدی بن عجلان ہے۔

4150 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى بَعِيْرًا فَاَخَذَ مِنْ سَنَامِهٖ وَبَرَةً بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّهٗ لَيْسَ لِيْ مِنَ الْفَيْءِ شَيْءٌ وَّلَا هٰذِهٖ اِلَّا الْخُمُسُ وَالْخُمُسُ مَرْدُوْدٌ فِيْكُمْ" ۔

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک اونٹ کے پاس تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوہان پر موجود بالوں کو دو انگلیوں کے درمیان پکڑا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مال غنیمت میں سے' میرے لیے کوئی بھی چیز نہیں ہے' سوائے خمس کے اور یہ خمس بھی تمہیں لوٹا دیا جائے گا''۔

4151 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو - يَعْنِي ابْنَ دِيْنَارٍ - عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ عَنْ عُمَرَ قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْهَا قُوْتَ سَنَةٍ وَّمَا بَقِيَ جَعَلَهٗ فِي الْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنونضیر کی زمینیں وہ چیز ہیں' جو اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت کے طور پر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطاء کی تھیں' مسلمانوں نے ان کے لیے اپنے گھوڑوں' یا اونٹوں کو نہیں دوڑایا تھا (یعنی باقاعدہ جنگ نہیں کی تھی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان زمینوں میں سے اپنی ذات پر' اپنے سال بھر کی خوراک (اور اخراجات) کے لیے خرچ کیا کرتے تھے اور جو باقی بچ جاتا تھا' وہ مال اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑوں اور اسلحے وغیرہ پر صرف کر دیتے تھے''۔

4152 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوْبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوْسٰى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ

4149-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5092) . 4150-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8792) .

4151-اخرجه البخاري في الجهاد، باب المجن و من يترس بترس صاحبه (الحديث 2904)، و في التفسير، باب قوله (ما افاء الله على رسوله) (الحديث 4885) . واخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب حكم الفيء (الحديث 48) . واخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاموال (الحديث 2965) . واخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الفيء (الحديث 1719) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء مناالكبرى، ادخار قوت العيال (الحديث 305 و 306)، و التفسير: سورة الحشر، قوله تعالى (ما افاء الله على رسوله) (الحديث 588) . تحفة الاشراف (10631) .

4152-اخرجه البخاري في فضائل الصحابة، باب مناقب قرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3711 و 3712) مطولًا، وفي المغازي، باب حديث بني النضير و مخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في دية الرجلين و ما ارادوا من الغدر برسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 4035 و 4036) مطولًا، وباب غزوة خيبر (الحديث 4240 و 4241) مطولًا، و في الفرائض، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا نورث ما تركناه فهو صدقة) (الحديث 52 و 53 و 54) مطولًا، و اخرجه ابو داؤد في الخراج والامارة والفيء، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاموال (الحديث 2968 و 2969 و 2970) مطولًا . تحفة الاشراف (6630) .

اِسْحَاقَ - هُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ شُعَيْبِ بْنِ اَبِي حَمْزَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ فَاطِمَةَ اَرْسَلَتْ اِلَى اَبِي بَكْرٍ تَسْاَلُهُ مِيرَاثَهَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ صَدَقَتِهِ وَمِمَّا تَرَكَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ قَالَ اَبُو بَكْرٍ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نُورَثُ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا اور ان سے اپنی میراث کا مطالبہ کیا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انہیں ملنی تھی' یہ اس صدقے میں سے تھی اور اس چیز میں سے تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا خمس چھوڑا تھا' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہے''۔

4153 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو اِسْحَاقَ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى) قَالَ خُمُسُ اللّٰهِ وَخُمُسُ رَسُولِهِ وَاحِدٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُ مِنْهُ وَيُعْطِي مِنْهُ وَيَضَعُهُ حَيْثُ شَاءَ وَيَصْنَعُ بِهِ مَا شَاءَ.

☆☆ عطاء رحمۃ اللہ علیہ' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے' تو اس کا پانچواں حصہ اللہ' اس کے رسول اور ذوی القربیٰ کے لیے ہے''۔

عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اللہ کا پانچواں حصہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچواں حصہ ایک ہی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حصے میں سے لوگوں کو سواری کے لیے جانور فراہم کرتے تھے' یعنی ویسے ہی کچھ عطاء کر دیا کرتے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس حصے کو جہاں چاہتے تھے جس طرح سے چاہتے تھے' خرچ کیا کرتے تھے۔

4154 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ - يَعْنِي ابْنَ مُوسَى - قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو اِسْحَاقَ - هُوَ الْفَزَارِيُّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ سَاَلْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ) قَالَ هَذَا مَفَاتِحُ كَلَامِ اللّٰهِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ لِلّٰهِ قَالَ اخْتَلَفُوا فِي هَذَيْنِ السَّهْمَيْنِ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهْمِ الرَّسُولِ وَسَهْمِ ذِي الْقُرْبَى فَقَالَ قَائِلٌ سَهْمُ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْخَلِيفَةِ مِنْ بَعْدِهِ وَقَالَ قَائِلٌ سَهْمُ ذِي الْقُرْبَى لِقَرَابَةِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ قَائِلٌ سَهْمُ ذِي الْقُرْبَى لِقَرَابَةِ الْخَلِيفَةِ فَاجْتَمَعَ رَاْيُهُمْ عَلَى اَنْ جَعَلُوا هَذَيْنِ السَّهْمَيْنِ فِي الْخَيْلِ وَالْعُدَّةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَكَانَا فِي ذَلِكَ خِلَافَةَ اَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ.

☆☆ قیس بن مسلم بیان کرتے ہیں: میں نے حسن بن محمد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا

4153-انفرد بہ النسائي . تحفة الاشراف (10956) .

4154-انفرد بہ النسائي . تحفة الاشراف (18579) .

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے تو اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے ہے''۔

تو حسن بن محمد نے جواب دیا: یہ اللہ کے کلام کی چابیاں ہیں دنیا اور آخرت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہیں۔

پھر انہوں نے بتایا: لوگوں کے درمیان ان دو حصوں کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اختلاف ہوگیا' ایک وہ حصہ جو نبی اکرم ﷺ کے لیے مخصوص ہے اور ایک وہ حصہ جو ذوی القربیٰ کے لیے ہے۔

بعض حضرات کی یہ رائے تھی کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے مخصوص حصہ آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے خلیفہ کو ملے گا' جبکہ بعض حضرات کا یہ کہنا تھا کہ ذوی القربیٰ کے لیے مخصوص حصہ نبی اکرم ﷺ کے قرابت داروں کو ملے گا۔

جبکہ بعض حضرات اس بات کے قائل تھے کہ ذوی القربیٰ کا مخصوص حصہ' خلیفہ وقت کے رشتہ داروں کو ملے گا۔

اس کے بعد ان تمام حضرات نے اس بات پر اتفاق کر لیا' وہ ان دونوں حصوں کو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لیے اور آلات حرب کی تیاری کے لیے استعمال کریں گے۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اسی پر عمل ہوتا رہا۔

4155 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ اَنْبَانَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مُوسَى بْنِ اَبِىْ عَائِشَةَ قَالَ سَاَلْتُ يَحْيَى بْنَ الْجَزَّارِ عَنْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَىْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ) قَالَ قُلْتُ كَمْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخُمُسِ قَالَ خُمُسُ الْخُمُسِ .

☆☆ موسیٰ بن ابوعائشہ بیان کرتے ہیں: میں نے یحییٰ بن جزار سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے اس کا پانچواں حصہ' اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہے''۔

راوی کہتے ہیں' میں نے دریافت کیا: خمس میں سے نبی اکرم ﷺ کے لیے کتنا حصہ ہوتا تھا؟ انہوں نے فرمایا: خمس کا پانچواں حصہ۔

4156 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ اَنْبَانَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ سُئِلَ الشَّعْبِيُّ عَنْ سَهْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفِيِّهِ فَقَالَ اَمَّا سَهْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَسَهْمِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَّا سَهْمُ الصَّفِيِّ فَغُرَّةٌ تُخْتَارُ مِنْ اَىِّ شَىْءٍ شَاءَ .

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں: شعبی سے نبی اکرم ﷺ کے مخصوص حصے اور آپ ﷺ کے منتخب حصے کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ کا مخصوص حصہ تو ایک عام مسلمان فرد کی مانند ہوتا تھا' جہاں تک آپ ﷺ کے مختار

4155-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19531) .

4156-اخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في سهم الصفي (الحديث 2991) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (18868) .

حصے کا تعلق تھا تو اس سے مراد وہ نفیس چیز تھی کہ جسے آپ ﷺ چاہتے تھے اس نفیس چیز کو منتخب کر لیتے تھے۔

4157 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَحْبُوبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ بَيْنَا اَنَا مَعَ مُطَرِّفٍ بِالْمِرْبَدِ اِذْ دَخَلَ رَجُلٌ مَعَهُ قِطْعَةُ اَدَمٍ قَالَ كَتَبَ لِيْ هٰذِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ اَحَدٌ مِّنْكُمْ يَقْرَاُ قَالَ قُلْتُ اَنَا اَقْرَاُ فَاِذَا فِيْهَا "مِنْ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِبَنِيْ زُهَيْرِ بْنِ اُقَيْشٍ اَنَّهُمْ اِنْ شَهِدُوْا اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَفَارَقُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَاَقَرُّوْا بِالْخُمُسِ فِيْ غَنَائِمِهِمْ وَسَهْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَفِيِّهٖ فَاِنَّهُمْ اٰمِنُوْنَ بِاَمَانِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ"

☆☆ یزید بن شخیر بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں مطرف کے ساتھ مربد میں موجود تھا' اسی دوران ایک شخص وہاں آیا جس کے پاس چمڑے کا ایک ٹکڑا بھی تھا' اس شخص نے یہ بتایا' نبی اکرم ﷺ نے یہ تحریر میرے لیے لکھوا کر دی تھی' تم میں سے کوئی شخص اسے پڑھ سکتا ہے۔ تو یزید کہتے ہیں: میں نے جواب دیا' میں پڑھتا ہوں' تو اس میں یہ تحریر تھا:

"یہ تحریر حضرت محمد ﷺ کی طرف سے ہے (جو اللہ کے) نبی ﷺ ہیں' اور یہ بنو زہیر بن اقیش کے نام ہے' اگر وہ اس بات کی گواہی دیتے ہیں' اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' وہ مشرکین سے الگ ہو جاتے ہیں' اپنے مال غنیمت میں سے خمس کا اقرار کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے حصے اور آپ ﷺ کے انتخاب کو تسلیم کرتے ہیں' تو وہ لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی امان کی وجہ سے امان حاصل کریں گے"۔

4158 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَحْبُوْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ الْخُمُسُ الَّذِيْ لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَرَابَتِهٖ لَا يَاْكُلُوْنَ مِنَ الصَّدَقَةِ شَيْئًا فَكَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُمُسُ الْخُمُسِ وَلِذِيْ قَرَابَتِهٖ خُمُسُ الْخُمُسِ وَلِلْيَتَامٰى مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِلْمَسَاكِيْنِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِابْنِ السَّبِيْلِ مِثْلُ ذٰلِكَ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اللّٰهُ جَلَّ ثَنَاؤُهُ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ) وَقَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلّٰهِ ابْتِدَاءُ كَلَامٍ لِاَنَّ الْاَشْيَاءَ كُلَّهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَعَلَّهُ اِنَّمَا اسْتَفْتَحَ الْكَلَامَ فِي الْفَيْءِ وَالْخُمُسِ بِذِكْرِ نَفْسِهٖ لِاَنَّهَا اَشْرَفُ الْكَسْبِ وَلَمْ يَنْسُبِ الصَّدَقَةَ اِلٰى نَفْسِهٖ عَزَّ وَجَلَّ لِاَنَّهَا اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَقَدْ قِيْلَ يُؤْخَذُ مِنَ الْغَنِيْمَةِ شَيْءٌ فَيُجْعَلُ فِي الْكَعْبَةِ وَهُوَ السَّهْمُ الَّذِيْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَسَهْمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْاِمَامِ يَشْتَرِي الْكُرَاعَ مِنْهُ وَالسِّلَاحَ وَيُعْطِيْ مِنْهُ مَنْ رَاٰى مِمَّنْ رَاٰى فِيْهِ غَنَاءً وَمَنْفَعَةً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ وَمِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ وَالْعِلْمِ وَالْفِقْهِ وَالْقُرْاٰنِ وَسَهْمٌ لِذِي الْقُرْبٰى وَهُمْ بَنُوْ هَاشِمٍ وَبَنُو الْمُطَّلِبِ بَيْنَهُمُ الْغَنِيُّ مِنْهُمْ وَالْفَقِيْرُ وَقَدْ قِيْلَ اِنَّهُ لِلْفَقِيْرِ مِنْهُمْ دُوْنَ

4157-اخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب ما جاء في سهم الصفي (الحديث 2999) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (15683) .

4158-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (19261) .

الْغِنِيِّ حَتَّى الْيَتَامٰى وَابْنِ السَّبِيلِ وَهُوَ اَشْبَهُ الْقَوْلَيْنِ بِالصَّوَابِ عِنْدِي وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ وَالصَّغِيرُ وَالْكَبِيرُ وَالذَّكَرُ وَالْاُنْثٰى سَوَاءٌ لِاَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ جَعَلَ ذٰلِكَ لَهُمْ وَقَسَمَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ وَلَيْسَ فِي الْحَدِيثِ اَنَّهُ فَضَّلَ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَا خِلَافَ نَعْلَمُهُ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ فِي رَجُلٍ لَوْ اَوْصٰى بِثُلُثِهِ لِبَنِي فُلَانٍ اَنَّهُ بَيْنَهُمْ وَاَنَّ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى فِيهِ سَوَاءٌ اِذَا كَانُوا يُحْصَوْنَ فَهٰكَذَا كُلُّ شَيْءٍ صُيِّرَ لِبَنِي فُلَانٍ اَنَّهُ بَيْنَهُمْ بِالسَّوِيَّةِ اِلَّا اَنْ يُبَيِّنَ ذٰلِكَ الْاٰمِرُ بِهِ وَاللّٰهُ وَلِيُّ التَّوْفِيقِ وَسَهْمٌ لِلْيَتَامٰى مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَسَهْمٌ لِلْمَسَاكِينِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَسَهْمٌ لِابْنِ السَّبِيلِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَا يُعْطٰى اَحَدٌ مِنْهُمْ سَهْمُ مِسْكِينٍ وَسَهْمُ ابْنِ السَّبِيلِ وَقِيلَ لَهُ خُذْ اَيَّهُمَا شِئْتَ وَالْاَرْبَعَةُ اَخْمَاسٍ يَقْسِمُهَا الْاِمَامُ بَيْنَ مَنْ حَضَرَ الْقِتَالَ مِنَ الْمُسْلِمِينَ الْبَالِغِينَ ۔

☆☆ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: وہ خمس جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے مخصوص ہے' وہ نبی اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے قرابت داروں کو ملے گا' کیونکہ یہ لوگ صدقہ نہیں کھا سکتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ کو خمس کا پانچواں حصہ ملے گا اور آپ ﷺ کے قرابت داروں کو خمس کا پانچواں حصہ ملے گا' یتیموں کو بھی اسی کی مانند ملے گا' مسکینوں کو بھی اسی کی مانند ملے گا اور مسافروں کو بھی اسی کی مانند ملے گا۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو مالِ غنیمت' تم حاصل کرو گے' تو اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول' ذوی القربیٰ' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہوگا''۔

(امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) اللہ کا یہ فرمان:

''اللہ کے لیے ہوگا'' یہ کلام کے آغاز کے لیے ہے' کیونکہ تمام اشیاء درحقیقت اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ہوتی ہیں۔ اس میں یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے' اللہ تعالیٰ نے مالِ غنیمت اور خمس کے بارے میں کلام کا آغاز اپنی ذات کے ذکر کے ساتھ کیا ہو' کیونکہ یہ کمائی کا سب سے بہترین ذریعہ ہے' لیکن اللہ تعالیٰ نے صدقے کی نسبت اپنی ذات کی طرف نہیں کی ہے' کیونکہ وہ لوگوں کا میل ہوتا ہے' باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ایک قول یہ بھی ہے' مالِ غنیمت میں سے کچھ حصہ لے کر اسے خانہ کعبہ پر صرف کیا جائے گا' یہ وہ حصہ ہوگا' جو اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہوتا ہے۔

جبکہ نبی اکرم ﷺ کا مخصوص حصہ حاکم وقت کو دیا جائے گا' وہ اس کے ذریعے جنگ کے لیے گھوڑے اور اسلحہ خریدے گا' حاکم جس چیز کو مسلمانوں کے لیے فلاح و بہبود اور بہتری کا باعث سمجھے گا' اس جگہ اُسے خرچ کرے گا' وہ حدیث' علم' فقہ' قرآن کے علوم کے ماہرین (اور طلباء) پر انہیں خرچ کرے گا' جبکہ ذوی القربیٰ سے مراد بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ ذوی القربیٰ کا مخصوص حصہ ان کے خوشحال اور غریب لوگوں پر خرچ کیا جائے گا۔

ایک قول یہ بھی ہے' یہ حصہ ان کے غریب لوگوں پر خرچ کیا جائے گا' خوشحال لوگوں پر خرچ نہیں کیا جائے گا' جس طرح یتیموں

اور مسافروں کا حکم ہے اور میرے نزدیک یہی قول زیادہ درست ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

اس بارے میں نابالغ اور بالغ' مذکر اور مؤنث برابر کی حیثیت رکھتے ہیں' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ سب ان کے لیے مقرر کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ان لوگوں کے درمیان بھی تقسیم کیا ہے اور حدیث میں ایسی کوئی بات مذکور نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دی ہو اس حوالے سے ہمارے علم کے مطابق علماء کے درمیان ایسے شخص کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اگر وہ یہ وصیت کرے' اس کا ایک تہائی مال' بنوفلاں کو دیا جائے گا' تو ان تمام بنوفلاں کے درمیان وہ حصہ تقسیم ہوگا اس بارے میں مذکر اور مؤنث برابر ہوں گے' جب ان کا شمار کیا جائے گا' اس لیے وہ تمام چیز' جو اُن بنوفلاں کے لیے مخصوص کی گئی وہ ان کے درمیان برابری کی بنیاد پر تقسیم ہوگی' البتہ اگر وصیت کرنے والا خود اس بارے میں کوئی تعین کردے (تو اس پر عمل کیا جائے گا) باقی توفیق دینا' اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہے۔

(خمس میں سے) ایک حصہ مسلمانوں کے یتیموں کا ہوگا' ایک حصہ مسلمانوں کے مسکینوں کا ہوگا' اور ایک حصہ مسلمانوں کے مسافروں کا ہوگا' ان میں سے کسی ایک کو بھی مسکین' یا مسافر کا مخصوص حصہ نہیں دیا جائے گا اور اُسے یہ کہا جائے گا' تم ان دونوں میں سے جسے چاہو حاصل کرلو' جبکہ پانچ میں سے چار حصے' امام ان لوگوں کے درمیان تقسیم کرے گا' جو بالغ مسلمان جنگ میں شریک ہوئے تھے۔

غنائم کی تقسیم سے متعلق احادیث وآثار کا بیان

۱- ابن اسحاق وابن ابی حاتم نے عباد بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مال فئے حصے بیان کئے گئے اور ان کو بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء (اور یہ حکم) غزوہ بدر گزر جانے کے بعد نازل ہوا۔ (پھر فرمایا) (آیت) فان للہ خمسہ وللرسول آیت کے آخر تک۔

۲:۔ عبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن ابی حاتم وابوالشیخ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء کے بارے میں فرمایا کہ شیء سے مراد ہے کوئی چیز حتیٰ کہ سوئی تک تم غنیمت میں پاؤ۔

۳:۔ ابن منذر نے ابن ابی نجیح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مال تین قسم کا ہے۔ غنیمت کا فیء کا اور صدقہ کا اس میں ایک درہم بھی ایسا نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا محل اور مصرف بیان نہ فرمایا ہو۔ غنیمت کے مال کے بارے میں فرمایا (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل، ان کنتم امنتم باللہ یعنی مومنین کو گناہ سے بچانے کے لئے یہ بیان فرمایا اور فئی کے بارے میں فرمایا (آیت) کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم اور صدقہ کے بارے میں فرمایا (آیت) وابن السبیل فریضۃ من اللہ، واللہ علیم حکیم۔ (۶۰)

(التوبۃ آیت ۸)

۴:۔ عبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابوالشیخ والحاکم نے قیس بن مسلم الجدلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حسن بن محمد علی بن ابی طالب بن حنیفہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول (آیت) واعلموا انما

غنمتم من شی ء فان للہ خمسہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ کلام کا آغاز ہے دنیا اور آخرت اللہ کے لئے ہے۔ (اور فرمایا)(آیت) وللرسول ولذی القربی لیکن ان دونوں حصوں میں رسول اللہ کے لئے ہے اور بعض نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ان کے بعد خلیفہ کے لئے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی رائے اس بات پر جمع ہوئی کہ ان دونوں حصوں کو اللہ تعالی کی خدمت میں ہوتا تھا۔

۵:۔ابن جریر والطبرانی وابوالشیخ وابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چھوٹا لشکر بھیجتے تھے تو وہ غنیمت کے مال میں سے خمس نکالتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے پھر یہ آیت پڑھتے (آیت) واعلموا انما غنمتم من شی ء فان للہ خمسہ وللرسول پھر فرمایا (آیت) فان للہ خمسہ یہ کلام کا آغاز ہے اور فرمایا (آیت) للہ ما فی السموت وما فی الارض یعنی اللہ تعالی نے اپنے اور رسول اللہ کے حصے کو ایک بنا دیا اور (آیت) ولذی القربی ان دونوں حصوں کو اور ہتھیاروں میں قوت کا ذریعہ بنایا اور یتامی مساکین اور مسافر کا حصہ ان کے علاوہ کسی اور کو نہیں دیا۔ اور باقی چار حصوں میں دو حصہ گھوڑے کے لئے اور ایک حصہ سوار کے لئے اور ایک حصہ پیدل والے کے لئے بنا دیئے۔

۶:۔عبدالرزاق نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) فان للہ خمسہ کے بارے میں فرمایا کہ خمس اللہ کے لئے ہے پھر خمس کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا (پھر فرمایا) (آیت) وللرسول ولذی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل۔

۷:۔ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ غنیمت کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس میں چار حصے تو واضح ہیں کہ وہ جنگ لڑنے والوں کے لئے ہیں۔ اور اس میں سے ایک حصہ پانچ میں سے چار حصوں پر کیا جاتا ہے۔ یعنی اس کی ایک چوتھائی اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور رشتہ داروں کے لئے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے لئے اور جو حصہ اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے لئے ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خمس میں سے کوئی چیز نہیں لی اور دوسرا چوتھائی یتیموں کے لئے اور تیسرا چوتھائی مساکین کے لئے اور چوتھا چوتھائی مسافروں کے لئے۔ اور وہ مہمان فقیر ہے جو مسلمانوں کے گھر آتا ہے۔

۸:۔ابن ابی شیبہ وابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے ابوالعالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالی کے اس قول (آیت) واعلموا انما غنمتم من شی ء کے بارے میں فرمایا کہ غنیمت کے مال کو الگ رکھ دیا جاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو پانچ حصوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ اس میں سے ایک حصہ کو الگ کر لیتے تھے اور چار حصوں کو لوگوں کے درمیان تقسیم فرما دیتے تھے یعنی جو لڑائی میں حاضر ہوتا تھا پھر اپنے ہاتھ سے سارے حصوں کو اپنا ہاتھ مبارک مارتے پھر جس پر ہاتھ رکھتے تو اس کو کعبہ کے لئے مختص کر دیتے اور وہ حصہ ہے جو اللہ تعالی کے لئے مقرر کیا گیا تھا تم لوگ اللہ کے لئے کوئی حصہ نہ بناؤ۔ کیونکہ دنیا اور آخرت اللہ کے لئے ہے۔ پھر آپ باقی حصہ کی طرف ارادہ فرماتے اور اس کو پانچ حصوں میں تقسیم فرماتے ایک حصہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے ایک حصہ یتیموں کے لئے ایک حصہ مسکینوں کے لئے اور ایک حصہ مسافر کے لئے۔

۹:۔ابن جریر وابن منذر وابوالشیخ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رشتہ دار صدقات میں کچھ اور نہ کھاتے تھے اور ان کے لئے حلال بھی نہیں تھا۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پانچ حصوں میں پانچواں حصہ تھا اور آپ کے رشتہ داروں کے لئے بھی پانچ حصوں میں سے پانچواں حصہ تھا اور یتیموں کے لئے اسی طرح اور مسکینوں کے لئے اسی طرح اور مسافروں کے لئے اسی طرح۔

۱۰:۔عبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ وابن منذر نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حصہ کو صفی حصہ کہا جاتا تھا اور آپ غلام چاہیں گے یا تھوڑا چاہیں (جو بھی چاہیں) اسی خمس کو نکالنے سے پہلے آپ چن لیتے تھے آپ اسے اپنے حصے کے ساتھ ملا لیتے تا کہ وہ حاضر ہوتا یا غائب ہوتا اور ام المؤمنین صفیہ بن حیی صفی میں سے تھی۔

۱۱:۔ابن ابی شیبہ وابن منذر وابن ابی حاتم نے عطار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ اور رسول کا خمس ایک ہی ہے اگر چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے اٹھا سکتے ہیں اور اسی میں جو اللہ تعالیٰ چاہے تعریف فرمائے ہیں۔

۱۲:۔ابن ابی حاتم نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کی چیز میں سے یا اونٹ کے بالوں میں سے لے لیتے تھے اور فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہیں ہے میرے لئے ان چیزوں میں سے جو اللہ تعالیٰ نے تم کو عطا فرمائیں اور نہ اس کے مثل سوائے پانچواں حصے کے اور پانچواں حصہ بھی ہے تم پر لوٹا دیا جاتا ہے۔

مال غنیمت کا پانچ حصوں میں تقسیم کرنا

۱۳:۔ابن منذر نے ابو مالک کی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت کو پانچویں حصوں میں سے چار ان کے لئے جو (لڑائی میں) حاضر ہوتے اور پانچواں حصہ آپ کے لئے لیتے تھے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہوتا۔اس کو آپ چھ حصوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ایک حصہ اللہ کے لئے ایک حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک حصہ رشتہ داروں کے لئے ایک حصہ یتیموں کے لئے۔ایک حصہ مسکینوں کے لئے اور ایک حصہ مسافر کے لئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حصہ کو ہتھیار، دیگر سامان اور اللہ کے راستے کی مد میں خرچ کرتے تھے اور کعبہ کے غلاف صفائی اور دیگر اس کی ضروریات میں خرچ کرتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہتھیاروں اور دیگر ضروری سامان میں اور اہل وعیال کے نفقہ میں خرچ کیا جاتا تھا اور ذی القربیٰ کا حصہ آپ کے قرابت داروں کے لئے تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ فقر وافلاس اور تنگی کی وجہ سے ان میں ان کا حصہ تقسیم فرماتے تھے اور یتیموں اور مسکینوں کے لئے اور مسافر کے لئے یہ تین حصے تھے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ عطا فرما دیتے جس کو چاہتے اور جہاں چاہتے اور سو عبدالمطلب کے لئے ان تین حصوں میں کوئی نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان کا حصہ لوگوں کے حصوں کے ساتھ تھا۔

۱۴:۔ابن ابی حاتم نے حسین المعلم سے روایت کیا کہ میں نے عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فان للہ خمسہ وللرسول کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ جو اللہ کے لئے ہے وہ اس کے نبی کے لئے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے جو آپ کی ازواج کے لئے ہے۔

۱۵:۔ابن ابی شیبہ نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) ولذی القربی سے مراد عبدالمطلب کے بیٹے ہیں۔

۱۶:۔شافعی وعبدالرزاق نے مصنف میں وابن ابی شیبہ ومسلم وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ والبیہقی نے اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نجدہ نے آپ کی طرف لکھا اور ان ذوی القربی کے بارے میں پوچھا جس کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا تو آپ نے اس کی طرف لکھا کہ بیشک ہم یہ خیال کرتے تھے کہ صرف ہم ان میں سے ہیں لیکن ہماری قوم نے اس کا انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ قریش سب کے سب ذوالقربی میں شامل ہیں۔

۱۷:۔ابن ابی شیبہ وابن المنذر نے ایک اور سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نجدہ نے ان سے ذوی القربی کے حصہ کے بارے میں پوچھا جن کو اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا آپ نے اس کی طرف لکھا کہ ہم یہ گمان کرتے تھے کہ ہم ہی وہ ہیں اس پر ہماری قوم نے انکار کیا ہے اور انہوں نے کہا وہ ان کے لئے بھی کہتا ہے جن کو تو گمان کرتا ہے۔تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ حصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داری کے لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے وہ حصہ مخصوص فرمایا ہے اور ایک دفعہ عمر رضی اللہ عنہ نے اس حصہ میں کچھ سامان ہم کو دیا تو ہم نے دیکھا کہ وہ ہمارے حق سے کم ہے تو ہم نے وہ سامان آپ کو واپس لوٹا دیا۔اور ہم نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا آپ نے ان کے لئے جو کچھ مقرر کیا تھا۔وہ یہ ہے کہ ان میں سے شادی کرنے والی عورتوں کی مدد کی جائے اور مقروض کے قرض ادا کر دیئے جائیں اور ان کے فقراء کو دیا جائے اور آپ نے اس سے زائد ان کو زیادہ دینے سے انکار کیا۔

۱۸۔ابن منذر نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے علی سے پوچھا اور عرض کیا اے امیر المومنین! مجھے بتایئے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہ نے تمہارے خمس والے حصے کے بارے میں کیا کیا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اخماس نہیں تھے اور عمر رضی اللہ عنہ برابر مجھ کو دیتے رہے ہر خمس میں یہاں تک سوس اور نیشاپور کے لشکر کا خمس بھی دیا اور انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس تھا تو آپ نے کہا یہ تمہارے گھر والوں کا حصہ ہے خمس میں سے اور بعض مسلمانوں کے لئے بھی حلال کر دیا ان کی شدید ضرورت اور خفت کی وجہ سے میں نے کہا ہاں (یہ ٹھیک ہے) تو حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو دے دیئے اور فرمایا جو حصہ ہمارے لئے ہے اس میں تعارض نہ کرو۔میں نے کہا کیا ہم امیر المومنین کی مدد کا اور مسلمانوں سے بڑھ کر حق نہیں رکھتے پھر انہوں نے وہ لے لیا اللہ کی قسم نہ ہم نے اس کو لیا اور نہ اس پر مطالبہ کیا عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گفتگو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ کو حرام کر دیا ہے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور اس کے عوض خمس میں سے ایک حصہ ہے یہ عوض ہے ان چیزوں میں سے جو ان پر حرام کر دی گئی اور صرف آپ کے اہل بیت پر صرف حرام کیا آپ کی امت پر نہیں اس لئے ان کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک حصہ مقرر کیا گیا جو عوض ہے ان

چیزوں سے جوان پر حرام کی گئیں۔

۱۹:۔ابن ابی حاتم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تمہارے لئے ہاتھوں کے دھون یعنی صدقہ سے اعراض کرلیا ہے۔کیونکہ ہمارے لئے خمس میں سے پانچواں حصہ ہے جو تم کو غنی کردے گا یا تم کو کافی ہوجائے۔

۲۰:۔ابن اسحاق وابن ابی حاتم نے زہری وعبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے حاصل ہونے والے مال میں سے ذوی القربی کا حصہ بنی ہاشم اور بنوالمطلب میں تقسیم فرمایا۔

۲۱:۔ابن ابی شیبہ نے جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوی القربی کے حصہ کو بنی حاشم اور بنی مطلب پر تقسیم فرمایا۔راوی نے کہا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ چلے یہاں تک کہ ہم آپ کے پاس حاضر خدمت ہوئے ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ آپ کے بھائی بنی ہاشم میں سے ہیں ہم ان کی فضیلت کا انکار نہیں کرتے آپ کے اس مرتبہ کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں سے عطا فرمایا آپ کا ان بھائیوں کے بارے میں جو بنوالمطلب میں سے ہیں کیا خیال ہے؟ آپ ان کو ہم سے کم عطا فرمایا ہے حالانکہ ہم اور وہ نسب میں ایک ہی درجہ میں ہیں آپ نے فرمایا انہوں نے ہم سے جدائی اختیار نہیں کی جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں۔

۲۲:۔ابن مردویہ نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل وہ لوگ ہیں جن کو خمس دیا گیا وہ علی کی آل عباس رضی اللہ عنہ کی آل جعفر کی آل اور عقیل کی آل ہیں۔

۲۳:۔ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے لئے صدقہ حلال نہیں تھا۔اس لئے ان کے لئے خمس کا خمس مقرر کردیا گیا۔

بنوہاشم کے لئے صدقہ حلال نہیں

۲۴:۔ابن ابی حاتم وابوالشیخ نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء یعنی مشرکین سے (جو مال غنیمت ہاتھ آئے) تو وہ (آیت) فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل اور ابن سبیل سے مراد مہمان ہے۔اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں جب مسلمان غنیمت (کا مال) پاتے تھے۔تو وہ اس کا خمس نکالتے اور وہ اس ایک خمس نکالتے اور وہ اس ایک خمس کو چار چوتھائی بناتے تھے۔اس کا ایک چوتھائی اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے لئے تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ (گویا) قرابت داروں میں سے ایک آدمی حصہ ہوتا اور دوسرا چوتھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھا اور تیسرا چوتھائی مساکین کے لئے تھا۔اور چوتھا چوتھائی مسافر کے لئے تھا۔(پھر) وہ لوگ اس مال کی طرف ارادہ کرتے جو باقی بچ جاتا اور اس کو ان کے حصوں پر تقسیم کردیتے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے۔تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حصہ ختم کردیا۔اور آپ اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں فی سبیل اللہ خرچ کرنے لگے۔اور یتیموں اور مساکین اور مسافر کے حصے باقی رکھے۔

۲۵:۔ابن ابی شیبہ والبغوی وابن مردویہ والبیہقی نے شعب الایمان میں بلقیس کے ایک آدمی سے روایت کیا اور وہ چچا کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس مال کے بارے میں کیا کہتے ہیں آپ نے فرمایا اس کا خمس اللہ کے لئے ہے۔اور اس کے چار حصے ان لوگوں یعنی مسلمانوں کے لئے ہیں میں نے کہا کیا کوئی ایک زیادہ مقدار ہے کسی ایک سے؟ آپ نے فرمایا نہیں اگر میں کھینچ لوں اور ایک حصہ تیرے پہلو سے تب بھی تو اپنے مسلمان بھائی کی نسبت اس سے زیادہ حقدار نہ ہوگا۔

۲۶:۔ابن ابی شیبہ وابوالشیخ وابن مردویہ والبیہقی نے اپنی سنن میں عمرو بن شعیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اور وہ باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مال غنیمت میں سے زائد تحفہ دیتے تھے مال غنیمت میں خمس کے فریضہ کے نازل ہونے سے پہلے جب (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء نازل ہوئی۔تو زائد تحفہ دینا ترک فرمادیا اور اس کو خمس کے پانچویں حصہ کے ساتھ مخصوص اور اس سے مراد اللہ کا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ ہے۔

۲۷:۔ابن ابی شیبہ نے مالک بن عبداللہ الخثعمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھا شام والوں میں سے کون ہے؟ میں کھڑا ہوگیا۔تو انہوں نے فرمایا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچادو جب کوئی غنیمت کا مال ملے تو اس میں سے پانچ حصے بنالیں۔پھر اس میں سے ہر حصہ پر لکھ دے للہ اللہ کے لئے پھر چاہئے کہ قرع ڈالے پھر جس کے بارے میں قرعہ نکل آئے اسے لے لیں۔

۲۸:۔ابن ابی شیبہ نے شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ۔کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کا حصہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ کا حصہ ایک ہے۔

۲۹:۔ابن ابی شیبہ نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ غنیمت کے مال میں خمس اللہ کے لئے ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حصہ غنیمت کے مال میں سے صفی (یعنی چناو) ہے آپ کو اختیار کامل ہے کہ مال غنیمت سے قیدیوں میں سے جو بہتر ہے اسے اپنے لئے چن سکتے ہیں۔بشرطیکہ مال میں قیدی ہوں۔ورنہ دوسرا مال بھی آپ چن سکتے ہیں۔پھر خمس کو نکالا جائے پھر صفی کے بعد مسلمانوں کے ساتھ آپ کے لئے حصہ نکالا جائے گا چاہے وہ میدان میں حاضر ہوں یا غائب ہوں۔

۳۰:۔ابن ابی شیبہ نے عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا اللہ تعالیٰ کے اس قول (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء اور وما افاء اللہ علی رسولہ کے بارے میں پوچھا گیا کہ فء کیا ہے اور غنیمت کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا جب مسلمان مشرکین پر غالب ہو جائیں اور انکو بزور طاقت قوت پکڑلیں پس اس صورت میں جو کچھ انہوں نے مال لیا ان پر یہ غالب آئے۔تو وہ غنیمت کا مال ہے اور وہ زمین فء کہلائے گی۔

۳۱:۔ابن ابی شیبہ نے سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ غنیمت کا مال وہ ہے جو مسلمانوں نے طاقت کے ذریعہ حاصل کیا تو اس مال کا پانچ میں سے ایک حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور چار حصے ان لوگوں کے لئے ہے جو اس (جہاد) میں شریک ہوئے۔

۳۲:۔ابن ابی شیبہ وابن مردویہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمس

(مال) میں کیسے کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا ایک آدمی کو آپ ایک حصہ دیتے تھے اللہ کے راستے میں پھر دوسرا آدمی کو پھر تیسرے آدمی کو۔

۳۳:۔ابن مردویہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے غنیمت کے مال میں سے ایک ہی چیز ہوتی تھی جو وہ اپنے لئے چن لیتے تھے۔ چاہے وہ خادم ہو یا گھوڑا ہو پھر آپ کو حصہ خمس میں سے ہوتا ہے۔

۳۴:۔ابن مردویہ نے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم نے غنیمت کے مال کو اللہ اور اس کے رسول کے سپرد کردیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے موقعہ پر پانچواں حصہ نہیں نکالا اس کے بعد (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے بعد ہر مال غنیمت میں سے مسلمانوں سے خمس قبول فرمایا۔

۳۵:۔ابن ابی شیبہ وابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھے خمس پر والی نہیں بنا دیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ہم کو خاص کیا ہے۔ تو آپ نے مجھ کو اس کا والی (یعنی نگرانی) مقرر فرما دیا۔

۳۶:۔حاکم نے اس کو صحیح کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو خمس کے پانچویں حصہ کا والی بنا دیا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اس کے صحیح مواقع اور محل میں اسے خرچ کیا۔

۳۷:۔عبدالرزاق نے مصنف میں مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جس کو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع ذکر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑے کا حصہ نہیں مگر دو گھوڑوں کے لئے۔ اگرچہ اس کے ساتھ ایک ہزار گھوڑے ہوں۔ دشمن کی سرحد عبور کرتے وقت راوی نے پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن گھوڑ سوار۔ کر لئے دو اور پیدل کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔

۳۸:۔عبدالرزاق نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑ سوار کے لئے دو حصے اور پیدل والے کے لئے ایک حصہ مقرر فرمایا۔

۳۹:۔عبدالرزاق نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے خمس کی وصیت کی اور فرمایا کہ میں وصیت کرتا ہوں اس چیز کے ساتھ کہ جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے لئے راضی ہوتے ہیں یہ آیت پڑھو (آیت) واعلموا انما غنمتم من شیء فان للہ خمسہ

۴۰:۔ابن ابی حاتم وابوالشیخ نے مقاتل رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (آیت) ان کنتم امنتم باللہ یعنی اگر انہوں نے میرے حکم کے ساتھ اقرار کیا (آیت) وما انزلنا علی عبدنا یعنی جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا تقسیم کے بارے میں (آیت) یوم الفرقان یعنی بدر کے دن (آیت) یوم التقی الجمعن یعنی جس دن مسلمانوں کا لشکر اور مشرکین کا لشکر ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئے۔

۴۱:۔ابن جریر وابن ابی حاتم وابوالشیخ وابن مردویہ والحاکم نے اس کو صحیح کہا والبیہقی نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

روایت کیا کہ (آیت) یوم الفرقان سے مراد ہے بدر کا دن اور بدر پانی کا ایک کنواں ہے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان۔

۴۲:۔ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) یوم الفرقان سے مراد ہے بدر کا دن کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ حق اور باطل کے درمیان فرق کر دیا۔

۴۳:۔سعید بن منصور و محمد بن نصر والطبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے (آیت) یوم الفرقان یوم التقی الجمعن کے بارے میں فرمایا کہ بدر کا واقعہ ہوا تھا (جب) رمضان کے مہینے میں سے سترہ دن گزر چکے تھے۔

۴۴:۔ابن مردویہ نے علی بن ابی طالب سے روایت کیا کہ غزوہ بدر کی وہ رات جس کی صبح کو دونوں لشکر آپس میں ایک دوسرے کے سامنے آئے اور فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ وہ جمعہ کی رات تھی اور رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی۔

۴۵:۔ابن جریر نے حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی وہ رات تھی جس کے دن دونوں لشکروں نے آپس میں جنگ کی اور یہ رمضان کی سترہ تاریخ تھی۔

۴۶:۔عبدالرزاق وابن جریر نے عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید کی ایک کتاب میں کافروں سے لڑنے کا حکم دیا گیا اور وہ پہلا معرکہ تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دن مشرکین کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ یہ دونوں جماعتیں آپس میں ملیں بدر کے مقام پر جب رمضان میں سے سولہ یا سترہ راتیں گزر چکیں تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے تین سو اور کچھ اوپر دس تھے اور مشرکین ہزار اور نو سو کے درمیان تھے اور یہ دن حق میں فیصلہ کر دینے والا تھا اس دن اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل کے درمیان فیصلہ فرما دیا۔ سب سے پہلے اس دن قتل ہونے والا مہجع، عمر کا آزاد کردہ غلام تھا اور انصار میں سے ایک آدمی تھا اس دن اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو شکست دی ان میں سے ستر آدمیوں سے زیادہ قتل کیے گئے اور اتنے ہی ان میں سے قیدی بنائے گئے۔

۴۷:۔ابن ابی شیبہ نے جعفر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کا واقعہ سترہ رمضان المبارک کو جمعہ کے دن ہوا۔

۴۸:۔ابن ابی شیبہ نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث ہشام رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں ان سے پوچھا گیا کہ بدر کی رات کونسی تھی تو انہوں نے فرمایا یہ جمعہ کی رات تھی جبکہ رمضان میں سے سترہ راتیں باقی تھیں۔

۴۹:۔ابن ابی شیبہ نے عامر بن ربیعہ بدر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بدر کے دن پیر کا دن تھا رمضان المبارک کی سترہ تاریخ تھی۔ (تفسیر درمنثور، سورہ انفال، بیروت)

4159 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ - يَعْنِي ابْنَ اِبْرَاهِيمَ - عَنْ اَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ جَآءَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ اِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ فَقَالَ الْعَبَّاسُ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا . فَقَالَ النَّاسُ افْصِلْ بَيْنَهُمَا . فَقَالَ عُمَرُ لَا اَفْصِلُ بَيْنَهُمَا قَدْ عَلِمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" . قَالَ فَقَالَ الزُّهْرِيُّ وَلِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ مِنْهَا قُوْتَ

اَهْلِهٖ وَجَعَلَ سَائِرَهٗ سَبِيْلَهٗ سَبِيْلَ الْمَالِ ثُمَّ وَلِيَهَا اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ ثُمَّ وُلِّيْتُهَا بَعْدَ اَبِيْ بَكْرٍ فَصَنَعْتُ فِيْهَا الَّذِيْ كَانَ يَصْنَعُ ثُمَّ اَتَيَانِيْ فَسَاَلَانِيْ اَنْ اَدْفَعَهَا اِلَيْهِمَا عَلٰى اَنْ يَّلِيَاهَا بِالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالَّذِيْ وُلِّيْتُهَا بِهٖ فَدَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا وَاَخَذْتُ عَلٰى ذٰلِكَ عُهُوْدَهُمَا ثُمَّ اَتَيَانِيْ يَقُوْلُ هٰذَا اقْسِمْ لِيْ بِنَصِيْبِيْ مِنِ ابْنِ اَخِيْ. وَيَقُوْلُ هٰذَا اقْسِمْ لِيْ بِنَصِيْبِيْ مِنِ امْرَاَتِيْ. وَاِنْ شَآءَا اَنْ اَدْفَعَهَا اِلَيْهِمَا عَلٰى اَنْ يَّلِيَاهَا بِالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ وَلِيَهَا بِهٖ اَبُوْ بَكْرٍ وَّالَّذِيْ وُلِّيْتُهَا بِهٖ دَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا وَاِنْ اَبَيَا كُفِيَا ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ (وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ) هٰذَا لِهٰؤُلَآءِ (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ) هٰذِهٖ لِهٰؤُلَآءِ (وَمَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ) قَالَ الزُّهْرِيُّ هٰذِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً قُرًى عَرَبِيَّةً فَدَكُ كَذَا وَكَذَا (مَا اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ) وَ (لِلْفُقَرَآءِ الْمُهٰجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ) (وَالَّذِيْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ) (وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ) فَاسْتَوْعَبَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ النَّاسَ فَلَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلَّا لَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَالِ حَقٌّ - اَوْ قَالَ حَظٌّ - اِلَّا بَعْضَ مَنْ تَمْلِكُوْنَ مِنْ اَرِقَّائِكُمْ وَلَئِنْ عِشْتُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَيَاْتِيَنَّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ حَقُّهٗ اَوْ قَالَ حَظُّهٗ.

☆☆ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ دونوں آپس میں بحث کر رہے تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ بولے: آپ میرے اور ان صاحب کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ لوگوں نے بھی عرض کی کہ آپ ان دونوں کو الگ الگ کر دیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: میں ان دونوں کو الگ نہیں کروں گا یہ دونوں یہ بات جانتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا' ہم جو چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے''۔

راوی بیان کرتے ہیں: اس کے بعد زہری نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے:) پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے نگران بنے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے اپنے اہل خانہ کی خوراک حاصل

4159-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب فرض الخمس (الحديث 3094) و في المغازي، باب حديث بني النضير و مخرج رسول الله صلى الله عليه وسلم في دية الرجلين و ما ارادوا من الغدر برسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 4033) و في النفقات، باب حبس الرجل قوت سنة على اهله و كيف نفقات العيال (الحديث 5358)، و في الفرائض، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا نورث ما تركناه صدقة) (الحديث 6728)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما يكره من التعمق و التنازع و الغلو في الدين و البدع (الحديث 7305) . و اخرجه مسلم في الجهاد و السير، باب حكم الفيء (الحديث 5049) . واخرجه ابو داؤد في الخراج والامارة والفيء، باب في صفايا رسول الله صلى الله عليه وسلم من الاموال (الحديث 2963 و 2964) . واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في تركة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 1610) مختصراً . تحفة الاشراف (10633) .

کیا کرتے تھے اور باقی بچ جانے والے مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کے نگران بنے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد مجھے اس کا نگران بنایا گیا تو میں اس میں پہلے اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرتا رہا' پھر یہ دونوں صاحبان میرے پاس آئے' اور ان دونوں نے مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں اس زمین کو ان دونوں کے حوالے کر دوں' اس شرط پر کہ یہ دونوں اس زمین کی اسی طرح نگرانی کریں گے جس طرح نبی اکرم ﷺ نے اس کی نگرانی کی تھی اور جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نگرانی کی تھی اور جس طرح میں اس کی نگرانی کرتا رہا تھا' میں نے یہ زمین ان دونوں کے سپرد کر دی اور ان دونوں سے اس حوالے سے عہد بھی لے لیا' اب یہ دونوں صاحبان میرے پاس آئے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں' جی میرے بھتیجے کی طرف سے میرا حصہ میرے لیے تقسیم کر دیں اور یہ صاحب کہہ رہے ہیں' میری بیوی کے حصے کو مجھے دے دیں' اگر یہ دونوں چاہیں' تو میں اس زمین کو ان دونوں کے سپرد کر دیتا ہوں' اس شرط پر کہ یہ زمین کو اُسی طرح استعمال کریں گے' جس طرح نبی اکرم ﷺ اسے استعمال کرتے تھے' جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اسے استعمال کرتے تھے اور جس طرح میں اسے استعمال کرتا رہا' تو اس شرط پر تو یہ زمین میں انہیں دے دوں گا' لیکن اگر یہ دونوں اس بات کو تسلیم نہیں کرتے تو پھر ان کی مرضی ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں: پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:)

''تم لوگ یہ بات جان لو کہ جو غنیمت تمہیں حاصل ہوتی ہے' اس کا پانچواں حصہ اللہ کے لیے اور اس کے رسول کے لیے' ذوی القربیٰ کے لیے' یتیموں کے لیے' مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے''۔

یہ (مالِ غنیمت) ان اقسام کے افراد کے لیے ہے۔

(ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:) ''بے شک صدقات غریبوں' مسکینوں' زکوٰۃ وصول کرنے والے' مؤلفۃ القلوب' غلاموں' مقروضوں اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لیے ہے''۔

یہ (صدقات) ان سب اقسام کے لوگوں کے لیے ہیں۔

(ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مال ملے کے طور پر جو چیز عطا کی ہے' جس کے بارے میں تم نے اپنے گھوڑے اور اونٹ نہیں دوڑائے تھے''۔

یہ نبی اکرم ﷺ کے لیے مخصوص ہے' یہ کچھ عرب بستیاں ہیں' جو فدک کے مقام پر فلاں' فلاں جگہ ہیں۔

(ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مال فے کے طور پر' جو بستیاں عطاء کی ہیں' تو وہ اللہ کے لیے اور اس کے رسول ﷺ کے لیے اور ذوی القربیٰ کے لیے' یتیموں کے لیے' مسکینوں کے لیے اور مسافروں کے لیے ہے''۔

(ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''وہ مہاجر غریب لوگ' جنہیں ان کے علاقے اور ان کی زمینوں سے نکال دیا گیا''۔

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
''جن لوگوں نے اس جگہ کو اور ایمان کو اس سے پہلے اپنی رہائش کی جگہ بنالیا''۔
(ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)
''اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے''۔
تو اس آیت میں تمام لوگوں کا حصہ آ گیا ہے اب مسلمانوں میں سے ہر ایک فرد کا اس مال میں حق ہوگا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) حصہ ہوگا البتہ وہ لوگ اس میں شامل نہیں ہوں گے جو تمہاری زیر ملکیت ہیں۔
اگر میں زندہ رہ گیا تو اگر اللہ نے چاہا تو میں ہر مسلمان کو اس کا حق دوں گا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں: اس کا حصہ دوں گا)۔

مسکین کے معنی میں مذاہب ائمہ کا بیان

حسن بصری نے کہا: فقیر وہ ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور مسکین وہ ہے جو سعی کرتا رہے۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: مساکین گھومنے پھرنے والے ہیں اور فقراء مسلمین ہیں۔ جابر بن زید نے کہا: فقیر اپاہج ہے اور مسکین وہ ہے جو تندرست اور محتاج ہو۔ اور عکرمہ نے کہا کہ فقراء کا اطلاق فقراء مسلمین پر ہوتا ہے اور مساکین کا اطلاق، اہلِ کتاب کے مساکین پر ہوتا ہے۔ امام ابوجعفر طبری کا مختار یہ ہے کہ جو سوال نہیں کرتے وہ فقراء ہیں اور جو سوال کرتے ہیں وہ مساکین ہیں۔

(جامع البیان جز ۱۰ص ۲۰۵-۲۰۶-۲۰۷ ملخصاً مطبوعہ بیروت)۔

امام ابوحنیفہ کے نزدیک فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ مال ہو لیکن وہ نصابِ زکوٰۃ سے کم ہو۔ اور مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔ اور امام شافعی کا قول اس کے برعکس ہے اور امام مالک کے نزدیک فقیر اور مسکین مساوی ہیں۔ اور امام احمد کا مذہب بھی امام شافعی کی مثل ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۸ص ۹۸-۹۶، عنایت القاضی ج ۴ص ۵۸۶-۵۸۵، زاد المسیر ج ۳ص ۴۵۶)

امام شافعی کی دلیل یہ ہے کہ مسکین کے متعلق قرآن مجید میں ہے: رہی کشتی تو وہ مسکینوں کے لیے تھی۔ (الکہف: ۷۹) اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسکین کے پاس کچھ مال ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کی طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ کشتی ان کی ملکیت نہیں تھی۔ وہ اس کو کرائے پر چلاتے تھے یا انہوں نے اس کشتی کو عاریتاً لیا ہوا تھا۔ یا دراصل وہ فقیر تھے۔ ان کو ازراہِ ترحم مجازاً مسکین فرمایا: امام شافعی کا دوسرا استدلال اس حدیث سے ہے: حضرت انس (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے دعا کی: اے اللہ! مجھے بحالت مسکین زندہ رکھ اور بحالت مسکین مجھے موت عطا فرما۔ اور قیامت کے دن مساکین کی جماعت میں میرا حشر فرما۔ حضرت عائشہ (رض) نے پوچھا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ دعا کیوں کی ہے؟ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مساکین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔ اے عائشہ! مسکین کو رد نہ کرو۔ خواہ کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دو۔ اے عائشہ! مساکین سے محبت رکھو اور ان کو قریب رکھو۔ قیامت کے دن اللہ تمہیں قریب رکھے گا۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۳۵۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۱۲۶، المستدرک ج ۴ص ۳۲۲، سنن بیہقی ج ۷ص ۱۲)

اس حدیث میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسکین کے حال میں رہنے کی دعا کی ہے اور ایک اور حدیث میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فقر سے پناہ مانگی ہے۔ حضرت ابوہریرہ (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں فقر، قلت اور ذلت سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ! میں ظلم کرنے یا ظلم سہنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۱۵۴۴، سنن نسائی رقم الحدیث: ۵۴۷۵، صحیح بخاری رقم الحدیث: ۶۳۶۸)۔

امام شافعی کی دلیل کا حاصل یہ ہے کہ اگر مسکین مالی طور پر فقیر سے کم ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) فقر سے پناہ مانگیں اور مسکین ہونے کی دعا فرمائیں جو کہ فقیر سے زیادہ ابتر حال ہے اور یہ تناقض کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس حدیث میں نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فقر سے پناہ مانگی ہے اس حدیث میں فقر سے مراد قلت مال نہیں ہے بلکہ اس سے مراد فقر النفس ہے۔ یعنی وہ شخص جو مال پر بہت حریص ہو۔ اور اس فقر سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پناہ مانگی ہے کیونکہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعا بھی فرماتے تھے: حضرت عبداللہ بن مسعود (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، سوال سے بچنے اور غناء کا سوال کرتا ہوں۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۷۲۱، سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۴۸۹، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۸۳۲، الادب المفرد رقم الحدیث: ۶۷۴، مسند احمد ج ۱ ص ۴۱۱)

اور اس حدیث میں غنیٰ سے مراد کثرتِ مال نہیں ہے بلکہ اس سے غنی النفس مراد ہے۔ یعنی نفس کا مستغنی ہونا۔ اور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسکین کے حال میں رہنے کی جو دعا کی ہے اس سے مراد آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تواضع اور انکسار ہے۔ امام شافعی کی طرف سے یہ دلیل بھی دی گئی ہے کہ سورہ توبہ کی اس آیت میں فقیر کو مسکین پر مقدم کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ فقیر کا حال مسکین سے زیادہ برا ہوتا ہے اور فقیر وہ ہے جس کے پاس بالکل مال نہ ہو اور مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ کچھ مال ہو۔ اس کا یہ جواب ہے کہ تقدم کے کئی اعتبار ہوتے ہیں اور یہاں تقدم ادنیٰ سے اعلیٰ کی طرف ترقی کے طور پر ہے۔ پہلے فقیر کا ذکر کیا جس کے پاس کچھ مالیت ہوتی ہے۔ اس کے بعد مسکین کا ذکر کیا جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا اور مسکین کے اس معنی پر امام ابوحنیفہ کی طرف سے یہ دلیل دی جاتی ہے: مسکینا ذامتربة: (البلد: ۱۶) یعنی مسکین وہ شخص ہے جس نے بھوک کی شدت سے اپنا پیٹ زمین سے چمٹایا ہوا ہے۔

والعاملین علیھا کا معنی اور اس کے شرعی احکام یعنی جو لوگ زکوٰۃ اور صدقات کو وصول کر کے لاتے ہیں۔ ان کو ان کی محنت اور مشقت کے مطابق مالِ زکوٰۃ سے اجرت دی جائے لیکن یہ اجرت اتنی نہیں ہونی چاہئے کہ وہ زکوٰۃ کی وصول کردہ تمام رقم یا اس کے نصف پر محیط ہو۔ (عنایت القاضی ج ۴ ص ۵۸۷) اگر عامل کو اس مہم کے دوران کوئی شخص ذاتی طور پر کچھ ہدیہ اور تحفہ دے تو وہ اس کے لیے جائز نہیں ہے۔ وہ اس کو بھی وصول شدہ زکوٰۃ کی مد میں شامل کر دے۔ حضرت ابوحمید الساعدی (رض) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ابن اللتبیہ کو بنوسلیم کے صدقات وصول کرنے کا عامل بنایا۔ جب وہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس آئی اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس سے حساب لیا تو اس نے کہا: یہ وہ مال ہے جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے دیا گیا ہے اور یہ وہ ہدیہ ہے جو مجھے دیا گیا ہے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: تم اپنے باپ اور اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے

رہے حتیٰ کہ تمہارے پاس ہدیے آتے اگر تم سچے ہو۔ پھر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: میں تم میں سے کسی شخص کو کسی کام پر عامل بناتا ہوں جس کام کا اللہ نے مجھے ولی بنایا ہے۔ پھر تم میں سے کوئی شخص میرے پاس آکر کہتا ہے یہ حصہ تمہارے لیے ہے اور یہ حصہ مجھے ہدیہ کیا گیا ہے۔ پس وہ شخص کیوں نہ اپنے باپ کے گھر میں یا اپنی ماں کے گھر میں جا کر بیٹھا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس ہدیہ آتا۔ اگر وہ سچا ہے۔ اللہ کی قسم! تم اس مال میں سے جو چیز بھی ناحق لو گے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس چیز کو اس کے اوپر لاد دے گا۔ سنو! میں اس شخص کو قیامت کے دن ضرور پہچان لوں گا۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے ہاتھ بلند کیے حتیٰ کہ میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بغلوں کی سفیدی (کی جگہ) دیکھی۔ پھر آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: سنو! کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے!

(صحیح البخاری رقم الحدیث: ۷۱۹۷، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۳۲، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۲۹۴۶، سنن دارمی رقم الحدیث: ۱۶۶۹)

حضرت عدی بن عمیر کندی (رض) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے لوگو! تم میں سے جس شخص نے ہمارے لیے کوئی عمل کیا پھر اس میں سے کوئی چیز چھپالی خواہ وہ سوئی ہو یا اس سے بھی کمتر چیز تو وہ خیانت ہے اور وہ قیامت کے دن اس چیز کو لے کر آئے گا۔ تب ایک سیاہ فام انصاری اٹھا اور کہنے لگا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اپنا عمل مجھ سے لے لیجئے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پوچھا: کیوں؟ اس نے کہا: میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس اس طرح فرماتے سنا ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: میں نے یہ کہا ہے کہ جس کو ہم کوئی کام سونپیں تو وہ قلیل اور کثیر ہر چیز لے کر آئے۔ پھر اس کو جو دے دیا جائے، وہ لے لے۔ اور جو نہ دیا جائے وہ نہ لے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۳۳، سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۳۵۸۱)

مولفۃ القلوب کی تعریف اور ان کو زکوٰۃ میں سے دینے کے متعلق مذاہب فقہاء ادائیگی زکوٰۃ کا چوتھا مصرف مولفۃ القلوب ہیں۔ یعنی وہ لوگ جن کے دلوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا مقصود ہو۔ حضرت ابن عباس (رض) نے فرمایا: یہ وہ آزاد اور معزز لوگ ہیں جن کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جنگِ حنین میں عطا فرمایا تھا۔ یہ پندرہ آدمی تھے: ابوسفیان، اقرع بن حابس، عیینہ بن حصن، حویطب عب عبدالعزیٰ، سہل بن عمرو، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو الجہنی، ابوالسنابل، حکیم بن حزام، مالک بن عوف، صفوان بن امیہ، عبدالرحمٰن بن یربوع، جد بن قیس، عمرو بن مرداس اور العلاء بن الحارث۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان میں سے ہر شخص کو سو اونٹ دیئے اور ان کو اسلام کی ترغیب دی۔ ماسوا عبدالرحمٰن بن بربوع کے۔ اس کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے پچاس اونٹ دیئے اور حکیم بن حزام کو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ستر اونٹ دیئے۔ انہوں نے کہا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے خیال میں آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عطاء کا مجھ سے زیادہ کوئی اور مستحق نہیں ہے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کو بھی سو اونٹ پورے کر دیئے۔

مولفۃ القلوب کی دو قسمیں ہیں: مسلمان اور کفار۔ مسلمانوں کو صدقات میں سے اس لیے دیا جاتا ہے کہ ان کا ایمان قوی رہے۔ یا ان کے مماثل لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنے کے لیے اور کفار کو اسلام کی ترغیب دینے کے لیے یا ان کے شر سے بچنے کے لیے ان کو زکوٰۃ اور صدقات سے دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے صفوان بن امیہ کو عطا فرمایا ہے۔ جب

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کا اسلام کی طرف میلان دیکھا۔ علامہ واحدی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مشرکین کے قلوب کی تالیف سے مستغنی کر دیا ہے۔ اگر مسلمانوں کا سربراہ یہ دیکھے کہ اس میں مسلمانوں کا کوئی فائدہ ہے اور ان کے مسلمان ہو جانے سے مسلمانوں کو نفع پہنچے گا تو ان کو مال فئے سے عطا کرے، زکوٰۃ نہ دے۔

حضرت عمر (رض) سے یہ مروی ہے کہ مولفۃ القلوب کا مصرف، مصارف زکوٰۃ سے اب ساقط ہو چکا ہے اور یہی شعبی کا قول ہے۔ امام مالک، ثوری، امام ابوحنیفہ اور اسحاق بن راہویہ کا یہی مذہب ہے اور حسن بصری سے یہ مروی ہے کہ ان کا حصہ اب بھی ثابت ہے۔ زہری، ابوجعفر محمد بن علی اور ابوثور کا یہی مذہب ہے اور امام احمد نے یہ کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کو ان کی ضرورت ہو تو ان کو زکوٰۃ سے دیا جائے گا ورنہ نہیں۔ (اللباب فی علوم الکتاب ج ۱۰ ص ۱۲۶-۱۲۵ دارالکتاب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ)

قاضی بیضاوی شافعی نے کہا: مولفۃ القلوب وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام قبول کر لیا اور اسلام قبول کرنے میں ان کی نیت ضعیف تھی۔ تو ان کے قلوب کو اسلام پر قائم اور برقرار رکھنے کے لیے ان کو عطا کیا جاتا ہے۔ یا ایسے معزز لوگ کہ اگر ان کو عطا کیا جائے تو ان کو دیکھ کر ان جیسے دوسرے معزز لوگ اسلام لے آئیں۔ اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عیینہ بن حصین، اقرع بن حابس اور عباس بن مرداس کو اسی وجہ سے عطا فرمایا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ معزز لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے ان کو خمس کے اس پانچویں حصہ سے عطا فرماتے تھے جو خالص آپ کا حصہ تھا، اور کفار اور مانعین زکوٰۃ سے قتال کرنے کی طرف مائل کرنے کے لیے جن کو عطا کیا جائے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ مولفۃ القلوب کو اس لیے دیا جاتا تھا کہ مسلمانوں کی تعداد میں کثرت ہو اور اب جبکہ اللہ نے مسلمانوں کو غلبہ عطا فرما دیا ہے اور مسلمانوں کی کثرت ہو گئی ہے تو ان کا حصہ ساقط ہو گیا۔

(انوار التنزیل مع عنایت القاضی ج ۴ ص ۵۸۷ مطبوعہ دارالکتاب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ)

علامہ برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی المتوفی ۵۹۳ھ لکھتے ہیں: مصارف زکوٰۃ میں سے مولفۃ القلوب کا حصہ اب ساقط ہو چکا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطا فرما دیا ہے اور ان سے مستغنی کر دیا ہے اور اس پر اجماع منعقد ہو چکا ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۲۰۴، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

علامہ کمال الدین محمد بن عبدالواحد المعروف بابن الہمام الحنفی المتوفی ۸۶۱ھ لکھتے ہیں: اس پر حضرت ابوبکر صدیق (رض) کی خلافت میں صحابہ کرام (رض) کا اجماع منعقد ہو چکا ہے۔ حضرت عمر (رض) نے ان کو رد کیا تھا۔ عیینہ اور اقرع نے حضرت ابوبکر سے ایک زمین کو طلب کیا۔ حضرت ابوبکر نے ان کو خط لکھ دیا۔ حضرت عمر نے اس خط کو پھاڑ دیا اور کہا: یہ وہ چیز ہے جو تم کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) عطا کرتے تھے، تاکہ تم کو اسلام پر راغب کریں لیکن اب اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا کر دیا ہے اور تم سے مستغنی کر دیا ہے۔ اب اگر تم اسلام پر ثابت قدم رہتے ہو تو فبہا ورنہ اب ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار ہے۔ پھر وہ حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور کہا: خلیفہ آپ ہیں یا عمر؟ حضرت ابوبکر کی رائے حضرت عمر کے موافق ہو گئی اور صحابہ میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا۔ اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی رائے برحق نہ ہوتی تو صحابہ اس پر ضرور انکار کرتے اور یقیناً ان کے پاس کوئی ایسی دلیل ہو گی جس سے ان کو علم ہو گا کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی وفات سے پہلے اس حکم کو منسوخ کر دیا تھا۔ یا یہ حکم آپ (صلی اللہ علیہ

وسلم) کی حیات کے ساتھ مقید تھا۔ یا یہ حکم کسی علت کے ساتھ معلل تھا اور اب وہ علت نہیں تھی، اور حضرت عمر نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی تھی: وقل الحق من ربکم فمن شآء فلیؤمن ومن شآء فلیکفر۔ (الکہف: ۲۹) ترجمہ: آپ کہیے کہ حق تمہارے رب کی جانب سے ہے سو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ (فتح القدیر ج۲ ص۲۶۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ محمد بن محمود بابرتی حنفی متوفی ۷۸۶ھ لکھتے ہیں: علامہ علاء الدین عبد العزیز نے کہا: ان کی تالیف قلوب سے مقصود دین کا اعزاز اور غلبہ تھا۔ کیونکہ غلبہ کفر کے زمانہ میں اسلام کمزور تھا۔ اس وقت تالیف قلوب کے لیے عطا کرنے میں دین کا اعزاز تھا اور جب حال بدل گیا اور اللہ نے اسلام کو غلبہ عطا فرما دیا تو اب دین کا اعزاز ان کو نہ دینے میں ہے اور اصل مقصود دین کا اعزاز ہے۔ وہ اپنے حال پر باقی ہے اور منسوخ نہیں ہوا۔ اس کی مثال یہ ہے جب پانی نہ ہو تو طہارت کے حصول کے لیے مٹی سے تیمم کرنا ضروری ہے اور جب حال بدل جائے اور پانی مل جائے تو اب مٹی سے تیمم کرنے کا حکم ساقط ہو جائے گا اور پانی کا استعمال کرنا ضروری ہوگا کیونکہ اب طہارت کے حصول کے لیے پانی کا استعمال کرنا متعین ہے۔ اسی طرح دین کا اعزاز پہلے مؤلفۃ القلوب کو دینے میں تھا اب نہ دینے میں ہے اور اصل حکم دین کا اعزاز ہے۔ وہ منسوخ نہیں ہوا۔ (العنایہ ج۲ ص۲۶۶-۲۶۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے زکوٰۃ میں حصہ: جس غلام کے متعلق اس کے مالک نے یہ کہا ہو کہ اگر اس نے اتنے روپے مجھے ادا کر دیے تو یہ آزاد ہے، اس غلام کو مکاتب کہتے ہیں اور اس کی آزادی میں تعاون کرنے کے لیے زکوٰۃ میں سے اس کو حصہ دینا مشروع کیا گیا ہے۔ حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک مکاتب حضرت ابوموسیٰ اشعری (رض) کے پاس گیا، وہ اس وقت جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا: اے امیر! لوگوں کو میرے لیے برانگیختہ کیجیے۔ تو حضرت ابوموسیٰ نے مسلمانوں کو برانگیختہ کیا۔ پس لوگوں نے اس کو کپڑے اور انگوٹھیاں دیں۔ حتیٰ کہ بہت مال جمع ہو گیا۔ حضرت ابوموسیٰ نے اس مال کو جمع کر کے فروخت کیا اور اس کی مکاتبت ادا کر دی اور باقی مال بھی غلاموں کو آزاد کرانے میں صرف کر دیا۔ اور لوگوں کو یہ رقم واپس نہیں کی اور یہ کہا کہ لوگوں نے یہ رقم غلاموں کو آزاد کرانے کے لیے دی ہے۔ (جامع البیان جز۱۰ ص۲۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابوحفص عمر بن علی الدمشقی الحنبلی المتوفی ۸۸۰ھ لکھتے ہیں: الرقاب (غلاموں کو آزاد کرانے) کی تفسیر میں کئی اقوال ہیں: (۱) اس سے مراد مکاتب ہیں تاکہ ان کو زکوٰۃ کے مال سے آزاد کرایا جائے۔ (۲) امام مالک وغیرہ نے یہ کہا کہ مال زکوٰۃ سے غلام خرید کر ان کو آزاد کرایا جائے۔ (۳) امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ مال زکوٰۃ سے مکمل غلام آزاد نہ کرایا جائے بلکہ مال زکوٰۃ سے کچھ رقم غلام کے لیے دی جائے اور اس سے مکاتب کی گردن آزاد کرانے میں مدد کی جائے۔ کیونکہ وفی الرقاب فرمانے کا تقاضا یہ ہے کہ اس کا مال زکوٰۃ میں کچھ دخل ہونا چاہیے۔ اور یہ اس کے منافی ہے کہ مال زکوٰۃ سے مکمل غلام آزاد کیا جائے۔

غلاموں، مقروضوں، اللہ کی راہ میں اور مسافروں پر زکوٰۃ کی رقم خرچ کرنے کے لیے تملیک ضروری نہیں بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ احتیاط اس میں ہے کہ مکاتب کی اجازت سے زکوٰۃ میں اس کا حصہ اس کے مالک کو دے دیا جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے چار مصارف کا ذکر لام تملیک کے ساتھ کیا ہے۔ اور جب رقاب کا ذکر کیا تو لام کے بجائے فی کا ذکر کیا اور فرمایا وفی الرقاب اور اس

فرق کا کوئی فائدہ ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ پہلے چار مصارف میں زکوٰۃ میں سے ان کا حصہ ان کو دے کر ان کو ان حصص کا مالک بنا دیا جائے اور باقی مصارف میں زکوٰۃ میں ان کا حصہ ان کے مصالح اور ان کی بہتری اور ان کے فوائد میں خرچ کیا جائے اور ان کو ان کا مالک نہ بنایا جائے۔ زمخشری نے کہا ہے کہ آخری چار مصارف میں لام کی بجائے فی کا ذکر کیا ہے اور اس میں یہ بتانا ہے کہ آخری چار مصارف پہلے چار مصارف سے صدقہ اور زکوٰۃ دیئے جانے کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ فی ظرفیت کے لیے آتا ہے اور اس میں تنبیہ ہے کہ وہ صدقات کا ظرف اور محل ہیں اور فی سبیل اللہ وابن السبیل میں جو فی کا تکرار کیا ہے اس میں اس میں یہ تنبیہ ہے کہ ان دو مصرفوں کو یعنی فی سبیل اللہ اور ابن السبیل کو پہلے دو مصرفوں پر زیادہ ترجیح ہے اور غلام آزاد کرانے اور مقروض کا قرض ادا کرنے کی بہ نسبت مال زکوٰۃ کو اللہ کے راستہ میں اور مسافروں پر خرچ کرنا زیادہ راجح ہے۔

(اللباب فی علوم الکتاب ج ۱۰ ص ۱۲۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ)

قاضی شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ لکھتے ہیں: پہلے چار مصارف کے ساتھ لام اور آخری چار مصارف کے ساتھ فی ذکر کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ پہلے چار مصارف میں ان کو زکوٰۃ سے ان کا حصہ ادا کر کے ان کو ان حصوں کا مالک بنا دیا جائے اور آخری چار مصارف میں ان کو زکوٰۃ میں سے ان کے حصہ کا مالک نہیں بنایا جائے گا بلکہ ان کا حصہ ان کی فلاح اور ان کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا۔ مکاتب کا مال اس کے مالک کو دیا جائے گا اور مقروض کا مال (اس کے حصہ کی زکوٰۃ) اس کے قرض خواہ کو دیا جائے گا اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرنا بالکل واضح ہے۔ اور مسافر بھی اللہ کے راستے میں داخل ہے۔ اس کو علیحدہ اس لیے ذکر کیا ہے تاکہ اس کی خصوصیت پر تنبیہ ہو۔ (عنایت القاضی ج ۴ ص ۵۸۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۷ھ)

امام فخر الدین محمد بن عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ پہلے چار مصارف میں لام اور آخری چار مصارف میں فی کو ذکر کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: پہلے چار مصارف میں ان کو زکوٰۃ سے ان کا حصہ دے کر ان کو مالک بنا دیا جائے گا کہ وہ جس طرح چاہیں اس میں تصرف کریں اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے ان کا حصہ ان کو نہیں دیا جائے گا اور نہ ان کو اس پر تصرف کی قدرت دی جائے گی کہ وہ اس میں جس طرح چاہیں تصرف کریں بلکہ ان کی طرف سے ان کی قیمت ادا کر دی جائے گی۔ اسی طرح مقروضوں کی زکوٰۃ کا حصہ ان کے قرض خواہوں کو دے دیا جائے گا۔ اسی طرح مجاہدین کی زکوٰۃ کا حصہ ان کی ضرورت اسلحہ خریدنے میں خرچ کیا جائے گا اور اسی طرح مسافروں کی ضرورت کی چیزوں میں ان کا حصہ خرچ کیا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ پہلے چار مصارف میں ان کے حصص ان کو دے دیئے جائیں گے کہ وہ جس طرح چاہیں خرچ کریں اور آخری چار مصارف میں ان کو ان کے حصص نہیں دیئے جائیں گے بلکہ جس جہت سے وہ زکوٰۃ کے مستحق ہیں اس جہت میں ان کے حصہ کی زکوٰۃ کو خرچ کیا جائے گا۔

(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۸۷-۸۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۱۵ھ)

مفسرین حنبلیہ میں سے علامہ عمر بن علی الدمشقی حنبلی نے اور مفسرین شافعیہ میں سے امام رازی کے علاوہ، علامہ خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ نے یہی لکھا ہے کہ زکوٰۃ کے پہلے چار مصارف میں تملیک ضروری ہے اور آخری چار مصارف میں تملیک کے بجائے ان کی ضروریات اور مصالح میں زکوٰۃ خرچ کی جائے۔ (تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۵۳)

اور مفسرینِ احناف میں سے علامہ خفاجی کے علاوہ علامہ محی الدین شیخ زادہ حنفی متوفی ۹۵۱ھ اور علامہ ابوالسعود محمد بن عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ اور علامہ آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (حاشیہ محی الدین شیخ زادہ ج ۴ ص ۴۷۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ، تفسیر ابوالسعود ج ۳ ص ۱۶۲، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۹ھ، تفسیر روح المعانی ج ۱۰ ص ۱۲۴، مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

غیر مقلدین میں سے نواب صدیق حسن خاں بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ نے بھی یہی لکھا ہے۔ (فتح البیان ج ۵ ص ۳۳۲)۔ جن مفسرین نے ژرف نگاہی سے کام لیا اور اس پر غور کیا کہ پہلی چار اصناف کے لیے اللہ تعالیٰ نے لام کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور باقی چار اصناف کے لیے فی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ انہوں نے اس سے یہ مستنبط کیا کہ پہلی چار قسموں میں سے جس کو زکوٰۃ ادا کی جائے اس کو اس مالِ زکوٰۃ کا مالک بنانا ضروری ہے اور دُوسری چار قسموں کے شروع میں چونکہ لام تملیک نہیں ہے بلکہ فی کا ذکر ہے اس لیے ان میں ان کو مالِ زکوٰۃ کا مالک نہیں بنایا جائے گا بلکہ ان کے حصہ کی زکوٰۃ کو ان کی ضروریات اور ان کے مصالح میں خرچ کیا جائے گا۔ حنبلی، شافعی اور حنفی مفسرین کی تصریحات اس مسئلہ میں گزر چکی ہیں اور فقہاء مالکیہ کا بھی یہی موقف ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ غلام کو زکوٰۃ کا حصہ ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کے حصہ سے غلام کو خرید کر آزاد کر دیا جائے۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی مالکی متوفی ۶۶۸ھ لکھتے ہیں: امام مالک نے فرمایا کہ غلام کو آزاد کر دیا جائے اور اس کی ولاء مسلمانوں کے لیے ہوگی، (الی قولہ) اس میں اختلاف ہے کہ آیا مکاتب کو آزاد کرانے میں اس کی معاونت کی جائے یا نہیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ رقبہ (غلام) کا ذکر فرماتا ہے تو اس سے مکمل غلام آزاد کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اور رہا مکاتب تو وہ غارمین (مقروضوں) کے کلم میں داخل ہے کیونکہ اس کے اوپر مکاتبت کا قرض ہوتا ہے اس لیے وہ رقاب میں داخل نہیں ہوگا۔ (الجامع لاحکام القرآن: جز ۸ ص ۱۰۹)

كِتَابُ الْبَيْعَةُ

یہ کتاب بیعت کے بیان میں ہے

بیعت کے معنی کا بیان

البیعۃ اس کالغوی معنی ہے۔عہد و پیمان۔(المنجد ،ص۱۰۷۰،ادارالاشاعت کراچی)

بیعت کی تعریف کا بیان

کسی مرد صالح جامع الشرائط مسلمان کے ہاتھ پر بیعت ہونا تا کہ یہ بیعت کرنے والا صراط مستقیم پر چل سکے۔یہ بیعت کہلاتی ہے۔

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے مقام پر خیمہ زن ہیں۔کفار مکہ بضد ہیں کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دربار رسالت کے سفیر بن کر مکہ گئے ہوئے ہیں۔اسی اثنا میں یہ افواہ پھیلتی ہے کہ کفار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھی جنگ کے لیے تیار ہو کر نہیں آئے تھے۔احرام کی دو چادریں اور قربانی کے جانور ہی ان کا زاد سفر تھا۔لیکن نیا یک ایسی صورت حال پیدا ہوگئی کہ تعداد کی قلت اور اسلحہ کے فقدان کی پرواہ کیے بغیر محض قوت ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہوگیا۔چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے، جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ موجود ہے، ہم میدان جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اہل مکہ کو اس خیانت اور سفیر کشی کی عبرت ناک سزا دیں گے۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ غلامان حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پروانہ وار دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے ہیں اور اپنے آقا و مولا کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر جاں بازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔الغرض چودہ سو ہمراہیوں میں سے کوئی ایک بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا۔البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی۔بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

حضور سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ان چودہ سو جان نثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا۔انتم خیر اہل الارض الیوم اے اسلام کے قابل فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔حضرت

جابر رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی منقول ہے۔ لا یدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرۃ۔ جنہوں نے اس درخت کے نیچے میرے ساتھ بیعت کی ہے ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں۔ آنحضرت اصحاب را در تحت شجرہ جمع کردہ ایشاں را بتجدید بیعت امر فرمود و اصحاب برغبت تمام وجدی لا کلام دست بر دست پیغمبر نہادہ بیعت کردند کہ تا حین موت طریق متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مرعی دارند و در ہیچ زمان طریق فرار سلوک نہ نمایند و بجہت کمال رغبت ایشاں بود کہ ایں بیعت مسمی شد بہ بیعت رضوان و در اثنائے آں ایں آیہ نازل شد۔ (منہج الصادقین۔ جلد ۸ ص ۳۶۷)

ترجمہ:۔ نبی کریم نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں از سر نو بیعت کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ کرام انتہائی شوق و رغبت اور بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھے اور حضور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ تادم واپسیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کے راستے پر گامزن رہیں گے اور کسی وقت بھی راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور اسی اثنا میں یہ آیت نازل ہوئی۔

یہ بیعت بظاہر اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست حق پرست پر ہو رہی ہے لیکن درحقیقت یہ بیعت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھی۔ اگرچہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ تھا، لیکن درحقیقت یہ دست خدا تھا۔ جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کہا گیا ہے۔ اسی طرح حضور سے بیعت اللہ سے بیعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ فرمایا گیا ہے۔

علامہ اسمٰعیل حقی صوفیاء کی اصطلاح کے مطابق اس آیت کی یہ تشریح کرتے ہیں۔ وقال اهل الحقيقة هذه الاية كقوله تعالىٰ من يطع الرسول فقد اطاع الله فالنبی (علیه السلام) قد فنی عن عن وجوده بالكلمة فتحقق بالله فی ذاته وصفاته وافعاله وكل ما صدر عند صدر عن الله (روح البیان)

یعنی اہل حقیقت کہتے ہیں کہ یہ آیت بعینہ اس فرمان خداوندی کی طرح ہے کہ جو رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ذات وصفات سے فنا ہو کر بقا باللہ کے مقام پر فائز ہو چکے تھے اس لیے جو فعل حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوتا درحقیقت اللہ سے صادر ہوتا۔

آج کل ہم کسی ولی کامل کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں اور اسی سنت کا اتباع ہے۔ علامہ اسمٰعیل حقی لکھتے ہیں۔ یقول الفقیر ثبت بهذه الاية سنة المبايعة واخذ التلقين من المشائخ الكبار وهم الذين جعلهم الله قطب ارشاد بان اوصلهم الى التجلی العينی بعد التجلی العلمی (روح البیان) یعنی فقیر کہتا ہے کہ اس آیت سے بیعت کی سنت اور مشائخ کبار سے اکتساب فیض ثابت ہوتا ہے۔ وہ مشائخ جنہیں اللہ تعالیٰ نے قطب ارشاد کے مقام پر فائز کیا ہے۔ وہ اس طرح کی علمی تجلی سے ترقی دے کر انہیں مشاہدہ کی تجلی تک پہنچا دیا جاتا ہے۔

حضرت شداد بن اوس اور عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قالا كنا عند رسول الله (عليه السلام) فقال هل فيكم غريب يعني اهل الكتاب قلنا لا يارسول الله فامر بغلق الباب فقال ارفعوا ايديكم فقولوا لا اله الا الله فرفعنا ايدينا ساعة ثم وضع رسول الله يده ثم قال الحمدلله اللهم انك بعثتني بهذه الكلمة وامرتني بها ووعدتني عليها الجنة . انك لا تخلف الميعاد . ثم قال ابشروا فان الله تعالیٰ غفر لكم .

ترجمہ: ان دونوں نے کہا کہ ایک روز ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا تم میں کوئی بیگانہ (اہل کتاب) تو نہیں؟ ہم نے نفی میں جواب دیا۔ ارشاد ہوا دروازہ بند کردو اور اپنے ہاتھ بلند کردو اور کہا لا الہ الا اللہ۔ ایک گھڑی ہم نے اپنے ہاتھوں کو بلند رکھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک نیچے کیا اور گویا ہوئے الحمدللہ۔ اے اللہ! تو نے مجھے اس کلمہ کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اس کلمہ کا حکم دیا اور میرے ساتھ وعدہ فرمایا کہ جو اس کلمہ پر پکار ہے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور تو اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ پھر فرمایا اے فرزندان اسلام! تمہیں مژدہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم سب کو معاف فرما دیا ہے۔

اس قسم کی متعدد صحیح روایات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں سے بیعت لیا کرتے تھے۔ مستورات کو بھی اس شرف سے مشرف فرماتے، لیکن ان کی بیعت کا طریقہ یہ تھا کہ پانی کے ایک پیالہ میں پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک رکھتے۔ اس کے بعد ان کو اس پیالہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی اجنبیہ کے ساتھ مصافحہ نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیعت کر کے جس نے بیعت کو توڑ دیا۔ اس نے اپنے آپ کو نقصان پہنچایا اور جس نے اس بیعت کو پورا کیا اور اس عہد کو ایفا کیا اس کو اللہ تعالیٰ اجر عظیم فرمائے گا۔ وہ جنت میں اقامت گزیں ہوں گے اور اس میں انہیں ایسی نعمتوں سے نوازا جائے گا جن کو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی کے دل میں وہ کھٹکیں۔

هو الجنة وما يكون فيها مما لا عين رات ولا اذن سمعت ولا خطر على قلب بشر .

جن نفوس قدسیہ نے اس درخت کے نیچے بیعت کی سعادت حاصل کی ان میں سے کسی نے اس بیعت کو نہیں توڑا۔ حضرت جابر رضی اللہ علیہ فرماتے ہیں: بايعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم تحت الشجرة على الموت وعلى الا نفر فما نكث احدنا البيعة الا الجد بن قيس وكان منافقا اختبا تحت ابط بعيره (كشاف) یعنی ہم نے اس درخت کے نیچے اس بات پر اللہ کے رسول سے بیعت کی کہ ہم جان دے دیں گے لیکن راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔ پس ہم میں سے کسی نے اس بیعت کو نہیں توڑا بجز جد بن قیس کے۔ وہ درحقیقت منافق تھا اور جب مسلمان بیعت کر رہے تھے تو وہ اپنے اونٹ کی بغل میں چھپا ہوا تھا۔

بَابُ الْبَيْعَةِ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ـ

یہ باب ہے کہ اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کرنا

4160 - اَخْبَرَنَا الْإِمَامُ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ مِنْ لَفْظِهٖ قَالَ اَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَاَنْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ ـ

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر آسانی اور تنگی پسندیدگی اور ناپسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تھی (اور یہ عہد کیا تھا) کہ ہم حکومت کے حصول کے لیے جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق کو قائم رکھیں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کریں گے۔

4161 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ ـ وَذَكَرَ مِثْلَهٗ ـ

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی (ہر حال میں) اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تھی۔

بیعت کی اقسام کا بیان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیعت کی دو اقسام ہیں۔

۱-بیعت خلافت　　۲-بیعت استرشاد

بیعت خلافت کا بیان

وہ بیعت جو خلیفہ وقت لیتا ہے اس عہد پر کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق خلافت کرے گا اور عوام اسکی اتباع کرے گی۔

4160-اخرجه البخاري في الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7199 و 7200) . واخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 41) و اخرجه النسائي في البيعة، البيعة على السمع و الطاعة (الحديث 4161)، وباب البيعة على ان لا ننازع الامر اهله (الحديث 4162) و باب البيعة على القول بالحق (الحديث 4163)، و البيعة على القول بالعدل (الحديث 4164) والبيعة على الاثر (الحديث 4165) واخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب البيعة (الحديث 2866) . تحفة الاشراف (5118) .

4161-تقدم (الحديث 4160) .

بیعت استرشاد کا بیان

یہ وہ بیعت ہے جو کسی نیک بندے کی کی جائے تاکہ اسے اپنا دینی رہبرو رہنما تسلیم کرتے ہوئے دینی احکام و معاملات کو قرآن و سنت کے مطابق عمل میں لایا جائے۔

بیعت کی ضرورت کا بیان

بیعت کی ضرورت کے بہت سے مقاصد ہوتے ہیں کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر شخص عالم ہو یا وہ خود قرآن و سنت سے دلائل کے ذریعے شرعی احکام کا استنباط کر سکتا ہو۔ اسی لئے عدم علم کی وجہ سے اسے کامل عالم و عامل کی ضرورت ہوتی ہے۔

بیعت کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازم کردہ احکام کو بجالانے اور منع کردہ احکام سے رکنے کے لئے ایک صالح و نیک آدمی عام سادہ لوح انسانوں سے بیعت لے کہ وہ اپنے پیرومرشد کی اس بات پر بیعت کرتے ہیں کہ وہ احکام شرعیہ پر عمل پیرا ہوں گے اور منع کردہ احکام سے اپنے آپ کو روکیں گے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشکل اور آسانی میں اور خوشی اور ناخوشی میں اور خود پر ترجیح دیئے جانے کی صورت میں، سننے اور اطاعت کرنے پر بیعت کی اور اس پر بیعت کی کہ ہم کسی کے اقتدار کے خلاف جنگ نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں حق کے سوا کچھ نہیں کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۱۸۰۸)

بیعت کا شرعی حکم کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے اور زنا نہیں کرو گے اور چوری نہیں کرو گے اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے قتل کرنا حرام کر دیا ہے اس کو قتل نہیں کرو گے تم میں سے جس شخص نے اس عہد کو پورا کیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے اور جس نے ان محرمات میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو سزا دی گئی تو وہ اس کا کفارہ ہے اور جس نے ان میں سے کسی حرام کام کو کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف سپرد کیا گیا ہے اگر وہ چاہے تو اسے معاف کر دے اور اگر وہ چاہے تو اسے عذاب دے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث، ۱۷۰۹)

امام قرطبی نے لکھا ہے کہ جب مکہ میں عقبہ کی رات کو 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی۔ تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنے رب کے لئے اور اپنی ذات کے لئے جو شرط چاہیں ہم سے منوالیں، تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیرے رب کے لئے شرط یہ

ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور میرے لئے شرط یہ ہے کہ تم اپنی جانوں اور مالوں کو جن چیزوں سے باز رکھتے ہو ان سے مجھ کو باز رکھنا (یعنی جس طرح اپنی جانوں اور اپنے مالوں کو حفاظت کرتے ہو۔ اسی طرح میری عزت و ناموس کی حفاظت کرنا) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہم ایسا کرلیں تو ہمیں کیا اجر ملے گا؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت'' تب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ یہ سودا تو بڑا فائدہ مند ہے لہٰذا ہم اس بیعت کو نہ توڑیں گے اور نہ توڑنے کا مطالبہ کریں گے اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ان اللہ اشتری من المومنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ (توبہ، ۱۱۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کے مال اور جان خرید لئے ہیں اس بدلے پر کہ ان کے لئے جنت ہے۔ (تفسیر کبیر از امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ)

مرشد کی شرائط کا بیان

پیران چار شرطوں کا جامع ہو۔

۱۔سُنی صحیح العقیدہ ہو۔۲۔صاحب سلسلہ ہو۔۳۔غیر فاسق ملعن۔۴۔اتنا علم دین رکھنے والا کہ اپنی ضروریات کا حکم کتاب سے نکال سکے۔جہاں ان شرطوں میں سے کوئی شرط کم ہے بیعت جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۵۶۶، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مرشد کامل کے آداب کا بیان

مولانا محمد عمران چشتی صاحب مرشد کامل کے آداب تحریر کرتے ہیں۔شریعت ہو یا طریقت، حقیقت ہو یا معرفت، ادب کے بغیر کسی ایک میں بھی کامیابی حاصل کرنا مشکل ہے ادب ایک ایسی کنجی ہے جس سے ہر خزانے کا دروازہ کھل جاتا ہے بے ادب نہ شریعت میں مقام حاصل کرتا ہے اور نہ طریقت سے فیض یاب ہوسکتا ہے ہر وہ بے ادب اور گستاخ خواہ وہ دربار خداوندی میں ہو یا بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں ۔یا مرشد اور والدین کے حضور میں۔کسی ایک کی بھی رضا و خوشنودی حاصل نہیں کرسکتا۔وہ بے مراد ہی رہے گا۔سب سے پہلے ابلیس نے بارگاہ خداوندی میں بے ادبی اور نافرمانی کی تو وہ مردود ٹھہرا۔فرعون، نمرود اور شداد وغیر نے تکبر کیا تو ٹھکانہ جہنم ہوا۔ابوجہل وابولہب وغیرہ نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بے ادبی کی تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہلاکت و بربادی اور نار جہنم نصیب ہوئی اور پوری سورۃ ابی لہب بے ادبی کی سند بن گئی۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کی نافرمانی اور بے ادبی کو گناہ کبیرہ ٹھہرایا ہے بے ادب خواہ پیغمبر کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو صاحب نجات نہیں ہوسکتا۔جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کو نافرمان بیٹا۔نافرمانی اصل میں بے ادبی ہے۔

ادب یہ ہے کہ سر تسلیم خم کردیا جائے والدین کے ساتھ احسان اور ان کا شکر گذار ہونے کا ذکر قرآن میں آیا ہے اسی طرح مرشد کی بے ادبی موجب ہلاکت و محرومی کا سبب بنتی ہے شیخ کی ناراضگی سے فیض بند ہو جاتا ہے سالک کے اعمال ضائع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔اور وہ دنیا سے نامراد جاتا ہے۔

مرشد کے آداب کے بارے میں امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنی عنایت سے کسی طالب کو مرشد کامل کی طرف رہنمائی فرمائے تو چاہیے کہ اس کے وجود مسعود کو غنیمت جانے اور اپنے آپ کو مکمل طور اس کے حوالے کر دے۔ اس کی رضا میں اپنی سعادت جانے اور اپنی بدبختی کو اس کی مرضیات کے خلاف سمجھے اپنی نفسانی خواہشات کو اس کی رضا کے تابع کر دے۔

سلسلہ والوں کے متعلق آداب کا بیان

۱۔ اپنے آپ کو سب سے کمتر مرید تصور کریں اور باقی لوگوں کو اپنے سے افضل و اعلیٰ خیال کریں۔

۲۔ سلسلے والوں کی برائیوں کو کسی سے بیان نہ کریں اور اگر کوئی ایسی بات ہو جو سلسلے کے نقصان کا سبب ہو تو تنہائی میں مرشد سے عرض کریں۔

۳۔ سلسلے والوں سے یا ان پر ہونے والی کرم نوازیوں پر حسد نہ کریں بلکہ خوش ہوں کیونکہ اگر آپ نے یہ خیال کیا کہ مرشد نے اس کو زیادہ فیض کیوں دیا یا اس پر زیادہ شفقت کیوں کی یا اس کی بجائے اس کرم کا زیادہ حقدار میں ہوں یا اسی طرح مجھ پر شفقت ہونی چاہیے وغیرہ وغیرہ تو یہ اعتراض حقیقت میں پیر و مرشد پر اعتراض ہے۔ اعتراض یا شکوہ ذہن میں لانے کی بجائے اپنی اصلاح کی فکر میں رہیں۔

۴۔ سلسلے والوں کو آپس میں ملاقات رکھنی چاہیے مگر زیادہ میل جول بھی تعلقات کو خراب کر دیتے ہیں اور یہ یاد رکھیں کہ ملاقات صرف دین کے کام کے لئے ہونی چاہیے۔

۵۔ سلسلے والوں کو آپس میں ہرگز کسی قسم کا لین دین نہیں کرنا چاہیے کہ یہ ہمیشہ تعلقات کی خرابی کا باعث بنتا ہے۔

۶۔ سلسلے والوں سے ملاقات میں نہ بے رخی اپنائیں اور نہ ہی زیادہ گھل مل جائیں یا ہنسی مذاق کریں کہ اس سے وقار اور عزت خراب ہوتی ہے۔

۷۔ اکثر سلسلوں میں یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ پیر بھائی اور بہن آپس میں ملنے یا بات چیت کرنے میں حجاب نہیں رکھتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ سلسلے والوں کی طرف سے فتنے کا خطرہ نہیں ہے۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ بات اس سے اُلٹ ہے کہ یہ نہایت خطرناک اور فتنے کا باعث ہے۔ کیونکہ فتنے اور خرابی کا ڈر انہی سے ہوتا ہے جو لوگ قریب ہوتے ہیں کہ سب سے پہلے نظر اور زبان کی جھجک ختم ہوتی ہے پھر ملنے میں حجاب ختم ہو کر آہستہ آہستہ قربت بڑھتی ہے اور یہی خرابی انتہاء ہے۔

مرشد صادق کے آداب کا بیان

۱۔ یہ اعتقاد کرے کہ میرا مطلب اسی مرشد سے حاصل ہوگا اور اگر دوسری طرف متوجہ ہوگا تو مرشد کے فیوض و برکات سے محروم رہے گا۔

۲- ہر طرح مرشد کا مطیع ہو اور جان و مال سے اس کی خدمت کرے کیونکہ بغیر محبت پیر کے کچھ نہیں ہوتا اور محبت کی پہچان یہی ہے۔

۳- مرشد جو کچھ کہے اس کو فوراً بجالائے اور بغیر اجازت اس کے فعل کی اقتداء نہ کرے کیونکہ بعض اوقات وہ اپنے حال ومقام کے مناسب ایک کام کرتا ہے کہ مرید کو اس کا سامنا کرنا زہر قاتل ہے۔

۴- جو ورد و وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے اور تمام وظیفے چھوڑ دے۔ خواہ اس نے اپنی طرف سے پڑھنا شروع کیا ہو یا کسی دوسری نے بتایا ہو۔

۵- مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہنا چاہیے یہاں تک کہ سوائے فرض وسنت کے نماز نفل اور کوئی اس کی اجازت کے بغیر نہ پڑھے۔

۶- حتی الامکان ایسی جگہ نہ کھڑا ہو کہ اس کا سایہ مرشد کے سایہ پر یا اس کے کپڑے پر پڑے۔

۷- اس کی طہارت یا وضو کی جگہ طہارت یا وضو نہ کرے۔

۸- مرشد کے برتنوں کو استعمال میں نہ لائے۔ (اجازت کے بعد حصول برکت کے طور پر استعمال کر سکتا ہے)

۹- اس کے مصلے پر پیر نہ رکھے۔

۱۰- اس کے سامنے کھانا نہ کھائے، نہ پانی پیئے اور نہ وضو کرے، ہاں اجازت کے بعد مضائقہ نہیں۔

۱۱- اس کے روبرو کسی سے بات نہ کرے بلکہ کسی کی طرف متوجہ بھی نہ ہو۔

۱۲- جس جگہ مرشد بیٹھتا ہو، اس کی طرف پاؤں نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو۔

۱۳- اس کی طرف تھوکے بھی نہیں۔

۱۴- جو کچھ مرشد کہے اور کرے اس پر اعتراض نہ کرے کیونکہ وہ جو کچھ کرتا ہے اور کہتا ہے اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام وخضر علیہ السلام کا قصہ یاد کرے۔

۱۵- اپنے مرشد سے کرامت کی خواہش نہ کرے۔

۱۶- اگر کوئی شبہ دل میں گزرے تو فوراً عرض کرے اور اگر وہ شبہ حل نہ ہو تو اپنے فہم کا نقصان سمجھے اور اگر مرشد اس کا جواب نہ دے تو جان لے کہ میں اس جواب کے لائق نہ تھا۔

۱۷- خواب میں جو کچھ دیکھے وہ مرشد سے عرض کرے اور اگر اس کی تعبیر ذہن میں آئے تو اسے بھی عرض کر دے۔

۱۸- بے ضرورت اور بے اذن مرشد سے علیحدہ نہ ہو۔

۱۹- مرشد کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے اور بآواز اس سے بات نہ کرے اور بقدر ضرورت مختصر کلام کرے اور نہایت توجہ سے جواب کا منتظر رہے۔

۲۰- مرشد کے کلام کو دوسرے سے اس قدر بیان کرے جس قدر لوگ سمجھ سکیں اور جس بات کو یہ سمجھے کہ لوگ نہ سمجھ سکیں گے تو اسے بیان نہ کرے۔

۲۱- مرشد کے کلام کو رد نہ کرے اگرچہ حق مرید ہی کی جانب ہو بلکہ اعتقاد کرے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔

۲۲- کسی دوسرے کا سلام و پیام شیخ سے نہ کہے۔

۲۳- جو کچھ اس کا حال ہو بُرا یا بھلا، اسے مرشد سے عرض کرے کیونکہ مرشد طبیب قلبی ہے اطلاع کے بعد اس کی اصلاح کرے گا مرشد کے کشف پر اعتماد کر کے سکوت نہ کرے۔

۲۴- اس کے پاس بیٹھ کر وظیفہ میں مشغول نہ ہو اگر کچھ پڑھنا ہو تو اس کی نظر سے پوشیدہ بیٹھ کر پڑھے۔

۲۵- جو کچھ فیض باطنی اسے پہنچے اسے مرشد کا طفیل سمجھے اگرچہ خواب میں یا مراقبہ میں دیکھے کہ دوسرے بزرگ سے پہنچا ہے جب بھی یہ جانے کہ مرشد کا کوئی لطیفہ اس بزرگ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

حضرت شیخ عطار علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: ۱- اے دل! اگر تو اس سفر کی خواہش رکھتا ہے تو کسی راہنما کا دامن پکڑ، پھر آ۔

۲- اے مرید! ارادت میں صادق ہو، تا کہ تو معرفت کے خزانے کی چابی پائے۔

۳- اے راہ طریقت کے متلاشی! کسی راہنما کا دامن پکڑ، جو کچھ تو رکھتا ہے اس کی راہ میں قربان کر دے۔

۴- اگر تو طلب کی راہ میں سو سال چلتا رہے، راہنما اگر نہیں ہے تو اس مشقت کا کیا فائدہ ہے؟

۵- کسی رفیق کے بغیر جو کوئی عشق کے راستے پر چلا اس کی عمر گزر گئی اور وہ عشق سے آگاہ نہ ہوا۔

۶- اپنے پیر کو حاکم مطلق سمجھ، تا کہ فقیری کی راہ میں تو حق کو پہچاننے والا ہو جائے۔

۷- جو کچھ پیر فرمائے اس کے حکم کی اطاعت کرنے والا ہو جا، اس کی خاک پا کو آنکھوں کا سرمہ بنا۔

۸- پیر جو بات کرے تو ہمہ تن گوش ہو جا، جب تک وہ نہ کہے کہ بولو تو چپ رہ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۶، ص ۵۸۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

باب الْبَيْعَةِ عَلٰى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ .

یہ باب ہے کہ اس بات کی بیعت کرنا کہ حکومت کے معاملے میں ہم جھگڑا نہیں کریں گے

4162 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عُبَادَةَ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْيُسْرِ وَالْعُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَاَنْ نَقُوْلَ - اَوْ نَقُوْمَ - بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كُنَّا لَا نَخَافُ لَوْمَةَ لَائِمٍ .

4162-تقدم (الحديث 4160) .

★★ حضرت عبادہ (بن صامت) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر آسانی اور تنگی پسندیدگی اور ناپسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کی تھی (اور یہ عہد کیا تھا) ہم حکومت کے حصول کی کوشش نہیں کریں گے اور ہم حق کے مطابق کہیں گے (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) ہم حق کو قائم رکھیں گے ہم جس حال میں بھی ہوں اور ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کریں گے۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْحَقِّ .

یہ باب ہے کہ حق کے مطابق بات کہنے کی بیعت کرنا

4163 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ وَيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَيْثُ كُنَّا .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی پسندیدگی اور ناپسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کی (اور یہ عہد کیا تھا) ہم حکومت کے معاملے میں جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے حق کے مطابق بات کہیں گے۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِالْعَدْلِ .

یہ باب ہے کہ انصاف کے مطابق بات کہنے کی بیعت کرنا

4164 – اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ بْنُ الْوَلِيْدِ اَنَّ اَبَاهُ الْوَلِيْدَ حَدَّثَهٗ عَنْ جَدِّهٖ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكَارِهِنَا وَعَلٰى اَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَعَلٰى اَنْ نَقُوْلَ بِالْعَدْلِ اَيْنَ كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی ناپسندیدگی اور پسندیدگی (ہر حال میں) اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کی تھی اور اس بات کا عہد کیا تھا کہ ہم حکومت کے بارے میں جھگڑا نہیں کریں گے اور ہم جہاں کہیں بھی ہوں گے انصاف کے مطابق بات کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہم کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

4163-تقدم (الحدیث 4160) .

4164-تقدم (الحدیث 4160) .

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْاَثَرَةِ .

ترجیحی سلوک ہونے کے باوجود بیعت کرنا

4165 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَيَّارٍ وَّيَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا عُبَادَةَ بْنَ الْوَلِيْدِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ - اَمَّا سَيَّارٌ فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ وَاَمَّا يَحْيَى فَقَالَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ - قَالَ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيْ عُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَمَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ وَاَنْ نَقُوْمَ بِالْحَقِّ حَيْثُمَا كَانَ لَا نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ .

قَالَ شُعْبَةُ سَيَّارٌ لَمْ يَذْكُرْ هٰذَا الْحَرْفَ حَيْثُمَا كَانَ وَذَكَرَهُ يَحْيَى . قَالَ شُعْبَةُ اِنْ كُنْتُ زِدْتُ فِيْهِ شَيْئًا فَهُوَ عَنْ سَيَّارٍ اَوْ عَنْ يَحْيَى .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر تنگی اور آسانی 'پسندیدگی اور ناپسندیدگی اور اپنے ساتھ ترجیحی سلوک ہونے کے باوجود (اطاعت وفرمانبرداری کرنے) کی بیعت کی تھی (اور یہ عہد کیا تھا) کہ ہم حکومت کے معاملے میں جھگڑا نہیں کریں گے اور حق جہاں کہیں بھی ہوگا' ہم اُسے قائم رکھنے کی کوشش کریں گے' اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔

شعبہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: سیار نامی راوی نے لفظ "جہاں کہیں بھی ہو" کا تذکرہ نہیں کیا' تاہم یحییٰ نامی راوی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

شعبہ کہتے ہیں: اگر میں اس روایت میں کسی لفظ کا اضافہ کروں گا' تو وہ یا سیار کے حوالے سے ہوگا یا یحییٰ کے حوالے سے ہوگا۔

4166 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَلَيْكَ بِالطَّاعَةِ فِيْ مَنْشَطِكَ وَمَكْرَهِكَ وَعُسْرِكَ وَيُسْرِكَ وَاَثَرَةٍ عَلَيْكَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"تم پر یہ بات لازم ہے' تم (حاکم کی) اطاعت وفرمانبرداری کرو' خواہ یہ بات تمہیں پسند ہو یا ناپسند ہو' تمہارے لیے یہ تنگی ہو یا آسانی ہو' خواہ تمہارے ساتھ ترجیحی سلوک کیا جا رہا ہو"۔

4165-اخرجه مسلم في الامارة، باب و جوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 41) . واخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب البيعة (الحديث 2866) . والحديث عند: البخاري في الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7199 و 7200) . والنسائي في البيعة، البيعة على السمع و الطاعة (الحديث 4160 و 4161)، و باب البيعة على ان لا تنازع الامر اهله (الحديث 4162)، و باب البيعة على القول بالحق (الحديث 4163)، والبيعة على القول بالعدل (الحديث 4164) . تحفة الاشراف (5118) .

4166-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 35) . تحفة الاشراف (12330) .

بَاب الْبَيْعَةِ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

یہ باب ہے کہ ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کی بیعت کرنا

4167 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کی بیعت کی تھی۔

4168 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ قَالَ جَرِيرٌ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاَنْ اَنْصَحَ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اطاعت و فرمانبرداری اور ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی کی بیعت کی تھی۔

بَاب الْبَيْعَةِ عَلَى اَنْ لَا نَفِرَّ .

یہ باب ہے کہ اس بات کی بیعت کرنا کہ ہم فرار اختیار نہیں کریں گے

4169 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ سَمِعَ جَابِرًا يَقُولُ لَمْ نُبَايِعْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَوْتِ اِنَّمَا بَايَعْنَاهُ عَلَى اَنْ لَا نَفِرَّ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر موت کی (یعنی مرتے دم تک لڑنے کی) بیعت نہیں کی تھی' ہم نے اس بات کی بیعت کی تھی کہ ہم فرار اختیار نہیں کریں گے۔

بَاب الْبَيْعَةِ عَلَى الْمَوْتِ .

یہ باب ہے کہ موت کی بیعت کرنا

4167-اخرجه البخاري في الايمان، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (الدين النصيحة لله و لرسوله و لائمة المسلمين و عامتهم) (الحديث 58) مطولاً . و في الشروط، باب مايجوز من الشروط في الاسلام و الاحكام و المبايعة (الحديث 2714) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة (الحديث 98) . تحفة الاشراف (3210) .

4168-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في النصيحة (الحديث 4945) مطولاً . تحفة الاشراف (3239) .

4169-اخرجه مسلم في الامارة، باب استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال و بيان بيعة الرضوان تحت الشجرة (الحديث 68) . و اخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1594) . تحفة الاشراف (2763) .

4170 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ عُبَيْدٍ قَالَ قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ .

★★ یزید بن ابوعبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: موت پر۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْجِهَادِ .

جہاد کی بیعت کرنا

4171 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَمْرَو بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اُمَيَّةَ بْنِ اَخِيْ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ يَعْلَى بْنَ اُمَيَّةَ قَالَ جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِيْ اُمَيَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ اَبِيْ عَلَى الْهِجْرَةِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ" .

★★ حضرت یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں: میں فتح مکہ کے دن اپنے والد حضرت امیہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میرے والد سے ہجرت کی بیعت لے لیجئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں اس سے جہاد کی بیعت لیتا ہوں' کیونکہ ہجرت تو اب ختم ہوگئی ہے''۔

4172 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ اَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهُ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ "تُبَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا

4170-اخرجه البخاري في الجهاد، باب البيعة في الحرب ان لا يفروا (الحديث 2960) . مطولاً، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4169)، و في الاحكام، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7206) . واخرجه مسلم في الامارة، باب استحباب مبايعة الامام الجيش عند ارادة القتال و بيان بيعة الرضوان تحت الشجرة (الحديث 80) . واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1592) . تحفة الاشراف (4536) .

4171-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 4179) . تحفة الاشراف (11843) .

4172-اخرجه البخاري في الايمان، باب 11 . (الحديث 18)، وفي مناقب الانصار، باب وفود الانصار الى النبي صلى الله عليه وسلم بمكة وبيعة العقبة (الحديث 3892) . وفي المغازي باب 12 . (الحديث 3999) و في التفسير، باب (اذا جاءك المؤمنات يبايعنك) (الحديث 4894)، و في الحدود، باب الحدود كفارة (الحديث 6784)، و باب توبة السارق (الحديث 6801)، و في الاحكام، باب بيعة النساء (الحديث 7213)، و في التوحيد، باب في المشيئة و الارادة (الحديث 7468) . واخرجه مسلم في الحدود، باب الحدود كفارات لاهلها (الحديث 41 و 42) . واخرجه الترمذي في الحدود، باب ما جاء ان الحدود كفارة لاهلها (الحديث 1439) واخرجه النسائي في البيعة، البيعة على الجهاد (الحديث 4173)، و البيعة على فراق المشرك (الحديث 4189)، و ثواب من وفى بما بايع عليه (الحديث 4221)، و في الايمان و شرائعه، البيعة على الاسلام (الحديث 5017) . تحفة الاشراف (5094) .

اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِىْ فِىْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَفٰى فَاَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهٖ فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَاَمْرُهُ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ" ۔ خَالَفَهُ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ ۔

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ اصحاب بھی موجود تھے:

''تم لوگ اس شرط پر میری بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' تم زنا نہیں کرو گے' تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' تم اپنی طرف سے کسی پر جھوٹا الزام نہیں لگاؤ گے اور تم بھلائی کے کاموں کی نافرمانی نہیں کرو گے''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

''جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا' اور تم میں سے جو شخص اس میں سے کسی ایک جرم کا ارتکاب کر لے' اور اُسے اس کی سزا مل جائے' تو یہ اس کے لیے کفارہ ہوگی' اور جو شخص ان میں سے کسی ایک کام کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا' اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا' تو اس سے درگزر کرے گا اور اگر چاہے گا' تو اُسے سزا دے گا۔

احمد بن سعید نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4173 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ فُضَيْلٍ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَا تُبَايِعُوْنِىْ عَلٰى مَا بَايَعَ عَلَيْهِ النِّسَآءُ اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ اَيْدِيكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِىْ فِىْ مَعْرُوْفٍ" ۔ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَايَعْنَاهُ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فَمَنْ اَصَابَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَيْئًا فَنَالَتْهُ عُقُوْبَةٌ فَهُوَ كَفَّارَةٌ وَّمَنْ لَّمْ تَنَلْهُ عُقُوْبَةٌ فَاَمْرُهُ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهُ" ۔

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کیا تم لوگ ان اُمور پر میری بیعت نہیں کرو گے' جن پر خواتین نے بیعت کی ہے (وہ اُمور یہ ہیں:) کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' تم زنا نہیں کرو گے' تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' تم اپنی طرف سے جھوٹا الزام کسی پر نہیں لگاؤ گے' تم بھلائی کے کام کی نافرمانی نہیں کرو گے''۔

تو ہم نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! تو ہم نے اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کر لی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

4173-تقدم (الحديث 4172) .

"اس کے بعد جو شخص ان میں سے کسی ایک کام کا مرتکب ہو اور اسے سزا مل جائے تو یہ اس کے لیے کفارہ ہوگی اور جس شخص کو سزا نہ ہو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے اگر وہ چاہے گا' تو اس کی مغفرت کردے گا اور اگر چاہے گا' تو اسے سزا دے گا"۔

باب الْبَيْعَةِ عَلَى الْهِجْرَةِ .

ہجرت پر بیعت کرنا

4174 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي جِئْتُ اُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَقَدْ تَرَكْتُ اَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ . قَالَ "ارْجِعْ اِلَيْهِمَا فَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: میں آپ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا ہوں' تاکہ ہجرت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کروں اور میں اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ان کے پاس واپس جاؤ اور انہیں ہنساؤ' جس طرح تم نے انہیں رلا دیا تھا۔

بابُ شَأْنِ الْهِجْرَةِ .

باب: ہجرت کا معاملہ

4175 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ اَنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ "وَيْحَكَ اِنَّ شَاْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيدٌ فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَهَلْ تُؤَدِّي صَدَقَتَهَا" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَاءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَنْ يَتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! ہجرت کا معاملہ بہت اہم ہے' کیا تمہارے پاس اونٹ ہیں؟ اس (شخص) نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتے ہو؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر

4174-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرجل يغزو و ابواه كارهان (الحديث 2528) . والحديث عند ابن ماجه في الجهاد، باب الرجل يغزو وله ابوان (الحديث 2782) . تحفة الاشراف (8640) .

4175-اخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة الابل (الحديث 1452)، و في الهبة، باب فضل المنيحة (الحديث 2633)، و في مناقب الانصار، باب هجرة النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه الى المدينة (الحديث 3923)، و في الادب، باب ما جاء في قول الرجل (ويلك) (الحديث 6165) . واخرجه مسلم في الامارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام و الجهاد والخير و بيان معنى و لا هجرة بعد الفتح (الحديث 87) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب ما جاء في الهجرة وسكنى البدو (الحديث 2477) . تحفة الاشراف (4153) .

تم سمندروں کے پرے بھی عمل کرو، تو اللہ تعالیٰ تمہارے کسی بھی عمل کو ایسے نہیں چھوڑے گا (بلکہ اس کا اجر و ثواب عطا کرے گا)۔

بَاب هِجْرَةِ الْبَادِي .

بادیہ نشین کا ہجرت کرنا

4176 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَبِیْ كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ "اَنْ تَهْجُرَ مَا كَرِهَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ" . وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْهِجْرَةُ هِجْرَتَانِ هِجْرَةُ الْحَاضِرِ وَهِجْرَةُ الْبَادِي فَاَمَّا الْبَادِي فَيُجِيبُ اِذَا دُعِيَ وَيُطِيعُ اِذَا اُمِرَ وَاَمَّا الْحَاضِرُ فَهُوَ اَعْظَمُهُمَا بَلِيَّةً وَّاَعْظَمُهُمَا اَجْرًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سی ہجرت زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''یہ کہ تم اس چیز سے لاتعلق ہو جاؤ جو تمہارے پروردگار کو ناپسند ہے''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ہجرت دو طرح کی ہوتی ہے: شہری کی ہجرت اور دیہاتی کی ہجرت' جہاں تک دیہاتی کی ہجرت کا تعلق ہے (تو اس کی صورت یہ ہے:) جب اُسے بلایا جائے' تو وہ آ جائے اور جب اُسے حکم دیا جائے' تو وہ اس کی فرمانبرداری کرے''۔ لیکن جہاں تک شہری کی ہجرت کا تعلق ہے' تو یہ بڑی آزمائش ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے''۔

بَاب تَفْسِيرِ الْهِجْرَةِ .

ہجرت کی وضاحت

4177 – اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُبَشِّرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ لِاَنَّهُمْ هَجَرُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَكَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ مُهَاجِرُوْنَ لِاَنَّ الْمَدِيْنَةَ كَانَتْ دَارَ شِرْكٍ فَجَاءُوْا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مہاجرین میں سے ہیں' کیونکہ ان حضرات نے مشرکین کو چھوڑ دیا تھا' انصار میں سے بھی کچھ لوگ مہاجر تھے' کیونکہ مدینہ منورہ میں پہلے شرک کا دور دورہ

4176-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8630) .

4177-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8390) .

تھا (اوران لوگوں نے ان مشرکین سے علیحدگی اختیار کی تھی) اور یہ لوگ عقبہ کی رات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

باب الْحَثِّ عَلَى الْهِجْرَةِ

یہ باب ہے کہ ہجرت کرنے کی ترغیب دینا

4178 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ ابْنُ عِيْسَى بْنِ سُمَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَاقِدٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ اَبَا فَاطِمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنِیْ بِعَمَلٍ اَسْتَقِيْمُ عَلَيْهِ وَاَعْمَلُهُ . قَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَيْكَ بِالْهِجْرَةِ فَاِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهَا" .

☆☆ کثیر بن مرہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوفاطمہ رضی اللہ عنہ نے انہیں یہ بات بتائی ہے انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جس پر میں استقامت اختیار کروں اور میں اس پر عمل کرتا رہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

''تم پر ہجرت لازم ہے کیونکہ اس کی مانند اور کوئی چیز نہیں ہے''۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ فِیْ انْقِطَاعِ الْهِجْرَةِ .

ہجرت منقطع ہوجانے کے بارے میں اختلاف کا تذکرہ

4179 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّ يَعْلٰى قَالَ جِئْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِیْ يَوْمَ الْفَتْحِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْ اَبِیْ عَلَى الْهِجْرَةِ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اُبَايِعُهُ عَلَى الْجِهَادِ وَقَدِ انْقَطَعَتِ الْهِجْرَةُ" .

☆☆ عمرو بن عبدالرحمٰن بن امیہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: میں فتح مکہ کے دن اپنے والد کو ساتھ لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میرے والد سے ہجرت پر بیعت لے لیجئے! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں ان سے جہاد پر بیعت لے لیتا ہوں کیونکہ ہجرت منقطع ہو چکی ہے''۔

4180 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا اِلَّا مُهَاجِرٌ .

4178-انفرد به النسائي، والحديث عند: ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في كثرة السجود (الحديث 1422) . تحفة الاشراف (12078) .

4179-تقدم (الحديث 4171) .

قَالَ "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ فَتْحِ مَكَّةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا" .

★★ حضرت صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ یہ کہتے ہیں: جنت میں صرف مہاجر داخل ہوگا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مکہ فتح ہوجانے کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی ہے' البتہ جہاد اور نیت باقی ہیں' جب تم سے جہاد میں نکلنے کے لیے کہا جائے تو تم نکل پڑو''۔

4181 - اَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ "لَا هِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ فَإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اب ہجرت باقی نہیں رہی ہے' تاہم جہاد و نیت ہیں' تو جب تم سے جہاد میں نکلنے کو کہا جائے' تو تم روانہ ہوجاؤ''۔

4182 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ هَانِءٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ دِجَاجَةَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہجرت باقی نہیں رہی ہے۔

4183 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَاقِدٍ السَّعْدِيِّ قَالَ وَفَدْتُ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ وَفْدٍ كُلُّنَا يَطْلُبُ حَاجَةً وَّكُنْتُ اٰخِرَهُمْ دُخُوْلًا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ تَرَكْتُ مَنْ خَلْفِيْ وَهُمْ يَزْعُمُوْنَ أَنَّ الْهِجْرَةَ قَدِ انْقَطَعَتْ . قَالَ "لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوْتِلَ الْكُفَّارُ" .

4180-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4949) .

4181-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة (الحديث 1834) . مطولًا . و في الجهاد و السير، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2783)، و باب وجوب النفير و ما يجب من الجهاد و النية (الحديث 2825)، و باب لا هجرة بعد الفتح (الحديث 3077)، و في الجزية و الموادعة، باب اثم الغادر للبر و الفاجر (الحديث 3189) مطولًا . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها و لقطتها الا لمنشد على الدوام (الحديث 445) مطولًا، و في الامارة، باب المبايعة بعد فتح مكة على الاسلام و الجهاد و الخير و بيان معنى (لا هجرة بعد الفتح) . (الحديث 85) . و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت (الحديث 2480) واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في الهجرة (الحديث 1590) . والحديث عند: البخاري في الجنائز، باب الاذخر و الحشيش في القبر (الحديث 1349م) تعليقاً، و في الحج، باب فضل الحرم (الحديث 1587) . والنسائي في مناسك الحج، حرمة مكة (الحديث 2874)، و تحريم القتال فيه (الحديث 2875) . تحفة الاشراف (5748) .

4182-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10653) .

4183-انفرد به النسائي، وسياتي في البيعة، ذكر الاختلاف في انقطاع الهجرة (الحديث 4184) . تحفة الاشراف (8975) .

★★ حضرت عبداللہ بن وقدان سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ وفد کی شکل میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم میں سے ہر شخص نے اپنی ضرورت پیش کی میں سب سے آخر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا تو میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں اپنے پیچھے کچھ لوگوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جو اس بات کے قائل ہیں اب ہجرت ختم ہو چکی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"جب تک کفار کے ساتھ جنگ ہوتی رہے گی اس وقت تک ہجرت ختم نہیں ہوگی"۔

4184 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي بُسْرُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الضَّمْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّعْدِيِّ قَالَ وَفَدْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ أَصْحَابِي فَقَضَى حَاجَتَهُمْ وَكُنْتُ آخِرَهُمْ دُخُولًا فَقَالَ "حَاجَتُكَ". فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ مَا قُوتِلَ الْكُفَّارُ".

★★ حضرت عبداللہ بن سعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ وفد کی شکل میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے میرے ساتھی پہلے آپ ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئے انہوں نے اپنی ضروریات پوری کیں (یعنی جو کچھ مانگنا تھا یا جو سوال کرنا تھا وہ سوال کر لیا) میں سب سے آخر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا کام ہے؟ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہجرت کب ختم ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

"جب تک کفار کے ساتھ جنگ ہوتی رہے گی ہجرت ختم نہیں ہوگی"۔

بَاب الْبَيْعَةِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ

جو بات آدمی کو پسند ہو یا جو ناپسند ہو اس کے بارے میں بیعت کرنا

4185 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مُغِيرَةَ عَنْ أَبِي وَائِلٍ وَالشَّعْبِيِّ قَالَا قَالَ جَرِيرٌ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ أُبَايِعُكَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِيمَا أَحْبَبْتُ وَفِيمَا كَرِهْتُ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "أَوَتَسْتَطِيعُ ذَلِكَ يَا جَرِيرُ أَوَتُطِيقُ ذَلِكَ". قَالَ "قُلْ فِيمَا اسْتَطَعْتُ". فَبَايَعَنِي وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ.

★★ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ ﷺ سے عرض کی: میں آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت کرتا ہوں ہر اس چیز کے بارے میں جو مجھے پسند ہو یا مجھے ناپسند ہو۔

4184-تقدم (الحديث 4183).

4185-انفرد به النسائي، و الحديث عند البخاري في الاحكم، باب كيف يبايع الامام الناس (الحديث 7204) و مسلم في الايمان، باب بيان ان الدين النصيحة (الحديث 99). و النسائي في البيعة، البيعة على فراق المشرك (الحديث 4188 و 4187 و 4188)، و البيعة فيما يستطيع الانسان (الحديث 4201). تحفة الاشراف (3212 و 3216).

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اے جریر! کیا تم اس کی استطاعت رکھتے ہو (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) کیا تم اس کی طاقت رکھتے ہو؟''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم یہ کہو کہ جہاں تک میری استطاعت ہوگی (میں اس پر عمل کروں گا)''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے بیعت لی اور اس بات کی بھی بیعت لی کہ میں ہر مسلمان کے لیے خیر خواہی اختیار کروں گا۔

باب الْبَيْعَةِ عَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ .

مشرکین سے علیحدگی کی بیعت کرنا

4186 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلَاةِ وَاِيْتَاءِ الزَّكَاةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَّعَلٰى فِرَاقِ الْمُشْرِكِ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر' نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے' ہر مسلمان کی خیر خواہی کرنے اور مشرکین سے علیحدگی اختیار کرنے کی بیعت کی تھی۔

4187 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ اَبِىْ نُخَيْلَةَ عَنْ جَرِيْرٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

☆☆ ایک اور سند کے ساتھ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا (اس کے بعد راوی نے حسب سابق حدیث ذکر کی ہے)۔

4188 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ اَبِىْ نُخَيْلَةَ الْبَجَلِيِّ قَالَ قَالَ جَرِيْرٌ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُبَايِعُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْسُطْ يَدَكَ حَتّٰى اُبَايِعَكَ وَاشْتَرِطْ عَلَىَّ فَاَنْتَ اَعْلَمُ . قَالَ "اُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِىَ الزَّكَاةَ وَتُنَاصِحَ الْمُسْلِمِيْنَ وَتُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ" .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت بیعت لے رہے تھے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اپنا دست مبارک آگے کیجئے! تاکہ میں آپ کی بیعت کروں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ پر شرط عائد کر دیجئے' آپ زیادہ بہتر جانتے ہیں (کہ میرے لیے کیا مناسب ہوگا؟) راوی کہتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

4186-انفرد به النسائي، وسياتي في البيعة، البيعة على فراق المشرك (الحديث 4187 و 4188) . والحديث عند: النسائي في البيعة، البيعة فيما احب و كره (الحديث 4185) . تحفة الاشراف (3212) .

4187-تقدم (الحديث 4186) .

4188-تقدم (الحديث 4186) .

''میں اس بات پر تم سے بیعت لیتا ہوں کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے' تم نماز قائم کرو گے' تم زکوۃ ادا کرو گے' تم مسلمانوں کے لیے خیر خواہی اختیار کرو گے اور مشرکین سے الگ رہو گے''۔

4189 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِىِّ قَالَ سَمِعْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ رَهْطٍ فَقَالَ "اُبَايِعُكُمْ عَلٰى اَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْنِىْ فِىْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ فِيْهِ فَهُوَ طَهُوْرُهٗ وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذَاكَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَذَّبَهٗ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَ لَهٗ" .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں سمیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں تم لوگوں سے یہ بیعت لے رہا ہوں کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' تم زنا نہیں کرو گے' تم اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے' تم اپنی طرف سے جھوٹا الزام نہیں لگاؤ گے' تم بھلائی کے کام میں نافرمانی نہیں کرو گے''۔

(پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

''تم میں سے جو شخص اس کو پورا کرے گا' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور تم میں سے جو شخص ان میں سے کسی ایک جرم کا ارتکاب کرے گا اور اسے اس کی سزا مل جائے' تو یہ اس کے لیے طہارت کے حصول کا باعث ہوگی اور جس شخص کی اللہ تعالیٰ پردہ پوشی کرے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا' اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا' تو اُسے عذاب دے گا' اور اگر چاہے گا' تو اس کی مغفرت کردے گا''۔

بَاب بَيْعَةِ النِّسَآءِ .

باب: خواتین سے بیعت لینا

4190 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ لَمَّا اَرَدْتُ اَنْ اُبَايِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ امْرَاَةً اَسْعَدَتْنِىْ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَاَذْهَبُ فَاُسْعِدُهَا ثُمَّ اَجِيْئُكَ فَاُبَايِعُكَ . قَالَ "اذْهَبِىْ فَاَسْعِدِيْهَا" . قَالَتْ فَذَهَبْتُ فَسَاعَدْتُهَا ثُمَّ جِئْتُ فَبَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے عرض کی: یارسول

4189-تقدم (الحديث 4182) .

4190-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18099) .

اللہ! زمانۂ جاہلیت میں ایک عورت نے (فوتگی پر نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی تو کیا میں جا کر اس کی مدد کر آؤں؟ پھر میں آپ کے آ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلوں گی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم جاؤ اور جا کر اس کی مدد کر آؤ''۔

سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: پھر میں گئی میں نے جا کر اس عورت کی مدد کی' پھر میں واپس آئی اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر بیعت کرلی۔

4191 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيعِ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ اَخَذَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْعَةَ عَلٰى اَنْ لَا نَنُوحَ .

★★ سیدہ اُم عطیہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیعت لی تھی کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔

4192 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ نُبَايِعُهُ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ نُبَايِعُكَ عَلٰى اَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَاْتِيَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيهِ بَيْنَ اَيْدِينَا وَاَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَكَ فِيْ مَعْرُوفٍ . قَالَ "فِيمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ" . قَالَتْ قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَرْحَمُ بِنَا هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّيْ لَا اُصَافِحُ النِّسَاءَ اِنَّمَا قَوْلِيْ لِمِائَةِ امْرَاَةٍ كَقَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ مِثْلِ قَوْلِيْ لِامْرَاَةٍ وَّاحِدَةٍ" .

★★ سیدہ اُمیمہ بنت رقیقہ بیان کرتی ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ انصاری خواتین کے ساتھ حاضر ہوئی' تاکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلیں' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم اس بات پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرتی ہیں' ہم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرائیں گی' ہم چوری نہیں کریں گی' ہم زنا نہیں کریں گی' ہم اپنی طرف سے جھوٹا الزام عائد نہیں کریں گی' ہم بھلائی کے کام میں نافرمانی نہیں کریں گی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جتنی تمہاری استطاعت ہو اور جتنی تمہاری طاقت ہو (اس کے مطابق تم اس پر عمل کرو گی)''۔

سیدہ اُمیمہ بیان کرتی ہیں: ہم نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول ہمارے بارے میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔ یارسول اللہ! آپ اپنا دست اقدس آگے کیجئے! تاکہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرلیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں خواتین کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا ہوں' ایک سو خواتین کے ساتھ میں اسی طرح گفتگو کرتا ہوں' جس طرح میں

4191-اخرجه البخاري في الجنائز، باب ما ينهى من النوح و البكاء و الزجر عن ذلك (الحديث 1306) مطولًا . واخرجه مسلم في الجنائز، باب التشديد في النياحة (الحديث 31) مطولًا . تحفة الاشراف (18097) .

4192-اخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النساء (الحديث 1597) مختصرًا واخرجه النسائي في البيعة، البيعة فيما يستطيع الانسان (الحديث 4201) مختصرًا، في التفسير. سورة الممتحنة، قوله (اذا جاءك المومنات يبايعنك) (الحديث 601) . واخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب بيعة النساء (الحديث 2874) مختصرًا . تحفة الاشراف (15781) .

ایک خاتون کو مخاطب کرتا ہوں۔

(راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) جس طرح ایک خاتون کے ساتھ میری بات ہوتی ہے"۔

باب بَيْعَةِ مَنْ بِهِ عَاهَةٌ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو کوئی بیماری لاحق ہو اس سے بیعت لینا

4193 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اٰلِ الشَّرِيْدِ يُقَالُ لَهُ عَمْرٌو عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ فِيْ وَفْدِ ثَقِيفٍ رَجُلٌ مَجْذُومٌ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِرْجِعْ فَقَدْ بَايَعْتُكَ" .

☆☆ عمرو نامی راوی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ثقیف قبیلے کے وفد میں ایک ایسا شخص بھی تھا' جسے جذام لاحق تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے پیغام بھجوایا' تم واپس چلے جاؤ' میں نے تمہاری بیعت لے لی ہے۔

باب بَيْعَةِ الْغُلاَمِ .

(نابالغ) لڑکے سے بیعت لینا

4194 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلاَّمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنِ الْهِرْمَاسِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ مَدَدْتُ يَدِىْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا غُلاَمٌ لِيُبَايِعَنِىْ فَلَمْ يُبَايِعْنِىْ .

☆☆ حضرت ہرماس بن زیاد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اپنا ہاتھ نبی اکرم ﷺ کی طرف بڑھایا' تا کہ آپ ﷺ مجھ سے بیعت لیں' میں اس وقت نابالغ لڑکا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے بیعت نہیں لی۔

باب بَيْعَةِ الْمَمَالِيكِ .

باب: غلاموں سے بیعت لینا

4195 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلاَ يَشْعُرُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَآءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

4193-اخرجه مسلم في الاسلام، باب اجتناب المجذوم و نحوه (الحديث 126) و اخرجه ابن ماجه في الطب، باب الجذام (الحديث 3544) . تحفة الاشراف (4837) .

4194-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11727) .

4195-اخرجه مسلم في المساقاة، باب جواز بيع الحيوان بالحيوان من جنسه متفاضلا (الحديث 123) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في شراء العبد بالعبدين (الحديث 1239)، و في السير، باب ما جاء في بيعة العبد (الحديث 1596) . و اخرجه النسائي في البيوع بيع الحيوان بالحيوان يدًا بيد متفاضلًا (الحديث 4635) . والحديث عند: ابي داؤد في البيوع والاجارات، باب في ذلك اذا كان يدًا بيد (الحديث 3358) . تحفة الاشراف (2904) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِعْنِيهِ" . فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا حَتّٰى يَسْاَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غلام آیا اور اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہجرت کرنے کی بیعت کر لی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں پتا تھا کہ وہ غلام ہے' اس کا مالک اُسے تلاش کرتا ہوا آ گیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے مجھے فروخت کر دو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں اُسے خرید لیا' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے تو پہلے اس سے دریافت کر لیتے تھے کہ وہ غلام تو نہیں ہے؟

باب اسْتِقَالَةِ الْبَيْعَةِ ۔

بیعت کو واپس لینا

4196 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَصَابَ الْاَعْرَابِىَّ وَعَكٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَجَآءَ الْاَعْرَابِىُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَقِلْنِىْ بَيْعَتِىْ . فَاَبٰى ثُمَّ جَآئَهُ فَقَالَ اَقِلْنِىْ بَيْعَتِىْ . فَاَبٰى فَخَرَجَ الْاَعْرَابِىُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِىْ خَبَثَهَا وَتَنْصَعُ طَيِّبَهَا" .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا' اس دیہاتی کو مدینہ منورہ میں بخار ہو گیا' وہ دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا: یارسول اللہ! آپ میری بیعت مجھے واپس کر دیجئے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات تسلیم نہیں کی' وہ بعد میں دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیعت مجھے واپس کر دیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات تسلیم نہیں کی' پھر وہ دیہاتی (مدینہ منورہ) چھوڑ کر چلا گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مدینہ منورہ کی مثال بھٹی کی مانند ہے' جو (لوہے کے) زنگ کو ختم کر دیتی ہے' اور اس کے خالص (حصے کو) نکھار دیتی ہے''۔

باب الْمُرْتَدِّ اَعْرَابِيًّا بَعْدَ الْهِجْرَةِ ۔

یہ باب ہے کہ ہجرت کرنے کے بعد اپنے دیہات واپس چلے جانا

4197 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهُ

4196-اخرجه البخاري في الاحكام، باب بيعة الاعراب (الحديث 7209)، و باب من بايع لم استقال البيعة (الحديث 7211)، وفي الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم و ما اجتمع عليه الحرمان مكة و المدينة و ما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين والانصار و مصلى النبي صلى الله عليه وسلم و المنبر و القبر (الحديث 7322) . واخرجه مسلم في الحج، باب المدينة تنفي شرارها (الحديث 489) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب في فضل المدينة (الحديث 3920) . تحفة الاشراف (3071) .

دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ ارْتَدَدْتَ عَلَى عَقِبَيْكَ وَذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا وَبَدَوْتَ . قَالَ لَا وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذِنَ لِي فِي الْبَدْوِ .

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے وہ حجاج کے پاس آئے تو حجاج بولا: اے حضرت ابن اکوع! آپ اپنے اُلٹے قدموں واپس چلے گئے ہیں پھر اس نے ایک کلمہ ذکر کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ آپ نے دوبارہ دیہاتی زندگی اختیار کرلی ہے۔ تو حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیہاتی زندگی اختیار کرنے کی اجازت دی تھی۔

باب الْبَيْعَةِ فِيمَا يَسْتَطِيعُ الْإِنْسَانُ .

آدمی کی استطاعت کے مطابق بیعت لینا

4198 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ ح وَأَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُبَايِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ ثُمَّ يَقُولُ "فِيمَا اسْتَطَعْتَ" . وَقَالَ عَلِيٌّ "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے فرماتے رہے: تمہاری استطاعت کے مطابق (یہ بیعت ہے)۔

علی نامی راوی نے یہاں لفظ فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ نقل کیا ہے۔

4199 - أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا حِينَ نُبَايِعُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا "فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرمادیتے تھے:

''تمہاری استطاعت کے مطابق (یہ بیعت ہے)''۔

4200 - أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقَّنَنِي "فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ

4197-اخرجه البخاري في الفتن، باب التعرب في الفتنة (الحديث 7087) . واخرجه مسلم في الامارة، باب تحريم رجوع المهاجر الى استيطان وطنه (الحديث 82) . تحفة الاشراف (4539) .

4198-اخرجه مسلم في الامارة، باب البيعة على السمع و الطاعة فيما استطاع (الحديث 90) . واخرجه الترمذي في السير، باب ما جاء في بيعة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1593) . تحفة الاشراف (7127 و 7174) .

4199-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7257) .

4200-تقدم (الحديث 4185) .

مُسْلِمٍ".

★★ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تلقین کی: جتنی تم میں استطاعت ہو(اس کے مطابق یہ بیعت ہے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان کے لیے خیرخواہی (کی بھی بیعت لی)۔

4201 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رُقَيْقَةَ قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نِسْوَةٍ فَقَالَ لَنَا "فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ".

★★ سیدہ اُمیمہ بنت رقیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم چند خواتین نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: تمہاری استطاعت اور طاقت کے مطابق (یہ بیعت ہے)۔

باب ذِكْرِ مَا عَلٰى مَنْ بَايَعَ الْاِمَامَ وَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ .

یہ باب ہے کہ اُس شخص کا تذکرہ جو کسی حاکم کی بیعت کرتا ہے اور اُسے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے دل کا پھل (یعنی خلوص) بھی دے دیتا ہے

4202 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ رَبِّ الْكَعْبَةِ قَالَ انْتَهَيْتُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ وَالنَّاسُ عَلَيْهِ مُجْتَمِعُوْنَ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ اِذْ نَزَلْنَا مَنْزِلًا فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُ خِبَائَهُ وَمِنَّا مَنْ يَنْتَضِلُ وَمِنَّا مَنْ هُوَ فِيْ جَشَرَتِهٖ اِذْ نَادٰى مُنَادِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَاجْتَمَعْنَا فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَنَا فَقَالَ "اِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ قَبْلِيْ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ يَدُلَّ اُمَّتَهُ عَلٰى مَا يَعْلَمُهُ خَيْرًا لَهُمْ وَيُنْذِرَهُمْ مَا يَعْلَمُهُ شَرًّا لَهُمْ وَاِنَّ اُمَّتَكُمْ هٰذِهٖ جُعِلَتْ عَافِيَتُهَا فِيْ اَوَّلِهَا وَاِنَّ اٰخِرَهَا سَيُصِيْبُهُ بَلَاءٌ وَاُمُوْرٌ يُنْكِرُوْنَهَا تَجِيءُ فِتَنٌ فَيُدَقِّقُ بَعْضُهَا لِبَعْضٍ فَتَجِيءُ الْفِتْنَةُ فَيَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ ثُمَّ تَنْكَشِفُ ثُمَّ تَجِيءُ فَيَقُوْلُ هٰذِهٖ مُهْلِكَتِيْ ثُمَّ تَنْكَشِفُ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُزَحْزَحَ عَنِ النَّارِ وَيُدْخَلَ الْجَنَّةَ فَلْتُدْرِكْهُ مَوْتَتُهُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَاْتِ اِلَى النَّاسِ مَا يُحِبُّ اَنْ يُؤْتٰى اِلَيْهِ وَمَنْ بَايَعَ اِمَامًا فَاَعْطَاهُ صَفْقَةَ يَدِهٖ وَثَمَرَةَ قَلْبِهٖ فَلْيُطِعْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَاِنْ جَاءَ اٰخَرُ يُنَازِعُهُ فَاضْرِبُوْا رَقَبَةَ الْاٰخَرِ". فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هٰذَا قَالَ نَعَمْ. وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

4201-تقدم (الحديث 4192).

4202-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الاول فالاول (الحديث 46 و 47) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في الفتن و الملاحم، باب ذكر الفتن ودلائلها (الحديث 4248) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب ما يكون من الفتن (الحديث 3956). تحفة الاشراف (8881) .

☆☆ عبدالرحمٰن نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس آیا وہ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ ان کے اردگرد اکٹھے تھے تو میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا۔

ایک مرتبہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا' ہم میں سے بعض لوگ خیمہ لگانے لگے' کچھ لوگ تیراندازی کی مشق کرنے لگے' کچھ اپنے جانوروں کو چرانے لگے' اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کیا گیا' باجماعت نماز ہونے لگی ہے! ہم لوگ اکٹھے ہو گئے (نماز ادا کرنے کے بعد) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مجھ سے پہلے آنے والے ہر نبی پر یہ لازم تھا کہ وہ اپنی اُمت کی ہر ایسی چیز کی طرف رہنمائی کرے' جس چیز کو وہ اُمت کے حق میں بہتر خیال کرتا ہو' اور اپنی اُمت کو ہر ایسی چیز سے خبردار کرے' جسے وہ ان کے حق میں بُرا سمجھتا ہو' بے شک تمہاری یہ اُمت' اس کی عافیت اس کے ابتدائی حصے میں ہے' جبکہ اس کے آخری حصے میں آزمائشیں ہوں گی اور ایسے اُمور ہوں گے' جو قابل قبول نہیں ہوں گے' ایسی آزمائشیں آئیں گی' جو ہلا کے رکھ دیں گی' ایک آزمائش آئے گی' تو مؤمن یہ کہے گا: اس میں میری ہلاکت ہے' لیکن پھر وہ آزمائش ختم ہو جائے گی' پھر ایک اور آزمائش آئے گی' تو مؤمن یہ کہے گا: اس میں' میں ہلاک ہو جاؤں گا' لیکن پھر وہ آزمائش بھی ختم ہو جائے گی' جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اُسے جہنم سے دور کر دیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے' اُسے چاہیے کہ مرنے کے وقت وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اور لوگوں کے ساتھ وہ اُسی طرح کا طرزِ عمل اختیار کرے' جس کے بارے میں وہ پسند کرتا ہو کہ اس کے ساتھ وہ طرزِ عمل اختیار کیا جائے' اور جو شخص کسی امام کی بیعت کرے اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنا خلوص بھی اُسے دے دے' تو اُسے چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے' اس حاکم کی فرمانبرداری کرے' اگر کوئی شخص اس کے ساتھ آ کر مقابلہ کرے (یعنی حکومت چھیننے کی کوشش کرے) تو اس دوسرے شخص کی گردن اُڑا دو''۔

عبدالرحمٰن نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے قریب ہوا اور میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

(اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے)

باب الْحَضِّ عَلٰى طَاعَةِ الْإِمَامِ .

حاکم کی فرمانبرداری کی ترغیب دینا

امارت وحکمرانی کا بیان

امارت سے مراد "سرداری وحکمرانی" ہے اور قضاء سے مراد "شرعی عدالت" ہے اسلامی نظام حکومت کی عمارت کے یہ دو بنیادی ستون ہیں! امیر وامام (یعنی سربراہ مملکت) اسلام کے قانون اساسی کا محافظ' نظم حکومت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا ذمہ دار حفاظت مذہب اور امت اسلامیہ کی طاقت وقوت کا امین اور امور عامہ کا نگہبان ہوتا ہے اسلامی معاشرہ کے افراد کا تعلق جن

امور سے ہے ان سب پر امیر و امام ہی کا اختیار کارفرما ہوتا ہے۔

قاضی، اسلامی عدالت کا سربراہ ہونے کی حیثیت سے شہریوں کے حقوق (امن، آزادی، مساوات) کا محافظ ہوتا ہے اور معاملات کا فیصلہ کرنے میں شریعت کی طرف سے حَکَم کی حیثیت رکھتا ہے، اس کی سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے نزاعی مقدمات کا شریعت کے مطابق فیصلہ کرے اور اس کا اس سے بڑا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ عدل و انصاف، دیانت داری اور ایمانداری کے تقاضوں کو ہر حالت میں مدنظر رکھے۔ اسلام اور حکومت اسلام، دنیا کا یگانہ مذہب بھی ہے اور دنیا کی سب سے بڑی طاقت بھی اسلام جس طرح انسانیت عامہ کی دینی، مذہبی اور اخلاقی، اخروی فلاح کا سب سے آخری اور مکمل قانون ہدایت ہے اسی طرح وہ ایک ایسی لافانی سیاسی طاقت بھی ہے سانوں کے عام فائدے، عام بہتری اور عام تنظیم کے لئے حکومت و سیاست سے اپنے تعلق کو برملا اظہار کرتی ہے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ اسلام صرف ایک مذہب ہی نہیں بلکہ مذہب کی حیثیت سے کچھ اور بھی ہے اس کو حکومت حاکمیت، سیاست اور سلطنت سے وہی تعلق ہے جو اس کائنات کی کسی بھی بڑی حقیقت سے ہو سکتا ہے اس کو محض ایک ایسا نظام نہیں کہا جا سکتا ہے جو صرف باطن کی اصلاح کا فرض انجام دیتا ہے بلکہ اس کو ایسا دینی نظام بھی سمجھا جانا چاہئے جو اللہ ترس و خداشناس روح کی قوت سے دنیا کے مادی نظام پر عالمگیر غلبہ کا دعویٰ رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم جو اسلامی تصورات و نظریات کا سرچشمہ ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم جو ہدایات کی شارح و ترجمان ہیں، ان کا ایک بہت بڑا حصہ اسلام اور حکومت و سیاست کے تعلق کو ثابت کرتا ہے کہیں تاریخی انداز میں، کہیں تعلیمات کے پیرایہ میں اور کہیں نعمت الٰہی کو ظاہری کرتے ہوئے ہم پر یہ واضح کیا جاتا ہے کہ اسلام اور حکومت اللہ کا حق ہے اس لئے اسلام کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ اس زمین پر اللہ کی حکومت قائم کی جائے اور اس کا اتارا ہوا قانون نافذ کیا جائے۔ ہم میں سے جو کج فکر لوگ "مذہب اور سیاست" کے درمیان تفریق کی دیوار حائل کر کے اسلام کو سیاست و حکومت سے بالکل بے تعلق و بے واسطہ رکھنا چاہتے ہیں وہ دراصل مسلم مخالف عناصر کے اس شاطر دماغ کی سازش کا شکار ہیں جو خود تو حقیقی معنے میں آج تک حکومت کو "مذہب" سے آزاد نہ کر سکا لیکن مسلمانوں کی سیاسی پرواز اور ہمہ گیر پیش قدمی کو مضمحل کرنے کے لئے "مذہب" اور سیاست و حکومت" کی مستقل بحثیں پیدا کر کے مسلمانوں کے چشمہ فکر و عمل میں دین اور دنیا کی پلیدگی کا زہر گھول رہا ہے۔

4203 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ سَمِعْتُ جَدَّتِيْ تَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ "وَلَوِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ يَقُوْدُكُمْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِيْعُوْا" .

☆☆ یحییٰ بن حصین اپنی دادی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ فرماتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع کے موقع پر یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''اگر کسی حبشی غلام کو تمہارا حاکم بنا دیا جائے' اور وہ اللہ کی کتاب کے مطابق تمہارے نظام کو لے کر چلے' تو تم اس کی

4203-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 37) . و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب طاعة الامام (الحديث 2861) . تحفة الاشراف (18311) .

اطاعت و فرمانبرداری کرو"۔

باب التَّرْغِيبِ فِي طَاعَةِ الْإِمَامِ .

حاکم کی اطاعت کی ترغیب دینا

4204 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اَنَّ زِيَادَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَطَاعَنِيْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ اَطَاعَ اَمِيرِيْ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ عَصَى اَمِيرِيْ فَقَدْ عَصَانِيْ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"جس شخص نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جس شخص نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی"۔

باب قَوْلِهِ تَعَالَى (وَاُولِى الْاَمْرِ مِنْكُمْ) .

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "تم میں سے اُولی الامر"۔

4205 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِيْ يَعْلَى بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ) قَالَ نَزَلَتْ فِيْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ بْنِ قَيْسِ بْنِ عَدِيٍّ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَرِيَّةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

"اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو"۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ آیت حضرت عبداللہ بن حذیفہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی تھی جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم میں (امیر بنا کر) بھیجا تھا۔

4204-اخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 33م) . تحفة الاشراف (15138) .

4205-اخرجه البخاري في التفسير، باب (اطيعوا الله و اطيعوا الرسول و اولي الامر منكم) (الحديث 4584) . واخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب لاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 31) . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الطاعة (الحديث 2624) . واخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الرجل يبعث وحده سرية (الحديث 1762) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة النساء، قوله تعالى: (و اولي الامر) (الحديث 129) . تحفة الاشراف (5651) .

شرح

(۱) عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے عطا رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے رسول کی اطاعت اور کتاب وسنت کی اتباع لفظ آیت: واولی الامر منکم سے مراد حاجت فقہ اور صاحب علم ہیں۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اہم واقعہ

(۲) بخاری ومسلم وابی داؤد اور ترمذی ونسائی ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وبیہقی نے دلائل میں سعید بن جبیر کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت: یایھا الذین امنوا اطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہ آیت عبد اللہ بن حذافہ بن قیس بن عدی کے بارے میں نازل ہوئی جب ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جنگ میں بھیجا۔

(۳) ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو ایک لشکر میں بھیجا اس میں عمار بن یاسر بھی تھے۔ یہ لوگ اس قوم کی طرف چل دیئے جس قوم کا ارادہ تھا جب قریب پہنچے تو رات کو آرام کے لئے اتر گئے۔ ایک آدمی قوم کے پاس آیا ان کو (لشکر کے آنے کی) خبر دی تو وہ سب لوگ سوائے ایک آدمی کے بھاگ گئے صبح ہوتے ہی اس نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا انہوں نے اپنا سامان اکٹھا کیا پھر رات کے اندھیرے میں آیا یہاں تک کہ خالد کے لشکر میں پہنچا اور عمار بن یاسر کے بارے میں پوچھا اور ان کے پاس آکر کہنے لگا اے جاگنے والوں کے باپ (یہ اس آدمی نے عمار بن یاسر سے کہا) میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور میری قوم نے جب تمہارے بارے میں سنا تو وہ بھاگ گئے اور میں باقی ہوں کیا میرا مسلمان ہونا مجھے نفع دے گا ورنہ کل کو میں بھی بھاگ جاؤں گا عمار نے فرمایا بلکہ وہ تجھ کو نفع دے گا پس تو ٹھہر جا تو وہ ٹھہر گیا جب صبح ہوئی تو حضرت خالد نے حملہ کیا تو ایک آدمی کے سوا کسی کو نہ پایا تو انہوں نے اس کو بھی اور اس کے مال کو بھی لے لیا یہ خبر عمار رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو وہ خالد کے پاس آئے اور کہا اس آدمی کو چھوڑ دو کیونکہ یہ مسلمان ہو چکا ہے اور وہ میری امان میں بھی ہے خالد نے فرمایا تم اس کو کس طرح امان دے سکتے ہو دونوں نے ایک دوسرے کو سخت الفاظ کہے اور معاملہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا آپ نے عمار کی امان کو جائز رکھا اور ان کو دوسری مرتبہ کسی کو امان دینے سے منع فرمایا کسی امیر کی اجازت کے بغیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں نے آپس میں سخت الفاظ کہے اور خالد نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ اس بے نسل غلام کو اجازت دیں گے کہ وہ مجھے برا بھلا کہتا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے خالد! عمار کو برا نہ کہو جو آدمی عمار کو برا کہے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو برا کہیں گے اور جو آدمی عمار سے بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھیں گے اور جو آدمی عمار کو لعنت کرے گا اللہ تعالیٰ بھی اس کو لعنت کریں گے تو عمار بھی غصہ ہو گئے اور کھڑے ہو گئے خالد نے (یہ سن کر) اس کے پیچھے گئے یہاں تک کہ ان کے کپڑے کو پکڑ لیا اور ان سے معذرت کی تو وہ راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ابن عساکر نے سدی کے طریق سے ابو صالح سے اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔

(۴) ابن جریر نے میمون بن مہران سے لفظ آیت :واولی الامر منکم کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لشکروں کے امیر ہیں۔

(۵) سعید بن منصور وابن ابی شیبہ وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت :واولی الامر منکم سے وہ امراء مراد ہیں جو تم میں سے ہیں اور دوسرے لفظ میں یوں ہے کہ لشکروں کے امیر مراد ہیں۔

(۶) ابن جریر نے مکحول رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت :واولی الامر منکم سے اس آیت والے مراد ہیں جو اس سے پہلے تھی یعنی لفظ آیت :ان تؤدوا الامنت الی اھلھا آخر آیت تک۔

(۷) ابن ابی شیبہ وبخاری ومسلم وابن جریر وابن حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی گویا اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی گویا اس نے میری نافرمانی کی۔

(۸) ابن جریر نے ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے لفظ آیت :واولی الامر منکم کے بارے میں روایت کیا کہ ابی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے مراد سلاطین ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر اطاعت لازم ہے تم پر اطاعت لازم ہے۔ اور اطاعت میں آزمائش ہے اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو حکومت کو انبیاء میں رکھتا یعنی لوگوں کے لئے حکمران اور انبیاء ساتھ ساتھ بھیجتا۔ کیا تم نہیں دیکھتے جب حکمران نے یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے قتل کا حکم دیا۔

امیر کی اطاعت لازم ہے

(۹) البخاری نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکمرانوں کا حکم سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر ایک حبشی کو حکمران بنا دیا جائے جس کا سر کشمش کے دانے جتنا ہو۔

(۱۰) احمد وترمذی اور حاکم (نے اس کو صحیح کہا) اور بیہقی نے شعب میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ نے فرمایا اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو۔ اور مہینہ بھر کے روزے رکھو اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیر کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(۱۱) ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت :واولی الامر منکم سے مراد ہیں غصہ اور دین والے اور اللہ کی اطاعت کرنے والے جو لوگوں کو اپنے دین کے معانی کو جانتے ہیں اور ان کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور ان کو برائی سے روکتے ہیں تو اللہ نے ان کی اطاعت بندوں پر واجب کر دی۔

(۱۲) ابن ابی شیبہ وعبد بن حمید والحکیم الترمذی نے نوادر الاصول میں وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم اور حاکم نے (اس کو صحیح کہا) جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت :واولی الامر منکم سے فقہاء اور نیک لوگ مراد ہیں۔

(۱۳) ابن عدی نے الکامل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ واولی الامر منکم سے علم والے مراد ہیں۔

(۱۴) سعید بن منصور و عبد بن حمید وابن جریر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واولی الامر سے مراد فقہاء و علماء مراد ہیں۔

(۱۵) ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واولی الامر سے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہا اور دین والے مراد ہیں۔

(۱۶) ابن ابی شیبہ وابن جریر نے ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ واولی الامر سے مراد ہے علم والے کیا تو نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ آیت: ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم

(۱۷) ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر سے مراد ہے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیونکہ وہی لوگ دین کی دعوت دینے والے روایت کرنے والے ہیں۔

(۱۸) عبد بن حمید وابن جریر ابن ابی حاتم وابن عساکر نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما مراد ہیں۔

(۱۹) عبد بن حمید نے کلبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واولی الامر سے ابو بکر و عثمان و علی وابن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔

(۲۰) سعید بن منصور نے عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ان سے امہات الاولاد کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ آزاد ہیں ان سے پوچھا گیا کہ آپ کس دلیل سے یہ فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا قرآن سے لوگوں نے کہا کس آیت سے؟ تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا یہ قول لفظ آیت: اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم اور حضرت عمر اولی الامر میں سے تھے پھر فرمایا وہ لونڈی آزاد ہے جس کا حمل گر گیا تھا۔

گناہ کے کام میں امیر کی اطاعت جائز نہیں

(۲۱) ابن ابی شیبہ وابن جریر نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان آدمی پر لازم ہے کہ امراء کی بات کو سنے اور اطاعت کرے۔ وہ بات پسند کرے یا ناپسند کرے مگر یہ کہ وہ کسی گناہ کا حکم دیا جائے (تو اطاعت نہ کرے) جو شخص کسی گناہ کا حکم کرے تو اس کو نہ سنے اور نہ اطاعت کرے۔

(۲۲) ابن جریر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے بعد عنقریب تم پر حکمران ہوں گے اور تم سے ملے گا نیک آدمی کے ساتھ اور برا آدمی اپنی برائی کے ساتھ ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو ہر اس کام میں جو حق کے موافق ہو اور ان کے پیچھے نماز پڑھو اگر وہ نیک کام کریں تو وہ ان کے لئے اور تمہارے لئے فائدہ ہے اور اگر وہ برا کام کریں تو تمہارے لئے فائدہ ہوگا ان پر وبال ہوگا۔

(۲۳) احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ بتائیے اگر ہم پر ایسے آدمی حاکم ہوں کہ جو آپ کے طریقے پر نہ چلیں اور آپ کے حکم کو نہ اپنائیں تو آپ کیا حکم فرماتے ہیں ان کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی اطاعت نہیں کرتے اس کی کوئی اطاعت نہیں۔

(۲۴) ابن ابی شیبہ واحمد وابویعلی وابن خزیمہ وابن حبان والحاکم نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علقمہ بن مجزز کو ایک مہم پر روانہ کیا اس لشکر میں میں بھی تھا جب ہم روانہ ہوئے تو انہوں نے لشکر میں سے ایک طائفہ کو اجازت دی اور ان پر عبداللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو امیر بنایا گیا جو بدر والوں میں سے تھے اور ان میں دعابہ بھی تھے ہم بعض راستوں پر اترے اور قوم نے آگ جلائی تاکہ اپنے لئے کھانا تیار کریں امیر صاحب نے ان سے فرمایا کیا تم پر لازم نہیں میرا پیغام سننا اور اس کی اطاعت کرنا؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں؟ امیر صاحب نے کہا پس میں تم کو اگر چیز کا حکم دیتا ہوں کیا تم اس کو کرو گے صحابہ نے فرمایا کیوں نہیں؟ پھر انہوں نے کہا میں تم کو اپنے حق اور اپنی اطاعت کی قسم دیتا ہوں کہ تم ایک دوسرے پر اس آگ میں کود کر دکھاؤ لوگ کھڑے ہو کر تیاری کرنے لگے یہاں تک کہ جب انہوں نے یہ خیال کرلیا کہ وہ کودنے والے ہیں تو امیر صاحب نے فرمایا اپنے آپ کو روک لو میں تمہارے ساتھ مذاق کررہا تھا۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذکر کی گئی واپس آنے کے بعد تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم کو کسی گناہ کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرو۔

(۲۵) ابن الضریس نے ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ بات پہلی کتاب میں لکھی ہوئی تھی جو شخص کسی کو اللہ کی نافرمانی میں دیکھے جبکہ اس پر دیکھنے والے کی اطاعت لازم تھی۔ تو دیکھنے والے کا عمل اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا جب تک وہ اسی حال میں رہے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر راضی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اس حالت میں رہے گا۔

(۲۶) ابن ابی شیبہ نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں خالق کی نافرمانی میں۔

(۲۷) ابن ابی شیبہ نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں (مخلوق) کی کوئی اطاعت نہیں۔

(۲۸) ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی آدمی کو گورنر بناتے تھے تو اس کے عہد نامہ پر لکھتے تھے اس کے حکم کو سنو اور اس کی اطاعت کرو جب تک وہ تمہارے اندر عدل وانصاف کرے۔

(۲۹) ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تمہارے اوپر ایک حبشی ناک کٹے ہوئے غلام کو امیر بنادیا جائے۔ اگر وہ مجھ کو نقصان پہنچائے اور وہ تم کو کسی چیز سے محروم کردے تو صبر کرو اور اگر وہ ایسے کام کا ارادہ کرے جس سے تیرے دین میں نقصان آتا ہے تو کہہ دے میرا خون میرے دین سے کم مرتبہ ہے آزمائش میں ڈالے گئے۔

(۳۰) ابن ابی شیبہ نے ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ہم کو خطبہ ارشاد فرمایا اور فرمایا ہم آزمائش میں ڈالے گئے جو تم دیکھ رہے ہو سو جو کچھ ہم تم کو حکم کریں اللہ کے حکم کے ساتھ تو تم پر لازم ہے اس کا سننا اور اطاعت کرنا اور جو ہم تم کو اللہ کے حکم کے ساتھ حکم نہ کریں تو تم پر اس کا نہ سننا لازم ہے اور نہ اطاعت کرنا۔

حبشی غلام کی بھی اطاعت لازم ہے

(۳۱) ابن ابی شیبہ و ترمذی نے ام الحصین حمیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا اور آپ پر ایک چادر تھی جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے اور فرما رہے تھے اگر تم پر ایسا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو اس کے حکم کو سنو اور اطاعت کرو جب تک وہ تم کو اللہ کی کتاب کے ساتھ تمہاری قیادت کرے۔

(۳۲) ابن ابی شیبہ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ مسلمانوں پر یہ حق ہے کہ وہ (امیر کی بات کو) سنیں اور اطاعت کریں اور اس کی دعوت کو قبول کریں جب وہ دعوت دے۔

(۳۳) ابن ابی شیبہ نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اللہ کی نافرمانی میں کسی انسان کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

(۳۴) ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی نافرمانی میں کسی بشر کی اطاعت جائز ہے۔

(۳۵) ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر انصار میں سے ایک آدمی کو امیر بنایا اور ان کو حکم فرمایا کہ امیر کی بات سنو اور اطاعت کرو۔ حضرت علی اللہ عنہ نے فرمایا ان لوگوں نے امیر کو کسی بات پر ناراض کر دیا تو امیر نے کہا میرے لئے لکڑیاں اکٹھی کرو انہوں نے لکڑیاں اکٹھی کیں پھر اس نے کہا آگ جلاؤ انہوں نے آگ جلائی اس نے (پھر) کہا اگر میں تم کو حکم کروں تو تم سنو گے اور اطاعت کرو گے سب نے کہا ہاں تو اس نے کہا اس آگ میں داخل ہو جاؤ تو بعض بعض کی طرف دیکھنے لگے۔ اور کہنے لگے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آگ سے بھاگے تھے تو امیر کا غصہ ٹھنڈا ہوا اور آگ بجھ گئی جب یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس بات کو ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکلتے بلا شبہ اطاعت نیک کاموں میں ہے (برے کاموں میں نہیں)۔

(۳۶) الطبرانی نے حسن رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زیاد نے ایک لشکر پر حکم بن عمرو غفاری کو امیر بنایا تو اس نے عمران بن حصین سے ملاقات کی اور فرمایا کیا تو جانتا ہے کس لئے میں تیرے پاس آیا ہوں کیا تجھے یاد نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ خبر پہنچی تھی کہ امیر نے حکم دیا ہے کہ کھڑا ہو جاؤ اور آگ میں کود جاتو وہ آدمی کھڑا ہوا تا کہ اس میں کود جائے میں نے اس کی رہنمائی کی تو وہ رک گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ اس میں واقع ہو جاتا تو دوزخ کی آگ میں داخل ہو جاتا۔ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں (یہ سن کر) اس نے کہا ہاں پھر عمران بن حصین نے فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ میں تم کو یہ حدیث سناؤں۔

(۳۷) بخاری نے اپنی تاریخ و نسائی و بیہقی نے شعب میں حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تم کو پانچ چیزوں کا حکم کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان کا حکم فرمایا جماعت کے ساتھ ہو (یعنی مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ رہو) (امیر کی بات کو) سنو اور اطاعت (دین کے لئے) ہجرت کرو اور جہاد فی سبیل اللہ کرو اور جو شخص مسلمانوں کی

جماعت سے ایک بالشت بھی ہٹ گیا تو اس نے اسلام کے پھندے کو اپنی گردن سے نکال دیا مگر یہ کہ وہ پھر لوٹ آئے (جماعت کی طرف)۔

(۳۸) بیہقی نے مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے امراء کی اطاعت کرو اگر وہ تم کو حکم دیں اس دین کے ساتھ جس کو میں تمہارے پاس لایا بلاشبہ وہ اس پر اجر دیئے جائیں گے اور تم بھی ان کی اطاعت پر اجر دیئے جاؤ گے اور اگر تم کو حکم دیں اس دین کے ساتھ جس کو میں تمہارے پاس نہیں لایا تو اس کا گناہ ان پر ہوگا اور تم اس سے بری ہو گے جب تم اللہ سے ملاقات کرو تو کہنا آج کوئی ظلم نہیں ہے اور وہ بھی فرمائیں آج کوئی ظلم نہیں ہے پھر تم کہو گے اے ہمارے رب آپ نے ہمارے پاس رسول بھیجا ہم نے اس کی اطاعت کی آپ کی اجازت سے اور آپ نے ہم پر خلفاء بھیجے ہم نے ان کی اطاعت کی آپ کی اجازت سے اور تو نے ہم پر امیر بنائے ہم نے ان کی اطاعت کی تیرے حکم سے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم نے سچ کہا اس کا وبال انہیں پر ہے۔ اور تم اس سے بری ہو۔

(۳۹) احمد و بیہقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر ایسے حکمران ہوں گے کہ ان کی طرف دل مطمئن ہوں گے اور ان کے لئے کھالیں نرم ہوں گی پھر تم پر ایسے حکمران ہوں گے کہ دل ان سے نفرت کریں گے اور جن سے کھالیں کانپیں گی ایک آدمی نے کہا کیا ہم ان سے قتال کریں یارسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں جب تک وہ نماز کو قائم کرتے رہیں۔

(۴۰) البیہقی نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تم میرے بعد ایسی چیزیں دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے ہم نے کہا پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے یارسول اللہ! آپ نے فرمایا حق ادا کرتے رہو جو تم پر ہے اور اللہ تعالیٰ سے اس چیز کا سوال کرو جو تمہارا حق ہے۔

امیر کو ذلیل کرنا بڑا گناہ ہے

(۴۱) احمد نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا میرے بعد بادشاہ ہوں گے ان کو ذلیل کرنا جو شخص اس کو ذلیل کرنے کا ارادہ کرے گا تو اس نے اسلام کے پھندے کو اپنی گردن سے اتار دیا اور اس سے کوئی عمل مقبول نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس رخنے کو بند کردے جو اس نے رخنہ ڈالا ہے اور وہ ایسا کرنے والا نہ ہوگا پھر وہ اپنے رویے پر لوٹ جائے گا اور ان لوگوں میں ہو جائے گا جو اس کی عزت کرتے ہیں ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ہم تین چیزوں کے بارے میں مغلوب نہ ہوں کہ ہم نیکی کا حکم کریں۔ برائیں سے روکیں اور ہم لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دیتے رہیں۔

(۴۲) احمد نے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص (مسلمانوں کی) جماعت سے الگ ہوا اور امارت کو ذلیل کرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ ان کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

(۴۳) احمد نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

بادشاہ کو گالی مت دو کیونکہ وہ اللہ کا سایہ ہے اس کی زمین میں۔

(۴۴) ابن سعد والبیہقی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ نے حکم فرمایا کہ ہم اپنے حکمرانوں کو گالیاں نہ دیں اور نہ ان کو دھوکہ دیں اور نہ ان کی نافرمانی کریں اور ہم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور صبر کریں کیونکہ امر (یعنی قیامت) قریب ہے۔

(۴۵) البیہقی نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لوگوں کے معاملات نیک امیر یا برا امیر ہی درست کرسکتا ہے لوگوں نے کہا نیک حکمران تو ٹھیک ہے اور برا کیسے (درست کرے گا) تو انہوں نے فرمایا برے حکمران کے ذریعہ اللہ تعالیٰ راستوں کو پرامن بناتا ہے اور اس کے ذریعہ دشمن سے جہاد کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ مال غنیمت لایا جاتا ہے۔ اور اس کے ذریعہ حدود قائم کئے جاتے ہیں اور اس کے ذریعہ بیت اللہ کا حج کیا جاتا ہے اور اس کی حکومت میں مسلمان امن کے ساتھ عبادت کرتے ہیں یہاں تک کہ اس کی موت آجاتی ہے۔

(۴۶) سعید بن منصور وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: فان تنازعتم فی شیء یعنی اگر علماء تنازعہ کریں (تو فرمایا) لفظ آیت: فردوہ الی اللہ والرسول یعنی تو (اس فیصلہ کو) اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت کی طرف لوٹا دو۔ پھر (یہ آیت) پڑھی لفظ آیت: ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم۔

(۴۷) ابن جریر وابن المنذر نے میمون بن مہران رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ کی طرف لوٹانے سے مراد ہے اللہ کی کتاب کی طرف لوٹانا اور لوٹانا اس کے رسول کی طرف جب تک وہ زندہ رہیں جب وہ وفات پا جائیں تو ان کی سنت کی طرف۔ ابن جریر نے قتادہ سے اسی طرح روایت کیا۔

(۴۸) ابن جریر وابن المنذر نے قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: ذلک خیر واحسن تاویلا سے مراد ہے (کہ یہ طریقہ) اچھا ہے ثواب کے لحاظ سے اور بہتر ہے انجام کے لحاظ سے۔

(۴۹) عبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واحسن تاویلا سے مراد ہے اچھا ہے جزا کے لحاظ سے۔

(۵۰) ابن جریر وابن ابی حاتم نے سدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت: واحسن تاویلا سے مراد ہے اچھا ہے انجام کے لحاظ سے۔ (تفسیر درمنثور، سورہ نساء، بیروت)

بَاب التَّشْدِيدِ فِيْ عِصْيَانِ الْإِمَامِ .

یہ باب ہے کہ حاکم کی نافرمانی کی شدید مذمت

4206 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ

مَعْدَانَ عَنْ اَبِیْ بَحْرِیَّةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْغَزْوُ غَزْوَانِ فَاَمَّا مَنِ ابْتَغٰى وَجْهَ اللّٰهِ وَاَطَاعَ الْاِمَامَ وَاَنْفَقَ الْكَرِيْمَةَ وَاجْتَنَبَ الْفَسَادَ فَاِنَّ نَوْمَهٗ وَنُبْهَتَهٗ اَجْرٌ كُلُّهٗ وَاَمَّا مَنْ غَزَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَعَصَى الْاِمَامَ وَاَفْسَدَ فِى الْاَرْضِ فَاِنَّهٗ لَا يَرْجِعُ بِالْكَفَافِ" .

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جنگیں دو طرح کی ہوتی ہیں' جو جنگ اللہ کی رضا کے حصول کے لیے لڑی جائے' اور اس میں حاکم کی اطاعت کی جائے' عمدہ چیز خرچ کی جائے' فساد سے اجتناب کیا جائے' تو اس میں سونا اور جاگنا ہر چیز کا اجر ملتا ہے' اور جو جنگ دکھاوے اور شہرت کے حصول کے لیے کی جائے' اور اس میں حاکم کی نافرمانی کی جائے' زمین میں فساد پھیلایا جائے' تو اس سے آدمی ضروریات کے مطابق چیزیں واپس لے کر نہیں آتا ہے''۔

باب ذِكْرِ مَا يَجِبُ لِلْاِمَامِ وَمَا يَجِبُ عَلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ اس بات کا تذکرہ کہ حاکم کے لیے کیا چیز لازم ہے (یعنی اُس کے حقوق کیا ہیں؟)

اور اس پر کیا چیز لازم ہے (یعنی اس کے فرائض کیا ہیں؟)

4207 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَّرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَّاِنْ اَمَرَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ وِزْرًا" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''امام ایک ڈھال کی مانند ہے' جس کے پیچھے رہ کر جنگ کی جاتی ہے اور اس کی آڑ لے کر بچا جاتا ہے' اگر وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا حکم دے اور انصاف سے کام لے' تو اس بات کا اُسے اجر ملے گا' لیکن اگر وہ اس کے برخلاف حکم دیتا ہے' تو اس کا وبال اُسی پر ہوگا''۔

باب النَّصِيْحَةِ لِلْاِمَامِ .

حاکم کی خیرخواہی کرنا

4208 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَاَلْتُ سُهَيْلَ بْنَ اَبِيْ صَالِحٍ قُلْتُ حَدَّثَنَا عَمْرٌو

4207-اخرجه البخاري في الجهاد، باب يقاتل من وراء الامام و يتقى به (الحديث 2957) مطولاً . تحفة الاشراف (13741) .

4208-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان انه لا يدخل الجنة الا المومنون و ان محبة المومنين من الايمان و ان افشاء السلام سبب لحصولها (الحديث 95 و 96) . واخرجه ابوداؤد في الادب، باب في النصيحة (الحديث 4944) . و اخرجه النسائي في البيعة، النصيحة للامام (الحديث 4209) . تحفة الاشراف (2053) .

عَنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِيكَ قَالَ اَنَا سَمِعْتُهُ مِنَ الَّذِي حَدَّثَ اَبِي حَدَّثَهُ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ يُقَالُ لَهُ عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ" . قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ" .

★★ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''دین خیرخواہی کا نام ہے' لوگوں نے دریافت کیا. یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

4209 - حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّمَا الدِّينُ النَّصِيحَةُ" قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ" .

★★ حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''دین خیرخواہی کا نام ہے' لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

4210 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ اِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ اِنَّ الدِّينَ النَّصِيحَةُ" . قَالُوا لِمَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُولِهِ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بے شک دین خیرخواہی کا نام ہے' بے شک دین خیرخواہی کا نام ہے' بے شک دین خیرخواہی کا نام ہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے' اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

4211 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْكَبِيرِ بْنِ شُعَيْبِ بْنِ الْحَبْحَابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ وَعَنْ سُمَيٍّ وَعَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الدِّينُ النَّصِيحَةُ" . قَالُوا لِمَنْ

4209-تقدم (الحديث 4208) .

4210-اخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في النصيحة (الحديث 1926) . واخرجه النسائي في البيعة، النصيحة للامام (الحديث 4211) . تحفة الاشراف (12863) .

4211-تقدم (الحديث 4210) . تحفة الاشراف (12582 و 12830 و 19863) .

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دین خیر خواہی کا نام ہے' لوگوں نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کس کے لیے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے لیے' اس کی کتاب کے لیے' اس کے رسول کے لیے' مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے اور ان کے عام افراد کے لیے''۔

باب بِطَانَةِ الْاِمَامِ .

حاکم کا ہمراہی

4212 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ يَعْمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مِنْ وَّالٍ اِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَاْلُوْهُ خَبَالًا فَمَنْ وُقِيَ شَرَّهَا فَقَدْ وُقِيَ وَهُوَ مِنَ الَّتِيْ تَغْلِبُ عَلَيْهِ مِنْهُمَا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر حکمران کے دو ہمراہی ہوتے ہیں' ان میں سے ایک ہمراہی اُسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور بُرائی سے منع کرتا ہے اور ایک ہمراہی اُسے نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کرتا ہے' تو جس شخص کو اس بُرے ہمراہی سے بچالیا گیا' اُسے محفوظ کر لیا گیا' ان دونوں ہمراہیوں میں سے یہی دوسرا حکمران پر غالب آتا ہے''۔

4213 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا كَانَتْ لَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْخَيْرِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهٗ عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث کیا اور جس بھی شخص کو حکمران بنایا' اُس کے ساتھ دو ہمراہی ہوتے ہیں' ایک ہمراہی اُسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور ایک ہمراہی اُسے بُرائی کا حکم دیتا ہے اور اُسے بُرائی کی ترغیب دیتا ہے' جس شخص کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے' وہی محفوظ رہتا ہے''۔

4214 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ

4212-اخرجه البخاري في الاحكام، باب بطانة الامام و اهل مشورته (الحديث 7198م) بمعناه، تعليقاً . تحفة الاشراف (15269) .

4213-اخرجه البخاري في القدر، باب المعصوم من عصم الله (الحديث 6611)، و في الاحكام، باب بطانة الامام و اهل مشورته (الحديث 7198) . تحفة الاشراف (4423) .

4214-اخرجه البخاري في الاحكام، باب بطانة الامام، و اهل مشورته (الحديث 7198) بنحوه، تعليقاً . تحفة الاشراف (3494) .

عَنْ صَفْوَانَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَا بُعِثَ مِنْ نَّبِيٍّ وَّلَا كَانَ بَعْدَهٗ مِنْ خَلِيْفَةٍ اِلَّا وَلَهٗ بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُهٗ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَبِطَانَةٌ لَا تَاْلُوْهُ خَبَالًا فَمَنْ وُّقِيَ بِطَانَةَ السُّوْءِ فَقَدْ وُقِيَ" ۔

★★ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جس بھی نبی کو مبعوث کیا گیا' یا اُس کے بعد جس خلیفہ کو بھیجا گیا' اس کے ساتھ دو ہمراہی ہوتے ہیں' ایک ہمراہی اُسے بھلائی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے منع کرتا ہے' جبکہ دوسرا ہمراہی اُسے نقصان پہنچانے کی پوری کوشش کرتا ہے' تو جس شخص کو بُرے ہمراہی سے بچالیا جائے' وہ بچ جاتا ہے''۔

باب وَزِيرِ الْاِمَامِ ۔

باب: حکمران کا وزیر

4215 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ اَبِيْ حُسَيْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمَّتِيْ تَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ وَّلِيَ مِنْكُمْ عَمَلًا فَاَرَادَ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا جَعَلَ لَهٗ وَزِيْرًا صَالِحًا اِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهٗ وَاِنْ ذَكَرَ اَعَانَهٗ" ۔

★★ قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں: میں نے اپنے چچا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص حکمران بنتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کرے' تو اُسے صالح وزیر عطا کر دیتا ہے' اگر وہ حکمران کوئی کام بھول جائے' تو وزیر اُسے یاد کروا دیتا ہے' اگر وہ بات حکمران کو یاد ہو تو (اس کام کو پورا کرنے میں) وزیر اس کی مدد کرتا ہے''۔

باب جَزَاءِ مَنْ اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاَطَاعَ ۔

یہ باب ہے کہ جس شخص کو کسی گناہ کا حکم دیا جائے اور وہ اس کی اطاعت کرلے اس کی جزاء (کے بارے میں روایت)

4216 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ

4215-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (17544) ۔

4216-اخرجه البخاري في المغازي، باب سرية عبد الله بن حذافة السهمي و علقمة بن مجزز المدلجي (الحديث 4340) بنحوه، و في الاحكام، باب السمع و الطاعة للامام ما لم تكن معصية (الحديث 7145) بنحوه، و في اخبار الاحاد، باب ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان و الصلاة و الصوم و الفرائض و الاحكام (الحديث 7257) ۔ واخرجه مسلم في الامارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية و تحريمها في المعصية (الحديث 39 و 40) بنحوه ۔ واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الطاعة (الحديث 2625) ۔ تحفة الاشراف (10168) ۔

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا فَاَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا . فَاَرَادَ نَاسٌ اَنْ يَّدْخُلُوْهَا وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِنَّمَا فَرَرْنَا مِنْهَا فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِلَّذِيْنَ اَرَادُوْا اَنْ يَّدْخُلُوْهَا "لَوْ دَخَلْتُمُوْهَا لَمْ تَزَالُوْا فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" . وَقَالَ لِلْاٰخَرِيْنَ خَيْرًا . وَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فِيْ حَدِيْثِهِ قَوْلًا حَسَنًا . وَقَالَ "لَا طَاعَةَ فِيْ مَعْصِيَةِ اللّٰهِ اِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوْفِ" .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہم روانہ کی اور ایک شخص کو اس کا امیر مقرر کیا امیر نے آگ جلائی اور حکم دیا: تم لوگ اس میں داخل ہو جاؤ! کچھ لوگ اس میں داخل ہونے لگے لیکن دوسرے لوگوں نے کہا: ہم تو پہلے ہی آگ سے بچ کر (اسلام کی پناہ میں آئے ہیں) بعد میں ان لوگوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے یہ فرمایا' جو آگ میں داخل ہونا چاہتے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

''اگر تم اس میں داخل ہو جاتے' تو قیامت تک اسی میں رہتے''

جبکہ دوسرے فریق کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھلائی کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

ابوموسیٰ نامی راوی نے لفظ نقل کیے ہیں: ''اچھے الفاظ ارشاد فرمائے''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا:)

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے بارے میں' کوئی اطاعت نہیں ہوتی ہے اطاعت ہمیشہ نیکی کے کام میں ہوتی ہے''۔

4217 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيْمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ اِلَّا اَنْ يُّؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''مسلمان پر اطاعت و فرمانبرداری' ہر اس چیز میں لازم ہے' جو اُسے پسند ہو یا جو اُسے ناپسند ہو البتہ اگر اُسے گناہ کے ارتکاب کا حکم دیا جائے' تو حکم مختلف ہوگا' کیونکہ جب اُسے گناہ کے ارتکاب کا حکم دیا جائے' تو پھر کوئی اطاعت و فرمانبرداری نہیں ہوگی''۔

باب ذِكْرِ الْوَعِيْدِ لِمَنْ اَعَانَ اَمِيْرًا عَلَى الظُّلْمِ .

جو شخص کسی ظلم کے بارے میں' کسی حکمران کی مدد کرتا ہے' اس کے لیے وعید کا تذکرہ

4218 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِيْ حَصِيْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ فَقَالَ "اِنَّهُ

4217-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7792) .

سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ صَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَارِدٌ عَلَيَّ الْحَوْضَ"۔

★★ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت نو افراد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے بعد کچھ ایسے حکمران ہوں گے کہ جن کے جھوٹ کے بارے میں' جو شخص ان کی تصدیق کرے گا اور جن کے ظلم کے بارے میں جو شخص ان کی معاونت کرے گا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا' وہ شخص حوض پر میرے پاس نہیں آسکے گا اور جو شخص ان حکمرانوں کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم میں ان کی مدد نہیں کرے گا' اس کا مجھ سے تعلق ہوگا' میرا اُس سے تعلق ہوگا' اور وہ میرے حوض پر میرے پاس آئے گا''۔

باب مَنْ لَمْ يُعِنْ أَمِيرًا عَلَى الظُّلْمِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص ظلم کے بارے میں حکمران کی مدد نہیں کرتا

4219 - أَخْبَرَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الْوَهَّابِ - قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ أَبِي حَصِينٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَاصِمٍ الْعَدَوِيِّ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ تِسْعَةٌ خَمْسَةٌ وَأَرْبَعَةٌ أَحَدُ الْعَدَدَيْنِ مِنَ الْعَرَبِ وَالآخَرُ مِنَ الْعَجَمِ فَقَالَ "اسْمَعُوا هَلْ سَمِعْتُمْ أَنَّهُ سَتَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ مَنْ دَخَلَ عَلَيْهِمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَأَعَانَهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ وَلَيْسَ بِوَارِدٍ عَلَيَّ الْحَوْضَ وَمَنْ لَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهِمْ وَلَمْ يُصَدِّقْهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَلَمْ يُعِنْهُمْ عَلَى ظُلْمِهِمْ فَهُوَ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَسَيَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ"۔

★★ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' ہم اس وقت نو افراد تھے' ان میں سے پانچ افراد تھے اور چار افراد تھے' یعنی ان دونوں میں سے ایک عدد عربوں کا ہے اور دوسری تعداد عجمیوں کی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''سنو! کیا تم سن رہے ہو! میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے کہ جو شخص ان کے پاس جائے گا' ان کے جھوٹ کے بارے میں ان کی تصدیق کرے گا' ان کے ظلم کے بارے میں ان کی مدد کرے گا' اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوگا' میرا اُس سے کوئی تعلق نہیں ہوگا اور وہ حوض پر میرے پاس نہیں آسکے گا۔

جو شخص ان کے پاس نہیں جائے گا اور ان کے جھوٹ میں ان کی تصدیق نہیں کرے گا اور ان کے ظلم کے بارے میں ان کی مدد نہیں کرے گا' وہ مجھ سے متعلق ہوگا' میرا اُس سے تعلق ہوگا اور وہ عنقریب میرے حوض پر آئے گا''۔

4218-اخرجه الترمذي في الفتن، باب، 72 . (الحديث 2259) بنحوه . واخرجه النسائي في البيعة، من لم يعن اميرًا على الظلم (الحديث 2219) . تحفة الاشراف (11110) . 4219-تقدم (الحديث 4218) .

باب فَضْلِ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْحَقِّ عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ .

جو شخص ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہتا ہے اس کی فضیلت

4220 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهُ فِي الْغَرْزِ أَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ "كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" .

★★ حضرت طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت اپنا پاؤں رکاب میں رکھا ہوا تھا (سوال یہ تھا:) کون سا جہاد زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''ظالم حکمران کے سامنے حق بات کہنا''۔

باب ثَوَابِ مَنْ وَفَّى بِمَا بَايَعَ عَلَيْهِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اپنی کی ہوئی بیعت کو پورا کرتا ہے اس کے اجر و ثواب (کا بیان)

4221 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلاَنِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ "بَايِعُونِي عَلَى أَنْ لاَ تُشْرِكُوا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلاَ تَسْرِقُوا وَلاَ تَزْنُوا" . وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الآيَةَ "فَمَنْ وَفَّى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَهُوَ إِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ" .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک محفل میں بیٹھے ہوئے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم میری بیعت کرو کہ تم کسی کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہراؤ گے' تم چوری نہیں کرو گے' زنا نہیں کرو گے''۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کے سامنے قرآن کی آیت تلاوت کی (اور فرمایا:)

''تم میں سے جو شخص اس عہد کو پورا کرے گا' اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو ان میں سے کسی ایک جرم کا ارتکاب کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی کرتا ہے' تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہوگا' اگر وہ چاہے گا' تو اُسے عذاب دے گا' اگر وہ چاہے گا' تو اس کی مغفرت کر دے گا''۔

4220-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4983) .

4221-تقدم الحديث (4172) .

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ .

یہ باب ہے کہ حکومت کے حصول کے لالچ کا ناپسندیدہ ہونا

4222 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَاِنَّهَا سَتَكُوْنُ نَدَامَةً وَّحَسْرَةً فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''عنقریب تم لوگوں کو حکومت کا لالچ ہوگا اور یہ چیز عنقریب ندامت اور حسرت کا باعث ہوگی' تو دودھ پلانے والی اچھی ہوتی ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری ہوتی ہے''۔

4222-اخرجه البخاري في الاحكام، باب ما يكره من الحرص على الامارة (الحديث 7148) . و اخرجه النسائي في آداب القضاة، النهي عن مسالة الامارة (الحديث 5400) . تحفة الاشراف (13017) .

کِتَابُ الْعَقِیْقَةُ

یہ کتاب عقیقہ کے بیان میں ہے

عقیقہ کے متعلق احادیث آثار اور اقوال تابعین کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت سلیمان بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کے ساتھ عقیقہ ہے۔ اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اس گندگی کو دور کرو۔

(صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف ایک بکری (ذبح کرو) اس میں کوئی حرج نہیں کہ وہ نر ہو یا مادہ۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام دارمی (سنن دارمی ج ۲ ص ۸) اور امام احمد (مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۶-۴۲۲-۳۸۱) نے بھی روایت کیا ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا اپنے عقیقہ کے بدلے میں گروی ہے۔ ولادت کے ساتویں دن اسکی طرف سے ذبح کیا جائے اس کا نام رکھا اور اس کے بال مونڈے جائیں۔ امام ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (جامع ترمذی ص ۲۷۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابوداود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس (علیہ السلام) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دو دو مینڈھے ذبح کئے۔ (سنن ابوداود ج ۲ ص ۳۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

امام ابوعبدالرحمان احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کئے۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۸ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

صحیح بخاری اور جامع ترمذی میں جن احادیث کا ذکر ہے وہ سب سنن ابوداود اور سنن نسائی میں بھی مذکور ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ سنن ابوداود میں حضرت حسن اور حضرت حسین کی طرف سے ایک ایک مینڈھے کو ذبح کرنے کا تذکرہ ہے اور سنن نسائی میں دو دو مینڈھے ذبح کرنے کا ذکر ہے تو اس کی کیا توجیہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ولادت

کے دن ایک ایک مینڈھا ذبح کیا اور ساتویں دن ایک ایک مینڈھا اور ذبح کیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک مینڈھا آپ نے اپنی طرف سے ذبح کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دوسرا مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا تو جس نے ایک ایک مینڈھے کے ذبح کی روایت کی اس نے آپ کی طرف ذبح کی حقیقی نسبت کی اور جس نے دو دو کو ذبح کرنے کی روایت کی اس نے آپ کی طرف مجازاً نسبت کی۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کی طرف سے دو دو مینڈھے ذبح کئے۔ (المصنف ج ۴ ص ۳۳۰)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابودرداء حضرت جابر اور عکرمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا۔ (المصنف ج ۸ ص ۴۷-۴۶)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے دو مینڈھے ذبح کئے۔

محمد بن علی بن حسین روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے بالوں کے ہم وزن چاندی صدقہ کی اور امام مالک نے یحیٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ آپ نے حضرت علی کے دو بیٹوں حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۲۹۹ مطبوعہ ملتان)

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول نے اعلان نبوت کے بعد خود اپنا عقیقہ کیا، (المصنف ج ۴ ص ۳۲۰)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے اس حدیث کو امام بزار نے اور امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے اور اس حدیث کے روای ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۹) اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ (سنن کبریٰ ج ۹ ص ۳۰۰ مطبوعہ ملتان)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: عطا بیان کرتے ہیں کہ ام اسباع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کیا میں اپنی اولاد کی طرف سے عقیقہ کروں آپ نے فرمایا ہاں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک۔ (المصنف ج ۸ ص ۵۰ مطبوعہ کراچی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کرنے کا حکم دیا نیز حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں سنت ہیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری سنت ہے۔ (المصنف ج ۸ ص ۵۰ مطبوعہ کراچی)

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے جو بھی عقیقہ کے متعلق سوال کرتا وہ اس کو عقیقہ کرنے کا حکم دیتے۔ (المصنف ج ۸ ص ۳۳۱ مطبوعہ کتب اسلامی بیروت)

امام ابوالقاسم سلیمان احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت اسماء بنت یزید بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریوں کا عقیقہ ہے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا۔ (المعجم الکبیر ج ۲۳ص ۱۸۳)
قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک اپنے بیٹوں کی طرف سے اونٹ ذبح کر کے عقیقہ کرتے تھے۔
(المعجم الکبیر ج اص ۲۴۴ مطبوعہ بیروت)
حافظ الہیثمی نے لکھا ہے اس حدیث کے تمام راوی صحیح ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۵۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ روایت کرتے ہیں: جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے جو عقیقہ کیا تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا تھا کہ اس کی ایک ٹانگ دائی کے پاس بھیجی جائے اور اس کی کسی ہڈی کو نہ توڑا جائے۔
ابن ابی ذئب بیان کرتے ہیں کہ میں زہری سے عقیقہ کے متعلق سوال کی انہوں نے کہا اس کی ہڈیوں کو توڑا جائے نہ سر کو اور نہ بچہ کو اس کے خون میں لتھیڑا جائے۔
ہشام بیان کرتے ہیں کہ حسن اور ابن سیرین عقیقہ میں ان تمام باتوں کو مکروہ کہتے تھے جو قربانی میں مکروہ ہیں اور ان کے نزدیک عقیقہ بہ منزلہ قربانی ہے اس کے گوشت کو کھایا جائے اور کھلایا جائے۔
حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساتویں دن عقیقہ کیا جائے بچہ کا سر مونڈا جائے اور اس کا نام رکھا جائے۔
ابوجعفر بیان کرتے ہیں کہ حضرت فاطمہ نے ساتویں دن اپنے بیٹے کا عقیقہ کیا۔ اس کا نام رکھا۔ اس کا سر مونڈا۔ اس کا ختنہ کیا اور اس کے بالوں کے برابر چاندی صدقہ کی۔ (المصنف ج ۸ص ۵۵-۵۲ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)
امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ روایت کرتے ہیں: عطا کہتے ہیں کہ ساتویں دن بچہ کا عقیقہ کیا جائے اگر اس دن نہ کر سکیں تو اگلے ساتویں دن موخر کر دیں اور میں نے دیکھا ہے کہ لوگ ساتویں دن ہی عقیقہ کا قصد کرتے ہیں اور عقیقہ کرنے والے خود بھی گوشت کھائیں اور لوگوں کو ہدیہ بھی دیں۔ ابن عیینہ نے کہا میں نے پوچھا کیا یہ سنت ہے؟ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم دیا ہے ابن عیینہ نے کہا کیا اس کے گوشت کو صدقہ کر دیں؟ کہا نہیں اگر چاہیں تو صدقہ کریں اور چاہیں تو خود کھالیں۔
(المصنف ج ۸ص ۳۳۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ)
امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ روایت کرتے ہیں:
حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیقہ ساتویں دن کیا جائے اور چودھویں دن اور اکیسویں دن۔ (سنن کبری ج ۹ص ۳۰۳ مطبوعہ نشر السنہ ملتان)
جو دن بھی سات سے تقسیم ہو جائے اس میں عقیقہ کرنا سنت ہے اگر بچہ مثلاً منگل کو پیدا ہوا ہے تو جس پیر کو بھی عقیقہ کی جائے وہ سات دن سے تقسیم ہوگا۔

عقیقہ کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریے کا بیان

علامہ عبداللہ بن احمد ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں: عقیقہ کرنا سنت ہے۔ عام اہل علم کا یہی مذہب ہے۔ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر حضرت عائشہ فقہاء تابعین اور تمام ائمہ کا یہی نظریہ ہے ماسوا فقہاء احناف کے انہوں نے کہا یہ سنت نہیں ہے بلکہ امر جاہلیت سے ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ عقوق کو ناپسند کرتا ہے گویا آپ نے لفظ عقوق کو ناپسند فرمایا (اس کا معنی قطع کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی ہے) اور فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ جانور ذبح کرنا چاہے تو جانور ذبح کرے۔ (سنن ابوداود ج ۲ ص ۳۷-۳۶ سنن نسائی ج ۲ ص ۱۸۷ ابوداود اور نسائی میں اس کے بعد مذکور لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری) امام مالک نے اس حدیث کو اپنی موطا میں روایت کیا ہے۔ حسن بصری اور داود (ظاہری) نے کہا عقیقہ کرنا واجب ہے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ لوگ پانچ نمازوں کی طرح عقیقہ کا اہتمام کرتے ہیں کیونکہ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ہر لڑکا اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی رکھا ہوا ہے، ساتویں دن اس کا عقیقہ کیا جائے اس کا نام رکھا جائے اور اس کا سر مونڈا جائے۔ حضرت ابوہریرہ سے بھی اس کی مثل مروی ہے امام احمد نے کہا اس حدیث کی سند جید ہے۔ عقیقہ کے استحباب پر یہ احادیث دلیل ہیں۔ اور حضرت ام کرز سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کا عقیقہ کیا جائے اور عقیقہ کے استحباب پر اجماع ہے۔ ابوالزناد نے کہا عقیقہ کو ترک کرنا مکروہ ہے، امام احمد نے کہا عقیقہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا ہے اور آپ کے اصحاب نے عقیقہ کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکا عقیقہ کے ساتھ گروی رکھا ہوا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے یہ کہا کہ عقیقہ جاہلیت کے افعال میں سے ہے اور ان کے ساتھ حسن ظن یہ ہے کہ ان کو یہ احادیث نہیں پہنچیں۔ (المغنی ج ۹ ص ۳۶۳ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

عقیقہ کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریے کا بیان

علامہ ابواسحٰق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی شافعی متوفی ۴۵۵ھ لکھتے ہیں: عقیقہ سنت ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ مولود کی طرف سے ایک جانور ذبح کی جائے کیونکہ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ کی اور یہ واجب نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں عقوق کو پسند نہیں کرتا اور جس شخص کے ہاں بچہ پیدا ہو اور وہ جانور ذبح کرنا چاہتا ہو تو کرے۔ آپ نے عقیقہ کو محبت پر معلق کیا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ عقیقہ واجب نہیں ہے نیز عقیقہ بغیر کسی جنایت (جرم) اور نذر کے خون بہانا ہے لہٰذا یہ قربانی کی طرح واجب نہیں ہے (شوافع کے نزدیک قربانی بھی واجب نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہ) اور سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے کیونکہ حضرت ام کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا

لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری نیز عقیقہ خوشی کی وجہ سے شروع کیا گیا ہے اور لڑکے کی ولادت پر لڑکی کی نسبت زیادہ خوشی ہوتی ہے اس لئے اس کی ولادت پر دو بکریاں ذبح کی جائیں گی۔ (المہذب ج۸ ص [illegible] مطبوعہ [illegible] بیروت)

عقیقہ کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریے کا بیان

امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ روایت کرتے ہیں: نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اہل سے جو شخص بھی عقیقہ کے متعلق سوال کرتا وہ اس کو عقیقہ کرنے کا حکم دیتے اور آپ اپنی اولاد کی طرف سے ایک ایک بکری کا عقیقہ کرتے تھے۔ لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے۔

محمد بن حارث تیمی بیان کرتے ہیں کہ عقیقہ کرنا مستحب ہے خواہ چڑیا سے کیا جائے۔ (یہ مبالغہ فرمایا) امام مالک فرماتے ہیں ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے دو بیٹوں حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا گیا۔

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد عروہ بن زبیر اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کا ایک ایک بکری کے ساتھ عقیقہ کرتے تھے۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ ہمارے نزدیک عقیقہ کا حکم یہ ہے کہ جو شخص عقیقہ کرے وہ اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کرے اور عقیقہ کرنا واجب نہیں ہے لیکن عقیقہ مستحب ہے اور ہمارے نزدیک یہ وہ کام ہے جس کو ہمیشہ لوگ کرتے رہے ہیں جو شخص اپنے بیٹے کی طرف سے عقیقہ کرے وہ بہ منزلہ قربانی ہے اس میں کانے لاغر سینگ ٹوٹے ہوئے اور بیمار جانور کو ذبح کرنا جائز نہیں ہے اس کی کھال اور گوشت کو فروخت نہیں کیا جائے گا اس کی ہڈیوں کو توڑا جائے گا۔ گھر والے اس کے گوشت کو کھائیں گے اور اس میں صدقہ کریں گے اور بچہ کو اس کے خون میں نہ لتھیڑا جائے گا۔

(موطا امام مالک ص ۴۹۵-۴۹۶ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام مالک نے عقیقہ میں لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کرنے کے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے یہ ان احادیث کے خلاف ہے جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں ذبح کرنے کا حکم فرمایا ہے اور حضرت ابن عمر اور عروہ بن زبیر نے جو بیٹوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کی ہے وہ کسی عذر پر محمول ہے اسی طرح ہڈیاں توڑنا بھی احادیث کے خلاف ہے اور خون میں لتھیڑنا بھی احادیث کے خلاف ہے۔

عقیقہ کے متعلق فقہاء احناف کا نظریے کا بیان

امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ لکھتے ہیں: امام محمد از امام ابو یوسف از امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں کہ لڑکے کا عقیقہ کیا جائے نہ لڑکی کا۔ (الجامع الصغیر ص ۵۳۳ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۱۱ھ)

نیز امام محمد لکھتے ہیں: ہمیں یہ حدیث پہنچی ہے کہ عقیقہ زمانہ جاہلیت میں تھا اور ابتداء اسلام میں بھی عقیقہ کیا گیا پھر قربانی نے ہر اس ذبیحہ کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا اور رمضان کے روزوں نے ہر اس روزہ کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا اور غسل جنابت نے ہر اس غسل کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا اور زکوٰۃ نے ہر اس صدقہ کو منسوخ کر دیا جو اس سے پہلے تھا ہم کو اسی طرح

حدیث پہنچی ہے۔(موطا امام محمد ص ۸۹-۸۸ مطبوعہ محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

علامہ ابو بکر مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ لکھتے ہیں: عقیقہ وہ ذبیحہ ہے جو بچہ کی پیدائش کے ساتویں دن کیا جاتا ہے ہم نے عقیقہ اور عتیرہ کا منسوخ ہونا اس روایت سے پہچانا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا رمضان کے روزے نے ہر پہلے روزے کو منسوخ کر دیا اور قربانی نے اس سے پہلے کے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا اور غسل جنابت نے اسے پہلے کے ہر غسل کو منسوخ کر دیا اور ظاہر یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کو سنا تھا کیونکہ اجتہاد سے کسی چیز کو منسوخ نہیں کیا جا سکتا۔(الی قولہ) امام محمد نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے۔لڑکے کا عقیقہ کیا جائے نہ لڑکی کا۔اس عبارت میں عقیقہ کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ عقیقہ کرنے میں فضیلت تھی اور جب فضیلت منسوخ ہوگئی تو اس کا صرف مکروہ ہونا باقی رہ گیا۔(بدائع الصنائع ج ۵ ص ۶۹ مطبوعہ ایچ ایم سعید کراچی ۱۴۰۰ھ)

اور فتاوی عالمگیری میں لکھا ہے: ولادت کے ساتویں دن لڑکے یا لڑکی کی طرف سے بکری ذبح کرنا اور لوگوں کی دعوت کرنا اور بچہ کے بال مونڈنا عقیقہ ہے یہ نہ سنت ہے اور نہ واجب ہے اسی طرح کردری کی وجیز میں ہے۔امام محمد نے عقیقہ کے متعلق ذکر کیا ہے جو چاہے کرے اور جو چاہے نہ کرے اس کا اشارہ اباحت کی طرف ہے اس لئے اس کا سنت ہونا ممنوع ہے اور امام محمد نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے لڑکے اور لڑکی کی طرف سے عقیقہ نہ کیا جائے اور یہ کراہت کی طرف اشارہ ہے اسی طرح بدائع کی کتاب الاضحیہ میں ہے۔(فتاوی عالمگیری ج ۶۵ ۳ مطبوعہ مطبع کبری امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ)

عقیقہ کے متعلق احکام شرعیہ اور مسائل کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: عقیقہ نفل ہے اگر چاہے تو کرے اور اگر چاہے تو نہ کرے اور عقیقہ کی تعریف یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے سات دن گزرنے کے بعد ایک بکری ذبح کی جائے اور امام شافعی (بلکہ ائمہ ثلاثہ) کے نزدیک عقیقہ سنت ہے پھر جب کوئی شخص عقیقہ کرنے کا ارادہ کرے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرے کیونکہ عقیقہ ولادت کی خوشی کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور لڑکے کی ولادت پر زیادہ خوشی ہوتی ہے اور اگر لڑکے اور لڑکی دونوں کی طرف سے ایک ایک بکری ذبح کی تب بھی جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن اور حضرت حسین کی طرف سے ایک ایک بکری کو ذبح کیا تھا (سنن ابوداود میں اسی طرح ہے اور سنن نسائی مصنف ابن ابی شیبہ مصنف عبدالرزاق اور سنن بیہقی میں ہے آپ نے ان کی طرف سے دو دو بکریاں ذبح کیں اور یہی صحیح ہے)

عقیقہ میں بھیڑ اور دنبہ چھ ماہ سے کم کا نہ ہو اور بکری ایک سال سے کم نہ ہو عقیقہ کا جانور قربانی کے جانور کی طرح عیوب اور نقائص سے بری ہو کیونکہ عقیقہ بھی قربانی کی طرح شرعاً جانور کا خون بہانا ہے اگر عقیقہ کو ساتویں دن پر موخر یا مقدم کر دیا جائے تو پھر بھی جائز ہے البتہ ساتواں دن افضل ہے اور مستحب یہ ہے کہ اس کا گوشت ہڈیوں سے الگ کر لیں اور نیک شگون کے لئے ہڈیوں کو نہ توڑیں تاکہ اس بچہ کی ہڈیاں سلامت رہیں۔عقیقہ کے گوشت کو خود کھائیں، کھلائیں اور صدقہ کریں۔فصل الکراہۃ والاستحسان میں مذکور ہے کہ ولادت کے ساتویں دن عقیقہ کیا جائے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقیقہ حق ہے۔لڑکے کی طرف سے

دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت کے بعد کے خود اپنا عقیقہ کیا ہے۔ عقیقہ کی دعا یہ ہے ذبح کے وقت کہے۔ اے اللہ یہ میرے فلاں بیٹے کا عقیقہ ہے اس جانور کا خون میرے بیٹے کے خون کے عوض ہے اور اس کا گوشت اس کے گوشت کے عوض ہے اس کی ہڈیاں اس کی ہڈیاں کے عوض ہیں اس کی کھال اس کی کھال کے عوض ہے اس کے بال اس کے بال کے عوض ہیں۔ اے اللہ! اس جانور کو میرے بیٹے کی جہنم سے آزادی کا فدیہ بنادے۔

عقیقہ کی ہڈیوں کو توڑا نہ جائے اور اس کی ران دائی کو دی جائے اور گوشت پکالیا جائے اور بچہ کے سر کو اس کے خون میں لتھیڑنا مکروہ ہے۔ (العقود والدریۃ ج ۲ ص ۲۳۳-۲۳۲ مطبوعہ دارالاشاعۃ العربیہ کوئٹہ)

عقیقہ کو منسوخ قرار دینے کے دلائل پر بحث ونظر کا بیان

امام محمد شیبانی نے فرمایا ہے کہ عقیقہ رسم جاہلیت میں سے ہے اور یہ ابتداء اسلام میں بھی مشروع رہا ہے بعد میں قربانی نے اس کو منسوخ کر دیا اس لئے عقیقہ نہ کیا جائے علامہ کاسانی نے اس پر متفرع کیا ہے کہ عقیقہ کرنا مکروہ ہے اور وجیز میں اس کی اباحت کی طرف اشارہ ہے یعنی یہ کار ثواب نہیں ہے۔

ہمارے نزدیک عقیقہ کو قربانی سے منسوخ قرار دینا صحیح نہیں ہے کیونکہ ہجرت کے پہلے سال قربانی مشروع ہوگئی تھی۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے مدینہ منورہ میں دس سال قیام کیا اور قربانی کرتے رہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔ (جامع ترمذی ص ۲۲۷ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

اگر قربانی سے عقیقہ منسوخ ہوگیا تھا تو قربانی مشروع ہونے کے بعد عقیقہ نہیں ہونا چاہئے تھا حالانکہ ہجرت کے پہلے سال سے قربانی مشروع ہوگئی تھی اور تین ہجری کو حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت)

اور چار ہجری کو حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ (اسد الغابہ ج ۲ ص ۹ مطبوعہ دارالفکر بیروت) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کا عقیقہ کیا۔ اگر قربانی کے بعد عقیقہ منسوخ ہوگیا ہوتا تو آپ ان کو عقیقہ نہ کرتے اور آپ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر نے اپنے بچوں کا عقیقہ کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کا عقیقہ نہ کرتے اور آپ کے وصال کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بچوں کا عقیقہ کیا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اپنے بچوں کا عقیقہ نہ کیا۔ عروہ ابن الزبیر نے اپنے بچوں کا عقیقہ کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا عقیقہ کے قائل تھے۔ بہ کثرت احادیث صحیحہ میں آپ نے عقیقہ کا حکم دیا اور متعدد صحابہ کرام اور فقہاء تابعین عقیقہ کو سنت قرار دیتے تھے۔ امام مالک امام شافعی اور احمد بھی بالاتفاق عقیقہ کے سنت ہونے کے قائل ہیں اور جس چیز کا سنت ہونا اتنی کثیر احادیث سے ثابت ہو وہ مکروہ یا مباح کیسے ہوسکتی ہے۔

امام احمد رضا کا احادیث کو اقوال فقہاء پر مقدم رکھنے کا بیان

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ متوفی ۱۳۴۰ھ بلند پایہ محقق تھے وہ اندھی تقلید سے بہت تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو اقوال فقہاء پر مقدم رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام فقہاء احناف نے عقیقہ کرنے کو مکروہ یا مباح لکھا

لیکن امام احمد رضا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے پیش نظر عقیقہ کو سنت لکھا فرماتے ہیں۔

عقیقہ ولادت کے ساتویں روز سنت ہے اور یہی افضل ہے ورنہ چودھویں اکیسویں دن اور خصی جانور اور قربانی میں افضل ہے اور عقیقہ کا گوشت آباء واجداد بھی کھا سکتے ہیں۔ مثل قربانی اس میں بھی تین حصہ کرنا مستحب ہے اور اس کی ہڈی توڑنے میں علماء تفاولا نہ توڑنا بہتر جانتے ہیں۔ پسر کے عقیقہ میں دو جانور درکار ہیں اور یہی کافی ہے اگرچہ خصی نہ ہو۔

نیز فرماتے ہیں: باپ اگر حاضر اور ذبح پر قادر ہو تو اسی کا ذبح کرنا بہتر ہے کہ یہ شکر نعمت ہے جس پر نعمت ہوئی وہی اپنے ہاتھ سے شکر ادا کرے وہ نہ ہو یا ذبح نہ کر سکے تو دوسرے کو قائم کرے یا کیا جائے اور ذبح کرے وہی دعا پڑھے۔ عقیقہ پسر میں کہ باپ ذبح کرے دعا یوں پڑھے:

اللّٰھم ھذہ عقیقۃ ابنی فلان (فلاں کی جگہ بیٹے کا نام لے) دمھا بدمہ ولحمھا بلحمہ وعظمھا بعظمہ وجلدھا بجلدہ وشعرھا بشعرہ اللّٰھم اجعلھا فداء لابنی من النار بسم اللہ اللہ اکبر۔

فلاں کی جگہ پسر کا جو نام رکھنا ہو لے۔ دختر ہو تو دونوں جگہ ابنی کی جگہ بنتی اور پانچوں جگہ کی جگہ پاک ہے اور دوسرا شخص ذبح کرے تو دونوں جگہ ابنی فلاں یا بنتی فلاں کی جگہ فلاں بن فلاں یا فلانہ بنت فلاں کہے بچہ کو اس کے باپ کی طرف نسبت کرے۔ ہڈیاں توڑنے میں حرج نہیں اور نہ توڑنا بہتر اور دفن کر دینا افضل۔ عقیقہ ساتویں دن افضل ہے نہ ہو سکے تو چودھویں ورنہ اکیسویں۔ ورنہ زندگی بھر میں جب کبھی ہو۔ وقت دن کا ہو رات کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

کم سے کم ایک تو ہے ہی اور پسر کے لئے دو افضل ہیں استطاعت نہ ہو تو ایک بھی کافی ہے گوشت بنانے کی اجرت داموں میں مجرا کر سکتا ہے۔ سری پائے خود کھائے خواہ اقرباء یا مساکین جسے چاہے خواہ سب حجام یا سب سقا کو دے دے۔ شرع مطہر نے ان کا کوئی خاص حق مقرر نہ فرمایا (فتاوی رضویہ ج ۲۰ ص ۵۸۶-۵۷۱ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی، تفسیر تبیان القرآن)

باب

باب: بلاعنوان

4223 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَقِيْقَةِ فَقَالَ "لَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْعُقُوْقَ" . وَكَاَنَّهٗ كَرِهَ الْاِسْمَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَسْاَلُكَ اَحَدُنَا يُوْلَدُ لَهٗ . قَالَ "مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّنْسُكَ عَنْ وَّلَدِهٖ فَلْيَنْسُكْ عَنْهُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَاَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ" . قَالَ دَاوُدُ سَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ عَنِ الْمُكَافَاَتَانِ قَالَ الشَّاتَانِ الْمُشَبَّهَتَانِ تُذْبَحَانِ جَمِيْعًا .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ عقوق (نافرمانی) کو پسند نہیں کرتا''۔

(راوی کہتے ہیں:) گویا نبی اکرم ﷺ نے اس نام کو پسند نہیں کیا۔

سائل نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: ہم آپ ﷺ سے یہ پوچھ رہے ہیں اگر ہم میں سے کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے (تو اُسے عقیقہ کرنا چاہیے)؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص پسند کرے وہ اپنے بچے کی طرف سے قربانی کر لے اُسے لڑکے کی طرف سے دو بکریاں قربان کرنی چاہئیں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کرنی چاہیے''۔

داؤد نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے زید بن اسلم سے اس روایت میں استعمال ہونے والے لفظ ''مکافاتان'' کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا: اس سے مراد یہ ہے وہ ایسی بکریاں جو ایک دوسرے کے ساتھ مشابہت رکھتی ہوں اور ان دونوں کو ذبح کیا جائے۔

4224 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَقَّ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ .

★★ عبداللہ بن بریدہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا عقیقہ کیا تھا۔

باب الْعَقِيْقَةِ عَنِ الْغُلَامِ .

یہ باب لڑکے کا عقیقہ کرنے کے بیان میں ہے

4225 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ وَحَبِيْبٌ وَيُوْنُسُ وَقَتَادَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ الضَّبِّيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فِي الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّاَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى" .

★★ حضرت سلیمان بن عامر ضبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''لڑکے کا عقیقہ ہوگا' تم اس کی طرف سے خون بہاؤ اور اُس سے گندگی کو دور کر دو (یعنی سر کے بال صاف کر دو)''۔

4226 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّطَاؤُسٍ وَّمُجَاهِدٍ عَنْ اُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فِي الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَاَتَانِ وَفِي

4224-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1971) .

4225-اخرجه البخاري في العقيقة، باب اماطة الاذى عن الصبي في العقيقة (الحديث 5471) مختصراً، و (الحديث 5472) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2839) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب في الاذان في اذن المولود (الحديث 1515) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب العقيقة (الحديث 3164) . تحفة الاشراف (4485) .

4226-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18349) .

الْجَارِيَةِ شَاةٌ" .

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لڑکے کے عقیقے میں برابر کی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور لڑکی کے عقیقے میں ایک بکری ذبح کی جائے گی''۔

باب الْعَقِيقَةِ عَنِ الْجَارِيَةِ .

یہ باب لڑکی کا عقیقہ کرنے کے بیان میں ہے

4227 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ قَالَ عَمْرٌو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ حَبِيبَةَ بِنْتِ مَيْسَرَةَ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ مُكَافَأَتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ" .

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لڑکے کی طرف سے دو برابر کی بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقہ میں ذبح کی جائے گی)''۔

باب كَمْ يَعُقُّ عَنِ الْجَارِيَةِ .

یہ باب ہے کہ لڑکی کی طرف سے کتنے جانور عقیقہ میں قربان کیے جائیں گے؟

4228 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ يَزِيْدَ - عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحُدَيْبِيَةِ اَسْاَلُهُ عَنْ لُحُوْمِ الْهَدْىِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ "عَلَى الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَلَى الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَمْ اِنَاثًا" .

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں حدیبیہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قربانی کے گوشت کے بارے میں دریافت کروں تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری (عقیقے میں قربان کرنا لازم ہے) وہ بکرے ہوں یا بکریاں ہوں تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا (یعنی ان دونوں کو قربان کیا جاسکتا ہے)''۔

4229 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِىْ يَزِيْدَ عَنْ سِبَاعِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أُمِّ كُرْزٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ لَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَمْ اِنَاثًا" .

★★ سیدہ اُم کرز رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4227-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2834) . تحفة الاشراف (18352) .

4228-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2835 و 2836) . واخرجه النسائي في العقيقة، كم يعق عن الجارية (الحديث 4229) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب العقيقة (الحديث 3162) مختصراً . تحفة الاشراف (18347) .

4229-تقدم (الحديث 4228) .

''لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری قربان کی جائے گی تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا' وہ بکرا ہو یا بکری ہو''۔

4230 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ - هُوَ ابْنُ طَهْمَانَ - عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِكَبْشَيْنِ كَبْشَيْنِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف سے عقیقہ میں دو دو دنبے قربان کیے تھے۔

باب مَتَى يَعُقُّ .

یہ باب ہے کہ عقیقہ کب کیا جائے؟

4231 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ سَعِيْدٍ اَنْبَاَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ غُلَامٍ رَهِيْنٌ بِعَقِيْقَتِهٖ تُذْبَحُ عَنْهُ يَوْمَ سَابِعِهٖ وَيُحْلَقُ رَاْسُهٗ وَيُسَمّٰى" .

★★ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''بچہ اپنے عقیقے کے عوض میں رہن رکھا جاتا ہے اس کی پیدائش کے ساتویں دن اس کی طرف سے قربانی کی جائے اس کا سر منڈوایا جائے اور اس کا نام رکھا جائے''۔

4232 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَيْشُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ قَالَ لِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ سَلِ الْحَسَنَ مِمَّنْ سَمِعَ حَدِيْثَهٗ فِي الْعَقِيْقَةِ . فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ سَمِعْتُهٗ مِنْ سَمُرَةَ .

★★ حبیب بن شہید بیان کرتے ہیں: محمد بن سیرین نے مجھ سے کہا: تم حسن بصری سے یہ دریافت کرو کہ انہوں نے عقیقہ کے بارے میں حدیث کس سے سنی ہے؟ میں نے حسن بصری سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: میں نے یہ حدیث حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہے۔

4230-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6201) .

4231-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العقيقة (الحديث 2837 و 2838) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب من العقيقة (الحديث 1522م) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب العقيقة (الحديث 3165) . تحفة الاشراف (4581) .

4232-اخرجه البخاري في العقيقة، باب اماطة الاذى عن الصبي في العقيقة (الحديث 5472م) . واخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في صلاة الوسطى انها العصر (الحديث 182م) . تحفة الاشراف (4579) .

كِتَابُ الْفَرَعِ وَالْعَتِيرَةِ

یہ کتاب فرع اور عتیرہ کے بیان میں ہے

باب

بلا عنوان

فرع اور عتیرہ کی کوئی حقیقت نہ ہونے کا بیان

4233 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيرَةَ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"فرع اور عتیرہ (کی کوئی حقیقت) نہیں ہے"۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "فرع اور عتیرہ (کی) اسلام میں (کوئی حقیقت) نہیں۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "فرع جانور کا وہ پہلا بچہ ہے جو کافروں کے یہاں پیدا ہوتا ہے تو وہ اسے اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد اول: رقم الحدیث، 1450)

ایام جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ کسی کے ہاں جب جانور کے پہلا بچہ پیدا ہوتا تھا تو وہ اسے بتوں کے نام پر ذبح کرتا تھا۔ ابتداء اسلام میں بھی یہ طریقہ جاری رہا کہ مسلمان اس بچہ کو اللہ کے نام پر ذبح کر دیتے تھے مگر بعد میں اس طریقہ کو منسوخ قرار دے دیا گیا اور کفار کی مشابہت کے پیش نظر مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا گیا۔ عتیرہ کسے فرماتے ہیں؟: نیز ایام جاہلیت میں ایک رسم یہ بھی تھی کہ لوگ ماہ رجب کے پہلے عشرہ میں اپنے معبود کا تقرب حاصل کرنے کے ایک بکری ذبح کرتے تھے اسی کو عتیرہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ ابتداء اسلام میں مسلمان بھی ایسا کرتے تھے مگر کافر تو اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور مسلمان اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ سمجھ کر اللہ کے نام پر ذبح کرتے تھے پھر بعد میں اسے بھی منسوخ قرار دے کر مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا گیا۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ ممانعت اسی لئے تھی کہ وہ اسے اپنے بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے، اگر اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کیا جائے تو کوئی

4233-اخرجه البخاري في العقيقة، باب العتيرة (الحديث 5474) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب الفرع و العتيرة (الحديث 38) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العتيرة (الحديث 2831) . واخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، (الحديث 4234) . و اخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب الفرع و العتيرة (الحديث 3168) . تحفة الاشراف (13127) .

مضائقہ نہیں لیکن صحیح مسئلہ یہ ہے کہ بت پرستوں کی مشابہت سے بچنے کے لئے یہ ممانعت عام ہے۔

4234 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبَا اِسْحَاقَ عَنْ مَعْمَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَحَدُهُمَا نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْفَرَعِ وَالْعَتِيْرَةِ . وَقَالَ الْاٰخَرُ "لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: (یہاں ایک راوی نے یہ لفظ نقل کیے ہیں:)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرع اور عتیرہ (کے بارے میں اعتقاد رکھنے) سے منع کیا ہے۔

جبکہ دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: فرع اور عتیرہ (کی کوئی حقیقت) نہیں ہے۔

4235 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ - وَهُوَ ابْنُ مُعَاذٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ رَمْلَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا مِخْنَفُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ وُقُوْفٌ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ فَقَالَ "يَاۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰى اَهْلِ بَيْتٍ فِیْ كُلِّ عَامٍ اُضْحَاةً وَّعَتِيْرَةً" . قَالَ مُعَاذٌ كَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَعْتِرُ اَبْصَرَتْهُ عَيْنِیْ فِیْ رَجَبٍ .

★★ حضرت مخنف بن سلیم بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفہ میں وقوف کیے ہوئے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک گھر والوں پر ہر سال بڑی عید کے موقع پر قربانی کرنا اور اس کے علاوہ عتیرہ (کا جانور قربان کرنا) لازم ہے۔

اس روایت کے راوی معاذ بیان کرتے ہیں: ابن عون نامی راوی کو میں نے اپنی آنکھوں کے ساتھ رجب کے مہینے میں عتیرہ کا جانور قربان کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

4236 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيْدِ اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ شُعَيْبِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْهِ { عَنْ اَبِيْهِ } وَزَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْفَرَعَ . قَالَ "حَقٌّ فَاِنْ تَرَكْتَهُ حَتّٰى يَكُوْنَ بَكْرًا فَتَحْمِلَ عَلَيْهِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ تُعْطِيَهُ اَرْمَلَةً خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذْبَحَهُ فَيَلْصَقَ لَحْمُهُ بِوَبَرِهٖ فَتُكْفِئَ اِنَاءَكَ وَتُوَلِّهَ نَاقَتَكَ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

4234-اخرجه البخاري في العقيقة، باب الفرع (الحديث 5473)، و باب العتيرة (الحديث 5474) . و اخرجه مسلم في الاضاحي، باب الفرع و العتيرة (الحديث 38) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العتيرة (الحديث 2831) . و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، (الحديث 4233) . و اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الفرع و العتيرة (الحديث 1512) واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب الفرع والعتيرة (الحديث 3168) . تحفة الاشراف (13127 و 13269) .

4235-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما جاء في ايجاب الاضاحي (الحديث 2788) مطولاً . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب 19 . (الحديث 1518) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب الاضاحي واجبة هي ام لا (الحديث 3125) مطولاً . تحفة الاشراف (11244) .

4236-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8701) .

فَالْعَتِيرَةُ قَالَ "الْعَتِيرَةُ حَقٌّ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عَلِيٍّ الْحَنَفِيُّ هُمْ اَرْبَعَةُ اِخْوَةٍ اَحَدُهُمْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّبِشْرٌ وَّشَرِيْكٌ وَّاٰخَرُ .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اُن کے والد (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! فرع (کی کیا حقیقت ہے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ حق ہے اگر تم اسے چھوڑ دو یہاں تک کہ یہ جوان ہو جائے پھر تم اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے کسی مجاہد کو) وہ سواری کے لیے دے دو تم اُسے کسی بیوہ کو دے دو تو تمہارے لیے اُسے اس وقت ذبح کرنے سے زیادہ بہتر ہے اس کا گوشت اس کے بالوں کے ساتھ چمٹا ہوا ہو اور پھر تم اپنے برتن کو الٹا دو اپنی اونٹنی کو پریشان کر دو۔

لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! عتیرہ (کا کیا حکم ہے؟) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: عتیرہ حق ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: ابوعلی حنفی نامی (راوی) چار بھائی ہیں: ابوبکر بشر شریک اور ایک اور ہے۔

4237 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ - عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ زُرَارَةَ بْنِ كُرَيْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو الْبَاهِلِيُّ - قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَذْكُرُ اَنَّهُ سَمِعَ جَدَّهُ الْحَارِثَ بْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ اَنَّهُ لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ فَاَتَيْتُهُ مِنْ اَحَدِ شِقَّيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ اسْتَغْفِرْ لِيْ . فَقَالَ "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ" . ثُمَّ اَتَيْتُهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ اَرْجُوْ اَنْ يَخُصَّنِيْ دُوْنَهُمْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اسْتَغْفِرْ لِيْ . فَقَالَ بِيَدِهِ "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ" . فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ النَّاسِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الْعَتَائِرُ وَالْفَرَائِعُ . قَالَ "مَنْ شَاءَ عَتَرَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يَعْتِرْ وَمَنْ شَاءَ فَرَّعَ وَمَنْ شَاءَ لَمْ يُفَرِّعْ فِي الْغَنَمِ اُضْحِيَتُهَا" . وَقَبَضَ اَصَابِعَهُ اِلَّا وَاحِدَةً .

★★ یحییٰ بن زرارہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے اپنے دادا حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی ملاقات نبی اکرم ﷺ سے ہوئی' نبی اکرم ﷺ اُس وقت اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے۔

راوی کہتے ہیں: میں اس کے ایک پہلو کی طرف سے' نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے! تو نبی اکرم ﷺ نے دعا کی:

''اللہ تعالیٰ تم سب لوگوں کی مغفرت کرے''

میں دوسری طرف سے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میری یہ خواہش تھی کہ نبی اکرم ﷺ بطور خاص صرف میرے لیے دعا کریں۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ میرے لیے دعائے مغفرت کیجئے! تو آپ ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارے (کے ساتھ) دعا کی: اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی مغفرت کرے! تو حاضرین میں سے ایک صاحب بولے: یارسول اللہ!

4237-انفرد به النسائي. سياتي، الفرع و العتيرة (الحديث 4238) . والحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في المواقيت (الحديث 1742) و النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا اذنب ذنباً بعد ذنب (الحديث 420) تحفة الاشراف (3279) .

عتیرہ اور فرع (کے جانوروں) کا کیا حکم ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"جو شخص چاہے وہ (جانور کو) عتیرہ کے طور پر (ذبح کرے) اور جو چاہے وہ عتیرہ (کے طور پر ذبح نہ کرے) جو شخص چاہے وہ (جانور کو) فرع کے طور پر (ذبح کرے) اور جو چاہے وہ اُسے فرع کے طور پر ذبح نہ کرے پھر (راوی یا نبی اکرم ﷺ نے) اپنی انگلیوں کو بند کیا' لیکن ایک انگلی کو بند نہیں کیا"۔

4238 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّهِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو ح وَاَنْبَاَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ زُرَارَةَ السَّهْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّهِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاُمِّیْ اسْتَغْفِرْ لِیْ . فَقَالَ "غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ" . وَهُوَ عَلٰى نَاقَتِهِ الْعَضْبَاءِ ثُمَّ اسْتَدَرْتُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

★★ حضرت حارث بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر ان کی نبی اکرم ﷺ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ میرے لیے دعاء مغفرت کیجئے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"اللہ تعالیٰ تم لوگوں کی مغفرت کرے"۔
نبی اکرم ﷺ اس وقت اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے' میں گھوم کر دوسری طرف سے آیا (اس کے بعد راوی نے پوری حدیث بیان کی ہے)۔

باب تَفْسِيْرِ الْعَتِيْرَةِ .

عتیرہ کی وضاحت

4239 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَمِيْلٌ عَنْ اَبِی الْمَلِيْحِ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ ذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّا نَعْتِرُ فِی الْجَاهِلِيَّةِ . قَالَ "اذْبَحُوْا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِیْ اَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوْا" .

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' ایک شخص نے بتایا' ہم زمانہ جاہلیت میں عتیرہ (کے طور پر جانور کو) قربان کیا کرتے تھے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
"تم اسے اللہ کے لیے قربان کرو اور کسی بھی مہینے میں کرلو' تم صرف اللہ کے لیے اسے قربان کرو اور اسے دوسروں کو بھی

4238-تقدم (الحديث 4237) .

4239-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في العتيرة (الحديث 2830) مطولاً و اخرجه النسائي في الفرع والعتيرة، تفسير العتيرة (الحديث 4240) مطولاً، و تفسير الفرع (الحديث 4242 و 4243) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب الفرعة و العتيرة (الحديث 3167) مطولاً .
تحفة الاشراف (11586) .

کھانے کے لیے دو"۔

4240 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - عَنْ خَالِدٍ وَرُبَّمَا قَالَ عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ وَرُبَّمَا ذَكَرَ اَبَا قِلَابَةَ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ نَادٰى رَجُلٌ وَهُوَ بِمِنًى فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَاْمُرُنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اذْبَحُوا فِي اَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوا" . قَالَ اِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ "فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ تَغْذُوهُ مَاشِيَتُكَ حَتّٰى اِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ" .

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے بلند آواز میں منیٰ میں عرض کی:

"اے اللہ کے رسول! ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں عتیرہ کے طور پر (جانور کو قربان) کیا کرتے تھے یارسول اللہ! آپ اس بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم جس مہینے میں چاہو اُسے ذبح کرلو اور یہ اللہ کے نام پر ذبح کرو اور اسے دوسروں کو بھی کھانے کے لیے دو"۔

اس شخص نے عرض کی: ہم (کسی جانور کو) فرع کے طور پر ذبح کیا کرتے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ہر چرنے والا جانور فرع ہے جسے تمہارے جانور غذا فراہم کرتے ہیں یہاں تک کہ جب وہ بوجھ اُٹھانے کے قابل ہو جائے تو تم اُسے ذبح کردو۔ اس کے گوشت کو صدقہ کردو"۔

4241 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ وَاَحْسَبُنِي قَدْ سَمِعْتُهُ مِنْ اَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ - رَجُلٌ مِنْ هُذَيْلٍ - عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنِّي كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِي فَوْقَ ثَلَاثٍ كَيْمَا تَسَعَكُمْ فَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالْخَيْرِ فَكُلُوا وَتَصَدَّقُوا وَادَّخِرُوا وَاِنَّ هٰذِهِ الْاَيَّامَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" . فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ "اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِي اَيِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوا" . فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "فِي كُلِّ سَائِمَةٍ مِنَ الْغَنَمِ فَرَعٌ تَغْذُوهُ غَنَمُكَ حَتّٰى اِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ عَلَى ابْنِ السَّبِيلِ فَاِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ" .

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ جن کا تعلق ہذیل قبیلے سے ہے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: پہلے میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا' تاکہ یہ تمہارے لیے گنجائش بن جائے' تو اللہ تعالیٰ نے بھلائی کی صورت

4240-تقدم (الحديث 4239) .

4241-انفرد به النسائي، و الحديث عند: ابي داؤد في الاضاحي، باب في حبس لحوم الاضاحي (الحديث 2813) . وابن ماجه في الاضاحي، باب ادخار لحوم الاضاحي (الحديث 3160) . تحفة الاشراف (11585) .

پیدا کر دی' تم لوگ اب اسے کھاؤ بھی' اسے صدقہ بھی کرو اور ذخیرہ بھی کر کے رکھو۔ یہ دن کھانے پینے کے دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے دن ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک شخص نے عرض کی: ہم زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں عتیرہ (کے طور پر جانور کو ذبح) کیا کرتے تھے آپ اس بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے کسی بھی مہینے میں اللہ کے نام پر ذبح کر دو اور اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کر دو اور اسے دوسروں کے لیے بھی کھانے کو دیدو''۔

ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں فرع (کے طور پر) جانور ذبح کیا کرتے تھے آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''(ہر چرنے والی بکری فرع ہے) جسے تمہارا ریوڑ غذا فراہم کرتا ہے' یہاں تک کہ جب وہ بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جائے' تو تم اسے ذبح کر دو اور اس کے گوشت کو مسافروں کو صدقہ کر دو' کیونکہ یہ زیادہ بہتر ہے''۔

باب تَفْسِيرِ الْفَرَعِ .

یہ باب فرع کی وضاحت میں ہے

4242 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ عَنْ نُبَيْشَةَ قَالَ نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً يَعْنِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فِي رَجَبٍ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ "اذْبَحُوهَا فِي اَيِّ شَهْرٍ كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوا" .

قَالَ اِنَّا كُنَّا نُفْرِعُ فَرَعًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ . قَالَ "فِي كُلِّ سَائِمَةٍ فَرَعٌ حَتَّى اِذَا اسْتَحْمَلَ ذَبَحْتَهُ وَتَصَدَّقْتَ بِلَحْمِهِ فَاِنَّ ذٰلِكَ هُوَ خَيْرٌ" .

★★ حضرت نبیشہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو پکارا' اس نے عرض کی: ہم لوگ عتیرہ (کے طور پر جانور ذبح) کیا کرتے تھے' یعنی زمانہ جاہلیت میں ایسا کیا کرتے تھے اور رجب کے مہینے میں کرتے تھے' تو آپ ﷺ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اسے کسی بھی مہینے میں ذبح کر لو' اسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص رکھو اور اسے دوسروں کو بھی کھانے کے لیے دو''۔

اس شخص نے عرض کی: ہم زمانہ جاہلیت میں فرع کے طور پر بھی ذبح کیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ہر چرنے والا جانور فرع ہے' یہاں تک کہ جب وہ بوجھ اٹھانے کے لائق ہو جائے' تو تم اسے ذبح کر لو اور اس کا گوشت صدقہ کر دو' کیونکہ یہ زیادہ بہتر ہے''۔

4243 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمَلِيحِ فَلَقِيتُ

4242-تقدم (الحديث 4239) .

اَبَا الْمَلِيحِ فَسَاَلْتُهُ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَعْتِرُ عَتِيرَةً فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَمَا تَاْمُرُنَا قَالَ "اذْبَحُوا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فِىْ اَىِّ شَهْرٍ مَا كَانَ وَبَرُّوا اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَاَطْعِمُوْا" .

★★ حضرت نبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں عتیرہ کے طور پر جانور ذبح کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم اسے کسی بھی مہینے میں اللہ کے نام پر ذبح کردو اُسے اللہ تعالیٰ کے لیے خالص کردو اور اسے دوسروں کو بھی کھانے کے لیے دو"۔

4244 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ عَنْ وَكِيعِ بْنِ عُدُسٍ عَنْ عَمِّهِ اَبِىْ رَزِيْنٍ لَقِيطِ بْنِ عَامِرٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَذْبَحُ ذَبَائِحَ فِى الْجَاهِلِيَّةِ فِىْ رَجَبٍ فَنَاْكُلُ وَنُطْعِمُ مَنْ جَاءَنَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا بَاْسَ بِهِ" .

قَالَ وَكِيعُ بْنُ عُدُسٍ فَلَا اَدَعُهُ .

★★ حضرت لقیط بن عامر عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں رجب کے مہینے میں قربانی کیا کرتے تھے اس کو ہم خود بھی کھاتے تھے اور جو ہمارے پاس ہوتا تھا اُسے بھی کھلاتے تھے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس میں کوئی حرج نہیں ہے"۔

وکیع بن عدس نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں اس عمل کو ترک نہیں کروں گا۔

باب جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ .

یہ باب مردار کی کھال کے بیان میں ہے

4245 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى شَاةٍ مَيْتَةٍ مُلْقَاةٍ فَقَالَ "لِمَنْ هٰذِهِ" . فَقَالُوْا لِمَيْمُوْنَةَ .

فَقَالَ "مَا عَلَيْهَا لَوِ انْتَفَعَتْ بِاِهَابِهَا" . قَالُوْا اِنَّهَا مَيْتَةٌ . فَقَالَ "اِنَّمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَكْلَهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم راستے میں پڑی ہوئی ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کس کی ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ہے۔

4243-تقدم (الحديث 4239) .

4244-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11178) .

4245-اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ . (الحديث 100و 103) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4120) بنحوه و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، جلود الميتة (الحديث 4248) مختصراً . و اخرجه في ماجه في اللباس، باب لبس جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 3610) بنحوه . تحفة الاشراف (18066) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر وہ اس کی کھال سے نفع حاصل کرتی تو اسے کیا نقصان تھا؟" لوگوں نے عرض کی: یہ تو مردار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس کے کھانے کو حرام قرار دیا ہے"۔

4246 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ مَيِّتَةٍ كَانَ أَعْطَاهَا مَوْلَاةً لِمَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا" . قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا مَيِّتَةٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی کنیز کو عطا کی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگ اس کی کھال سے نفع کیوں نہیں حاصل کرتے؟ لوگوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو مردار ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اس کے کھانے کو حرام قرار دیا گیا ہے"۔

4247 - أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنِ ابْنِ أَبِي حَبِيبٍ - يَعْنِي يَزِيدَ - عَنْ حَفْصِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَهُ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ قَالَ أَبْصَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيِّتَةً لِمَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ وَكَانَتْ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ "لَوْ نَزَعُوا جِلْدَهَا فَانْتَفَعُوا بِهِ" . قَالُوا إِنَّهَا مَيِّتَةٌ . قَالَ "إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی کنیز کی مردار بکری ملاحظہ فرمائی جو صدقہ کی بکری تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگر لوگ اس کی کھال لیتے اور اس سے نفع حاصل کرتے (تو یہ مناسب تھا) لوگوں نے عرض کی: یہ مردار ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے کھانے کو حرام قرار دیا گیا ہے"۔

4248 - أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ الْقَطَّانُ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ مُنْذُ حِينٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَتْنِي مَيْمُونَةُ أَنَّ شَاةً مَاتَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

4246-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة على موالي ازواج النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1492)، و في البيوع، باب جلود الميتة قبل ان تدبغ (الحديث 2221) مختصراً، و في الذبائح و الصيد، باب جلود الميتة (الحديث 5531) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ (الحديث 100 و 101) و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4120 و 4121) . و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، جلود الميتة (الحديث 4247) . تحفة الاشراف (5835) .

4247-تقدم (الحديث 4246) .

4248-تقدم (الحديث 4245) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَّا دَفَعْتُمْ اِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات بیان کی ہے ایک بکری مرگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کے چمڑے کی دباغت کر کے اسے استعمال کیوں نہیں کیا''۔

4249 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَاةٍ لِمَيْمُوْنَةَ مَيِّتَةٍ فَقَالَ "اَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمْ فَانْتَفَعْتُمْ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم 'سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کی کھال حاصل کر کے اس کی دباغت کر کے نفع کیوں نہیں حاصل کیا''۔

4250 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى شَاةٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ "اَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِاِهَابِهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار بکری کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کی کھال سے نفع کیوں نہیں حاصل کیا''۔

4251 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ رِزْمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَاتَتْ شَاةٌ لَنَا فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا فَمَازِلْنَا نَنْبِذُ فِيْهَا حَتّٰى صَارَتْ شَنًّا.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما 'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ہماری ایک بکری مرگئی' تو ہم نے (اس کی کھال کی) دباغت کر کے اُسے مشکیزہ بنالیا' ہم اس میں نبیذ تیار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ پرانا ہوگیا''۔

4252 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ

4249-اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ (الحديث 102) . بنحوه . تحفة الاشراف (5947) .

4250-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5774) .

4251-اخرجه البخاري في الايمان و النذور، باب اذا حلف ان لايشرب نبيذًا فشرب طلاء اوسكرًا و عصيرًا لم يحنث في قول بعض الناس وليست هذه بانبذة عنده (الحديث 6686) . تحفة الاشراف (15896) .

4252-اخرجه مسلم في الحيض، باب طهارة جلود الميتة بالدباغ (الحديث 105) و (106 و 107) بنحوه مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4123) . و اخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 1728) . واخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، جلود الميتة (الحديث 4253) بنحوه مطولًا . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 3609) . تحفة الاشراف (5822) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَيُّمَا اِهَابٍ دُبِغَ فَقَدْ طَهُرَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جس چمڑے کی دباغت کر لی جائے وہ پاک ہو جاتا ہے''۔

4253 - اَخْبَرَنِي الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ - قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا الْخَيْرِ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اِنَّا نَغْزُو هٰذَا الْمَغْرِبَ وَاِنَّهُمْ اَهْلُ وَثَنٍ وَلَهُمْ قِرَبٌ يَكُونُ فِيهَا اللَّبَنُ وَالْمَاءُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ الدِّبَاغُ طَهُورٌ. قَالَ ابْنُ وَعْلَةَ عَنْ رَاْيِكَ اَوْ شَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

☆☆ ابوالخیر بن وعلہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا' وہ بولے: ہم لوگ جن اہل مغرب کے خلاف جنگ کر رہے ہیں' یہ لوگ بت پرست ہیں' ان کے کسی مشکیزے میں دودھ ہوتا ہے' یا پانی ہوتا ہے (تو کیا ہم اُسے استعمال کر سکتے ہیں)' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: دباغت (چمڑے کو) پاک کر دیتی ہے۔

ابن وعلہ کہتے ہیں: یہ آپ اپنی رائے بیان کر رہے ہیں' یا آپ نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنی ہے؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''(یہ حکم میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے (روایت کر رہا ہوں)''۔

4254 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جَوْنِ بْنِ قَتَادَةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْمُحَبِّقِ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ دَعَا بِمَاءٍ مِنْ عِنْدِ امْرَاَةٍ قَالَتْ مَا عِنْدِي اِلَّا فِي قِرْبَةٍ لِي مَيْتَةٍ. قَالَ "اَلَيْسَ قَدْ دَبَغْتِهَا". قَالَتْ بَلٰى. قَالَ "فَاِنَّ دِبَاغَهَا ذَكَاتُهَا".

☆☆ حضرت سلمہ بن محبق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک کے موقع پر ایک خاتون کے پاس موجود پانی منگوایا' تو اس نے عرض کی: میرے پاس تو صرف اپنے مردار (جانور کے چمڑے سے بنے ہوئے مشکیزے) میں پانی موجود ہے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم نے اس کی دباغت نہیں کر لی تھی؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی دباغت' اسے پاک کر دیتی ہے''۔

4255 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُلُودِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ "دِبَاغُهَا طَهُورُهَا".

4253-تقدم (الحديث 4252) .

4254-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4125) بنحوه . تحفة الاشراف (4560) .

4255-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16015) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار کی کھال کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس کی دباغت' اسے پاک کر دیتی ہے''۔

4256 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ جُلُوْدِ الْمَيْتَةِ فَقَالَ ''دِبَاغُهَا ذَكَاتُهَا'' ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردار کی کھال کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس کی دباغت' اسے پاک کر دیتی ہے''۔

4257 – اَخْبَرَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ''ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا'' ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''مردار (کی کھال) کی پاکیزگی' اس کی دباغت ہے''۔

4258 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ''ذَكَاةُ الْمَيْتَةِ دِبَاغُهَا'' ۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''مردار (کی کھال) کی پاکیزگی' اس کی دباغت ہے''۔

مردار کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اُمّ المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی کسی لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں دی گئی تھی، وہ مر گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پڑا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ تم نے اس کی کھال کیوں نہ اتار لی؟ رنگ کر کام میں لاتے۔ تو لوگوں نے کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مردار تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردار کا کھانا حرام ہے۔

(رقم الحدیث، 117 صحیح مسلم ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان، مسند احمد، بخاری، ابوداؤد، نسائی، بتصرف اسنادھا)

امام دارقطنی ۲۹ مختلف اسناد سے دباغت کے متعلق احادیث لائے ہیں۔

4256-انفرد به النسائي، (الحديث 4257 و 4258) . تحفة الاشراف (15966) .

4257-تقدم (الحديث 4256) .

4258-تقدم (الحديث 4256) .

حدثنا أبو بكر النيشابوري نا محمد بن عقيل بن خويلد نا حفص بن عبد الله نا إبراهيم بن طهمان عن أيوب عن نافع عن ابن عمر قال قال رسول صلى الله عليه و سلم ايما اهاب دبغ فقد طهر إسناد حسن . (سنن دار قطنی، ج ۱، ص ۴۸، دار المعرفہ بیروت)

دباغت کھال سے متعلق تین مسائل ہیں (۱) کھال کی طہارت۔ اس کا تعلق کتاب الصید سے ہے۔ (۲) اس کھال میں نماز پڑھنا یہ مسئلہ **کتاب الصلوٰۃ** سے متعلق ہے۔ (۳) اس سے وضو کرنا تاکہ قربت حاصل ہو یہ مسئلہ اس باب سے متعلق ہے۔ اور **والصلوٰۃ فیہ** کہا ہے جبکہ اس کو کپڑا بنایا جائے۔ اسی لئے "**والصلوٰۃ علیہ**" نہیں کہا۔ کہ نمازی اس پر نماز پڑھے اگر چہ دونوں کا حکم ایک ہے۔ کیونکہ کپڑے کا بیان نمازی پر زیادہ مشتمل ہے۔ اور وہ منصوص علیہ بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "**و ثیابک فطھر** "اور جگہ کی طہارت اس کے ساتھ بطور دلالت ملی ہوئی ہے۔ اور آخری دونوں کا حکم اس میں بیان کیا ہے اور پہلی صورت اس لئے بیان کہ تاکہ امام مالک علیہ الرحمہ کے قول سے احتراز کیا جائے کیونکہ وہ فرماتے ہیں کہ کھال کا ظاہر پاک ہو جاتا ہے لیکن اس کا باطن پاک نہیں ہوتا لہٰذا کھال پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کے اندر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

اسی طرح استثناء میں خنزیر کو آدمی پر مقدم کیا ہے کیونکہ یہ محل نجاست ہے اور نجاست کے موقع کے اعتبار سے خنزیر نجس العین ہے لہٰذا وہ قابل اہانت ہے اور آدمی کو اس سے موخر ذکر کیا ہے کیونکہ وہ افضل ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۱، ص ۱۲۶، بیروت)

نکرہ جب صفت عامہ کے ساتھ ہو قاعدہ فقہیہ

نکرہ جب صفت عامہ کے ساتھ مذکور ہو تو وہ عموم پر دلالت کرتا ہے۔ (ماخذ من العنایہ، ج ۱، ص ۱۲۶، بیروت)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ یہاں کھال سے مراد عام ہے چاہے وہ مردار کی کھال ہو یا غیر مردار کی کھال ہو اسی طرح وہ ماکول لحم کی کھال ہو یا غیر ماکول لحم کی کھال ہو ہر صورت میں دباغت کی وجہ سے پاک ہو جائے گی۔ کیونکہ حکم دباغت بھی عام ہے۔ جو رطوبت ونجاستوں کو ختم کرنے والا ہے۔

اس حدیث میں جو صاحب ہدایہ نے فقہاء احناف کے موقف کی دلیل میں ذکر کی ہے۔ اس حدیث سے عموم مراد ہے اس سے ہر کھال مراد ہوگی سوائے خنزیر اور آدمی کی کھال کے کیونکہ ان دونوں کا استثناء کیا جائے گا۔

فقہ شافعی و مالکی کے مطابق مردار کی کھال کا حکم وفقہاء احناف کا جواب

امام مالک علیہ الرحمہ نے مذکورہ متن میں ذکر حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مردار کی کھال سے نفع حاصل کرنے سے منع کیا گیا ہے لہٰذا مردار کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوتی۔ امام مالک کی مستدل حدیث ہے۔

اس حدیث کو اصحاب سنن اربعہ نے ذکر کیا ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال سے ایک ماہ قبل حضرت جہینہ کو لکھا تھا۔ کہ تم مردار کی کھال اور پٹھوں سے نفع حاصل نہ کرو۔ (ابن ماجہ، طبرانی، مسند احمد، ابوداؤد، ترمذی، بیہقی، ابن عدی، بتصرف اسنادھا)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

اس حدیث کے متن میں اضطراب ہے۔اور اس کی سند میں بھی اضطراب ہے۔کیونکہ امام احمد کے نزدیک متن ''شہر او شہرین'' ہے۔کیونکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کو تقدم حاصل ہے کیونکہ وہ حدیث اس کی ناسخ یعنی معارض ہے۔لہٰذا قوت والی حدیث حکم کو شامل ہوگا۔اسی طرح امام احمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔

اسی طرح سند میں اضطراب اس طرح ہے۔کہ عبدالرحمٰن نے ابن عکیم سے بیان کیا ہے۔اور امام ابوداؤد نے خالد حذاء کی سند سے روایت کیا ہے۔اور انہوں نے حکیم بن عتیبہ سے روایت کی ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن اور لوگ عبداللہ بن عکیم کی طرف چلے پس وہ داخل ہوئے میں دروازے پر کھڑا ہوا۔جب وہ نکلے تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ ان کو عبداللہ بن عکیم نے خبر دی ہے۔کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ کی طرف مذکورہ حدیث لکھی ہے۔

اس سند میں واضح ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن نے دروازے سے باہر نکلنے والوں سے حدیث سنی ہے اور دروازے سے نکلنے والے مجہول ہیں۔

اسی طرح اس حدیث کے متن بھی اضطراب ہے کہ ایک روایت میں ایک مہینہ ہے اور ایک میں چالیس دن ہیں۔اور ایک روایت میں تین دن مع الاختلاف کے ذکر ہے۔اختلاف بھی ان سے مذکور ہے جو عکیم کی صحبت اختیار کرنے والے ہیں لہٰذا اسی وجہ سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث جس کو امام مسلم سمیت دیگر محدثین نے ذکر کیا ہے وہی ائمہ احناف کے مسلک کی دلیل ہوئی۔(فتح القدیر، ج ۱، ص ۱۶۷، دار المعرفہ بیروت)

اسی طرح مذہب احناف پر یہ حدیث بھی دلیل ہے جس کو امام دار قطنی نے ذکر کیا ہے۔

عن عائشة قالت قال النبی صلی اللہ علیه و سلم استمتعوا بجلود المیتة إذا هی دبغت ترابا کان او رمادا او ملحا او ما کان بعد أن تريد صلاحه .(سنن دار قطنی، ج ۱، ص ۴۹، دار المعرفہ بیروت)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مردار کی کھال سے نفع حاصل کرو جبکہ اسے مٹی یا راکھ یا نمک یا تو اس کو بہت عرصے بعد صحیح دیکھے۔

اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے کتے کے کھال کے بارے کو خنزیر کی کھال پر قیاس کیا ہے کہ جس طرح خنزیر کی کھال دباغت سے پاک نہ ہوگی اسی طرح کتے کی کھال بھی پاک نہ ہوگی۔

امام شافعی کا یہ قیاس اس لئے درست نہیں ہے۔کیونکہ خنزیر نجس العین ہے جس کے بارے میں نص وارد ہے۔اور مبسوط میں مذکور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک لا یوکل لحم کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔لہٰذا امام شافعی نے کتے کو خنزیر پر قیاس کیا ہے حالانکہ اگر لا یوکل لحم جانوروں پر قیاس کرتے تو درست ہوتا۔

احناف نے قرآن سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ''فانہ رجس'' میں ھو ضمیر کا مرجع خنزیر ہے۔لہٰذا وہ نجس العین ہوا۔اور نجس العین ہونا صرف خنزیر کی تخصیص ہے۔

بَاب مَا يُدْبَغُ بِهِ جُلُودُ الْمَيْتَةِ .

یہ باب ہے کہ کس چیز کے ذریعے مردار کی کھال کی دباغت کی جائے؟

4259 – اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِى عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ كَثِيرِ بْنِ فَرْقَدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَالِكِ بْنِ حُذَافَةَ حَدَّثَهُ عَنِ الْعَالِيَةِ بِنْتِ سُبَيْعٍ اَنَّ مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهَا اَنَّهُ مَرَّ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجَالٌ مِّنْ قُرَيْشٍ يَجُرُّونَ شَاةً لَهُمْ مِثْلَ الْحِصَانِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا" . قَالُوا اِنَّهَا مَيْتَةٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُطَهِّرُهَا الْمَاءُ وَالْقَرَظُ" .

★★ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس سے کچھ قریشی لوگ گزرے جو اپنی بکری کو کھینچ رہے تھے جو گھوڑے کی مانند (اونچی لمبی موٹی تازی) تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا:

"اگر تم اس کی کھال حاصل کرلو (تو یہ بہتر ہوگا)"۔

انہوں نے عرض کی: یہ مردار ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"پانی اور بیری کے پتے اسے پاک کردیں گے"۔

4260 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ اَبِى لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ قُرِءَ عَلَيْنَا كِتَابُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا غُلَامٌ شَابٌّ "اَنْ لَا تَنْتَفِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عکیم بیان کرتے ہیں: ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کا مکتوب پڑھ کر سنایا گیا' میں اس وقت نوجوان تھا (اس میں یہ تحریر تھا:)

"تم مردار کی کھال اور اس کے پٹھوں کو استعمال نہ کرو"۔

4261 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِى لَيْلَى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَيْمٍ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَنْ لَا تَسْتَمْتِعُوا مِنَ الْمَيْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خط لکھا (جس میں یہ تحریر تھا:)

4259-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4126) مطولاً . تحفة الاشراف (18084) .

4260-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب من روى ان لا ينتفع باهاب الميتة (الحديث 4127 و 4128) . واخرجه الترمذي في اللباس، باب ما جاء في جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 1729) . واخرجه النسائي في الفرع و العتيرة ما يدبغ به جلود الميتة (الحديث 4261 و 4262) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب من قال لا ينتفع من الميتة باهاب ولا عصب (الحديث 3613) . تحفة الاشراف (6642) .

4261-تقدم (الحديث 4260) .

''تم لوگ مردار کی کھال یا پٹھے استعمال نہ کرو''۔

4262 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِیْكٌ عَنْ هِلَالٍ الْوَزَّانِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُكَیْمٍ قَالَ كَتَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی جُهَیْنَةَ "اَنْ لَا تَنْتَفِعُوْا مِنَ الْمَیْتَةِ بِاِهَابٍ وَّلَا عَصَبٍ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَصَحُّ مَا فِیْ هٰذَا الْبَابِ فِیْ جُلُوْدِ الْمَیْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ حَدِیْثُ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُوْنَةَ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہینہ قبیلے کے افراد کو خط لکھا:

''تم لوگ مردار کی کھال یا پٹھے استعمال نہ کرو''۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: اس باب میں یعنی مردار کی کھال کی دباغت کے بارے میں سب سے زیادہ مستند روایت وہ ہے جس کو زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

باب الرُّخْصَةِ فِی الْاِسْتِمْتَاعِ بِجُلُوْدِ الْمَیْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ.

یہ باب ہے کہ مردار کی کھال کی جب دباغت کر لی جائے تو اُسے استعمال کرنے کی اجازت

4263 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِیْنٍ قِرَاءَةً عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُسَیْطٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اَنْ یُّسْتَمْتَعَ بِجُلُوْدِ الْمَیْتَةِ اِذَا دُبِغَتْ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی تھی کہ جب مردار کی کھال کی دباغت کر لی جائے تو اُسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

باب النَّهْیِ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِجُلُوْدِ السِّبَاعِ.

یہ باب ہے کہ درندوں کی کھال استعمال کرنے کی ممانعت

4264 - اَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ یَحْیٰی عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ جُلُوْدِ السِّبَاعِ.

4262-تقدم (الحديث 4260) .

4263-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في اهب الميتة (الحديث 4124) . واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب لبس جلود الميتة اذا دبغت (الحديث 3612) . تحفة الاشراف (17991) .

4264-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في جلود النمور والسباع (الحديث 4132) . واخرجه الترمذي في اللباس، باب ماجاء في النهي عن جلود السباع (الحديث 1770) . و (الحديث 1771) مرسلًا . تحفة الاشراف (131) .

٭٭ ابوملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے۔

4265 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَرِيْرِ وَالذَّهَبِ وَمَيَاثِرِ النُّمُوْرِ .

٭٭ حضرت مقدام بن معدیکرب ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ریشم سونے اور چیتے کی کھال استعمال کرنے سے منع کیا ہے۔

4266 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ وَفَدَ الْمِقْدَامُ بْنُ مَعْدِيكَرِبَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَهُ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبُوسِ جُلُوْدِ السِّبَاعِ وَالرُّكُوبِ عَلَيْهَا قَالَ نَعَمْ .

٭٭ خالد نامی راوی بیان کرتے ہیں: حضرت مقدام بن معدیکرب ﷺ، حضرت معاویہ ﷺ کے پاس وفد کی شکل میں آئے تو انہوں نے ان سے کہا: میں آپ کو اللہ کے نام کا واسطہ دے کر دریافت کرتا ہوں کیا آپ یہ بات جانتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے درندوں کی کھال پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب النَّهْيِ عَنِ الْاِنْتِفَاعِ بِشُحُوْمِ الْمَيْتَةِ .

یہ باب ہے کہ مردار کی چربی استعمال کرنے کی ممانعت

4267 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ يَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْاَصْنَامِ" . فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدَّهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ . فَقَالَ "لَا هُوَ حَرَامٌ" . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمَ جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ" .

٭٭ حضرت جابر بن عبداللہ ﷺ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فتح مکہ کے موقع پر یہ ارشاد فرماتے

4265-اخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في جلود النمور والسباع (الحديث 4131) مطولاً . واخرجه النسائي في الفرع والعتيرة، النهي عن الانتفاع بجلود السباع (الحديث 4266) بمعناه . تحفة الاشراف (11555) .

4266-تقدم (الحديث 4265) .

4267-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الميتة و الاصنام (الحديث 2236)، و في التفسير، باب (وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذي ظفر و من البقر و الغنم حرمنا عليهم شحومهما) (الحديث 4633) مختصراً و اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر و الميتة والخنزير و الاصنام (الحديث 71) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في ثمن الخمر والميتة (الحديث 3486 و 3487) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في بيع جلود الميتة و الاصنام (الحديث 1297) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الخنزير (الحديث 4683) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما لا يحل بيعه (الحديث 2167) . والحديث عند البخاري في المغازي، باب 51 . (الحديث 4296) . تحفة الاشراف (2494) .

ہوئے سنا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کو فروخت کرنے کو حرام قرار دیا ہے''۔

عرض کی گئی: یارسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ ﷺ کی کیا رائے ہے؟ اُسے کشتیوں پر لگایا جاتا ہے' اسے چمڑے پر تیل کے طور پر لگایا جاتا ہے' اس کے ذریعے چراغ جلائے جاتے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! وہ بھی حرام ہے۔

اس وقت نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے! جب اللہ تعالیٰ نے ان پر چربی کو حرام قرار دیا' تو انہوں نے اُسے پگھلا کر اُسے فروخت کر دیا اور اس کی قیمت استعمال کرنا شروع کر دی''۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْإِنْتِفَاعِ بِمَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ۔

یہ باب ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہو' اُسے استعمال کرنے کی ممانعت

4268 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُبْلِغَ عُمَرُ اَنَّ سَمُرَةَ بَاعَ خَمْرًا قَالَ قَاتَلَ اللّٰهُ سَمُرَةَ اَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ''قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ حُرِّمَتْ عَلَيْهِمُ الشُّحُوْمُ فَجَمَّلُوْهَا'' . قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي اَذَابُوْهَا ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا پتا چلا کہ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے شراب فروخت کی ہے' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: اللہ تعالیٰ سمرہ کو برباد کرے! کیا اُسے اس بات کا علم نہیں ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے کہ جب ان کے لیے چربی کو حرام قرار دیا گیا تو انہوں نے اُسے پگھلا لیا''۔

سفیان بیان کرتے ہیں: یعنی اُنہوں نے اُسے پگھلا لیا۔

شرح

حضرت جابر سے روایت ہے کہ انہوں نے فتح مکہ کے سال مکہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے شراب مردار خنزیر اور بتوں کی خرید وفروخت کو حرام قرار دیا ہے جب آپ سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ ہمیں مردار کی چربی کا حکم بھی بتائیے جو کشتیوں پر ملی جاتی ہے نیز اس سے چمڑوں کو چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ (گھروں میں) اس سے چراغ جلاتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ مردار کی چربی بھی حرام ہے اس لئے اس سے یہ فائدے اٹھانے جائز نہیں پھر

4268-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يذاب شحم الميتة ولا يباع و دكه (الحديث 2223)، و في احاديث الانبياء، باب ما ذكر عن بني اسرائيل (الحديث 3460) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر و الميتة و الخنزير و الاصنام (الحديث 72) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة الانعام، قوله تعالى: (وعلى الذين هادوا حرمنا) (الحديث 192) واخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب التجارة في الخمر (الحديث 3383) . تحفة الاشراف (10501) .

آپ نے اسی وقت یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہود پر لعنت فرمائے جب اللہ تعالیٰ نے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو یہود (نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ وہ) چربی کو پگھلاتے اور بیچ ڈالتے اور پھر اس کی قیمت کھا جاتے (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ المصابیح، جلد سوم رقم الحدیث، 9)

عطاء نے لکھا ہے کہ شراب وغیرہ کے مذکورہ بالا حکم میں باجا بھی داخل ہے کہ اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے نیز اگر کوئی شخص کسی باجے کو تلف کر دے تو اس پر ضمان یعنی مالک کو اس کی قیمت ادا کرنا واجب نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعی کا مسلم یہ ہے کہ مردار کی چربی کی خرید و فروخت تو جائز نہیں ہے لیکن اس چربی سے فائدہ اٹھانا یعنی اس کو کھانے اور آدمی کے جسم پر ملنے کے علاوہ اور کام میں استعمال کرنا جائز ہے خواہ کشتی پر ملے خواہ چراغ میں جلائے اور خواہ کسی اور کام میں لائے اسی طرح ان کے مسلک کے مطابق جو گھی یا زیت یا اور کوئی تیل نجاست پڑ جانے کی وجہ سے نجس ہو گیا ہو تو اس کو چراغ میں جلانے یا اس کا صابون بنانا جائز ہے جب کہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح مردار کی خرید و فروخت ناجائز ہے اسی طرح اس سے کسی بھی طرح کا فائدہ اٹھانا یعنی اس کی کسی بھی چیز کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے کیونکہ مردار کی حرمت بطریق عموم ثابت ہے البتہ دباغت کیا ہوا چمڑا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا جواز خصوصی طور پر ثابت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور ان کے متبعین علماء نے نجس زیت کو بیچنے کی اجازت دی ہے البتہ ان کے نزدیک نجس تیل کو چراغ میں جلانا بالخصوص مسجد میں جلانا مکروہ ہے۔ حدیث کے آخر میں یہودیوں کی ایک خاص عیاری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے لئے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو انہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ وہ چربی کو پگھلا کر اس کو بیچ دیتے تھے اور پھر اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والے مال کو اپنے استعمال میں لے آتے اور یہ کہتے تھے کہ اللہ نے تو چربی کھانے سے منع کیا ہے اور ہم چربی نہیں کھاتے بلکہ اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والا مال کھاتے ہیں گویا وہ جاہل چربی کو پگھلا کر یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے چربی کی حقیقت کو بدل دیا ہے کہ پگھلنے کے بعد وہ چربی نہیں رہ گئی ہے اس لئے اس صورت میں حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہیں ہوتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس عیارانہ چال کی وجہ سے ان کو اللہ کی لعنت کا مستحق قرار دیا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسا حیلہ اختیار کرنا کہ جس کے سبب سے حرام کا ارتکاب ہوتا ہو بالکل غلط ہے نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کسی چیز کی قیمت حکم کے اعتبار سے اسی چیز کے تابع ہے کہ اگر وہ چیز حرام ہوگی تو اس کی قیمت بھی حرام ہوگی اور جو چیز حلال ہوگی اس کی قیمت بھی حلال ہوگی۔

باب الْفَأْرَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی چوہا گھی میں گر جائے

4269 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ اَنَّ فَارَةً وَقَعَتْ فِي سَمْنٍ فَمَاتَتْ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلْقُوهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک چوہا گھی میں گر کر مر گیا۔

نبی اکرم ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اس کو اور اس کے آس پاس والے گھی کو پھینک دو اور (باقی کو) کھالو''۔

گھی میں چوہا گر جائے تو اس کی بیع میں مذاہب اربعہ کا بیان

یہ اس گھی کا حکم ہے جو جما ہوا ہو اور جو گھی پگھلا ہوا ہو وہ تو اس صورت میں سارا نجس ہو جاتا ہے اور بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک اس کا کھانا جائز نہیں، اس طرح اس گھی کو بیچنا بھی اکثر ائمہ کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ البتہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے اس کے بیچنے کو جائز رکھا ہے۔ اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ آیا اس گھی سے کوئی اور فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یا نہیں؟ چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک اس سے کوئی بھی فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے، جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اس کو چراغ میں جلانے، کشتیوں پر ملنے یا اس طرح کے کسی اور مصرف میں لا کر اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

یہ قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا ہے اور حضرت امام شافعی کے دو قولوں میں سے ایک قول جو زیادہ مشہور ہے، بھی یہی ہے۔ لیکن یہ جواز کراہت کے ساتھ ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد سے دو روایتیں منقول ہیں۔ حضرت امام مالک سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ اس گھی کو مسجد کے چراغ میں جلانا جائز نہیں ہے۔

4270 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ وَقَعَتْ فِيْ سَمْنٍ جَامِدٍ فَقَالَ "خُذُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا فَاَلْقُوْهُ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے چوہے کے بارے میں دریافت کیا گیا جو جمے ہوئے گھی میں گر جاتا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''اسے اور اس کے آس پاس کے گھی کو نکال لو اور پھینک دو''۔

4271 - اَخْبَرَنَا خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بُوْذُوَيْهِ اَنَّ مَعْمَرًا ذَكَرَهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُوْنَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْفَارَةِ تَقَعُ فِي السَّمْنِ فَقَالَ "اِنْ كَانَ جَامِدًا فَاَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَاِنْ كَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوْهُ".

4269-اخرجه البخاري في الوضوء، باب ما يقع من النجاسات في السمن و الماء (الحديث 235 و 236)، وفي الذبائح و الصيد، باب اذا وقعت الفارة في السمن الجامد او الذائب (الحديث 5538 و 5539 و 5540) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في الفارة تقع في السمن (الحديث 3841 و 3842 و 3843) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في الفارة تموت في السمن (الحديث 1798) . و اخرجه النسائي في الفرع و العتيرة، باب الفارة تقع في السمن (الحديث 4270 و 4271) . تحفة الاشراف (18065) .

4270-تقدم (الحديث 4269) .

4271-تقدم (الحديث 4269) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے چوہے کے بارے میں دریافت کیا گیا جو گھی میں گر جاتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ جما ہوا ہو تو اس چوہے کو اور اس کے اردگرد کے گھی کو پھینک دو اور اگر وہ مائع ہو تو اس کے قریب نہ جاؤ (یعنی اُسے استعمال نہ کرو)۔

4272 - اَخْبَرَنَا سَلَمَةُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ سُلَيْمِ بْنِ عُثْمَانَ الْفَوْزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا جَدِّي الْخَطَّابُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِعَنْزٍ مَيِّتَةٍ فَقَالَ "مَا كَانَ عَلٰى اَهْلِ هٰذِهِ الشَّاةِ لَوِ انْتَفَعُوْا بِاِهَابِهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بکری کے ایک مردہ بچے کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس بکری کے مالکان کو کوئی نقصان نہیں ہوتا تھا' اگر وہ اس کے چمڑے کو استعمال کر لیتے''۔

باب الذُّبَابِ يَقَعُ فِي الْاِنَاءِ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی مکھی برتن میں گر جائے

4273 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَمْقُلْهُ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ''جب کوئی مکھی کسی کے برتن میں گر جائے' تو وہ اُسے ڈبو کر (پھر اُسے باہر نکال کر پھینکے)''۔

4272-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب جلود الميتة (الحديث 5532) . تحفة الاشراف (5446) .

4273-اخرجه ابن ماجه في الطب، باب يقع الذباب في الاناء (الحديث 3504) مطولاً . تحفة الاشراف (4426) .

کِتَابُ الصَّیْدِ وَالذَّبَائِحِ

یہ کتاب اور ذبائح کے بیان میں ہے

ذبح کا لغوی وفقہی مفہوم

یہ ذبح اور ذکاۃ اسلام کے اصطلاحی لفظ ہیں۔ ان سے مراد حلق کا اتنا حصہ کاٹ دینا ہے جس سے جسم کا خون اچھی طرح خارج ہو جائے۔ جھٹکا کرنے یا گلا گھونٹنے یا کسی اور تدبیر سے جانور کو ہلاک کرنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ خون کا بیشتر حصہ جسم کے اندر ہی رُک کر رہ جاتا ہے اور وہ جگہ جگہ جم کر گوشت کے ساتھ چمٹ جاتا ہے۔ برعکس اس کے ذبح کرنے کی صورت میں دماغ کے ساتھ جسم کا تعلق دیر تک باقی رہتا ہے جس کی وجہ سے رگ رگ کا خون کھنچ کر باہر آ جاتا ہے اور اس طرح پورے جسم کا گوشت خون سے صاف ہو جاتا ہے۔ خون کے متعلق ابھی اُوپر ہی یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ حرام ہے، لہٰذا گوشت کے پاک اور حلال ہونے کے لیے ضروری ہے کہ خون اس سے جدا ہو جائے۔

ذبح کرنے کا طریقہ

اور ذبح کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر تیز دھار آلے سے اس کا گلا اس طرح کاٹا جائے کہ رگیں کٹ جائیں۔ ذبح کے علاوہ نحر بھی مشروع ہے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے جانور کے لبے پر چھری ماری جائے (اونٹ کو نحر کیا جاتا ہے) جس سے نرخرہ اور خون کی خاص رگیں کٹ جاتی ہے اور سارا خون بہہ جاتا ہے۔

جانور ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جانور کو پانی پلا کر بائیں پہلو پر لٹائیں (اس طرح کہ سر جنوب اور منہ قبلہ کی طرف رہے) یا اسی ترتیب سے ہاتھ میں پکڑیں پھر دائیں ہاتھ میں تیز چھری لے کر بِسْمِ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر قوت وتیزی کے ساتھ گلے پر گانٹھی سے نیچے چھری چلائیں اس انداز پر کہ چاروں رگیں کٹ جائیں لیکن سر جدا نہ ہو۔ (کاٹنا ختم ہوتے ہی جانور چھوڑ دیں)۔

ذبح کی اقسام کا بیان

ذبح کی دو اقسام ہیں ۱- ذبح اختیاری ۲- ذبح اضطراری

ذبح اختیاری کی تعریف

وہ جگہ جو دو جبڑوں اور سینہ کی بلائی حصہ کی درمیانی جگہ مذبح ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی وارد ہے اور وہاں پر ذبح کرنے کو

ذبح اختیاری کہتے ہیں۔

ذبح اضطراری کی تعریف

اور جب جانور کو مذبح کی جگہ پر ذبح کرنا مشکل ہو تو پھر جانور کی کسی جگہ کو بھی زخمی کر دینا ذبح کے قائم مقام ہو جائے گا اسے ذبح اضطراری کہتے ہیں۔ جس طرح شکاری جانوروں کا حال ہوتا ہے کہ تیر وغیرہ جہاں بھی لگ جائے وہ شکار درست ہوتا ہے

(المبسوط، ج۱۱، ص۲۲۱، مطبوعہ بیروت)

ذبح کے لیے تذکیہ کی شرط کا بیان

دوسری قید قرآن مجید یہ بیان کرتا ہے کہ صرف وہی جانور حلال ہیں جس کا تذکیہ کیا گیا ہو۔ سورہ مائدہ میں ارشاد ہوتا ہے حرام کیا گیا تم پر مرا ہوا جانور اور گلا گھونٹا ہوا اور چوٹ کھایا ہوا اور گرا ہوا اور ٹکر کھایا ہوا اور جس کو درندے نے پھاڑا ہو، بجز اس کے جس کا تم نے تزکیہ کیا ہو۔

اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جس جانور کی موت تذکیہ سے واقع ہوئی ہو صرف وہی حرمت کے حکم سے مستثنیٰ ہے، باقی تمام وہ صورتیں جن میں تذکیہ کے بغیر موت واقع ہو جائے، حرمت کا حکم ان سب پر جاری ہوگا۔ تزکیہ کے مفہوم کی کوئی تشریح قرآن میں نہیں کی گئی ہے اور نہ لغت اس کی صورت متعین کرنے میں زیادہ مدد کرتی ہے۔ اس لیے لامحالہ اس کے معنی متعین کرنے کے لیے ہم کو سنت کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ سنت میں اس کی دو شکلیں بیان کی گئی ہیں۔

ایک شکل یہ ہے کہ جانور ہمارے قابو میں نہیں ہے، مثلاً جنگلی جانور ہے جو بھاگ رہا ہے یا اُڑ رہا ہے یا وہ ہمارے قابو میں تو ہے مگر کسی وجہ سے ہم اس کو باقاعدہ ذبح کرنے کا موقع نہیں پاتے۔ اس صورت میں جانور کا تزکیہ یہ ہے کہ ہم کسی تیز چیز سے اس کے جسم کو اس طرح زخمی کر دیں کہ خون بہہ جائے اور جانور کی موت ہمارے پیدا کردہ زخم کی وجہ سے خون بہنے کی بدولت واقع ہو۔
حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس صورت کا حکم ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں جس چیز سے چاہو خون بہا دو (ابوداود۔ نسائی)

دوسری شکل یہ ہے کہ جانور ہمارے قابو میں ہے اور ہم اس کو اپنی مرضی کے مطابق ذبح کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں باقاعدہ تذکیہ کرنا ضروری ہے اور اس کا طریقہ سنت میں یہ بتایا گیا ہے کہ اونٹ اور اس کے مانند جانور کو نحر کیا جائے اور گائے بکری یا اس کے مانند جانوروں کو ذبح۔ نحر سے مراد یہ ہے کہ جانور کے حلقوم میں نیزے جیسی تیز چیز زور سے چبھوئی جائے تاکہ اس سے خون کا فوارہ چھوٹے اور خون بہہ کر جانور بالآخر بےدم ہو کر گر جائے۔ اونٹ ذبح کرنے کا یہ طریقہ عرب میں معروف تھا، قرآن میں بھی اس کا ذکر کیا گیا ہے (فصل لربک وانحر) اور سنت نبوی سے معلوم ہوتا ہے۔
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی طریقہ سے اونٹ ذبح کیا کرتے تھے۔ رہا ذبح تو اس کے متعلق احادیث میں حسب ذیل احکام وارد ہوئے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے موقع پر بدیل بن ورقا خزاعی کو ایک

خاکستری رنگ کے اونٹ پر بھیجا تاکہ منیٰ کے پہاڑی راستوں پر یہ اعلان کردیں کہ ذبح کی جگہ حلق اور لبلبہ کے درمیان ہے (یعنی گردن کے اوپر سے نہیں کہ پہلے نخاع کٹ جائے بلکہ اندرونی حصہ سے جہاں نرخرہ واقعہ ہے۔ مصنف) اور ذبیحہ کی جان جلدی سے نہ نکال دو۔ (دار قطنی)

گردن کی رگوں کو کاٹنے میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے سختی سے منع فرمایا کہ ذبح کرتے ہوئے آدمی نُخاع تک کاٹ ڈالے۔ (طبرانی)

اسی مضمون کی روایت امام محمد نے سعید بن المسیب سے بھی روایت کی ہے جس کے الفاظ ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا کہ بکری کو ذبح کرتے وقت نخاع تک کاٹ ڈالا جائے۔ ان احادیث کی بناپر، اور عہد نبوی وعہد صحابہ کے معمول بہ عمل کی شہادتوں پر حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ذبح کے لیے حلقوم اور مری (غذا کی نالی) کو اور مالکیہ کے نزدیک حلقوم اور ودجین (گردن کی رگوں) کو کاٹنا چاہیے (الفقہ علی المذاہب اربعہ۔ جلد اول ص ۴۲۵)

اضطراری اور اختیاری ذکات کی یہ تینوں صورتیں جو قرآن کے حکم کی تشریح کرتے ہوئے سنت میں بتائی گئے ہیں اس امر میں مشترک ہیں کہ ان میں جانور کی موت یکلخت واقع نہیں ہوتی بلکہ اس کے دماغ اور جسم کا تعلق آخری سانس تک باقی رہتا ہے، تڑپنے اور پھڑ پھڑانے سے اس کے جسم کے ہر حصہ کا خون کھنچ کر باہر آجاتا ہے اور صرف سیلان خون ہی اس کی موت کا سبب ہوتا ہے۔ اب چونکہ قرآن نے اپنے حکم کی خود کوئی تشریح نہیں کی ہے اور صاحب قرآن سے اس کی یہی تشریح ثابت ہے، اس لیے ماننا پڑے گا کہ الاماذکیتم سے یہی ذکات مراد ہے اور جس جانور کو یہ شرط ذکات پوری کیے بغیر ہلاک کیا ہو وہ حلال نہیں ہے۔

کتاب ذبائع کے شرعی مأخذ کا بیان

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَلِكُمْ فِسْقٌ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (المائدہ، ۳)

تم پر حرام ہے مُردار اور خون اور سور کا گوشت اور جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا اور وہ جو گلہ گھونٹنے سے مرے اور بے دھار کی چیز سے مارا ہوا اور جو گر کر مرا اور جسے کسی جانور نے سینگ مارا اور جسے کوئی درندہ کھا گیا مگر جنہیں تم ذبح کرلو اور جو کسی تھان پر ذبح کیا گیا اور پانسے ڈال کر بانٹا کرنا یہ گناہ کا کام ہے۔

آج تمہارے دین کی طرف سے کافروں کی آس ٹوٹ گئی۔ تو اُن سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارے لیے تمہارا

دین کامل کردیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی۔ اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے۔ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ آیت "اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْکُمْ" میں جو استثناء ذکر فرمایا گیا تھا یہاں اس کا بیان ہے اور گیارہ چیزوں کی حرمت کا ذکر کیا گیا ہے، ایک مُردار یعنی جس جانور کے لئے شریعت میں ذبح کا حکم ہو اور وہ بے ذبح مرجائے، دوسرے بہنے والا خون، تیسرے سور کا گوشت اور اس کے تمام اجزاء، چوتھے وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو جیسا کہ زمانہ جاہلیت کے لوگ بتوں کے نام پر ذبح کرتے تھے اور جس جانور کو ذبح تو صرف اللہ کے نام پر کیا گیا ہو مگر دوسرے اوقات میں وہ غیر خدا کی طرف منسوب رہا ہو وہ حرام نہیں جیسے کہ عبد اللہ کی گائے، عقیقے کا بکرا، ولیمہ کا جانور یا وہ جانور جن سے اولیاء کی ارواح کو ثواب پہنچانا منظور ہو، ان کو غیر وقتِ ذبح میں اولیاء کے ناموں کے ساتھ نامزد کیا جائے مگر ذبح ان کا فقط اللہ کے نام پر ہو اس وقت کسی دوسرے کا نام نہ لیا جائے، وہ حلال وطیب ہیں۔ اس آیت میں صرف اسی کو حرام فرمایا گیا ہے جس کو ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام لیا گیا ہو، وہابی جو ذبح کی قید نہیں لگاتے وہ آیت کے معنی میں غلطی کرتے ہیں اور ان کا قول تمام تفاسیرِ معتبرہ کے خلاف ہے اور خود آیت ان کے معنی کو بننے نہیں دیتی کیونکہ "مَا اُهِلَّ بِهٖ" کو اگر وقتِ ذبح کے ساتھ مقید نہ کریں تو "اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" کا استثناء اس کو لاحق ہوگا اور وہ جانور جو غیر وقتِ ذبح میں غیر خدا کے نام سے موسوم رہا ہو وہ "اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ" سے حلال ہوگا، غرض وہابی کو آیت سے سند لانے کی کوئی سبیل نہیں، پانچواں گلا گھونٹ کر مارا ہوا جانور، چھٹے وہ جانور جو لاٹھی، پتھر، ڈھیلے، گولی، چھرے یعنی بغیر دھار دار چیز سے مارا گیا ہو، ساتویں جو گر کر مرا ہو خواہ پہاڑ سے یا کنوئیں وغیرہ میں،

آٹھویں وہ جانور جسے دوسرے جانور نے سینگ مارا ہو اور وہ اس کے صدمے سے مرگیا ہو، نویں وہ جسے کسی درندے نے تھوڑا سا کھایا ہو اور وہ اس کے زخم کی تکلیف سے مرگیا ہو لیکن اگر یہ جانور مر نہ گئے ہوں اور بعد ایسے واقعات کے زندہ بچ رہے ہوں پھر تم انہیں باقاعدہ ذبح کرلو تو وہ حلال ہیں، دسویں وہ جو کسی تھان پر عبادۃً ذبح کیا گیا ہو جیسے کہ اہلِ جاہلیت نے کعبہ شریف کے گرد تین سو ساٹھ پتھر نصب کئے تھے جن کی وہ عبادت کرتے اور ان کے لئے ذبح کرتے تھے اور اس ذبح سے ان کی تعظیم و تقرب کی نیت کرتے تھے، گیارھویں حصہ اور حکم معلوم کرنے کے لئے پانسہ ڈالنا، زمانہ جاہلیت کے لوگوں کو جب سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ کام درپیش ہوتے تو وہ تین تیروں سے پانسے ڈالتے اور جو نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے اور اس کو حکمِ الٰہی جانتے، ان سب کی ممانعت فرمائی گئی۔

یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعدِ عصر نازل ہوئی، معنی یہ ہیں کہ کفار تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے۔

اور امورِ تکلیفیہ میں حرام وحلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے، اسی لئے اس آیت کے نزول کے بعد بیانِ حلال وحرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ "وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ" نازل ہوئی مگر وہ آیت

موعظت ونصیحت ہے۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہوسکا۔ ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں دشمن سے امن دی۔ ایک قول یہ ہے کہ دین کا اکمال یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔

شانِ نزول: بخاری ومسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روزِ نزول کو عید مناتے فرمایا کون سی آیت؟ اس نے یہی آیت "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ" پڑھی آپ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقامِ نزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا، آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں جمعہ وعرفہ۔

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمر وابنِ عباس رضی اللہ عنہم صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں، اس سے ثابت ہوا کہ عیدِ میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظم نِعَمِ الٰہیہ کی یادگار وشکر گزاری ہے۔

مکہ مکرمہ فتح فرما کر۔ کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔

معنی یہ ہیں کہ اوپر حرام چیزوں کا بیان کردیا گیا ہے لیکن جب کھانے پینے کو کوئی حلال چیز میسّر ہی نہ آئے اور بھوک پیاس کی شدت سے جان پر بن جائے اس وقت جان بچانے کے لئے قدرِ ضرورت کھانے پینے کی اجازت ہے اس طرح کہ گناہ کی طرف مائل نہ ہو یعنی ضرورت سے زیادہ نہ کھائے اور ضرورت اسی قدر کھانے سے رفع ہوجاتی ہے جس سے خطرہ جان جاتا رہے۔

(خزائن العرفان، مائدہ ۳)

مردار کا معنی اور اس کے شرعی احکام کا بیان

جو جانور طبعی موت مرجائے نہ اس کو ذبح کیا گیا ہو نہ شکار کیا گیا ہو اس کو میتہ (مردار) کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں جو جانور بغیر ذبح کے مرجائے اس کو میتہ کہتے ہیں۔ اس کو شریعت میں حرام کردیا گیا ہے کیونکہ رگوں میں خون کے رک جانے یا کسی بیماری کی وجہ سے جسم میں زہریلے مادے پیدا ہوجاتے ہیں جو انسانی صحت کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں اور اگر اس جانور کو ذبح کرلیا جائے تو اس کے جسم سے سارا خون بہہ جاتا ہے اور خون کے ساتھ زہریلے اور نقصان دہ اجزاء جسم سے نکل جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں طبائع سلیمہ مردار جانور کا گوشت کھانے سے متنفر ہوتی ہیں سو مردار جانور صحت کے اعتبار سے بھی مضر ہے اور دین کے اعتبار سے بھی کیونکہ اللہ کے نام سے اس کی جان نہیں نکلی۔ لہٰذا مردار جانور کو کھانا بالاتفاق حرام ہے۔ البتہ! فقہاء احناف کے نزدیک اس کے بال اور اس کی ہڈیاں پاک ہیں اور اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ (بدائع الصنائع ج ۱ ص ۶۳ مطبوعہ کراچی)

علامہ ابن قدامہ نے لکھا ہے کہ امام احمد امام مالک اور امام شافعی کے نزدیک مردار کی ہڈی نجس ہے۔ (المغنی ج ۱ ص ۵۶) اور امام

شافعی کے نزدیک مردار کے پر اور بال بھی نجس ہیں کیونکہ حیوان کی نشو ونما سے وہ بڑھتے ہیں اور باقی اعضاء کی طرح اس کی موت سے نجس ہو جاتے ہیں اور امام مالک اور امام احمد کے نزدیک مردار کے پر اور بال پاک ہیں۔ کیونکہ امام دار قطنی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردار کی مشک میں کوئی حرج نہیں ہے جب اسے رنگ لیا جائے اور اس کے اون اور بالوں میں کوئی حرج نہیں ہے جب انہیں دھولیا جائے۔ نیز اس پر موت طاری نہیں ہوتی اس لیے جانور کی موت سے یہ نجس نہیں ہوں گے جیسے انڈا نجس نہیں ہوتا۔ (المغنی ج ا ص ۶۰ مختصراً مطبوعہ بیروت)

مردار جانور حرام ہے لیکن اس کے عموم سے بالاتفاق مچھلی اور ٹڈی مستثنیٰ ہیں۔ امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے لیے دو مردار حلال کیے گئے ہیں۔ مچھلی اور ٹڈی۔ (سنن ابن ماجہ ج ۳ رقم الحدیث: ۳۲۱۸ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک تمام قسم کے سمندری جانور بغیر ذبح کے حلال ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے۔

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا یا رسول اللہ! ہم سمندر میں سفر کرتے ہیں اور ہمارے پاس بہت تھوڑا پانی ہوتا ہے۔ اگر ہم اس سے وضو کرلیں تو پیاسے رہ جائیں گے تو کیا ہم سمندر کے پانی سے وضو کرلیا کریں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سمندر کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مرا ہوا جانور حلال ہے۔ (سنن ترمذی رقم الحدیث: ۶۹ سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۸۳ سنن نسائی رقم الحدیث: ۵۰ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۸۶ موطا امام مالک رقم الحدیث: ۴۳ مسند احمد ج ۳ ص ۲۳۷ المستدرک ج ا ص ۱۴۰)

خون کے شرعی احکام کا بیان

اس آیت میں خون کو حرام کیا گیا ہے۔ اس سے مراد بہنے والا خون ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور آیت میں بہنے والے خون کو حرام فرمایا ہے۔

(آیت) قل لا اجد فی ما اوحی الی محرما علی طاعم یطعمه الا ان یکون میته او دما مسفوحا ۔

الایہ (الانعام: ۱۴۵)

ترجمہ: آپ کہیے کہ مجھ پر جو وحی کی جاتی ہے اس میں کسی کھانے والے پر جو وہ کھاتا ہو صرف مردار بہنے والے خون اور خنزیر کے گوشت کو میں حرام پاتا ہوں کیونکہ وہ نجس ہے یا نافرمانی کی وجہ سے جس جانور پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ ذبح کے بعد گوشت میں جو خون عادتاً باقی رہ جاتا ہے وہ حرام نہیں ہے اور جو خون جامد ہو جیسے کلیجی اور تلی وہ بھی حرام نہیں ہے۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لیے دو مردے حلال کیے گئے ہیں اور دو خون حلال کیے گئے ہیں رہے دو مردے تو وہ مچھلی اور ٹڈی ہیں اور رہے دو خون تو وہ

کلیجی اور تلی ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ج ۴ رقم الحدیث: ۳۳۱۴ مطبوعہ دار المعرفہ بیروت)

بہنے والے خون کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خون نجس ہے اور اس میں جراثیم اور زہریلے اجزاء ہوتے ہیں اور اس کو ہضم کرنا مشکل ہے تمام قسم کی بیماریوں کے اجزاء اور جراثیم خون میں ہوتے ہیں۔ اس لیے مادی طور پر بھی خون کو کھانا صحت کے لیے سخت مضر ہے۔

خنزیر کے نجس اور حرام ہونے کا بیان

اس آیت میں فرمایا ہے تم پر مردار خون اور خنزیر کا گوشت حرام کیا گیا ہے اسی طرح (الانعام: ۱۴۵) میں بھی خنزیر کے گوشت کو حرام فرمایا ہے۔ اسی طرح حدیث میں ہے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال مکہ میں فرمایا: اللہ اور اسکے رسول نے خمر (شراب) مردار خنزیر اور بتوں کی بیع کو حرام فرمایا ہے۔ (صحیح البخاری ج ۳ رقم الحدیث: ۲۲۳۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: سلیمان بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص نرد شیر کے ساتھ کھیلا اس نے گویا اپنا ہاتھ خنزیر کے گوشت اور اس کے خون میں رنگ لیا۔
(صحیح مسلم ج ۴ رقم الحدیث: ۲۲۶۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

اس حدیث میں آپ نے خنزیر کے خون اور گوشت سے نفرت دلائی ہے۔ خنزیر کا خون گوشت اور اس کے تمام اجزاء حرام ہیں قرآن مجید میں خنزیر کے گوشت کا ذکر کیا ہے کیونکہ کی جانور کا اہم مقصود اس کا گوشت کھانا ہوتا ہے۔

خنزیر کے گوشت کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ یہ بہت گندہ اور نجس جانور ہے اور یہ بالعموم گندگی میں رہتا ہے۔ اس کے جسم اور بالوں میں کیڑے ہوتے ہیں۔ اس کا گوشت بہت ثقیل اور دیر ہضم ہوتا ہے اور اس میں چربی بہت زیادہ ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے خون میں کلسٹرول کی بہت زیادتی ہوتی ہے۔ جس جانور کا گوشت کھایا جائے اس کے اوصاف کا انسان کی طبیعت پر اثر پڑتا ہے جانوروں میں خنزیر نہایت بے غیرت جانور ہے۔ اس کی مادہ سے ایک خنزیر جفتی کرتا ہے اور باقی کئی خنزیر اس کے قریب کھڑے اپنی باری کے منتظر رہتے ہیں جبکہ دوسرے جانور اپنی مادہ کے قریب دوسرے نر کو آنے نہیں دیتے۔ یہی وجہ ہے کہ جو اقوام خنزیر کا گوشت کھاتی ہیں وہ بھی بے غیرت ہوتی ہیں ان میں بہت زیادہ فحاشی اور بدچلنی ہوتی ہے۔ بہر حال! مسلمان کے لیے صرف یہ وجہ کافی ہے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی کے ساتھ خنزیر کو حرام فرما دیا خواہ حرمت کی یہ وجوہ ہوں یا نہ ہوں۔ ہم نے یہ وجوہ صرف اس لیے بیان کی ہیں کہ اسلام دین فطرت ہے اور اس نے جن تمام چیزوں سے منع فرمایا ہے اس کی وجوہ نہایت معقول ہیں۔

ما اھل لغیر اللہ بہ کا معنی اور اس کے شرعی احکام

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ کا معنی ہے جس پر غیر اللہ کے نام کا ذکر کیا جائے اور یہ وہ جانور ہے جس کو بتوں کے لیے ذبح کیا جائے۔ اھلال کا معنی ہے چاند دیکھتے وقت بلند آواز سے چلانا پھر ہر بلند

آواز کو اہلال کہا گیا۔ نوزائیدہ بچے کے رونے کو بھی اہلال کہتے ہیں۔ (المفردات ص ۵۴۴ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۶۲ھ)

ملا احمد جون پوری متوفی ۱۱۳۰ھ لکھتے ہیں (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ کا معنی ہے جس جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو مثلاً لات عزیٰ اور انبیاء علیہم السلام وغیرہم کے نام پر۔ (تفسیرات احمدیہ ص ۴۴ مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں: اس کا معنی ہے جانور کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام بلند آواز سے پکارنا اور اہلال کا معنی یہاں پر یہ ہے کہ جس کے لیے جانور ذبح کیا جائے مثلاً لات اور عزیٰ اس کا ذبح کے وقت بلند آواز سے ذکر کرنا۔

(روح المعانی ج ۶ ص ۷۵ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ اس آیت کے ترجمہ میں لکھتے ہیں۔

وآنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود۔

عام ازیں کہ ذبح کے وقت صرف غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ مثلاً مسیح کا نام لے کر ذبح کیا جائے یا اللہ کے ساتھ بطریق عطف غیر اللہ کا نام لیا جائے۔ مثلاً یوں کہے کہ اللہ اور مسیح کے نام سے ذبح کرتا ہوں تو یہ ذبیحہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر غیر وقت ذبح میں غیر اللہ کے ساتھ وہ جانور نامزد ہو مثلاً قربانی کے جانوروں کے متعلق یہ کہا جائے گا کہ یہ محمود کا بکرا ہے یہ اسلم کا بکرا ہے یہ فہیم کی گائے ہے یا کسی نے اپنے والد عبدالرحیم کی طرف سے قربانی کرنے کے لیے کوئی بکرا موسوم کیا ہو اور کسی نے حضرت غوث اعظم کو ایصال ثواب کرنے کے لیے بکرا نامزد کیا ہو یا کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ ثواب کرنے کے لیے کوئی بکرا نامزد کیا ہو پھر ان جانوروں کو اپنے اپنے وقت میں صرف اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو یہ ذبح جائز ہے اور ان کا گوشت حلال ہے اور ان کا ایصال ثواب کرنا صحیح ہے۔

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں: حاکم یا کسی بڑے آدمی کی آمد کے موقع پر جانور ذبح کیا گیا تو یہ حرام ہے (اور اس ذبح سے جانور کا گوشت کھانا مقصود نہ ہو صرف اس کا خون بہانا مطلوب ہو) کیونکہ یہ (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ ہے۔ خواہ اس پر اللہ کا نام ذکر کیا گیا ہو اور اگر مہمان کے لیے ذبح کیا گیا تو یہ حرام نہیں ہے کیونکہ یہ حضرت خلیل (علیہ السلام) کی سنت ہے اور مہمان کی تکریم اللہ تعالیٰ کی تکریم ہے اور وجہ فرق یہ ہے کہ اگر اس نے جانور کو اس لیے ذبح کیا تا کہ یہ اس سے کھائے تو یہ ذبح اللہ کے لیے ہوگا اور منفعت مہمان کے لیے یا دعوت کے لیے یا نفع کے لیے ہوگی اور اگر اس نے کھانے کے لیے نہیں ذبح کیا بلکہ اس لیے کہ کسی غیر کے آنے پر محض اس کو ذبح کرے (یعنی صرف خون بہائے) تو اس میں غیر اللہ کی تعظیم ہوگی سو یہ حرام ہوگا۔ کیا وہ شخص کافر ہو جائے گا؟ اس میں دو قول ہیں۔ (بزازیہ وشرح وھبانیہ) میں کہتا ہوں کہ منیہ کی کتاب الصید میں ہے کہ یہ فعل مکروہ ہے اور اس شخص کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ ہم کسی مسلمان کے ساتھ یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح کے ساتھ کسی آدمی کا تقرب (بطور عبادت کیونکہ یہی کفر ہے۔ شامی) حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ شرح الوھبانیہ میں ذخیرہ سے اسی طرح منقول ہے۔ (الدر المختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۱۹۷-۱۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ اس کی شرح میں وجہ فرق بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (آیت) ما

اھل لغیر اللہ بہ میں تعظیم اور غیر تعظیم کے لیے فرق یہ ہے کہ اگر دیوار چنتے وقت یا کسی مرض سے شفاء کے حصول کے وقت جانور ذبح کیا جائے تو اس کے حلال ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ اس ذبح کا مقصد صدقہ کرنا ہے (حموی) اسی طرح کسی نے سفر سے سلامتی کے ساتھ آنے پر قربانی کی نذر مانی تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (البحر الرائق) اب اس پر لازم ہے کہ اس گوشت کو فقط فقراء پر صدقہ کرے۔ (فتاوی الغنی) اور جو شخص کسی کے آنے پر جانور کو ذبح کرے اور پھر اس کو یونہی چھوڑ دے یا اس میں سے کل یا بعض لے لے اور فرق کا مدار ابتداء ذبح کے وقت ہے۔ اگر اس نے مہمان کے اکرام اور اس کو گوشت کھلانے کے سبب سے جانور کو ذبح کیا ہے تو ذبیحہ حلال ہے اور اگر اس نے کسی بڑے آدمی کی آمد کے موقع پر اس کی تعظیم کے لیے محض خون بہانے کے قصد سے جانور کو ذبح کیا ہے تو یہ حرام ہے اور یہ فرق اس طرح مزید ظاہر ہوگا کہ اگر اس نے حاکم کی ضیافت کی اور اس کے آنے پر جانور کو ذبح کیا۔ اگر اس ذبح سے اس کو تعظیم کا قصد کیا تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہے اور اگر اس ذبح سے اس کی مہمانی اور اس کے اکرام کا قصد کیا تو یہ ذبیحہ حلال ہے۔ خواہ یہ ذبیحہ مہمان کے علاوہ کسی اور کو کھلا دے۔ جو شخص کسی بڑے آدمی کی آمد کے موقع پر اس کی تعظیم کے لیے جانور کو ذبح کرتا ہے تو یہ ذبیحہ حرام ہے لیکن یہ کفر نہیں ہے۔ کیونکہ ہم کسی مسلمان کے ساتھ یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح کے ساتھ کسی آدمی کا تقرب علی وجہ العبادت حاصل کرے گا اور تکفیر کا اسی پر مدار ہے اور یہ مسلمان کے حال سے بہت بعید ہے۔ اس لیے ظاہر یہ ہے کہ اس کا یہ فعل دنیاداری کے لیے وقت اللہ کا نام لینا حکماً خالص اللہ کے لیے نہ تھا اور یہ ایسے ہوگیا جیسے کوئی شخص ذبح کے وقت کہے اللہ کے نام سے اور فلاں کے نام سے اس لیے یہ ذبیحہ حرام ہوگا۔ لیکن حرمت اور کفر میں تلازم نہیں ہے۔

(ردالمحتار ج ۵ ص ۱۹۷-۱۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

المنخنقۃ کا معنی اور اس کا شرعی حکم

منخنقہ اس جانور کو کہتے ہیں جو گلا گھٹنے سے مر جائے عام ازیں کہ کسی نے قصداً اس کا گلا گھونٹ دیا یا کسی حادثہ سے اچانک اس کا گلا گھٹ گیا ہو یہ مردار ہے اور شرعاً مذبوح نہیں ہے۔ اس کو مردار میں شامل نہیں کیا بلکہ الگ ذکر کیا ہے۔ کیونکہ مردار وہ ہے جو بغیر کسی خارجی سبب کے طبعی موت سے مر جائے اور گلا گھٹنے سے مرنے والا ایک خارجی سبب سے مرتا ہے لیکن یہ مذبوح نہیں ہے۔ اصل مقصود یہ ہے کہ اللہ کا نام لے کر حلال جانور کے گلے پر چھری پھیری جائے جس سے اس کی چاروں رگیں کٹ جائیں اور جسم کا سارا خون بہہ جائے۔

الموقوذۃ کا معنی اور اس کا شرعی حکم

جس غیر دھاروالی بھاری چیز سے کسی جانور پر ضرب یا چوٹ لگائی جائے خواہ دور سے پتھر مارا جائے یا ہاتھ میں ڈنڈا پکڑ کر اس سے مارا جائے۔ اس چوٹ کے نتیجہ میں وہ جانور مر جائے تو وہ بھی شرعاً مذبوح نہیں ہے۔ یہ جانور بھی مردار کے حکم میں ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں اس کو کھایا جاتا تھا۔

اسلام میں ثقیل شئے کی ضرب یا چوٹ سے جانور کو ہلاک کرنے سے منع کیا ہے اور کسی دھاروالی چیز سے جانور کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ جانور کو اذیت نہ پہنچے اور آسانی سے اس کی جان نکل جائے۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا منخنقہ وہ ہے جس کا گلا گھونٹا جائے اور وہ مرجائے۔ موقوذہ وہ ہے جس کو لکڑی سے ضرب لگائی جائے اور وہ چوٹ کھا کر مرجائے متردیہ وہ ہے جو پہاڑ سے گر کر مرجائے اور نطیحہ وہ ہے جس کو دوسری بکری نے سینگھ مارا ہو اگر اس کی دم یا آنکھ ہل رہی ہو تو اس کو ذبح کر کے کھالو۔
(صحیح البخاری ج ۶ کتاب الصید والذبائح ۷۲ باب ۱)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دو باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھی ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ نیکی کرنے کو فرض کر دیا ہے۔ پس جب تم قتل کرو تو درست طریقہ سے کرو اور جب تم ذبح کرو تو درست طریقہ سے ذبح کرو اور تم میں سے کسی شخص کو اپنی چھری تیز کر لینی چاہیے تاکہ ذبیحہ کو آسانی ہو۔ (صحیح مسلم ج ۳ رقم الحدیث: ۱۹۵۵)

جب چھری تیز ہوگی تو جلدی سے جانور ذبح ہو جائے گا اور مستحب یہ ہے کہ جانور کے سامنے چھری تیز نہ کی جائے اور ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح نہ کیا جائے اور جانور کو گھسیٹ کر مذبح تک نہ لے جایا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز میں روح ہو اس کو (مشق کے لیے) نشانہ نہ بناؤ (صحیح مسلم ج ۳ رقم الحدیث: ۱۹۵۷)

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض (بغیر پر کا تیر جس کا درمیانی حصہ موٹا ہو) کے متعلق سوال کیا۔ آپ نے فرمایا جب جانور اس کی دھار سے زخمی ہو تو اس کو کھالو اور جب جانور کو اس کی چوڑائی کی جانب تیر لگے اور وہ مرجائے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ وقید (چوٹ سے مرا ہوا) ہے۔ (صحیح البخاری ج ۶ رقم الحدیث: ۵۴۷۶)

المتردیۃ کا معنی اور اس کا شرعی مفہوم:

جو جانور کسی پہاڑ سے یا کسی بلند جگہ سے مثلاً چھت سے گر جائے یا کنوئیں میں گرنے سے اس کی موت واقع ہو جائے اس کو متردیہ کہتے ہیں۔ مردار کی طرح اس کا کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ اس میں کچھ رمق حیات ہو تو اس کو ذبح کر لیا جائے۔

النطیحۃ کا معنی اور اس کا شرعی حکم:

جس جانور کو دوسرے جانور نے سینگھ مارا ہو اور وہ اس کے سینگھ مارنے سے مر گیا خواہ اس کے سینگھ مارنے سے وہ زخمی ہوا ہو اور اس کا خون بھی بہا ہو اس کا حکم بھی مردار کی طرح ہے اور اس کا کھانا شرعاً جائز نہیں ہے۔

جس جانور کو درندے نے کھالیا ہو اس کا شرعی حکم

کسی درندے مثلاً شیر چیتے یا بھیڑیے نے کسی حلال جانور کو چیر پھاڑ کر زخمی کر دیا ہو اور اس کے کل یا بعض حصے کو کھالیا ہو تو اس کا کھانا بالاجماع جائز نہیں ہے۔ خواہ اس کے جسم یا اس کے ذبح کی جگہ سے خون بہہ رہا ہو۔ زمانہ جاہلیت میں بعض عرب درندہ کے

پھاڑے ہوئے جانور میں سے بقیہ کو کھالیا کرتے تھے لیکن طبائع سلیمہ اس کو پسند نہیں کرتی تھیں۔

الا ما ذکیتم کے مستثنیٰ منہ کا بیان:

مردار خون خنزیر اور (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ کے علاوہ باقی جانوروں میں سے جو جانور زندہ مل جائیں اور ان کو شرعی طریقہ سے ذبح کرلیا جائے ان کا اللہ تعالیٰ نے استثناء فرمالیا۔ اس مستثنیٰ منہ میں المنخنقہ الموقوذہ المتردیہ النطیحہ اور جن کو درندہ نے کھالیا ہو داخل ہیں۔ اور بعض علماء نے (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ کو بھی اس میں داخل کرلیا ہے۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جس جانور کے ذبح کا موقع تمہیں مل جائے بایں طور کہ اس کی دم ہل رہی ہو یا وہ آنکھ سے دیکھ رہا ہو اس کو اللہ کا نام لے کر ذبح کردو وہ حلال ہے۔

قتادہ نے بیان کیا کہ لحم الخنزیر کے سوا باقی تمام کو الا ما ذکیتم کا استثناء لاحق ہے۔ جب تم دیکھو کہ وہ جانور پلک جھپکا رہا ہے دم ہلا رہا ہے یا اس کی ٹانگ مضطرب ہو رہی ہے تو تم اس کو ذبح کردو۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے لیے حلال کردیا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا جب تم موقوذہ متردیہ نطیحہ اور جس کو درندہ نے کھالیا ہو وہ تم پر حرام کردیے گئے ہیں لیکن اگر تم ان میں زندگی کے آثار دیکھو اور ان کے مرنے سے پہلے تمہیں ان کو ذبح کرنے کا موقع مل جائے تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں تم ان کو ذبح کر کے کھالو۔

بعض علماء اہل مدینہ نے یہ کہا کہ یہ استثناء ان محرمات میں سے نہیں ہے جن کا اس آیت میں ذکر کیا گیا ہے بلکہ یہ تحریم سے استثناء ہے یعنی مردار خون خنزیر (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ اور باقی مذکورہ جانور تم پر حرام کردیے گئے۔ مگر جن حلال جانوروں کو تم شرعی طریقہ سے ذبح کرلو وہ تم پر حلال ہیں۔ امام مالک کا یہی قول ہے۔ امام مالک سے پوچھا گیا کہ ایک درندہ ایک بھیڑ پر حملہ کرتا ہے اور اس کی کمر توڑ ڈالتا ہے۔ تو اگر اس کو مرنے سے پہلے ذبح کرلیا جائے تو کیا اس کو کھانا جائز ہے امام مالک نے کہا اگر اس کی ضرب اس کے پیٹ جگر اور دل تک پہنچ جاتی ہے تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے اور اگر اس کے ہاتھ پیر توڑے ہیں تو پھر اس کو ذبح کر کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس سے پوچھا گیا اگر وہ اس پر حملہ کر کے اس کی کمر توڑ دے؟ امام مالک نے کہا: اس کے بعد جانور زندہ نہیں رہتا۔ میرے نزدیک اس کا کھانا بہتر نہیں ہے ان سے پوچھا گیا کہ بھیڑیا بکری کا پیٹ پھاڑ دے لیکن اس کی آنتیں باہر نہ نکلیں امام مالک نے کہا جب اس کا پیٹ پھاڑ دیا جائے تو میری رائے میں اس کا کھانا جائز نہیں ہے اس تقدیر پر یہ استثناء منقطع ہے۔

امام ابوجعفر طبری کہتے ہیں کہ میری رائے میں (آیت) ما اھل لغیر اللہ بہ سے کر آخر آیت تک یہ استثناء لاحق ہے کیونکہ ان تمام صورتوں میں موت سے پہلے وہ جانور ذبح کی صلاحیت رکھتا ہے۔ کیونکہ مشرکین جب اپنے بتوں کا تقرب حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان جانوروں کو بتوں کے ناموں کے ساتھ منسوب کردیتے ہیں اور وہ غیر اللہ کی قربانی کہلاتی ہیں اس لیے وہ حرام ہوتی ہے۔ اس طرح جو جانور گلا گھٹنے سے مر جاتا ہے وہ بھی حرام ہو جاتا ہے۔ لیکن جس جانور کو بتوں کے ناموں کے ساتھ منسوب کیا گیا ہو اگر اس کو مرنے سے پہلے شرعی طریقہ سے ذبح کردیا جائے یا جس جانور کا گلا گھونٹا گیا ہو اگر اس کو مرنے سے پہلے شرعی طریقہ سے ذبح کرلیا گیا ہو تو وہ حلال ہوگا۔ لہٰذا جس حلال جانور یا پرندہ کی روح نکلنے سے پہلے اس کو شرعی طریقہ سے ذبح کرلیا جائے وہ حلال

ہوگا۔ (جامع البیان ج ۶ ص ۹۹-۹۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو بتوں کے تقرب کے لیے نصب شدہ پتھروں پر ذبح کیا گیا۔

نصب کا معنی اور اس کا شرعی حکم

قرآن مجید میں نصب کا لفظ ہے یعنی جو جانور نصب پر ذبح کیا گیا وہ بھی حرام ہے کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ پتھر نصب کیے گئے تھے اور زمانہ جاہلیت میں عرب اپنے بتوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان پتھروں کے پاس جانور ذبح کرتے تھے اور بیت اللہ کے سامنے جو خون بہتا اس کو ان پتھروں پر چھڑکتے تھے اور اس قربانی کو عبادت قرار دیتے تھے اور اس گوشت کے ٹکڑے ان پتھر پر رکھ دیتے تھے اس کو نصب اور انصاب کہا جاتا ہے۔ نصب نصیب کی جمع ہے۔ نصیب اس پتھر کو کہتے ہیں جس کو کسی شے پر نصب کیا جاتا ہے۔ (المفردات ص ۴۹۴) نصب بتوں کو نہیں کہتے نصب غیر منقوش پتھر ہوتے ہیں اور بت منقوش پتھر ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس فعل سے منع فرمادیا اور جو جانور نصب پر ذبح کیے جاتے ہیں ان کا کھانا ان پر حرام کردیا۔ خواہ ان جانوروں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے تاکہ اس شرک سے اجتناب ہو جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فال کے تیروں سے اپنی قسمت معلوم کرنا یہ (تمام کام) فسق ہیں۔ (المائدہ: ۳)

ازلام کا معنی

ازلام زلم کی جمع ہے۔ یہ تیر کی شکل کا لکڑی کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے جس کی نوک پر لوہے کا وہ پھل نہیں ہوتا جو شکار کو زخمی کرتا ہے زمانہ جاہلیت میں مشرکین اس سے اپنی قسمت کا حال معلوم کرتے تھے۔ امام ابن جریر طبری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ یہ تیر کاہنوں کے پاس ہوتے تھے جن میں سے کسی پر لکھا ہوتا تھا مجھے حکم دیا ہے اور کسی پر لکھا ہوتا تھا مجھے منع کیا ہے اور کوئی تیر سادہ ہوتا تھا۔ جب کوئی شخص سفر کا ارادہ کرتا یا شادی کا ارادہ کرتا یا کسی نئے کام کا ارادہ کرتا تو وہ کاہن کے پاس جاتا اور تیر سے فال نکالتا۔ اگر اس کا تقاضا ہوتا کہ وہ اس کام کو کرے تو وہ کام کرتا اور اگر اس کا تقاضا ہوتا وہ کام نہ کرے تو پھر وہ کام نہ کرتا اور اگر سادہ تیر نکل آتا تو دوبارہ فال نکالتے۔ (جامع البیان ج ۶ ص ۱۰۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

بَاب الْأَمْرِ بِالتَّسْمِيَةِ عِنْدَ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ شکار کے وقت بسم اللہ پڑھنے کا حکم

4274 – أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ النَّسَائِيُّ بِمِصْرَ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ نَصْرٍ قَالَ

4274-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب الصيد اذا غاب عنه يومين او ثلاثة (الحديث 5484) بنحوه مطولاً . و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 6 و 7) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2849 و 2850) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصيد باب ما جاء فيمن يرمي الصيد فيجده ميتاً في الماء (الحديث 1469) مختصراً . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلباً لم يسم عليه (الحديث 4279) بنحوه مختصراً، والكلب يأكل من الصيد (الحديث 4286)، وفي الذي يرمي الصيد فيقع في الماء (الحديث 4309 و 3410) والحديث عند: ابي داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2850) و ابن ماجه في الصيد، باب الصيد يغيب ليلة (الحديث 3213) . تحفة الاشراف (9862) .

اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَاِنْ اَدْرَكْتَهُ لَمْ يَقْتُلْ فَاذْبَحْ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاِنْ اَدْرَكْتَهُ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ فَكُلْ فَقَدْ اَمْسَكَهُ عَلَيْكَ فَاِنْ وَّجَدْتَهُ قَدْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَطْعَمْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهِ وَاِنْ خَالَطَ كَلْبُكَ كِلَابًا فَقَتَلْنَ فَلَمْ يَاْكُلْنَ فَلَا تَاْكُلْ مِنْهُ شَيْئًا فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهَا قَتَلَ".

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو تو اس پر اللہ کا نام لو اگر وہ شکار کو پکڑ لے اور اُسے قتل نہ کرے تو تم اس شکار کو ذبح کرو اور اس پر اللہ کا نام ذکر کرو اگر وہ اس شکار کو پکڑ لے اور اُسے مار بھی دے لیکن خود اس میں سے کچھ نہ کھائے تو تم اس شکار کو کھا لو۔ جو اس نے تمہارے لیے روکا تھا' لیکن اگر تم شکار کو ایسی حالت میں پاؤ کہ کتے نے اس میں سے کچھ کھا لیا ہو تو تم اس شکار میں سے کچھ نہ کھانا' کیونکہ یہ شکار اُس نے اپنے لیے کیا تھا اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ دوسرے کتے بھی مل جائیں اور انہوں نے شکار کو مارا ہو لیکن اس شکار میں سے کچھ نہ کھایا ہو تو تم اس شکار میں سے کچھ نہ کھانا' کیونکہ تمہیں یہ معلوم نہیں' کون سے کتے نے اُسے مارا ہے؟''

شرح

اللہ کا نام ذکر کرو " کا مطلب یہ ہے کہ کتے کا چھوڑنا بمنزلہ چھری چلانے کے ہے اس لئے جس طرح چھری کے ذریعہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس طرح شکار پر سکھایا ہوا کتا چھوڑتے وقت اللہ کا نام لیا جانا یعنی بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے بھول کر بسم اللہ اللہ اکبر نہیں کہا تو اس صورت میں اس شکار کو کھانا حلال ہوگا اور اگر یہ صورت ہے کہ کتا چھوڑتے وقت قصداً بسم اللہ اللہ اکبر نہیں کہا پھر اس نے کتے کو ڈانٹا کتا جہاں تھا وہیں رک گیا، اب (کتے کو چھوڑتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر نہیں کہا مگر اس نے شکار کو زندہ پایا اور ذبح کر لیا تو وہ شکار کے حکم میں نہیں رہے گا۔

جس طرح سکھائے ہوئے ذی ناب جانوروں جیسے کتے اور چیتے وغیرہ کا پکڑا ہوا شکار حلال ہے اسی طرح سکھائے ہوئے ذی مخلب جانوروں جیسے باز اور شاہین وغیرہ کا پکڑا ہوا شکار بھی حلال ہے۔ ذی مخلب جانور کے سکھائے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہے کہ وہ تین دفعہ شکار کو پکڑ کر چھوڑ دے خود نہ کھائے اور ذی مخلب جانور کے سکھائے ہوئے ہونے کی علامت یہ ہے کہ اس کو چھوڑنے کے بعد بلایا جائے تو فوراً واپس آ جائے، لہٰذا اگر ذی مخلب جانور یعنی باز وغیرہ نے شکار میں سے کچھ خود کھا لیا تو بھی وہ شکار حلال رہے گا اور اس کو کھانا درست ہوگا جب کہ اگر ذی ناب جانور یعنی کتا وغیرہ شکار میں سے کچھ خود کھا لے تو وہ شکار حلال نہیں رہے گا۔

اسی طرح اگر کسی سکھائے ہوئے کتے وغیرہ نے تین بار شکار کو پکڑ کر چھوڑ دینے کے بعد ایک بار بھی شکار میں سے کچھ کھا لیا تو وہ بے سیکھے ہوئے کتے کے حکم میں ہے یہاں تک کہ وہ دوبارہ سیکھا ہوا ہو جائے۔ اور پھر وہ شکار ایک دن تک تم سے اوجھل رہا الخ"

حنفی علماء کے نزدیک تیر کے ذریعہ مارے گئے شکار کے حلال ہونے کی شرط یہ ہے کہ تیر پھینکتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہا گیا ہو اس تیر نے شکار کو زخمی کر دیا ہو اور یہ کہ اگر وہ شکار اس تیر کے ذریعہ زخمی ہو کر شکاری کی نظر سے غائب ہو گیا تو اس کو تلاش کرنے سے بیٹھ نہ رہا جائے۔

کیونکہ ابن ابی شیبہ نے اپنی کتاب مصنف میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں ابورزین سے یہ روایت نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لعل ہوام الارض قتلہ نیز عبدالرحمٰن نے بھی اسی طرح کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بطریق مرفوع نقل کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر کسی شکار پر کوئی کتا یا چیتا یا باز وغیرہ چھوڑا گیا اور اس نے شکار کو مار ڈالا تو وہ (شکار) حلال ہوگا بشرطیکہ وہ کتا وغیرہ معلم یعنی سیکھا ہوا ہو۔ غیر معلم کتے وغیرہ کا مارا ہوا شکار حلال نہیں ہوگا۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ مَا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ .

جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اُسے کھانے کی ممانعت

4275 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "مَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَمَا اَصَبْتَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ" . وَسَاَلْتُهٗ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاَخَذَ وَلَمْ يَاْكُلْ فَكُلْ فَاِنَّ اَخْذَهٗ ذَكَاتُهٗ وَاِنْ كَانَ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبٌ اٰخَرُ فَخَشِيْتَ اَنْ يَّكُوْنَ اَخَذَ مَعَهٗ فَقَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے ذریعے شکار کرنے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم نے اس کے پھل کے ذریعے شکار کیا ہو اُسے تم کھا لو اور جسے تم نے اس کی چوڑائی کی سمت میں (یعنی لاٹھی کے طور پر استعمال کرتے ہوئے) مارا ہو وہ لاٹھی کے ذریعے مارا ہوا شکار شمار ہوگا (جسے کھانا جائز نہیں ہے)''۔

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو اور وہ شکار کو پکڑ لے لیکن خود اس میں سے کچھ نہ کھائے' تو تم اس شکار کو کھا لو' کیونکہ اس کتے کا اس شکار کو پکڑنا ہی اُسے ذبح کرنے کے مترادف ہے' لیکن اگر تمہارے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا بھی موجود ہو اور تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ شاید اس کتے نے بھی تمہارے کتے کے ساتھ شکار کیا ہوگا اور اس شکار کو مارا ہوگا' تو تم اس شکار کو

4275-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب التسمية على الصيد (الحديث 5475) و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 4) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلباً غيره (الحديث 4280) مختصراً، و الكلب يأكل من الصيد (الحديث 4285) و الحديث عند: الترمذي في الصيد، باب ما جاء في صيد المعراض (الحديث 1471) . والنسائي في الصيد و الذبائح، ما اصاب بحد المعراض (الحديث 4319) . وابن ماجه في الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 3214) . تحفة الاشراف (9860) .

نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

شرح

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (المائدہ: ۴)

اس آیت کے شان نزول میں امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ نے یہ روایت ذکر کی ہے۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت جبرئیل (علیہ السلام) نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی آپ نے ان کو اجازت دے دی انہوں نے کہا یارسول اللہ! آپ نے ہمیں اجازت دے دی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! انہوں نے کہا لیکن ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو۔

ابورافع کہتے ہیں پھر آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں مدینہ کے ہر کتے کو قتل کر دوں! سو میں نے کتوں کو قتل کر دیا۔ پھر میں ایک عورت کے پاس پہنچا جس کے پاس کتا بھونک رہا تھا میں نے اس پر رحم کھا کر اس کو چھوڑ دیا پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کو اس کی خبر دی آپ نے مجھے اس کو بھی قتل کرنے کا حکم دیا پھر میں نے اس کو بھی قتل کر دیا پھر مسلمانوں نے آ کر آپ سے پوچھا یارسول اللہ! آپ نے ہمیں ان کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے۔ ان کی کوئی چیز ہمارے لیے حلال ہے؟ تب یہ آیت نازل ہوئی، آپ سے پوچھتے ہیں کہ ان کے لیے کون سے چیزیں حلال کی گئی ہیں؟ آپ کہیے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے شکاری جانور سدھا لیے ہیں درآنحالیکہ تم انہیں شکار کے طریقہ سکھانے والے ہو۔ الآیہ۔
(جامع البیان ج۶ ص۱۱۴ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۱۵ھ سنن کبریٰ للبیہقی ج۹ ص۲۳۵ المستدرک ج۲ ص۳۱۱)

شکار کی اقسام اور ان کے شرعی احکام کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ لکھتے ہیں: شکار کرنا مباح ہے اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کتاب سنت اور اجماع سے اس پر بکثرت دلائل ہیں۔ قاضی عیاض مالکی نے کہا ہے کہ جو شخص کسب معاش کے لیے شکار کرے یا ضرورت کی بناء پر شکار کرے یا شکار یا اس کی قیمت سے نفع حاصل کرنے کے لیے شکار کرے تو ان تمام صورتوں میں شکار کرنا جائز ہے۔ البتہ جو شخص بطور لہو ولعب کے شکار کھیلے لیکن اس کا قصد اس شکار کو ذبح کرنا اور اس سے نفع حاصل کرنا ہو اس کے جواز میں اختلاف ہے۔ امام مالک نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے اور لیث اور ابن عبدالحکم نے اس کو جائز کہا ہے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص ذبح کی نیت کے بغیر شکار کھیلے تو یہ حرام ہے کیونکہ یہ زمین میں فساد کرنا ہے اور ایک جاندار کو بے مقصد ضائع کرنا ہے۔ (شرح مسلم ج۲ ص۱۴۵ مطبوعہ کراچی)

علامہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ لکھتے ہیں: علامہ لخمی نے شکار کے حکم کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں۔

(۱) زندگی برقرار رکھنے کے لیے یعنی کھانے پینے کے لیے شکار کرنا مباح ہے۔

(۲) اہل وعیال کی تنگی کے وقت یا سوال سے بچنے کے لیے شکار کرنا مستحب ہے۔
(۳) اپنے آپ کو بھوک کی ہلاکت سے بچانے کے لیے شکار کرنا واجب ہے۔
(۴) لہو ولعب کے لیے شکار کرنا مکروہ ہے جبکہ شکار کے بعد جانور کو ذبح کر کے کھا لیا جائے۔
(۵) ذبح کرنے اور کھانے کی نیت کے بغیر شکار کرنا حرام ہے۔
علامہ ابی مالکی فرماتے ہیں بلاضرورت محض لہو ولعب کے لیے شکار کرنے میں بہت مفاسد ہیں۔ اس میں گھوڑے کو کتے کے پیچھے بھگا کر تھکانا ہے اور اگر باز سے شکار کیا جائے تو نظر کو اس کے پیچھے لگا کر تھکانا ہے، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گھوڑا اس کو کسی کھائی یا کنوئیں میں گرادے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۵ ص ۲۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

شکار کی شرائط کا بیان

علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں:
(۱) جس جانور کے ساتھ شکار کھیلا جائے وہ سدھایا ہوا ہے۔
(۲) جس جانور کے ساتھ شکار کیا جائے وہ زخمی کرنے والا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وما علمتم من الجوارح مکلبین تعلمونھن مما علمکم اللہ اور جن شکاری جانوروں (زخمی کرنے والے) کو تم نے سدھا لیا ہے جن کو خدا کے دیئے ہوئے علم کے مطابق تم شکار کی تعلیم دیتے ہو جوارح (زخمی کرنے والے) کے متعلق دو قول ہیں (۱) وہ جانور اپنے دانتوں اور پنجوں سے حقیقتاً زخم ڈالے (۲) وہ شکار کو پکڑ کر لانے والے جانور ہوں کیونکہ جرح کا معنی کسب بھی ہے۔
(۳) شکاری جانور کو بھیجا جائے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے فرمایا جب تم نے اپنے سدھائے ہوئے کتے کو بھیجا اور اس پر بسم اللہ پڑھ لی تو اس کو کھالو اور اگر تمہارے کتے کے ساتھ کوئی اور کتا شریک ہو گیا تو پھر اس (شکار) کو مت کھاؤ اور جب دو کتوں میں سے ایک کتا بھیجا ہوا نہ ہو تو کھانا حرام ہو جاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کتے کو بھیجنا شرط ہے۔ نیز ذکاۃ حلت کا سبب اس وقت ہوتی ہے جب اس کا حصول کسی آدمی سے ہوا ہو اس لیے شکار کے آلہ کو آدمی کا قائم مقام بنانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس میں آدمی کا فعل داخل ہو اور یہ صرف شکاری جانور کو بھیجنے سے ہوسکتا ہے اور کتے کے لیے سدھائے ہونے کی شرط بھی اس میں بھیجنے کے تحقق کے لیے لگائی گئی ہے۔
(۴) بسم اللہ پڑھ کر شکاری جانور کو بھیجے۔
(۵) اس کے بھیجے ہوئے جانور کے ساتھ دوسرا جانور شریک نہ ہو۔
(۶) جس جانور کا شکار کیا جائے وہ فی نفسہ حلال ہو۔

شکار کرنے والے جانوروں کا بیان

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی ۵۹۳ لکھتے ہیں: سدھائے ہوئے کتے چیتے تمام زخمی کرنے وا : ہر سدھائے

ہوئے جانوروں سے شکار کرنا جائز ہے اور جامع صغیر میں لکھا ہے کہ تمام سدھائے ہوئے اور پھاڑنے والے درندوں اور پنجوں سے شکار کرنے والے پرندوں سے شکار کرنا جائز ہے۔ اور سدھائے ہوئے جانور کے سوا کسی اور جانور سے شکار کرنا جائز نہیں ہے۔ الا یہ کہ اس کو ذبح کر لیا جائے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (آیت) وما علمتم من الجوارح مکلبین تم نے جو (شکار کا) کسب معاش کرنے والے جانور سدھائے ہیں درآنحالیکہ وہ شکار پر مسلط ہونے والے ہیں یہ آیت اپنے عموم کے اعتبار سے تمام شکار کرنے والے جانوروں کو شامل ہے۔ اور حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اس کی تائید کرتی ہے ہر چند کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی روایت میں کلب کا ذکر ہے۔ لیکن لغت کے اعتبار سے ہر درندے پر کلب کا اطلاق ہوتا ہے حتیٰ کہ شیر پر بھی کلب کا اطلاق ہوتا ہے۔ امام ابو یوسف سے ایک روایت یہ ہے کہ انہوں نے ان جانوروں سے شیر اور ریچھ اپنی خساست کی وجہ سے۔ بعض علماء نے چیل کا بھی اس کی خساست کی وجہ سے استثناء کیا ہے۔ خنزیر بھی ان جانوروں سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ نجس العین ہے اس لیے اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔ پھر ان شکاری جانوروں کو تعلیم دینا اور سدھانا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی نص صریح (آیت) وما علمتم۔ میں تعلیم کی شرط کا ذکر ہے اور حضرت عدی بن حاتم کی روایت میں بھی تعلیم کی شرط کا ذکر ہے۔ اور جانور کو چھوڑنا بھی ضروری ہے کیونکہ یہی تعلیم کا معیار ہے کہ جب جانور کو چھوڑا جائے تو وہ چلا جائے اور اپنے مالک کے لیے شکار کو پکڑ کر رکھے۔ (ھدایہ اخیرین ص ۵۰۲ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

شکاری کتے کے معلم (سدھائے ہوئے) ہونے کا معیار اور شرائط:

شمس الائمہ سرخسی نے کلب معلم (سدھائے ہوئے کتے) کی حسب ذیل شرائط ذکر کی ہیں:

(۱) اپنے مالک کے پیچھے حملہ کرنے کے لیے نہ دوڑے۔

(۲) مار سے نہ سکھائے بلکہ شکاری دوسرے کتے کو شکار کھانے پر مارے تاکہ اس سے وہ کتا سیکھ لے کہ شکار کو نہیں کھانا چاہیے۔

جس شکار یا ذبیحہ پر بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کے حکم میں فقہاء احناف کا نظریہ

اور ائمہ ثلاثہ کے دلائل کے جوابات:

امام ابوبکر جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ لکھتے ہیں: ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) امام مالک اور حسن بن صالح نے کہا ہے کہ اگر مسلمان (شکار یا ذبیحہ) عمداً بسم اللہ ترک کر دے تو اس کو نہیں کھایا جائے گا اور اگر نسیاناً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر اس کو کھا لیا جائے گا۔ امام شافعی نے یہ کہا ہے کہ دونوں صورتوں میں ذبیحہ کو کھا لیا جائے گا۔ امام اوزاعی کا بھی یہی قول ہے۔۔ نسیاناً بسم اللہ کو ترک کرنے میں اختلاف ہے۔ حضرت علی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مجاہد عطاء بن ابی رباح سعید بن مسیب ابن شہاب اور طاؤس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر بسم اللہ کو نسیاناً ترک کر دیا جائے اس کو کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مسلمان کے دل میں اللہ کا ذکر رہتا ہے۔ جس طرح مشرک کا ذبیحہ پر اللہ کا نام لینا سود مند نہیں ہے اسی طرح مسلمان کا بھولے سے نام نہ لینا مضر نہیں ہے۔ ابن سیرین نے کہا اگر مسلمان نسیاناً بھی بسم اللہ کو ترک کر دے تو وہ ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔

ابراہیم نے کہا ایسے ذبیحہ کو نہ کھانا مستحب ہے۔

امام ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: کہ فقہاء احناف کا استدلال اس آیت سے ہے:

(آیت) ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ وانہ لفسق۔ (انعام:۶:۱۲۱)

ترجمہ: جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ بلاشبہ اس کا کھانا گناہ ہے۔

اس آیت سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس (شکار یا ذبیحہ) پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کا کھانا حرام ہے۔ خواہ اللہ کا نام عمداً ترک کیا ہو یا نسیاناً۔ لیکن دلائل سے یہ ثابت ہے کہ یہاں نسیان مراد نہیں ہے۔ البتہ اس شخص کا قول اس آیت کے خلاف ہے جس نے یہ کہا ہے کہ جس ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا گیا اس کا کھانا بھی جائز ہے اور اس شخص کا یہ قول بکثرت آثار اور احادیث کے بھی خلاف ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس آیت میں مشرکین کے ذبیحہ کو کھانے سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ حضرت ابن عباس بیان کرتے ہیں کہ مشرکوں نے کہا جس جانور کو تمہارے رب نے قتل کیا اور وہ مر گیا تو تم اس کو نہیں کھاتے اور جس جانور کو تم نے قتل کیا یعنی ذبح کیا اس کو تم کھا لیتے ہو۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یعنی مردار پر اور جب اس آیت میں مردار اور مشرکین کا ذبیحہ مراد ہے تو اس میں مسلمانوں کا ذبیحہ داخل نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اصول فقہ میں یہ قاعدہ معروف ہے کہ جب کسی آیت کا مورد نزول خاص ہو اور اس کے الفاظ عام ہوں تو پھر خصوصیت مورد کا اعتبار نہیں کیا جاتا بلکہ عموم الفاظ کا اعتبار ہے اور خصوصیت مورد کا لحاظ نہیں ہے اور اگر یہاں مشرکین کے ذبیحے مراد ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کا ذکر فرماتا اور صرف بسم اللہ کے ترک کرنے پر اقتصار نہ فرماتا اور ہم کو یہ بھی معلوم ہے کہ مشرکین اگر اپنے ذبیحوں پر بسم اللہ پڑھ بھی لیں تب بھی ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے مراد نہ ہونے پر دلیل ہے کہ مشرکوں کا ذبیحہ کسی صورت میں حلال نہیں ہے۔ خواہ وہ بسم اللہ پڑھیں یا نہ پڑھیں اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں مشرکوں کے ذبیحوں کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے۔ وہ ہے (آیت) وما ذبح علی النصب۔ اور جس جانور کو بتوں کے لیے نصب شدہ پتھروں پر ذبح کیا گیا ہو اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں مشرکوں کا ذبیحہ مراد نہیں ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ جس جانور پر ذبح کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی گئی ہو اس کا کھانا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ (آیت) وان الشیاطین لیوحون الی اولیائھم لیجادلوکم۔ (الانعام:۱۲۱) بلاشبہ شیطان تم سے جھگڑا کرنے کے لیے اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتے تھے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو کھالو۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

(آیت) ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ۔ (انعام:۱۲۱)

ترجمہ: جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اس کو مت کھاؤ۔

اس حدیث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بتایا ہے کہ مشرکوں کا جھگڑا بسم اللہ کے ترک کرنے میں تھا اور یہ آیت بسم اللہ کو واجب کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ مشرکوں کے ذبیحوں کے متعلق نازل ہوئی ہے نہ کہ مردار کے بارے میں۔

نیز بسم اللہ کو عمداً ترک کرنے سے ذبیحہ یا شکار کے حرام ہونے پر یہ آیت دلیل ہے:۔

(آیت) یسئلونک ماذا احل لهم قل احل لكم الطيبت وما علمتم من الجوارح مكلبين تعلمونهن مما علمكم الله فكلوا مما امسكن عليكم واذكروا اسم الله عليه (المائدہ:۴)

وہ آپ سے پوچھتے ہیں ان کے لیے کون سی چیزیں حلال کی گئی ہیں، آپ کہیے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے شکاری جانور سدھا لیے ہیں دراں حالیکہ تم انہیں شکار کا طریقہ سکھانے والے ہو، تم انہیں اسی طرح سکھاتے ہو جس طرح اللہ نے تمہیں سکھایا ہے سو اس (شکار) سے کھاؤ جس کو وہ (شکاری جانور) تمہارے لیے روک رکھیں (اور شکار چھوڑتے وقت) اس (شکاری جانور) پر بسم اللہ پڑھو۔

اس آیت میں بسم اللہ پڑھنے کا امر کیا گیا ہے اور امر وجوب کے لیے آتا ہے اور یہ بداہتہً معلوم ہے کہ کھانا کھانے والے پر بسم اللہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شکار پر جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور اس کی تائید حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھ لو تو اس کو کھایا کرو۔ اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس چیز کا کھانا ممنوع ہو جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اور اس آیت کا یہ بھی تقاضا ہے کہ بسم اللہ کو ترک کرنا ممنوع ہو اور اس ممانعت کی یہ تاکید آیت کے اس جزو سے ہوتی ہے (آیت) وانہ لفسق جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا کھانا گناہ ہے یا بسم اللہ کو ترک کرنا گناہ ہے اور اس میں یہ بھی دلیل ہے کہ بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا گناہ ہے۔ کیونکہ بھول کر کوئی کام کرنا یا نہ کرنا گناہ نہیں ہوتا اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ حدیث میں ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں۔ اور وہ نئے نئے کفر سے نکلتے ہیں۔ ہم کو پتا نہیں کہ انہوں نے اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا تم اس پر اللہ کا نام لو اور کھالو اگر بسم اللہ کو پڑھنا ذبح کی شرط نہ ہوتا تو آپ یہ فرماتے کہ اگر انہوں نے بسم اللہ کو نہیں پڑھا تو پھر کیا ہوا لیکن آپ نے فرمایا تم اس کو بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ کیونکہ اصل اور قاعدہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے افعال کو جواز اور صحت پر محمول کیا جاتا ہے اور بغیر کسی دلیل کے مسلمانوں کے امور اور افعال کو فساد پر محمول نہیں کیا جاتا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اگر یہ مراد ہو کہ بسم اللہ کو نہ پڑھنا گناہ ہے تو جو شخص ذبیحہ پر بسم نہ پڑھے وہ گنہگار ہوگا۔ حالانکہ اس پر اجماع ہے کہ وہ گنہگار نہیں ہوتا، اس لیے اس آیت میں مشرکین کے ذبیحے یا مردار مراد ہونے چاہئیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں یہ اجماع تسلیم نہیں ہے اور جو شخص ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ کو ترک کرے گا وہ بہر حال گنہگار ہوگا۔

باقی رہا یہ کہ جو مسلمان بھول کر بسم اللہ ترک کردے اس کا ذبیحہ جائز ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ جس جانور پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو مت کھاؤ اور اس کو گناہ فرمایا ہے۔ اور یہ گناہ اسی وقت ہوتا جب وہ عمداً اس حکم کی خلاف

ورزی کرے گا۔ کیونکہ یہ چیز انسان کی قدرت اور استطاعت میں نہیں ہے کہ وہ بھول کر بھی کوئی غلط کام نہ کرے اور انسان اپنی قدرت کے مطابق ہی مکلف ہوتا ہے۔

اور امام اوزاعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: اللہ تعالی نے میری امت کی خطا نسیان اور جبر سے درگزر فرمالیا ہے اور جب وہ نسیان کی حالت میں بسم اللہ پڑھنے کا مکلف نہیں ہے تو اس صورت میں اس کا ذبیحہ حرام نہیں ہوگا۔ حالت نسیان میں بسم اللہ ترک کرنے کی حالت نسیان میں شرائط نماز (مثلاً تکبیر اور وضو وغیرہ) ترک کرنے پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ جب انسان کو یاد آ جائے کہ اس نے بغیر وضو کے نماز پڑھی ہے تو اس پر اس کا تدارک نہیں ہوسکتا، اس لیے اس کا ذبیحہ درست قرار پائے گا۔ اس کی نظیر یہ ہے کہ کہ اگر کسی شخص نے بھولے سے روزہ میں کچھ کھا پی لیا تو اس کا روزہ صحیح اور برقرار رہے گا۔ کیونکہ وہ اس کا مکلف ہے کہ وہ اپنے قصد اور ارادے سے روزہ میں کھانے پینے سے اجتناب کرے اور حالت نسیان میں بھی کھانے پینے سے اجتناب کرنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے اسی طرح حالت نسیان میں ذبیحہ پر بسم اللہ پڑھنا اس کی استطاعت میں نہیں ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۸-۵ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

غلیل کمان اور دیگر آلات سے شکار کرنے کا حکم

جن آلات سے شکار کیا جاتا ہے ان تمام آلات کے لیے قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر جانور اس آلہ کی ضرب سے دب کر یا چوٹ کھا کر مر گیا یا گلا گھٹنے سے مر گیا تو وہ حرام ہو گیا اور اگر جانور اس آلہ سے کٹ کر یا چھد کر مرا اس کے زخم آیا اور خون بہا تو پھر وہ جانور حلال ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ایسا آلہ پھینکنا جس سے جانور کا جسم کٹے اور خون بہے ذکاۃ اضطراری ہے۔ اختیاری ذکاۃ یہ ہے کہ جانور کو پکڑ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے اس کے گلے پر اس طرح چھری پھیری کہ اس کی چاروں رگیں کٹ جائیں اور جب جانور دور بیٹھا ہو یا بھاگ رہا ہو اور اس کو پکڑ کر معروف طریقہ سے ذبح کرنا ممکن نہ ہو تو بسم اللہ پڑھ کر اس پر تیر یا کوئی اور آلہ جارحہ پھینک دیا جائے جس سے زخمی ہو کر وہ جانور مر جائے تو وہ حلال ہوگا اور یہ ذکاۃ اضطراری ہے۔ اور اگر اس جانور پر لاٹھی پتھر یا کسی اور وزنی چیز کی ضرب لگائی جائے جس سے وہ دب کر مر جائے یا اس کے گلے میں کوئی پھندا ڈالا جائے جس سے وہ گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر یہ جانور حرام ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ قرآن مجید کی اس آیت سے مستفاد ہے:

(آیت) حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع الا ما ذکیتم ۔ (المائدہ: ۳)

ترجمہ: تم پر یہ حرام کیے گئے ہیں۔ مردار خون خنزیر کا گوشت جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو جس کا گلا گھونٹا گیا ہو جو کسی ضرب سے دب کر مرا ہوا اوپر سے گرا ہو سینگ مارا ہوا اور جس کو درندہ نے کھایا ہو البتہ! ان میں سے جس کو تم نے (اللہ کے نام پر) ذبح کر لیا وہ حلال ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ موقوذۃ (جو کسی چیز کی ضرب سے دب کر اور چوٹ کھا کر مرا ہو) اور منخنقۃ (جو گلا گھٹ کر مرا ہو) حرام ہے اس لیے اگر کسی ایسے آلہ سے شکار کیا جائے جس سے دب کر جانور مر جائے یا گلا گھٹنے سے مر جائے تو پھر وہ جانور

حرام ہوگا۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ ھ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: موقوذہ وہ جانور جو بغیر ذکاۃ کے لاٹھی یا پتھر مارنے سے مرجائے۔ قتادہ کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اس طرح جانور کو مار کر کھالیتے تھے۔ صحیح مسلم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے جب تم معراض کو پھینکو اور وہ جانور کے آر پار ہوجائے تو اس کو کھالو اور اگر اس کے عرض سے مرے تو پھر اس کو مت کھاؤ اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ وقیذ (موقوذہ) ہے۔ علامہ ابوعمرو نے کہا کہ متقدمین اور متاخرین علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ بندقہ (یعنی مٹی کی خشک کی ہوئی گولی جس کو غلیل یا کمان سے پھینکا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۹۶ روالمحتار ج ۵ ص ۱۷ تفسیر المنار ج ۶ ص ۱۳۸ نیل الاوطار ج ۱۰ ص ۸۴) سے شکار کیا ہوا آیا حلال ہے یا نہیں۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی تفسیر میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کا خلاصہ ذکر کیا ہے اور لکھا ہیں: جو شکار بندوق کی گولی سے ہلاک ہوگیا اس کو بھی فقہاء نے موقوذہ میں داخل کیا ہے اور اس دلیل میں علامہ جصاص کی یہ عبارت نقل کی ہے (المقتولة بالبندقة تلك الموقوذة) امام اعظم امام شافعی امام مالک وغیرہ سب اسی پر متفق ہیں۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۲۹)

عربی میں بندوقہ کا معنی ہے مٹی کی خشک کی ہوئی گولی۔ جیسا کہ ہم نے بحوالہ بیان کیا ہے اور بندوق کی گولی کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں۔ نیز بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے اور امام ابوحنیفہ ۱۵۰ ھ امام مالک ۱۷۹ ھ امام شافعی ۲۰۴ ھ علامہ جصاص ۳۷۰ ھ اور علامہ قرطبی ۶۶۸ ھ میں فوت ہوئے۔ سو یہ ائمہ اور علماء بندوق کی گولی کے شکار کے متعلق کیسے رائے دے سکتے ہیں جو ان کے بہت بعد کی ایجاد ہے۔ مفتی محمد شفیع دیوبندی نے بندقہ کا معنی بندوق کی گولی کرنے میں بہت سخت مغالطہ کھایا ہے۔ فتاوی دارالعلوم (ج ۲ ص ۹۵۵) میں بھی انہوں نے یہی مغالطہ کھایا ہے۔ ۱۲ منہ۔

اور آج کل کی متعارف بندوق کی گولی جو سیسہ کی ہوتی ہے اور اس میں بارود بھرا ہوا ہوتا ہے۔ اس کو عربی میں بندقۃ الرصاص کہتے ہیں۔۔۔۔ سعیدی غفرلہ) پتھر اور معراض سے جس جانور کو ماردیا جائے آیا وہ حلال ہے یا نہیں؟ بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ موقوذہ ہے اگر یہ مرگیا تو پھر اس کا کھانا جائز نہیں ہے!۔ حضرت ابن عمر امام مالک امام ابوحنیفہ امام شافعی اور ثوری کا یہی نظریہ ہے۔ فقہاء شام اور امام اوزاعی نے یہ کہا ہے کہ معراض سے مارا ہوا جانور حلال ہے۔ خواہ وہ جانور کے آر پار گزرے یا نہیں۔ حضرت ابوالدرداء حضرت فضالہ بن عبید اور مکحول اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے لیکن اس مسئلہ میں قول فیصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے کہ اگر جانور معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ کیونکہ وہ وقیذ ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۶ ص ۴۸)

علامہ ابوالحسن علی بن ابی بکر المرغینانی الحنفی ۵۹۳ لکھتے ہیں: جس جانور کو معراض کے عرض سے مارا گیا ہو اس کو کھانا جائز نہیں ہے اور اگر معراض نے اس جانور کو زخمی کردیا تو پھر اس جانور کو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو جانور معراض کی دھار سے مرا اس کو کھالو اور جو جانور معراض کے عرض سے مرا اس کو مت کھاؤ نیز شکار کے حلال ہونے کے لیے اس کا زخمی ہونا ضروری ہے تاکہ اس میں ذکاۃ کا معنی متحقق ہوسکے۔ جیسا کہ ہم اس سے پہلے بیان کرچکے ہیں۔ (علامہ المرغینانی نے پہلے یہ

بیان کیا ہے کہ ظاہر الروایہ کے مطابق شکار میں زخم کرنا ضروری ہے تا کہ ذکاۃ اضطراری تحقق ہو اور ذکاۃ اضطراری کی تعریف یہ ہے کہ شکاری کے آلہ استعمال کرنے کی وجہ سے شکار کے بدن کے کسی حصہ میں بھی زخم آ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (آیت) وما علمتم من الجوارح اورتم نے زخمی کرنے والے شکاری جانور سدھائے ہیں۔ اس آیت میں شکار کو زخمی کرنے کی شرط کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جوارح جرح سے ماخوذ ہے اوراس کا معنیٰ ہے زخمی کرنے والے۔ (ہدایہ اخرین ص۵۰۳)

اور جو جانور غلیل یا کمان کی گولی سے مرا ہو اس کو بھی کھانا جائز نہیں کیونکہ یہ گولی شکار کے جسم کو کوٹتی ہے اور توڑتی ہے اور اس کو زخمی نہیں کرتی۔ سو یہ معراض کی طرح ہے جو شکار کے آرپار نہ ہو۔ اسی طرح اگر پتھر سے شکار کو مارڈالا تو اس کو کھانا بھی جائز نہیں ہے۔ اگر پتھر بھاری اور دھار والا ہو تو اس سے مرنے والا جانور کو کھانا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ جانور کو زخمی کردے کیونکہ یہ احتمال ہے کہ وہ جانور اس پتھر کے ثقل کی وجہ سے مرا ہو اور اگر وہ پتھر خفیف ہو اور اس میں دھار ہو اور جانور زخمی ہو جائے تو اس کا کھانا جائز ہے، کیونکہ اب یہ متعین ہوگیا کہ جانور کی موت زخم کی وجہ سے واقع ہوئی ہے اور اگر پتھر خفیف ہو اور وہ اس کو تیر کی طرح لمبا کرے اور اس میں دھار ہو تو اس سے کیا ہوا شکار حلال ہے۔ کیونکہ اس پتھر سے جانور زخمی ہو کر مرے گا۔ اگر شکاری نے دھار والی سنگ مرمر کر پھینکا اور اس نے جانور کو کاٹا نہیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے۔ کیونکہ اب جانور اس کے کوٹنے سے مرا ہے اسی طرح اگر اس پتھر کے پھینکنے سے اس کا سر الگ ہوگیا یا اس کی گردن کی رگیں الگ ہوگئیں تو وہ جانور حلال نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح پتھر کی دھار سے رگیں کٹتی ہیں اسی طرح پتھر کے ثقل سے بھی رگیں کٹ جاتی ہیں۔ اس لیے اب شک واقع ہوگیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رگوں کے کٹنے سے پہلے وہ جانور مرگیا ہو اور اگر جانور کو لاٹھی یا لکڑی سے مارڈالا تو وہ حلال نہیں ہے کیونکہ وہ لاٹھی یا لکڑی کے ثقل سے مرا ہے۔ ہاں اگر اس لکڑی یا لاٹھی کی دھار ہو اور اس سے جانور کٹ جائے تو اب اس جانور کو کھانا جائز ہے۔ کیونکہ اب وہ لاٹھی تلوار اور نیزے کے حکم میں ہے اور ان تمام مسائل میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ شکار کی موت زخم کی وجہ سے ہوئی ہے تو شکار حلال ہے اور جب یہ یقین ہو کہ موت ثقل کی وجہ سے ہوئی ہے شکار حرام ہے اور جب یہ شکل ہو اور یہ پتا نہ چلے کہ موت زخم سے ہوئی ہے یا ثقل سے تو پھر شکار کا حرام ہونا احتیاطا ہے۔ (ہدایہ اخیرین ۵۱۲-۵۱۱ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

بندوق سے مارے ہوئے شکار کی تحقیق کا بیان

آٹھویں صدی ہجری سے پہلے دنیا بارودی بندوق سے متعارف نہیں ہوئی تھی۔ دائرۃ المعارف میں لکھا ہے دستی بندوق کا استعمال یورپ میں ۱۳۶۵ء میں شروع ہوا تھا اور مسلمان ممالک میں اس کی ابتداء سلطان قاتیبائی کے عہد میں ۸۹۵ھ۔۱۴۹۰ء میں ہوئی۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج۳ ص۸۸۷ مطبوعہ لاہور)

بہرحال دسویں صدی کا بندوق کا استعمال عام نہیں ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بارھویں صدی سے پہلے علماء نے بندوق سے کیے ہوئے شکار کے حکم پر بحث نہیں کی۔ بارھویں صدی سے پہلے علماء نے بندوق سے کیے ہوئے شکار کے حکم پر بحث نہیں کی۔ بارھویں صدی میں علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی اور یہ بحث ہنوز جاری ہے۔ بعض بندوق سے کیے ہوئے شکار کو اس بناء پر ناجائز کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار ٹوٹتا ہے کٹتا نہیں اور جانور اس کے ثقل سے مرتا ہے۔ اس لیے یہ موقوذہ ہے اور حرام ہے۔ اس کے برخلاف

دوسرے علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی سے شکار زخمی ہوتا ہے اس کا خون بہتا ہے اور بعض اوقات گولی شکار کے آر پار ہو جاتی ہے اور ذکاۃ اضطراری کا مدار زخم لگنے اور خون بہنے پر ہے اور وہ بندوق کے شکار سے حاصل ہو جاتا ہے اس لیے بندوق سے کیا ہوا شکار جائز ہے۔ ہم پہلے مانعین کے دلائل پیش کریں گے۔ اس کے بعد مجوزین کے دلائل پیش کریں گے اور آخر میں اپنی رائے کا ذکر کریں گے۔ فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق۔

بندوق کے شکار کو حرام کہنے والے علماء کے دلائل کا بیان

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ لکھتے ہیں: یہ بات واضح ہے کہ بندوق کی گولی پریشر سے نکلنے کی بنا پر جلاتی ہے اور اس کے بوجھ کی وجہ سے زخم پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں دھار نہیں ہوتی اس بنا پر بندوق سے کیا ہوا شکار حلال نہیں ہے۔ علامہ ابن نجیم کا بھی یہی فتویٰ ہے۔ (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۱۷ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ)

مولانا امجد علی لکھتے ہیں بندوق کا شکار مر جائے یہ بھی حرام ہے کہ گولی یا چھرا آلہ جارحہ نہیں بلکہ اپنی قوت مدافعت کی وجہ سے توڑا کرتا ہے۔ (بہار شریعت ج ۱۷ ص ۲۳ مطبوعہ غلام علی اینڈ سنز کراچی)

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں: بندوق کا شکار اگر ذبح کرنے سے پہلے مر جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ کھانا اس کا حلال نہیں ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۲ ص ۹۵۵ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی)

بندوق کے شکار کو حلال قرار دینے والے علماء کے دلائل کا بیان

علامہ ابوالبرکات احمد بن دردیر مالکی لکھتے ہیں۔ بندوق کی گولی سے کیے ہوئے شکار کو کھایا جائے گا کیونکہ وہ ہتھیاروں سے زیادہ قوی ہے۔ جیسا کہ بعض فضلاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے اور بعض نے اس پر اعتماد کیا ہے۔

(شرح الصغیر علی اقرب المسالک مطبوعہ دارالمعارف مصر ۱۹۴۷ء)

علامہ صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ لکھتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے شکار کے متعلق متقدمین کی تصانیف میں کوئی تصریح نہیں ہے کیونکہ بارودی بندوق کی ایجاد آٹھویں صدی ہجری کے وسط میں ہوئی ہے اور متاخرین کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض علماء نے غلیل کی (مٹی کی خشک) گولی پر قیاس کر کے اس کو ناجائز کہا ہے اور بعض علماء نے جائز کہا۔ چنانچہ ابوعبداللہ القروی ابن غازی اور سید عبدالرحمن فاسی نے اس کو جائز کہا ہے کیونکہ بندوق کے ذریعہ خون بہایا جاتا ہے اور بہت سرعت کے ساتھ شکار کا کام تمام کر دیا جاتا ہے جس کے سبب سے ذکاۃ مشروع کیا گیا ہے۔ (حاشیہ الصاوی علی الشرح الصغیر مطبوعہ مصر)

بندوق کے شکار کے متعلق مصنف کی تحقیق اور بحث ونظر کا بیان

قرآن مجید احادیث صحیحہ اور فقہاء احناف کے قواعد کی روشنی میں مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ قرآن مجید نے شکار کی حلت کا مدار شکار کو زخمی کرنا قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(آیت) قل احل لکم الطیبت وما علمتم من الجوارح مکلبین (المائدہ:۴)

ترجمہ آپ فرمادیجئے کہ تمہارے لیے پاک چیزیں حلال کی گئی ہیں اور جو تم نے زخمی کرنے والے جانور سدھا لیے ہیں
الجوارح جارحہ کی جمع ہے اور جارحہ زخمی کرنے والے جانور کو کہتے ہیں اور شکاری جانور کا کیا ہوا شکار اسی وقت حلال ہوتا ہے جب وہ شکار کو زخمی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جوارح کے کیے ہوئے شکار کو کھانے کا حکم دیا ہے اور جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو مشتق کا ماخذ اشتقاق سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے اس لیے آیت شکار کے حلال ہونے کی علت اس کو زخمی کرنا ہے اور بندوق کی گولی یا اس کے چھروں سے بھی چونکہ شکار زخمی ہوتا ہے اس لیے آیت کی تصریح کے مطابق بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور یہ موقوذ نہیں ہے کیونکہ موقوذ ہوتا ہے جو چوٹ سے مرے اس کو زخم آئے اور نہ اس سے خون بہے۔

احادیث صحیحہ کی روشنی میں بھی بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ امام مسلم حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **اذا رمیت بالمعراض فخرق فکلہ واذا اصابہ بعرضہ فلاتا کلہ ۔**

ترجمہ: جب تم شکار معراض پھینکو اور معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو اس کو کھالو اور اگر شکار معراض کے عرض سے مرے تو اس کو مت کھاؤ۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵ مطبوعہ کراچی ۱۳۷۵ھ)

اور بندوق کی گولی اور چھرے بھی شکار میں نفوذ کر جاتے ہیں اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار جائز ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ یہ فخرق (ر کے ساتھ) ہے تو اس کا معنی ہے جانور میں سوراخ کرنا۔
(فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰ طبع لاہور)

خلاصہ یہ ہے کہ یہ لفظ ز کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے نفوذ کرنا اور بندوق کی گولی میں نفوذ کر جاتی ہے اور اگر یہ لفظ (ر) کے ساتھ ہو تو اس کا معنی ہے سوارخ کرنا اور پھاڑنا اور بندوق کی گولی شکار کو پھاڑ دیتی ہے اور اس میں سوراخ کر دیتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق ہر تقدیر پر بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے جس آلہ سے بھی جانور کا خون بہہ جائے وہ جائز ہے اور ذبیحہ اور شکار حلال ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کل ہم دشمن سے مقابلہ کریں گے اور ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا جلدی کرنا۔ یا فرمایا اس کو جلدی ذبح کرنا (تاکہ وہ طبعی موت نہ مر جائے) جس چیز کا خون بہایا جائے اور اس پر اللہ کا نام لیا جائے گا اس کو کھالو مگر دانت اور ہڈی نہ ہوں۔

دانت کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔ (اس غزوہ میں) ہم کو مال غنیمت میں بکریاں اور اونٹ ملے۔ ان میں سے ایک اونٹ بھاگ نکلا ایک شخص نے اس کو تیر مارا سو (اللہ نے) اس اونٹ کو روک دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اونٹوں میں سے بعض اونٹ وحشی جانوروں کی طرح ہیں جب ان میں سے کوئی تم پر غالب آجائے تو اسی طرح کیا کرو۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸ مطبوعہ کراچی)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں۔

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دانت اور ناخن کے سوا جو چیز بھی خون بہا دے اس (کے مارے ہوئے) کو کھالو۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۸ مطبوعہ کراچی)

بندوق کی گولی ناخن اور ہڈی نہیں ہے اور جانور کا خون بہا دیتی ہے۔ لہٰذا اس حدیث کے مطابق اس کا مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔ بندوق سے مارے ہوئے شکار کے حلال ہونے پر یہ اشکال ہوسکتا ہے کہ حدیث میں ہے۔ جب جانور معراض کی دھار سے مرے تو اس کو کھالو اور جب وہ معراض کے عرض سے مرے تو وہ وقیذ ہے اس کو مت کھاؤ۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۴۵ مطبوعہ کراچی)

بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ بندوق کی گولی اور چھروں میں چونکہ دھار نہیں ہوتی اس لیے اس لیے بندوق سے مارا ہوا جانور وقیذ ہے اور حلال نہیں ہے۔ لیکن یہ استدلال صحیح نہیں ہے۔ امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوذہ کی یہ تفسیر نقل کی ہے موقوذہ وہ جانور ہے جس کو لکڑیوں کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۳ مطبوعہ کراچی)

اور جو جانور معراض کے عرض سے مارا جائے وہ وقیذ ہے۔ اس کی شرح میں حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: کیونکہ اس صورت میں وہ معراض بھاری لکڑی پتھر اور بھاری چیز کے حکم میں ہے۔ (فتح الباری ج ۹ ص ۶۰۰ مطبوعہ لاہور)

خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جس کو کسی بھاری اور وزنی چیز کی ضرب سے مار کر ہلاک کیا جائے اور بندوق کی گولی یا چھرے بھاری اور وزنی نہیں ہوتے اس لیے ان سے مارا ہوا جانور موقوذہ نہیں۔ بندوق کی گولی نوکدار ہوتی ہے اس لیے اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔ البتہ بندوق کے چھروں میں نوک نہیں ہوتی لیکن چونکہ وہ گوشت کو پھاڑتے ہیں اور خون بہاتے ہیں اس لیے وہ دھار والی چیز کے حکم میں ہیں۔ اس لیے بندوق کی گولی یا چھروں سے مارا ہوا شکار حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

یہ ملحوظ رہے کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی جائز اور حلال کہتے ہیں جبکہ غلیل کی گولی سے جانور کے زخم آتا ہے نہ خون بہتا ہے اور ہمارے نزدیک اس کی وقیذ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اس کے باوجود جب غلیل میں گولی سے مارے ہوئے شکار کی حرمت متفق علیہ نہیں ہے تو بندوق کی گولی یا چھروں سے مارے ہوئے شکار کو حرام کہنا کس طرح صحیح ہوسکتا ہے؟

امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ روایت کرتے ہیں: ابن مسیب کہتے ہیں کہ جس وحشی جانور کو تم نے بچی کی گولی یا پتھر سے مارا اس کو کھالو۔

ابن مسیب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر نے کہا جب تم پتھر یا غلیل کی گولی مارو اور بسم اللہ پڑھ لو کھالو۔

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ ابن ابی لیلیٰ کے بھائی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے غلیل کے ساتھ ایک پرندہ یا مارا پھر میں نے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے مجھے اس کو کھانے کا حکم دیا۔ ابن طاؤس اپنے والد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے معراض کے شکار کے متعلق یہ کہا۔

جب معراض شکار میں نفوذ کر جائے تو پھر اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تم نے ایسا تیر مارا جس کا لوہا (یا دھار)

نہیں تھا اور شکار گر گیا تو اس کو کھالو۔ (مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۴۷۷ مطبوعہ بیروت)
ان آثار سے یہ واضح ہو گیا کہ بعض صحابہ اور فقہاء تابعین غلیل کی گولی اور بغیر لوہے کے تیر سے مارے ہوئے شکار کو حلال اور جائز کہتے تھے۔ اور اس سے یہ معلوم ہوا کہ غلیل کی گولی اور بغیر دھار کے تیر سے مارے ہوئے شکار کی حرمت بھی قطعی یقینی اور اتفاقی نہیں ہے۔ اور بندوق کی گولی سے مارے ہوئے شکار کو بھی اگرچہ بعض متاخرین فقہاء نے موقوذہ قرار دے کر حرام کہا ہے لیکن یہ ان کی اجتہادی خطا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ بندوق کی گولی سے مارا ہوا شکار قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں حلال اور طیب ہے۔

قرآن مجید اور احادیث سے بندوق سے مارے ہوئے شکار کا حکم واضح کرنے کے بعد اب ہم فقہاء احناف کے اصول اور قواعد کی روشنی میں اس مسئلہ کو واضح کرنا چاہتے ہیں:

علامہ شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: ذکاۃ (ذبح) کا معنی ہے فاسد اور نجس خون کو بہانا اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ ذبح اختیاری اور ذبح اضطراری۔ ذبح اختیاری یہ ہے کہ قدرت اور اختیار کے وقت حیوان کے گلے پر چھری پھیرنا اور جب گردن پر چھری پھیرنا ممکن نہ ہو تو جانور کے جسم کے کسی حصہ پر بھی زخم ڈال دینا ذبح اضطراری ہے کیونکہ انسان اپنی قدرت کے اعتبار سے مکلف ہوتا ہے۔ سو جو صورت میں وہ حیوان کے گلے پر چھری پھیر سکتا ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیرے بغیر ذکاۃ حاصل نہیں ہوگی اور جہاں اس پر قدرت نہ ہو وہاں جانور کے جسم میں کہیں پر بھی زخم ڈالنا اس ذکاۃ کے قائم مقام ہے۔
(المبسوط ج ۱۱ ص ۲۱ مطبوعہ بیروت)

لاٹھی اور پتھر سے مارے ہوئے شکار کو اسی لیے ناجائز کہا گیا ہے کہ عادتاً لاٹھی اور پتھر سے اس وقت مارا جاتا ہے جب جانور قریب ہو۔ اور جب جانور قریب ہو تو اس کے گلے پر چھری پھیر کر ذبح کیا جا سکتا ہے۔ اس لیے یہاں ذبح اختیاری ہے اضطراری نہیں ہے۔ اور جب جانور دور ہو اور اس کو پکڑ کر اس کے گلے پر چھری پھیرنا قدرت میں نہ ہو مثلاً کسی درخت پر بیٹھا ہو یا اڑ رہا ہو، یا بھاگ رہا ہو اور بندوق سے فائر کر کے ان جانوروں کو شکار کر لیا جائے اور گولی یا چھرے لگنے سے وہ جانور زخمی ہو جائیں اور ان کے جسم سے خون بہہ جائے تو ان کا زخمی ہونا اور خون بہنا ذکاۃ اضطراری ہے۔ اور فقہاء کے اس بیان کردہ قاعدہ کے مطابق حلال ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

نیز علامہ سرخسی متوفی ۴۸۳ھ لکھتے ہیں: ابراہیم رحمۃ اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب معراض شکار کو پھاڑ دے تو کھالو اور جب نہ پھاڑے تو نہ کھاؤ معراض اس تیر کو کہتے ہیں جس کا پیکان نہ ہو!! یہ کہ اس کا سر دھار والا ہو۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ بغیر پر کا تیر ہے۔ بسا اوقات تیر عرض کی جانب سے لگتا ہے اور شکار کو پھاڑتا نہیں توڑ دیتا ہے۔ اسی کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا: کہ اگر شکار تیر کی دھار سے مرے اور زخمی ہو تو کھالو اور اگر تیر کے عرض سے مرے تو مت کھاؤ اور ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ حلت کا مدار نجس خون کے بہنے پر ہے اور یہ اسی وقت ہوگا جب معراض شکار کو پھاڑ دے اور اگر شکار کو پھاڑے بغیر توڑ دے تو خون نہ بہے گا۔
(مثلاً اس ضرب سے ہڈی یا ٹانگ ٹوٹ جائے) اور یہ حکماً موقوذہ ہے اور یہ نص قطعی سے حرام ہے۔ (المبسوط ج ۱۱ ص ۲۲۲ مطبوعہ بیروت)

علامہ سرخسی کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ موقوذہ وہ جانور ہے جو کسی بھاری اور وزنی چیز سے ٹوٹ جائے (یعنی اس کی ہڈی

ٹوٹ جائے) اس کے جسم میں زخم آئے اور نہ خون بہے اور اگر کوئی آلہ جانور کے جسم کو پھاڑ دے اور اس کا خون بہائے تو یہ حلال ہے اور بندوق سے مارا ہوا شکار ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں زخم آئے نہ خون بہے۔ اس لیے وہ موقوذہ نہیں ہے بلکہ بندوق کی گولی اس کے جسم کو پھاڑ دیتی ہے۔ اس کے جسم میں سوراخ ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات گولی آر پار ہو جاتی ہے اس کے جسم میں زخم آتا ہے اور خون بہتا ہے (یاد رہے کہ ذکوۃ اضطراری میں پورے جسم سے خون بہنا ضروری نہیں ہے۔ جیسا کہ کتے کے مارے ہوئے شکار کے جسم میں بسا اوقات سارا خون نہیں بہتا) اس لیے بندوق سے مارا ہوا شکار حلال اور طیب ہے اور اس کا کھانا جائز ہے۔

الحمد للہ علی احسانہ قرآن مجید احادیث صحیحہ اور فقہاء اسلام کی تصریحات سے یہ واضح ہوگیا کہ بندوق سے مارا ہوا شکار حلال ہے۔ میں نے اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ اس زمانہ میں بعض اہل علم یہ کہتے ہیں کہ بندوق سے مارا ہوا شکار موقوذہ ہونے کی بناء پر حرام ہے۔ ظاہر ہے کہ ان علماء نے نیک نیتی سے یہ فتویٰ دیا ہے۔ لیکن یہ علماء اس مسئلہ میں زیادہ گہرائی اور گیرائی میں نہیں گئے اور ان کو اس مسئلہ میں اجتہادی خطاء لاحق ہوئی۔ آج کل بندوق سے شکار عام ہوگیا ہے اور بکثرت لوگ اس میں مبتلا ہیں اور اگر گولی یا چھرہ لگنے سے جانور مر جائے تو اس کو اسی فتویٰ کی بناء پر مردار اور حرام قرار دیا جاتا ہے۔ جبکہ قرآن مجید احادیث اور فقہاء اسلام کی تصریحات کے مطابق یہ حلال اور طیب ہے اور اجتہادی مسائل میں میرا ذہن ہے کہ امت مسلمہ کے لیے آسان اور سہل احکام بیان کیے جائیں اور قرآن مجید احادیث اور فقہاء اسلام کے اصول اور قواعد سے امت مسلمہ کے لیے زیادہ سے زیادہ یسر اور آسانی کو حاصل کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے آسانی کرو اور لوگوں کو مشکل میں نہ ڈالو شرح صحیح مسلم میں میرا یہی اسلوب رہا ہے کہ اجتہادی مسائل میں قرآن سنت اور فقہاء اسلام کے قواعد میں مسلمانوں کے عمل کے لیے مجھے جہاں بھی کوئی یسر اور آسانی کی دلیل اور سبیل ملی میں نے اسی کو اختیار کر لیا اور امت کی دشواری اور عسر کی راہ کو ترک کر دیا اور میں نے جب بھی کسی مسئلہ کی تحقیق کے لیے قلم اٹھایا تو قرآن مجید سنت اور فقہاء اسلام کی تصریحات کو مقدم رکھا ہے اور مشکل پسند اور فقہاء عسر کے اقوال کو ترک کر دیا۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورہ مائدہ، ۳، لاہور)

وقت ذبح غیر خدا کا نام لینے کے سبب حرمت ذبیحہ پر مذاہب اربعہ

حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر اہل کتاب میں سے کوئی شخص ذبح کے وقت مسیح کا نام لے تو اسکا کھانا حلال نہیں ہے۔ مالکیہ ذبیحہ کی حلت کے لیے شرط لگاتے ہیں کہ اس پر غیر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو۔

شافعیہ مسلمان کے ذبیحہ کے متعلق کہتے ہیں کہ اگر وہ جانور ذبح کرتے ہوئے اللہ کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لے لے اور اس سے اس کی نیت شرک کی ہو تو اسکا ذبیحہ حرام ہو جائے گا۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ نصرانی اگر ذبح کے وقت مسیح کا نام لے لے تو اسکا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ مذاہب اربعہ اس کی حرمت پر متفق ہیں تو وہ کن علما کی اکثریت ہے جو اسے حلال قرار دیتی ہے؟

ترک تسمیہ بطور سہو کی صورت میں حلت پر فقہی اختلاف

وہ مطلق حرام ہے جیسا کہ آیت و لا تاکلو الخ کے عموم سے واضح ہوتا ہے جو کہ تینوں شکلوں کو شامل ہے۔ مطلق حلال

ہے۔ یہ امام شافعی کا مسلک ہے ان کے نزدیک متروک التسمیہ ذبیحہ ہر صورت میں حلال ہے، تسمیہ کا ترک خواہ عمداً ہوا ہو یا نسیاناً۔ بشرطیکہ اسے اہل الذبح نے ذبح کیا ہو۔ امام موصوف آیت کے عموم کو المیتہ اور اھل لغیر اللہ بہ والی آیات کے ساتھ خصوص میں تبدیل کر کے اس کی دلالت کو صرف اول الذکر دو شکلوں تک محدود کرتے ہیں،

تیسری شکل کے جواز میں یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہر مومن کے دل میں ہر حالت میں اللہ کا ذکر بھی موجود ہ ہ۔ اس پر عدم ذکر کی کبھی حالت طاری نہیں ہوتی۔ اس لیے اس کا ذبیحہ بھی ہر صورت میں حلال ہے۔ اس کی حلت اس وقت حرمت میں تبدیل ہو گی جب کہ ذبیحہ پر غیر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذبیحہ بغیر تسمیہ کو فسق فرمایا ہے۔

بہر حال اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ جس جانور کو مسلمان نے ذبح کیا ہو اور اس پر ذکر اللہ ترک کر دیا ہو اس کا گوشت کھانا فسق کے حکم میں نہیں ہے۔ کیونکہ آدمی کسی اجتہادی حکم کی خلاف ورزی سے فسق کا مرتکب نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ کہ بما لم یذکر اسم اللہ کا اطلاق صرف پہلی دو شکلوں پر ہوگا۔ اس کی تائید اگلی آیت شیاطین اپنے ساتھیوں کے دلوں میں اعتراضات القا کرتے ہیں تا کہ وہ تم سے جھگڑیں سے بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ اولیا الشیاطین کا مجادلہ صرف دو مسئلوں پر تھا۔

پہلا مردار کے مسئلہ پر تھا۔ جس کے بارے میں وہ مسلمانوں پر یہ اعتراض کرتے تھے کہ جسے باز اور کتا مارے اُسے تم کھا لیتے ہو اور جسے اللہ مارے اُسے تم نہیں کھاتے۔

اس ارشاد کی رُد سے بھی واضح ہوتا ہے کہ اطاعت کفار و مشرکین متروک التسمیہ طعام کھا لینے سے نہیں ہوگی بلکہ مردار کو مباح ٹھہرانے اور بتوں پر جانوروں کی قربانی دینے اور ذبح کرنے سے ہوگی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اگر ذبح کرنے والے نے اللہ کا نام عمداً ترک کیا تو اسکا ذبیحہ حرام ہے اور اگر اس سے سہواً ترک ہوا ہے تو ذبیحہ حلال ہے۔ امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر چہ آیت ولا تا کو میں تینوں شکلیں داخل ہیں اور تینوں کی حرمت ثابت ہوتی ہے لیکن سہواً۔ متروک التسمیہ ذبیحہ اس آیت کے حکم سے دو وجوہ سے خارج ہے۔ اولا اس لیے کہ انہ لفسق کی ضمیر لم یذکر اسم اللہ کی جانب راجع ہے۔ کیونکہ یہ قریب ہے اور ضمیر کو قریبی مرجع کی جاب لوٹانا اولیٰ ہے۔ پس بلاشبہ تسمیہ کو قصداً نظر انداز کرنے والا فاسق ہے۔ لیکن جو سہواً شکار ہو گیا ہو وہ غیر مکلف ہے اور خارج از حکم ہے۔ اس لیے ایت کے یہ معنی ہوں گے کہ جس جانور پر عمداً اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کا گوشت نہ کھائیں اور ناسی خود بخود حکم سے مستثنیٰ قرار پائے گا۔

دوسری دلیل امام صاحب یہ دیتے ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے دریافت کیا کہ اگر جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا بھول جائے تو اس کے گوشت کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا اُس کا گوشت کھا لو۔ اللہ کا نام ہر مومن کے دل میں موجود ہے۔

ترک تسمیہ میں سہو کی صورت حلت وحرمت پر اختلاف ائمہ اربعہ

مسلمان کا ذبیحہ حلال ہے اس نے اللہ کا نام لیا ہو یا نہ لیا ہو کیونکہ اگر وہ لیتا تو اللہ کا نام ہی لیتا۔ اس کی مضبوطی دار قطنی کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا جب مسلمان ذبح کرے اور اللہ کا نام نہ ذکر کرے تو کھا لیا کرو کیونکہ مسلمان اللہ

کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔

اسی مذہب کی دلیل میں وہ حدیث بھی پیش ہو سکتی ہے جو پہلے بیان ہو چکی ہے کہ نو مسلموں کے ذبیحہ کے کھانے کی جس میں دونوں احتمال تھے آپ نے اجازت دی تو اگر بسم اللہ کا کہنا شرط اور لازم ہوتا تو حضور تحقیق کرنے کا حکم دیتے، تیسرا قول یہ ہے کہ اگر بسم اللہ کہنا بوقت ذبح بھول گیا ہے تو ذبیحہ پر عمداً بسم اللہ نہ کہی جائے وہ حرام ہے اسی لئے امام ابو یوسف اور مشائخ نے کہا ہے کہ اگر کوئی حاکم اسے بیچنے کا حکم بھی دے تو وہ حکم جاری نہیں ہو سکتا کیونکہ اجماع کے خلاف ہے۔

امام ابو جعفر بن جریر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے بوقت ذبح بسم اللہ بھول کر نہ کہے جانے پر بھی ذبیحہ حرام کہا ہے انہوں نے اور دلائل سے اس حدیث کی بھی مخالفت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلم کو اس کا نام ہی کافی ہے اگر وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام ذکر کرنا بھول گیا تو اللہ کا نام لے اور کھالے۔

یہ حدیث بیہقی میں ہے لیکن اس کا مرفوع روایت کرنا خطا ہے اور یہ خطا معقل بن عبید اللہ خرزی کی ہے، ہیں تو یہ صحیح مسلم کے راویوں میں سے مگر سعید بن منصور اور عبد اللہ بن زبیر حمیری اسے عبد اللہ بن عباس سے موقوف روایت کرتے ہیں۔ بقول امام بیہقی یہ روایت سب سے زیادہ صحیح ہے۔ شعبی اور محمد بن سیرین اس جانور کا کھانا مکروہ جانتے تھے جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو گو بھول سے ہی رہ گیا ہو۔ ظاہر ہے کہ سلف کراہیت کا اطلاق حرمت پر کرتے تھے۔

ہاں یہ یاد رہے کہ امام ابن جریر کا قاعدہ یہ ہے کہ وہ ان دو ایک قولوں کو کوئی چیز نہیں سمجھتے جو جمہور کے مخالف ہوں اور اسے اجماع شمار کرتے ہیں۔ واللہ الموفق۔ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ سے ایک شخص نے مسئلہ پوچھا کہ میرے پاس بہت سے پرند ذبح شدہ آئے ہیں ان سے بعض کے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھی گئی ہے اور بعض پر بھول سے رہ گئی ہے اور سب غلط ملط ہو گئے ہیں آپ نے فتویٰ دیا کہ سب کھالو، پھر محمد بن سیرین سے یہی سوال ہوا تو آپ نے فرمایا جن پر اللہ کا نام ذکر نہیں کیا گیا انہیں نہ کھاؤ۔

اس تیسرے مذہب کی دلیل میں یہ حدیث بھی پیش کی جاتی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کی خطاء کو بھول کو اور جس کام پر زبردستی کی جائے اس کو معاف فرما دیا ہے لیکن اس میں ضعف ہے ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ بتایئے تو ہم میں سے کوئی شخص ذبح کرے اور بسم اللہ کہنا بھول جائے؟ آپ نے فرمایا اللہ کا نام ہر مسلمان کی زبان پر ہے (یعنی وہ حلال ہے) لیکن اس کی اسناد ضعیف ہے،

مردان بن سالم ابو عبد اللہ شامی اس حدیث کا راوی ہے اور ان پر بہت سے ائمہ نے جرح کی ہے، واللہ اعلم، میں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے اس میں تمام مذاہب اور ان کے دلائل وغیرہ تفصیل سے لکھے ہیں اور پوری بحث کی ہے، بظاہر دلیلوں سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ذبح کے وقت بسم اللہ کہنا ضروری ہے لیکن اگر کسی مسلمان کی زبان سے جلدی میں یا بھولے سے یا کسی اور وجہ سے نہ نکلے اور ذبح ہو گیا تو وہ حرام نہیں ہوتا۔

عام اہل علم تو کہتے ہیں کہ اس آیت کا کوئی حصہ منسوخ نہیں لیکن بعض حضرات کہتے ہیں اس میں اہل کتاب کے ذبیحہ کا استثناء

کرلیا گیا ہے اوران کا ذبح کیا ہوا حلال ... جانور کھالینا ہمارے ہاں حلال ہے تو گو وہ اپنی اصطلاح میں اسے نسخ سے تعبیر کریں لیکن دراصل یہ ایک مخصوص صورت ہے پھر فرمایا کہ شیطان اپنے ولیوں کی طرف وحی کرتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر سے جب کہا گیا کہ مختار گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس وحی آتی ہے تو آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرما کر فرمایا وہ ٹھیک کہتا ہے۔ شیطان بھی اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں اور روایت میں ہے کہ اس وقت مختار حج کو آیا ہوا تھا۔

ابن عباس کے اس جواب سے کہ وہ سچا ہے اس شخص کو سخت تعجب ہوا اس وقت آپ نے تفصیل بیان فرمائی کہ ایک تو اللہ کی وحی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آئی اور ایک شیطانی وحی ہے جو شیطان کے دوستوں کی طرف آتی ہے۔ شیطانی وساوس کو لے کر لشکر شیطان اللہ والوں سے جھگڑتے ہیں۔ چنانچہ یہودیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہ کیا اندھیر ہے؟ کہ ہم اپنے ہاتھ سے مارا ہوا جانور تو کھالیں اور جسے اللہ مار دے یعنی اپنی موت آپ مر جائے اسے نہ کھائیں؟ اس پر یہ آیت اتری اور بیان فرمایا کہ وجہ حلت اللہ کے نام کا ذکر ہے لیکن ہے یہ قصہ غور طلب اولاً اس وجہ سے کہ یہودی از خود مرے ہوئے جانور کا کھانا حلال نہیں جانتے تھے دوسرے اس وجہ سے بھی کہ یہودی تو مدینے میں تھے اور یہ پوری سورت مکہ میں اتری ہے۔

تیسرے یہ کہ یہ حدیث ترمذی میں مروی تو ہے لیکن مرسل طبرانی میں ہے کہ اس حکم کے نازل ہونے کے بعد کہ جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اسے کھالو اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اسے نہ کھاؤ تو اہل فارس نے قریشیوں سے کہلوا بھیجا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ جھگڑیں اور کہیں کہ جسے تم اپنی چھری سے ذبح کرو وہ تو حلال اور جسے اللہ تعالیٰ سونے کی چھری سے خود ذبح کرے وہ حرام؟ یعنی میتہ از خود مرا ہوا جانور۔ اس پر یہ آیت اتری، پس شیاطین سے مراد فارسی ہیں اور ان کے اولیاء قریش ہیں اور بھی اس طرح کی بہت سی روایتیں کئی ایک سندوں سے مروی ہیں لیکن کسی میں بھی یہود کا ذکر نہیں پس صحیح یہی ہے کیونکہ آیت مکی ہے اور یہود مدینے میں تھے اور اس لئے بھی کہ یہودی خود مردار خوار نہ تھے۔ ابن عباس فرماتے ہیں جسے تم نے ذبح کیا یہ تو وہ ہے جس پر اللہ کا نام لیا گیا اور جو از خود مر گیا وہ وہ ہے جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر، انعام ۱۲۱، بیروت)

باب صَيْدِ الْكَلْبِ الْمُعَلَّمِ.

یہ باب تربیت یافتہ کتے کے شکار میں ہے

4276 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

4276-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب ما اصاب المعراض بعرضه (الحديث 5477) بنحوه، و في التوحيد، باب السوال باسماء الله تعالى والاستعاذة منها (الحديث 7397) بنحوه . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 1) و اخرجه ابو داود في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2847) واخرجه الترمذي في الصيد، باب ما جاء ما يوكل من صيد الكلب و ما لا يوكل (الحديث 1465) واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا قتل الكلب (الحديث 4278)، وصيد المعراض (الحديث 4316) . والحديث عند ابن ماجه في الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 3215) . تحفة الاشراف (9871) .

فَقَالَ اُرْسِلُ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ فَيَاْخُذُ . فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ الْكَلْبَ الْمُعَلَّمَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَاَخَذَ فَكُلْ" .
قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلَ" . قُلْتُ اَرْمِى بِالْمِعْرَاضِ . قَالَ "اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهِ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ
بِعَرْضِهِ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' انہوں نے عرض کی: اگر تربیت یافتہ کتے کو چھوڑا جائے اور وہ شکار کو پکڑ لے (تو اس کا کیا حکم ہوگا)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے تربیت یافتہ کتے کو چھوڑ دو اور اس پر اللہ کا نام لے لو اور وہ شکار کو پکڑ ے' تو تم اس شکار کو کھا لو' میں نے عرض کی: اگر وہ شکار کو مار دے (تو بھی کھا لوں؟) آپ نے فرمایا: اگر وہ شکار کو مار دے' میں نے عرض کی: اگر میں معراض کے ذریعے اُسے شکار کرتا ہوں (تو اس کا کیا حکم ہوگا؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تو اس کے پھل کے ذریعے وہ شکار مرا ہو' تو تم اُسے کھا لو اور اگر وہ چوڑائی کی سمت میں شکار کو لگا ہو اور اس وجہ سے شکار مرا ہو تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

باب صَيْدِ الْكَلْبِ الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ .

یہ باب غیر تربیت یافتہ کتے کے شکار میں ہے

4277 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْكُوْفِىُّ الْمُحَارِبِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَمِعْتُ رَبِيْعَةَ بْنَ يَزِيْدَ يَقُوْلُ اَنْبَاَنَا اَبُوْ اِدْرِيْسَ عَائِذُ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِىَّ يَقُوْلُ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِىْ وَاَصِيْدُ بِكَلْبِى الْمُعَلَّمِ وَبِكَلْبِى الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ . فَقَالَ "مَا اَصَبْتَ بِقَوْسِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَكُلْ وَمَا اَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ وَكُلْ وَمَا اَصَبْتَ بِكَلْبِكَ الَّذِىْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَهُ فَكُلْ" .

★★ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم ایک ایسی جگہ رہتے ہیں' جہاں شکار (کر کے خوراک حاصل کی جاتی ہے) میں اپنی کمان کے ذریعے بھی شکار کرتا ہوں اور میں اپنے تربیت یافتہ کتے کے ذریعے بھی شکار کرتا ہوں اور میں اپنے غیر تربیت یافتہ کتے کے ذریعے بھی شکار کرتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اپنی کمان کے ذریعے جو شکار کرتے ہو (تو تیر پھینکتے وقت) اس پر اللہ کا نام لے لو اور پھر اس شکار کو کھا لو' جو شکار تم اپنے تربیت یافتہ کتے کے ذریعے کرتے ہو' تو تم (اُس کتے کو چھوڑتے وقت) اللہ کا نام لو' اور پھر جب وہ شکار کر لے تو تم اُسے کھا لو اور جو شکار تم اپنے غیر تربیت یافتہ کتے کے ذریعے کرتے ہو' اس میں اگر تمہیں شکار کو ذبح کرنے کا موقع

4277-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب صيد القوس (الحديث 5478)، وباب ما جاء في التصيد (الحديث 5488)، و باب آنية المجوس و الميتة (الحديث 5496) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 8) . و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2855) مختصرًا و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب صيد الكلب (الحديث 3207) . والحديث عند الترمذي في السير، باب ما جاء في الانتفاع بآنية المشركين (الحديث 1560م) . تحفة الاشراف (11875) .

مل جاتا ہے' تو اُسے کھالو"۔

بَابُ إِذَا قَتَلَ الْكَلْبُ ۔

یہ باب ہے کہ جب کتا (شکار کو) مار دے

4278 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُورٍ أَبُو صَالِحٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمُعَلَّمَةَ فَيُمْسِكْنَ عَلَيَّ فَآكُلُ قَالَ "إِذَا أَرْسَلْتَ كِلَابَكَ الْمُعَلَّمَةَ فَأَمْسَكْنَ عَلَيْكَ فَكُلْ" ۔ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ "وَإِنْ قَتَلْنَ" ۔ قَالَ "مَا لَمْ يَشْرَكْهُنَّ كَلْبٌ مِنْ سِوَاهُنَّ" ۔ قُلْتُ أَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ فَيَخْزِقُ ۔ قَالَ "إِنْ خَزَقَ فَكُلْ وَإِنْ أَصَابَ بِعَرْضِهِ فَلَا تَأْكُلْ" ۔

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے تربیت یافتہ کتوں کو چھوڑتا ہوں' تو وہ شکار میرے لیے پکڑ لیتے ہیں' کیا میں اُسے کھالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اپنے تربیت یافتہ کتوں کو چھوڑ دو اور وہ تمہارے لیے شکار کو پکڑ لیں' تو تم اسے کھالو"

میں نے عرض کی: اگرچہ انہوں نے شکار کو مار دیا ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اگرچہ انہوں نے شکار کو مار دیا ہو (تو بھی تم کھالو)"۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یہ اس وقت ہے' جب ان کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی دوسرا کتا شریک نہ ہوا ہو"

میں نے عرض کی: اگر میں معراض کے ذریعے شکار کرتا ہوں اور اس کا پھل اُسے لگتا ہے (تو کیا حکم ہوگا)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر اس کے پھل کے ذریعے (وہ جانور مرا ہو) تو تم اسے کھالو' لیکن اگر وہ تیر چوڑائی کی سمت میں لگا تھا اور اس وجہ سے وہ شکار مرا ہو' تو تم اُسے نہ کھاؤ"۔

شرح

معراض "اس تیر کو کہتے ہیں جو بے پر کا ہو۔ ایسا تیر سیدھا جا کر نوک کی طرف سے نہیں بلکہ چوڑائی کی طرف سے جا کر لگتا ہے۔ "وہ وقیذ ہے۔ "اصل میں وقیذ اور موقوذ اس جانور کو کہتے ہیں جو غیر دھار دار چیز سے مارا جائے خواہ وہ لکڑی ہو یا پتھر یا اور کوئی چیز۔ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ معراض یعنی بغیر پر کے تیر کے ذریعہ شکار کرنے کی صورت میں اگر وہ (معراض) اس شکار کو اپنی دھار کے ذریعہ مار ڈالے تو وہ حلال ہوگا اور اگر معراض نے اس کو اپنی چوڑائی کے ذریعہ مارا ہے تو وہ حلال نہیں ہوگا، نیز علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ اس حدیث معراض سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ شکار حلال نہیں ہے۔

4278-تقدم (الحديث 4276) .

جس کو بندقہ یعنی گولی اور غلہ کے ذریعہ مار ڈالا گیا ہو۔ اور وہ شکار جو معراض کے چوڑان کی طرف سے (چوٹ کھا کر) مرا ہو اس لئے حلال نہیں ہوتا کہ مذکورہ صورت میں شکار کا زخمی ہونا ضروری ہے تاکہ ذبح کے معنی متحقق ہو جائیں جب کہ معراض کا چوڑان شکار کو زخمی نہیں کرتا اسی لئے وہ شکار بھی حلال نہیں ہوتا، جو موٹی دھار کے بندقہ کے ذریعہ مار ڈالا گیا ہو۔ کیونکہ بندقہ ہڈی کو توڑ دیتا ہے زخمی نہیں کرتا اس لئے وہ معراض کے حکم میں ہوتا ہے ہاں اگر بندقہ میں ہلکی دھار ہو اور شکار اس کے ذریعہ مر گیا ہو تو وہ حرام نہیں ہوتا کیونکہ اس صورت میں اس کی موت زخم کے ساتھ متحقق ہوئی ہے۔

اگر کسی شخص نے شکار پر چھری یا تلوار پھینک کر ماری اور وہ شکار مر گیا تو وہ حلال ہوگا بشرطیکہ وہ چھری یا تلوار دھار کی طرف سے لگی ہو ورنہ حلال نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر شکار کے کوئی ایسا ہلکا پتھر پھینک کر مارا گیا ہو جس میں دھار ہو اور شکار کو زخمی کر دے تو اسے کھایا جا سکتا ہے کیونکہ اس صورت میں اس شکار کی موت زخم کے ذریعہ متیقن ہوگی جب کہ اگر شکار کو بھاری پتھر پھینک کر مارا گیا ہو تو اس شکار کو کھانا جائز نہیں ہوگا اگرچہ وہ زخمی بھی کر دے کیونکہ اس صورت میں یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ وہ شکار اس پتھر کی چوٹ کے ذریعہ (جیسے ہڈی وغیرہ ٹوٹنے کی وجہ سے) مرا ہو۔

حاصل یہ ہے کہ اگر شکار کی موت اس کے زخمی ہو جانے کی وجہ سے واقع ہوئی ہو اور اس کا یقین بھی ہو تو اس کو کھایا جا سکتا ہے اور اگر اس کی موت چوٹ کے اثر سے واقع ہوئی اور اس کا یقین ہو تو اس شکار کو قطعاً نہ کھایا جائے اور اگر شک کی صورت ہو (کہ اس کا مرنا زخمی ہونے کی وجہ سے بھی محتمل ہو اور چوٹ کے اثر سے بھی محتمل ہو) تو بھی احتیاطاً اس کو نہ کھایا جائے۔

بَابُ اِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهٖ كَلْبًا لَّمْ يُسَمِّ عَلَيْهِ

یہ باب ہے کہ جب آدمی اپنے کتے کے ساتھ کسی ایسے کتے کو پائے جس پر اُس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی

4279 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِىْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَخَالَطَتْهُ اَكْلُبٌ لَمْ تُسَمِّ عَلَيْهَا فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِىْ اَيُّهَا قَتَلَهُ".

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو اور اس کے ساتھ دوسرے کتے بھی مل جائیں، جن پر تم نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، تو تم اس شکار کو نہ کھاؤ، کیونکہ تم یہ بات نہیں جانتے ہو کہ کون سے کتے نے اس شکار کو مارا ہے''۔

4279-تقدم (الحديث 4274) .

اللہ کے دیگر ناموں سے ذبیحہ کے حلال ہو جانے کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور جب وہ تنہا نام ہی ذکر کرے یا نام کے ساتھ صفت بھی ذکر کرے دونوں صورتوں میں جانور حلال ہو جاتا ہے مثلاً اللہ اکبر، اللہ اعظم، اللہ اجل، اللہ الرحمن، اللہ الرحیم، یا صرف اللہ یا الرحمن یا الرحیم کہے اسی طرح سُبْحَانَ اللہ یا الحمد للہ یا لآالہ الا اللہ پڑھنے سے بھی حلال ہو جائے گا۔ اللہ عزوجل کا نام عربی کے سوا دوسری زبان میں لیا جب بھی حلال ہو جائے گا۔)

(۱) خود ذبح کرنے والا اللہ عزوجل کا نام اپنی زبان سے کہے اگر یہ خود خاموش رہا دوسروں نے نام لیا اور اسے یاد بھی تھا بھولا نہ تھا تو جانور حرام ہے؛

(۲) نام الٰہی (عزوجل) لینے سے ذبح پر نام لینا مقصود ہو اور اگر کسی دوسرے مقصد کے لیے بسم اللہ پڑھی اور ساتھ لگے ذبح کر دیا اور اس پر بسم اللہ پڑھنا مقصود نہیں ہے تو جانور حلال نہ ہوا مثلاً چھینک آئی اور اس پر الحمد للہ کہا اور جانور ذبح کر دیا اس پر نام الٰہی (عزوجل) ذکر کرنا مقصود نہ تھا بلکہ چھینک پر مقصود تھا جانور حلال نہ ہوا (۳) ذبح کے وقت غیر خدا کا نام نہ لے۔

(۴) جس جانور کو ذبح کیا جائے وہ وقت ذبح زندہ ہو اگر چہ اس کی حیات کا تھوڑا ہی حصہ باقی رہ گیا ہو۔ ذبح کے بعد خون نکلنا یا جانور میں حرکت پیدا ہونا یوں ضروری ہے کہ اس سے اس کا زندہ ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اور بکری ذبح کی اور خون نکلا مگر اس میں حرکت پیدا نہ ہوئی اگر وہ ایسا خون ہے جیسے زندہ جانور میں ہوتا ہے حلال ہے۔ بیمار بکری ذبح کی صرف اس کے منہ کو حرکت ہوئی اور اگر وہ حرکت یہ ہے کہ منہ کھول دیا تو حرام ہے اور بند کر لیا تو حلال ہے اور آنکھیں کھول دیں تو حرام اور بند کر لیں تو حلال اور پاؤں پھیلا دیے تو حرام اور سمیٹ لیے تو حلال اور بال کھڑے نہ ہوئے تو حرام اور کھڑے ہو گئے تو حلال یعنی اگر صحیح طور پر اوس کے زندہ ہونے کا علم نہ ہو تو ان علامتوں سے کام لیا جائے اور اگر زندہ ہونا یقیناً معلوم ہے تو ان چیزوں کا خیال نہیں کیا جائے گا بہر حال جانور حلال سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب ذبائح، بیروت)

باب اِذَا وَجَدَ مَعَ كَلْبِهٖ كَلْبًا غَيْرَهٗ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنے کتے کے ساتھ' کسی دوسرے کتے کو پائے' تو اس کا حکم کیا ہو گا؟

4280 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكَلْبِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ وَاِنْ وَّجَدْتَ كَلْبًا اٰخَرَ مَعَ كَلْبِكَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ" ۔

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کتے (کے ذریعے شکار) کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

4280-تقدم (الحديث 4275) .

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو تو اس پر اللہ کا نام لو (پھر جب وہ کتا تمہارے لیے شکار کر لے) تو تم اسے کھالو اور اگر تم دوسرے کتوں کو اپنے کتے کے ساتھ پاؤ' تو تم اس شکار کو نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

4281 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ قَالَ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ - وَكَانَ لَنَا جَارًا وَّدَخِيْلًا وَّرَبِيطًا بِالنَّهْرَيْنِ - اَنَّهُ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاَجِدُ مَعَ كَلْبِيْ كَلْبًا قَدْ اَخَذَ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ قَالَ "لَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ".

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''نہرین'' کے مقام پر ہمارا ایک پڑوسی تھا' جس کا ہمارے ہاں آنا جانا تھا اور اس کے ساتھ بڑا تعلق تھا' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' اُس نے عرض کی: میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں' پھر میں اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو پاتا ہوں' انہوں نے شکار کیا ہوتا ہے' لیکن مجھے یہ نہیں پتا کہ ان دونوں میں سے کس نے شکار کو پکڑا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

4282 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ ذٰلِكَ.

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

4283 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْغَيْلَانِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِي السَّفَرِ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِيْ. قَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَسَمَّيْتَ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَوَجَدْتَ مَعَهٗ غَيْرَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ".

4281-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 5) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبًا غيره (الحديث 4284): تحفة الاشراف (9861) .

4282-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 5م) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبًا غيره (الحديث 4284): تحفة الاشراف (9858) .

4283-اخرجه البخاري في الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان (الحديث 175)، و في البيوع، باب الحلال بين و الحرام بين و بينهما مشتبهات (الحديث 2054) بنحوه، و في الذبائح و الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 5476)، باب اذا وجد مع الصيد كلبًا آخر (الحديث 5486) . واخرجه مسلم في الصيد الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 3) واخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2854) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبًا غيره (الحديث 4284) . والحديث عند: النسائي في الصيد و الذبائح، ما اصاب بعرض من صيد المعراض (الحديث 4317) . تحفة الاشراف (9863) .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' میں نے عرض کی: میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑو اس پر اللہ کا نام لو (تو جو شکار وہ تمہارے لیے کرے) اُسے تم کھاؤ' لیکن اگر اس نے خود اس شکار میں سے کچھ کھالیا ہو' تو تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ یہ شکار اس نے اپنے لیے کیا تھا' اور جب تم اپنے کتے کو چھوڑو' اور اس کے ساتھ دوسرے کتے کو بھی پاؤ' تو تم اس شکار کو نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

4284 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ ابْنِ اَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَنِ الْحَكَمِ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَعَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاَجِدُ مَعَ كَلْبِيْ كَلْبًا اٰخَرَ لَا اَدْرِيْ اَيُّهُمَا اَخَذَ قَالَ "لَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا سَمَّيْتَ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تُسَمِّ عَلٰى غَيْرِهٖ" ۔

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' میں نے عرض کی: میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں اور پھر اپنے کتے کے ساتھ ایک اور کتے کو پاتا ہوں' مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان دونوں میں سے کس نے شکار کو پکڑا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے کتے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا''۔

شکاری جانور کے کچھ کھالینے کے حکم میں مذاہب اربعہ

اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان کچھ اختلاف ہے۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ اگر شکاری جانور نے، خواہ وہ درندہ ہو یا پرندہ شکار میں سے کچھ کھالیا تو وہ حرام ہوگا کیونکہ اس کا کھالینا یہ معنی رکھتا ہے کہ اس نے شکار کو مالک کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے پکڑا۔ یہی مسلک امام شافعی کا ہے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگر اس نے شکار میں سے کچھ کھالیا ہو تب بھی وہ حرام نہیں ہوتا، حتیٰ کہ اگر ایک تہائی حصہ بھی وہ کھالے تو بقیہ دو تہائی حلال ہے، اور اس معاملے میں درندے اور پرندے کے درمیان کچھ فرق نہیں۔ یہ مسلک امام مالک کا ہے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ شکاری درندے نے اگر شکار میں سے کھالیا ہو تو وہ حرام ہوگا، لیکن اگر شکاری پرندے نے کھایا ہو تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ شکاری درندے کو ایسی تعلیم دی جاسکتی ہے کہ وہ شکار کو مالک کے لیے پکڑ رکھے اور اس میں سے کچھ نہ کھائے، لیکن تجربہ سے ثابت ہے کہ شکاری پرندہ ایسی تعلیم قبول نہیں کرتا۔ یہ مسلک امام ابوحنیفہ اور اُن کے اصحاب کا ہے۔ اس کے برعکس حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شکاری پرندے کا شکار سرے سے جائز ہی نہیں ہے، کیونکہ اسے تعلیم سے یہ بات سکھائی نہیں جاسکتی کہ شکار کو خود نہ کھائے بلکہ مالک کے لیے پکڑ رکھے۔

4284-تقدم في الصيد والذبائح، اذا وجد مع كلبه كلبا غيره (الحديث 4281 و 4282 و 4283) . تحفة الاشراف (9858 و 9861 و 9863).

باب الْكَلْبُ يَأْكُلُ مِنَ الصَّيْدِ ۔

یہ باب ہے کہ جب کتا شکار میں سے کچھ کھالے

4285 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - اَنْبَاَنَا زَكَرِيَّا وَعَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "مَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ" ۔ قَالَ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ كَلْبِ الصَّيْدِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلْ" ۔ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلَ فَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ وَاِنْ وَّجَدْتَ مَعَهٗ كَلْبًا غَيْرَ كَلْبِكَ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ اِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْ عَلٰى غَيْرِهٖ" ۔

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے ذریعے کیے جانے والے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شکار اس کے پھل کے ذریعے مرا ہوا سے تم کھالو اور جو شکار چوڑائی کی سمت میں اس کے لگنے کی وجہ سے مرا ہو وہ لاٹھی کے ذریعے کیا ہوا شکار ہوگا (جسے کھانا جائز نہیں ہے)''

حضرت عدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکاری کتے کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم نے اپنے کتے کو چھوڑتے ہوئے اس پر اللہ کا نام لیا تھا' تو تم اس شکار کو کھالو''۔

میں نے عرض کی: اگر چہ وہ کتا اس شکار کو مار چکا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر چہ وہ اس شکار کو مار چکا ہو۔ (پھر بھی تم اس شکار کو کھالو)' لیکن اگر اس نے خود اس شکار میں سے کچھ کھالیا ہو تم اسے نہ کھاؤ اور اگر تمہیں اپنے کتے کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی مل جائے اور کتے نے شکار کو مار دیا ہو' تو تم اسے نہ کھاؤ' کیونکہ تم نے اپنے کتے پر اللہ کا نام لیا تھا' دوسرے پر اللہ کا نام نہیں لیا تھا۔

4286 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ الطَّائِيِّ اَنَّهٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّيْدِ قَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَقَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ فَكُلْ وَاِنْ اَكَلَ مِنْهُ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا اَمْسَكَهٗ عَلَيْهِ وَلَمْ يُمْسِكْ عَلَيْكَ" ۔

★★ حضرت عدی بن حاتم طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے کتے کو چھوڑتے ہوئے اس پر اللہ کا نام لے لو اور وہ کتا شکار کو مار دے اور خود اس میں سے کچھ نہ کھائے' تو تم

4285-تقدم (الحديث 4275) .

4286-تقدم (الحديث 4274) .

اُسے کھالو لیکن اگر اس نے خود اس میں سے کچھ کھالیا ہو تو تم اُسے نہ کھاؤ کہ یہ شکار اُس نے اپنے لیے کیا تھا' یہ اس نے تمہارے لیے نہیں کیا تھا''۔

باب الْاَمْرِ بِقَتْلِ الْكِلَابِ .

یہ باب ہے کہ کتوں کو مار ڈالنے کا حکم

4287 – اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ السَّبَّاقِ قَالَ اَخْبَرَتْنِي مَيْمُوْنَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ . فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ حَتّٰى اِنَّهُ لَيَاْمُرُ بِقَتْلِ الْكَلْبِ الصَّغِيْرِ .

★★ سیدہ میمونہ ﷞ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ سے حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں، جس میں کتا یا تصویر موجود ہو تو اس سے اگلے دن نبی اکرم ﷺ نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے چھوٹے کتے کو بھی مارنے کا حکم دیا۔

4288 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ غَيْرَ مَا اسْتَثْنٰى مِنْهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے جن کتوں کو مستثنیٰ قرار دیا تھا' اس کے علاوہ آپ ﷺ نے تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔

4289 – اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَافِعًا صَوْتَهُ يَاْمُرُ بِقَتْلِ الْكِلَابِ فَكَانَتِ الْكِلَابُ تُقْتَلُ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ .

★★ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر ﷠) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو بلند آواز میں کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیتے ہوئے سنا ہے' تو کتوں کو مار دیا گیا' صرف شکار والے کتے اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کو چھوڑ دیا گیا۔

4287-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18075) .

4288-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء و في الآخرى شفاء (الحديث 3323) مختصراً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب ، و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 43) . مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب قتل الكلاب الا كلب صيد او زرع (الحديث 3202) مختصراً . تحفة الاشراف (8349) .

4289-اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب قتل الكلاب الا كلب صيد او زرع (الحديث 3203) . تحفة الاشراف (7002) .

4290 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شکار والے کتے اور جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ تمام کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دے دیا۔

باب صِفَةِ الْكِلَابِ الَّتِىْ اُمِرَ بِقَتْلِهَا .

یہ باب ہے کہ ان کتوں کی وضاحت' جنہیں مارنے کا حکم دیا گیا تھا

4291 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا اَنَّ الْكِلَابَ اُمَّةٌ مِّنَ الْاُمَمِ لَاَمَرْتُ بِقَتْلِهَا فَاقْتُلُوْا مِنْهَا الْاَسْوَدَ الْبَهِيْمَ وَاَيُّمَا قَوْمٍ اتَّخَذُوْا كَلْبًا لَّيْسَ بِكَلْبِ حَرْثٍ اَوْ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''اگر کتے مخلوق کی ایک مستقل قسم نہ ہوتے' تو میں انہیں مار ڈالنے کا حکم دیتا' تم ان میں سے مکمل سیاہ کتوں کو مار دو اور جو لوگ ایسا کتا پالتے ہیں' جو کھیت کی حفاظت کے لیے نہ ہو' شکار کے لیے نہ ہو' یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہ ہو' تو ایسے شخص کے اجر میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

باب امْتِنَاعِ الْمَلَائِكَةِ مِنْ دُخُوْلِ بَيْتٍ فِيْهِ كَلْبٌ .

یہ باب ہے کہ جس گھر میں کتا موجود ہو' فرشتوں کا اس میں داخل نہ ہونا

4292 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُجَيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمَلَائِكَةُ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ" .

4290-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 46) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء من امسك كلبًا ما ينقص من اجره (الحديث 1488) مطولًا . تحفة الاشراف (7353) .

4291-اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتخاذ الكلب للصيد وغيره (الحديث 2845) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء في قتل الكلاب (الحديث 1486) مختصراً، وباب ما جاء في امسك كلبًا ما ينقص من اجره (الحديث 1489) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب النهي عن اقتناء الكلب الا كلب صيد او حرث او ماشية (الحديث 3205) بنحوه . و الحديث عند: النسائي في الصيد و الذبائح، باب الرخصة في امساك الكلب للحرث (الحديث 4299) . تحفة الاشراف (9649) .

4292-تقدم (الحديث 261) .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں' جس میں تصویر' کتا' یا جنبی شخص موجود ہوتا ہے''۔

4293 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے ہیں' جس میں کتا' یا تصویر موجود ہو''۔

4294 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ خَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ السَّبَّاقِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ مَيْمُوْنَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَ يَوْمًا وَّاجِمًا فَقَالَتْ لَهٗ مَيْمُوْنَةُ اَیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدِ اسْتَنْكَرْتُ هَيْئَتَكَ مُنْذُ الْيَوْمِ. فَقَالَ "اِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ وَعَدَنِيْ اَنْ يَّلْقَانِيَ اللَّيْلَةَ فَلَمْ يَلْقَنِيْ اَمَا وَاللّٰهِ مَا اَخْلَفَنِيْ". قَالَ فَظَلَّ يَوْمَهٗ كَذٰلِكَ ثُمَّ وَقَعَ فِيْ نَفْسِهٖ جَرْوُ كَلْبٍ تَحْتَ نَضَدٍ لَّنَا فَاَمَرَ بِهٖ فَاُخْرِجَ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِهٖ مَاءً فَنَضَحَ بِهٖ مَكَانَهٗ فَلَمَّا اَمْسَى لَقِيَهٗ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدْ كُنْتَ وَعَدْتَنِيْ اَنْ تَلْقَانِيَ الْبَارِحَةَ". قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ قَالَ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَاَمَرَ بِقَتْلِ الْكِلَابِ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے مجھے بتایا تھا کہ ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت غمگین تھے' سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! آج آپ کا مزاج کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جبریل علیہ السلام نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ گزشتہ رات مجھ سے ملنے کے لیے آئیں گے' لیکن وہ مجھ سے ملنے کے

4293-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا قال احدكم . (آمين) والملائكة في السماء فوافقت احداهما الاخرى غفر له ما تقدم من ذنبه (الحديث 3225)، وباب (اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء و في الاخرى شفاء) (الحديث 3322)، و في المغازي، باب . 12 . (الحديث 4002)، و في اللباس، باب التصاوير (الحديث 5949) . واخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش و نحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتاً فيه صورة ولا كلب (الحديث 83 و 84) . واخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء ان الملائكة لا تدخل بيتاً فيه صورة ولا كلب (الحديث 2804) . واخرجه النسائي في الزينة، التصاوير (الحديث 5362 و 5363) واخرجه ابن ماجه في اللباس، باب الصور في البيت (الحديث 3649) . تحفة الاشراف (3779) .

4294-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان و تحريم اتخاذ ما فيه صورة غير ممتهنة بالفرش ونحوه و ان الملائكة عليهم السلام لا يدخلون بيتاً فيه صورة ولا كلب (الحديث 82) مطولاً . واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب في الصور (الحديث 4157) مختصراً . تحفة الاشراف (18068) .

لیے نہیں آئے۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے تو انہوں نے کبھی میرے ساتھ اس طرح کی وعدہ خلافی نہیں کی'۔

(سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) وہ سارا دن اسی طرح گزر گیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خیال آیا' ہماری چارپائی کے نیچے کتے کا ایک پلا موجود ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُسے باہر نکال دیا گیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی لے کر اس جگہ پر چھڑکاؤ کیا' شام کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: تم نے تو گزشتہ رات مجھ سے ملنے کا وعدہ کیا تھا' تو حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: جی ہاں! لیکن ہم (فرشتے) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے' جس میں کتا یا تصویر موجود ہو۔

(راوی کہتے ہیں:) اس سے اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا۔

باب الرُّخْصَةِ فِي إِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْمَاشِيَةِ .

یہ باب ہے کہ جانوروں کی حفاظت کے لیے کتا پالنے کی اجازت

4295 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا نَقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ اِلَّا ضَارِيًا اَوْ صَاحِبَ مَاشِيَةٍ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جو شخص کتا پالتا ہے' اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں' البتہ شکاری کتے اور جانوروں کی حفاظت والے کتے (کو پالنے کی اجازت ہے)''۔

4296 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرِ بْنِ اِيَاسِ بْنِ مُقَاتِلِ بْنِ مُشَمْرِجِ بْنِ خَالِدٍ السَّعْدِيُّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ خُصَيْفَةَ - قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ وَفَدَ عَلَيْهِمْ سُفْيَانُ بْنُ اَبِي زُهَيْرٍ الشَّنَائِيُّ وَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَا يُغْنِي عَنْهُ زَرْعًا وَّلَا ضَرْعًا نَقَصَ مِنْ عَمَلِهٖ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ". قُلْتُ يَا سُفْيَانُ اَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَرَبِّ هٰذَا الْمَسْجِدِ .

★★ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت سفیان بن ابوزہیر شنائی رضی اللہ عنہ وفد کے ساتھ ان کے پاس آئے' انہوں نے

4295-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب من اقتنى كلبًا ليس بكلب صيد اوماشية(الحديث 5481) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد اوزرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 54) . تحفة الاشراف (6750) .

4296-اخرجه البخاري في الحرث و المزارعة، باب اقتناء الكلب الحرث (الحديث 2323)، و في بدء الخلق، باب (اذا وقع الذباب في شراب لاحدكم فليغمسه فان في احدى جناحيه داء و في الاخرى شفاء (الحديث 3325) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 61) . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب النهي عن اقتناء الكلب الا كلب صيد او حرث او ماشية (الحديث 3206) . تحفة الاشراف (4476) .

یہ بات بتائی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''جو شخص کوئی ایسا کتا پالتا ہے' جس کو وہ اپنے کھیت کی حفاظت کے لیے' یا جانوروں کی حفاظت کے لیے نہیں پالتا' تو اس کے عمل میں روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے گزارش کی کہ اے حضرت سفیان! کیا آپ نے یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی خود سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! اس مسجد کے پروردگار کی قسم! (میں نے یہ خود سنی ہے)۔

باب الرُّخْصَةِ فِي اِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ شکار کے لیے کتا پالنے کی اجازت

4297 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبًا ضَارِيًا اَوْ كَلْبَ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص شکاری کتے' یا جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں''۔

4298 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطَانِ" .

★★ سالم' اپنے والد کے حوالے سے' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص شکاری کتے' یا جانوروں کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں''۔

باب الرُّخْصَةِ فِي اِمْسَاكِ الْكَلْبِ لِلْحَرْثِ .

یہ باب ہے کہ کھیت (کی حفاظت) کے لیے کتا پالنے کی اجازت

4299 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَابْنُ اَبِي عَدِيٍّ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عَوْفٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ مَاشِيَةٍ اَوْ زَرْعٍ نَقَصَ مِنْ اَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ" .

4297-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8316) .

4298-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 51) . تحفة الاشراف (6831) .

4299-تقدم (الحديث 4291) .

★★ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص شکاری کتے' جانوروں' یا کھیت کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے اجر میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

4300 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اتَّخَذَ كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ اَوْ زَرْعٍ اَوْ مَاشِيَةٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ" .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص شکاری کتے' یا کھیت یا جانور کی حفاظت والے کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

4301 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ وَّلَا مَاشِيَةٍ وَّلَا اَرْضٍ فَاِنَّهُ يَنْقُصُ مِنْ اَجْرِهٖ قِيْرَاطَانِ كُلَّ يَوْمٍ" .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص ایسا کتا پالتا ہے' جو شکاری نہیں ہوتا' یا جانوروں' یا کھیت کی حفاظت کے لیے نہیں ہوتا' تو اس کے اجر میں سے روزانہ دو قیراط کم ہو جاتے ہیں''۔

4302 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - يَعْنِىْ ابْنَ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ حَرْمَلَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا اِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ اَوْ كَلْبَ صَيْدٍ نَقَصَ مِنْ عَمَلِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيْرَاطٌ" . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ "اَوْ كَلْبَ حَرْثٍ" .

★★ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص جانوروں کی حفاظت والے کتے' یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور کتا پالتا ہے' تو اس کے عمل میں سے روزانہ ایک قیراط کم ہو جاتا ہے''۔

4300-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 58) . واخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتخاذ الكلب للصيد وغيره (الحديث 2844) واخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء من امسك كلباً ما ينقص من اجره (الحديث 1490) . تحفة الاشراف (15271) .

4301-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 57) . تحفة الاشراف (13346) .

4302-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب و بيان نسخه و بيان تحريم اقتنائها الا لصيد او زرع او ماشية و نحو ذلك (الحديث 53) . تحفة الاشراف (6796) .

عبداللہ نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ بھی نقل کیے تھے:
''کھیت کی حفاظت والا کتا''۔

باب النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

یہ باب ہے کہ کتے کی قیمت (استعمال کرنے) کی ممانعت

4303 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

★★ حضرت ابومسعود عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی آمدن اور کاہن کی کمائی (استعمال کرنے سے) منع کیا ہے۔

4304 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْرُوْفُ بْنُ سُوَيْدٍ الْجُذَامِيُّ اَنَّ عُلَيَّ بْنَ رَبَاحٍ اللَّخْمِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ ثَمَنُ الْكَلْبِ وَلَا حُلْوَانُ الْكَاهِنِ وَلَا مَهْرُ الْبَغِيِّ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''کتے کی قیمت، کاہن کی آمدن اور فاحشہ عورت کی آمدن جائز نہیں ہے''۔

4305 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يُوْسُفَ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "شَرُّ الْكَسْبِ مَهْرُ الْبَغِيِّ وَثَمَنُ الْكَلْبِ وَكَسْبُ الْحَجَّامِ" .

4303-اخرجه البخاري في البيوع، باب ثمن الكلب (الحديث 2237)، و في الاجارة، و في الاجارة، باب كسب البغي و الاماء (الحديث 2282)، و في الطلاق، باب مهر البغي و النكاح الفاسد (الحديث 5346)، و في الطب، باب الكهانة (الحديث 5761) واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب و حلوان الكاهن و مهر البغي و النهي عن بيع السنور (الحديث 39) . واخرجه ابو داؤد في البيوع الاجارات، باب في حلوان الكاهن (الحديث 3428)، وباب في اثمان والكلاب (الحديث 3481) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في كراهية مهر البغي (الحديث 1133)، و في البيوع، باب ما جاء في ثمن الكب (الحديث 1276) . واخرجه النسائي في البيوع، باب بيع الكلب (الحديث 4680) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن ثمن الكلب و مهر البغي و حلوان الكاهن و عسب الفحل (الحديث 2159) . تحفة الاشراف (10010) .

4304-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في اثمان الكلاب (الحديث 3484) . تحفة الاشراف (14260) .

4305-واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم ثمن الكلب و حلوان الكاهن و مهر البغي و النهي عن بيع السنور (الحديث 40 و 41) . واخرجه ابو داؤد في البيوع الاجارات، باب في كسب الحجام (الحديث 3421) بنحوه . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في ثمن الكلب (الحديث 1275) بنحوه . تحفة الا شراف (3555) .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سب سے بری آمدن فاحشہ عورت کی کمائی' کتے کی قیمت اور پچھنے لگانے والے کی آمدن ہے''۔

باب الرُّخْصَةِ فِي ثَمَنِ كَلْبِ الصَّيْدِ ۔

یہ باب ہے کہ شکاری کتے کی قیمت (استعمال کرنے کی) اجازت

4306 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِقْسَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ ثَمَنِ السِّنَّوْرِ وَالْكَلْبِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ ۔ قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحَدِيثُ حَجَّاجٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ لَيْسَ هُوَ بِصَحِيحٍ ۔

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلی اور کتے کی قیمت (استعمال کرنے سے) منع کیا ہے البتہ شکاری کتے کا حکم مختلف ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حجاج نے حماد بن سلمہ کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے' وہ مستند نہیں ہے۔

4307 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ سَوَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ اَبِي مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ لِي كِلَابًا مُكَلَّبَةً فَاَفْتِنِي فِيهَا ۔ قَالَ "مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ كِلَابُكَ فَكُلْ" ۔ قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلْنَ" ۔ قَالَ اَفْتِنِي فِي قَوْسِي ۔ قَالَ "مَا رَدَّ عَلَيْكَ سَهْمُكَ فَكُلْ" ۔ قَالَ وَاِنْ تَغَيَّبَ عَلَيَّ قَالَ "وَاِنْ تَغَيَّبَ عَلَيْكَ مَا لَمْ تَجِدْ فِيهِ اَثَرَ سَهْمٍ غَيْرَ سَهْمِكَ اَوْ تَجِدْهُ قَدْ صَلَّ" ۔ يَعْنِي قَدْ اَنْتَنَ ۔ قَالَ ابْنُ سَوَاءٍ وَسَمِعْتُهُ مِنْ اَبِي مَالِكٍ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس کچھ تربیت یافتہ کتے ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ان کے بارے میں حکم بیان کیجئے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تمہارے کتے' جو شکار' تمہارے لیے روک لیں' تم اسے کھالو''۔

میں نے عرض کی: اگرچہ وہ شکار کو مار ڈالیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگرچہ وہ اُسے مار ڈالیں۔ انہوں نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے میری کمان کے بارے میں حکم بیان کیجئے (یعنی تیر کے ذریعے شکار کرنے کے بارے میں بتایئے)۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمہارا تیر تمہیں جو چیز واپس کردے' تم اُسے کھالو''۔

4306-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 4682) . تحفة الاشراف (2697) .

4307-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8758) .

انہوں نے دریافت کیا: اگر چہ وہ چیز مجھ سے چھپ گئی ہو؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''اگر چہ وہ (شکار) تم سے چھپ گیا ہو لیکن اس کے لیے یہ بات شرط ہے' تمہیں اس پر اپنے تیر کے علاوہ اور کسی تیر کا نشان نظر نہ آئے' یا تم بعد میں اُسے ایسی حالت میں نہ پاؤ کہ وہ بُو دار ہو چکا ہو''۔

یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے۔

باب الْإِنْسِيَّةُ تَسْتَوْحِشُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی پالتو جانور بدک جائے

4308 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْحُلَيْفَةِ مِنْ تِهَامَةَ فَاَصَابُوْا اِبِلًا وَّغَنَمًا وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجَّلَ اَوَّلُهُمْ فَذَبَحُوا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَدُفِعَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَّمَ بَيْنَهُمْ فَعَدَلَ عَشْرًا مِّنَ الشَّاءِ بِبَعِيْرٍ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ نَدَّ بَعِيْرٌ وَّلَيْسَ فِي الْقَوْمِ اِلَّا خَيْلٌ يَّسِيْرَةٌ فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَائِمِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَاصْنَعُوا بِهٖ هٰكَذَا" .

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تہامہ والے ذوالحلیفہ میں موجود تھے' وہاں لوگوں نے کچھ اونٹ اور بکریاں پکڑ لیے' نبی اکرم ﷺ لوگوں سے پیچھے آ رہے تھے' آگے والوں نے جلدی جلدی ان کو ذبح کیا اور ہنڈیاں چڑھا دیں' جب نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے' تو آپ ﷺ کے حکم کے تحت ان ہنڈیاؤں کو اُلٹ

4308-اخرجه البخاري في الشركة، باب قسمة الغنم (الحديث 2488) مطولًا، وباب من عدل عشرة من الغنم بجزور في القسم (الحديث 2507) مطولًا، و في الجهاد، باب ما يكره من ذبح الابل و الغنم في المغانم (الحديث 3075) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب التسمية على الذبيحة ومن ترك متعمدًا (الحديث 5498) مطولًا، و باب ما انهر الدم من القصب والمروة و الحديد (الحديث 5503) مختصراً، و في الذبائح و الصيد، باب ماندّ من البهائم فهو بمنزلة الوحش (الحديث 5509) بنحوه، و باب اذا اصاب قوم غنيمة فذبح بعضهم غنمًا او ابلًا بغير امر اصحابها لم يو كل (الحديث 5543)، و باب اذا ندّ بعير لقوم فرماه بعضهم بسهم فقتله فاراد اصلاحهم فهو جائز (الحديث 5544) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب جواز الذبح بكل ما انهر الدم الا السن و الظفر و سائر العظام (الحديث 20 و 21 و 22 و 23) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2821) واخرجه الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء في البعير و البقر و الغنم اذا ندّ فصار و حشيًّا يرمى بسهم ام لا (الحديث 1492) . واخرجه النسائي في الضحايا، ذكر المنفلتة التي لا يقدر على اخذها (الحديث 4422 و4423) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ذكاة الناد من البهائم (الحديث 3183) . والحديث عند: البخاري في الذبائح، باب لا يذكي بالسن و العظم و الظفر (الحديث 5506) و الترمذي في الاحكام و الفوائد، باب ما جاء في الذكاة بالقصب وغيره (الحديث 1491)، و في السير: باب ما جاء في كراهية النهبة (الحديث 1600) والنسائي في الضحايا، باب ماتجزئ عنه البدنة في الضحايا (الحديث 4403)، و باب في الذبح بالسن (الحديث 4415) . وابن ماجه في الاضاحي ، باب كم تجزئ من الغنم عن البدنة (الحديث 3137)، و في الذبائح باب ما يذكي به (الحديث 3178) . تحفة الاشراف (3561) .

دیا گیا' پھر آپ ﷺ نے ان کے درمیان مالِ غنیمت تقسیم کیا' تو آپ ﷺ نے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا۔ اُس وقت آپ ﷺ وہیں موجود تھے کہ ایک اونٹ سرکش ہو گیا' اس وقت وہاں چند لوگوں کے پاس گھوڑے موجود تھے' وہ لوگ اونٹ کے پیچھے گئے' لیکن اُسے نہیں پکڑ سکے' تو ایک شخص نے اپنا تیر اس اونٹ کو مارا تو وہ اونٹ رُک گیا۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ جانور بھی وحشی درندوں کی طرح بعض اوقات بدک جاتے ہیں' تو جو تمہارے قابو میں نہ آ رہے ہوں' اُن کے ساتھ یہی سلوک کرو''۔

باب فِی الَّذِیْ یَرْمِی الصَّیْدَ فَیَقَعُ فِی الْمَاءِ ۔

ایسے شخص کا حکم' جو شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار پانی میں گر جاتا ہے

4309 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِیعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّیْدِ فَقَالَ "اِذَا رَمَیْتَ سَهْمَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنْ وَّجَدْتَهُ قَدْ قُتِلَ فَكُلْ اِلَّا اَنْ تَجِدَهُ قَدْ وَقَعَ فِیْ مَاءٍ وَّلَا تَدْرِی الْمَاءُ قَتَلَهُ اَوْ سَهْمُكَ".

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنا تیر پھینکنے لگو' تو اس پر اللہ کا نام لے لو' اگر تم شکار کو ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ مر چکا ہو' تو تم اُسے کھا لو' لیکن اگر تم اسے ایسی حالت میں پاؤ کہ وہ پانی میں گر گیا تھا' تمہیں یہ نہیں معلوم کہ وہ شکار پانی میں گرنے کی وجہ سے مرا ہے' یا تمہارے تیر کی وجہ سے مرا ہے' تو اس کا حکم مختلف ہو گا (یعنی اسے کھانا تمہارے لیے جائز نہیں ہو گا)''۔

4310 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ یَحْیَی بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ اَعْیَنَ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَیْمَانَ عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِیِّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّیْدِ فَقَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ سَهْمَكَ وَكَلْبَكَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَقَتَلَ سَهْمُكَ فَكُلْ". قَالَ فَاِنْ بَاتَ عَنِّیْ لَیْلَةً یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اِنْ وَّجَدْتَ سَهْمَكَ وَلَمْ تَجِدْ فِیْهِ اَثَرَ شَیْءٍ غَیْرَهُ فَكُلْ وَاِنْ وَّقَعَ فِی الْمَاءِ فَلَا تَاْكُلْ".

4309-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب الصيد اذا غاب عنه يومين او ثلاثة (الحديث 5484) مطولًا . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 6 و 7) مطولًا . واخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2849 و 2850) بنحوه واخرجه الترمذي في الصيد، باب ما جاء فيمن يرمي الصيد فيجده ميتًا في الماء (الحديث 1469) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، في الذي يرمي الصيد فيقع في الماء (الحديث 4310) . والحديث عند: النسائي في الصيد و الذبائح، الامر بالتسمية عند الصيد (الحديث 4274)، و اذا وجد مع كلبه كلبًا لم يسم عليه (الحديث 4279)، والكلب ياكل من الصيد (الحديث 4286) . و ابن ماجه في الصيد، باب الصيد يغيب ليلة (الحديث 3213) . تحفة الاشراف (9862) .

4310-تقدم (الحديث 4309) .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے تیر کو پھینکتے وقت' یا کتے کو چھوڑتے وقت اللہ کا نام لے لو اور تمہارا تیر اس شکار کو مار دے' تو تم اُسے کھالو''۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اگرچہ وہ ایک رات تک میری نگاہوں سے اوجھل رہے؟

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تم اپنے تیر کو پاتے ہو اور تمہیں اس شکار میں تمہارے تیر کے علاوہ اور کسی چیز کا نشان نظر نہیں آتا' تو تم اسے کھالو لیکن اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

باب فِي الَّذِيْ يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص شکار کو تیر مارتا ہے اور وہ شکار اس سے چھپ جاتا ہے

4311 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا اَهْلُ الصَّيْدِ وَاِنَّ اَحَدَنَا يَرْمِي الصَّيْدَ فَيَغِيبُ عَنْهُ اللَّيْلَةَ وَاللَّيْلَتَيْنِ فَيَبْتَغِي الْاَثَرَ فَيَجِدُهُ مَيِّتًا وَّسَهْمُهُ فِيْهِ . قَالَ "اِذَا وَجَدْتَ السَّهْمَ فِيْهِ وَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اَثَرَ سَبُعٍ وَّعَلِمْتَ اَنَّ سَهْمَكَ قَتَلَهُ فَكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم لوگ شکاری ہیں' ہم میں سے کوئی ایک شخص شکار کو تیر مارتا ہے اور پھر ایک رات یا دو رات تک شکار اسے نظر نہیں آتا' وہ اس شکار کے نشان تلاش کرتا ہے اور اسے مردار حالت میں پاتا ہے' تو اس شکار میں اس شخص کا تیر بھی لگا ہوا ہوتا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اس شکار میں اپنے تیر کو پالو اور تمہیں اس شکار میں کسی درندے کا کوئی نشان نظر نہ آئے' یا تمہیں یہ علم ہو کہ تمہارے تیر نے ہی اُسے مارا ہے' تو تم اُسے کھالو''۔

4312 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا رَاَيْتَ سَهْمَكَ فِيْهِ وَلَمْ تَرَ فِيْهِ اَثَرًا غَيْرَهُ وَعَلِمْتَ اَنَّهُ قَتَلَهُ فَكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اس شکار میں اپنے تیر کو دیکھو اور تمہیں اس شکار میں اپنے تیر کے علاوہ اور کوئی نشان نظر نہ آئے' اور تمہیں یہ

4311-اخرجه الترمذي في الصيد، باب ما جاء في الرجل يرمي الصيد فيغيب عنه (الحديث 1468) بنحوه . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، في الذي يرمي الصيد فيغيب عنه (الحديث 4312 و 4313) مختصراً . تحفة الاشراف (9854) .

4312-تقدم (الحديث 4311) .

پتہ چل جائے کہ تمہارے تیر نے ہی اُسے مارا ہے تو تم اُسے کھالو"۔

4313 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْمِى الصَّيْدَ فَاَطْلُبُ اَثَرَهُ بَعْدَ لَيْلَةٍ . قَالَ "اِذَا وَجَدْتَ فِيْهِ سَهْمَكَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ سَبُعٌ فَكُلْ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں شکار کو تیر مارتا ہوں پھر ایک رات بعد میں اس کا نشان تلاش کرتا ہوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جب تم اس میں اپنے تیر کو پاؤ اور کسی درندے نے اس میں سے کچھ نہ کھایا ہو تو تم اسے کھالو"۔

باب الصَّيْدِ اِذَا اَنْتَنَ .

یہ باب ہے کہ جب شکار بدبودار ہو جائے (تو اس کا حکم)

4314 - اَخْبَرَنِىْ اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ الْخَلَّالُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ ثَعْلَبَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الَّذِىْ يُدْرِكُ صَيْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَلْيَاْكُلْهُ اِلَّا اَنْ يُنْتِنَ .

☆☆ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ایسے شخص کے بارے میں نقل کرتے ہیں: جو تین دن کے بعد اپنے شکار کو پاتا ہے تو وہ شخص اس شکار کو کھا سکتا ہے البتہ اگر وہ بدبودار ہو چکا ہو تو اس کا حکم مختلف ہے (یعنی اُسے نہیں کھایا جاسکتا)۔

4315 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ مُرِّىَّ بْنَ قَطَرِىٍّ عَنْ عَدِىِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُرْسِلُ كَلْبِىْ فَيَاْخُذُ الصَّيْدَ وَلَا اَجِدُ مَا اُذَكِّيْهِ بِهِ فَاُذَكِّيْهِ بِالْمَرْوَةِ وَالْعَصَا . قَالَ "اَهْرِقِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں اور وہ شکار کو پکڑ لیتا ہے اور مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس کے ذریعے میں اس شکار کو ذبح کر سکوں تو میں اُسے نوکیلے پتھر یا لکڑی کے ذریعے ذبح کر لیتا ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"تم جس چیز کے ساتھ چاہو خون بہا دو اور اس پر اللہ کا نام لے لو (پھر اُسے تم کھا سکتے ہو)"۔

4313-تقدم (الحديث 4311) .

4314-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اذا غاب عنه الصيد ثم وجده (الحديث 9 و 10 و 11) . واخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتباع الصيد (الحديث 2861) . تحفة الاشراف (11863) .

4315-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2824) بنحوه . و اخرجه النسائي في الضحايا، اباحة الذبح بالعود (الحديث 4413) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكى به (الحديث 3177) بنحوه . تحفة الاشراف (9875) .

باب صَیْدِ الْمِعْرَاضِ .

یہ باب ہے کہ معراض کے ذریعے شکار کرنا

4316 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِیْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ فَتُمْسِكُ عَلَیَّ فَاٰكُلُ مِنْهُ قَالَ "اِذَا اَرْسَلْتَ الْكِلَابَ - یَعْنِی الْمُعَلَّمَةَ - وَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَاَمْسَكْنَ عَلَیْكَ فَكُلْ" . قُلْتُ وَاِنْ قَتَلْنَ قَالَ "وَاِنْ قَتَلْنَ مَا لَمْ یَشْرَكْهَا كَلْبٌ لَیْسَ مِنْهَا" . قُلْتُ وَاِنِّیْ اَرْمِی الصَّیْدَ بِالْمِعْرَاضِ فَاُصِیْبُ فَاٰكُلُ قَالَ "اِذَا رَمَیْتَ بِالْمِعْرَاضِ وَسَمَّیْتَ فَخَزَقَ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے تربیت یافتہ کتے کو چھوڑتا ہوں اور وہ میرے لیے (شکار) پکڑ لیتا ہے تو کیا میں اُسے کھالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم کتے کو چھوڑو (راوی کہتے ہیں: یعنی تربیت یافتہ کتے کو) اور تم اس پر اللہ کا نام ذکر کر دو اور وہ تمہارے لیے شکار کو روک لے تو تم اسے کھالو''۔

میں نے عرض کی: اگر چہ ان کتوں نے اس شکار کو مار ڈالا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر چہ انہوں نے اُسے مار ڈالا ہو جبکہ ان کے ساتھ کوئی دوسرا ایسا کتا شریک نہ ہو جو ان میں سے نہیں تھا۔

میں نے عرض کی: اگر میں معراض کے ذریعے شکار کرتا ہوں اور وہ مر جاتا ہے تو کیا میں اُسے کھالوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب تم معراض پھینکو اور اس پر اللہ کا نام لے لو اور وہ جانور کے پار ہو جائے تو تم اسے کھالو لیکن اگر وہ چوڑائی کی سمت میں لگے اور اس وجہ سے جانور مرے تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

باب مَا اَصَابَ بِعَرْضٍ مِّنْ صَیْدِ الْمِعْرَاضِ .

یہ باب ہے کہ معراض کے ذریعے ہونے والا شکار جب چوڑائی کی سمت میں تیر لگنے کی وجہ سے مرے (تو اس کا حکم؟)

4317 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِی السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِیِّ قَالَ سَمِعْتُ عَدِیَّ بْنَ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقُتِلَ فَاِنَّهٗ وَقِیْذٌ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے معراض کے بارے میں دریافت کیا تو

4316-تقدم (الحدیث 4376) .

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جب وہ اپنے پھل کے ذریعے جانور کو مارے' تو تم اسے کھالو' لیکن جب وہ چوڑائی کی سمت میں لگنے کی وجہ سے مر جائے' تو وہ لاٹھی کے ذریعے مرا ہوا ہوگا (پھر اسے کھانا جائز نہیں ہے) تو تم اُسے نہ کھاؤ''۔

باب مَا اَصَابَ بِحَدِّ مِنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ .

یہ باب ہے کہ جب معراض کا شکار' پھل کی وجہ سے مر جائے (تو اس کا حکم)

4318 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مِحْصَنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "اِذَا اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَاِذَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَلَا تَاْكُلْ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب وہ اس کا پھل لگنے کی وجہ سے مرے' تو تم اسے کھالو اور جب وہ اس کے چوڑائی کی سمت لگنے کی وجہ سے مرے' تو تم اسے نہ کھاؤ''۔

4319 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَغَيْرُهٗ عَنْ زَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ فَقَالَ "مَا اَصَبْتَ بِحَدِّهٖ فَكُلْ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے معراض کے شکار کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شکار اس کا پھل لگنے کی وجہ سے مرے' اسے تم کھالو اور جو چوڑائی کی سمت میں لگنے کی وجہ سے مرے' تو وہ لاٹھی کے ذریعے مرا ہوا ہوگا (اُسے کھانا جائز نہیں ہے)''۔

4317-اخرجه البخاري في البيوع، باب الحلال بين و الحرام بين و بينهما مشتبهات (الحديث 2053) مطولاً، و في الذبائح و الصيد، باب صيد المعراض (الحديث 5476) مطولاً، وباب اذا وجد مع الصيد كلباً آخر (الحديث 5486) مطولاً . و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الصيد بالكلاب المعلمة (الحديث 3) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في الصيد (الحديث 2854) مطولاً . و الحديث عند: البخاري في الوضوء، باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان (الحديث 175) والنسائي في الصيد و الذبائح، اذا وجد مع كلبه كلباً غيره (الحديث 4283 و 4284) . تحفة الاشراف (9863) .

4318-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9857) .

4319-تقدم (الحديث 4275) .

باب اِتِّبَاعِ الصَّيْدِ .

باب: شکار کا پیچھا کرنا

4320 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنِ اتَّبَعَ السُّلْطَانَ افْتُتِنَ" .
وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''جو شخص دیہات میں رہتا ہو اس کا مزاج سخت ہو جاتا ہے' جو شخص شکار کا پیچھا کرتا ہے' وہ غافل ہو جاتا ہے اور جو شخص بادشاہ کی پیروی کرتا ہے' وہ آزمائش میں مبتلا ہو جاتا ہے''۔
روایت کے یہ الفاظ ابن مثنیٰ نامی راوی کے ہیں۔

باب الْاَرْنَبِ .

خرگوش (کے بارے میں روایات)

4321 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ الْبَحْرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ - وَهُوَ ابْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَاْكُلْ وَاَمَرَ الْقَوْمَ اَنْ يَّاْكُلُوْا وَاَمْسَكَ الْاَعْرَابِيُّ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَاْكُلَ" .
قَالَ اِنِّىْ اَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ . قَالَ "اِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ" .

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش لے کر آیا' جسے اس نے بھونا ہوا تھا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں کھایا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ کھالیں' اس دیہاتی نے بھی اُسے نہیں کھایا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: تم اسے کیوں نہیں کھا رہے؟ اس نے عرض کی: میں ہر مہینے تین دن روزہ رکھتا ہوں (تو آج میرا روزہ ہے)۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''اگر تم نے روزہ رکھنا ہوتا ہے' تو تم روشن (راتوں والے دنوں' یعنی ہر مہینے کی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ) کو روزہ رکھا کرو''۔

4320-اخرجه ابو داؤد في الصيد، باب في اتباع الصيد (الحديث 2859) . واخرجه الترمذي في الفتن، باب 69 . (الحديث 2256) . تحفة الاشراف (6539) .

4321-تقدم (الحديث 2420) .

4322 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ قَالَ قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ حَاضِرُنَا يَوْمَ الْقَاحَةِ قَالَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ اَنَا اُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ فَقَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ بِهَا اِنِّيْ رَاَيْتُهَا تَدْمٰى فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَاْكُلْ ثُمَّ اِنَّهُ قَالَ "كُلُوْا" . فَقَالَ رَجُلٌ اِنِّيْ صَائِمٌ . قَالَ "وَمَا صَوْمُكَ" قَالَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . قَالَ "فَاَيْنَ اَنْتَ عَنِ الْبِيْضِ الْغُرِّ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ".

★★ ابن حوتکیہ بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قاحہ والے دن کون ہمارے ساتھ تھا؟ تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: میں تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خرگوش لایا گیا' جو آدمی اس خرگوش کو لے کر آیا تھا' اس نے بتایا: میں نے دیکھا ہے' اس کا خون خارج ہوتا ہے (یعنی وہ مادہ خرگوش تھی) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے نہیں کھایا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ اسے کھالو۔ اس شخص نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم نے کون سا روزہ رکھا ہوا ہے؟ اس نے عرض کی: میں ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم تین سفید روشن دنوں میں روزے کیوں نہیں رکھتے۔

(راوی کہتے ہیں: شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ ہیں:) یعنی تیرہ' چودہ اور پندرہ تاریخ کو۔

4323 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامٍ - وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ - قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يَقُوْلُ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَاَخَذْتُهَا فَجِئْتُ بِهَا اِلٰى اَبِيْ طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا فَبَعَثَنِيْ بِفَخِذَيْهَا وَوَرِكَيْهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبِلَهُ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مرالظہران کے مقام پر' ہم ایک خرگوش کے پیچھے بھاگے' تو میں نے اُسے پکڑ لیا' میں اُسے لے کر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اُسے ذبح کیا' پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی دو رانیں اور سرین کے ساتھ' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قبول کرلیا۔

4324 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ عَاصِمٍ وَّدَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ صَفْوَانَ قَالَ اَصَبْتُ

4322-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على موسى بن طلحة في الخبر في صيام ثلاثة ايام من الشهر (الحديث 2424 و 2425) . تحفة الاشراف (12006) .

4323-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول هدية الصيد (الحديث 2572) مطولاً، و في الذبائح و الصيد، باب ما جاء في التصيد (الحديث 5489)، وباب الارنب (الحديث 5535) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الارنب (الحديث 53) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الارنب (الحديث 3791) بنحوه، و اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ماجاء في اكل الارنب (الحديث 1789) . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب الارنب (الحديث 3243) . تحفة الاشراف الاشراف (1629) .

4324-اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2822) . و اخرجه النسائي في الضحايا، باب اباحة الذبح بالمروة (الحديث 4411) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكي به (الحديث 3175)، و في الصيد، باب الارنب (الحديث 3244) . تحفة الاشراف (11224) .

اَرْنَبَيْنِ فَلَمْ اَجِدْ مَا اُذَكِّيهِمَا بِهٖ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَنِيْ بِاَكْلِهِمَا .

★★ حضرت ابن صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے دو خرگوش پکڑے مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی' جس کے ذریعے میں انہیں ذبح کرلوں' تو میں نے پتھر کے ذریعے انہیں ذبح کرلیا۔ میں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے انہیں کھانے کا حکم دیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جائز قرار دیا)۔

باب الضَّبِّ .

گوہ کے بارے میں روایات

4325 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ سُئِلَ عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ "لَا اٰكُلُهُ وَلَا اُحَرِّمُهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر موجود تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نہ میں اسے کھاتا ہوں' اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں''۔

4326 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَرٰى فِي الضَّبِّ قَالَ "لَسْتُ بِاٰكِلِهٖ وَلَا مُحَرِّمِهٖ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! گوہ کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا رائے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہ میں اسے کھاتا ہوں' اور نہ ہی اسے حرام قرار دیتا ہوں''۔

4327 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِضَبٍّ مَشْوِيٍّ فَقُرِّبَ اِلَيْهِ فَاَهْوٰى اِلَيْهِ بِيَدِهٖ لِيَاْكُلَ مِنْهُ قَالَ لَهٗ مَنْ حَضَرَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَحْمُ ضَبٍّ . فَرَفَعَ يَدَهٗ عَنْهُ فَقَالَ لَهٗ

4325-اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الضب (الحديث 1790) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4326) . تحفة الاشراف (4240) .

4326-تقدم (الحديث 4325) . تحفة الاشراف (7240 و 8399) .

4327-اخرجه البخاري في الاطعمة، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم لا ياكل حتى يسمى له فيعلم ما هو (الحديث 5391) مطولًا، وباب الشواء (الحديث 5400) و في الذبائح و الصيد، باب الضب (الحديث 5537) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الضب (الحديث 440 و 45) مطولًا . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضب (الحديث 3794) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4328) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب الضب (الحديث 3241) . تحفة الاشراف (3504) .

خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَرَامٌ الضَّبُّ قَالَ "لَا وَلٰكِنْ لَمْ يَكُنْ بِأَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ". فَأَهْوَى خَالِدٌ إِلَى الضَّبِّ فَأَكَلَ مِنْهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھنی ہوئی گوہ پیش کی گئی جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اُسے کھانے کے لیے اس کی طرف بڑھایا' تو حاضرین میں سے ایک صاحب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! یہ گوہ کا گوشت ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا گوہ حرام ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! یہ میرے علاقے کی خوراک نہیں ہے' اس لیے میں اسے کھانا پسند نہیں کروں گا۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے گوہ کی طرف ہاتھ بڑھایا' انہوں نے اسے کھالیا' جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے رہے۔

4328 - أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ - وَهِيَ خَالَتُهُ - فَقُدِّمَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْمُ ضَبٍّ. وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَأْكُلُ شَيْئًا حَتَّى يَعْلَمَ مَا هُوَ - فَقَالَ بَعْضُ النِّسْوَةِ أَلَا تُخْبِرْنَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَأْكُلُ فَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهُ لَحْمُ ضَبٍّ فَتَرَكَهُ قَالَ خَالِدٌ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَرَامٌ هُوَ قَالَ "لَا وَلٰكِنَّهُ طَعَامٌ لَيْسَ فِي أَرْضِ قَوْمِي فَأَجِدُنِي أَعَافُهُ". قَالَ خَالِدٌ فَاجْتَرَرْتُهُ إِلَيَّ فَأَكَلْتُهُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ. وَحَدَّثَهُ ابْنُ الْأَصَمِّ عَنْ مَيْمُونَةَ وَكَانَ فِي حَجْرِهَا.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا' ایک مرتبہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں گئے' جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی خالہ تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گوہ کا گوشت پیش کیا گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بھی چیز اس وقت تک نہیں کھاتے تھے' جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پتہ نہ چل جائے کہ کیا چیز ہے' تو کسی خاتون نے یہ کہا: کیا آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات نہیں بتائیں گے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کھانے لگے ہیں؟ تو سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا' یہ گوہ کا گوشت ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کیا یہ حرام ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نہیں! لیکن یہ میرے علاقے کی مخصوص خوراک نہیں ہے' اس لیے میں اسے کھانا پسند نہیں کروں گا"۔

حضرت خالد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے اُسے اپنی طرف کھینچ لیا' میں نے اُسے کھالیا۔ جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرما رہے تھے۔

ابن اصم نامی راوی نے اسے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کیا ہے (اور یہ بات نقل کی ہے) ان کی پرورش سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔

4328-تقدم (الحديث 4327) .

4329 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَتْ خَالَتِیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِطًا وَّسَمْنًا وَّاَضُبًّا فَاَكَلَ مِنَ الْاَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الْاَضُبَّ تَقَذُّرًا وَّاُكِلَ عَلٰی مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا اُكِلَ عَلٰی مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میری خالہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پنیر گھی گوہ بھجوائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پنیر اور گھی کو کھا لیا' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کو ناپسند کرتے ہوئے اُسے چھوڑ دیا۔ ویسے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی گئی ہے' اگر یہ حرام ہوتی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر کھائی نہ گئی ہوتی۔

4330 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ اَكْلِ الضِّبَابِ فَقَالَ اَهْدَتْ اُمُّ حُفَيْدٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَّاَقِطًا وَّاَضُبًّا فَاَكَلَ مِنَ السَّمْنِ وَالْاَقِطِ وَتَرَكَ الضِّبَابَ تَقَذُّرًا لَّهُنَّ فَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَا اُكِلَ عَلٰی مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا اَمَرَ بِاَكْلِهِنَّ.

★★ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے گوہ کھانے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: سیدہ اُم حفید رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گھی' پنیر اور گوہ تحفے کے طور پر پیش کی تھیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھی اور پنیر کھا لیا تھا' لیکن گوہ کے گوشت کو ناپسند کرتے ہوئے ترک کر دیا تھا' اگر یہ حرام ہوتی' تو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر نہ کھایا جاتا' یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کھانے کا حکم نہ دیتے۔

4331 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الْبَلْخِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَاَصَابَ النَّاسُ ضِبَابًا فَاَخَذْتُ ضَبًّا فَشَوَيْتُهُ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ عُوْدًا يَعُدُّ بِهِ اَصَابِعَهُ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ اُمَّةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَآئِيْلَ مُسِخَتْ دَوَابَّ فِی الْاَرْضِ وَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ اَیُّ الدَّوَابِّ هِیَ". قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ قَدْ اَكَلُوْا مِنْهَا - قَالَ - فَمَا اَمَرَ بِاَكْلِهَا وَلَا نَهٰی.

★★ حضرت ثابت بن یزید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں شریک تھے' ہم

4329-اخرجه البخاري في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2575)، وفي الاطعمة، باب الخبز المرقق و الاكل على الخوان والسفرة (الحديث 5389) بنحوه، و باب الاقط (الحديث 5402) مختصراً، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاحكام التي تعرف بالدلائل (الحديث 7358) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الضب (الحديث 46) . و اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضب (الحديث 3793) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4330) . تحفة الاشراف (5448) .

4330-تقدم (الحديث 4329) .

4331-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضب (الحديث 3795) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضب (الحديث 4332 و 4333) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب الضب (الحديث 3238) . تحفة الاشراف (2069) .

نے ایک جگہ پڑاؤ کیا' وہاں لوگوں نے گوہ کا شکار کیا' میں نے بھی ایک گوہ پکڑی' اسے بھونا' پھر میں وہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے ایک لکڑی کا ٹکڑا لیا اور اس کے ذریعے گوہ کی انگلیاں گننے لگے' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بنی اسرائیل کے ایک گروہ کو مسخ کر کے زمین کے چوپایوں کی شکل میں بنا دیا گیا تھا' مجھے یہ نہیں معلوم کہ وہ کون سا جانور ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ تو اسے کھا لیتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اسے کھانے کا بھی حکم نہیں دیا اور اس سے منع بھی نہیں کیا۔

4332 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَيُقَلِّبُهُ وَقَالَ "اِنَّ اُمَّةً مُسِخَتْ لَا يُدْرٰى مَا فَعَلَتْ وَاِنِّيْ لَا اَدْرِيْ لَعَلَّ هٰذَا مِنْهَا".

☆☆ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص گوہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ اسے ملاحظہ فرمانے لگے اور اُسے الٹ پلٹ کرنے لگے' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک اُمت کو مسخ کر دیا گیا تھا' یہ پتا نہیں ہے' اس اُمت نے کیا کیا تھا' اور مجھے یہ علم نہیں ہے' لیکن ہو سکتا ہے' یہ انہی میں سے ہو''۔

4333 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ وَدِيعَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِضَبٍّ فَقَالَ "اِنَّ اُمَّةً مُسِخَتْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ".

☆☆ حضرت ثابت بن ودیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص گوہ لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''ایک اُمت کو مسخ کر دیا گیا تھا'' (شاید اگلے الفاظ امام نسائی رحمہ اللہ کے ہیں) باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

باب الضَّبُعِ

باب: بجو کے بارے میں روایات

4334 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ

4332-تقدم (الحديث 4331) .

4333-تقدم (الحديث 4331) .

4334-تقدم (الحديث 2836) .

عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ الضَّبُعِ فَأَمَرَنِي بِأَكْلِهَا قُلْتُ أَصَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ أَسَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ .

★★ ابن ابوعمار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بجو کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اسے کھانے کی ہدایت کی۔ میں نے دریافت کیا: کیا یہ شکار ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں نے دریافت کیا: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

بَاب تَحْرِيمِ أَكْلِ السِّبَاعِ .

باب: درندوں کو کھانا حرام ہے

4335 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي حَكِيمٍ عَنْ عَبِيدَةَ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كُلُّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ فَأَكْلُهُ حَرَامٌ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ہر نوکیلے دانت والے درندے کو کھانا حرام ہے"۔

4336 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانت والے درندے کو کھانے سے منع کیا ہے۔

4337 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ النُّهْبَى وَلَا يَحِلُّ مِنَ السِّبَاعِ كُلُّ ذِي نَابٍ وَلَا تَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ" .

4335-واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير (الحديث 15) . و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3233) . تحفة الاشراف (14132) .

4336-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 5530)، وفي الطب، باب البان الاتن (الحديث 5780) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير (الحديث 12 و 13 و14) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب النهي عن اكل السباع (الحديث 3802) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في كراهية كل ذي ناب و ذي مخلب (الحديث 1477) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، تحريم اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 4353) . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3232) . تحفة الاشراف (11874) .

4337-انفرد به النسائي، والحديث عند: النسائي القضايا، النهي عن المجثمة (الحديث 445) . تحفة الاشراف (11865) .

★★ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''ڈاکہ ڈالنا جائز نہیں ہے اور درندوں میں سے نوکیلے دانتوں والے درندوں (کو کھانا) جائز نہیں ہے اور مجثمہ (یعنی جانور کو باندھ کر اس پر نشانے بازی کرنا) جائز نہیں ہے''۔

باب الْاِذْنِ فِي اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ .

باب: گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت

4338 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَاَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالاَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى - وَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ وَاَذِنَ فِي الْخَيْلِ .

★★ امام محمد باقر رضی اللہ عنہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا اور گھوڑوں کا گوشت کھانے کی اجازت دی تھی۔

4339 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا تھا (یعنی کھانے کی اجازت دی تھی) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

4340 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ وَّعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرٍ وَّعَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَطْعَمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَنَهَانَا عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر ہمیں گھوڑوں کا گوشت کھلایا تھا اور ہمیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

4341 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ

4338-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4219)، و في الذبائح و الصيد، باب لحوم الخيل (الحديث 5520)، وباب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5524) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب في اكل لحوم الخيل (الحديث 36) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل لحوم الخيل (الحديث 3788)، وباب و في اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 3808) بمعناه . وذكره الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الخيل (الحديث 1793م).تعليقاً . تحفة الاشراف (2639) .

4339-اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الخيل (الحديث 1793) . تحفة الاشراف (2539) .

4340-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2423 و 2508 و 2688) .

4341-اخرجه النسائي في الصيد والذبائح، تحريم اكل لحوم الخيل (الحديث 4344) واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم البغال (الحديث 3187) . تحفة الاشراف (2430) .

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ لُحُوْمَ الْخَيْلِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم لوگ گھوڑوں کا گوشت کھالیا کرتے تھے۔

باب تَحْرِيْمِ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ .

یہ باب ہے کہ گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے

4342 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنِیْ ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَحِلُّ اَكْلُ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ" .

★★ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''گھوڑے' خچر اور گدھے کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے''۔

4343 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ صَالِحِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْكَرِبَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْخَيْلِ وَالْبِغَالِ وَالْحَمِيْرِ وَكُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے' خچر' گدھے اور ہر نوکیلے دانت والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

4344 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَأْكُلُ لُحُوْمَ الْخَيْلِ . قُلْتُ الْبِغَالَ قَالَ لَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں) گھوڑے کا گوشت کھالیا کرتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا' خچر کا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں!

وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً ،وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ . (النحل،۸)

اور گھوڑے اور خچر اور گدھے کہ ان پر سوار ہو اور زینت کے لیے، اور وہ پیدا کرے گا جس کی تمہیں خبر نہیں، (کنز الایمان)

4342-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الخيل (الحديث 3790) . واخرجه النسائي في الصيد والذبائح، تحريم اكل لحوم الخيل (الحديث 4342) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم البغال (الحديث 3198) . تحفة الاشراف (3505) .

4343-تقدم (الحديث 4342) .

4344-تقدم (الحديث 4341) .

گھوڑے کا گوشت کھانے کے اختلاف پر مذاہب اربعہ

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی ایک اور نعمت بیان فرمارہا ہے کہ زینت کے لئے اور سواری کے لئے اس نے گھوڑے خچر اور گدھے پیدا کئے ہیں بڑا مقصدان جانوروں کی پیدائش سے انسان کا ہی فائدہ ہے۔ انہیں اور چوپایوں پر فضیلت دی اور علیحدہ ذکر کیا اس وجہ سے بعض علماء نے گھوڑے کے گوشت کی حرمت کی دلیل اس آیت سے لی ہے۔

جیسے امام ابوحنیفہ اور ان کی موافقت کرنے والے فقہا کہتے ہیں کہ خچر اور گدھے کے ساتھ گھوڑے کا ذکر ہے اور پہلے کے دونوں جانور حرام ہیں اس لئے یہ بھی حرام ہوا۔ چنانچہ خچر اور گدھے کی حرمت احادیث میں آئی ہے اور اکثر علماء کا مذہب بھی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان تینوں کی حرمت آئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت سے پہلے کی آیت میں چوپایوں کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ انہیں تو کھاتے ہو پس یہ تو ہوئے کھانے کے جانور اور ان تینوں کا بیان کر کے فرمایا کہ ان پر تم سواری کرتے ہو پس یہ ہوئے سواری کے جانور۔

مسند کی حدیث میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کے خچروں کے اور گدھوں کے گوشت کو منع فرمایا ہے لیکن اس کے راویوں میں ایک راوی صالح ابن یحییٰ بن مقدام ہیں جن میں کلام ہے۔ مسند کی اور حدیث میں مقدام بن معدی کرب سے منقول ہے کہ ہم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ صائفہ کی جنگ میں تھے، میرے پاس میرے ساتھی گوشت لائے، مجھ سے ایک پتھر مانگا میں نے دیا۔ انہوں نے فرمایا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ خیبر میں تھے لوگوں نے یہودیوں کے کھیتوں پر جلدی کر دی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا کہ لوگوں میں ندا کر دوں کہ نماز کے لئے آجائیں اور مسلمانوں کے سوا کوئی نہ آئے پھر فرمایا کہ اے لوگو تم نے یہودیوں کے باغات میں گھسنے کی جلدی کی سنو معاہدہ کا مال بغیر حق کے حلال نہیں اور پالتو گدھوں کے اور گھوڑوں کے اور خچروں کے گوشت اور ہر ایک کچلیوں والا درندہ اور ہر ایک پنجے سے شکار کھیلنے والا پرندہ حرام ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت یہود کے باغات سے شاید اس وقت تھی جب ان سے معاہدہ ہو گیا۔ پس اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو بیشک گھوڑے کی حرمت کے بارے میں تو نص تھی لیکن اس میں بخاری و مسلم کی حدیث کے مقابلے کی قوت نہیں جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پالتو گدھوں کے گوشت کو منع فرمادیا اور گھوڑوں کے گوشت کی اجازت دی۔

اور حدیث میں ہے کہ ہم نے خیبر والے دن گھوڑے اور خچر اور گدھے ذبح کئے تو ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خچر اور گدھے کے گوشت سے تو منع کر دیا لیکن گھوڑے کے گوشت سے نہیں روکا۔ صحیح مسلم شریف میں حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نے مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پس یہ سب سے بڑی سب سے قوی اور سب سے زیادہ ثبوت والی حدیث ہے اور یہی مذہب جمہور علماء کا ہے۔ مالک، شافعی، احمد، ان کے سب ساتھی اور اکثر سلف وخلف یہی کہتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پہلے گھوڑوں میں وحشت اور جنگلی پن تھا اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لئے اسے مطیع کر دیا۔ وہب نے اسرائیلی روایتوں میں بیان کیا ہے کہ جنوبی ہوا سے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ ان تینوں

جانوروں پر سواری لینے کا جواز تو قرآن کے لفظوں سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خچر ہدیے میں دیا گیا تھا جس پر آپ سواری کرتے تھے ہاں یہ آپ نے منع فرمایا ہے کہ گھوڑوں کو گدھیوں سے ملایا جائے۔ یہ ممانعت اس لئے ہے کہ نسل منقطع نہ ہو جائے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم گھوڑے اور گدھی کے ملاپ سے خچر لیں اور آپ اس پر سوار ہوں آپ نے فرمایا یہ کام وہ کرتے ہیں جو علم سے کورے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ۸)

باب تَحْرِيمِ اَكْلِ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ .

یہ باب ہے کہ پالتو گدھوں کا گوشت کھانا حرام ہے

4345 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَّعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِمَا قَالَ قَالَ عَلِيٌّ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

★★ حسن بن محمد اور عبداللہ بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فرمایا تھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

4346 – اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ وَمَالِكٌ وَّاُسَامَةُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْحَسَنِ وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِمَا عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر خواتین کے ساتھ متعہ کرنے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

4347 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ يَوْمَ خَيْبَرَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھوں (کا گوشت کھانے) سے منع کر دیا تھا۔

4348 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهٗ وَلَمْ يَقُلْ خَيْبَرَ .

4345-تقدم (الحديث 3365) .

4346-تقدم في النكاح، تحريم المتعة (الحديث 3365) .

4347-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب لحوم الحمر الانسية (الحديث 5522) . تحفة الاشراف (8109 و 8174) .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے تاہم اس میں خیبر کے دن کا تذکرہ نہیں ہے۔

4348 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ نَضِيجًا وَّنِيئًا .

★★ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا خواہ وہ کچا ہو یا پکایا گیا ہو۔

4350 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ اَصَبْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ حُمُرًا خَارِجًا مِّنَ الْقَرْيَةِ فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَرَّمَ لُحُوْمَ الْحُمُرِ فَاكْفِئُوا الْقُدُوْرَ بِمَا فِيْهَا . فَاَكْفَاْنَاهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن ہمیں بستی سے باہر کچھ گدھے ملے ہم نے وہ پکا لیے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے گدھوں کے گوشت کو حرام قرار دے دیا ہے تو ہنڈیوں میں جو کچھ پک رہا ہے اسے الٹا دو۔ (راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے انہیں الٹا دیا۔

4351 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ صَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ فَخَرَجُوْا اِلَيْنَا وَمَعَهُمُ الْمَسَاحِي فَلَمَّا رَاَوْنَا قَالُوْا مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيسُ . وَرَجَعُوْا اِلَى الْحِصْنِ يَسْعَوْنَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ" . فَاَصَبْنَا فِيْهَا حُمُرًا فَطَبَخْنَاهَا فَنَادٰى مُنَادِى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ يَنْهَاكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ فَاِنَّهَا رِجْسٌ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت خیبر پہنچے وہاں کے رہنے والے لوگ (شہر کی فصیل

4348-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4215 و 4218)، و في الذبائح و الصيد، باب الحوم الحمر الانسية (الحديث 5521) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 24) . تحفة الاشراف (8116 و 6769) .

4349-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4226) بنحوه . واخرجه مسلم في الصيد والذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 31) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشية (الحديث 3194) بنحوه . تحفة الاشراف (1770) .

4350-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في ارض الحرب (الحديث 3155) بنحوه، و في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4220) مطولًا و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل لحم الحمر الانسية (الحديث 26 و 27) بنحوه مطولًا . واخرجه ابنماجه في الذبائح، باب لحوم الحمر الوحشية (الحديث 3192) . بنحوه مطولًا . تحفة الاشراف (5164) .

4351-تقدم (الحديث 69) .

ہے) نکل کر ہمارے سامنے آئے ان کے ساتھ ان کے آلات وغیرہ بھی تھے انہوں نے ہمیں دیکھا تو بولے: حضرت محمد ﷺ آ گئے ہیں اور ان کے ساتھ ان کا لشکر بھی ہے۔ وہ لوگ دوڑ کر واپس قلعے میں چلے گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے اللہ کی ذات سب سے بڑی ہے خیبر برباد ہو گیا جب ہم کسی قوم کے میدان میں (جنگ کرنے کے لیے) اُترتے ہیں تو ان لوگوں کا حال بہت بُرا ہوتا ہے جنہیں ڈرایا گیا تھا''۔

(راوی کہتے ہیں:) وہاں ہمیں کچھ گدھے ملے ہم نے انہیں پکالیا تو نبی اکرم ﷺ کی طرف سے اعلان کرنے والے نے یہ اعلان کیا: بے شک اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے تمہیں گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے کیونکہ یہ ناپاک ہیں۔

4352 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ اَنْبَاَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ اَنَّهُ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُمْ غَزَوْا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَوَجَدُوا فِيهَا حُمُرًا مِّنْ حُمُرِ الْاِنْسِ فَذَبَحَ النَّاسُ مِنْهَا فَحُدِّثَ بِذٰلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَاَذَّنَ فِي النَّاسِ "اَلَا اِنَّ لُحُومَ الْحُمُرِ الْاِنْسِ لَا تَحِلُّ لِمَنْ يَّشْهَدُ اَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ" .

★★ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے لوگوں کو بھوک لگی ہوئی تھی وہاں انہیں کچھ پالتو گدھے مل گئے تو لوگوں نے ان میں سے کچھ گدھے ذبح کر لیے نبی اکرم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا تو آپ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کر دیں:

''جو شخص اس بات کی گواہی دیتا ہے میں اللہ کا رسول ﷺ ہوں اس کے لیے پالتو گدھے کا گوشت جائز نہیں ہے''۔

4353 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي اِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِي نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ وَعَنْ لُحُومِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ .

★★ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہر نوکیلے دانت والے درندے اور پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

4352-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11866) .

4353-انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في الذبائح و الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 5530)، و في الطب، باب البان الاتن (الحديث 5780) و مسلم في الصيد و الذبائح، باب تحريم اكل كل ذي ناب من السباع و كل ذي مخلب من الطير (الحديث 12و 13 و 14) . وابي داؤد في الاطعمة، باب النهي عن اكل السباع (الحديث 3802) . والترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في كراهية كل ذي ناب و ذي مخلب (الحديث 1477) و النسائي في الصيد والذبائح، باب تحريم اكل السباع (الحديث 4336) وابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3232) . تحفة الاشراف (11874) .

باب اِبَاحَةِ اَكْلِ لُحُوْمِ حُمُرِ الْوَحْشِ ۔

یہ باب ہے کہ جنگلی گدھے (زیبرے) کا گوشت کھانا مباح ہے

4354 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ - هُوَ ابْنُ فَضَالَةَ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَكَلْنَا يَوْمَ خَيْبَرَ لُحُوْمَ الْخَيْلِ وَالْوَحْشِ وَنَهَانَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِمَارِ ۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے موقع پر ہم نے گھوڑوں اور زیبروں کا گوشت کھایا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں گدھے (کا گوشت کھانے) سے منع کر دیا تھا۔

4355 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ - هُوَ ابْنُ مُضَرَ - عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِىِّ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ اَثَايَا الرَّوْحَاءِ وَهُمْ حُرُمٌ اِذَا حِمَارُ وَحْشٍ مَعْقُوْرٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "دَعُوْهُ فَيُوْشِكُ صَاحِبُهُ اَنْ يَّاْتِيَهُ" ۔ فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنْ بَهْزٍ هُوَ الَّذِىْ عَقَرَ الْحِمَارَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَاْنَكُمْ هٰذَا الْحِمَارُ ۔ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ يُقَسِّمُهُ بَيْنَ النَّاسِ ۔

☆☆ حضرت عمیر بن سلمہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے ہوئے روحاء کے مقام سے گزر رہے تھے' لوگوں نے احرام باندھا ہوا تھا' وہاں ایک زیبرا بھی تھا' جس کے پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اسے رہنے دو! تھوڑی دیر تک اس کا مالک اس کے پاس آ جائے گا''۔

پھر بہز قبیلے کا ایک شخص آیا' یہ وہی شخص تھا جس نے اس زیبرے کے پاؤں کاٹے تھے۔ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ زیبرا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا' وہ اسے لوگوں میں تقسیم کر دیں۔

4356 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ زَيْدُ بْنُ اَبِىْ اُنَيْسَةَ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ اَصَابَ حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاَتٰى بِهٖ اَصْحَابَهُ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ وَهُوَ حَلَالٌ فَاَكَلْنَا مِنْهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ لَّوْ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ ۔ فَسَاَلْنَاهُ فَقَالَ "قَدْ اَحْسَنْتُمْ" ۔ فَقَالَ لَنَا "هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَىْءٌ" ۔ قُلْنَا نَعَمْ ۔ قَالَ "فَاهْدُوْا لَنَا" ۔ فَاَتَيْنَاهُ مِنْهُ

4354-اخرجه مسلم في الصيد والذبائح، تحريم اكل لحوم الخيل (الحديث 37) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الخيل (الحديث 3192) مختصراً . تحفة الاشراف (2810) .

4355-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10894) .

4356-اخرجه البخاري في الهبة، باب من استوهب من اصحابه شيئاً (الحديث 2570)، مطولاً . و في الجهاد باب اسم الحمار (الحديث 2854) مطولاً، و في الاطعمة، باب تعرق العضد (الحديث 5406 و 5407) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 63) . تحفة الاشراف (12099) .

فَاَكَلَ مِنْهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے زیبرا کا شکار کیا' وہ اسے لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے' وہ لوگ حالت احرام میں تھے' جبکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ حالت احرام میں نہیں تھے' ہم نے اسے کھالیا' پھر کسی نے دوسروں سے کہا: اگر ہم اس بارے میں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر لیتے (تو یہ مناسب تھا) ہم نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس گوشت کا کچھ حصہ موجود ہے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر وہ تحفے کے طور پر ہمیں دو۔ تو ہم اس کا کچھ گوشت لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کھالیا' حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت احرام کی حالت میں تھے۔

باب اِبَاحَةِ اَكْلِ لُحُوْمِ الدَّجَاجِ .

یہ باب ہے کہ مرغی کا گوشت کھانا مباح ہے

4357 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ زَهْدَمٍ اَنَّ اَبَا مُوْسٰى اُتِىَ بِدَجَاجَةٍ فَتَنَحّٰى رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ مَا شَاْنُكَ قَالَ اِنِّىْ رَاَيْتُهَا تَاْكُلُ شَيْئًا قَذِرْتُهُ فَحَلَفْتُ اَنْ لَا اٰكُلَهُ . فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰى اُدْنُ فَكُلْ فَاِنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُهُ . وَاَمَرَهُ اَنْ يُّكَفِّرَ عَنْ يَمِيْنِهِ .

☆☆ زہدم بیان کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس مرغی کا گوشت لایا گیا' تو حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے ہٹ گئے۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ وہ بولا: میں نے اس کو دیکھا ہے' یہ گندگی کھاتی ہے' تو میں نے یہ قسم اُٹھائی ہے' میں اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔ تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم آگے آجاؤ اور کھانا کھاؤ! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کو کھاتے ہوئے دیکھا ہے

پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسے یہ ہدایت کی، کہ وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے۔

4357-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب و من الدليل على ان الخمس لنوائب المسلمين ما سال هوازن النبي صلى الله عليه وسلم برضاعه فيهم فتحلل من المسلمين (الحديث 3133) مطولًا، و في المغازي، باب قدوم الاشعريين و اهل اليمن (الحديث 4385) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب لحم الدجاج (الحديث 5517) مختصرًا و (5518) مطولًا، و في الايمان و النذور، باب لا تحلفوا بآبائكم (الحديث 6649 و 6680) مطولًا، و في كفارات الايمان، باب الكفارة قبل الحنث و بعده (الحديث 6721) مطولًا، و في التوحيد، باب قول الله تعالى (والله خلقكم و ما تعملون) (الحديث 7555) مطولًا . واخرجه مسلم في الايمان، باب ندب من حلف يمينًا فرای غيرها خير امنها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 9) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الدجاج (الحديث 1826 و 1827) مختصرًا، و في الشمائل، باب ما جاء في ادام رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 146 و 147) . واخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (الحديث 4358) . والحديث عند: البخاري في الايمان و النذور، باب اليمين فيما لا يملك و في المعصية و في الغضب (الحديث 6680) . ومسلم في الايمان، باب ندب من حلف يمينًا فرای غيرها خيرًا منها ان ياتي الذي هو خير و يكفر عن يمينه (الحديث 10) . والنسائي في الايمان و النذور، من حلف على يمين فرای غيرها خيرًا منها (الحديث 3788) . تحفة الاشراف (8990) .

4358 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ قَالَ كُنَّا عِنْدَ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَدِمَ طَعَامُهُ وَقُدِّمَ فِيْ طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ اَحْمَرُ كَاَنَّهُ مَوْلًى فَلَمْ يَدْنُ فَقَالَ لَهُ اَبُوْ مُوْسٰى اُدْنُ فَاِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ مِنْهُ .

★★ زہدم جرمی بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' ان کا کھانا پیش کیا گیا' کھانے میں مرغی کا گوشت بھی تھا۔ حاضرین میں سے ایک صاحب بنوتیم قبیلے سے تعلق رکھتے تھے' وہ ان کے آزاد کردہ غلام محسوس ہو رہے تھے' جو آگے نہیں ہوئے' تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: تم آگے ہو جاؤ' کیونکہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسے کھاتے ہوئے دیکھا ہے۔

4359 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ بِشْرٍ - هُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ كُلِّ ذِيْ مِخْلَبٍ مِّنَ الطَّيْرِ وَعَنْ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے دن' نوکیلے پنجوں والے پرندوں اور نوکیلے دانتوں والے درندوں (کا گوشت کھانے) سے منع کر دیا تھا۔

باب اِبَاحَةِ اَكْلِ الْعَصَافِيْرِ .

یہ باب ہے کہ چڑیوں کو کھانا مباح ہے

4360 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ صُهَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَامِرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ اِنْسَانٍ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا اِلَّا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا" . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ "يَذْبَحُهَا فَيَاْكُلُهَا وَلَا يَقْطَعُ رَاْسَهَا يَرْمِيْ بِهَا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کسی چڑیا' یا اس سے بھی چھوٹے کسی جانور کو ناحق طور پر قتل کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اُس شخص سے حساب لے گا۔

عرض کی گئی: یا رسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ کہ اُسے ذبح کر کے کھائے' اس کا سر کاٹ کر نہ پھینک دے''۔

4358-تقدم في الصيد و الذبائح، باب اباحة اكل لحوم الدجاج (الحديث 4357) .

4359-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب النهي عن اكل السباع (الحديث 3805) . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب اكل كل ذي ناب من السباع (الحديث 3234) . تحفة الاشراف (5639) .

4360-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 4457) . تحفة الاشراف (8829) .

باب مَيْتَةِ الْبَحْرِ .

یہ باب ہے کہ سمندر کے مردار (کا حکم)

4361 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ اَبِىْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَآءِ الْبَحْرِ "هُوَ الطَّهُوْرُ مَاؤُهُ الْحَلَالُ مَيْتَتُهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سمندر کے پانی کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''اس کا پانی پاک کرنے والا ہے اور اس کا مردار حلال ہے''۔

4362 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَعَثَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ نَحْمِلُ زَادَنَا عَلٰى رِقَابِنَا فَفَنِيَ زَادُنَا حَتّٰى كَانَ يَكُوْنُ لِلرَّجُلِ مِنَّا كُلَّ يَوْمٍ تَمْرَةٌ . فَقِيْلَ لَهٗ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ وَاَيْنَ تَقَعُ التَّمْرَةُ مِنَ الرَّجُلِ قَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَقَدْنَاهَا فَاَتَيْنَا الْبَحْرَ فَاِذَا بِحُوْتٍ قَذَفَهُ الْبَحْرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ يَوْمًا .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا' ہماری تعداد تین سو تھی' ہم اپنے کھانے پینے کا سامان اپنی گردنوں پر اُٹھائے ہوئے تھے' ہمارا کھانے پینے کا سامان ختم ہوگیا' یہاں تک کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کو روزانہ ایک کھجور ملتی تھی' ان سے پوچھا گیا: اے ابوعبداللہ! ایک کھجور کے ساتھ آدمی کا گزارہ کیسے ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس وہ نہیں رہی' تو ہمیں یہ احساس ہوگیا اب ہمارے پاس نہیں ہے۔ پھر ہم سمندر تک پہنچے تو وہاں (سمندر کے کنارے) ایک بڑی مچھلی موجود تھی' جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا' تو ہم اٹھارہ دن تک اُسے کھاتے رہے۔

4363 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَمِائَةِ رَاكِبٍ اَمِيْرُنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ نَرْصُدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ فَاَقَمْنَا بِالسَّاحِلِ فَاَصَابَنَا جُوْعٌ شَدِيْدٌ حَتّٰى اَكَلْنَا الْخَبَطَ - قَالَ - فَاَلْقَى الْبَحْرُ دَابَّةً يُقَالُ لَهَا الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ وَّادَّهَنَّا

4361-تقدم (الحديث 59) .

4362-اخرجه البخاري في الشركة، باب الشركة في الطعام و النهد و العروض (الحديث 2483) مطولاً، و في الجهاد باب حمل الزاد على الرقاب (الحديث 2983)، و في المغازي، باب غزوة سيف البحر (الحديث 4360) مطولاً . واخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب ـ 34 . (الحديث 2475) . واخرجه ابن ماجه في الزهد، باب معيشة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4159) . و الحديث عند: مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة ميتات البحر (الحديث 20 و 21) . تحفة الاشراف (3125) .

4363-اخرجه البخاري في المغازي، باب غزوة سيف البحر (الحديث 4361)، و في الذبائح و الصيد، باب قول الله تعالى: (احل لكم صيد البحر) (الحديث 5494) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، و باب اباحة ميتات البحر (الحديث 18 و 19) . تحفة الاشراف (2529 و 2770) .

مِنْ وَّدَكِهٖ فَثَابَتْ اَجْسَامُنَا وَاَخَذَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِّنْ اَضْلَاعِهٖ فَنَظَرَ اِلٰى اَطْوَلِ جَمَلٍ وَّاَطْوَلِ رَجُلٍ فِى الْجَيْشِ فَمَرَّ تَحْتَهٗ ثُمَّ جَاعُوْا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ جَاعُوْا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ جَاعُوْا فَنَحَرَ رَجُلٌ ثَلَاثَ جَزَائِرَ ثُمَّ نَهَاهُ اَبُوْ عُبَيْدَةَ . قَالَ سُفْيَانُ قَالَ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ فَسَاَلْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "هَلْ مَعَكُمْ مِنْهُ شَىْءٌ" . قَالَ فَاَخْرَجْنَا مِنْ عَيْنَيْهِ كَذَا وَكَذَا قُلَّةً مِّنْ وَّدَكٍ وَّنَزَلَ فِىْ حِجَاجِ عَيْنِهٖ اَرْبَعَةُ نَفَرٍ وَّكَانَ مَعَ اَبِىْ عُبَيْدَةَ جِرَابٌ فِيْهِ تَمْرٌ فَكَانَ يُعْطِيْنَا الْقَبْضَةَ ثُمَّ صَارَ اِلَى التَّمْرَةِ فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو سواروں کو ایک مہم پر روانہ کیا' ہمارے امیر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ تھے' ہم قریش کے تجارتی قافلے کی گھات میں تھے' ہم نے ساحل پر قیام اختیار کیا' وہاں ہمیں شدید بھوک لگی' یہاں تک کہ ہم پتے کھانے لگے' وہ کہتے ہیں: پھر سمندر نے ایک جانور کو باہر پھینکا' جسے عنبر کہا جاتا تھا' تو ہم نصف مہینے تک اُسے کھاتے رہے اور اس کی چربی کو تیل کے طور پر لگاتے رہے' یہاں تک کہ ہمارے جسم موٹے تازے ہو گئے۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی پکڑی اور پھر سب سے اونچے اونٹ اور لشکر کے سب سے طویل آدمی کو دیکھا (اور اسے ہدایت کی) تو وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا' پھر لوگوں کو بھوک نے ستایا تو ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے' پھر لوگوں کو جب بھوک نے آ لیا تو ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے' پھر جب بھوکے رہنے لگے تو ایک شخص نے تین اونٹ ذبح کیے' پھر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اُسے اس سے منع کر دیا۔

ابوزبیر نامی راوی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہارے پاس کچھ (مچھلی کا کوئی گوشت) ہے؟''

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے اس کی دونوں آنکھوں میں سے چربی کے اتنے' اتنے مٹکے نکالے تھے اور اس کی آنکھ کی جگہ پر چار آدمی بیٹھ سکتے تھے۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک تھیلی ہوتی تھی جس میں کھجوریں ہوتی تھیں' وہ ہمیں مٹھی بھر عطاء کر دیا کرتے تھے' یہاں تک کہ ایک کھجور ہمیں ملنے لگی' جب ہمارے پاس وہ نہ رہی' تو ہمیں ان کی عدم دستیابی کا احساس ہو گیا۔

4364 – اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِىْ عُبَيْدَةَ فِىْ سَرِيَّةٍ فَنَفِدَ زَادُنَا فَمَرَرْنَا بِحُوْتٍ قَدْ قَذَفَ بِهِ الْبَحْرُ فَاَرَدْنَا اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهُ فَنَهَانَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ ثُمَّ قَالَ نَحْنُ رُسُلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كُلُوْا . فَاَكَلْنَا مِنْهُ اَيَّامًا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ "اِنْ كَانَ بَقِىَ مَعَكُمْ شَىْءٌ فَابْعَثُوْا بِهٖ اِلَيْنَا" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا' ہمارا کھانے پینے کا سامان ختم ہو گیا' ہمارا گزر ایک مچھلی کے پاس سے ہوا' جسے سمندر نے باہر پھینک دیا تھا' ہم اس میں سے کھانے لگے تو

4364-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2992) .

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے منع کر دیا۔ پھر انہوں نے فرمایا: ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نمائندے ہیں اور اللہ کی راہ میں ہیں' تم لوگ اسے کھالو۔ تو ہم نے کئی دن تک اُسے کھایا' جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر تمہارے پاس اس (کے گوشت میں سے) کچھ موجود ہو تو ہمیں بھی بھجوا دینا''۔

4365 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُقَدَّمٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِي عُبَيْدَةَ وَنَحْنُ ثَلَاثُمِائَةٍ وَّبِضْعَةَ عَشَرَ وَزَوَّدَنَا جِرَابًا مِّنْ تَمْرٍ فَاَعْطَانَا قَبْضَةً قَبْضَةً فَلَمَّا اَنْ جُزْنَاهُ اَعْطَانَا تَمْرَةً تَمْرَةً حَتّٰى اِنْ كُنَّا لَنَمَصُّهَا كَمَا يَمَصُّ الصَّبِيُّ وَنَشْرَبُ عَلَيْهَا الْمَاءَ فَلَمَّا فَقَدْنَاهَا وَجَدْنَا فَقْدَهَا حَتّٰى اِنْ كُنَّا لَنَخْبِطُ الْخَبَطَ بِقِسِيِّنَا وَنَسَفُّهُ ثُمَّ نَشْرَبُ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ حَتّٰى سُمِّيْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ ثُمَّ اَجَزْنَا السَّاحِلَ فَاِذَا دَابَّةٌ مِثْلُ الْكَثِيْبِ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ مَيْتَةٌ لَا تَاْكُلُوْهُ . ثُمَّ قَالَ جَيْشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَنَحْنُ مُضْطَرُّوْنَ كُلُوْا بِاسْمِ اللّٰهِ . فَاَكَلْنَا مِنْهُ وَجَعَلْنَا مِنْهُ وَشِيْقَةً وَّلَقَدْ جَلَسَ فِيْ مَوْضِعِ عَيْنِهٖ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا - قَالَ . فَاَخَذَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ ضِلَعًا مِّنْ اَضْلَاعِهٖ فَرَحَلَ بِهٖ اَجْسَمَ بَعِيْرٍ مِّنْ اَبَاعِرِ الْقَوْمِ فَاَجَازَ تَحْتَهُ فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا حَبَسَكُمْ" . قُلْنَا كُنَّا نَتَّبِعُ عِيْرَاتِ قُرَيْشٍ وَّذَكَرْنَا لَهٗ مِنْ اَمْرِ الدَّابَّةِ فَقَالَ "ذَاكَ رِزْقٌ رَزَقَكُمُوْهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَمَعَكُمْ مِنْهُ شَيْءٌ" . قَالَ قُلْنَا نَعَمْ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہمیں ایک مہم پر روانہ کیا' ہم تین سو سے کچھ زیادہ تعداد میں تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زادِ راہ کے طور پر ہمیں کھجوروں کا ایک تھیلا عطاء کیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ہمیں ایک' ایک مٹھی دیا کرتے تھے' جب ہم نے اُسے ختم کر دیا تو وہ ہمیں ایک' ایک کھجور دینے لگے' جسے ہم یوں چوسا کرتے تھے جس طرح بچہ چوستا ہے' اس کے بعد ہم پانی پی لیا کرتے تھے' جب وہ ہمارے پاس ختم ہو گئی' تو ہمیں ان کے ختم ہونے کا احساس ہو گیا' یہاں تک کہ ہم اپنی کمانوں کے ذریعے پتے گرا کر انہیں ہی کھا لیا کرتے تھے اور بعد میں پانی پی لیا کرتے تھے' اسی لیے ہمارا نام ''پتوں والا لشکر'' رکھا گیا۔ پھر ہم ساحل پر پہنچے تو وہاں ہمیں ایک مچھلی ملی' جو ٹیلے جتنی بڑی تھی' اس کا نام عنبر تھا۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بولے: یہ مردار ہے' تم اسے نہ کھانا۔ پھر انہوں نے فرمایا: اس لشکر کو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور یہ اللہ کی راہ میں ہے اور ہم لوگ اس وقت اضطراری حالت میں ہیں' تو تم لوگ اللہ کا نام لے کر اسے کھاؤ۔

(راوی کہتے ہیں:) ہم نے اس کو کھانا شروع کیا اور اس کا گوشت بھی پکا کر کھایا (وہ مچھلی اتنی بڑی تھی) کہ اس کی آنکھ کی خلاء میں تیرہ آدمی بیٹھ سکتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک پسلی کو کھڑا کیا اور اس کے نیچے سے سب سے بلند اونٹ کو گزارا تو وہ اس کے نیچے سے گزر گیا۔

پھر جب ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم اتنی دیر کہاں رُکے رہے تھے؟ ہم نے

4365-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2987) .

عرض کی: ہم قریش کے قافلے کی گھات میں تھے پھر ہم نے آپ ﷺ کے سامنے اُس مچھلی کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''یہ وہ رزق تھا' جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء کیا' کیا تمہارے پاس اس میں سے کچھ ہے''۔

راوی کہتے ہیں' ہم نے عرض کی: جی ہاں!

باب الضِّفْدَعِ .

باب: مینڈک کے بارے میں روایات

4366 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي فُدَيْكٍ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ طَبِيْبًا ذَكَرَ ضِفْدَعًا فِيْ دَوَاءٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِهٖ .

★★ حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک طبیب نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے دوائی میں مینڈک استعمال کرنے کا ذکر کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے مینڈک کو مارنے سے منع کر دیا۔

باب الْجَرَادِ .

یہ باب ٹڈی دل کے بارے میں روایات کے بیان میں ہے

4367 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى قَالَ غَزَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ فَكُنَّا نَاْكُلُ الْجَرَادَ .

★★ حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سات ایسے غزوات میں شریک ہوا جس میں ہم ٹڈی دل کھایا کرتے تھے۔

4368 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - عَنْ اَبِيْ يَعْفُوْرٍ قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ اَوْفٰى عَنْ قَتْلِ الْجَرَادِ فَقَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ نَاْكُلُ الْجَرَادَ .

★★ ابویعفور بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفیٰ رضی اللہ عنہ سے ٹڈی دل کو مارنے کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ چھ ایسے غزوات میں شرکت کی ہے' جس میں ہم ٹڈی کھایا کرتے تھے۔

4366-اخرجه ابو داؤد في الطب، باب في الادوية المكروهة (الحديث 3871)، وفي الأدب، باب في قتل الضفدع (الحديث 5269) . تحفة الاشراف (9706) .

4367-اخرجه البخاري في الذبائح والصيد، باب اكل الجراد (الحديث 5495) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب اباحة الجراد (الحديث 52) . واخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الجراد (الحديث 3812) . واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الجراد (الحديث 1821 و 1822) . واخرجه النسائي في الصيد والذبائح، الجراد (الحديث 4368) . تحفة الاشراف (5182) .

4368-تقدم (الحديث 4367) .

باب قَتْلِ النَّمْلِ .

یہ باب چیونٹی کو مار دینے کے بیان میں ہے

4369 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَنَّ نَمْلَةً قَرَصَتْ نَبِيًّا مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِ اَنْ قَدْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَهْلَكْتَ اُمَّةً مِّنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"ایک مرتبہ ایک چیونٹی نے ایک نبی کو کاٹ لیا' تو اس نبی کے حکم کے تحت چیونٹیوں کی وہ بستی جلا دی گئی' تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف یہ وحی کی:

"تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹا تھا اور تم نے تسبیح پڑھنے والی ایک پوری اُمت کو ہلاک کر دیا"۔

4370 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ نَزَلَ نَبِيٌّ مِّنَ الْاَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ فَاَمَرَ بِبَيْتِهِنَّ فَحُرِّقَ عَلٰى مَا فِيْهَا فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ فَهَلَّا نَمْلَةً وَّاحِدَةً .

☆☆ حسن نامی راوی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک نبی ایک درخت کے نیچے ٹھہرے' تو وہاں انہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا' تو اس نبی کے حکم کے تحت ان چیونٹیوں کے گھر جلا دیئے گئے' تو اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی طرف وحی کی: تم نے صرف ایک ہی چیونٹی کو کیوں نہیں مارا تھا (باقی سب کو کیوں مارا؟)۔

شرح

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ایک مرتبہ ہم لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر میں تھے جب ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک حمرہ کو دیکھا جس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے ان دونوں بچوں کو پکڑ لیا، اس کے بعد حمرہ آئی اور اپنے بچوں کی گرفتاری پر احتجاج شروع کیا جبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حمرہ کو اس طرح بیتاب دیکھا تو فرمایا کہ کس نے اس کے بچوں کو پکڑ کر اس کو مضطرب کر رکھا ہے؟ اس کے بچے اس کو واپس کر دو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیونٹیوں کے رہنے کی جگہ کو دیکھا جس کو ہم نے جلا دیا تھا اور فرمایا کہ ان چیونٹیوں کو کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم نے جلایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پروردگار کے علاوہ کہ جو آگ کا بھی مالک ہے اور کسی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ کے عذاب میں مبتلا

4369-اخرجه البخاري في الجهاد، باب . 153 . (الحديث 3019) . واخرجه مسلم في السلام، باب النهي عن قتل النمل (الحديث 148) . واخرجه ابو داؤد في الادب، باب في قتل الذر (الحديث 5266) . واخرجه ابن ماجه في الصيد، باب ما ينهى عن قتله (الحديث 3225) . تحفة الاشراف (15307 و 13319) .

4370-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 4372) . تحفة الاشراف (12257) .

کرے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ شریف: جلد سوم: حدیث نمبر 700)

حمرہ "ح پر پیش اور میم پر تشدید وزبر ایک پرندے کا نام ہے جو سرخ رنگ کا اور چڑیا کی مانند چھوٹا ہوتا ہے، حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ آگ کے ذریعہ کسی کو عذاب دینا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے شایاں ہے اور چونکہ یہ سب سے بڑا عذاب ہے اس لئے کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو آگ میں جلائے۔ چیونٹیوں کے بارے میں مسئلہ یہ ہے اگر چیونٹیاں تکلیف پہنچانے میں ابتداء کریں یعنی از خود کسی کو کاٹنے لگیں تو ان کو مار ڈالنا چاہئے ورنہ ان کو مارنا مناسب نہیں ہے، اسی طرح چیونٹیوں کے بلوں کو آگ سے جلانا بھی ممنوع ہے، نیز چیونٹیوں کو پانی میں ڈالنا مکروہ ہے اگر ایک چیونٹی کاٹے تو صرف اسی کو مارا جائے اس کے ساتھ اور چیونٹیوں کو مار ڈالنے کی ممانعت ہے۔

4371 - وَقَالَ الْاَشْعَثُ عَنِ ابْنِ سِيرِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ وَزَادَ فَاِنَّهُنَّ يُسَبِّحْنَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اسی کی مانند نقل کرتے ہیں۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں:

"وہ تسبیح بیان کیا کرتی تھیں"۔

4372 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ نَحْوَهُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حسن کے حوالے سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ تاہم یہ مرفوع حدیث کے طور پر منقول نہیں ہے۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "انبیاء میں سے ایک نبی لوگوں کے ہمراہ استسقاء کے لئے نکلے پس اس نبی نے اچانک ایک چیونٹی کو دیکھا جو اپنے کچھ پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے (کھڑی) تھی (یہ دیکھ کر) نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "واپس چلو! اس چیونٹی کی وجہ سے تمہاری دعا قبول کرلی گئی۔ (دار قطنی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1485)

منقول ہے کہ یہ نبی حضرت سلیمان علیہ السلام تھے۔ واقعہ سے مقصود درحقیقت اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی قدرت کا اظہار ہے اور یہ بتانا ہے کہ نہ صرف یہ کہ پروردگار کی رحمت تمام مخلوقات پر یکساں ہیں بلکہ اس کا علم تمام موجودات کے احوال و کوائف کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مسبب الاسباب اور قاضی الحاجات ہے۔ اس واقعہ کے سلسلہ میں یہ بھی منقول ہے کہ وہ چیونٹی یہ دعا کرتی تھی اللھم انا خلق من خلقک لاغنی بنا عن رزقک فلا تھلکنا بذنوب بنی ادم یعنی اے پروردگار! تیری مخلوقات میں سے ہم ایک مخلوق ہیں تیرے رزق سے ہم مستغنی نہیں ہیں سو تو ہمیں انسانوں کو گناہوں کی وجہ سے ہلاک نہ کر۔"

4371-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14404) .

4372-تقدم (الحديث 4370) .

کِتَابُ الضَّحَایَا

یہ کتاب قربانی کے بیان میں ہے

اضحیہ کی لغوی وشرعی تعریف

اضحیہ اس جانور کو کہتے ہیں جسے عیدالاضحیٰ کے دن ذبح کیا جاتا ہے۔ اضحیہ کے شرعی معنی ہیں: مخصوص جانور کا مخصوص وقت میں عبادت کی نیت سے ذبح کرنا۔ (تعریفات، ص ۸)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک قربانی واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک قربانی سنت مؤکدہ ہے۔ (بدائع الصنائع، کتاب اضحیہ)

وجوب اضحیہ کے شرعی ماخذ کا بیان

حضرت مخنف بن سلیم سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حجۃ الوداع کے موقعہ پر) عرفات میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! ہر گھر والے پر ہر سال قربانی کرنا واجب ہے اور عتیرہ ہے۔ اور کیا تم کو معلوم ہے کہ عتیرہ کس کو کہتے ہیں؟ یہ وہی ہے جس کو لوگ رجبیہ کہتے ہیں۔ (سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 1022)

قربانی کے وجوب وعدم وجوب میں مذاہب اربعہ

صحیح حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا نہ اس کی نظریں تمہارے مال پر ہیں بلکہ اس کی نگاہیں تمہارے دلوں پر اور تمہارے اعمال پر ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ خیرات وصدقہ سائل کے ہاتھ میں پڑے اس سے پہلے اللہ کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کے خون کا قطرہ زمین پر ٹپکے اس سے پہلے اللہ کے ہاں پہنچ جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ خون کا قطرہ الگ ہوتے ہی قربانی مقبول ہو جاتی ہے۔

عامر شعبی سے قربانی کی کھالوں کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا اللہ کو گوشت وخون نہیں پہنچتا اگر چاہو بیچ دو، اگر چاہو خود رکھ لو، اگر چاہو راہ للہ دے دو۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے قبضے میں دیا ہے۔ کہ تم اللہ کے دین اور اس کی شریعت کی راہ پا کر اس کی مرضی کے کام کرو اور نامرضی کے کاموں سے رک جاؤ۔ اور اس کی عظمت وکبریائی بیان کرو۔ جو لوگ نیک کار ہیں، حدود اللہ کے پابند ہیں، شریعت کے عامل ہیں، رسولوں کی صداقت تسلیم کرتے ہیں وہ مستحق مبارکباد اور لائق خوشخبری ہیں۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، ثوری کا قول ہے کہ جس کے پاس نصاب زکوٰۃ جتنا مال ہو اس پر قربانی واجب ہے۔ امام ابوحنیفہ کے

نزدیک یہ شرط بھی ہے کہ وہ اپنے گھر میں مقیم ہو۔ چنانچہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جسے وسعت ہو اور قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب بھی نہ آئے۔ اس روایت میں غرابت ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اسے منکر بتاتے ہیں۔ ابن عمر فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر دس سال قربانی کرتے رہے۔ (ترمذی)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ قربانی واجب و فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ مال میں زکوۃ کے سوا اور کوئی فرضیت نہیں۔ یہ بھی روایت پہلے بیان ہو چکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تمام امت کی طرف سے قربانی کی پس وجوب ساقط ہو گیا۔

حضرت ابو سریحہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں رہتا تھا۔ یہ دونوں بزرگ قربانی نہیں کرتے تھے اس ڈر سے کہ لوگ ان کی اقتدا کریں گے۔ بعض لوگ کہتے ہیں قربانی سنت کفایہ ہے، جب کہ محلے میں سے یا گلی میں سے یا گھر میں سے کسی ایک نے کر لی باقی سب نے ایسا نہ کیا۔ اس لئے کہ مقصود صرف شعار کا ظاہر کرنا ہے۔ ترمذی وغیرہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں فرمایا ہر گھر والوں پر ہر سال قربانی ہے اور عتیرہ ہے جانتے ہو عتیرہ کیا ہے؟ وہی جسے تم رجبیہ کہتے ہو۔ اس کی سند میں کلام کیا گیا ہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں اپنے پورے گھر کی طرف سے ایک بکری راہ للہ ذبح کر دیا کرتے تھے اور خود بھی کھاتے، اوروں کو بھی کھلاتے۔ پھر لوگوں نے اس میں وہ کر لیا جو تم دیکھ رہے ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

وجوب قربانی کی شرائط کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی واجب ہونے کے شرائط یہ ہیں۔ اسلام یعنی غیر مسلم پر قربانی واجب نہیں، اقامت یعنی مقیم ہونا، مسافر پر واجب نہیں،

تونگری یعنی مالک نصاب ہونا یہاں مالداری سے مراد وہی ہے جس سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوۃ واجب ہوتی ہے،

حریت یعنی آزاد ہونا جو آزاد نہ ہو اوس پر قربانی واجب نہیں کہ غلام کے پاس مال ہی نہیں لہٰذا عبادت مالیہ اوس پر واجب نہیں۔ مرد ہونا اس کے لیے شرط نہیں۔ عورتوں پر واجب ہوتی ہے جس طرح مردوں پر واجب ہوتی ہے اس کے لیے بلوغ شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے اور نابالغ پر واجب ہے تو آیا خود اوس کے مال سے قربانی کی جائے گی یا اوس کا باپ اپنے مال سے قربانی کریگا۔ ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ نہ خود نابالغ پر واجب ہے اور نہ اوس کی طرف سے اوس کے باپ پر واجب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

اور مسافر پر اگرچہ واجب نہیں مگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا۔ حج کرنے والے جو مسافر ہوں اون پر قربانی واجب نہیں اور مقیم ہوں تو واجب ہے جیسے کہ مکہ کے رہنے والے حج کریں تو چونکہ یہ مسافر نہیں ان پر واجب ہوگی۔

(درمختار، ردالمحتار، کتاب اضحیہ، بیروت)

وجوب قربانی میں فقہی تصریحات کا بیان

خلاصہ یہ کہ اس پر قربانی کو واجب کرنے والی روایات کثیرہ متفق ہیں اور یہی متون اور شروح کے اطلاق کے موافق ہے جیسا کہ ہدایہ وغیرہ کا قول ہے کہ آزاد مسلمان جب اپنی رہائش لباس، ضروری سامان سے زائد مقدار نصاب کا مالک گھوڑے، ہتھیار اور غلام وغیرہ سے زائد مقدار نصاب کا مالک ہو تو قربانی واجب ہے، اور وہی مذہب کے ایک شیخ سے بھی منقول ہے۔

اور اختلاف متاخرین میں پیدا ہوا ہے، پھر یہ باعث احتیاط ہے تو اسی پر اعتماد ہونا چاہئے، اگر تو اعتراض کرے کہ فقہاء کرام نے قربانی کے معیار وجوب کو صدقہ فطر کے معیار وجوب کی طرف پھیرا ہے اور تنویر میں قربانی کو صدقہ واجبہ کی حرمت کے معیار پر لاگو کیا ہے جہاں انھوں نے کہا کہ صدقہ فطر ہر ایسے مسلمان پر واجب ہے جو اپنی اصل حاجت سے زائد نصاب والا ہو اگر چہ وہ نصاب نامی نہ ہو اور اسی نصاب سے صدقہ واجبہ لینا حرام ہو جاتا ہے۔

اور درمختار میں مصارف زکوٰۃ کے باب میں کہا کہ زکوٰۃ غنی پر صرف نہ کی جائے غنی وہ ہے کہ اپنی اصلی حاجت سے فارغ قدر نصاب کا مالک ہو خواہ کوئی بھی مال ہو۔ اور ردالمحتار میں کہا کہ فتاوی میں مذکور ہے ایسے شخص کے متعلق جو دکانوں اور مکانوں کا مالک ہو جن کو کرایہ پر دیا ہو لیکن ان کا کرایہ اس کو اور اس کے عیال کو کفایت نہیں کرتا تو وہ فقیر ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کو زکوٰۃ حلال ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال نہیں ہے۔ اور یونہی اگر انگور ہوں اور ان کی آمدن اسے کافی نہ ہوا۔

قربانی کے واجب میں دلائل کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اضحیٰ کے دن عید منانے کا حکم ہوا ہے (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) جس کو اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے عید قرار دیا ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میرے پاس محض عاریۃً ملی ہوئی اونٹنی یا بکری ہو تو کیا مجھ پر اس کی قربانی بھی واجب ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں! بلکہ تو صرف اپنے بال اور ناخن کترلے اور مونچھیں کم کرادے اور زیر ناف کے بال مونڈ لے۔ بس اللہ کے نزدیک یہی تیری قربانی ہے۔

(سنن ابوداؤد: جلد دوم: رقم الحدیث، 1023)

حنفی مذہب میں قربانی ہر اس مسلمان پر واجب ہے جو مقیم اور غنی ہو یعنی نصاب کا مالک ہو اگر چہ نصاب نامی نہ ہو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک قربانی سنت موکدہ ہے حضرت امام احمد رحمہ اللہ علیہ کا بھی مشہور اور مختار قول یہی ہے۔

قربانی کے سنت ہونے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ.

اللہ تعالیٰ نے فرمایا نماز پڑھیے اپنے رب کے لئے اور قربانی کیجئے (سورۃ الکوثر)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ. دَلَالَتُهَا عَلٰى وُجُوْبِ صَلٰوةِ الْعِيْدِ وَانْحَرْ الْبُدْنَ بَعْدَهَا ظَاهِرَةٌ . فَصَلِّ لِرَبِّكَ سے جس طرح نماز عید کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے اسی طرح وَانْحَرْ سے قربانی کا واجب ہونا ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ .

ہم نے ہر امت کے لیے قربانی مقرر کردی تا کہ اللہ نے جو چوپائے انہیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام لیا کریں۔ (سورۃ الحج)

عَنْ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا الْاَضَاحِيُّ؟ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ . قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ .

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے؟ (یعنی قربانی کی حیثیت کیا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت (اور طریقہ) ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں اس قربانی کے کرنے میں کیا ملے گا؟ فرمایا: ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے (پھر سوال کیا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اون (کے بدلے میں کیا ملے گا؟) فرمایا اون کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ملے گی۔ (سنن ابن ماجہ ص 266)

قربانی کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ یہ واجب ہے یا سنت؟ لیکن احادیث سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک مدینہ منورہ رہے قربانی کرتے رہے اور دوسرے مسلمان بھی قربانی کرتے رہے کسی حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لئے وجوباً حکم دیا ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا قربانی واجب ہے؟ آپ نے جواب دیا: ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم وَالْمُسْلِمُوْنَ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی دی اور مسلمان بھی قربانی دیا کرتے تھے۔

سائل نے جواب ناکافی سمجھ کر (وجوب وغیرہ کا لفظ نہ دیکھ کر) دوبارہ وہی سوال کیا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تم سمجھتے نہیں؟ میں تم سے کہہ رہا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی قربانی دی اور عام مسلمان بھی قربانی دیا کرتے تھے۔ مقصد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ تھا کہ کوئی حدیث ایسی نہیں، جس میں حکم دیا ہو۔ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قربانی دی۔

چنانچہ دوسری روایت میں فرماتے ہیں: اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم بِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ يُضَحِّيْ (ترمذی) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال رہے اور ہمیشہ قربانی دیتے رہے۔ امام ترمذی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول اول نقل کر کے فرماتے ہیں۔

وَالْعَمَلُ عَلٰی هٰذَا عِنْدَ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّ الْاُضْحِيَّةَ لَيْسَتْ بِوَاجِبَةٍ وَلٰكِنَّهَا سُنَّةٌ مِنْ سُنَنِ النَّبِيِّ صلی الله عليه وسلم

کہ اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ قربانی واجب تو نہیں لیکن یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ابن ماجہ کی ایک حدیث سے

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ قربانی واجب ہے کیونکہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔
يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ عَلٰى كُلِّ اَهْلِ بَيْتٍ فِي كُلِّ عَامٍ اُضْحِيَةً ،
(لوگو ہر گھر پر ہر سال میں ایک قربانی ہے۔ لیکن اس حدیث کے راویوں میں امر ابورملہ مجہول راوی ہے اور اگر یہ حدیث صحیح بھی ہو تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ ہر گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہوگی، نہ یہ کہ ہر شخص کی طرف سے ایک قربانی۔ اس کی تائید ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ عطا بن یسار نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ کے زمانہ میں قربانی کس طرح دی جاتی تھی؟ انہوں نے کہا کہ ایک شخص اپنی طرف سے اور اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری کی قربانی دیتا، وہ خود بھی کھاتے اور دوسروں کو بھی کھلاتے تا آنکہ لوگوں نے اس میں فخر ور یا شروع کر دی یعنی کثرت سے قربانی دینے لگ گئے۔ یہی قول امام احمدؒ، اسحاقؒ اور امام شافعیؒ کا ہے۔

امام شافعیؒ نے اس حدیث اِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ فَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يُّضَحِّيَ سے بھی استدلال کیا ہے کہ قربانی واجب نہیں کیونکہ اس میں قربانی کو ارادے پر معلق کیا ہے اور وجوب ارادہ کے منافی ہوتا ہے۔

ابن ماجہ کی دوسری حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ مَنْ كَانَ لَهُ سَعَةٌ وَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَقْرَبَنَّ مُصَلَّانَا کہ جس کو گنجائش ہو اور پھر قربانی نہ دے وہ ہمارے عیدگاہ میں نہ آئے۔

باب

بلاعنوان

4373 – اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ سَلْمٍ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ ابْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ رَاٰى هِلَالَ ذِي الْحِجَّةِ فَاَرَادَ اَنْ يُّضَحِّيَ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِهٖ حَتّٰى يُضَحِّيَ" .

☆☆ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
"جو شخص ذوالحج کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو وہ اپنے بال چھوٹے نہ کروائے اور اپنے ناخن نہ تراشے جب تک وہ قربانی نہیں کر لیتا"۔

4374 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ

4373-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب نهي من دخل عليه عشر ذي الحجة و هو مريد التضحية ان ياخذ من شعره او اظفاره شيئا (الحديث 39 و 40 و 41 و 42) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب الرجل ياخذ من شعره في العشر و هو يريد ان يضحي (الحديث 2791) بنحوه . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ترك اخذ الشعر لمن اراد ان يضحي (الحديث 1523) . واخرجه النسائي في الضحايا، (الحديث 4374) و (الحديث 4375) عن ابن المسيب من قوله، و (الحديث 4376) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب من اراد ان يضحي فلا ياخذ في العشر من شعره واظفاره (الحديث 3149 و 3150) بنحوه . تحفة الاشراف (18152) .

یَزِیْدَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ هِلَالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُسْلِمٍ اَنَّهٗ قَالَ اَخْبَرَنِی ابْنُ الْمُسَیَّبِ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یُقَلِّمْ مِنْ اَظْفَارِهٖ وَلَا یَحْلِقْ شَیْئًا مِّنْ شَعْرِهٖ فِیْ عَشْرِ الْاُوَلِ مِنْ ذِی الْحِجَّةِ".

★★ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ اُم سلمہ ﷝ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ذوالحج کے پہلے عشرے میں اپنے ناخن نہ تراشے اور اپنے بال نہ منڈوائے''۔

4375 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِیْكٌ عَنْ عُثْمَانَ الْاَحْلَافِیِّ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَدَخَلَتْ اَیَّامُ الْعَشْرِ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا اَظْفَارِهٖ . فَذَكَرْتُهٗ لِعِكْرِمَةَ فَقَالَ اَلَا یَعْتَزِلُ النِّسَاءَ وَالطِّیْبَ .

★★ سعید بن مسیب ﷫ بیان کرتے ہیں: جو شخص قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اور ذوالحج کے پہلے عشرے کے ایام شروع ہو جائیں تو وہ اپنے بال چھوٹے نہ کرے اپنے ناخن چھوٹے نہ کرے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ عکرمہ سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: یاد رکھنا! ایسا شخص عورتوں سے بھی الگ رہے گا اور خوشبو سے بھی الگ رہے گا (یعنی ایسے شخص کو اپنی بیوی کے ساتھ صحبت بھی نہیں کرنی چاہیے اور خوشبو بھی نہیں لگانی چاہیے)۔

4376 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا دَخَلَتِ الْعَشْرُ فَاَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَمَسَّ مِنْ شَعْرِهٖ وَلَا مِنْ بَشَرِهٖ شَیْئًا" .

★★ سیدہ اُم سلمہ ﷝' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

''جب (ذوالحج کا پہلا) عشرہ شروع ہو جائے اور کسی شخص کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو' تو وہ اپنے بال نہ چھوٹے کروائے اور اپنی جلد کو نہ چھوئے (یعنی ناخن وغیرہ نہ تراشے)''۔

شرح

بقرعید کا چاند دیکھنے لینے کے بعد قربانی کر لینے تک بال وغیرہ کٹوانے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے تاکہ احرام والوں کی مشابہت حاصل ہو جائے۔ لیکن یہ ممانعت تنزیہی ہے لہٰذا بال وغیرہ کا نہ کٹوانا مستحب ہے اور اس کے خلاف عمل کرنا ترک اولیٰ ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے نزدیک اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ مَنْ لَمْ يَجِدِ الْأُضْحِيَةَ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کی قربانی کی استطاعت نہ ہو

4377 - اَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَذَكَرَ اٰخَرِيْنَ عَنْ عَيَّاشِ بْنِ عَبَّاسٍ الْقِتْبَانِيِّ عَنْ عِيْسَى بْنِ هِلَالٍ الصَّدَفِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ "اُمِرْتُ بِيَوْمِ الْاَضْحٰى عِيْدًا جَعَلَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ" . فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ اَجِدْ اِلَّا مَنِيْحَةً اُنْثٰى اَفَاُضَحِّيْ بِهَا قَالَ "لَا وَلٰكِنْ تَاْخُذُ مِنْ شَعْرِكَ وَتُقَلِّمُ اَظْفَارَكَ وَتَقُصُّ شَارِبَكَ وَتَحْلِقُ عَانَتَكَ فَذٰلِكَ تَمَامُ اُضْحِيَتِكَ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:

''مجھے عیدالاضحیٰ کے دن عید کے طور پر منانے کا حکم دیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کے لیے مقرر کیا ہے''۔

اس شخص نے عرض کی: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا خیال ہے اگر مجھے قربانی کرنے کے لیے صرف ایک دودھ دینے والی بکری ملتی ہے تو کیا میں اُسے بھی قربان کر دوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں! بلکہ تم اپنے بال کٹواؤ' اپنے ناخن تراشو' اپنی مونچھیں چھوٹی کرو اور زیر ناف بال صاف کرو' تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہی تمہاری طرف سے مکمل قربانی ہوگی''۔

بَابُ ذَبْحِ الْاِمَامِ اُضْحِيَتَهُ بِالْمُصَلّٰى .

حاکم کا اپنی قربانی کو عیدگاہ میں ذبح کرنا

4378 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَذْبَحُ اَوْ يَنْحَرُ بِالْمُصَلّٰى .

★★ نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ بتایا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ میں ہی ذبح (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) نحر کیا کرتے تھے۔

4379 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ النُّفَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ يَوْمَ الْاَضْحٰى بِالْمَدِيْنَةِ - قَالَ - وَقَدْ كَانَ اِذَا لَمْ يَنْحَرْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى .

4377-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما جاء في ايجاب الاضاحي (الحديث 2789) . تحفة الاشراف (8909) .

4378-تقدم (الحديث 1588) .

4379-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7719) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں عیدالاضحیٰ کے دن نحر کیا۔
راوی کہتے ہیں: جب آپ نحر نہیں کرتے تھے تو آپ عیدگاہ میں ہی ذبح کر لیتے تھے۔

باب ذَبْحِ النَّاسِ بِالْمُصَلّٰى

یہ باب ہے کہ لوگوں کا عیدگاہ میں ذبح کرنا

4380 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ شَهِدْتُ اَضْحٰى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ رَاٰى غَنَمًا قَدْ ذُبِحَتْ فَقَالَ "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ شَاةً مَّكَانَهَا وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ".

★★ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں شریک ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بکری کو دیکھا جسے ذبح کر دیا گیا تھا۔
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"نماز سے پہلے جس نے ذبح کیا ہے وہ اس کی جگہ دوسری بکری ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کا نام لے کر ذبح کرے"۔

باب مَا نُهِيَ عَنْهُ مِنَ الْاَضَاحِيِ الْعَوْرَاءِ.

یہ باب کانے جانور کی قربانی کی ممانعت میں ہے

4381 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَوْلٰى بَنِيْ اَسَدٍ عَنْ اَبِي الضَّحَّاكِ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ مَوْلٰى بَنِيْ شَيْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ حَدِّثْنِيْ عَمَّا نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَضَاحِيِ. قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَدِيْ اَقْصَرُ مِنْ يَدِهٖ فَقَالَ "اَرْبَعٌ لَا يَجُزْنَ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرَةُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ". قُلْتُ اِنِّيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّكُوْنَ فِي الْقَرْنِ نَقْصٌ وَّاَنْ يَّكُوْنَ فِي السِّنِّ نَقْصٌ. قَالَ مَا كَرِهْتَهٗ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ

4380-اخرجه البخاري في العيدين، باب كلام الامام و الناس في خطبة العيد (الحديث 985)، و في الذبائح و الصيد، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (فليذبح على اسم الله) (الحديث 5500) بنحوه، و في الاضاحي، باب من ذبح قبل الصلاة اعاد (الحديث 5562) مختصراً، و في الايمان و النذور، باب اذا حنث ناسيًا في الايمان (الحديث 6674)، و في التوحيد، باب السوال باسماء الله تعالى و الاستعاذة بها (الحديث 7400) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب و قتها (الحديث 1 و 2 و 3) . واخرجه النسائي في الضحايا، ذبح الضحية قبل الامام (الحديث 4410) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب النهي عن ذبح الاضحية قبل الصلاة (الحديث 3152) . تحفة الاشراف (3251) .

4381-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يكره من الضحايا (الحديث 2802) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما لا يجوز من الاضاحي (الحديث 1497) مختصرًا واخرجه النسائي في الضحايا، العرجاء (الحديث 4382)، و العجفاء (الحديث 4383) مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يكره ان يضحي به (الحديث 3144) . مختصراً: تحفة الاشراف (1790) .

عَلٰى أٰخِيْهِ -

☆☆ ابوضحاک عبید بن فیروز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: مجھے اس چیز کے بارے میں بتائیں' جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے حوالے سے منع کیا ہے؟ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کرکے فرمایا:) ویسے میرا ہاتھ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چار جانوروں کی قربانی جائز نہیں ہے' ایسا کانا' جس کا کانا ہونا واضح ہو' ایسا بیمار' جس کی بیماری واضح ہو' ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو' ایسا کمزور جانور' جو انتہائی کمزور ہو''۔

راوی کہتے ہیں: میں نے کہا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ اس کے سینگ میں کوئی نقص ہو' یا اس کے دانتوں میں کوئی نقص ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: جو چیز تمہیں اچھی نہ لگتی ہو' تم اُسے چھوڑ دو' لیکن تم دوسروں کے لیے حرام قرار نہ دو (یہ الفاظ شاید حضرت براء رضی اللہ عنہ کے ہیں)۔

شرح

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم (قربانی کے جانور کے) آنکھ اور کان کو خوب اچھی طرح دیکھ لیں (کہ کوئی ایسا عیب اور نقصان نہ ہو جس کی وجہ سے قربانی درست نہ ہو اور یہ حکم بھی دیا ہے کہ) ہم اس جانور کی قربانی نہ کریں جس کا کان اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے کٹا ہوا ہو اور نہ اس جانور کی جس کی لمبائی پر چرے ہوئے اور گولائی میں پھٹے ہوئے ہوں۔ یہ روایات جامع ترمذی ابوداؤد، سنن نسائی، دارمی اور ابن ماجہ نے نقل کی ہے لیکن ابن ماجہ کی روایت لفظ ''والاذن'' ختم ہوگئی ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد اول: رقم الحدیث، 1437)

حضرت امام شافعی کے نزدیک اس بکری کی قربانی جائز نہیں ہے، جس کا کان تھوڑا سا بھی کٹا ہوا ہو جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگر کان آدھے سے کم کٹا ہوا ہو۔ "حضرت امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام شافعی کا عمل اس حدیث پر ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے جو بہت جامع ہے کیونکہ اس مسلک سے اس حدیث میں اور قتادہ کی حدیث میں تطبیق ہو جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ "حضرت قتادہ حضرت ابن کلیب سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عضبائے قرن واذن (کی قربانی) سے منع فرمایا ہے۔" قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید ابن المسیب سے پوچھا کہ "یہ عضبائے اذن کیا ہے؟" تو انہوں نے فرمایا کہ جس کا کان آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ حنیفہ کے نزدیک کیسے جانور کی قربانی جائز نہیں؟

اس مسئلہ میں حنفیہ کا جو مسلک ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ "ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے، جس کا کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں ہے، جس کے کان پیدائشی نہ ہوں، اسی طرح ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جس کی دم اور ناک تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو، جو جانور اندھا یا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی

رہی ہو تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے جس جانور کے تھن خشک ہو گئے ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں اور ایسے جانور کی بھی درست نہیں جس میں مغز نہ رہا ہو اور نہ ایسے لنگڑے کی جو قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے اور نہ ایسے بیمار کی جو گھاس نہ کھا سکے نہ ایسے جانور کی جس کے خارش ہو، وہ بغیر دانت کے جانور کی جو گھاس نہ کھا سکتا اور نہ نجاست خور جانور کی، ہاں ایسے جانور کی قربانی درست ہے جس کا کان لمبائی میں یا اس کے منہ کی طرف سے پھٹ جائے اور لٹکا ہوا یا پیچھے کی طرف پھٹا ہوا، اس صورت میں کہا جائے گا حدیث کہ جس سے ایسے جانور کی قربانی کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے نہی تنزیہی پر محمول ہے۔

باب الْعَرْجَاءِ .

یہ باب لنگڑے جانور کی قربانی کے بیان میں ہے

4382 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَّاَبُوْ دَاوُدَ وَيَحْيٰى وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ وَابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ وَّاَبُو الْوَلِيْدِ قَالُوْا اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ بْنَ فَيْرُوْزَ قَالَ قُلْتُ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ حَدِّثْنِىْ مَا كَرِهَ اَوْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَضَاحِىْ . قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ وَيَدِىْ اَقْصَرُ مِنْ يَّدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرْبَعَةٌ لَا يَجْزِيْنَ فِى الْاَضَاحِىْ الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرَةُ الَّتِىْ لَا تُنْقِىْ" . قَالَ فَاِنِّىْ اَكْرَهُ اَنْ يَّكُوْنَ نَقْصٌ فِى الْقَرْنِ وَالْاُذُنِ . قَالَ فَمَا كَرِهْتَ مِنْهُ فَدَعْهُ وَلَا تُحَرِّمْهُ عَلٰى اَحَدٍ .

☆☆ عبید بن فیروز بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ آپ مجھے اس چیز کے بارے میں بتائیے، جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے حوالے سے مکروہ قرار دیا ہو (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہو؟ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ کر کے فرمایا۔

(حضرت براء رضی اللہ عنہ بولے:) ویسے میرا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے چھوٹا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)
''چار طرح کے جانور ایسے ہیں، جن کی قربانی نہیں کی جا سکتی' ایسا کانا جانور جس کا کانا ہونا واضح ہو' ایسا بیمار جانور جس کا بیمار ہونا واضح ہو' ایسا لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن واضح ہو اور ایسا کمزور جانور جو بالکل ہی کمزور ہو''۔

اس پر راوی نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے' سینگ میں' یا کانوں میں بھی کوئی عیب ہو' تو انہوں نے فرمایا: جو چیز تمہیں پسند نہیں ہے' تم اسے چھوڑ دو' لیکن کسی دوسرے کے لیے حرام قرار نہ دو (یہ الفاظ شاید حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ہیں)۔

باب الْعَجْفَاءِ .

یہ باب ہے کمزور جانور کے بارے میں روایت

4382-تقدم (الحديث 4371) .

4383 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَّذَكَرَ اٰخَرَ وَقَدَّمَهُ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَشَارَ بِاَصَابِعِهٖ وَاَصَابِعِىْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِاِصْبَعِهٖ يَقُوْلُ "لَا يَجُوْزُ مِنَ الضَّحَايَا الْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوَرُهَا وَالْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ عَرَجُهَا وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا وَالْعَجْفَاءُ الَّتِىْ لَا تُنْقِىْ" .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو سنا' نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے یہ بات ارشاد فرمائی تھی' ویسے میری انگلیاں نبی اکرم ﷺ کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی:

''ایسے کانور جانور کی قربانی جائز نہیں ہے' جس کا کانا پن واضح ہو ایسے لنگڑے جانور کی قربانی' جس کا لنگڑا پن واضح ہو' ایسے بیمار کی قربانی' جس کی بیماری واضح ہو' اور ایسے کمزور جانور کی قربانی جو انتہائی کمزور ہو (جائز نہیں ہے)''۔

باب الْمُقَابَلَةِ وَهِيَ مَا قُطِعَ طَرَفُ اُذُنِهَا .

باب: مقابلہ جانور کا حکم' اس سے مراد وہ جانور ہے' جس کے کان کا کنارا کاٹا گیا ہو

4384 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَا نُضَحِّىَ بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا بَتْرَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات کی ہدایت کی تھی کہ ہم (قربانی کے جانوروں کی) آنکھوں اور کانوں کا بغور جائزہ لیں اور ہم مقابلہ (یعنی جس کے کان کا کنارہ کاٹا گیا ہو) مدابرہ (جس کا کان پیچھے کی طرف سے کاٹا گیا ہو) بتراء (جس کی دُم کاٹ دی گئی ہو) خرقاء (جس کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو) کی قربانی نہ کریں۔

شرح

حضرت امام شافعی کے نزدیک اس بکری کی قربانی جائز نہیں ہے جس کا کان تھوڑا سا بھی کٹا ہوا ہو جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگر کان آدھے سے کم کٹا ہوا ہو۔

حضرت امام طحاوی حنفی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں حضرت امام شافعی کا عمل اس حدیث پر ہے اور حضرت امام

4383-تقدم في الضحايا، ما نهى عنه من الاضاحي: العوراء (الحديث 4381) .

4384-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يكره من الضحايا (الحديث 2804) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما يكره من الاضاحي (الحديث 1498) . واخرجه النسائي في الضحايا، المدابرة و هي ما قطع من موخر اذنها (الحديث 4385)، والخرقاء (الحديث 4386) و الشرقاء (الحديث 4387) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يكره ان يضحي به (الحديث 3142) . تحفة الاشراف (10125) .

ابو حنیفہ کا مسلک ہے جو بہت جامع ہے کیونکہ اس مسلک سے اس حدیث میں اور قتادہ کی حدیث میں تطبیق ہو جاتی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت قتادہ حضرت ابن کلیب سے یہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی المرتضیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عضباء قرن واذن (کی قربانی) سے منع فرمایا ہے۔ "قتادہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید ابن المسیب سے پوچھا کہ "یہ عضباء اذن کیا ہے؟ "تو انہوں نے فرمایا کہ جس کا کان آدھا یا آدھے سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ حنیفہ کے نزدیک کیسے جانور کی قربانی جائز نہیں؟ اس مسئلہ میں حنیفہ کا جو مسلک ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ "ایسے جانور کی قربانی جائز نہیں ہے جس کا کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو۔ ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں ہے جس کے کان پیدائشی نہ ہوں، اسی طرح ایسے جانور کی قربانی بھی درست نہیں جس کی دم اور ناک تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو، جو جانور رانڈھایا کانا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی بھی جائز نہیں ہے جس جانور کے تھن خشک ہو گئے ہوں اس کی قربانی بھی درست نہیں اور ایسے جانور کی بھی درست نہیں جس میں مغز نہ رہا ہو اور نہ ایسے لنگڑے کی جو قربانی کی جگہ تک نہ جا سکے اور نہ ایسے بیمار کی جو گھاس نہ کھا سکے نہ ایسے جانور کی جس کے خارش ہو، وہ بغیر دانت کے جانور کی جو گھاس نہ کھا سکتا اور نہ نجاست خور جانور کی، ہاں ایسے جانور کی قربانی درست ہے جس کا کان لمبائی میں یا اس کے منہ کی طرف سے پھٹ جائے اور لٹکا ہوا یا پیچھے کی طرف پھٹا ہوا، اس صورت میں کہا جائے گا یہ حدیث کہ جس سے ایسے جانور کی قربانی کی ممانعت معلوم ہو رہی ہے نہی تنزیہی پر محمول ہے۔

باب الْمُدَابَرَةِ وَهِيَ مَا قُطِعَ مِنْ مُؤَخَّرِ اُذُنِهَا ۔

باب: مدابرہ (کا حکم) یہ وہ جانور ہے' جس کا کان پیچھے کی طرف سے کاٹا گیا ہو

4385 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ - قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ وَكَانَ رَجُلَ صِدْقٍ - عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ وَاَنْ لَا نُضَحِّيَ بِعَوْرَاءَ وَلَا مُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ ۔

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم (قربانی کے جانور کے) آنکھ اور کان کا جائزہ لیں اور ہم مقابلہ' مدابرہ' شرقاء' خرقاء کی قربانی نہ کریں۔

باب الْخَرْقَاءِ وَهِيَ الَّتِيْ تُخْرَقُ اُذُنُهَا ۔

باب: خرقاء (کے بارے میں روایات) یہ وہ جانور ہے' جس کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو

4386 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُضَحِّيَ بِمُقَابَلَةٍ اَوْ

4385-تقدم (الحدیث 4384) ۔
4386-تقدم (الحدیث 4384) ۔

مُدَابَرَةٍ اَوْ شَرْقَاءَ اَوْ خَرْقَاءَ اَوْ جَدْعَاءَ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے ہم مقابلہ مدابرہ شرقاء خرقاء جدعاء کی قربانی کریں۔

باب الشَّرْقَاءِ وَهِيَ مَشْقُوقَةُ الْاُذُنِ .

باب: شرقاء (کے بارے میں روایت) اس سے مراد وہ جانور ہے جس کا کان لمبائی کی سمت میں کاٹا گیا ہو

4387 - اَخْبَرَنِي هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنِيْ زِيَادُ بْنُ خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ شُرَيْحِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يُضَحّٰى بِمُقَابَلَةٍ وَّلَا مُدَابَرَةٍ وَّلَا شَرْقَاءَ وَلَا خَرْقَاءَ وَّلَا عَوْرَاءَ" .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''مقابلہ مدابرہ شرقاء خرقاء اور جدعاء کی قربانی نہیں کی جائے گی''۔

4388 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ سَلَمَةَ - وَهُوَ ابْنُ كُهَيْلٍ - اَخْبَرَهُ قَالَ سَمِعْتُ حُجَيَّةَ بْنَ عَدِيٍّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَشْرِفَ الْعَيْنَ وَالْاُذُنَ .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم (قربانی کے جانور کے) آنکھوں اور کانوں کا بغور جائزہ لیں۔

باب الْعَضْبَاءِ .

باب: عضباء (جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو اس) کے بارے میں روایت

4389 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ جُرَيِّ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُضَحّٰى بِاَعْضَبِ الْقَرْنِ . فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ نَعَمْ اِلَّا عَضَبَ النِّصْفِ وَاَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .

4387-تقدم (الحديث 4384) .

4388-اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن و الاذن (الحديث 1503) مطولًا . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي ، باب ما يكره ان يضحى به (الحديث 3143) . تحفة الاشراف (10064) .

4389-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يكره من الضحايا (الحديث 2805) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب في الضحية بعضباء القرن و الاذن (الحديث 1504) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يكره ان يضحى به (الحديث 3145) مختصراً . تحفة الاشراف (10031) .

★★ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' کسی ایسے جانور کو قربان کیا جائے جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ سعید بن مسیب سے کیا تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! ایسا ہی ہے' جبکہ وہ نصف یا اس سے زیادہ ٹوٹا ہوا ہو۔

شرح

حضرت براء ابن عازب راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کیسے جانور کی قربانی لائق نہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ چار طرح کے جانور قربانی کی قابل نہیں ہیں۔ (۱) لنگڑا۔ جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو یعنی جو چل نہ سکے۔ (۲) کانا جس کا کانا پن ظاہر ہو یعنی آنکھ سے بالکل دکھائی نہ دیتا ہو یا تہائی یا تہائی سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو۔ (۳) بیمار۔ جس کی بیماری ظاہر ہو یعنی جو بیماری کی وجہ سے گھاس نہ کھا سکے۔ (۴) ایسا دبلا کہ جس کی ہڈیوں میں گودا نہ ہو۔ '' (مالک، احمد بن حنبل، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ شریف: جلد اول: حدیث نمبر 1439)

باب الْمُسِنَّةِ وَالْجَذَعَةِ .

باب: مسنہ (بھیڑ کا ایک سال کا بچہ) اور جذعاء (بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ) کے بارے میں روایت

4390 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ سَيْفٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ - وَهُوَ ابْنُ اَعْيَنَ - وَاَبُوْ جَعْفَرٍ - يَعْنِى النُّفَيْلِىَّ - قَالاَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لاَ تَذْبَحُوا اِلاَّ مُسِنَّةً اِلاَّ اَنْ يَعْسُرَ عَلَيْكُمْ فَتَذْبَحُوا جَذَعَةً مِنَ الضَّاْنِ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم لوگ صرف بھیڑ کا ایک سال کا بچہ ذبح کرو' البتہ اگر اس حوالے سے تمہیں تنگی ہو' تو پھر تم بھیڑ کے چھ ماہ کے بچے کو بھی ذبح کر سکتے ہو''۔

4391 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ اَبِى الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِهِ فَبَقِىَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "ضَحِّ بِهِ اَنْتَ" .

4390-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب سن الاضحية (الحديث 13) . واخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يجوز من السن في الضحايا (الحديث 2797) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يجزىء من الاضاحي (الحديث 3141) . تحفة الاشراف (2715) .

4391-اخرجه البخاري في الوكالة، باب وكالة الشريك في القسمة وغيرها (الحديث 2300)، و في الشركة، باب قسم الغنم والعدل فيها (الحديث 2500)، و في الاضاحي، باب اضحية النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين اقرنين (الحديث 5555) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب سن الاضحية (الحديث 15) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الجذع من الضان في الضاحي (الحديث 1500) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما تجزىء من الاضاحي (الحديث 3138) . تحفة الاشراف (9955) .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں کچھ بکریاں عطاء کیں' تا کہ وہ اپنے ساتھیوں میں انہیں تقسیم کر دیں' تو بھیڑ کا ایک چھوٹا سا بچہ بچ گیا (جو صحت مند تھا)۔

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے اس کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے تم قربان کر لو۔

4392 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ الْقَنَّادُ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنِىْ بَعْجَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسَمَ بَيْنَ اَصْحَابِهِ ضَحَايَا فَصَارَتْ لِىْ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَارَتْ لِىْ جَذَعَةٌ . فَقَالَ "ضَحِّ بِهَا" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب میں قربانی کے جانور تقسیم کیے تو میرے حصے میں بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ آیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے حصے میں' تو چھ ماہ کا بچہ آیا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اسے ہی قربان کر لو۔

4393 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ بَعْجَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَصْحَابِهِ اَضَاحِيَّ فَاَصَابَنِىْ جَذَعَةٌ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَابَتْنِىْ جَذَعَةٌ . فَقَالَ "ضَحِّ بِهَا" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب کے درمیان قربانی کے جانور تقسیم کیے' تو میرے حصے میں چھ ماہ کا بچہ آیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے حصے میں چھ ماہ کا بچہ آیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اسے ہی قربان کر لو۔

4394 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَيْبٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَذَعٍ مِّنَ الضَّاْنِ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ ذبح کیا تھا۔

4395 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِىْ حَدِيْثِهِ عَنْ اَبِى الْاَحْوَصِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا فِىْ سَفَرٍ فَحَضَرَ الْاَضْحَى فَجَعَلَ الرَّجُلُ مِنَّا يَشْتَرِى الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ لَنَا رَجُلٌ مِّنْ مُّزَيْنَةَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَحَضَرَ هٰذَا الْيَوْمُ فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَطْلُبُ الْمُسِنَّةَ بِالْجَذَعَتَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْجَذَعَ يُوْفِىْ مِمَّا يُوْفِىْ مِنْهُ الثَّنِيُّ" .

4392-اخرجه البخاري في الاضاحي، باب قسمة الاضاحي بين الناس (الحديث 5547) واخرجه مسلم في الاضاحي، باب سن الاضحية (الحديث 16) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الجذع من الضان في الاضاحي (الحديث 1500م) . واخرجه النسائي في الضحايا، المسنة و الجذعة (الحديث 4393): تحفة الاشراف (9910) .

4393-تقدم (الحديث 4392) .

4394-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9969) .

4395-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 4396) . تحفة الاشراف (15664) .

★★ عاصم بن کلیب اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ سفر کر رہے تھے۔ اس دوران عیدالاضحیٰ کا دن آ گیا' ہم میں سے ہر ایک شخص نے چھ ماہ کے دو بچوں' یا تین بچوں کے عوض میں بھیڑ کا ایک سال کا بچہ خریدا' تو مزینہ قبیلے کے ایک شخص نے ہمیں یہ بتایا' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے' اسی دوران عید کا دن آ گیا تو لوگوں نے بھیڑ کے چھ ماہ کے دو بچوں' یا تین بچوں کے عوض میں بھیڑ کا ایک سال کا بچہ حاصل کرنا چاہا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''چھ ماہ کا بچہ بھی وہی ضرورت پوری کرتا ہے' جو ایک سال کا بچہ پوری کرتا ہے''۔

4396 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ يُحَدِّثُ عَنْ رَّجُلٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الْاَضْحٰی بِيَوْمَيْنِ نُعْطِي الْجَذَعَتَيْنِ بِالثَّنِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْجَذَعَةَ تُجْزِءُ مَا تُجْزِءُ مِنْهُ الثَّنِيَّةُ"۔

★★ عاصم بن کلیب اپنے والد کے حوالے سے ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ صحابی بیان کرتے ہیں: ہم عیدالاضحیٰ سے دو دن پہلے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے' تو ہم نے ایک سال کے ایک بچے کے عوض میں چھ ماہ کے دو بچے دیے (تاکہ قربانی کا جانور حاصل کر سکیں' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چھ ماہ کا بچہ بھی اُسی طرح جائز ہے' جس طرح ایک سال کا بچہ جائز ہوتا ہے۔

ضأن کے معنی ومفہوم کا بیان

ضان کا اتنا بڑا بچہ جو چھ ماہ کا ہو لیکن دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو (درمختار عینی) ضان جس کے چکتی ہو، یہ چکتی کی قید اس لئے لگائی کہ بکری گائے اور اونٹ کے جذعہ کا استثناء مقصود تھا، بکری کا جذعہ چھ ماہ کا ہوتا ہے اور گائے کا سال بھر کا اور اونٹ کا چار سال کا، اور "من الثلاثة" کا لفظ جس کا ذکر آگے آ رہا ہے یہ اونٹ اور بقران دونوں نوعوں کے ساتھ اور اسی طرح اپنی دونوں قسموں کے ساتھ، (ردالمحتار من عینی)

بعض فقہاء نے بھی تو ضان کی تعریف "ماله صوف" (جس کے اون ہو) سے کی ہے۔ جس کے معنی صاف یہی ہوئے کہ بھیڑ بھی اس میں شامل ہے۔

جی ہاں قہستانی نے یہ تعریف کی ہے۔ "الضان ماكان من ذوات الصوف والمعز ماكان ذوات الشعر" لیکن اس کا جواب ہم پہلے ہی دے چکے ہیں کہ یہ تعریف بالاعم ہے۔ بکری اور بیل سے دنبہ کو ممتاز کرنے کے لئے ہے۔ بھیڑ سے ممتاز کرنے کے لئے نہیں (جب اس کی ضرورت ہوئی تو یہ تعریف کیا "ماله الية" جس کی چکتی ہو، تاکہ بھیڑ نکل جائے۔

عبر المجيد هكذا او العبارة فى الاصل هكذا الضان ماكان من ذوات الصوف ولمعز من ذوات الشعر ه۔ قہستانی مجیب نے یوں تعبیر کیا ہے حالانکہ اصل کتاب میں یوں ہے، ضان وہ ہے جو اون والا ہو اور معز جو بالوں والا ہو،
قهستانى عبدالمنان الاعظمى (جامع الرموز، کتاب الزکوۃ مکتبہ اسلامیہ کنبد قاموس ایران)

4396-تقدم (الحديث 4395) .

ہماری اس بات پر قرینہ یہ ہے کہ تعریف میں لفظ من استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں، تو تعریف کی عبارت کا ترجمہ یہ ہوا ضان اون والے جانوروں میں سے بعض ہے اور دوسرا قرینہ یہ ہے کہ بکری کی تعریف میں یہی کہا گیا ہے۔ "ما كان ذوات الشعر "جو بالوں والی ہو۔ تو اگر اس عبارت کا یہ مطلب نہ لیا جائے کہ بکری بال والے جانوروں میں سے بعض ہے تو بیل بھینس وغیرہ بھی بکری میں شامل ہو جائیں گے، پس اس مجبوری سے جب بکری والی تعریف کو بالاعم قرار دیا جائے تو ضان والی تعریف کو بھی تعریف بالاعم قرار دیں (کیونکہ دونوں جملے ساتھ ساتھ ہیں تو دونوں کا حکم یکساں ہونا چاہئے۔

ضأن کی بحث میں فقہی تصریحات کا بیان:

انعام کی قربانی مسنون ہے، انعام چوپایہ کو کہتے ہیں، اضحیہ کے معنی قربانی ہیں، مطلب یہ ہے کہ ضان کا چھ ماہہ بچہ، یا سات ماہہ بچہ کی قربانی مسنون ہے اور ایک سالہ بچہ کی بھی، لیکن اس کے لئے کوئی پابندی نہیں ہے۔ ضان ہو کہ معز، اور اونٹ اور بقر کا ثنی بھی قربانی کے لئے جائز ہے۔ اونٹ کا ثنی پانچ سالہ اور بقر کا دو سالہ اور شاۃ کا ایک سالہ۔ اور جذعہ کے لئے ضان کی قید اس لئے لگائی کہ بکری چھ ماہہ جائز نہیں، اور ضان چکتی والے جانور کو کہتے ہیں اوپر کی عبارت میں ایک جگہ مطلقا کا لفظ آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مذکر ہو کہ مؤنث، اور بھینس گائے میں داخل ہے۔ اور شاۃ میں افضل مادہ نہیں بلکہ نر ہے۔ دونوں نوعوں کا یہی حکم ہے۔ (مفاتیح الجنان شرح شرعۃ الاسلام)

(۱) اور مصنف نے "جامع من الضان " کہا، اور ضان وہ اون والا جانور ہے جس کے چکتی ہو، ایسا ہی منح الغفار وغیرہ میں ہے۔ (تعلیق الممجد من عینی)

(۲) اور نر مینڈھا مادہ سے افضل ہے اور یہ ضان کا مؤنث ہے۔ قاموس۔ (ردالمحتار)

(۳) مسنہ ہی ذبح کرو۔ یہ نہ ملے تو ضان کا "جذعہ "اس حدیث کی شرح میں تفصیلات ہیں، ہم مذہب حنفی کے موافق بیان کرتے ہیں، قربانی کے جانور کی تین نوعیں ہیں، اونٹ، بقر، غنم۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور اصحابہ سے ان کے علاوہ قربانی ثابت نہیں، غنم کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ معز کو فارسی میں بز کہتے ہیں، اور ضاں کو میش اور جاموس گاؤمیش کا معرب ہے یہ گائے کی ہی ایک قسم ہے۔ اور ان سب کا ثنی جائز ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

قرآن میں لفظ ضأن کا استعمال:

ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ مِنَ الضَّأْنِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْمَعْزِ اثْنَيْنِ ۔

(یہ بڑے چھوٹے چارپائے) آٹھ قسم کے (ہیں) دو (دو) بھیڑوں میں سے اور دو (دو) بکریوں میں سے (یعنی ایک ایک نر اور ایک ایک مادہ)۔ (الانعام ۱۴۳)

انشا ثمانية ازواج (اسی اللہ تعالیٰ نے آٹھ زوج پیدا کیئے) ایک ہی جنس کے نر اور مادہ کو زوج (جوڑا) کہا جاتا ہے اور ان دونوں کے ایک فرد کو بھی زوج کہہ لیا جاتا ہے کیا ان کہ ہر ایک دوسرے کے لئے زوج ہوتا ہے۔ قرآن میں اس مقام پر بھی

ازواج، افراد ہی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ یعنی افراد اللہ نے پیدا کیے۔ جو باہم ایک دوسرے کا جوڑا ہیں یہ نہیں کہ زوج کے معنی جوڑے پیدا کیے کیونکہ اس طرح تعداد ۸ کے بجائے ۱۶ ہو جائے گی جو آیت کے اگلے حصہ کے مطابق نہیں ہے۔

یہ ثَمَانِيَةَ سے بدل ہے اور مراد دو قسم نر اور مادہ یعنی بھیڑ سے نر اور مادہ۔ اور بکری سے نر اور مادہ پیدا کیئے (بھیڑ میں ہی دنبہ چھترا شامل ہے)۔

ضأن لغوی کے تعین میں فقہی تصریحات:

اور اگر بطور تنزل ہم یہ تسلیم بھی کر لیں کہ اہل لغت کے نزدیک میش کا اطلاق اون والے پر ہوتا ہے تب بھی ہم یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں کہ اس سے ان کی مراد بھیڑ ہے۔ اسکے بیان کے لئے ہم کو تھوڑی تفصیل میں جانا ہوگا۔

کسی چیز کی تعریف اس کے مساوی لفظ سے بھی کی جاتی ہے۔ جیسے انسان کی تعریف لفظ ناطق سے کی جائے (کہ جن جن افراد پر انسان دلالت کرتا ہے ناطق بنی اس اس پر دلالت کرتا ہے) اور کبھی تعریف کے لئے معرف سے عام لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے السعدانة نبت (کہ سعدانہ ایک مخصوص گھاس کا نام ہے) جبکہ نبت ہر گاس کو کہا جاتا ہے۔ اول الذکر تعریف کامل ہے اور ثانی ناقص، الغرض تعریف دونوں ہی ہے۔

اگر معرَّف کو بعض امور سے ممتاز کرنا ہے تو عام لفظ سے بھی تعریف جائز ہے۔

دیہاں بھی ضان کا ترجمہ لفظ میش سے کر دیا جس کا مفہوم اون والا۔ لیکن اس سے اہل لغت کی غرض ضان میں بھیڑ کو شامل کرنے کی نہیں تھی بلکہ دنبہ کو گائے، بھینس اور بکری سے ممتاز کرنا ہے کہ وہ اون والے جانور نہیں، اور دنبہ اون والا جانور ہے۔ اور جب ضان کو بھیڑ سے بھی ممتاز کرنا ہوا تو اس کی تعریف چکی والے جانور سے کی۔

اگر ہماری بات کا یہ جواب دیا جائے کہ اہل لغت کے اطلاق کو یہاں تعریف مساوی سے پھیر کر تعریف عام قرار دینا ایک بے دلیل اور ادعائی بات ہے۔ اس لئے قابل تقسیم نہیں ظاہر ہے کہ ان کا منشاء ضاں کا ترجمہ پیش کر کے یہی ظاہر کرنا ہے کہ وہی جانور ہے جس کے اون ہوتا ہے چکی ہو یا نہ ہو، اس سے ان کو کوئی غرض نہیں تو لغۃً بھیڑ دنبہ میں شامل ہوئی،

اگر اہل لغت کا مطلب وہی ہے جو آپ کہتے ہیں، لیکن ہمارے لئے حجت اہل لغت کی بات نہیں ہے اہل فقہ کی بات ہے جب وہ ضان کے معنی چکتی والا کہتے ہیں تو وہی مانا جائے گا، اور بھیڑ دنبہ میں شامل نہ ہوگی۔ رہ گئی یہ بات کہ اہل فقہ اور اہل لغت کے معانی میں اختلاف ہوتا ہے۔ تو اس کی نظیر قربانی کے جانور میں ہی لفظ جذع ہے کہ اہل فقہ چھ ماہ کے بچے کو کہتے ہیں، اہل لغت ایک سالہ بچہ کو، اور مسئلہ کا حل اہل فقہ کے قول پر ہی دیا جاتا ہے۔ (چلپی علی شرح الوقایہ، عینی علی الکنز)

ضأن کے معنی میں چکتی کی قید لگانے والے فقہاء احناف:

شیخ عبد الحق محدث دہلوی، علامہ شامی، علامہ طحطاوی اور صدر الشریعہ کی تصریحات کے مطابق ضأن اس قید کے ساتھ متعین ہو گیا ہے۔ جس کے بعد متاخرین علماء نے یہ کہا ہے۔

جب فقہاء نے چکتی والا کہہ کر اسی جانور کو متعین کر دیا تو اب ہم کو اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں کہ وہ معنی مجازی ہیں یا حقیقی یا بطور اشتراک۔ (اشعۃ اللمعات، باب الاضحیہ، ج ا،ص ۶۰۸، نوریہ رضویہ سکھر)

پس ان نصوص فقہیہ کی روشنی میں ہمارا فیصلہ تو یہی ہے کہ بھیڑ کی قربانی ناجائز ہے۔ اگر دوسری کسی کتاب میں اس کے جواز کا حکم ہو بھی تو احتیاط اس سے بچنے میں ہی ہے کہ عدم جواز کے یہ دلائل قاہرہ ہم نے ظاہر کر دیے۔

علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں کہ ضأن میں چکتی کی قید نہیں ہے لہٰذا خواہ چکتی ہو یا نہ ہو قربانی جائز ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک بعض متقدمین فقہاء کی قید نہ لگانے کا اعتبار کیا گیا ہے۔ (بہر حال اس مسئلہ کی مکمل تحقیق ہم ان شاء کتاب الاضاحی میں بیان کریں گے)۔ (شرح صحیح مسلم، ج ۶،ص ۱۴۴، فرید بک سٹال لاہور)

ضأن پر اطلاق زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت حسن بن زیاد نے حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جذع کو ضأن سے شمار کیا جائے گا اور حضرت امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کا قول بھی یہی ہے۔ اور حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے جذع ضأن سے ہے۔ اور معز اس کو کہتے ہیں جس کو سال مکمل ہو جائے۔ اطلاق نص کی وجہ سے وہ جائز ہے۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ضأن ثنی لیا جائے گا خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث ہو۔ اور حضرت امام شافعی اور امام احمد نے کہا ہے جذعہ سے ضأن جائز ہے۔ اور امام مالک کے نزدیک دونوں سے جائز ہے۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ج ۴، ۴۹، ۵۱، حقانیہ ملتان)

قربانی کے جانوروں کی عمروں کا بیان

مسنہ یا جزعہ کسی خاص جانور کا نام نہیں ہے بلکہ یہ ایک اصطلاح ہے جو قربانی کے جانور کی عمر کے سلسلہ میں مستعمل ہوتی ہے۔ چنانچہ حنفی مسلک کے مطابق اس کی تفصیل یہ ہے کہ اونٹوں میں وہ اونٹ مسنہ کہلاتا ہے جو پورے پانچ سال کی عمر کا ہو اور چھٹے برس میں داخل ہو چکا ہو۔ گائے، بھینس اور بیل میں مسنہ اسے فرماتے ہیں جو پورے دو سال کی عمر کا ہو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ بھیڑ اور دنبہ میں مسنہ وہ ہے جو اپنی عمر کو پورا ایک سال گزار کر دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔ لہٰذا ان جانوروں میں قربانی کے لئے جانور کا مسنہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں دنبہ اور بھیڑ کا اگر جزعہ بھی ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ جزعہ بھیڑ یا دنبہ کا وہ بچہ کہلاتا ہے جس کی عمر ایک برس سے تو کم ہو مگر چھ مہینہ سے زیادہ ہو۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جزعہ کی قربانی اس صورت میں جائز ہوگی جب کہ وہ اتنا فربہ ہو کہ اگر اسے مسنہ کے ساتھ کھڑا کر دیا جائے تو دور سے دیکھنے والا اسے بھی مسنہ گمان کرے اگر وہ فربہ نہ ہو بلکہ چھوٹا ہو اور دبلا ہو تو اس کی قربانی درست نہیں۔ بظاہر حدیث سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ اگر مسنہ بہم نہ پہنچے یا اس کی قیمت میسر نہ ہو تو جزعہ کی قربانی درست ہے ورنہ بصورت دیگر اس کی قربانی درست نہیں ہوگی۔ بلکہ فقہاء لکھتے ہیں کہ یہ استحباب پر محمول ہے یعنی مستحب تو یہی ہے کہ اگر مسنہ مل جائے اور اس کے خریدنے کی استطاعت ہو تو جزعہ کی قربانی نہ کرے۔ ویسے اگر مسنہ ہوتے ہوئے بھی کوئی جزعہ کی قربانی کرے گا تو درست ہوگی۔

باب الْكَبْشِ -

باب: مینڈھے (کے بارے میں روایات)

4397 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ - وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ - عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ . قَالَ اَنَسٌ وَّاَنَا اُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں۔

4398 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگیں آنکھوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی تھی۔

4399 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ ضَحَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ ذَبَحَهُمَا بِيَدِهٖ وَسَمّٰى وَكَبَّرَ وَوَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرگیں آنکھوں والے اور سینگوں والے دو مینڈھوں کو اپنے دست مبارک کے ذریعے ذبح کیا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ پڑھ کر تکبیر کہی تھی اور اپنا پاؤں ان کے پہلو پر رکھ کر (انہیں ذبح کیا تھا)۔

4400 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اَضْحٰى وَانْكَفَاَ اِلٰى كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ فَذَبَحَهُمَا . مُخْتَصَرٌ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرگیں دو مینڈھوں کے پاس تشریف لے گئے اور ان دونوں کو ذبح کر دیا۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

4401 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ فِيْ حَدِيثِهٖ عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ

4397-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1009) .

4398-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (398) .

4399-اخرجه البخاري في الاضاحي، باب التكبير عند الذبح (الحديث 5565) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب استحباب الضحية و ذبحها مباشرة بلا توكيل والتسمية و التكبير (الحديث 17) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الاضحية بكبشين (الحديث 1494) . تحفة الاشراف (1427) .

4400-تقدم (الحديث 1587) .

الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ ثُمَّ انْصَرَفَ - کَاَنَّهٗ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ - یَوْمَ النَّحْرِ اِلٰی کَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ فَذَبَحَهُمَا وَاِلٰی جُذَیْعَةٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَقَسَمَهَا بَیْنَنَا .

★★ عبدالرحمن بن ابوبکرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: پھر وہ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) یہ قربانی کے دن کی بات ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو سرمگیں مینڈھوں کے پاس تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ذبح کر دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بکریوں کے ریوڑ کے پاس تشریف لائے اور اُسے ہمارے درمیان تقسیم کر دیا۔

4402 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِیْدٍ اَبُوْ سَعِیْدٍ الْاَشَجُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِکَبْشٍ اَقْرَنَ فَحِیْلٍ یَّمْشِیْ فِیْ سَوَادٍ وَّیَاْکُلُ فِیْ سَوَادٍ وَّیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی تھی' جس کے پاؤں کے پاس کا حصہ سیاہ تھا' اس کے منہ کے پاس کا حصہ سیاہ تھا اور آنکھوں کے پاس کا حصہ سیاہ تھا۔

افضل قربانی کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان:

جن جانوروں کی قربانی کا ذکر نص میں ملتا ہے ان میں اونٹ، گائے، بھیڑ بکری شامل ہیں، اور علماء کرام کا کہنا ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، اس کے بعد گائے، اور اس کے بعد بکری کی، اور اس کے بعد اونٹ یا گائے کی قربانی میں حصہ ڈالنا، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے بارہ میں مندرجہ ذیل فرمان ہے: (جو کوئی اول وقت میں جائے گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی -

حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالی نے بھی یہی کہا ہے، تو اس طرح بکرا او دنبہ، مینڈھے کی قربانی اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے افضل ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: مینڈھے کی قربانی افضل ہے اور اس کے بعد گائے اور اس کے بعد اونٹ کی قربانی افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اولی اختیار کرتے تھے اور امت کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے ۔ گائے اور اونٹ کے سات حصے ہوتے ہیں لھذا مندرجہ ذیل حدیث کی بنا پر اس میں سات اشخاص شریک ہو سکتے ہیں:

4401-اخرجه مسلم في القسامة، باب اتغليظ تحريم الدماء و الاعراض والاموال (الحديث 30) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الاضاحي، باب 21 .(الحديث 1520) . تحفة الاشراف (11683) .

4402-اخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب ما يستحب من الضحايا (الحديث 2796) . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء ما يستحب من الاضاحي (الحديث 1496) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ما يستحب من الاضاحي (الحديث 3128) . تحفة الاشراف (4297) .

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور سات ہی کی جانب سے گائے ذبح کی تھی۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہو جائیں ۔اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: تو گائے سات اشخاص کی جانب سے ذبح کی جاتی تھی اور ہم اس میں شریک ہوتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضحیہ)

گائے اونٹ کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ کا بیان:

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی میں سب سے افضل اونٹ اور پھر گائے اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، کیونکہ جمعہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جو شخص نماز جمعہ کے لیے پہلے وقت گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جو شخص دوسرے وقت میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جو شخص تیسرے وقت گیا گویا کہ اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جو شخص چوتھے وقت گیا گویا کہ اس نے مرغی قربان کی، اور جو شخص پانچویں وقت گیا گویا کہ اس نے انڈے کی قربانی کی۔ صحیح بخاری رقم الحدیث، (881) صحیح مسلم رقم الحدیث، (850) وقت سے مراد گھڑی ہے۔

اور اس لیے بھی کہ جانور ذبح کرنے میں اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اس لیے ھدی کی طرح سب افضل اونٹ کی قربانی ہوگی۔

اور اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے بکرے کی قربانی کرنا اس لیے افضل ہے کہ قربانی کرنے کا مقصد خون بہانا ہے، اور ایک بکرے کا ایک شخص کی جانب سے خون بہانا سات افراد کی جانب سے ایک خون بہانے سے افضل ہے، اور پھر مینڈھا قربانی کرنا بکرے سے افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے خود بھی مینڈھا ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت بھی اچھا ہوتا ہے۔

(المغنی ابن قدامہ (13/ 366)

مینڈھے یا گائے کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ؟

قربانی میں افضل اونٹ ہے، اور پھر گائے، اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا افضل ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے متعلق فرمان ہے: "جو شخص پہلی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے اونٹ قربان کیا

وجہ دلالت یہ ہے کہ: اونٹ گائے، اور بکری اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنے میں تفاضل یعنی فرق پایا جاتا ہے، اور بلا شک وشبہ قربانی سب سے بہتر چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ اونٹ کی قیمت بھی زیادہ ہے اور گوشت اور نفع بھی زیادہ ہے آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: بھیڑ میں سے جذعہ افضل ہے اور پھر گائے، پھر اونٹ افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ

علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کام کرتے ہیں جو سب سے افضل اور بہتر ہو۔
اس کا جواب یہ ہے کہ: بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر نرمی اور شفقت کرتے ہوئے غیر اولی اور افضل چیز اختیار کرتے ہیں؛ کیونکہ امت نے ان کی پیروی واطاعت کرنا ہوتی ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مشقت کرنا پسند نہیں فرماتے، اور اونٹ کی گائے پر فضیلت بیان بھی فرمائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بَاب مَا تُجْزِءُ عَنْهُ الْبَدَنَةُ فِيْ الضَّحَايَا .

باب: قربانی میں ایک اونٹ کتنے لوگوں کی طرف سے جائز ہوسکتا ہے

البدن کا معنی

الحج: 36 میں فرمایا: اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں میں سے قرار دیا ہے۔
قربانی کے اونٹ کے لئے اس آیت میں البدن کا لفظ ہے۔ بدن کا معنی ہے جسم لیکن جثہ کے اعتبار سے جسم کو بدن کہا جاتا ہے اور رنگ کے اعتبار سے جسم کو جسد کہا جاتا ہے۔ جس عورت کا بدن بھاری ہو اس کو بادن اور بدین کہتے ہیں کہ رسول اللہ تعالی نے فرمایا رکوع اور سجود میں مجھ پر سبقت نہ کرو کیونکہ میں اگر تم سے پہلے رکوع کروں تو تم مجھے پالو گے اور اسی طرح جب میں سر اٹھاؤں فانی قد بدنت کیونکہ اب میرا جسم بھاری ہوگیا ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث:619، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:963) اور قرآن مجید میں ہے۔
والبدن جعلنها لکم من شعائر اللہ . (الحج:36) اس آیت میں البدن بدنۃ کی جمع ہے۔ اس کا معنی ہے وہ اونٹ جن کو قربانی کے لئے روانہ کیا جائے۔ (المفردات ج اص 50 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، 1418ھ)

آیا البدن میں گائے شامل ہے یا نہیں؟

اس میں اختلاف ہے کہ البدن کا اطلاق اونٹوں کے علاوہ گایوں پر بھی کیا جاتا ہے یا نہیں۔ حضرت ابن مسعود عطا اور امام شافعی کے نزدیک اس کا اطلاق گایوں پر نہیں کیا جاتا اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا اطلاق گایوں پر بھی کیا جاتا ہے۔ ثمرہ اختلاف یہ ہے کہ کسی شخص نے بدنہ کی نذر مانی اور اس کو اونٹ نہیں ملے تو اب وہ اونٹوں کی جگہ گایوں کی قربانی کرسکتا ہے یا نہیں؟ امام شافعی کے نزدیک وہ گایوں کی قربانی نہیں کرسکتا، اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک وہ اونٹوں کی جگہ گایوں کی قربانی کرسکتا ہے اور اس کی نذر پوری ہوجائے گی۔ حدیث سے امام شافعی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص پہلی ساعت میں جمعہ کی نماز کے لئے گیا اس نے گویا بدنہ کو صدقہ کیا اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا بقرۃ (گائے) کو صدقہ کیا۔ الحدیث (صحیح البخاری رقم الحدیث:881 صحیح مسلم رقم الحدیث:850)
اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدنہ اور بقرۃ کو الگ الگ ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بدنہ صرف اونٹ کو کہتے ہیں اور اس کا اطلاق گائے پر نہیں ہوتا۔
نیز اس آیت میں ہے فاذا وجبت جنوبھا یعنی جب نحر کرتے وقت اونٹوں کو کھڑا کرکے ان کے سینہ کے بالائی حصہ پر نیزہ مارا

جائے اور وہ اس کی ضرب سے پہلو کے بل گر کر ٹھنڈے ہو جائیں اور یہ وصف اونٹوں کا ہے، ان ہی کو کھڑا کر کے نحر کیا جاتا ہے گایوں کا یہ وصف نہیں ہے کیونکہ ان کو زمین پر گرا کر ذبح کیا جاتا ہے نحر نہیں کیا جاتا، اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک کی دلیل یہ ہے کہ اونٹوں کو بدنہ ان کی ضخامت کی وجہ سے کہا جاتا ہے اور ضخامت اونٹوں اور گایوں دونوں میں پائی جاتی ہے۔ نیز خون بہا کر اللہ کا تقرب حاصل کرنے میں گائیں، اونٹوں کی مثل ہیں حتیٰ کہ گایوں اور اونٹوں دونوں میں قربانی کے ساتھ حصے کیے جا سکتے ہیں اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گائے کی قربانی سات کی طرف سے ہو سکتی ہے اور اونٹ کی قربانی سات کی طرف سے ہو سکتی ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2808)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کی قربانی دی اور سات آدمیوں کی طرف سے گائے کی قربانی دی۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 2809)

بدن اور ھدی میں یہ فرق ہے کہ بدن صرف اونٹوں کو کہتے ہیں جن کو قربانی کے لئے کعبہ کی طرف روانہ کیا جاتا ہے اور ھدی عام ہے، اونٹ، گائے اور بکری میں سے جس کو بھی قربانی کے لئے کعبہ کی طرف روانہ کیا جائے، وہ ھدی ہے۔

(الجامع لاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت، 1415ء)

اونٹوں کو نحر کرنے کا طریقہ

اس آیت میں فرمایا: پس تم ان کو قطار میں کھڑا کر کے (ان کو نحر کرنے کے وقت) اللہ کا نام لو۔

ابن ابی ذئب کہتے ہیں کہ میں نے ابن شہاب سے الصواف (صف میں کھڑے ہوئے) کا معنی دریافت کیا۔ انہوں نے کہا پہلے تم اونٹوں کو باندھو پھر ان کو صف بہ صف کھڑا کرو، اور امام مالک نے بھی اسی طرح کہا اور باقی فقہاء کا بھی یہی مذہب ہے سوا امام ابوحنیفہ کے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اونٹوں کو بٹھا کر اور کھڑا کر کے ہر طرح نحر کرنا جائز ہے (لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کرنا مستحب ہے۔ جیسا کہ عنقریب آئے گا۔) جمہور کی دلیل یہ آیت ہے کیونکہ اس میں فرمایا ہے جب اونٹ پہلو کے بل گر جائیں اور گرنا اسی وقت ہو گا جب پہلے اونٹ کھڑے ہوئے ہوں۔

زیاد بن جبیر بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر ایک شخص کے پاس گئے، وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کر رہا تھا۔ حضرت ابن عمر نے کہا اس اونٹ کو کھڑا کرو اور یہ بندھا ہوا ہو پھر نحر کرو یہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

(صحیح البخاری رقم الحدیث: 1713 صحیح مسلم رقم الحدیث: 1320 سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1368)

ابوالزبیر حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمن بن سابط رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب اونٹ کو اس حال میں نحر کرتے تھے کہ اس کا الٹا پیر بندھا ہوا ہوتا تھا اور وہ اپنے باقی پیروں پر کھڑا ہوا ہوتا تھا۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: 1767)

امام مالک نے کہا اگر انسان کمزور ہو یا اس کو خطرہ ہو کہ اونٹ بھاگ جائے گا تو اس کو باندھ کر نحر کرنے میں کوئی حرج نہیں اور

مختار یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے بغیر باندھے نحر کیا جائے اگر خطرہ ہو تو اونٹ کو باندھ دیا جائے اور کھڑا کرنے کے لئے اس کی کونچیں نہ اٹھائی جائیں۔ الایہ کہ اس کو یہ خطرہ ہو کہ وہ اس پر قوت نہیں پائے گا اور اس کی کونچیں اٹھا کر کھڑا کرنے سے افضل یہ ہے کہ اس کو بٹھا کر نحر کیا جائے۔ حضرت ابن عمر جب جوان تھے تو اس کے سینہ میں نیزہ مار کر اس کے کوہان سے نکال دیتے تھے اور جب ان کی عمر زیادہ ہوگئی تو وہ اونٹ کو بٹھا کر نحر کرتے تھے۔ ایک آدمی ان کے ساتھ نیزہ پکڑے ہوئے ہوتا تھا اور دوسرا آدمی اس کی نکیل پکڑے ہوئے ہوتا تھا اور گائے اور بکری کو لٹا کر ذبح کیا جاتا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن ج۷ ص 60-59 مطبوعہ دارالفکر بیروت، 1415ھ)

علامہ محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی 1088ھ لکھتے ہیں: اونٹوں کی گردن کے نچلے حصے میں نحر کرنا مستحب ہے اور ان کو ذبح کرنا مکروہ ہے۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی 1252ھ لکھتے ہیں: شتر مرغ، زرافہ، انٹ اور ہر لمبی گردن والے جانور کو ذبح کیا جائے گا۔ المضمرات میں مذکور ہے کہ سنت یہ ہے کہ اونٹ کو کھڑا کر کے نحر کیا جائے اور گائے اور بکری کو لٹا کر ذبح کیا جائے۔

(الدرالمختار و ردالمحتار ج۹ ص 362، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 1419ھ)

4403 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ جَدِّهِ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْعَلُ فِيْ قَسْمِ الْغَنَائِمِ عَشْرًا مِّنَ الشَّاءِ بِبَعِيْرٍ. قَالَ شُعْبَةُ وَاَكْبَرُ عِلْمِي اَنِّيْ سَمِعْتُهُ مِنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ وَّحَدَّثَنِيْ بِهِ سُفْيَانُ عَنْهُ وَاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.

☆☆ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت تقسیم کرتے ہوئے دس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا تھا۔

شعبہ کہتے ہیں: میرے نزدیک بڑی علمی بات یہ ہے میں نے سعید بن مسروق سے اس روایت کو سنا ہے اور انہوں نے وہ روایت سفیان کے حوالے سے نقل کی ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

4404 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ غَزْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - يَعْنِيْ ابْنَ وَاقِدٍ - عَنْ عِلْبَاءَ بْنِ اَحْمَرَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَحَضَرَ النَّحْرُ فَاشْتَرَكْنَا فِي الْبَعِيْرِ عَنْ عَشَرَةٍ وَّالْبَقَرَةِ عَنْ سَبْعَةٍ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ اسی دوران قربانی کا دن آ گیا تو ہم نے دس آدمیوں کی طرف سے ایک اونٹ اور سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے قربان کی۔

4403-تقدم (الحديث 4308) .

4404-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الاشتراك في البدنة و البقرة (الحديث 905)، و في الاضاحي، باب ما جاء في الاشتراك في الاضحية (الحديث 1501) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب عن كم تجزىء البدنة و البقرة (الحديث 3131) . تحفة الاشراف (6158) .

باب مَا تُجْزِءُ عَنْهُ الْبَقَرَةُ فِى الضَّحَايَا .

یہ باب ہے کہ قربانی میں ایک گائے کتنے لوگوں کی طرف سے جائز ہوتی ہے؟

4405 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا نَتَمَتَّعُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ عَنْ سَبْعَةٍ وَّنَشْتَرِكُ فِيهَا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا' تو ہم نے سات آدمیوں کی طرف سے ایک گائے ذبح کی' جس میں ہم حصہ دار بن گئے تھے۔

باب ذَبْحِ الضَّحِيَّةِ قَبْلَ الْإِمَامِ .

یہ باب ہے کہ امام سے پہلے قربانی کے جانور کو ذبح کرنا

4406 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِىْ زَائِدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبِىْ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ ح وَاَنْبَاَنَا دَاوُدُ بْنُ اَبِىْ هِنْدٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ - فَذَكَرَ اَحَدُهُمَا مَا لَمْ يَذْكُرِ الْاٰخَرُ - قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْاَضْحٰى فَقَالَ "مَنْ وَّجَّهَ قِبْلَتَنَا وَصَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَلَا يَذْبَحْ حَتّٰى يُصَلِّيَ" . فَقَامَ خَالِىْ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّىْ عَجَّلْتُ نُسُكِىْ لِاُطْعِمَ اَهْلِىْ وَاَهْلَ دَارِىْ اَوْ اَهْلِىْ وَجِيْرَانِىْ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعِدْ ذِبْحًا اٰخَرَ" . قَالَ فَاِنَّ عِنْدِىْ عَنَاقَ لَبَنٍ هِىَ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ شَاتَىْ لَحْمٍ . قَالَ "اذْبَحْهَا فَاِنَّهَا خَيْرُ نَسِيكَتَيْكَ وَلَا تَقْضِى جَذَعَةٌ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ" .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے دن کھڑے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص ہمارے اس قبلہ کی طرف رخ کرتا ہے' ہماری طرح سے نماز ادا کرتا ہے اور ہماری طرح سے مناسک ادا کرتا ہے' وہ اس وقت تک قربانی کا جانور ذبح نہ کرے جب تک وہ نماز نہیں پڑھ لیتا''۔

(راوی کہتے ہیں:) میرے ماموں کھڑے ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے تو قربانی جلدی کر لی ہے' تاکہ میں اپنے گھر والوں کو کھانا فراہم کردوں اور اپنے محلے والوں کو بھی (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے گھر والوں کو اور اپنے پڑوسیوں کو (کھانا فراہم کردوں)۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم اس کی جگہ دوسری قربانی کرو''۔

4405-اخرجه مسلم في الحج، باب الاشتراك في الهدي و اجزاء البقرة و البدنة كل منهما عن سبعة (الحديث 355) . واخرجه ابو داؤد في الضحايا، باب في البقر و الجزور عن كم تجزىء (الحديث 2807) . تحفة الاشراف (2435) .

4406-تقدم (الحديث 1562) .

انہوں نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے جو میرے نزدیک دو بکریوں سے زیادہ پسندیدہ ہے (یعنی وہ اچھا صحت مند بچہ ہے)۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "تم اسے ذبح کرلو کیونکہ یہ تمہاری بہترین قربانی ہوگی لیکن تمہارے بعد کسی کے لیے بھی چھ ماہ کے بچے کو ذبح کرنا جائز نہیں ہوگا"۔

4407 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ ثُمَّ قَالَ "مَنْ صَلّٰى صَلَاتَنَا وَنَسَكَ نُسُكَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَسَكَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَتِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ" . فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ لَقَدْ نَسَكْتُ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ اِلَى الصَّلَاةِ وَعَرَفْتُ اَنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ فَتَعَجَّلْتُ فَاَكَلْتُ وَاَطْعَمْتُ اَهْلِيْ وَجِيْرَانِي . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تِلْكَ شَاةُ لَحْمٍ" . قَالَ فَاِنَّ عِنْدِيْ عَنَاقًا جَذَعَةً خَيْرٌ مِّنْ شَاتَيْ لَحْمٍ فَهَلْ تُجْزِءُ عَنِّيْ قَالَ "نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ" .

★★ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قربانی کے دن نماز کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص نے ہمارے ساتھ نماز ادا کی اور جو ہمارے طریقے کے ساتھ قربانی کرتا ہے' وہ قربانی کر لیتا ہے اور جس شخص نے نماز سے پہلے قربانی کر لی' وہ صرف بکری کا گوشت ہوگا"۔

تو حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے تو نماز کے لیے آنے سے پہلے ہی قربانی کر لی تھی' میں تو یہ سمجھا تھا کہ آج کا دن کھانے پینے کا دن ہے' اس لیے میں نے جلدی کی' تا کہ میں اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کو کھانے پینے کا سامان جلدی فراہم کردوں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وہ صرف بکری کا گوشت ہے"۔

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے' جو دو بکریوں سے زیادہ بہتر ہے' کیا اس کی قربانی میری طرف سے جائز ہوگی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! لیکن تمہارے بعد کسی کی طرف سے یہ جائز نہیں ہوگی۔

4408 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ

4407-تقدم (الحديث 1562) .

4408-اخرجه البخاري في العيدين باب الاكل يوم النحر (الحديث 954) بنحوه ، و باب كلام الامام والناس في خطبة العيد (الحديث 984) بنحوه، و في الاضاحي، باب سنة الاضحية (الحديث 5546) مختصراً، و باب ما يشتهى من اللحم يوم النحر (الحديث 5549) . وباب من ذبح قبل الصلاة اعاد (الحديث 5561) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب وقتها (الحديث 10 و 11 و 12) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب النهي عن ذبح الاضحية قبل الصلاة (الحديث 3151) مختصراً . والحديث عند: البخاري في الاضاحي، باب اضحية النبي صلى الله عليه وسلم بكبشين (الحديث 5554) . والنسائي في صلاة العيدين، ذبح الامام يوم العيد و عدد ما يذبح (الحديث 1587)، و في الضحايا، الكبش (الحديث 4400)، تحفة الاشراف (1455) .

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ "مَنْ كَانَ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيُعِدْ". فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هٰذَا يَوْمٌ يُشْتَهٰى فِيْهِ اللَّحْمُ فَذَكَرَ هَنَةً مِنْ جِيْرَانِهِ كَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَّقَهُ. قَالَ عِنْدِيْ جَذَعَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ. فَرَخَّصَ لَهُ فَلَا اَدْرِيْ اَبَلَغَتْ رُخْصَتُهُ مَنْ سِوَاهُ اَمْ لَا ثُمَّ انْكَفَأَ اِلٰى كَبْشَيْنِ فَذَبَحَهُمَا.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: قربانی کے دن نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے نماز ادا کرنے سے پہلے ذبح کرلیا تھا' وہ دوبارہ قربانی کرے''۔

تو ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ وہ دن ہے' جس میں گوشت کی آرزو زیادہ ہوتی ہے' پھر اس شخص نے اپنے پڑوسیوں کے ضرورت مند ہونے کا تذکرہ کیا' نبی اکرم ﷺ نے اس کی بات کی تصدیق کی۔ اس نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا ایک دودھ پیتا بچہ ہے' جو میرے نزدیک گوشت کے اعتبار سے دو بکریوں سے بہتر ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے اسی کو ذبح کرنے کی اجازت دے دی۔

مجھے یہ علم نہیں ہے' یہ رخصت اس کے علاوہ کسی اور کو بھی حاصل ہے یا نہیں ہے؟

پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ دو مینڈھوں کی طرف متوجہ ہوئے' آپ ﷺ نے ان دونوں کو ذبح کردیا۔

4409 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَحْيٰى ح وَاَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ نِيَارٍ اَنَّهُ ذَبَحَ قَبْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُعِيْدَ. قَالَ عِنْدِيْ عَنَاقٌ جَذَعَةٌ هِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مُسِنَّتَيْنِ. قَالَ "اذْبَحْهَا". فِيْ حَدِيْثِ عُبَيْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنِّيْ لَا اَجِدُ اِلَّا جَذَعَةً. فَاَمَرَهُ اَنْ يَذْبَحَ.

★★ حضرت ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے پہلے ہی قربانی کرلی' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ دوبارہ قربانی کریں۔ تو انہوں نے عرض کی: میرے پاس بھیڑ کا چھ ماہ کا بچہ ہے' جو میرے نزدیک ایک سال کی دو بکریوں سے زیادہ محبوب ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تم اسے ہی ذبح کرلو''۔

عبیداللہ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی:

''میرے پاس اب صرف ایک چھ ماہ کا بچہ ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اسے ذبح کرلیں''۔

4410 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ قَالَ ضَحَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَضْحٰى ذَاتَ يَوْمٍ فَاِذَا النَّاسُ قَدْ ذَبَحُوْا ضَحَايَاهُمْ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلَمَّا

4409-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11722) .

4410-تقدم (الحديث 4380) .

انْصَرَفَ رَآهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ ذَبَحُوا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ "مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَلْيَذْبَحْ مَكَانَهَا اُخْرٰى وَمَنْ كَانَ لَمْ يَذْبَحْ حَتّٰى صَلَّيْنَا فَلْيَذْبَحْ عَلَى اسْمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت جندب بن سفیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک دن عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قربانی کی' کچھ لوگوں نے نماز ادا کرنے سے پہلے ہی اپنے جانور قربان کر دیئے تھے' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے ان جانوروں کو ملاحظہ فرمایا' کہ وہ نماز سے پہلے ہی ذبح کیے جا چکے تھے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے نمازِ عید ادا کرنے سے پہلے اس کو ذبح کیا تھا' وہ اس کی جگہ دوسرا ذبح کرے اور جس شخص نے ذبح نہیں کیا یہاں تک کہ ہمارے ساتھ نماز ادا کر لی' تو اب وہ اللہ کا نام لے کر قربانی کرے''۔

باب اِبَاحَةِ الذَّبْحِ بِالْمَرْوَةِ .

یہ باب ہے کہ تیز دھار والے پتھر کے ذریعے ذبح کرنا جائز ہے

4411 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّهُ اَصَابَ اَرْنَبَيْنِ وَلَمْ يَجِدْ حَدِيْدَةً يَذْبَحُهُمَا بِهِ فَذَكَّاهُمَا بِمَرْوَةٍ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اصْطَدْتُ اَرْنَبَيْنِ فَلَمْ اَجِدْ حَدِيْدَةً اُذَكِّيْهِمَا بِهِ فَذَكَّيْتُهُمَا بِمَرْوَةٍ اَفَاٰكُلُ قَالَ "كُلْ" .

☆☆ حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے دو خرگوش پکڑے' انہیں لوہے کی کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس کے ذریعے وہ انہیں ذبح کرتے' تو انہوں نے نوک دار پتھر کے ذریعے انہیں ذبح کر لیا' پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں نے دو خرگوشوں کا شکار کیا تھا' تو مجھے لوہے کی کوئی چیز نہیں ملی' جس کے ذریعے میں انہیں ذبح کرتا' تو میں نے تیز دھار پتھر کے ذریعے اسے ذبح کر لیا ہے' کیا میں اسے کھا لوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم اسے کھا لو''۔

4412 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاضِرُ بْنُ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيُّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِيْ شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِالْمَرْوَةِ فَرَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَكْلِهَا .

☆☆ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں اپنے دانت کاٹ دیئے تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اس بکری کو نوک دار پتھر کے ذریعے ذبح کر لیا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کھانے کی اجازت دی۔

4411-تقدم (الحديث 4324) .

4412-اخرجه النسائي في الضحايا، باب ذكاة التي قد نيب فيها السبع (الحديث 4419) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكي (الحديث 3176) . تحفة الاشراف (3718) .

باب اِبَاحَةِ الذَّبْحِ بِالْعُوْدِ .

یہ باب ہے کہ لکڑی کے ذریعے ذبح کرنا مباح ہے

4413 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَاسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ مُرِّيَّ بْنَ قَطَرِيٍّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُرْسِلُ كَلْبِيْ فَاٰخُذُ الصَّيْدَ فَلَا اَجِدُ مَا اُذَكِّيْهِ بِهٖ فَاَذْبَحُهُ بِالْمَرْوَةِ وَبِالْعَصَا . قَالَ "اَنْهِرِ الدَّمَ بِمَا شِئْتَ وَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

★★ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اپنے کتے کو چھوڑتا ہوں پھر میں شکار کو پکڑ لیتا ہوں تو مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی، جس کے ذریعے میں اُسے ذبح کروں، تو کیا میں اُسے نوک دار پتھر کے ذریعے یا لاٹھی (کی نوک) کے ذریعے ذبح کرسکتا ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جس چیز کے ساتھ چاہو خون بہادو، اور اس پر اللہ کا نام لے لو (تو وہ کھانا تمہارے لیے جائز ہوگا)''۔

4414 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ فَلَقِيْتُ زَيْدَ بْنَ اَسْلَمَ فَحَدَّثَنِيْ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَتْ لِرَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ نَاقَةٌ تَرْعٰى فِيْ قِبَلِ اُحُدٍ فَعُرِضَ لَهَا فَنَحَرَهَا بِوَتَدٍ . فَقُلْتُ لِزَيْدٍ وَتَدٌ مِّنْ خَشَبٍ اَوْ حَدِيْدٍ قَالَ لَا بَلْ خَشَبٌ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ فَاَمَرَهُ بِاَكْلِهَا .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری کی ایک اونٹنی تھی، جو اُحد پہاڑ کی طرف چر رہی تھی، اُسے کوئی عارضہ لاحق ہوا، تو اس انصاری نے اُسے کیل کے ساتھ ذبح کرلیا۔

ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے زید بن اسلم نامی راوی سے دریافت کیا، انہوں نے لکڑی کے کیل کے ذریعے ذبح کیا تھا، یا لوہے کے کیل کے ذریعے (ذبح) کیا تھا؟ تو زید بن اسلم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں! بلکہ وہ لکڑی کا کیل تھا۔

(پھر روایت میں یہ الفاظ ہیں:) پھر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس اونٹنی کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

باب النَّهْيِ عَنِ الذَّبْحِ بِالظُّفُرِ .

یہ باب ہے کہ حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح کرنے کی ممانعت

4415 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ اِلَّا بِسِنٍّ اَوْ

4413-تقدم (الحديث 4315) .

4414-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4184) .

ظُفرٍ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر وہ چیز جو خون کو بہادے اور (جس جانور کو ذبح کرتے ہوئے اس پر) اللہ کا نام لیا گیا ہو' تم اُسے کھالو' ماسوائے اس کے' جسے ہڈی کے ذریعے ذبح کی گیا ہو' یا جسے حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح کیا گیا ہو''۔

باب فِي الذَّبْحِ بِالسِّنِّ .

یہ باب ہے کہ ہڈی کے ذریعے ذبح کرنا

4416 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نَلْقَى الْعَدُوَّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلُوْا مَا لَمْ يَكُنْ سِنًّا اَوْ ظُفُرًا وَّسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کل ہمارا دشمنوں سے سامنا ہوگا' ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو چیز خون کو بہادے اور (جس جانور پر قربانی کے وقت) اللہ کا نام لیا گیا ہو' تم اُسے کھالو' جبکہ اُسے ہڈی کے ذریعے یا حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح نہ کیا گیا ہو''۔

راوی کہتے ہیں: میں تمہیں اس کے بارے میں بتاتا ہوں: ''سن'' سے مراد ہڈی ہے' اور ''ظفر'' سے مراد حبشہ کی مخصوص چھری ہے۔

4415-اخرجه البخاري في الشركة، باب قسمة الغنائم (الحديث 2488) مطولًا، و باب من عدل عشرة من الغنم بجزور في القسم (الحديث 2507) مطولًا، و في الجهاد، باب ما يكره من ذبح الابل و الغنم في المغانم (الحديث 3075) مطولًا، و في الذبائح و الصيد، باب التسمية على الذبيحة (الحديث 5498) مطولًا، و باب ما انهر الدم من القصب و المروة و الحديد (الحديث 5503) مطولًا . واباب لا يذكي با لسن و العظم و الظفر (الحديث 5506)، وباب ما ند من البهائم فهو بمنزلة الوحش (الحديث 5509) مطولًا، وباب اذا اصاب قوم غنيمة فذبح بعضهم غنمًا او ابلًا بغير امر اصحابها لم تؤكل (الحديث 5543) مطولًا، و باب اذا ند بعير لقوم فرماه بعضهم بسهم فقتله فار اد اصلاحهم فهو جائز (الحديث 5544) مطولًا . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب جواز الذبح بكل ما انهر الدم الا السن و الظفر و سائر العظام (الحديث 20 و 21 و 22 و 23) واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في الذبيحة بالمروة (الحديث 2821) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الاحكام والفوائد، باب ما جاء في الزكاة بالقصب وغيره (الحديث 1491) مطولًا، و باب ما جاء في البعير و البقر والغنم اذا ند فصار و حشيًا يرمى بسهم ام لا (الحديث 1492م)واخرجه النسائي في الضحايا، باب في الذبح بالسن (الحديث 4416) مطولًا، و ذكر المنفلتة التي لا يقدر على اخذها (الحديث 4421) مطولًا واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ما يذكي به (الحديث 3178) . والحديث عند: الترمذي في السير، باب ما جاء في كراهية النهبة (الحديث 1600)، والنسائي في الصيد و الذبائح، الانسية تستوحش (الحديث 4308)، و في الضحايا، باب ما تجزىء عنه البدنة في الضحايا (الحديث 4303) . و ابن ماجه في الاضاحي، باب كم تجزىء من الغنم عن البدنة (الحديث 3137)، و في الذبائح، باب ذكاة الناد من البهائم (الحديث 3183) . تحفة الاشراف (3561) .

4416-تقدم (الحديث 4415) .

بَاب الْاَمْرِ بِاِحْدَادِ الشَّفْرَةِ .

یہ باب ہے کہ چھری تیز کرنے کا حکم

4417 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ اثْنَتَانِ حَفِظْتُهُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ".

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو باتیں یاد رکھی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے' جب تم کسی کو قتل کرو' تو اُسے اچھے طریقے سے قتل کرو (یعنی اذیت دے کر نہ مارو) اور جب تم ذبح کرو' تو اچھے طریقے سے ذبح کرو اور آدمی کو اپنی چھری تیز کرنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو راحت پہنچانی چاہیے (یعنی اُسے تکلیف پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے)"۔

بَاب الرُّخْصَةِ فِيْ نَحْرِ مَا يُذْبَحُ وَذَبْحِ مَا يُنْحَرُ .

یہ باب ہے کہ جس جانور کو ذبح کیا جاتا ہے' اُسے نحر کرنے' اور جسے نحر کیا جاتا ہے' اُسے ذبح کرنے کی اجازت ہے

4418 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اَحْمَدَ الْعَسْقَلَانِيُّ - عَسْقَلَانُ بَلْخٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ حَدَّثَهٗ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ الْمُنْذِرِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلْنَاهُ .

★★ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک گھوڑا نحر کیا اور اُسے کھا لیا۔

بَاب ذَكَاةِ الَّتِيْ قَدْ نَيَّبَ فِيْهَا السَّبُعُ .

یہ باب ہے کہ اُس جانور کو ذبح کرنا' جس میں کسی درندے نے دانت گاڑ دیئے ہوں

4417-اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب الامر باحسان الذبح و القتل و تحديد الشفرة (الحديث 57) . واخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في النهي ان تصبر البهائم، و الرفق بالذبيحة (الحديث 2815) . واخرجه الترمذي في الديات، باب ما جاء في النهي عن المثلة (الحديث 1409) واخرجه النسائي في الضحايا، ذكر المنفلتة التي لا يعذر على اخذها (الحديث 4423)، و باب حسن الذبح (الحديث 4424 و 4425 و 4426) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب اذا ذبحتم فاحسنوا الذبح (الحديث 3170) تحفة الاشراف (4817) .

4418-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب النحر و الذبح (الحديث 5510 و 5511 و 5512) . وباب لحوم الخيل (الحديث 5519) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب في اكل لحوم الخيل (الحديث 38) . واخرجه النسائي في الضحايا، نحر ما يذبح (الحديث 4432 و 4433) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب لحوم الخيل (الحديث 3190) . تحفة الاشراف (15746) .

4419 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ حَاضِرَ بْنَ الْمُهَاجِرِ الْبَاهِلِيَّ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ ذِئْبًا نَيَّبَ فِيْ شَاةٍ فَذَبَحُوهَا بِمَرْوَةٍ فَرَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَكْلِهَا .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک بھیڑیے نے ایک بکری میں دانت گاڑ دیئے تو لوگوں نے اُسے نوکدار پتھر کے ذریعے ذبح کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

باب ذِكْرِ الْمُتَرَدِّيَةِ فِي الْبِئْرِ الَّتِيْ لَا يُوْصَلُ اِلٰى حَلْقِهَا .

یہ باب ہے کہ اُس جانور کا تذکرہ جو کنویں میں گر جاتا ہے اور اُسے (ذبح کرنے کیلئے) اُس کے حلق تک نہیں پہنچا جا سکتا

4420 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَكُوْنُ الذَّكَاةُ اِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ قَالَ "لَوْ طَعَنْتَ فِيْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَكَ" .

★★ ابوعشراء اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ذبح صرف حلق اور لبہ میں ہوتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اگر تم اس کے زانو پر نیزہ مار دو تو یہ بھی تمہارے لیے جائز ہوگا"۔

باب ذِكْرِ الْمُنْفَلِتَةِ الَّتِيْ لَا يُقْدَرُ عَلٰى اَخْذِهَا

یہ باب ہے کہ بھاگ جانے والے اس جانور کا تذکرہ جسے پکڑا نہ جا سکتا ہو

4421 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رَافِعٍ عَنْ رَافِعٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَّلَيْسَ مَعَنَا مُدًى . قَالَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلْ مَا خَلَا السِّنَّ وَالظُّفُرَ" . قَالَ فَاَصَابَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهْبًا فَنَدَّ بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ "اِنَّ لِهٰذِهِ النَّعَمِ - اَوْ قَالَ الْاِبِلِ - اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا فَافْعَلُوْا بِهِ هٰكَذَا" .

★★ حضرت رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کل ہمارا دشمن سے سامنا ہوگا' ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو چیز خون بہا دے اور جس جانور کے ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا گیا ہو اُسے تم کھا لو' ماسوائے اس کے جسے

4419-تقدم (الحديث 4412) .

4420-اخرجه ابو داؤد في الضاحي، باب ما جاء في ذبيحة المتردية (الحديث 2825) واخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في الذكاة في الحلق و اللبة (الحديث 1481) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب ذكاة الناد من البهائم (الحديث 3184) . تحفة الاشراف (15694) .

4421-تقدم (الحديث 4308) .

ہڈی کے ذریعے یا حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح کیا گیا ہو"۔

راوی بیان کرتے ہیں: وہاں نبی اکرم ﷺ کو مالِ غنیمت حاصل ہوا' ان میں سے ایک اونٹ سرکش ہو کر بھاگ گیا تو ایک آدمی نے اُسے تیر مارا' جس کی وجہ سے وہ رک گیا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"ان جانوروں میں (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) ان اونٹوں میں بھی وحشی جانوروں کی طرح' کچھ سرکش ہوتے ہیں' تو جب کوئی تمہارے قابو میں نہ آسکے' تو اس کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرو"۔

4422 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ عَبَايَةَ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَّلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى . قَالَ "مَا اَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ" . وَاَصَبْنَا نَهْبَةَ اِبِلٍ اَوْ غَنَمٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَرَمَاهُ رَجُلٌ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ لِهٰذِهِ الْاِبِلِ اَوَابِدَ كَاَوَابِدِ الْوَحْشِ فَاِذَا غَلَبَكُمْ مِنْهَا شَيْءٌ فَافْعَلُوْا بِهٖ هٰكَذَا" .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کل ہمارا دشمن سے سامنا ہو گا' ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو چیز خون بہا دے (اور جس جانور کے ذبح کے وقت اس پر) اللہ کا نام لیا گیا ہو' تم اُسے کھالو' لیکن وہ ہڈی کے ذریعے یا حبشہ کی مخصوص چھری کے ذریعے ذبح نہ کیا گیا ہو"۔

(راوی کہتے ہیں:) میں تمہیں یہ بتاتا ہوں کہ سن سے مراد ہڈی ہے' اور ظفر سے مراد حبشہ کی مخصوص چھری ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) وہاں ہمیں مالِ غنیمت کے طور پر اونٹ یا بکریاں ہاتھ آئے' ان میں سے ایک اونٹ سرکش ہو کر بھاگا' تو ایک شخص نے اُسے تیر مار دیا جس کی وجہ سے وہ رک گیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"وحشی جانوروں کی طرح' کچھ اونٹ بھی سرکش ہو جاتے ہیں' تو جب تم ان میں سے کسی پر قابو نہ پاسکو' تو اس کے ساتھ یہی سلوک کرو"۔

4423 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَآئِيْلُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِيْ اَسْمَآءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ اَبِي الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ اِذَا ذَبَحَ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ" .

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

"بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ بھلائی کرنا لازم قرار دیا ہے' جب تم کسی کو قتل کرو' تو اچھے طریقے سے قتل کرو

4422-تقدم (الحديث 4308) .

4423-تقدم (الحديث 4417) .

(یعنی اُسے تکلیف دے کر نہ مارو) اور جب تم ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو تو آدمی کو ذبح کرتے وقت اپنی چھری تیز کرنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے (یعنی اسے تکلیف پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے)''۔

باب حُسْنِ الذَّبْحِ

یہ باب ہے کہ اچھی طرح سے ذبح کرنا

4424 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ اَبُوْ عَمَّارٍ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ".

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے جب تم کسی کو قتل کرو تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب ذبح کرو تو اچھی طرح سے ذبح کرو آدمی کو اپنی چھری تیز رکھنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے''۔

4425 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذَّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهُ ثُمَّ لِيُرِحْ ذَبِيْحَتَهُ".

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی دو باتیں سنی ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے' تو جب تم کسی کو قتل کرو' تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب تم ذبح کرو' تو اچھی طرح سے ذبح کرو' آدمی کو اپنی چھری تیز کر لینی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے''۔

4426 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ ح وَاَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

4424-تقدم (الحديث 4417) .

4425-تقدم (الحديث 4417) .

4426-تقدم (الحديث 4417) .

كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَةَ لِيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيحَتَهٗ"۔

★★ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو باتیں یاد رکھی ہوئی ہیں:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ اچھائی کرنا لازم قرار دیا ہے' جب تم قتل کرو' تو اچھی طرح سے قتل کرو اور جب ذبح کرو' تو اچھی طرح سے ذبح کرو' آدمی کو اپنی چھری تیز کرنی چاہیے اور اپنے ذبیحہ کو آرام پہنچانا چاہیے''۔

باب وَضْعِ الرِّجْلِ عَلٰى صَفْحَةِ الضَّحِيَّةِ

یہ باب ہے کہ قربانی کے جانور کے پہلو پر پاؤں رکھنا

4427 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ اَخْبَرَنِیْ قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ يُكَبِّرُ وَيُسَمِّی وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعًا عَلٰى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهٗ ۔ قُلْتُ اَنْتَ سَمِعْتَهٗ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے دو سرمگیں مینڈھوں کی قربانی کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی' بسم اللہ پڑھی' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے دست مبارک کے ذریعے ان دونوں کو ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پہلو پر پاؤں رکھا ہوا تھا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے دریافت کیا: کیا آپ نے خود حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ حدیث سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب تَسْمِيَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الضَّحِيَّةِ

باب: قربانی پر اللہ کا نام لینا

4428 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَاصِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَحِّی بِكَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ وَكَانَ يُسَمِّی وَيُكَبِّرُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعًا رِجْلَهٗ عَلٰى صِفَاحِهِمَا ۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرمگیں آنکھوں والے دو مینڈھوں کی قربانی کی'

4427-اخرجه البخاري في الاضاحي، باب من ذبح الاضاحي بيده (الحديث 5558) . واخرجه مسلم في الاضاحي، باب استحباب الضحية و ذبحها مباشرة بلا توكيل و التسمية و التكبير (الحديث 18) . واخرجه النسائي في الضحايا، تسمية الله عز وجل على الضحية (الحديث 4428)، و التكبير عليها (الحديث 4429) . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب اضاحي رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3120)، و باب من ذبح اضحية بيده (الحديث 3155) . تحفة الاشراف (1250) .

4428-تقدم (الحديث 4427) .

آپ ﷺ نے پہلے بسم اللہ پڑھی' پھر تکبیر کہی' میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے انہیں ذبح کیا' آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا تھا۔

باب التَّكْبِيرِ عَلَيْهَا

(قربانی کے جانور پر) تکبیر کہنا

4429 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنِ الْحَسَنِ - يَعْنِى ابْنَ صَالِحٍ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُهُ - يَعْنِى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَذْبَحُهُمَا بِيَدِهٖ وَاضِعًا عَلٰى صِفَاحِهِمَا قَدَمَهٗ يُسَمِّى وَيُكَبِّرُ كَبْشَيْنِ اَمْلَحَيْنِ اَقْرَنَيْنِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے ان دونوں کو ذبح کیا اور آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا تھا' آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھی تھی' تکبیر کہی تھی' وہ دونوں چتکبرے اور سینگوں والے مینڈھے تھے۔

باب ذَبْحِ الرَّجُلِ اُضْحِيَتَهٗ بِيَدِهٖ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ کے ذریعے ذبح کرنا

4430 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - يَعْنِى ابْنَ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ اَنَّ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحّٰى بِكَبْشَيْنِ اَقْرَنَيْنِ اَمْلَحَيْنِ يَطَاُ عَلٰى صِفَاحِهِمَا وَيَذْبَحُهُمَا وَيُسَمِّى وَيُكَبِّرُ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ کے نبی ﷺ نے چتکبرے' سینگوں والے' دو مینڈھے ذبح کیے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا پاؤں مبارک ان کے پہلوؤں پر رکھا تھا اور انہیں ذبح کر دیا تھا' آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھی تھی اور تکبیر کہی تھی۔

باب ذَبْحِ الرَّجُلِ غَيْرَ اُضْحِيَتِهٖ

یہ باب ہے کہ آدمی کا کسی دوسرے کے قربانی کے جانور کو ذبح کرنا

4431 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ

4429-تقدم (الحديث 4427) .

4430-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب استحباب الضحية و ذبحها مباشرة بلا توكيل و التسمية و التكبير (الحديث 18م) . تحفة الاشراف (1191) .

4431-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2626) .

حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ بَعْضَ بُدْنِهِ بِيَدِهِ وَنَحَرَ بَعْضَهَا غَيْرُهُ .

★★ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے بعض اونٹ خود نحر کیے تھے اور بعض اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دوسرے صاحب (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) نے نحر کیے تھے۔

بَاب نَحْرِ مَا يُذْبَحُ

یہ باب ہے کہ جسے ذبح کیا جاتا ہے اُسے نحر کرنا

4432 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ نَحَرْنَا فَرَسًا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَاهُ . وَقَالَ قُتَيْبَةُ فِي حَدِيثِهِ فَأَكَلْنَا لَحْمَهُ . خَالَفَهُ عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ .

★★ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم نے ایک گھوڑا نحر کیا اور اُسے کھا لیا۔

قتیبہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہم نے اس کا گوشت کھا لیا۔

عبدہ بن سلیمان نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4433 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ ذَبَحْنَا عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَنَحْنُ بِالْمَدِينَةِ فَأَكَلْنَاهُ .

★★ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم نے گھوڑا ذبح کیا' ہم اس وقت مدینہ منورہ میں موجود تھے پھر ہم نے اُسے کھا لیا۔

بَاب مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

یہ باب ہے کہ جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے

4434 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى - وَهُوَ ابْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ - عَنِ ابْنِ حَيَّانَ - يَعْنِي مَنْصُورًا - عَنْ عَامِرِ بْنِ وَاثِلَةَ قَالَ سَأَلَ رَجُلٌ عَلِيًّا هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسِرُّ إِلَيْكَ بِشَيْءٍ دُونَ

4432-تقدم (الحديث 4418) .

4433-تقدم (الحديث 4418) .

4434-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب تحريم الذبح لغير الله تعالى و لعن فاعله (الحديث 43 و 44 و 45) . تحفة الاشراف (10152) .

النَّاسِ فَغَضِبَ عَلِيٌّ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ وَقَالَ مَا كَانَ يُسِرُّ اِلَيَّ شَيْئًا دُوْنَ النَّاسِ غَيْرَ اَنَّهُ حَدَّثَنِيْ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَّاَنَا وَهُوَ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَهُ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ ذَبَحَ لِغَيْرِ اللّٰهِ وَلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اٰوٰى مُحْدِثًا وَّلَعَنَ اللّٰهُ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْاَرْضِ" .

★★ عامر بن واثلہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی راز کی بات کہی تھی جو دوسرے لوگوں کو نہ بتائی ہو؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے یہاں تک کہ اُن کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا' انہوں نے فرمایا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو چھوڑ کر بطور خاص مجھے کوئی راز کی بات نہیں بتائی تھی' البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چار کلمات ارشاد فرمائے تھے' میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ایک ہی گھر میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"جو شخص اپنے والد پر لعنت کرتا ہے' اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو' جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہو' جو شخص کسی بدعتی کو پناہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ کی اُس پر لعنت ہو اور جو شخص زمین (کی حد بندی) کے نشانات کو تبدیل کر دیتا ہے' اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو"۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْاَكْلِ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ وَّعَنْ اِمْسَاكِهِ

تین دن گزرنے کے بعد قربانی کا گوشت کھانے' یا اُسے سنبھال کر رکھنے کی ممانعت

4435 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ تُؤْكَلَ لُحُوْمُ الْاَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھایا جائے۔

4436 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى ابْنِ عَوْفٍ قَالَ شَهِدْتُ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ بَدَاَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ صَلّٰى بِلَا اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى اَنْ يُّمْسِكَ اَحَدٌ مِّنْ نُّسُكِهِ شَيْئًا فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ .

★★ ابو عبید بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ عید کی نماز میں شریک ہوا' انہوں نے خطبہ

4435-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء (الحديث 27) . تحفة الاشراف (6946) .

4436-انفرد به النسائي، و سياتي في الضحايا، النهي عن الاكل من لحوم الاضاحي بعد ثلاث و عن امساكها (الحديث 4437) . تحفة الاشراف (10332) .

دینے سے پہلے نماز ادا کی پھر انہوں نے نماز ادا کی جس سے پہلے نہ اذان دی گئی تھی اور نہ اقامت کہی گئی تھی پھر انہوں نے یہ بات بتائی: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس بات سے منع کرتے ہوئے سنا ہے کوئی بھی شخص قربانی کے جانور کے گوشت کو تین دن سے زیادہ اپنے پاس رکھے۔

4437 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا عُبَيْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا لُحُوْمَ نُسُكِكُمْ فَوْقَ ثَلَاثٍ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تم لوگوں کو اس بات سے منع کیا ہے تم تین دن سے زیادہ اپنے قربانی کے گوشت کو کھاؤ۔

باب الْاِذْنِ فِیْ ذٰلِكَ

باب: اس بارے میں اجازت (کے بارے میں روایات)

4438 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلَاثٍ ثُمَّ قَالَ "كُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا" .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اب تم اسے کھا بھی لیا کرو اور زادِ راہ کے طور پر ساتھ بھی رکھو اور ذخیرہ بھی کر لیا کرو''۔

4439 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ زُغْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ - هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ - اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِیَّ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَدَّمَ اِلَيْهِ اَهْلُهٗ لَحْمًا مِّنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ فَقَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلِهٖ حَتّٰى اَسْاَلَ . فَانْطَلَقَ اِلٰى اَخِيْهِ لِاُمِّهٖ قَتَادَةَ بْنِ النُّعْمَانِ - وَكَانَ بَدْرِيًّا - فَسَاَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ بَعْدَكَ اَمْرٌ نَقْضًا لِّمَا كَانُوْا نُهُوْا عَنْهُ مِنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیْ بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے ایک مرتبہ وہ ایک سفر سے واپس تشریف لائے ان کے اہلِ خانہ نے قربانی کا گوشت ان کے آگے کیا تو انہوں نے فرمایا: میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک میں یہ دریافت نہیں کر لیتا۔

4437-تقدم (الحديث 4418) .

4438-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء (الحديث 29) . تحفة الاشراف (6936) .

4439-اخرجه البخاري في المغازي، باب . 12 . (الحديث 3997)، و في الاضاحي، باب ما يوكل من لحوم الاضاحي و ما يتزود منها (الحديث 5568) مختصراً . و اخرجه النسائي في الضحايا، الاذن في ذلك (الحديث 444) مطولاً . تحفة الاشراف (11072) .

پھر وہ اپنے والد کی طرف سے شریک بھائی حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے' جنہیں غزوۂ بدر میں شرکت کرنے کا شرف حاصل تھا۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا: تمہارے بعد نیا حکم آیا ہے' جو اس حکم کے برخلاف ہے' جس میں لوگوں کو تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا گیا تھا۔

4440 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَتْنِىْ زَيْنَبُ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِىْ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَقَدِمَ قَتَادَةُ بْنُ النُّعْمَانِ - وَكَانَ اَخَا اَبِىْ سَعِيْدٍ لِاُمِّهِ وَكَانَ بَدْرِيًّا - فَقَدَّمُوْا اِلَيْهِ فَقَالَ اَلَيْسَ قَدْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ اِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ فِيْهِ اَمْرٌ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَاْكُلَهٗ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ رَخَّصَ لَنَا اَنْ نَاْكُلَهٗ وَنَدَّخِرَهٗ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت کھانے سے منع کر دیا۔

تو حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ آئے' وہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے والدہ کی طرف سے شریک بھائی تھے اور انہیں غزوۂ بدر میں شرکت کا شرف حاصل تھا' لوگوں نے ان کے سامنے قربانی کا گوشت پیش کیا تو انہوں نے فرمایا:

کیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں کر دیا' تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بتایا: اس بارے میں نیا حکم آیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہمیں تین دن سے زیادہ اسے کھانے سے منع کیا تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات کی اجازت عطاء کی ہے' ہم (تین دن کے بعد بھی) اسے کھا سکتے ہیں اور ذخیرہ بھی کر سکتے ہیں۔

4441 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ - وَهُوَ النُّفَيْلِىُّ - قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُبَيْدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّىْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلَاثٍ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَزُوْرُوْهَا وَلْتَزِدْكُمْ زِيَارَتُهَا خَيْرًا وَّنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِىْ بَعْدَ ثَلَاثٍ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَمْسِكُوْا مَا شِئْتُمْ وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فِى الْاَوْعِيَةِ فَاشْرَبُوْا فِىْ اَىِّ وِعَاءٍ شِئْتُمْ وَلَا تَشْرَبُوْا مُسْكِرًا" . وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدٌ "وَاَمْسِكُوْا" .

★★ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''پہلے میں نے تمہیں تین چیزوں سے منع کیا تھا' قبروں کی زیارت کرنے سے' اب تم ان کی زیارت کیا کرو' کیونکہ ان کی زیارت کرنا' تمہارے لیے بھلائی میں اضافے کا باعث بنے گا' میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا' اب تم اسے کھا بھی لیا کرو اور اپنے پاس بھی' جب تک چاہے رکھو اور میں نے تمہیں مخصوص برتنوں میں مشروب پینے سے منع کیا

4440-تقدم (الحديث 4439) .

4441-تقدم (الحديث 2031) .

تو اب تم جس بھی برتن میں چاہو مشروب پی سکتے ہو تاہم کوئی ایسی چیز نہ پینا جو نشہ آور ہو"۔

محمد نامی راوی نے الفاظ "تم اسے روک کر رکھو" نقل نہیں کیے ہیں۔

4442 - اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ عَنِ الْاَحْوَصِ بْنِ جَوَّابٍ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنِّيْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ بَعْدَ ثَلَاثٍ وَّعَنِ النَّبِيْذِ اِلَّا فِيْ سِقَاءٍ وَّعَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ فَكُلُوْا مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ مَا بَدَا لَكُمْ وَتَزَوَّدُوْا وَادَّخِرُوْا وَمَنْ اَرَادَ زِيَارَةَ الْقُبُوْرِ فَاِنَّهَا تُذَكِّرُ الْاٰخِرَةَ وَاشْرَبُوْا وَاتَّقُوْا كُلَّ مُسْكِرٍ"۔

★★ ابن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"میں نے تمہیں تین دن کے بعد قربانی کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا' مشکیزے کے علاوہ کسی اور چیز میں نبیذ تیار کرنے سے منع کیا تھا اور قبروں کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا' تو اب جب تک تمہیں مناسب محسوس ہو قربانی کا گوشت کھاؤ' اسے زادِراہ کے طور پر ساتھ رکھو' اسے ذخیرہ کرو' جو شخص قبروں کی زیارت کرنا چاہتا ہو (وہ ان کی زیارت کرے) کیونکہ یہ چیز آخرت کی یاد دلاتی ہے' اور تم (جو چاہو) پیو' لیکن نشہ آور چیز سے بچنا"۔

باب الْاِدِّخَارِ مِنَ الْاَضَاحِيْ

یہ باب قربانی کا گوشت ذخیرہ کرنے میں ہے

4443 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُوْا وَادَّخِرُوْا ثَلَاثًا"۔ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ اَضَاحِيِّهِمْ يَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِيَةَ۔ قَالَ "وَمَا ذَاكَ"۔ قَالَ الَّذِيْ نَهَيْتَ مِنْ اِمْسَاكِ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيْ۔

قَالَ "اِنَّمَا نَهَيْتُ لِلدَّافَّةِ الَّتِيْ دَفَّتْ كُلُوْا وَادَّخِرُوْا وَتَصَدَّقُوْا"۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ عید الاضحیٰ کے موقع پر دیہاتی لوگ مدینہ منورہ آ گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم لوگ (قربانی کا گوشت) کھاؤ اور تین دن کے لیے ذخیرہ کرو"۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! پہلے لوگ اپنے قربانی کے جانوروں کے ذریعے

4442-انفرد به النسائي. وسياتي (الحديث 5667) . تحفة الاشراف (1976) .

4443-اخرجه مسلم في الاضاحي، باب بيان ما كان من النهي عن اكل لحوم الاضاحي بعد ثلاث في اول الاسلام و بيان نسخه و اباحته الى متى شاء (الحديث 28) . و اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في حبس لحوم الاضاحي (الحديث 2812) . تحفة الاشراف (17901) .

نفع حاصل کیا کرتے تھے وہ ان کی چربی بنالیا کرتے تھے وہ ان کے مشکیزے بنالیا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
"اب کیا ہوا ہے؟"
اس شخص نے عرض کی: آپ ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کر دیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا:
"میں نے تو اس عارضی صورت حال کی وجہ سے منع کیا تھا جو پیش آئی تھی اب تم اسے کھا بھی لو اور ذخیرہ بھی کرو اور صدقہ وخیرات بھی کرو"۔

4444 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ بَعْدَ ثَلَاثٍ قَالَتْ نَعَمْ اَصَابَ النَّاسَ شِدَّةٌ فَاَحَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُطْعِمَ الْغَنِيُّ الْفَقِيْرَ ثُمَّ قَالَ لَقَدْ رَاَيْتُ اٰلَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُوْنَ الْكُرَاعَ بَعْدَ خَمْسَ عَشْرَةَ قُلْتُ مِمَّ ذَاكَ فَضَحِكَتْ فَقَالَتْ مَا شَبِعَ اٰلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُبْزٍ مَاْدُوْمٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ.

★★ عبدالرحمٰن بن عابس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے گزارش کی: کیا نبی اکرم ﷺ نے تین دن کے بعد قربانی کا گوشت استعمال کرنے سے منع کیا تھا؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: جی ہاں! ایک مرتبہ لوگوں کو تنگ دستی نے گھیر لیا' تو نبی اکرم ﷺ نے اس بات کو پسند کیا' خوشحال لوگ غریبوں کو کھانا کھلائیں۔

پھر انہوں نے کہا' میں نے دیکھا ہے' حضرت محمد ﷺ کے گھر والے پندرہ دن کے بعد بھی پائے کھا رہے ہوتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے دریافت کیا' وہ کہاں سے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا مسکرادیں' انہوں نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ کے گھر والوں نے کبھی بھی' مسلسل تین دنوں تک روٹی اور سالن سیر ہو کر نہیں کھایا' یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے۔

4445 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِيِّ قَالَتْ كُنَّا نَخْبَاُ الْكُرَاعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا ثُمَّ يَاْكُلُهُ.

★★ عبدالرحمٰن بن عابس اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قربانی کے گوشت کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: ہم نبی اکرم ﷺ کے لیے ایک مہینے تک پائے سنبھال کر رکھتے تھے' پھر

4444-اخرجه البخاري في الاطعمة، باب ما كان السلف يدخرون في بيوتهم و اسفارهم من الطعام و اللحم وغيره (الحديث 5423) بنحوه . واخرجه الترمذي في الاضاحي، باب ما جاء في الرخصة في اكلها بعد ثلاث (الحديث 1511) مختصراً . واخرجه النسائي في الضحايا، الادخار من الاضاحي (الحديث 4445) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الاضاحي، باب ادخار لحوم الاضاحي (الحديث 3159) مختصراً، و في الاطعمة، باب القديد (الحديث 3313) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في الاطعمة، باب القديد (الحديث 5438)، و في الايمان و النذور، باب اذا حلف ان لا يأتدم فاكل تمرًا بخبز (الحديث 6687) ومسلم في الزهد و الرقائق، (الحديث 23) . تحفة الاشراف (16165) .

4445-تقدم (الحديث 4444) .

آپ ﷺ انہیں کھالیا کرتے تھے۔

4446 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِمْسَاكِ الْاَضْحِيَةِ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ثُمَّ قَالَ "كُلُوْا وَاَطْعِمُوْا"۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت اپنے پاس رکھنے سے منع کیا تھا' پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب تم اسے کھابھی لو اور دوسروں کو بھی کھلاؤ۔

شرح

ابتداء اسلام میں لوگوں کو گوشت کی زیادہ ضرورت تھی اور ایسے لوگوں کی تعداد زیادہ ہوتی تھی جو خود قربانی نہیں کر سکتے تھے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد جمع کر کے نہ رکھ بلکہ دوسرے لوگوں کو کھانے کے لئے صدقہ کر دیا کرو، پھر بعد میں جب گوشت کی زیادہ ضرورت نہ رہی اور سب ہی لوگوں کو قربانی کی استطاعت حاصل ہوگئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دے دی کہ قربانی کا گوشت تین دن کے بعد بھی جمع کر کے رکھا جا سکتا ہے۔ شمنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مالک کو نفل تمتع اور قران کی ہدی اور قربانی کا گوشت کھانا جائز ہے، ان کے علاوہ دوسرے قسم کی ہدی کا گوشت درست نہیں کیونکہ وہ کفارہ اور جنایت کی ہوگی۔

باب ذَبَائِحِ الْيَهُوْدِ

باب: یہودیوں کے ذبیحہ (کا حکم)

4447 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُغِيْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُغَفَّلٍ قَالَ دُلِّیَ جِرَابٌ مِّنْ شَحْمٍ يَّوْمَ خَيْبَرَ فَالْتَزَمْتُهُ قُلْتُ لَا اُعْطِیْ اَحَدًا مِّنْهُ شَيْئًا فَالْتَفَتُّ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَسَّمُ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن میرے ہاتھ ایک بوری لگی' جس میں چربی بھری ہوئی تھی' تو میں نے اُسے پکڑ لیا' میں نے کہا: میں اس میں سے کسی کو کچھ نہیں دوں گا' جب میں نے مڑ کر دیکھا تو نبی اکرم ﷺ وہاں موجود تھے' اور مسکرا رہے تھے۔

شرح

اہلِ کتاب کا ذبیحہ حلال ہے، مگر اس میں چند اُمور کا لحوظ رکھنا ضروری ہے۔

4446-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4295) .

4447-اخرجه البخاري في فرض الخمس، باب ما يصيب من الطعام في ارض الحرب (الحديث 3153) بنحوه، و في المغازي، باب غزوة خيبر (الحديث 4214) بنحوه، و في الذبائح و الصيد، باب ذبائح اهل الكتاب و شحومها من اهل الحرب و غيرهم (الحديث 5508) بنحوه . واخرجه مسلم في الجهاد والسير، باب جواز الاكل من طعام الغنيمة في دار الحرب (الحديث 72 و 73) بنحوه . واخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في اباحة الطعام في ارض العدو (الحديث 2702) . تحفة الاشراف (9656) .

اوّل: ذبح کرنے والا واقعتاً صحیح اہلِ کتاب بھی ہو، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو قومی حیثیت سے یہودی یا عیسائی کہلاتے ہیں، مگر عقیدۃً دہریے ہیں اور وہ کسی دین و مذہب کے قائل نہیں، ایسے لوگ شرعاً اہلِ کتاب نہیں، اور ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں۔

دوم: بعض لوگ پہلے مسلمان کہلاتے تھے، پھر یہودی یا عیسائی بن گئے، یہ لوگ بھی اہلِ کتاب نہیں بلکہ شرعاً مرتد ہیں، اور مرتد کا ذبیحہ مردار ہے۔

سوم: یہ بھی ضروری ہے کہ ذبح کرنے والے نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر (بسم اللہ کے ساتھ) ذبح کیا ہو، اس کے بغیر بھی حلال نہیں، چہ جائیکہ کسی کتابی کا۔

چہارم: ذبح کرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہو، آج کل مغربی ممالک میں مشین سے جانور کاٹے جاتے ہیں اور ساتھ میں بسم اللہ اللہ اکبر کی ٹیپ لگادی جاتی ہے، گویا بسم اللہ کہنے کا کام آدمی کے بجائے ٹیپ کرتی ہے، اور ذبح کا کام آدمی کے بجائے مشین کرتی ہے، ایسے جانور حلال نہیں بلکہ مردار کے حکم میں ہیں۔

یہودی کا ذبیحہ جائز ہونے کی شرائط

یہودی اگر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتا ہو اور اپنی کتاب کو مانتا ہو تو وہ اہلِ کتاب ہے، اس کا ذبیحہ جائز ہے، بشرطیکہ اللہ کے نام سے ذبح کرے۔

اہل کتاب کے ذبیحہ کی حلت میں تحقیقی بیان

حلال وحرام کے بیان کے بعد بطور خلاصہ فرمایا کہ کل ستھری چیزیں حلال ہیں، پھر یہود و نصاریٰ کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کی حلت بیان فرمائی۔

حضرت ابن عباس، ابوامامہ، مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمہ، عطاء، حسن، مکحول، ابراہیم نخعی، سدی، مقاتل بن حیان یہ سب یہی کہتے ہیں کہ طعام سے مراد ان کا اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہوا جانور ہے، جس کا کھانا مسلمانوں کو حلال ہے، علماء اسلام کا اس پر مکمل اتفاق ہے کہ ان کا ذبیحہ ہمارے لئے حلال ہے، کیونکہ وہ بھی غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا ناجائز جانتے ہیں اور ذبح کرتے وقت اللہ کے سوا دوسرے کا نام نہیں لیتے گو ان کے عقیدے ذات باری کی نسبت یکسر اور سراسر باطل ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ بلند و بالا اور پاک و منزہ ہے۔ صحیح حدیث میں حضرت عبداللہ بن مغفل کا بیان ہے کہ جنگ خیبر میں مجھے چربی کی بھری ہوئی ایک مشک مل گئی، میں نے اسے قبضہ میں کیا اور کہا اس میں سے تو آج میں کسی کو بھی حصہ نہ دونگا، اب جو ادھر ادھر نگاہ پھرائی تو دیکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس ہی کھڑے ہوئے تبسم فرمارہے ہیں۔

اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ مال غنیمت میں سے کھانے پینے کی ضروری چیزیں تقسیم سے پہلے بھی لے لینی جائز ہیں اور یہ استدلال اس حدیث سے صاف ظاہر ہے، تینوں مذہب کے فقہاء نے مالکیوں پر اپنی سند پیش کی ہے اور کہا ہے کہ تم جو کہتے ہو کہ اہل کتاب کا وہی کھانا ہم پر حلال ہے جو خود ان کے ہاں بھی حلال ہو یہ غلط ہے کیونکہ چربی کو یہودی حرام جانتے ہیں

لیکن مسلمان کے لئے حلال ہے لیکن یہ ایک شخص کا انفرادی واقعہ ہے۔ البتہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ وہ چربی ہو جسے خود یہودی بھی حلال جانتے تھے یعنی پشت کی چربی انتڑیوں سے لگی ہوئی چربی اور ہڈی سے ملی ہوئی چربی، اس سے بھی زیادہ دلالت والی تو وہ روایت ہے جس میں ہے کہ خیبر والوں نے سالم بھنی ہوئی ایک بکری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ میں دی جس کے شانے کے گوشت کو انہوں نے زہر آلود کر رکھا تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شانے کا گوشت پسند ہے، چنانچہ آپ نے اس کا یہی گوشت لے کر منہ میں رکھ کر دانتوں سے توڑا تو فرمان باری سے اس شانے نے کہا، مجھ میں زہر ملا ہوا ہے،

آپ نے اسی وقت اسے تھوک دیا اور اس کا اثر آپ کے سامنے کے دانتوں وغیرہ میں رہ گیا، آپ کے ساتھ حضرت بشر بن براء بن معرور بھی تھے، جو اسی کے اثر سے راہی بقاء ہوئے، جن کے قصاص میں زہر ملانے والی عورت کو بھی قتل کیا گیا، جس کا نام زینب تھا، وجہ دلالت یہ ہے کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مع اپنے ساتھیوں کے اس گوشت کے کھانے کا پختہ ارادہ کر لیا اور یہ نہ پوچھا کہ اس کی جس چربی کو تم حلال جانتے ہو اسے نکال بھی ڈالا ہے یا نہیں؟ اور حدیث میں ہے کہ ایک یہودی نے آپ کی دعوت میں جو کی روٹی اور پرانی سوکھی چربی پیش کی تھی، حضرت مکحول فرماتے ہیں جس چیز پر نام رب نہ لیا جائے اس کا کھانا حرام کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر رحم فرما کر منسوخ کر کے اہل کتاب کے ذبح کئے جانور حلال کر دئے یہ یاد رہے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہونے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جس جانور پر بھی نام الٰہی نہ لیا جائے وہ حلال ہو؟ اس لئے کہ وہ اپنے ذبیحوں پر اللہ کا نام لیتے تھے بلکہ جس گوشت کو کھاتے تھے اسے ذبیحہ پر موقوف نہ رکھتے تھے بلکہ مردہ جانور بھی کھا لیتے تھے لیکن سامرہ اور صابیہ اور ابراہیم وشیث وغیرہ پیغمبروں کے دین کے مدعی اس سے مستثنیٰ تھے، جیسے کہ علماء کے دو اقوال میں سے ایک قول ہے اور عرب کے نصرانی جیسے بنو تغلب، تنوخ ، بہرا، جذام لخم، عاملہ کے ایسے اور بھی ہیں کہ جمہور کے نزدیک ان کے ہاتھ کا کیا ہوا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا۔ حضرت علی فرماتے ہیں قبیلہ بنو تغلب کے ہاتھ کا ذبح کیا ہوا جانور نہ کھاؤ، اس لئے کہ انہوں نے تو نصرانیت سے سوائے شراب نوشی کے اور کوئی چیز نہیں لی، ہاں سعید بن مسیب اور حسن بنو تغلب کے نصاریٰ کے ہاتھوں ذبح کئے ہوئے جانور کے کھا لینے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے،

باب ذَبِيحَةِ مَنْ لَمْ يُعْرَفْ

یہ باب ہے کہ جس شخص کے بارے میں آدمی کو علم نہ ہو اُس کے ذبیحہ کا حکم

4448 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَعْرَابِ كَانُوْا يَاْتُوْنَا بِلَحْمٍ وَّلَا نَدْرِىْ اَذَكَرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اذْكُرُوْا اسْمَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ وَكُلُوْا" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: دیہاتی لوگ ہمارے پاس گوشت لایا کرتے تھے ہمیں اس بات کا علم نہیں ہوتا تھا کہ انہوں نے ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں لیا ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

4448- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17256) .

''تم اس پر اللہ کا نام لے کر اسے کھالو''۔

باب تَأْوِيلِ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ)

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ''اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو' تم اس میں سے نہ کھاؤ''

4449 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ أَبِي وَكِيعٍ - وَهُوَ هَارُونُ بْنُ عَنْتَرَةَ - عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ) قَالَ خَاصَمَهُمُ الْمُشْرِكُونَ فَقَالُوا مَا ذَبَحَ اللهُ فَلَا تَأْكُلُوهُ وَمَا ذَبَحْتُمْ أَنْتُمْ أَكَلْتُمُوهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

''اور جس جانور پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو' تم اُسے نہ کھاؤ''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: مشرکین نے مسلمانوں کے ساتھ یہ بحث چھیڑ دی تھی' انہوں نے یہ کہا تھا کہ جسے اللہ تعالیٰ ذبح کر دیتا ہے (یعنی مار دیتا ہے) اُسے تم نہیں کھاتے ہو' جسے تم خود ذبح کر لیتے ہو' اُسے کھا لیتے ہو۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس ذبیحہ کو نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا بیشک اس کو کھانا گناہ ہے بیشک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تا کہ وہ تم سے بحث کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔

(الانعام:۱۲۱)

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کے متعلق مذاہب فقہاء

جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو اس کے متعلق فقہاء مذاہب کے مختلف آراء ہیں۔ امام شافعی کے نزدیک مسلمان نے جس جانور کو ذبح کیا ہو اس کا کھانا حلال ہے۔ خواہ اس نے عمداً بسم اللہ نہ پڑھی ہو یا نسیاناً۔

(تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۳۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۵ھ)

امام احمد کے نزدیک اگر بھولے سے بسم اللہ نہیں پڑھی تو ذبیحہ حلال ہے اور اگر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا ہے تو اس میں ان کے دو قول ہیں۔ (زاد المسیر ج ۳ ص ۱۱۵ طبع بیروت ۱۴۰۷ھ)

امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر عمداً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو وہ ذبیحہ حرام ہے اور نسیاناً بسم اللہ کو ترک کر دیا تو پھر وہ ذبیحہ حلال ہے۔ (بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۳۲۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

امام ابوحنیفہ کے مذہب پر دلائل کا بیان

امام ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ اس پر دلیل قائم کرتے ہیں کہ عمداً بسم اللہ ترک کرنے سے ذبیحہ حرام

4449-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6325) .

ہو جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

اس آیت کا ظاہر یہ تقاضا کرتا ہے کہ جس ذبیحہ پر اللہ کا نام نہ لیا گیا ہو وہ حرام ہے۔ خواہ عمداً نام نہ لیا ہو یا نسیاناً۔ لیکن احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نسیاناً بسم اللہ کو ترک کرنا موجب حرمت نہیں ہے۔ اس لیے ہم نے کہا یہاں نسیان مراد نہیں ہے اب اگر بسم اللہ کو عمداً ترک کرنا بھی جائز ہو تو اس آیت پر بالکل عمل نہیں ہوگا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

(آیت) واذکروا اسم الله علیه ۔ (المائدہ:۴)

ترجمہ: شکار پر (سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑتے وقت) اللہ کا نام لو۔

اور امر وجوب کا تقاضا کرتا ہے اس لیے شکار پر شکاری جانور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور سنت سے بھی اس پر دلیل ہے۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شکاری کتے کے متعلق سوال کیا؟ آپ نے فرمایا جب تم اپنا سدھایا ہوا کتا چھوڑو اور اس پر بسم اللہ پڑھو تو اس کو کھالو بشرطیکہ اس نے تمہارے لیے شکار کو (کھانے سے) روک رکھا ہو اور جب تم اس کے سوا دوسرا کتا دیکھو جس نے ہلاک کیا ہو تو اس کو نہ کھاؤ کیونکہ تم نے اپنے کتے پر بسم اللہ پڑھی ہے اور دوسرے کتے پر بسم اللہ نہیں پڑھی۔ اس آیت اور اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ذبیحہ پر بھی بسم اللہ پڑھنا واجب ہے اور اس کو عمداً ترک کرنا جائز نہیں ہے۔ (احکام القرآن ج ۳ ص ۷-۶ ملخصاً مطبوعہ لاہور)

اور اگر بھولے سے بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو ذبیحہ کے حلال ہونے پر یہ حدیث دلالت کرتی ہے:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مسلمانوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ کچھ لوگ ہمارے پاس گوشت لے کر آتے ہیں ہمیں پتا نہیں کہ انہوں نے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا ہے یا نہیں! آپ نے فرمایا تم اس پر بسم اللہ پڑھ کر کھالو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس وقت لوگ نئے نئے کفر سے نکلے تھے۔ (صحیح البخاری ج ۶ رقم الحدیث: ۵۵۰۷ سنن النسائی ج ۷ رقم الحدیث: ۴۴۴۸ سنن ابن ماجہ ج ۲ رقم الحدیث: ۳۱۷۴ مصنف عبدالرزاق ج ۴ رقم الحدیث: ۸۷۹۵ کنز العمال ج ۶ رقم الحدیث: ۱۵۵۹۸ سنن دارقطنی ج ۴ رقم الحدیث: ۴۷۶۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کے لیے اللہ کا نام کافی ہے۔ اگر وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا بھول گیا تو وہ کھانے کے وقت بسم اللہ پڑھ کر کھالے۔ (اس حدیث کی سند حسن ہے)

(سنن دارقطنی ج ۴ رقم الحدیث: ۴۷۶۲ سنن کبریٰ للبیہقی ج ۹ ص ۲۴۰)

حلال کو حرام کرنے یا حرام کو حلال کرنے کا شرعی حکم

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے رہتے ہیں تاکہ وہ تم سے بحث کریں۔

اس وسوسہ کا بیان اس حدیث میں ہے۔ امام ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ مشرکین یہ کہتے تھے کہ جس پر اللہ کا نام لیا جائے اس کو نہ کھاؤ اور جس پر اللہ کا نام نہ لیا جائے اس کو

کھالو۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ رقم الحدیث: ۳۱۷۳ سنن ابوداود ج ۳ رقم الحدیث ۲۸۱۸)
اور وہ بحث یہ کرتے تھے کہ یہ کیا بات ہے جس کو اللہ نے مارا ہے اس کو تم نہیں کھاتے اور جس کو تم نے قتل کیا ہے اس کو کھا لیتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو تم مشرک ہو جاؤ گے۔
یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حلال کیے ہوئے کو حرام کیا یا اس کے حرام کیے ہوئے کو حلال کیا تو وہ مشرک ہو جائے گا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال اعتقاد کرے۔ تب وہ کافر اور مشرک ہوگا اور اگر وہ اللہ کے حرام کیے ہوئے کاموں کو اپنی نفسانی خواہش سے کرتا ہو لیکن وہ ان کاموں کو حرام ہی جانتا ہو تو وہ فاسق اور مرتکب معصیت کبیرہ ہوگا کافر اور مشرک نہیں ہوگا۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ

یہ باب ہے کہ مجثمہ (کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے) کی ممانعت

4450 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ عَنْ بَحِيرٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ اَبِي ثَعْلَبَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الْمُجَثَّمَةُ".

☆☆ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"مجثمہ جائز نہیں ہے"۔

4451 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَنَسٍ عَلَى الْحَكَمِ - يَعْنِيْ ابْنَ اَيُّوْبَ - فَاِذَا اُنَاسٌ يَرْمُوْنَ دَجَاجَةً فِيْ دَارِ الْاَمِيْرِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.

☆☆ ہشام بن زید بیان کرتے ہیں: میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ساتھ حکم بن ایوب کے پاس حاضر ہوا تو وہاں کچھ لوگ امیر کے گھر میں ایک مرغی کو باندھ کر اس پر تیر اندازی کر رہے تھے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے کہ جانوروں کو باندھ کر (ان پر نشانہ بازی کی جائے)۔

4452 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زُنْبُوْرٍ الْمَكِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ حَازِمٍ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ الْهَادِ - عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُنَاسٍ وَهُمْ

4450-تقدم (الحديث 4337) .

4451-اخرجه البخاري في الاذبائح و الصيد، باب ما يكره من المثلة و المصبورة والمجثمة (الحديث 5513) . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم (الحديث 58) . و اخرجه ابو داؤد في الاضاحي، باب في النهي عن تصبر البهائم و الرفق بالذبيحة (الحديث 2816) . واخرجه ابن ماجه في الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم و عن المثلة (الحديث 3186) مختصراً . تحفة الاشراف (1630) .

4452-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5229) .

يَرْمُوْنَ كَبْشًا بِالنَّبْلِ فَكَرِهَ ذٰلِكَ وَقَالَ "لَا تَمْثُلُوْا بِالْبَهَائِمِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ افراد کے پاس سے گزرے جو ایک مینڈھے کو باندھ کر اس پر تیراندازی (یعنی نشانے بازی) کر رہے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تم جانوروں کا مثلہ نہ کرو''۔

4453 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے' جو کسی ذی روح چیز کو نشانہ بناتا ہے (یعنی اس پر نشانے بازی کرتا ہے)۔

4454 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِى الْمِنْهَالُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ مَثَّلَ بِالْحَيَوَانِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ اُس شخص پر لعنت کرے' جو جانوروں کا مثلہ کرتا ہے''۔

4455 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس چیز میں روح موجود ہوتی ہے' تم ایسی کسی بھی چیز کو نشانہ نہ بناؤ''۔

4456 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْكُوْفِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ

4453-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب ما يكره من المثلة و المصبورة و المجثمة (الحديث 5515) بمعناه مطولاً . و اخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم (الحديث 59) مطولاً واخرجه النسائي في الضحايا، النهي عن المجثمة (الحديث 4454) بمعناه . تحفة الاشراف (7054) .

4454-تقدم (الحديث 4453) .

4455-اخرجه البخاري في الذبائح و الصيد، باب ما يكره من المثلة و المجثمة (الحديث 5515م) تعليقاً، بمعناه . واخرجه مسلم في الصيد و الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم (الحديث 58م) واخرجه النسائي في الضحايا، النهي عن المجثمة (الحديث 4456) . تحفة الاشراف (5559) .

4456-تقدم (الحديث 4455) .

عُمُرِهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''تم ایسی کسی بھی چیز کو نشانہ نہ بناؤ' جس میں روح موجود ہوتی ہے''۔

باب مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا بِغَيْرِ حَقِّهَا

یہ باب ہے کہ جو شخص ناحق طور پر کسی چڑیا کو مار دے

4457 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ صُهَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يَرْفَعُهُ قَالَ "مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَيْرِ حَقِّهَا سَاَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَنْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ". قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا حَقُّهَا قَالَ "حَقُّهَا اَنْ تَذْبَحَهَا فَتَاْكُلَهَا وَلَا تَقْطَعْ رَاْسَهَا فَيُرْمٰى بِهَا".

★★ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں:
''جو شخص کسی چڑیا کو یا اس سے بھی چھوٹی کسی چیز کو ناحق طور پر مار دیتا ہے' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص سے اس بارے میں حساب لے گا''۔
عرض کی گئی: یارسول اللہ! اس کا حق کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا حق یہ ہے' تم اسے ذبح کر کے اسے کھاؤ' اس کا سر کاٹ کر پھینک نہ دو۔

4458 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيْصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُبَيْدَةَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ عَنْ خَلَفٍ - يَعْنِي ابْنَ مِهْرَانَ - قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ الْاَحْوَلُ عَنْ صَالِحِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّرِيْدَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ يَا رَبِّ اِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِيْ عَبَثًا وَّلَمْ يَقْتُلْنِيْ لِمَنْفَعَةٍ".

★★ حضرت شرید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''جو شخص کسی چڑیا کو بے مقصد مار دیتا ہے' وہ چڑیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیامت کے دن شکایت کرے گی: اے میرے پروردگار! اس شخص نے بلاوجہ مجھے مار دیا تھا' اس نے کسی فائدے کے لیے مجھے نہیں مارا تھا''۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَكْلِ لُحُوْمِ الْجَلَّالَةِ

یہ باب ہے کہ جلالہ جانور کا گوشت کھانے کی ممانعت

4459 - اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ

4457-تقدم (الحديث 4360) .

4458-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4843) .

طَاوُسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ مَرَّةً عَنْ اَبِيْهِ وَقَالَ مَرَّةً عَنْ جَدِّهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى يَوْمَ خَيْبَرَ عَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الْاَهْلِيَّةِ وَعَنِ الْجَلَّالَةِ وَعَنْ رُكُوْبِهَا وَعَنْ اَكْلِ لَحْمِهَا .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے دن پالتو گدھوں کا گوشت کھانے سے اور جلالہ سے یعنی اس پر سوار ہونے سے اور اس کا گوشت کھانے سے منع کر دیا تھا۔

باب النَّهْيِ عَنْ لَبَنِ الْجَلَّالَةِ

یہ باب ہے کہ جلالہ کا دودھ پینے کی ممانعت

4460 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُجَثَّمَةِ وَلَبَنِ الْجَلَّالَةِ وَالشُّرْبِ مِنْ فِيْ السِّقَاءِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجثمہ (یعنی کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کرنے) جلالہ (یعنی گندگی کھانے والے جانور کا) دودھ پینے اور مشکیزے کے منہ سے منہ لگا کر پینے سے منع کر دیا تھا۔

4459-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل لحوم الحمر الاهلية (الحديث 3811) تحفة الاشراف (8726) .

4460-اخرجه الترمذي في الاطعمة، باب ما جاء في اكل لحوم الجلالة و البانها (الحديث 1825) . والحديث عند: ابي داؤد في الاشربة، باب في الشراب من في السقاء (الحديث 3719) . تحفة الاشراف (2190) .

کِتَابُ الْبُیُوْعِ

یہ کتاب بیوع کے بیان میں ہے

بیع کے معنی کا بیان

بیع کے معنی ہیں بیچنا یعنی فروخت کرنا لیکن کبھی اس کے معنی خریدنا بھی مراد ہوتے ہیں اس لئے بیع کا ترجمہ اصطلاحی طور پر خرید وفروخت کیا جاتا ہے۔

فخر الاسلام کا بیان ہے کہ اصطلاح شریعت میں آپس کی رضامندی سے مال کے ساتھ مال بدلنا بیع کہلاتا ہے، بیع کی شرعیت بیع یعنی خرید وفروخت کا شرعی ہونا قرآن کریم کی اس آیت (وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا) 2۔البقرة:275)
(اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے) اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث جو (آگے آئیں گی) سے ثابت ہے۔

اصطلاح شرع میں بیع کے معنے یہ ہیں کہ دو شخصوں کا باہم مال کو مال سے ایک مخصوص صورت کے ساتھ تبادلہ کرنا۔ بیع کبھی قول سے ہوتی ہے اور کبھی فعل سے۔ اگر قول سے ہو تو اس کے ارکان ایجاب وقبول ہیں یعنی مثلاً ایک نے کہا میں نے بیچا دوسرے نے کہا میں نے خریدا۔ اور فعل سے ہو تو چیز کا لے لینا اور دے دینا اس کے ارکان ہیں اور یہ فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔ مثلاً ترکاری وغیرہ کی گڈیاں بنا کر اکثر بیچنے والے رکھ دیتے ہیں اور ظاہر کر دیتے ہیں کہ پیسہ پیسہ کی گڈی ہے خریدار آتا ہے ایک پیسہ ڈال دیتا ہے اور ایک گڈی اٹھا لیتا ہے طرفین باہم کوئی بات نہیں کرتے مگر دونوں کے فعل ایجاب وقبول کے قائم مقام شمار ہوتے ہیں اور اس قسم کی بیع کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ بیع کے طرفین میں سے ایک کو بائع اور دوسرے کو مشتری کہتے ہیں۔

بیع کی فقہی تعریف میں مذاہب اربعہ

علامہ عبد الرحمٰن جزیری لکھتے ہیں کہ فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ لفظ بیع کی اصطلاح میں دو تعریفات ہیں۔ ایک تعریف وہ ہے جو تمام بیع کے افراد کو شامل ہے۔ جس میں بیع سلم وصرف وغیرہ سب شامل ہیں۔ جبکہ دوسری تعریف ان میں سے فرد واحد یعنی جو عام طور پر بیع کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ بیع کی خاص تعریف یہ ہے کہ اشیاء کا معاوضے کا معاملہ ہے۔

فقہاء شوافع کہتے ہیں کہ اصطلاح شرعیہ میں ایک مقرر قاعدہ کے مطابق مال کا مال کے بدلے میں لین دین کرنے کا نام بیع ہے۔ یعنی ایسا معاملہ جو دو چیزوں کے مابین ہوتا ہے۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ بیع کا اصطلاحی معنی مبادلہ مال بہ مال یا پھر کسی جائز نفع کے بدلے میں جائز نفع کو ہمیشہ کے لئے تبدیل کرنے کا نام بیع ہے۔ جس میں سود یا قرض کا شائبہ بھی نہ ہو۔

فقہاء احناف لکھتے ہیں کہ فقہاء کی اصطلاح میں بیع کا اطلاق دو معانی پر ہوتا ہے ایک معنی یہ ہے کہ سونے چاندی یا نقدی کے بدلے میں کسی معین چیز کو خریدا جائے اور جب بیع کا لفظ عام طور پر بولا جائے تو اس کا معنی اس کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جبکہ دوسرا بیع کا معنی عام ہے جس کی بارہ اقسام ہیں۔ (جس میں بیع کی تمام اقسام کی تعریف شامل ہو جائے گی یعنی اس میں بیع کی تفصیلات کو وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ (مذاہب اربعہ، کتاب بیوع)

بیع کی اقسام کا بیان

بیع کی قسمیں: بیع یعنی خرید و فروخت میں بنیادی طور پر تین چیزیں ہوتی ہیں اول تو عقد بیع یعنی نفس معاملہ کہ ایک شخص کوئی چیز فروخت کرتا ہے اور دوسرا اسے خریدتا ہے دوم مبیع یعنی وہ چیز جس کو فروخت کیا جاتا ہے اور سوم ثمن یعنی قیمت ان تینوں کے اعتبار سے فقہی طور پر بیع کی کچھ قسمیں ہیں۔ چنانچہ نفس معاملہ اور اس کے حکم کہ بیع صحیح ہوئی یا نہیں۔ کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں ہیں

1 نافذ 2 موقوف 3 فاسد 4 باطل

بیع نافذ اس بیع کو کہتے ہیں کہ طرفین میں مال ہو یعنی بیچنے والے کے پاس بیع ہو خریدار کے پاس ثمن ہو اور عاقدین یعنی بیچنے والا اور خریدار دونوں عاقل ہوں تیز وہ دونوں بیع یا تو اصالۃ کریں یا وکالۃ اور ولالۃ جس بیع میں یہ تینوں چیزیں پائی جائیں گی وہ بیع بالکل صحیح اور نافذ ہوگی بیع موقوف اس بیع کو کہتے ہیں جس میں کوئی شخص کسی دوسرے کی چیز کو اس کی اجازت یا ولایت کے بغیر فروخت کرے۔ اس بیع کا حکم یہ ہے کہ جب تک کہ اصل مالک کی اجازت و رضامندی حاصل نہ ہو جائے یہ بیع صحیح نہیں ہوتی۔ اجازت کے بعد صحیح ہو جاتی ہے بیع فاسد وہ بیع ہے جو باصلہ یعنی معاملہ کے اعتبار سے تو درست ہو مگر بوصفہ یعنی کسی خاص وجہ کی بنا پر درست نہ ہو بیع باطل اس بیع کو کہتے ہیں جو نہ باصلہ درست ہو اور نہ بوصفہ بیع فاسد اور بیع باطل کی تفصیل اور ان کی مثالیں ان شاءاللہ باب المنهى عنها من البيوع میں ذکر کی جائیں گی۔ مبیع یعنی فروخت کی جانے والی چیز کے اعتبار سے بھی بیع کی چار قسمیں ہیں۔

1 مقائضہ 2 صرف 3 سلم 4 بیع مطلق

بیع مقائضہ یہ ہے کہ مبیع بھی مال اور ثمن بھی مال ہو مثلاً ایک شخص کپڑا دے اور دوسرا شخص اس کے بدلے میں اس کو غلہ دے۔ گویا بیع کی یہ وہ صورت ہے جسے عرف عام میں تبادلہ مال کہا جاتا ہے۔ بیع صرف یہ ہے کہ نقد کا تبادلہ نقد سے کیا جائے مثلاً ایک شخص ایک روپیہ کا نوٹ دے اور دوسرا شخص اس کے بدلے میں ایک روپیہ کے پیسے دے یا ایک شخص اشرفی دے اور دوسرا شخص اس کے بدلے میں اسے روپیہ دے گویا روپیہ بھنانا یا روپیہ کی ریزگاری لینا دینا بیع صرف کی ایک قسم ہے۔ بیع سلم یہ ہے کہ بیچنے والا خریدار سے کسی چیز کی قیمت پیشگی لے لے اور یہ طے ہو جائے کہ خریدار یہ چیز اتنی مدت مثلاً ایک دو مہینے کے بعد لے لے گا۔ بیع مطلق یہ

ہے کہ کسی چیز کی بیع نقد کے عوض کی جائے مثلاً بیچنے والا ایک من گیہوں دے اور خریدار اس کی قیمت کے طور پر تیس روپے ادا کرے۔
ثمن یعنی قیمت کے اعتبار سے بیع کی چار قسمیں یہ ہے۔

1 مرابحہ 2 تولیت 3 ودیعت 4 مساومت

مرابحہ کی یہ صورت ہے کہ بیچنے والا مبیع کو اپنے خریدار سے نفع لے کر فروخت کرے تولیت کی یہ صورت ہے کہ بیچنے والا مبیع کو بلا نفع کے اس قیمت پر فروخت کرے جتنی قیمت میں اس نے خود خریدی ہو اور مساومت کی صورت یہ ہے کہ بیچنے والا اور خریدار آپس کی رضامندی سے کسی چیز کی خرید و فروخت چاہے جس قیمت پر کریں اور اس میں بیچنے والے کی قیمت خرید کا کوئی لحاظ نہ ہو۔

باب الْحَثِّ عَلَى الْكَسْبِ

یہ باب کمانے کی ترغیب دینے میں ہے

4461 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ قُدَامَةَ السَّرَخْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَاِنَّ وَلَدَ الرَّجُلِ مِنْ كَسْبِهِ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: ''سب سے زیادہ پاکیزہ چیز جو آدمی کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور آدمی کی اولاد بھی اس کی کمائی ہوتی ہے''۔

4462 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَمَّةٍ لَّهُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَالَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ".

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں: ''تمہاری اولاد تمہاری بہترین کمائی ہے' تو تم اپنی اولاد کی کمائی میں سے کھالو''۔

4463 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسَى قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهِ وَوَلَدُهُ مِنْ كَسْبِهِ".

4461-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل ياكل من مال ولده (الحديث 3528 و 3529) . واخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء ان الوالد ياخذ من مال ولده (الحديث 1358) بنحوه و اخرجه النسائي في البيوع، باب الحث على الكسب (الحديث 4462) بنحوه . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ماللرجل من مال ولده (الحديث 2290) بنحوه . تحفة الاشراف (17992) .

4462-تقدم (الحديث 4451) .

4463-اخرجه النسائي في البيوع، باب الحث على الكسب (الحديث 4464) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الحث على المكاسب (الحديث 2137) . تحفة الاشراف (15961) .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی جو سب سے زیادہ پاکیزہ چیز کھاتا ہے وہ اس کی اپنی کمائی ہے اور اس کی کمائی میں اس کی اولاد بھی شامل ہے''۔

4464 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ اَطْيَبَ مَا اَكَلَ الرَّجُلُ مِنْ كَسْبِهٖ وَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ كَسْبِهٖ"۔

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی جو چیز کھاتا ہے اس میں سب سے زیادہ پاکیزہ چیز وہ ہے جو وہ اپنی کمائی میں سے کھاتا ہے اور آدمی کی اولاد بھی اس کی کمائی میں شامل ہے''۔

شرح

کسب اور طلب حلال کا مطلب ہے اپنی معاشی ضروریات مثلاً روٹی کپڑے وغیرہ کے حصول کے لئے کمانا اور پاک روزی وحلال پیشہ کو بہر صورت اختیار کرنا چنانچہ اس باب میں کسب معاش کی فضیلت ذکر کی گئی ہے اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ کون سا کسب اور کون سا پیشہ اچھا ہے اور کون سا برا ہے۔ فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ سب سے بہتر کسب و پیشہ جہاد ہے اس کے بعد تجارت، پھر زراعت اور پھر دستکاری یعنی کتابت وغیرہ۔

کسب یعنی کمانا فرض بھی ہے اور مستحب بھی اسی طرح مباح بھی ہے اور حرام بھی چنانچہ اتنا کمانا فرض ہے جو کمانے والے اور اس کے اہل وعیال کی معاشی ضروریات کے لئے اور اگر اس کے ذمہ قرض ہو تو اس کی ادائیگی کے لئے کافی ہو جائے اس سے زیادہ کمانا مستحب ہے بشرطیکہ اس نیت کے ساتھ زیادہ کمائے کہ اپنے اور اپنے اہل وعیال کی ضروریات سے جو کچھ بچے گا وہ فقراء ومساکین اور اپنے دوسرے مستحق اقرباء پر خرچ کروں گا اسی طرح ضروریات زندگی سے زیادہ کمانا اس صورت میں مباح ہے جب کہ نیت اپنی شان وشوکت اور اپنے وقار وتمکنت کی حفاظت ہو البتہ محض مال ودولت جمع کر کے فخر وتکبر کے اظہار کے لئے زیادہ حرام ہے اگرچہ حلال ذرائع ہی سے کیوں نہ کمایا جائے۔ کمانے والے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی کمائی کو اپنی ذات پر اور اپنے اہل وعیال پر اس طرح خرچ کرے کہ نہ تو اسراف میں مبتلا ہو اور نہ بخل وتنگی کرے۔ جو شخص کمانے اور اپنی روزی خود فراہم کرنے پر قادر ہو اس پر لازم ہے کہ وہ کمائے اور جس طرح بھی ہو سکے حلال ذرائع سے اپنی اور اپنے اہل وعیال کی ابرومندانہ زندگی کے تحفظ کے لئے معاشی ضروریات خود فراہم کر کے دوسروں پر بار نہ بنے ہاں جو شخص کسی بھی مجبوری اور عذر کی وجہ سے کسب وکمائی پر قادر نہ ہو تو پھر اس کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ دوسروں سے سوال کر کے اپنی زندگی کی حفاظت کرے اگر اس صورت میں کوئی شخص محض اس وجہ سے کہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلانا اس کی غیرت کو گوارا نہیں اس نے کسی سے سوال نہیں کیا یہاں تک کہ بھوک وافلاس نے اس کی زندگی کے چراغ کو گل کر دیا تو نہ صرف یہ کہ وہ اپنی موت کا خود ذمہ دار ہوگا بلکہ ایک گنہگار کی موت مرے گا۔ نیز جو شخص خود کما کر

4464- تقدم (الحديث 4463) .

اپنا پیٹ بھرنے سے عاجز ہو تو اس کا حال جاننے والے پر یہ فرض ہے کہ وہ اس کی سفارش کرے جو اس کی مدد کرنے پر قادر ہو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی نے اس آیت کریمہ (یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ، البقرۃ: 172) (اے مؤمنو تم صرف وہی پاک وحلال رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کیا ہے) کی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ سب سے بہتر کسب جہاد ہے بشرطیکہ جہاد کے ارادے کے وقت مال غنیمت کے حصول کا خیال دل میں قطعاً نہ ہو بلکہ نیت میں اخلاص ہو اس کے بعد تجارت کا درجہ ہے خاص طور پر وہ تجارت جو ایک ملک سے دوسرے ملک میں یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں مسلمانوں کی ضروریات خاص کی چیزوں کو لانے لے جانے کا ذریعہ ہو اس قسم کی تجارت کرنے والا شخص اگر حصول منفعت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی خدمت اور ان کی حاجت روائی کی نیت بھی رکھے تو اس کی تجارت عبادت کی بھی ایک صورت بن جائے گی۔ تجارت کے بعد زراعت کا درجہ ہے زراعت کا پیشہ بھی دنیاوی منفعت کے علاوہ اجر وثواب کا ایک بڑا ذریعہ بنا جاتا ہے جب کہ اس میں مخلوق اللہ یعنی انسانوں اور جانوروں کی غذائی ضروریات کی فراہمی کی نیت خیر اور اللہ تعالیٰ کی رحمت یعنی بارش وہوا وغیرہ پر توکل اور اعتماد ہو ان تینوں پیشوں کے علاوہ اور پیشے آپس میں کوئی فضیلت نہیں رکھتے البتہ کتابت کا پیشہ بہتر درجہ ضرور رکھتا ہے کیونکہ اس پیشے میں نہ صرف یہ کہ علم کی خدمت ہوتی ہے بلکہ دینی علوم وشرعی احکام انبیاء اور بزرگوں کے احوال بھی یاد ہو جاتے ہیں۔

مذکورہ بالا پیشوں کے بعد ان پیشوں کا درجہ آتا ہے جو بقاء عالم اور معاشرت وتمدن کی اصل ضروریات کے ساتھ گہرا تعلق رکھتے ہیں مثلاً معماری، بیلداری، خشت سازی، چونا بنانا گھی اور تیل نکالنا روئی بیچنا سوت کاتنا کپڑے سینا اور آٹا پیسنا وغیرہ یہ تمام کسب اور پیشے ان پیشوں سے بہتر ہیں جو محض تکلف وتزئین اور اظہار امارت ودولت کے کام آتے ہیں جیسے زردوزی ونقاشی مٹھائی بنانا عطر بنانا بیچنا اور رنگریزی وغیرہ تاہم یہ پیشے بھی اگر حسب موقع ہوں بایں طور کہ ان کی وجہ سے خلاف شرع امور کا ارتکاب نہ ہوتا ہو تو ان میں بھی کچھ کراہیت نہیں ہے۔ بخلاف ان پیشوں کے جن میں آلودگی نجاست مخلوق اللہ کی بدخواہی گناہوں کے ارتکاب میں اعانت دین فروشی کذب وجہل سازی اور فریب ودغا کا دخل رہتا ہو جیسے شاخ کشی جاروب کشی دباغی احتکار رنڈ حمالی مردہ شوئی کفن فروشی کنٹائی ناچنا گانا نقالی جرہ بازی (پہلے زمانے میں ایک مستقل پیشہ تھا کہ کچھ چہل باز شارع عام پر ایک شخص کو کھڑا کر دیتے جو راہ چلتے آدمی کو کوکھ میں اس طرح ٹھوکا مار دیتا کہ اسے یہ پتہ نہ چلتا کہ یہ کس کی حرکت ہے چنانچہ جب وہ اس پر حیران و پریشان ہوتا تو سب چہل باز اس پر قہقہے لگاتے اس کو جرہ بازی کہتے تھے) نقالی دلالی اور وکالت (جس میں جھوٹ فریب سے کام لیا جاتا ہو) امام اذان اور خدمت مسجد کی اجرت اور قرآن کی تلاوت وتعلیم کا معاوضہ لینا وغیرہ یہ سب پیشے مکروہ ہیں (شاہ عبدالعزیز)

مغنی الطالب میں لکھا ہے کہ کسب اور کسب کرنے والے کی فضیلت احادیث میں بہت منقول ہے اسی طرح جو شخص کسب پر قادر ہونے کے باوجود از راہ کسل وسستی کسب نہ کرے بلکہ اپنی گزر اوقات کے لئے دوسروں سے مانگتا پھرے اس کے حق میں بڑی وعید بیان کی گئی ہے لیکن جو شخص اللہ کی رزاقی پر اعتماد وبھروسہ کرتے ہوئے کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلائے اور نہ ہی اپنی دینی مصروفیات اور عبادت واذکار میں خلل پڑنے کی وجہ سے کسب وغیرہ کرے تو اس وعید میں داخل نہیں بشرطیکہ اپنی امداد کے لئے دوسرے لوگوں کی طرف نہ تو اس کا دل متوجہ ہو اور نہ وہ کسی سے اپنی امداد واعانت کی توقع رکھتا ہو کیونکہ اسے سوال دلی کہتے ہیں جو

سوال زبانی سے کہیں بدتر چیز ہے۔ جو شخص اتنا مال زر رکھتا ہو جو اس کی معاشی ضروریات کے لئے کافی ہو یا اوقات وغیرہ اسے بقدر ضروریات روپیہ پیسہ مل جاتا ہو (مطلب یہ کہ گھر بیٹھے اسے کسی بھی جائز وسیلے سے بقدر ضروریات آمدنی ہو جاتی ہو) تو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ وہ عبادت وغیرہ میں مشغول رہے اپنے اوقات کسی کسب وغیرہ میں صرف نہ کرے، اسی طرح دینی علوم کی تعلیم دینے والے مفتی، قاضی اور اسی زمرہ کے دوسرے لوگوں کے لئے بھی یہی حکم ہے اگر یہ لوگ بقدر کفایت ضروریات آمدنی رکھتے ہوں تو ان کو اپنے امور ہی میں مصروف رہنا چاہئے کسب وغیرہ میں مصروف نہ ہوں۔

جو شخص کسی کسب مثلاً تجارت وغیرہ کا پیشہ اختیار کرے تو اس پر فرض ہے کہ وہ صرف حلال اور جائز مال کمائے حرام سے کلیۃً اجتناب کرے اور اپنے پیشے و ہنر میں احکام شرعی کی رعایت بہر صورت ملحوظ رکھے نیز اپنے پیشہ میں تمام تر محنت و جدوجہد کے باوجود اللہ کی ذات پر توکل و اعتماد رکھے کہ رزاق مطلق صرف اللہ تعالیٰ اور کسب محض ایک ظاہری وسیلہ کے درجہ کی چیز ہے اپنے پیشے و کسب کو رزاق ہرگز نہ سمجھے کیونکہ یہ شرک خفی ہے۔ حرام کسب کے ذریعے حاصل ہونے والے مال وزر سے مکمل پرہیز کرے کیونکہ اس کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ وعید منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حرام مال سے صدقہ و خیرات کرتا ہے تو اس کا صدقہ قبول نہیں ہوتا اور مال حرام اپنے پیچھے یعنی مالک کی موت کے بعد اس کے علاوہ اور کچھ نہیں رہتا کہ وہ اپنے مالک کے لئے ایسا برا زادراہ بن جاتا ہے جو اسے یعنی مالک کو دوزخ کی آگ میں پہنچا دیتا ہے۔

بعض لوگ حرام مال کی بڑی تعداد سے تو پرہیز کرتے ہیں لیکن قلیل مقدار میں احتیاط نہیں کرتے حالانکہ حرام مال کی قلیل ترین مقدار سے بھی اسی طرح اجتناب کرنا چاہئے جس طرح بڑی سے بڑی مقدار سے اجتناب ضروری ہے اس بارے میں یہ احساس ہونا چاہئے کہ حرام مال کی وہ قلیل ترین مقدار بقیہ تمام حلال مال میں مل کر سارے مال کو مشتبہ بنا دیگی اور مشتبہ مال و مشتبہ پیشے کے بارے میں بھی یہ مسئلہ ہے کہ اس سے اجتناب ہی اولیٰ ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو بطور ہدیہ وغیرہ کوئی ایسی چیز یا ایسا مال دے جس کی حرمت وحلت کے بارے میں شبہ ہو تو چاہئے کہ اس چیز یا اس مال کو اچھے انداز میں اور نرمی کے ساتھ دینے والے کو واپس کر دے ہاں اگر واپس کرنے دینے والا آزردہ خاطر ہو تو پھر واپس نہ کرنا چاہئے یہی حکم اس مشتبہ مال کی تحقیق کرنے کا بھی ہے کہ اگر وہ مشتبہ مال دینے والا آزردہ خاطر نہ ہو تو تب اس مال کی تحقیق کی جائے اور اگر وہ تحقیق کرنے سے آزردہ خاطر ہو تو پھر تحقیق بھی نہ کی جائے کیونکہ کسی مسلمان کو آزردہ خاطر کرنا حرام ہے جب کہ مشتبہ مال کی تحقیق کرنا ورع (تقویٰ) ہے۔

اور اس بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ورع کے لئے حرام کا ارتکاب نہ کرنا چاہئے ہاں جس مال کے بارے میں بالکل تحقیق ہو کہ یہ حرام محض ہے تو پھر اس کو واپس کر دینا بہر صورت ضروری ہے اگرچہ دینے والا آزردہ خاطر ہی کیوں نہ ہو البتہ اگر اس مال کو واپس کرنے میں کسی فتنہ انگیزی کا خوف ہو تو پھر اسے بھی واپس نہ کرے بلکہ اسے لے کر کسی مضطرب کو دے دے اور اگر خود مضطر ہو تو اسے اپنے استعمال میں لے آئے۔ جس بازار میں حرام مال کی تجارت ہوتی ہو اس بازار سے بھی اجتناب کرنا چاہئے کہ اس میں خرید وفروخت نہ کرے جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ فلاں مال حرام ہے مشتبہ ہے اس کی تحقیق وتفتیش ضروری نہیں کیونکہ حرمت وشبہ کے معلوم نہ ہونے کی صورت میں ہر جگہ اور ہر چیز کی تحقیق وتجسس محض وسوسہ ہے۔ غیر مشروع کسب کی اجرت بھی حرام ہے مثلاً مردوں کے

لئے ریشمی کپڑے بیننا یا مردوں کے لئے سونے کے زیور بنانا اسی طرح غیر مشروع خرید وفروخت سے حاصل ہونے والا نفع و مال بھی حرام ہے جیسے محکر وغلہ بیچنا تمام تجارتوں میں سب سے بہتر تجارت بزازی ہے اسی طرح تمام پیشوں میں سب سے بہتر پیشہ مشک بنانا وبیناہے۔خرید وفروخت میں کھوٹے سکوں کو پھیلانا قطعاً ناجائز ہے اگر کھوٹے ہاتھ لگیں تو انہیں کنویں وغیرہ میں ڈال کر ضائع کر دینا چاہئے۔

اسی طرح ہر تاجر اور دوکاندار کے لئے ضروری ہے کہ وہ معاملات میں مکر وفریب سے کام نہ لے بات بات پر قسم نہ کھائے کسی چیز میں اگر کوئی عیب ہو تو اسے خریدار سے پوشیدہ نہ رکھے اپنی اشیاء کی تعریف وتوصیف حقیقت سے زیادہ نہ کرے کوئی چیز کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت نہ کرے جو اسے حرام کام میں استعمال کرے مثلاً انگور کسی شراب ساز کو نہ بیچے یا ہتھیار وغیرہ کسی ڈاکو وقزاق وغیرہ کے ہاتھ فروخت نہ کرے دستکار وصنعت گر اپنی بنائی ہوئی چیز میں کھوٹ ملاوٹ اور غلط چیزوں کی آمیزش نہ کرے کیونکہ ایسی چیز سے حاصل ہونے والی اجرت وقیمت حرام ہوتی ہے ناپ تول میں کمی نہ کرے غبن ودھوکہ دہی میں اپنا دامن ملوث نہ کرے ہمہ وقت یہ تصور رکھے کہ ناجائز طریقوں اور حرام ذرائع سے حاصل ہونے والا ایک پیسہ بھی جنت میں داخل ہونے سے روک دے گا تھوڑے منافع پر اکتفاء کرے کہ یہ مستحب ہے اور جس تجارت وحرفت میں مشغول ہو اور اس سے اس کی ضروریات پوری ہو جاتی ہوں تو اسی پر قناعت کرے۔

باب اجْتِنَابِ الشُّبُهَاتِ فِي الْكَسْبِ

باب: کمائی کرتے ہوئے مشتبہ چیزوں سے بچنا

4465 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - فَوَاللَّهِ لَا أَسْمَعُ بَعْدَهُ أَحَدًا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَقُولُ "إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَإِنَّ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَاتٍ". وَرُبَّمَا قَالَ "وَإِنَّ بَيْنَ ذَلِكَ أُمُورًا مُشْتَبِهَةً". قَالَ "وَسَأَضْرِبُ لَكُمْ فِي ذَلِكَ مَثَلًا إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَمَى حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ مَا حَرَّمَ وَإِنَّهُ مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُخَالِطَ الْحِمَى". وَرُبَّمَا قَالَ "إِنَّهُ مَنْ يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ وَإِنَّ مَنْ يُخَالِطِ الرِّيبَةَ يُوشِكُ أَنْ يَجْسُرَ".

☆☆ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

4465-اخرجه البخاري في الايمان، باب فضل من استبرا لدينه (الحديث 52) بنحوه، و في البيوع، باب الحلال بين و الحرام بين و بينهما مشتبهات (الحديث 2051) بنحوه . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب اخذ الحلال و ترك الشبهات (الحديث 107) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في اجتناب الشبهات (الحديث 3329 و 3330) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في ترك الشبهات (الحديث 1205) بنحوه . واخرجه النسائي في الاشربة، الحث على ترك الشبهات (الحديث 5726) . واخرجه ابن ماجه في الفتن، باب الوقوف عند الشبهات (الحديث 3984) . تحفة الاشراف (11624) .

"بے شک حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان کے درمیان کچھ مشتبہ اُمور ہیں"۔

(بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) ان کے مابین کچھ ایسے اُمور ہیں جو مشتبہ ہیں۔

انہوں نے یہ بات بیان کی: میں تمہارے سامنے اس کی ایک مثال بیان کرتا ہوں:

بے شک اللہ تعالیٰ کی ایک چراگاہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی چراگاہ وہ چیز ہے جسے اس نے حرام قرار دیا ہے تو جو شخص چراگاہ کے اردگرد جانوروں کو چراتا ہے تو اس بات کا امکان ہوتا ہے وہ (جانور) چراگاہ کے اندر داخل ہو جائے۔

بعض اوقات راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے وہ اس میں بھی چروانا شروع کر سکتا ہے تو جو شخص مشکوک چیز کے ساتھ اختلاط اختیار کرتا ہے وہ اسے پار بھی کر سکتا ہے۔

شرح

حلال ظاہر ہے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں تو وہ ہیں جن کا حلال ہونا سب کو معلوم ہے نیک کلام اچھی باتیں وہ مباح چیزیں ہیں جن کو کرنا یا جن کی طرف دیکھنا درست ہے شادی بیاہ کرنا اور چلنا پھرنا وغیرہ وغیرہ اسی طرح حرام ظاہر ہے کا مطلب یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا حرام ہونا نص کے ذریعہ بالکل واضح طور پر معلوم ہو گیا ہے جیسے شراب خنزیر مردار جانور، جاری خون زنا سود جھوٹ غیبت چغل خوری امرد اور اجنبی عورت کی طرف بہ نظر بد دیکھنا وغیرہ وغیرہ ایسے ہی کچھ چیزیں ایسی بھی ہیں۔

جن کی حرمت یا حلت کے بارہ میں دلائل کے تعارض کی بناء پر کوئی واضح حکم معلوم نہیں ہوتا بلکہ یہ اشتباہ ہوتا ہے کہ یہ حرام ہیں یا حلال ایسی کتنی ہی چیزیں ہیں جن کے حلال ہونے کی دلیلیں بھی ہیں اور حرام ہونے کی بھی اس صورت میں کوئی واضح فیصلہ کرنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہوتی جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ایسی چیزوں کے بارے میں دونوں طرف کی دلیلوں میں سے کسی ایک طرف کی دلیل کو اپنی قوت اجتہاد اور بصیرت فکر ونظر کے ذریعہ راجح قرار دے کر کوئی واضح فیصلہ کر لیتے ہیں۔

بہرکیف مشتبہ چیز کے بارہ میں علماء کے تین قول ہیں۔ 1-ایسی چیز کو نہ حلال سمجھا جائے نہ حرام اور نہ مباح یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایسی چیز سے اجتناب کرنا ہی بہتر ہے۔ 2-ایسی چیز کو حرام سمجھا جائے 3-ایسی چیز کو مباح سمجھا جائے اب ان تینوں اقوال کو ذہن میں رکھ کر مشتبہ کو بطور مثال اس طرح سمجھئے کہ مثلاً ایک شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا ایک دوسری عورت نے آ کر کہا کہ میں نے ان دونوں کو اپنا دودھ پلایا ہے اس صورت میں وہ منکوحہ عورت اس شخص کے حق میں مشتبہ ہو گئی کیونکہ ایک طرف تو عورت کا بیان ہے کہ میں نے چونکہ ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اس لئے یہ دونوں رضاعی بہن بھائی ہوئے اور ظاہر ہے کہ رضاعی بھائی بہن کے درمیان نکاح درست نہیں ہوتا لہٰذا اس دلیل کا تو یہ تقاضا ہے کہ اس نکاح کو قطعاً ناجائز کہا جائے مگر دوسری طرف نکاح کے جائز رہنے کی یہ دلیل ہے کہ صرف یہ ایک عورت کی بات ہے جس پر کوئی شرعی گواہی نہیں ہے اس پر کیسے یقین کر لیا جائے کہ یہ عورت صحیح ہی کہہ رہی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ محض بد نیتی کی وجہ سے یہ بات کہہ کر ان دونوں کے درمیان افتراق کرانا چاہتی ہے اس صورت میں کہا جائے گا کہ نکاح جائز اور درست ہے دلائل کے اس تعارض کی وجہ سے لامحالہ یہی حکم ہوگا کہ یہ ایک مشتبہ مسئلہ ہو گیا ہے اس لئے اس شخص کے حق میں بہتر یہی ہوگا کہ وہ اس عورت کو اپنے نکاح میں نہ رکھے کیونکہ

مشتبہ چیز سے اجتناب ہی اولیٰ ہے مشتبہ چیز کی دوسری مثال یہ ہے کہ مثلاً ایک شخص کے پاس کچھ روپے ہیں جن میں سے کچھ تو جائز آمدنی کے ہیں اور کچھ ناجائز آمدنی کے اس صورت میں وہ سب روپے اس شخص کے حق میں مشتبہ ہیں لہٰذا اس کو ان روپیوں سے اجتناب و پرہیز کرنا چاہئے۔ ارشادِ گرامی میں حرام چیزوں کو ممنوعہ چراگاہ کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح کوئی حاکم کسی خاص چراگاہ کو دوسروں کے لئے ممنوع قرار دے دیتا ہے جس کے نتیجہ میں لوگوں کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو اس ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھیں اسی طرح جو چیزیں شریعت نے حرام قرار دی ہیں وہ لوگوں کے لئے ممنوع ہیں کہ ان کے ارتکاب سے اجتناب و پرہیز واجب و ضروری ہے اور مشتبہ چیزوں میں مبتلا ہونے کو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ (منڈیر) پر عام جانور چرانے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح چرواہے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ سے دور رکھ کر چرائے تا کہ اس کے جانور اس ممنوعہ چراگاہ میں نہ گھس جائیں۔

اور اگر وہ اپنے جانوروں کو ممنوعہ چراگاہ کی مینڈ پر چرائے گا تو پھر اس بات کا ہر وقت احتمال رہے گا کہ اس کے جانور ممنوعہ چراگاہ میں گھس جائیں جس کے نتیجہ میں اسے مجرم قرار دے دیا جائے گا اسی طرح انسان کو چاہئے کہ وہ مشتبہ چیزوں سے دور رہے تا کہ محرمات حارم چیزوں میں مبتلا نہ ہو جائے اس کے بعد آپ نے مذکورہ بالا تشبیہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جان لو کہ ہر بادشاہ کا ایک ایسا ممنوعہ علاقہ ہوتا ہے جس میں جانور چرانا جرم سمجھا جاتا ہے (یہ گویا زمانہ جاہلیت کے بادشاہوں اور حکام کے بارہ میں خبر دی ہے یا یہ کہ مسلمانوں میں سے ان بادشاہوں اور حکام کے بارے میں خبر دی ہے جو غیر عادل ہیں کیونکہ کسی علاقہ کی گھاس کو جانوروں کے چرنے سے روک کو ممنوعہ چراگاہ قرار دینا درست نہیں ہے) اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ممنوعہ علاقہ حرام چیزیں ہیں کہ جن میں مبتلا ہونا لوگوں کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا ہے لہٰذا جو کوئی اس ممنوعہ علاقہ میں داخل ہوگا یعنی حرام چیزوں کا ارتکاب کرے گا اسے مستوجب عذاب قرار دیا جائے گا اور پھر ان حرام چیزوں میں بھی بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کے مرتکب کی بخشش ہی نہیں ہوگی جیسے شرک اور کچھ چیزیں ایسی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر موقوف ہیں کہ چاہے ان کے مرتکب کو بخشے چاہے نہ بخشے البتہ سچے دل کے ساتھ توبہ استغفار سے ہر چیز بخشی جائے گی۔

حضرت شیخ علی متقی نے اس موقع پر یہ ترتیب ضروری مباح مکروہ حرام کفر قائم کر کے لکھا ہے کہ جب بندہ اپنی معاشی تمدنی اور سماجی زندگی کے تمام گوشوں میں اس قدر ضرورت پر اکتفاء کر لیتا ہے جس سے اس کا وجود اور اس کی عزت باقی رہے تو وہ اپنے دین میں ہر خطرہ سے سلامت رہتا ہے مگر جب حد ضرورت سے گزرنے کی کوشش کرتا ہے تو حد مکروہات میں داخل ہو جاتا ہے یہاں تک کہ حرص و ہوس حد مکروہات سے نکال کر محرمات کی مد میں داخل کر دیتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس کا اگلا قدم کفر میں پہنچ جاتا ہے نعوذ بـاللہ من ذلك ۔ حدیث کے آخر میں انسانی جسم میں گوشت کے اس ٹکڑے کی اہمیت بیان کی گئی ہے جسے دل کہا جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ جب وہ ٹکڑا بگڑ جاتا ہے یعنی انکار شک اور کفر کی وجہ سے اس پر ظلمت طاری ہو جاتی ہے تو اس کے نتیجہ میں ارتکاب گناہ و معصیت کی وجہ سے پورا جسم بگڑ جاتا ہے لہٰذا ہر عاقل و بالغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دل کی طرف متوجہ رہے اور اس کو خواہشات نفسانی میں منہمک ہونے سے روکے تا کہ وہ آگے بڑھ کر مشتبہ چیزوں کی حد میں داخل نہ ہو جائے کیونکہ جب دل

خواہشات نفسانی کی طرف چل پڑتا ہے تو پھر اللہ کی پناہ وہ تمام حدوں کو پھلانگتا ہوا ظلمت کی آخری حدوں تک پہنچ جاتا ہے۔

آخر میں یہ سمجھ لیجئے کہ یہ حدیث اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ بدن کی بھلائی و بہتری حلال غذا پر موقوف ہے کیونکہ حلال غذا سے دل کو صفائی حاصل ہوتی ہے اور دل کی صفائی ہی سے تمام بدن اچھی حالت میں رہتا ہے بایں طور کہ اس کے ایک ایک عضو سے اچھے اعمال ہی صادر ہوتے ہیں اور تمام اعضاء کا برائی کی طرف میلان ختم ہو جاتا ہے۔ اور اب ایک بات یہ جان لیجئے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ حدیث علم و مسائل کے بڑے وسیع خزانے کی حامل ہے نیز جن حدیثوں پر اسلامی شرائع و احکام کا مدار ہے وہ تین ہیں ایک تو حدیث (انما الاعمال بالنیات) دوسری حدیث (من حسن اسلام المرء ترکه ما لا یعنیه) اور تیسری یہی ہے حدیث (الحلال بین) الخ۔

قرب قیامت حلال وحرام کی تمیز مفقود ہو جانے کا بیان

4466 - حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِينَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفَرِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ مَا يُبَالِي الرَّجُلُ مِنْ أَيْنَ أَصَابَ الْمَالَ مِنْ حَلَالٍ أَوْ حَرَامٍ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب آدمی اس بات کی پرواہ نہیں کرے گا کہ اس نے مال کس طریقے سے حاصل کیا ہے' حلال طریقے سے یا حرام طریقے سے؟''

شرح

حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کو جو مال ملے گا اس کے بارے میں وہ اس کی پرواہ نہیں کرے گا کہ یہ حلال ہے یا حرام۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 4)

قیامت کے قریبی زمانہ میں جہاں عام گمراہی کی وجہ سے انکار و اعمال کی اور بہت سی خرابیاں پیدا ہونگی وہیں ایک بڑی خرابی بھی پیدا ہوگی کہ لوگ حلال وحرام مال کے درمیان تمیز کرنا چھوڑ دینگے جس کو جو بھی مال ملے گا اور جس ذریعہ سے بھی ملے گا اسے یہ دیکھے بغیر کہ یہ حلال ہے یا حرام ہضم کر جائے گا اس بات سے کون انکار کر سکتا ہے کہ یہ پیش گوئی آج کے زمانہ پر پوری طرح منطبق ہے آج ایسے کتنے لوگ ہیں جو حلال وحرام مال کے درمیان تمیز کرتے ہیں ہر شخص مال و زر بٹورنے کی ہوس میں مبتلا ہے مال حلال ہے یا حرام ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی بس ہاتھ لگنا چاہئے کسی نے سچ کہا ہے (ہر چہ آمد بدہان شاں خورند و آنچہ آمد بزبان شان گفتند) یہ اس دور کی عام وبا ہے جس سے کوئی طبقہ اور کوئی جماعت محفوظ نہیں ہے۔

4466-اخرجه البخاري في البيوع، باب قول الله عزوجل (يا ايها الذين امنوا لا تاكلوا الربا اضعافا مضاعفة) (الحديث 2083)، تحفة الاشراف (13016).

سود کے غبار کا عام لوگوں تک پہنچ جانے کا بیان

4467 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِىْ عَدِيٍّ عَنْ دَاوُدَ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ خَيْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَاْتِىْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَاْكُلُوْنَ الرِّبَا فَمَنْ لَّمْ يَاْكُلْهُ اَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهٖ".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا' جب وہ سود کھائیں گے' جو شخص اُسے نہیں کھائے گا' اُسے اس کا غبار ضرور ملاحق ہو گا''۔

سود کھانے والوں کے لئے وعید کا بیان

حضرت عبداللہ بن حنظلہ غسیل الملائکہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کا ایک درہم یہ جاننے کے باوجود کھانا کہ یہ سود ہے چھتیس مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ بڑا گناہ ہے۔(احمد دار قطنی)

اس روایت کو بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے نیز بیہقی نے اس روایت میں حضرت ابن عباس کے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کا گوشت حرام مال سے پیدا ہوا ہو (یعنی جس شخص کی جسمانی نشو ونما حرام مال مثلاً سود ورشوت وغیرہ سے ہوئی ہو وہ شخص دوزخ ہی کے لائق ہے۔

(مشکوۃ المصابیح:، جلد سوم:رقم الحدیث، 64)

جس طرح مذکورہ بالا وعید اس شخص کے بارے میں فرمائی گئی ہے جو سود کا مال یہ جاننے کے باوجود کھائے کہ یہ مال سودی ذریعے سے حاصل شدہ ہے اسی طرح اس وعید کا تعلق اس شخص سے بھی ہے جس نے لاعلمی میں سود کا مال کھایا بشرطیکہ اس لاعلمی میں خود اس کی اپنی کوتاہی یا لاپرواہی کا دخل ہو۔

علماء کہتے ہیں کہ سود کھانے کے گناہ کو زنا کے گناہ سے بھی زیادہ سخت اور بڑا گناہ اس لئے کہا گیا ہے کہ سود کھانے والے کے حق میں اللہ تعالیٰ نے جتنی سخت اور غضب ناک تنبیہ فرمائی ہے اتنی سخت اور غضب ناک تنبیہ زنا کی کسی بھی گناہ کے بارے میں نہیں فرمائی ہے چنانچہ سود کھانے والوں کو اللہ تعالیٰ نے یوں متنبہ کیا ہے آیت (فاذنوا بحرب من اللہ ورسول) اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کا یہ بات ہر ذی شعور شخص جانتا ہے کہ کسی کے خلاف اعلان جنگ کا کیا مطلب ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اللہ اور اس کا رسول جس شخص کے خلاف اعلان جنگ کرے یا جو شخص اللہ اور اس کے رسول سے برسر جنگ ہو اس کی محرومی شقاوت بدبختی اور دنیا وآخرت کی مکمل تباہی و بربادی کا کیا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

علماء یہ بھی لکھتے ہیں کہ سود کھانے والے کے حق میں اتنی سخت وعید اور اتنی شدید وغضب ناک تنبیہ کا سبب یہ ہے کہ سود کے

4467-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الاجتناب الشبهات (الحديث 3331) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب التغليظ في الربا (الحديث 2278) . تحفة الاشراف (12241) .

بارے میں عملی طور پر ہی گمراہی کا صدور نہیں ہوتا بلکہ سود کی پہچان مشکل ہونے کی وجہ سے عموماً اعتقادی گمراہی میں بھی لوگ مبتلا ہوتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اکثر لوگ سود کو حرام بھی نہیں سمجھتے بلکہ ان کے ذہن وفکر اور قلب ودماغ پر گمراہی وکجروی کی اتنی ظلمت چھائی ہوئی ہے کہ وہ سود کو حلال سمجھتے ہیں اور یہ معلوم ہی ہے کہ سود کی حرمت کا اعتقاد رکھتے ہوئے اس کا مرتکب ہونا عملی گمراہی یعنی گناہ کبیرہ ہے جس پر معافی بھی ممکن ہے مگر سود کی حرمت کا اعتقاد نہ رکھنا بلکہ اس کو حلال سمجھنا اعتقادی گمراہی وکجروی ہے جس کا آخری نتیجہ کفر ہے اور اس کی معافی وبخشش ناممکن ہے جبکہ زنا ایک فعل ہے جس کی حرمت وبرائی سے کوئی بھی انکار نہیں کرتا جو شخص اس فعل میں مبتلا ہوتا ہے وہ بھی اس کی برائی کا بہر صورت اعتقاد رکھتا ہے یہاں تک کہ اسلام ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر مذہب وفرقے میں زنا ایک برائی ہی تصور کی جاتی ہے کوئی بھی اسے جائز اور حلال نہیں سمجھتا۔اب رہی یہ بات کہ چھتیس کا عدد بطور خاص کیوں ذکر کیا گیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس کا مقصد محض سود کی حرمت کی اہمیت جتانا ہے یا اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں اور ان میں جو سب سے ادنیٰ درجہ ہے وہ ایسا جیسا کہ کوئی شخص اپنی ماں سے صحبت کرے۔

حضرت ابن مسعود کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود (سے حاصل شدہ مال خواہ کتنا ہی زیادہ ہو مگر آخرکار اس میں کمی یعنی بے برکتی آجاتی ہے ان دونوں روایتوں کو ابن ماجہ نے اور شعب الایمان میں بیہقی نے نقل کیا ہے نیز دوسری روایت کو امام احمد نے بھی نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 64)

سودی ذرائع سے حاصل ہونیوالا مال بظاہر تو بہت زیادہ محسوس ہوتا ہے مگر چونکہ سودی مال میں خیر وبرکت کا کوئی جزء نہیں ہوتا اس لئے انجام کار وہ مال اس طرح تباہ وبرباد اور ختم ہوجاتا ہے کہ اس کا نام ونشان تک باقی نہیں رہتا یہ محض ایک وعیدی بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو روزانہ نظروں کے سامنے آتی رہتی ہے چنانچہ اسی حقیقت کو قرآن کریم نے بھی ان الفاظ میں واضح کیا ہے آیت (یَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ،البقرۃ:276) اللہ تعالیٰ سود کو مٹادیتا ہے اور صدقات کو بڑھادیتا ہے اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ انسان جو مال سود کے ذریعے حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے نیست ونابود کردیتا ہے مگر انسان اپنی جائز محنت وحلال ذریعہ سے جو مال کما کر اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بڑھادیتا ہے گویا اس آیت میں سود اور صدقہ کو ایک ساتھ ذکر کر کے جہاں یہ واضح کیا گیا ہے کہ ان دونوں کی حقیقت میں تضاد ہے وہیں ان دونوں کے متضاد نتائج کی نشان دہی بھی کی گئی ہے چنانچہ ان دونوں کی حقیقت میں تضاد تو یہ ہے کہ صدقہ میں بغیر کسی معاوضے اور بغیر کسی لالچ کے انسان اپنا مال محض اللہ کی خوشنودی کے لئے دوسروں کو دیتا ہے جبکہ سود میں بغیر کسی معاوضہ کے انسان محض مال وزر کی ہوس اور دولت کی فراوانی کے جذبے کے تحت دوسرے سے مال حاصل کرتا ہے اس طرح دونوں کاموں کے کرنے والوں کی نیت اور غرض بالکل جدا جدا ہوتی ہے کہ صدقہ کرنیوالا محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کے لئے اپنے مال کو ختم کرنے یا کم کرنے کا فیصلہ کر کے ایک زبردست ایثار کرتا ہے اور سود لینے والا محض دنیاوی حرص وطمع کی بناء پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ وناراضگی سے بالکل بے پرواہ ہو کر اپنے موجودہ مال میں ناجائز زیادتی کا خواہش مند ہوتا ہے یہ تو سود اور صدقہ کی حقیقت کا تضاد تھا دونوں کے

نتائج کا تضاد یہ ہے کہ جو مال اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی پرواہ کیے بغیر ناجائز طریقے یعنی سود سے حاصل کیا جاتا ہے اسے اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے یا اس میں سے برکت اٹھالیتا ہے اس کے برخلاف جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا مندی و خوشنودی کی خاطر اپنا مال دوسروں کو دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے مال کو بڑھا دیتا ہے بایں طور کہ اس کے موجودہ مال میں خیر و برکت عطاء فرماتا ہے۔

اس آیت کے ضمن میں دونوں کے نتائج میں تضاد کا مطلب مفسرین نے اس انداز میں بیان کیا ہے کہ سود کو مٹانے اور صدقہ کو بڑھانے کا تعلق آخرت سے ہے یعنی سود خوار کو اس کا مال آخرت میں کچھ نفع نہیں پہنچائے گا بلکہ عذاب ہی کا موجب بنے گا جبکہ صدقہ کرنیوالے کا مال آخرت میں اس کے لئے ابدی سعادتوں اور راحتوں کا ذریعہ بنے گا پھر سود کا مٹایا جانا اور صدقہ کا بڑھایا جانا آخرت سے تو تعلق رکھتا ہی ہے مگر اس کے کچھ آثار دنیا ہی میں مشاہدہ ہو جاتے ہیں چنانچہ سود جس مال میں شامل ہو جاتا ہے بعض اوقات وہ مال اس طرح تباہ و برباد ہو جاتا ہے کہ اس کا وہم و گمان بھی نہیں جیسا کہ سود اور سٹہ کے بازاروں میں عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ بڑے بڑے کروڑ پتی اور سرمایہ دار دیکھتے دیکھتے دیوالیہ ہو جاتے ہیں اگر چہ بے سود کی تجارتوں میں بھی نفع و نقصانات کے احتمال ضرور ہیں اور اسی وجہ سے بعض مرتبہ بے سود کی تجارت کرنیوالوں کو بھی کسی تجارت میں نقصان ہو جاتا ہے لیکن ایسا تاجر جو کل کروڑ پتی تھا اور آج ایک ایک پیسہ کی بھیک کا محتاج ہے یہ صرف سود اور سٹہ کے بازاروں ہی میں نظر آتا ہے۔ بہر کیف جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے سودی مال کا وقتی طور پر بڑھنا اور آخر میں تباہ و برباد ہو جانا محض ایک شرعی وعید کے درجے کی بات نہیں ہے بلکہ اہل تجربہ کے بیانات بھی اس پر شاہد ہیں کہ سود کا مال فوری اور وقتی طور پر کتنا ہی بڑھ جائے لیکن وہ عموماً ایسا دیرپا نہیں ہوتا کہ اس کا فائدہ نسلوں تک پہنچے اگر ایسی کوئی نہ کوئی صورت پیش آ جاتی ہے جو سودی مال کو ختم یا کم کر دیتی ہے۔

سود کھانے والوں کے ظاہری احوال سے دھوکہ نہ کھانے کا بیان

آج کل سود کا کاروبار عام ہے چپہ چپہ پر سود خوروں کا لین دین جاری ہے ان کے یہاں ظاہری طور پر مال و دولت کی ریل پیل نظر آتی ہے اسباب عیش و عشرت کی فراوانی ہر طرف رقصاں دیکھی جاتی ہے اسی لئے عام سطح میں لوگوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ آج کل تو سود خوروں کو بڑی سے بڑی راحت حاصل ہے وہ کوٹھیوں بنگلوں اور عالیشان عمارتوں کے مالک ہیں نوکر چاکر اور شان و شوکت کے تمام سامان موجود ہیں اس لئے یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ سود خوروں کو دنیا میں بھی راحت حاصل نہیں ہوتی اور ان کا مال و زر ان کا ساتھ نہیں دیتا حالانکہ غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح نظر آئے گی کہ سامان راحت اور راحت میں بڑا فرق ہے سامان راحت تو آپ کارخانوں اور فیکٹریوں اور بازاروں سے حاصل کر سکتے ہیں وہ سونے چاندی اور سکون کے عوض مل سکتا ہے لیکن جس چیز کا نام راحت ہے وہ نہ کسی فیکٹری میں بنتی ہے اور نہ کسی بازار سے دستیاب ہوتی ہے بلکہ وہ ایک ایسے روحانی اطمینان اور قلب و دماغ کے ایسے سکون کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی صورت میں براہ راست انسان کو عطا ہوتا ہے جو بعض اوقات بالکل بے سروسامان انسان اور جانوروں تک کو میسر آ جاتا ہے۔

اور بعض اوقات ہزاروں اسباب عیش و عشرت اور سامان راحت رکھنے کے باوجود حاصل نہیں ہو سکتا ایک نیند کو لے لیجئے یہ نیند کیا ہے ایک راحت و سکون کا نام ہے اس کو حاصل کرنے کے لئے آپ یہ تو کر سکتے ہیں کہ ایک اعلیٰ قسم کی خواب گاہ بنوالیں جس میں

ہوا روشنی کا پورا انتظام ہو عمدہ قسم کے اور آرام دہ پلنگ ہوں دلفریب ودل کش گدیلے بستر اور ملائم تکیے ہوں لیکن آپ خود بتائیے کیا ان سامانوں کے مہیا ہو جانے پر نیند کا آجانا لازمی ہے۔

اگر آپ کو خود اس کا تجربہ نہیں ہے تو وہ ہزاروں آدمی اس کا جواب نفی میں دیں گے جنہیں کسی عارضے کی وجہ سے نیند نہیں آتی ان کے لئے یہ سامان دھرے رہ جاتے ہیں یہاں تک کہ خواب آور دوائیاں بھی جواب دے دیتی ہیں چنانچہ نیند کے سامان تو بازار سے آگئے لیکن نیند کسی بازار سے کسی بھی قیمت پر نہیں لائی جاسکتی اسی طرح دوسری لذتوں اور راحتوں کا حال ہے ان کے اسباب تو روپیہ پیسے کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں مگر ان راحتوں اور لذتوں کا حاصل ہونا ان اسباب کے باوجود بھی ضروری نہیں ہے یہ بات سمجھ لینے کے بعد سود خوروں کے حالات کا جائزہ لیجئے تو ان کے پاس آپ کو سب کچھ ملے گا مگر راحت اور اطمینان کا نام نہ پائیں گے وہ اپنی حرص وہوس میں اپنی تجوریوں کو بھرنے اور اپنے ایک کروڑ کو ڈیڑھ کروڑ دو کروڑ بنانے میں ایسے مست نظر آتے ہیں کہ نہ ان کو اپنے کھانے پینے کا ہوش رہتا ہے نہ اپنی بیوی بچوں کا خیال ایمانداری سے بتائیے کیا اطمینان وراحت اسی طرح حاصل ہوتا ہے صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک مال ودولت کو بڑھانے کی ادھیڑ بن میں اپنے آپ کو فنا کر دینے کا نام راحت ہے؟ کتنے بے وقوف ہیں وہ لوگ جنہوں نے اسباب راحت کا نام راحت رکھ لیا ہے اور جو حقیقی راحت ہے اس سے کوسوں دور ہیں۔

مشابہ سود اشیاء کو چھوڑ دینے کا بیان

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ جو چیز نازل ہوئی یعنی قرآن کریم اس کا معاملات سے متعلق جو حصہ سب سے آخر میں نازل ہوا ہے وہ ربا کی آیت ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اس حالت میں تشریف لے گئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تفصیل بیان نہیں فرمائی لہذا سود کو بھی چھوڑ دو اور جس چیز میں سود کا شبہ ہو اسے بھی چھوڑ دو۔

(ابن ماجہ دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 70)

سود کی مروجہ شکل یعنی قرض وادھار پر متعین نفع لینا اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت میں بھی رائج تھی اور لوگوں میں اس طرح کے سود کا بہت زیادہ رواج تھا چنانچہ قرآن کریم نے جب ربا کی حرمت بیان کی اور آیت ربا نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمت کے اس حکم کو نہ صرف اس وقت کے رائج ومتعارف سود پر نافذ کیا بلکہ ربا کے مفہوم کو وسعت دیکر اشیاء کے باہمی لین دین اور خرید وفروخت کی بعض صورتوں کو بھی ربا کے حکم میں داخل فرمایا جس کی تفصیل گذشتہ صفحات میں ذکر کی جا چکی ہے لیکن صورت یہ ہوئی کہ آیت ربا نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں بہت کم عرصہ تشریف فرما رہے اس تھوڑی مدت میں دیگر دینی وضروری معروفیات میں اتنا انہماک رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لین دین کی ان صورتوں کو زیادہ تفصیل سے بیان نہیں فرمایا یہاں تک آپ واصل بحق ہو گئے۔

چنانچہ حضرت فاروق اعظم کے اس ارشاد میں تفصیل سے مراد انہیں صورتوں کی تشریح وتفصیل ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چھ چیزوں (سونا چاندی گیہوں جو کھجور نمک) کے باہمی لین دین کی بعض صورتوں کو ربا کے حکم میں داخل فرمایا تھا آیا یہ حکم ان چھ چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے یا یہ چیزیں بطور مثال کے بیان فرمائیں اور بقیہ چیزوں کو قیاس واجتہاد پر موقوف رکھا؟ یہی وجہ

ہے کہ بعد میں آنیوالے ائمہ مجتہدین امام ابوحنیفہ امام شافعی امام مالک امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ نے اپنے اپنے اجتہاد سے ان چیزوں کا ایک ضابطہ بنایا اور دوسری چیزوں کو بھی اس ضابطہ کے ماتحت اس حکم میں داخل قرار دیا اس کی تفصیل بھی گذشتہ صفحات میں ذکر کی جا چکی ہے۔ حاصل یہ کہ نزول قرآن سے سود کا ایک مخصوص معاملہ یعنی قرض دے کر اس پر نفع لینا عربی زبان میں لفظ ربا کے ساتھ متعارف چلا آرہا تھا اور پورے عرب میں اس کا رواج تھا۔

چنانچہ اہل عرب صرف اسی خاص معاملہ کو ربا کہتے اور سمجھتے تھے اسی ربا کو قرآن کریم نے حرام فرمایا لہٰذا ربا کی اس صورت میں نہ کوئی ابہام تھا نہ اجمال اور اسی لئے جب قرآن کریم نے ربا کی حرمت کا ذکر کیا تو نہ کسی کو اس کے سمجھنے میں دقت ہوئی اور نہ کسی کو اس پر عمل کرنے میں ایک منٹ کا بھی تامل و تردد ہوا البتہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باشارات وحی الٰہی ربا کے مفہوم میں اور چند معاملات کا اضافہ فرمایا تو چونکہ وہ معاملات اہل عرب کے متعارف مفہوم سے الگ اور ان کے مروجہ سود سے ایک زائد چیز تھی اور پھر اتفاق کی بات کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ربا کے اس وسیع مفہوم کی تفصیلات پوری تشریح کے ساتھ بیان فرمانے سے پہلے اس دنیا سے تشریف لے گئے اسی وجہ سے اس کی تشریحات میں حضرت فاروق اعظم کو کچھ اشکالات پیش آئے بالآخر انہوں نے اپنے اجتہاد سے احتیاط کا پہلو اختیار کرتے ہوئے فرمایا کہ ربا کی جو صورتیں بالکل واضح اور متعین ہیں جیسی مروجہ سود یا اشیاء کے باہمی لین دین کی وہ صورتیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرما دی ہیں ان کو بھی ترک کر دو اور ان سے مکمل اجتناب کرو اور جس چیز میں سود کا شبہ اور شائبہ بھی محسوس ہو جائے از راہ ورع و احتیاطاً اسے بھی چھوڑ دو اور اس سے پرہیز کرو۔

سود کے بارے میں بعض لوگوں نے حضرت فاروق اعظم کے اس ارشاد کو آڑ بنا لیا جو سود کی اس خاص قسم کے بارے میں تھا جس کا مروجہ سود کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں یعنی چھ چیزوں کا باہمی بیع و شراء اور لین دین ان لوگوں نے اس ارشاد کا یہ نتیجہ نکالا کہ ربا کی حقیقت ہی مبہم رہ گئی تھی۔ اس کے متعلق علماء اور فقہاء نے جو کچھ لکھا ہے وہ صرف ان کا اپنے اجتہاد تھا لیکن جیسا کہ ابھی اوپر بتایا گیا حضرت فاروق اعظم کو ربا کی صرف اس قسم کے بارہ میں تردد پیش آیا جو قرآن کے الفاظ سے ثابت نہیں تھا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد کے ذریعہ اس کی حرمت کو بیان فرمایا تھا اور وہ چھ چیزوں کی آپس میں خرید و فروخت کا معاملہ تھا جو سود آج کل رائج ہے اور جو ایام جاہلیت میں بھی عام تھا۔

اس سے حضرت عمر کے اس ارشاد کا دور کا تعلق بھی نہ تھا اور ہو بھی کیسے سکتا ہے جب کہ زمانہ جاہلیت ہی سے اس کے معاملات رائج اور جاری تھے پھر اس ارشاد کہ ان چھ چیزوں کے سود کے بارے میں حضرت عمر کو جو اشکال پیش آیا وہ بھی اس بات میں نہیں تھا کہ انہیں ان چھ چیزوں کے لین دین میں سود کو حرام سمجھنے میں تردد تھا بلکہ اشکال صرف یہ تھا کہ یہ حکم شاید ان چھ چیزوں (یعنی سونا چاندی اور گیہوں وغیرہ) تک ہی محدود نہ ہو بلکہ اس کے حکم کا دائرہ ان چھ چیزوں کے علاوہ دیگر اشیاء تک بھی وسیع ہو اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ لوگ یہ خیال کر کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف چھ چیزوں کے بارے میں یہ حکم فرمایا ہے دیگر اشیاء کے لین دین میں وہی صورتیں اختیار کر کے سود میں مبتلا ہو جائیں جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کے لئے واضح طور پر ربا کہا ہے اس تردد کے پیش نظر آپ نے لوگوں کو حکم دیا کہ سود کے ساتھ ساتھ ان چیزوں کو بھی قطعاً چھوڑ دو جن میں سود کا شائبہ تک نہ پایا

جائے لہٰذا یہ ستم ظریفی نہیں تو اور کیا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے اشکال کا نتیجہ تو یہ ظاہر فرمایا کہ مخصوص چیزوں میں بھی ایسے معاملات سے پرہیز کیا جائے جن میں سود کا شبہ بھی پایا جائے اور ان لوگوں نے حضرت عمر کے اس ارشاد کا تعلق اس سود کی اس مخصوص قسم سے منقطع کر کے عام سود و ربا کے معاملات سے جوڑ دیا اور پھر اس پر اکتفاء نہ کیا بلکہ مزید ستم یہ کیا کہ محض اپنی نافہمی کی وجہ سے حضرت عمر کے ارشاد کی روشنی میں سرے سے سود کی حرمت ہی کو ایک مشتبہ مسئلہ قرار دیدیا۔

باب التِّجَارَةِ

یہ باب تجارت کے بیان میں ہے

4468 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَفْشُوَ الْمَالُ وَيَكْثُرَ وَتَفْشُوَ التِّجَارَةُ وَيَظْهَرَ الْعِلْمُ وَيَبِيْعَ الرَّجُلُ الْبَيْعَ فَيَقُوْلَ لَا حَتّٰى اَسْتَاْمِرَ تَاجِرَ بَنِيْ فُلَانٍ وَيُلْتَمَسَ فِي الْحَيِّ الْعَظِيْمِ الْكَاتِبُ فَلَا يُوْجَدُ".

★★ حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''قیامت کی نشانیوں میں یہ بات بھی شامل ہے' مال عام ہو جائے گا اور زیادہ ہو جائے گا' تجارت پھیل جائے گی' علم رخصت ہو جائے گا' آدمی کوئی سودا کرے گا اور یہ کہے گا: میں یہ اس وقت تک نہیں کروں گا' جب تک بنو فلاں کے تاجر سے مشورہ نہیں کر لیتا' ایک بڑے قبیلے میں ایک (ایمان دار) کاتب کو تلاش کیا جائے گا' تو وہ نہیں ملے گا''۔

باب مَا يَجِبُ عَلَى التُّجَّارِ مِنَ التَّوْقِيَةِ فِيْ مُبَايَعَتِهِمْ

یہ باب ہے کہ سودا کرتے وقت' تاجروں پر کس چیز کو متعین کرنا لازم ہے

4469 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِيْ قَتَادَةُ عَنْ اَبِي الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا".

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4468-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10712) .

4469-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا بين البيعان و لم يكتما و نصحا (الحديث 2079)، و باب ما يمحق الكذب و الكتمان في البيع (الحديث 2082)، و باب كم يجوز الخيار (الحديث 2108) مختصراً، و باب (البيعان بالخيار ما لم يتفرقا) (الحديث 2110)، و باب اذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع (الحديث 2114) . واخرجه مسلم في البيوع، باب الصدق في البيع و البيان (الحديث 47) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3459) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في البيعين بالخيار ما لم يتفرقا (الحديث 1246) . واخرجه النسائي في البيوع، وجوب الخيار للمتبايعين قبل افتراقهما (الحديث 4476) . تحفة الاشراف (3427) .

''خرید و فروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے' اگر وہ سچ بولتے ہیں اور وضاحت کر دیتے ہیں' تو ان کے سودے میں برکت رکھی جاتی ہے اور اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور کوئی بات چھپاتے ہیں' تو ان کے سودے کی برکت کو مٹا دیا جاتا ہے''۔

باب الْمُنفِقِ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ

یہ باب ہے کہ جھوٹی قسم اُٹھا کر' اپنا سامان فروخت کرنے والے (کے بارے میں روایت)

4470 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" . فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا . قَالَ "الْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ وَالْمَنَّانُ عَطَائَهُ" .

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا' ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی آیت تلاوت کی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یہ لوگ تو ذلیل و رسوا ہو جائیں گے اور خسارے کا شکار ہو جائیں گے۔

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (تکبر کے طور پر) اپنے تہبند کو لٹکانے والا شخص' جھوٹی قسم اُٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا شخص اور کچھ دے کر احسان جتانے والا شخص''۔

4471 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ الْاَعْمَشُ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ الَّذِىْ لَا يُعْطِى شَيْئًا اِلَّا مَنَّهُ وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْكَذِبِ" .

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا' ایک وہ شخص جو کوئی بھی چیز دیتا ہے' تو اس پر احسان جتاتا ہے' ایک وہ شخص جو اپنے تہبند کو (تکبر کے طور پر) لٹکا کر رکھتا ہے اور ایک وہ شخص جو جھوٹ بول کر اپنا سامان فروخت کرتا ہے''۔

4470-تقدم (الحديث 2562) . و ياتي بعده .

4471-تقدم في الزكاة، المنان بما اعطى (الحديث 2562 و 4470) .

شرح

پائنچے لٹکانے والے سے مراد وہ شخص ہے جو ازراہ تکبر ٹخنوں سے نیچا پاجامہ پہنتا ہے چنانچہ اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو ٹخنوں سے نیچا کرتہ پہنے۔ احسان جتانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی کے ساتھ کوئی اچھا سلوک کر کے مثلاً کسی کو کوئی چیز دے کر یا کسی کے ساتھ ہمدردی کا کوئی معاملہ کر کے اسے زبان پر لایا جائے چنانچہ جو شخص کسی کے ساتھ ہمدردی واعانت کا کوئی معاملہ کر کے پھر اس پر احسان جتاتا ہے تو وہ ثواب سے محروم رہتا ہے۔ جھوٹی قسمیں کھا کر تجارت بڑھانے والے سے مراد وہ تاجر ہے جو زیادہ نفع حاصل کرنے کے لئے یا اپنا مال تجارت بڑھانے کے لئے جھوٹی قسمیں کھائے مثلاً اس نے کوئی چیز نوے روپے میں خریدی ہو مگر اپنے خریدار سے اس کی زیادہ قیمت وصول کرنے کے لئے یا اس کی مالیت بڑھانے کے لئے جھوٹی قسم کھا کر کہے کہ اللہ کی قسم میں نے یہ چیز سو روپے میں خریدی ہے۔

4472 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ اَخْبَرَنِى الْوَلِيْدُ - يَعْنِىْ ابْنَ كَثِيْرٍ - عَنْ مَّعْبَدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَلِفِ فِى الْبَيْعِ فَاِنَّهٗ يُنَفِّقُ ثُمَّ يَمْحَقُ".

★★ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''سودا کرتے وقت بکثرت قسم اُٹھانے سے پرہیز کرو' کیونکہ یہ چیز سودا بکوا دیتی ہے' لیکن (اس کی برکت کو) ختم کر دیتی ہے''۔

4473 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْحَلِفُ مَنْفَقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مَمْحَقَةٌ لِّلْكَسْبِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''قسم' سودے کو بکوا دیتی ہے' لیکن کمائی کی (برکت کو) ختم کر دیتی ہے''۔

باب الْحَلِفِ الْوَاجِبِ لِلْخَدِيعَةِ فِى الْبَيْعِ

یہ باب ہے کہ ایسی قسم جو سودے میں دھوکے کو لازم کر دے

4474 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا

4472-اخرجه مسلم في المساقاة، باب النهي عن الحلف في البيع (الحديث 132) واخرجه ابن ماجه في التجارة، باب ما جاء في كراهية الايمان في الشراء و البيع (الحديث 2209) . تحفة الاشراف (12129) .

4473-اخرجه البخاري في البيوع، باب (يمحق الله الربا ويربي الصدقات و الله لا يحب كل كفار اثيم) (الحديث 2087) . واخرجه مسلم في المساقات، باب النهي عن الحلف في البيع (الحديث 131) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في كراهية اليمين في البيع (الحديث 3335) . تحفة الاشراف (13321) .

يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ رَجُلٌ عَلٰى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ ابْنَ السَّبِيلِ مِنْهُ وَرَجُلٌ بَايَعَ اِمَامًا لِدُنْيَا اِنْ اَعْطَاهُ مَا يُرِيدُ وَفٰى لَهٗ وَاِنْ لَمْ يُعْطِهِ لَمْ يَفِ لَهٗ وَرَجُلٌ سَاوَمَ رَجُلًا عَلٰى سِلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَحَلَفَ لَهٗ بِاللّٰهِ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ الْاٰخَرُ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"تین طرح کے لوگ ایسے ہیں' قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ کلام نہیں کرے گا' ان پر رحمت نہیں کرے گا' ان کا تزکیہ نہیں کرے گا اور ان لوگوں کے لیے دردناک عذاب ہوگا' ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں اضافی پانی موجود ہو' وہ مسافر کو اس پانی کو استعمال نہ کرنے دے' ایک وہ شخص جو کسی دنیاوی فائدے کے حصول کے لیے' کسی حاکم کے ہاتھ پر بیعت کرلے' تو اگر حاکم اس کی مراد کے مطابق چیز اُسے دے دے' تو وہ اس عہد کو پورا کرے اور اگر حاکم اُسے وہ چیز نہ دے' تو وہ اس کو پورا نہ کرے' ایک وہ شخص جو عصر کے بعد کسی دوسرے شخص کے سامان پر بولی لگاتا ہے' اور دوسرے شخص کے سامنے اللہ کے نام کی قسم اُٹھاتا ہے' کہ اس نے خود یہ سامان اتنے میں خریدا ہے' تو دوسرا شخص اس کی بات کی تصدیق کر دیتا ہے"۔

باب الْاَمْرِ بِالصَّدَقَةِ لِمَنْ لَمْ يَعْتَقِدِ الْيَمِيْنَ بِقَلْبِهٖ فِيْ حَالِ بَيْعِهٖ

یہ باب ہے کہ جو شخص سودا کرتے وقت قسم اُٹھاتا ہے' اور دلی طور پر اس قسم کا اعتقاد نہیں رکھتا اُس کے لیے حکم یہ ہے' وہ صدقہ کیا کرے

4475 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ غَرَزَةَ قَالَ كُنَّا بِالْمَدِيْنَةِ نَبِيْعُ الْاَوْسَاقَ وَنَبْتَاعُهَا وَنُسَمِّي اَنْفُسَنَا السَّمَاسِرَةَ وَيُسَمِّيْنَا النَّاسُ فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّانَا بِاسْمٍ هُوَ خَيْرٌ لَنَا مِنَ الَّذِيْ سَمَّيْنَا بِهٖ اَنْفُسَنَا فَقَالَ "يَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ اِنَّهٗ يَشْهَدُ بَيْعَكُمُ الْحَلِفُ وَاللَّغْوُ فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ" ۔

☆☆ ابوغرزہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ مدینہ منورہ میں ساز و سامان کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے' ہم لوگ خود کو سماسرہ (ایجنٹ) کہا کرتے تھے' لوگوں نے بھی ہمیں یہی نام دیا ہوا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں وہ نام دیا' جو ہمارے لیے اس نام سے زیادہ بہتر تھا' جس نام کے ذریعے ہم خود کو بلوایا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے تاجروں کے گروہ! تمہارے اس سودے میں قسم بھی شامل ہو جاتی ہے' اور لغو باتیں بھی ہوتی ہیں' تو تم اس میں صدقہ ملا دیا کرو۔

4474-اخرجه البخاري في الشهادات، باب اليمين بعد العصر (الحديث 2672) . واخرجه مسلم في الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار و المن بالعطية و تنفيق السلعة بالحلف و بيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر اليهم ولا يزكيهم و لهم عذاب اليم (الحديث 173)۔ و اخرجه مسلم في البيوع والاجارات، باب في منع الماء (الحديث 3475) تحفة الاشراف (12338) .

4475-تقدم (الحديث 3806) .

شرح

سماسرہ دراصل لفظ سمسار کے جمع کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں دلال یا کسی چیز کا مالک و منتظم چنانچہ پہلے زمانے میں تجارتی کاروبار کرنے والے کو سمسار ہی کہتے ہیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو اس سے بہتر نام یعنی تجارج ولفظ تاجر کی جمع کا صیغہ ہے عطاء کیا اس نام کے بہتر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خرید وفروخت کے کاروبار کو مدحیہ طور پر لفظ تجارت کے ساتھ ذکر کیا ہے جیسے ایک آیت کی عبارت کا یہ ٹکڑا ہے (هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ، الصف:10) (کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دے) یا ایک اور آیت میں ہے (تجارۃ عن تراض) (سوداگری آپس کی رضامندی سے) یا ایک آیت کے یہ الفاظ تجارۃ (لن تبور) (تجارت کرو ہلاکت میں نہ پڑو) فشوبوہ بالصدقۃ (تجارت کو صدقہ وخیرات کے ساتھ ملائے رکھو کا مطلب یہ ہے کہ تجارتی زندگی میں عام طور پر بے فائدہ باتیں اور جھوٹی سچی قسموں کا صدور ہوتا رہتا ہے اور یہ دونوں ہی چیزیں پروردگار کے غضب وغصہ کا باعث ہیں اس لئے تم ان دونوں چیزوں کے کفارہ کے طور پر اپنا کچھ مال صدقہ وخیرات کرتے رہا کرو کیونکہ صدقہ وخیرات اللہ تعالیٰ کے غضب وغصہ کو دور کرتا ہے۔

باب وُجُوبِ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا

فریقین کو الگ ہونے سے پہلے (سودا کرنے) کے اختیار کا لازم ہونا

خیار بیع کے معنی ومفہوم کا بیان

خیار، لفظ، اختیار، سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں دو چیزوں میں سے کسی ایک اچھی چیز کا انتخاب کرنا چنانچہ کسی تجارتی معاملے کو فسخ کردینے یا اس کو باقی رکھنے کا وہ اختیار جو خریدار اور تاجر کو حاصل ہوتا ہے اصطلاح فقہ میں خیار کہلاتا ہے تجارتی معاملات میں اس اختیار کی کئی قسمیں ہیں جن کے تفصیلی احکام اور فقہی اختلاف فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں تاہم اس موقع پر ان قسموں کے نام اور تعریفات ذکر کردینا ضروری ہے۔

خیار شرط کے مفہوم کا بیان

خیار شرط جو تجارتی معاملے طے ہوجانے کے بعد تاجر یا خریدار یا دونوں کو اس معاملے کے ختم کردینے یا باقی رکھنے کا حق دیا جانا خیار شرط کہلاتا ہے مثلاً تاجر نے ایک چیز فروخت کی جسے خریدار نے خرید لی مگر اس خرید وفروخت کے بعد تاجر نے یا خریدار نے یہ کہا کہ باوجود بیع ہوجانے کے مجھ کو ایک روز یا دو روز یا تین روز تک یہ اختیار حاصل ہوگا کہ خواہ اس بیع کو باقی رکھا جائے خواہ ختم کردیا جائے۔ خرید وفروخت میں یہ صورت جائز ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مدت اختیار میں بیع کو فسخ کیا جائے تو وہ فسخ ہوجائے گی اور اگر اس مدت کے ختم ہونے تک بیع کو برقرار رکھا یا سکوت کیا تو بعد ختم مدت بیع پختہ ہوجائے گی یہ بات ذہن میں رہے کہ خیار شرط کی مدت حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک زیادہ سے زیادہ تین دن تک ہے۔

خیارعیب کے مفہوم کا بیان

خیارعیب: بیع ہو جانے کے بعد خریدی ہوئی چیز میں کوئی عیب معلوم ہونے کے بعد اس چیز کو رکھ لینے یا واپس کر دینے کا جو اختیار خریدار کو حاصل ہوتا ہے اسے خیارعیب کہتے ہیں مثلاً تاجر نے ایک چیز بیچی جسے خریدار نے خرید لی اب اس بیع کے بعد اگر خریدار واپس کر کے اپنی دی ہوئی قیمت لوٹا لے البتہ اگر بیچنے والے نے اس چیز کو بیچنے کے وقت خریدار سے یہ کہہ دیا تھا کہ اس چیز میں جو عیب ہو میں اس کا ذمہ دار نہیں ہوں خواہ تم اس وقت اسے خریدو یا نہ خریدو اور اس کے باوجود بھی خریدار رضامند ہو گیا تھا تو خواہ کچھ ہی عیب اس میں نکلے خریدار کو واپسی کا اختیار حاصل نہیں ہوگا۔

خیارروئیت کے مفہوم کا بیان

خیارروئیت: بے دیکھی ہوئی چیز کو خریدنے کے بعد اس چیز کو رکھ لینے یا واپس کر دینے کا جو اختیار خریدار کو حاصل ہوتا ہے اسے خیارروئیت کہتے ہیں مثلاً کسی خریدار نے بغیر دیکھے کوئی چیز خریدی تو یہ بیع جائز ہو جائے گی لیکن خریدار کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ اس چیز کو جس وقت دیکھے چاہے تو اسے رکھ لے اور چاہے تو بیچنے والے کو واپس کر دے۔ان اقسام کے علاوہ اس باب میں خیار کی ایک اور قسم ذکر ہو گی جسے خیارمجلس کہتے ہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کسی ایک مجلس میں تاجر و خریدار کے درمیان خرید و فروخت کا کوئی معاملہ طے ہو جانے کے بعد اس مجلس کے ختم ہونے تک تاجر اور خریدار دونوں کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی اس معاملہ کو ختم کر سکتا ہے مجلس ختم ہونے کے بعد یہ اختیار کسی کو بھی حاصل نہیں رہتا لیکن خیار کی اس قسم میں اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام شافعی اور بعض دوسرے علماء اس خیار کے قائل ہیں جبکہ حضرت امام ابوحنیفہ اور دوسرے علماء اس کے قائل نہیں ہیں یہ حضرات کہتے ہیں کہ جب بیع کا ایجاب و قبول ہو گیا یعنی معاملہ تکمیل پا گیا تو اب کسی کو بھی اس معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہے گا اور یہ کہ معاملہ کے وقت خیار کی شرط طے پا گئی ہو جسے خیارشرط کہتے ہیں اور جس کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن تک ہے تین دن کے بعد خیارشرط کی صورت بھی ختم ہو جاتی ہے۔

4476 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ اَبِیْ عَرُوبَةَ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ صَالِحٍ اَبِی الْخَلِيْلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا فَاِنْ بَيَّنَا وَصَدَقَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِیْ بَيْعِهِمَا وَاِنْ كَذَبَا وَكَتَمَا مُحِقَ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا" .

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے' اگر وہ دونوں حقائق واضح کر دیتے ہیں اور سچ بولتے ہیں' تو ان دونوں کے لیے اس سودے میں برکت رکھی جاتی ہے' لیکن اگر وہ جھوٹ بولتے ہیں اور حقیقت کو چھپاتے ہیں' تو ان کے سودے کی برکت کو ختم کر دیا جاتا ہے"۔

4476-تقدم (الحديث 4469) .

شرح

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں اسی وقت تک بیع کو باقی رکھنے یا اس کو فسخ کر دینے کا اختیار رکھتے ہیں جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں الا یہ کہ ان کی بیع بشرط خیار ہو تو اس میں جدائی کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے لئے از روئے تقوی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ معاملہ کرتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اس خوف سے کہ مبادا دوسرا فریق معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار مانگ لے (یعنی جب تک کسی معاملے میں دونوں فریق پوری طرح مطمئن نہ ہو جائیں ایجاب وقبول میں ان میں سے کوئی محض اس لئے جلد بازی نہ کرے کہ مبادا فریق ثانی معاملے کو فسخ کر دے یا معاملہ طے کرتے ہی ان میں سے کوئی محض اس وجہ سے نہ بھاگ کھڑا ہو کہ کہیں دوسرا فریق بیع کو فسخ کرنے کے اختیار کی شرط نہ چاہنے لگے۔ (ابوداؤد نسائی)

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں آپس کی رضامندی کے بغیر جدا نہ ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 42)

مطلب یہ ہے کہ دونوں صاحب معاملہ کوئی تجارتی معاملہ طے کرنے کے بعد اس وقت تک ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں جب تک کہ قیمت کی ادائیگی اور خرید کردہ چیز کی حوالگی دونوں میں برضا ورغبت طے نہ پا جائے یا عمل میں نہ آ جائے کیونکہ اس کے بغیر ایک دوسرے کو نقصان وتکلیف پہنچنے کا احتمال رہے گا جو شریعت میں ممنوع ہے یا پھر اس سے مراد یہ ہے کہ جب معاملہ طے ہو جائے اور دونوں صاحب معاملہ میں سے کوئی ایک وہاں سے اٹھ کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو وہ دوسرے فریق سے پہلے یہ پوچھ لے کہ اب تمہیں کوئی اشکال واعتراض تو نہیں ہے اور کیا اس معاملے پر تم راضی ہو اس کے بعد اگر وہ دوسرا فریق معاملے کو فسخ کرنا چاہے تو وہ بھی معاملے کو فسخ کر دے اور اگر وہ معاملے کی برقراری پر رضامند ہو تو پھر تکمیل کے بعد اس سے الگ ہو اس صورت میں یہ حدیث معنی کے اعتبار سے پہلی حدیث کے موافق ہوگی نیز یہ بات ذہن میں رہے کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے کیونکہ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ ایک دوسرے کی اجازت کے بغیر جدا ہونا حلال ہے۔

خیار مجلس کا بیان

حضرت ابن عمر راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا خریدنے والا دونوں میں سے ہر ایک اپنے دوسرے صاحب معاملہ پر اس بات کا اختیار رکھتا ہے کہ چاہے تو وہ خرید وفروخت کے معاملے کو باقی رکھے اور چاہے تو ختم کر دے جب تک کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یعنی جس مجلس میں وہ معاملہ طے پایا ہوگا جب وہ ختم ہو جائے گی بایں طور کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں گے تو ان میں سے کسی کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں رہے گا ہاں بیع خیار اس سے مستثنی ہے یعنی بیع میں خریدار نے اس اختیار کی شرط طے کر لی ہوگی کہ اگر میں چاہوں تو اس خریدی ہوئی چیز کو رکھوں گا اور اگر نہ چاہوں گا تو واپس کر دوں گا اس بیع میں ایک دوسرے سے جدا ہونے کے بعد بھی اختیار باقی رہتا ہے (بخاری مسلم) اور مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب بیچنے والا اور خریدنے والا خرید وفروخت کا کوئی معاملہ کریں تو ان میں سے ہر ایک کو معاملے کو باقی رکھنے یا فسخ کر دینے کا اختیار حاصل ہوگا جب

تک کہ وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا یہ کہ ان کی خرید وفروخت کا معاملہ بشرط خیار ہو چنانچہ اگر وہ خیار شرط کے ساتھ کوئی تجارتی معاملہ کریں گے تو اس صورت میں (جدائی کے بعد بھی) اختیار کا حق حاصل رہے گا۔ ترمذی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں جب تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں انہیں اختیار حاصل ہے الا یہ کہ وہ اپنے تجارتی معاملے میں خیار کی شرط طے کریں (یعنی اگر وہ اپنا تجارتی معاملہ مذکورہ بالا خیار شرط کے ساتھ طے کریں گے تو انہیں جدائی کے بعد بھی اختیار حاصل رہے گا۔ لیکن بخاری ومسلم کی ایک روایت میں ترمذی کی اس روایت کے آخری الفاظ (او یختار (الا یہ کہ وہ خیار کی شرط طے کریں) کی بجائے یہ الفاظ ہیں کہ الا یہ کہ ان دونوں میں سے ایک اپنے دوسرے صاحب معاملہ سے یہ کہہ دے کہ اختیار کی شرط طے کرلو (اور وہ دوسرا کہہ دے کہ مجھے یہ منظور ہے)(مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 41)

اس حدیث سے بظاہر خیار مجلس کا جواز ثابت ہوتا ہے لیکن جو حضرات خیار مجلس کے قائل نہیں ہیں جیسے اما ابوحنیفہ وہ یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں ایک دوسرے سے جدا ہونے کا مطلب مجلس کا ختم ہو جانا نہیں ہے بلکہ جدا ہونے سے مراد دونوں کی اس تجارتی معاملے کی گفتگو کا پایہ تکمیل کو پہنچ کر منقطع ہو جانا ہے یعنی جب تک کہ وہ دونوں اس معاملے سے متعلق گفتگو کر رہے ہوں اور ایجاب وقبول پورا نہیں ہوا ہو اس وقت تک ان میں سے ہر ایک کو یہ اختیار ہوگا کہ وہ چاہے تو زیر گفتگو معاملہ کو فسخ کر دے چاہے اسے باقی رکھے لیکن جب ایجاب وقبول پورا ہو جائے گا یعنی بیچنے والا یہ کہہ دے کہ میں نے یہ چیز تمہیں فروخت کر دی اور خریدنے والا یہ کہہ دے کہ میں نے یہ چیز خرید لی تو اب اس کے بعد ان میں سے کسی کو بھی اس معاملے کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہے گا۔

ان حضرات نے جدا ہونے کے یہ معنی مراد لینے کے سلسلے میں اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے ایت (وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ) اور اگر دونوں جدا ہو جائیں گے تو اللہ اپنے فضل سے ان میں سے ہر ایک کو بے پرواہ کر دے گا چنانچہ اس آیت میں جدا ہونے کا مطلب مجلس سے جدا ہونا نہیں ہے بلکہ خاوند وبیوی کے درمیان طلاق کے ذریعے جدائی مراد ہے۔

اور حضرت حکیم ابن حزام کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں کو اپنے تجارتی معاملہ کو باقی رکھنے یا فسخ کر دینے کا اختیار حاصل رہتا ہے لیکن یہ اختیار اس وقت تک حاصل رہتا ہے جب تک کہ وہ جدا نہ ہوں اور یاد رکھو جب بیچنے والا اور خریدنے والا دونوں (فروخت کی جانیوالی چیز اور اس کی تعریف میں سچ بولتے ہیں اور اس چیز وقیمت میں جو عیب ونقصان ہوتا ہے اس کو ظاہر کر دیتے ہیں تا کہ کسی دھوکہ اور فریب کا دخل نہ رہے تو ان کے تجارتی معاملے میں برکت عطاء کی جاتی ہے اور جب وہ عیب چھپاتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں تو ان کی خرید وفروخت میں برکت ختم کر دی جاتی ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى نَافِعٍ فِيْ لَفْظِ حَدِيْثِهٖ

یہ باب ہے کہ اس روایت کے الفاظ میں نافع سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4477 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنِ ابْنِ

4477-اخرجه البخاري في البيوع، باب (البيعان بالخيار ما لم يتفرقا) (الحديث 2111) . واخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3454) . تحفة الاشراف (8341) .

الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمُتَبَايِعَانِ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا بِالْخِيَارِ عَلَى صَاحِبِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا إِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید و فروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو اپنے ساتھی کے مقابلے میں (سودا ختم کرنے کا) اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس وقت تک' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ اگر خیار (شرط ہو' تو اس کا حکم مختلف ہوگا)''۔

4478 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا أَوْ يَكُونَ خِيَارًا".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دو فروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار باقی رہتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے انہیں خیار (شرط) حاصل ہو''۔

بائع مشتری میں خیار شرط کے جائز ہونے کا بیان

بیع میں بائع اور مشتری دونوں کے لئے خیار شرط جائز ہے اور انہیں تین دن یا اس سے کم کا خیار ملے گا اور اس سلسلے میں اصل وہ حدیث ہے جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ حضرت حبان بن منقذ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ کو خرید و فروخت میں خسارہ ہو جاتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ بیچنے کے بعد لا خلابہ کہہ دیا کرو اور کہا کرو کہ مجھے تین دن کا خیار ہے اور امام صاحب کے نزدیک تین دن سے زیادہ کا خیار جائز نہیں ہے یہی امام زفر اور امام شافعی کا بھی قول ہے۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر متعین مدت بیان کر دی جائے تو تین دن سے زیادہ کا بھی جائز ہے حضرت ابن عمر کی حدیث کی وجہ سے کہ آپ نے دو مہینے تک خیار کو جائز قرار دیا اور اس لئے بھی کہ خیار غور و فکر کی ضرورت کے پیش نظر دھوکہ دور کرنے کے لئے جائز ہوا ہے اور کبھی تین دن سے بھی زیادہ کی ضرورت ہوتی ہے لہٰذا یہ ثمن میعاد مقرر کرنے کی طرح ہو گیا۔ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ خیار شرط عقد کے تقاضہ کے خلاف ہے اور وہ لزوم عقد ہے لیکن ماقبل میں بیان کردہ نص کی بنا پر خلاف قیاس ہم نے اسے جائز قرار دیا ہے لہٰذا نص میں بیان کردہ پر منحصر ہوگا اور اس میں زیادتی نہیں ہوگی لیکن اگر من لہ خیار نے تین ہی دن میں اجازت دیدی تو بھی امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک جائز ہے امام زفر کا اختلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ بیع فاسد منعقد ہوئی ہے لہٰذا بدل کر جائز نہیں ہوگی۔

امام اعظم رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ من لہ خیار نے مفسد کو جمنے اور قرار پکڑنے سے پہلے ساقط کر دیا لہٰذا وہ عقد جائز ہو جائے گا جیسے اگر کسی نے لکھے ہوئے ثمن کے عوض کوئی چیز بیچی اور مجلس عقد ہی میں مشتری کو ثمن سے آگاہ کر دیا اور اس لئے کہ فساد یوم رابع کے اعتبار سے ہے لیکن جب اس سے پہلے من الخیار نے اجازت دے دی تو مفسد کا عقد سے اتصال نہ ہو سکا اسی وجہ سے کہا گیا کہ یوم رابع کا ایک جز گذرنے سے بھی عقد فاسد ہو جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ عقد فاسد ہو کر منعقد ہوگا پھر شرط کو حذف کر دینے

4478- اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43م). تحفة الاشراف (7506).

سے فساد ختم ہو جائے گا اور یہ قول پہلی تعلیل کی بنا پر ہے۔ (ہدایہ، کتاب البیوع، لاہور)

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ خیار شرط بائع و مشتری دونوں اپنے اپنے لیے کریں یا صرف ایک کرے یا کسی اور کے لیے اس کی شرط کریں سب صورتیں درست ہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عقد میں خیار شرط کا ذکر نہ ہو مگر عقد کے بعد ایک نے دوسرے کو یا ہر ایک نے دوسرے کو یا کسی نمبر کو خیار دیدیا۔ عقد سے پہلے خیار شرط نہیں ہو سکتا یعنی اگر پہلے خیار کا ذکر آیا مگر عقد میں ذکر نہ آیا نہ بعد عقد اس کی شرط کی مثلاً بیع سے پہلے یہ کہدیا کہ جو بیع تم سے کروں گا اُس میں میں نے تم کو خیار دیا مگر عقد کے وقت بیع مطلق واقع ہوئی تو خیار حاصل نہ ہوا۔ (ردمختار، کتاب بیوع)

خیار رؤیت میں چیز کو لینے یا لوٹانے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی نے بغیر دیکھے کوئی چیز خرید لی تو بیع جائز ہے اور دیکھنے کے بعد اسے خیار ملے گا اگر چاہے تو اسے پورے ثمن کے عوض میں لے لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے۔ یہ احناف اور امام مالک اور امام احمد اور فقہاء شوافع میں کثیر اصحاب جن میں قفال علیہم الرحمہ ہیں اور حضرت عثمان بن عفان اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کا مذہب ہے جبکہ حضرت امام شافعی نے فرمایا کہ عقد بالکل صحیح نہیں ہوگا۔ جبکہ ہماری دلیل یہ حدیث ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا: "جس نے ایسی چیز خریدی جس کو دیکھا نہ ہو تو دیکھنے کے بعد اُسے اختیار ہے لے یا چھوڑ دے۔

(سنن الدار قطنی "، کتاب البیوع) (فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۴، ص ۲۶۰، بیروت)

بائع نے ایسی چیز بیچی جس کو اُس نے دیکھا نہیں مثلاً اُس کو میراث میں کوئی شے ملی ہے اور بے دیکھے بیچ ڈالی بیع صحیح ہے اور اس کو یہ اختیار نہیں کہ دیکھنے کے بعد بیع کو فسخ کر دے۔ (درر الاحکام، کتاب بیوع)

نابینا کی بیع کے جواز میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد علیہ الرحمہ کے نزدیک نابینا کی بیع جائز ہے جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا اور کہا کہ جائز نہیں ہے۔ امام شافعی کی صرف سلم میں جائز سمجھتے ہیں اور ان کی دلیل بیع میں وسعت اور ایسے اوصاف جن کا نابینا ادراک نہیں کر سکتا جبکہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جب وہ سمجھنے اور ٹٹول کر کے خیار فسخ رکھتا ہے تو بیع اس کے لئے کیونکر ثابت نہ ہوگی۔ (فتح القدیر، بتصرف، کتاب بیوع، ج ۱۴، ص ۳۹۲، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اندھے کی خرید و فروخت دونوں جائز ہیں اگر کسی چیز کو بیچے گا تو خیار حاصل نہ ہوگا اور خریدے گا تو خیار حاصل ہوگا اور مبیع کو اُلٹ پلٹ کر ٹٹولنا دیکھنے کے حکم میں ہے کہ ٹٹول لیا اور پسند کر لیا تو خیار ساقط ہو گیا اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہے اور جو چیز نہ ٹٹولنے سے معلوم ہو نہ چکھنے سونگھنے سے جیسے زمین، مکان، درخت، لونڈی غلام وہاں اُس چیز کے اوصاف بیان کرنے ہوں گے جو اوصاف بیان کر دیے گئے مبیع اُن کے مطابق ہے تو فسخ نہیں کر سکتا ورنہ فسخ کر سکتا ہے۔ اندھا مشتری یہ بھی کر سکتا ہے کہ کسی کو قبضہ یا خریدنے کے لیے وکیل کر دے وکیل کا دیکھ لینا اُس کے قائم مقام

ہو جائے گا۔ اندھا کسی چیز کو اپنے لیے خریدے یا دوسرے کے لیے مثلاً کسی نے اندھے کو وکیل کر دیا دونوں صورتوں میں خیار حاصل ہوگا۔ اور اندھے کے لیے مبیع کے اوصاف بیان کر دیے گئے یا اُس نے ٹٹول کر معلوم کر لیا اور چیز پسند کر لی پھر وہ بینا ہو گیا تو اب اُسے خیار رویت حاصل نہیں ہوگا جو خیار اُسے حاصل تھا ختم کر چکا۔ انکھیارے نے خریدی تھی اور مبیع کو دیکھنے سے پہلے نابینا ہو گیا تو اب اُس کے لیے وہی حکم ہے جو اُس مشتری کا ہے کہ خریدتے وقت نابینا تھا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع)

مشتری کا عیب پر مطلع ہونے پر خیار کا بیان

اور جب مشتری مبیع میں کسی عیب پر مطلع ہو تو اسے اختیار ہے اگر چاہے تو پورے ثمن کے عوض مبیع کو لے لے اور اگر چاہے تو واپس کر دے کیونکہ مطلق عقد مبیع کی سلامتی کا تقاضہ کرنے والا ہوتا ہے لہٰذا اس کے فوت ہونے کی صورت میں مشتری کو خیار حاصل ہوگا تاکہ غیر پسندیدہ چیز کے لزوم سے مشتری کا نقصان نہ ہو اور مشتری کو یہ حق نہیں ہے کہ مبیع کو روک کر نقصان کی بھرپائی لے لے اس لئے کہ مطلق عقد میں اوصاف کے مقابلہ میں کچھ بھی ثمن نہیں ہوتا اور اس لئے کہ بائع طے شدہ قیمت سے کم میں مبیع کے اپنی ملکیت سے زائل ہونے پر راضی نہیں ہے لہٰذا اسے اس سے نقصان ہوگا اور رد کے ذریعے مشتری کے نقصان کے بغیر اس سے نقصان دور کرنا ممکن ہے اور عیب سے وہ عیب مراد ہے جو بائع کے پاس بھی موجود تھا اور عقد بیع اور قبضہ کے وقت اس پر مشتری کی نگاہ نہیں پڑی تھی کیونکہ عیب کو دیکھنا اس کی رضامندی کی علامت ہے۔

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب مبیع میں عیب ہو تو اُس کا ظاہر کر دینا بائع پر واجب ہے چھپانا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح ثمن کا عیب مشتری پر ظاہر کر دینا واجب ہے اگر بغیر عیب ظاہر کیے چیز بیع کر دی تو معلوم ہونے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اس کو خیار عیب کہتے ہیں خیار عیب کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وقت عقد یہ کہہ دے کہ عیب ہوگا تو پھیر دینے کا کہا ہو یا نہ کہا ہو بہر حال عیب معلوم ہونے پر مشتری کو واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا لہٰذا اگر مشتری کو نہ خریدنے سے پہلے عیب پر اطلاع تھی نہ وقت خریداری اُس کے علم میں یہ بات آئی بعد میں معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تھوڑا عیب ہو یا زیادہ خیار عیب حاصل ہے کہ مبیع کو لینا چاہے تو پورے دام پر لے لے واپس کرنا چاہے واپس کر دے یہ نہیں ہو سکتا کہ واپس نہ کرے بلکہ دام کم کر دے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع)

حضرت عبداللہ بن ابی بکر سے روایت ہے کہ ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل دونوں نے خطبے میں بیان کیا کہ غلام اور لونڈی کے عیب کی جواب دہی بائع پر تین روز تک ہے خریدنے کے وقت سے اور ایک جواب دہی سال بھر تک ہے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ غلام اور لونڈی کو جو عارضہ لاحق ہو تین دن کے اندر وہ بائع کی طرف سے سمجھا جائے گا اور مشتری کو اس کے پھیر دینے کا اختیار ہوگا اور اگر جنون یا جذام یا برص نکلے تو ایک برس کے اندر پھیر دینے کا اختیار ہوگا بعد ایک سال کے پھر بائع سب باتوں سے بری ہو جائے اس کو کسی عیب کی جواب دہی لازم نہ ہوگی اگر کسی نے وارثوں میں سے یا اور لوگوں میں سے ایک غلام یا لونڈی کو بیچا اس شرط سے کہ بائع عیب کی جواب دہی سے بری ہے تو پھر بائع پر جواب دہی لازم نہ ہوگی

البتہ اگر جان بوجھ کر اس نے کوئی عیب چھپایا ہوگا تو جواب دہی اس پر لازم ہوگی اور مشتری کو پھیر دینے کا اختیار ہوگا۔ یہ جواب دہی خاص غلام یا لونڈی میں ہے اور چیزوں میں نہیں۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث 1194)

اطلاع عیب پر واپسی میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمن جزیری لکھتے ہیں کہ فقہاء شوافع کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص مبیع میں عیب پر مطلع ہوا تو اس پر لازم ہے کہ وہ فوری طور پر اس چیز کو واپس کر دے۔

فقہاء مالکیہ کہتے ہیں کہ جب مشتری کو عیب کی اطلاع ہو جائے تو اس کو جلدی واپس کر دینا چاہیے ہاں البتہ اس کو واپس کرنے میں دو دن کی مدت کا اختیار ہے۔

فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ مشتری کو عیب پر مطلع ہونے کی صورت فوری واپس کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ وہ اس کو تاخیر سے بھی واپس کر سکتا ہے۔

فقہاء احناف کہتے ہیں کہ واپسی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ عیب پر مطلع ہوتے ہی اسکو واپس کر دے بلکہ جب اس نے فروخت کنندہ کو اطلاع کر دی اور پھر اصرار سے اس نے کچھ ترک کیا تب بھی واپسی کے مطالبے حق باقی رہے گا۔

(مذاہب اربعہ، کتاب بیوع، باب خیار عیب)

نقص ثمن والی چیز کے عیب ہونے کا قاعدہ فقہیہ

ہر وہ چیز جس سے تجار کی عادت میں ثمن میں کمی واقع ہو وہ عیب ہے۔ (قاعدہ فقہیہ) کیونکہ مالیت کی کمی کے سبب نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور قیمت کی کمی سے مالیت میں کمی آتی ہے اور اسکی معرفت کا دار و مدار تاجروں کے عرف پر ہے۔

فرمایا کہ غلام کا بھاگنا اور بستر پر پیشاب کرنا بچے میں عیب ہے جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے بالغ ہونے کے بعد یہ عیب نہیں ہے یہاں تک کہ بلوغت کے بعد بھی اسے دہرائے اس کا مطلب یہ ہے کہ جب بچپن میں چیزیں بائع کے پاس ظاہر ہوئیں پھر اس کے بچپنے ہی میں مشتری کے پاس بھی انکا ظہور ہوا تو مشتری کو وہ غلام واپس کرنے کا اختیار ہے کیونکہ یہ بعینہ وہی ہے اور اگر بلوغت کے بعد یہ چیزیں ظاہر ہوں تو مشتری اس غلام کو واپس نہیں کر سکتا کیونکہ کہ یہ بائع کے پاس موجود عیب کے علاوہ دوسرا عیب ہے اور یہ حکم اس وجہ سے ہے کہ بڑے اور چھوٹے ہونے کی وجہ سے ان چیزوں کا سبب بدلتا رہتا ہے چنانچہ بچپن میں بستر پر پیشاب کرنا مثانہ کی کمزوری سے ہوتا ہے اور بڑا ہونے کے بعد ایسا کرنا اندرونی بیماری کے سبب ہوتا ہے اسی طرح بچپنے میں بھاگنا کھیل کود میں رغبت کی وجہ سے ہوتا ہے اور چوری کرنا لا پرواہی کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ بڑا ہونے کے بعد یہ چیزیں اندرونی خباثت کی وجہ سے ہوتی ہیں اور صغیر سے مراد وہ بچہ ہے جو سمجھدار ہو رہا نا سمجھ بچہ تو وہ بھٹکا ہوا ہوتا ہے بھگوڑا نہیں ہوتا لہٰذا وہ عیب نہیں ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بچھونے پر پیشاب کرنا عیب ہے چوری کرنا عیب ہے چاہے اتنا چرایا جس سے ہاتھ کاٹا جائے یا اس سے کم۔ اسی طرح کفن چرانا جیب کاٹنا بھی عیب ہے بلکہ نقب لگانا بھی عیب ہے۔ کھانے کی چیز کھانے کے

لیے مالک کی چُرائی تو عیب نہیں اور بیچنے کے لیے چُرائی یا دوسرے کی چیز چُرائی تو عیب ہے۔ بعض فقہانے فرمایا کہ مالک کا پیسہ دو پیسے چُرانا عیب نہیں۔ بھاگنا، چوری کرنا، بچھونے پر پیشاب کرنا ان تینوں کے اسباب بچپن میں اور بڑے ہونے پر مختلف ہیں۔ بچپن سے مراد پانچ سال کی عمر ہے اس سے کم عمر میں یہ چیزیں پائی جائیں تو عیب نہیں۔ بچپن میں ان کا سبب کم عقلی اور ضعف مثانہ ہے اور بڑے ہونے کے بعد ان کا سبب سوء اختیار اور باطنی بیماری ہے۔

لہٰذا اگر یہ عیوب مشتری و بائع دونوں کے یہاں بچپن میں پائے گئے یا دونوں کے یہاں جوانی کے بعد پائے گئے تو مشتری رد کرسکتا ہے کہ یہ وہی عیب ہے جو بائع کے یہاں تھا اور اگر بائع کے یہاں یہ عیب بچپن میں تھا اور مشتری کے یہاں بلوغ کے بعد تو رد نہیں کرسکتا کہ یہ وہ عیب نہیں بلکہ دوسرا عیب ہے جو مشتری کے یہاں پیدا ہوا جس طرح بائع کے یہاں اُسے بخار آتا تھا اگر مشتری کے یہاں بھی وہی بخار اُسی وقت آیا تو واپس کرسکتا ہے اور مشتری کے یہاں دوسری قسم کا بخار آیا تو واپس نہیں کرسکتا۔

(ردمختار، کتاب بیوع)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے نابالغ غلام کو خریدا جو بچھونے پر پیشاب کرتا تھا مشتری کے یہاں بھی یہ عیب موجود تھا مگر کوئی دوسرا عیب اس کے علاوہ بھی پیدا ہوگیا جس کی وجہ سے واپس نہ کرسکا اور بائع سے اس عیب کا نقصان لے لیا بالغ ہونے پر پیشاب کرنا جاتا رہا تو جو معاوضہ عیب بائع نے ادا کیا ہے چونکہ وہ عیب جاتا رہا وہ رقم واپس لے سکتا ہے۔

(فتح القدیر، کتاب بیوع)

اعتبار عیب میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمٰن جزیری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مالکیہ کے نزدیک جس عیب کے سبب مال کو واپس کیا جائے گا اور اس میں قاعدہ یہ ہے کہ اس عیب کے سبب مال کی قیمت کم ہو جائے۔ جس طرح جانور کا سرکش ہونا یا بے قابو ہو جانا ہے۔

فقہاء حنابلہ کے نزدیک اصول یہ ہے کہ جس میں کوئی نقص واقع ہو جائے جیسے جانور کا خصی ہونا ہے کیونکہ اس کے سبب اس کو قیمت کم ہو جائے گی۔

فقہاء شافعیہ کے نزدیک جس عیب کے سبب مال کو واپس کیا جائے اسی کو عیب سمجھا جائے گا۔ کیونکہ اسی کے سبب اس کی قیمت میں کمی ہونے والی ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک ہر وہ چیز جس سے تجار کی عادت میں ثمن میں کمی واقع ہو وہ عیب ہے۔ (قاعدہ فقہیہ) کیونکہ مالیت کی کمی کے سبب نقصان اٹھانا پڑتا ہے اور قیمت کی کمی سے مالیت میں کمی آتی ہے اور اسکی معرفت کا دارومدار تاجروں کے عرف پر ہے

(مذاہب اربعہ، کتاب بیوع، باب خیار عیب)

جنون اور صغرسنی کے عیب ہونے کا بیان

بچپن کا جنون دائمی عیب شمار ہوگا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جب بچہ بچپن میں مجنون ہوا پھر بچپن ہی میں یا بڑا ہونے کے بعد مشتری

کے قبضہ میں جنون طاری ہوا تو مشتری اسے واپس کردے گا کیونکہ یہ بعینہٖ پہلا ہی ہے اس لئے کہ دونوں حالتوں میں سبب متحد ہے جامع صغیر کی اس عبارت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مشتری کے قبضے میں جنون کا دوبارہ لوٹنا شرط نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو زائل کرنے پر قادر ہے ہر چند کے وہ بہت کم ختم ہوتا ہے لہٰذا پھیرنے کے لئے اس کا لوٹنا ضروری ہے۔

جنون بھی عیب ہے اور بچپن اور جوانی دونوں میں اس کا سبب ایک ہی ہے یعنی اگر بائع کے یہاں بچپن میں پاگل ہوا تھا اور مشتری کے یہاں جوانی میں تو واپس کرنے کا حق ہے کیونکہ یہ وہی عیب ہے دوسرا نہیں۔ جنون کی مقدار یہ ہے کہ ایک دن رات سے زیادہ پاگل رہے اس سے کم میں عیب نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع)

حضرت عداء بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بیع نامہ لکھ دیا تھا کہ یہ کاغذ ہے جس میں محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عداء بن خالد سے خریدنے کا بیان ہے۔ یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان کے ہاتھ، نہ اس میں کوئی عیب ہے نہ کوئی فریب نہ فسق و فجور، نہ کوئی بد باطنی ہے۔ اور قتادہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ غائلہ، زنا، چوری اور بھاگنے کی عادت کو کہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ سے کسی نے کہا کہ بعض دلال (اپنے اصطبل کے) نام آری خراسان اور بجستان (خراسانی اصطبل اور بجستانی اصطبل) رکھتے ہیں اور (دھوکہ دینے کے لیے) کہتے ہیں کہ فلاں جانور کل ہی خراسان سے آیا تھا۔ اور فلاں آج ہی بجستان سے آیا ہے۔ تو ابراہیم نخعی نے اس بات کو بہت زیادہ ناگواری کے ساتھ سنا۔ عقبہ بن عامر نے کہا کہ کسی شخص کے لیے بھی یہ جائز نہیں کہ کوئی سودا بیچے اور یہ جاننے کے باوجود کہ اس میں عیب ہے خریدنے والے کو اس کے متعلق کچھ نہ بتائے۔ (رقم الحدیث 2079)

قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے کہا کہ صحیح یوں ہے کہ عداء کے خریدنے کا بیان ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، جیسے ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے اسے وصل کیا ہے۔ قسطلانی نے کہا ممکن ہے یہاں اشتری باع کے معنی میں آیا ہو یا معاملہ کئی بار ہوا ہو۔ غلام کے عیب کا ذکر ہے یعنی وہ کانا، لولا، لنگڑا فریبی نہیں ہے۔ نہ بھاگنے والا بدکار ہے مقصد یہ ہے کہ بیچنے والے کا فرض ہے کہ معاملہ کی چیز کے عیب وصواب سے خریدار کو پورے طور پر آگاہ کردے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب لونڈی کی عمر پندرہ سال کی ہو اور حیض نہ آئے یہ عیب ہے اور اگر صغر سنی یا کبر سنی کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو عیب نہیں۔ یہ بات کہ حیض نہیں آتا یہ خود اسی لونڈی کے کہنے سے معلوم ہوگی اور اگر بائع کہتا ہے کہ اسے حیض آتا ہے تو اُسے قسم دیں گے، اگر قسم کھالے بائع کا قول معتبر ہے اور قسم سے انکار کرے تو عیب ثابت ہے۔ استحاضہ بھی عیب ہے۔ (درمختار کتاب بیوع، شرح ہدایہ)

4479 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ الْبَيْعُ كَانَ عَنْ

4479-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7506) .

خِيَارٍ فَإِنْ كَانَ الْبَيْعُ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار حاصل ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے البتہ اگر وہ سودا خیار (شرط) کے حوالے سے ہو (تو حکم مختلف ہوگا) اگر وہ سودا خیار (شرط) کے حوالے سے ہو تو سودا لازم ہو جاتا ہے''۔

4480 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَمْلٰى عَلَيَّ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا تَبَايَعَ الْبَيِّعَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ مِنْ بَيْعِهِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ فَاِنْ كَانَ عَنْ خِيَارٍ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''جب خرید و فروخت کرنے والے سودا کرتے ہیں' تو ان میں سے ہر ایک کو اپنے سودے میں (اس کو ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا ان دونوں کے درمیان وہ سودا خیار (شرط) کے حوالے سے ہو' اگر وہ خیار (شرط) کے حوالے سے ہو تو سودا لازم ہو جاتا ہے''۔

4481 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَفْتَرِقَا اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ اخْتَرْ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے یہ نہیں کہتا: کہ تم (خیار شرط کی بنیاد پر) یہ سودا کر لو''۔

4482 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعَ خِيَارٍ". وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ "اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ اخْتَرْ".

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو (سودا ختم کرنے کا) اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے

4480-اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 45) . تحفة الاشراف (7779) .

4481-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا لم يوقت الخيار هل يجوز البيع (الحديث 2109) . واخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43م) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3455) و اخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4482) . تحفة الاشراف (7512) .

4482-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4481) .

الگ نہیں ہو جاتے' یا پھر وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو"۔

بعض اوقات نافع نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یا پھر ان دونوں میں سے ایک شخص دوسرے سے یہ کہے: تم خیار شرط کی بنیاد پر سودا کرلو۔

4483 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعَ خِيَارٍ" . وَرُبَّمَا قَالَ نَافِعٌ "اَوْ يَقُوْلَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ اخْتَرْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"خرید و فروخت کرنے والوں کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے' وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو"۔

بعض اوقات نافع نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: یا ان میں سے ایک فریق دوسرے سے یہ کہہ دے: کہ تم خیار شرط کی بنیاد پر سودا کرلو۔

4484 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَبَايَعَ الرَّجُلَانِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَفْتَرِقَا" . وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى "مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَكَانَا جَمِيْعًا اَوْ يُخَيِّرَ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَاِنْ خَيَّرَ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ فَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ فَاِنْ تَفَرَّقَا بَعْدَ اَنْ تَبَايَعَا وَلَمْ يَتْرُكْ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا الْبَيْعَ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"جب دو آدمی خرید و فروخت کرتے ہیں' تو ان میں سے ہر ایک کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے"۔

راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جس وقت تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے اور وہ دونوں اکٹھے ہوتے ہیں' یا ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کو اختیار دے دیتا ہے' اگر ان میں سے کوئی ایک فریق دوسرے کو اختیار دے دے اور وہ دونوں اس شرط پر سودا کرلیں' تو سودا ہو جاتا ہے' لیکن اگر وہ سودا کر لینے کے بعد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ان دونوں ن میں سے کسی ایک نے بھی اس سودے کو ترک نہیں کیا' تو سودا ہو جاتا ہے۔

4485 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْمُتَبَايِعَيْنِ بِالْخِيَارِ فِيْ بَيْعِهِمَا مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا

4483-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا خير احدهما صاحبه بعد البيع فقد وجب البيع (الحديث 2112) مطولاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 44) مطولاً . واخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4484) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب البيعان بالخيار ما لم يفترقا (الحديث 2181) مطولاً . تحفة الاشراف (8272) .

4484-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4483) .

اَنْ یَّکُوْنَ الْبَیْعُ خِیَارًا" . قَالَ نَافِعٌ فَکَانَ عَبْدُ اللّٰهِ اِذَا اشْتَرٰی شَیْئًا یُعْجِبُهٗ فَارَقَ صَاحِبَهٗ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید و فروخت کرنے والوں کو اپنے سودے میں (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ اگر وہ سودا خیار شرط کی بنیاد پر ہو (تو حکم مختلف ہوگا)''۔

نافع بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کوئی چیز خریدتے تھے' تو انہیں یہ پسند ہوتا تھا کہ وہ فوراً دوسرے فریق سے الگ ہو جائیں۔

4486 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَیْمٌ عَنْ یَّحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُتَبَایِعَانِ لَا بَیْعَ بَیْنَهُمَا حَتّٰی یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والوں کے درمیان سودا اس وقت تک نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

باب ذِکْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ فِیْ لَفْظِ هٰذَا الْحَدِیْثِ

روایت کے الفاظ میں عبداللہ بن دینار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

4487 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "کُلُّ بَیِّعَیْنِ لَا بَیْعَ بَیْنَهُمَا حَتّٰی یَتَفَرَّقَا اِلَّا بَیْعَ الْخِیَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا' اس وقت تک طے نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4488 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَکَمِ عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ اللَّیْثِ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ "کُلُّ بَیِّعَیْنِ فَلَا بَیْعَ بَیْنَهُمَا حَتّٰی

4485-اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 43م) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في البيعين بالخيار ما لم يتفرقا (الحديث 1245) واخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4486) . تحفة الاشراف (8522) .

4486-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على نافع في لفظ حديثه (الحديث 4485) .

4487-اخرجه مسلم في البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين (الحديث 46) . تحفة الاشراف (7131) .

4488-انفرد به النسائي، وسياتي في البيوع، ذكر الاختلاف على عبد الله بن دينار في لفظ هذا الحديث (الحديث 4490) . تحفة الاشراف (7265) .

يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہو جائیں' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4489 – اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4490 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "كُلُّ بَيِّعَيْنِ لَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک مکمل نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4491 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ عَنْ بَهْزِ بْنِ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُّ بَيِّعَيْنِ فَلَا بَيْعَ بَيْنَهُمَا حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اِلَّا بَيْعَ الْخِيَارِ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے ہر دو افراد کے درمیان سودا اس وقت تک لازم نہیں ہوتا' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ خیار شرط کا حکم مختلف ہے''۔

4492 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ يَكُوْنَ بَيْعُهُمَا عَنْ خِيَارٍ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4489-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا كان البائع بالخيار هل يجوز البيع (الحديث 2113) . تحفة الاشراف (4155) .

4490-تقدم (الحديث 4488) .

4491-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7195) .

4492-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7173) .

''خرید و فروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو اس وقت تک (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے' ان دونوں کے درمیان خیار شرط کی بنیاد پر سودا ہوا ہو''۔

4493 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا اَوْ يَاْخُذَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنَ الْبَيْعِ مَا هَوِيَ وَيَتَخَايَرَانِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''خرید و فروخت کرنے والے دونوں افراد کو سودا ختم کرنے کا اس وقت تک اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' یا پھر یہ ہے' ان دونوں میں سے ہر ایک وہ صورت اختیار کرے جو اُسے پسند ہو اور ان دونوں کو تین مرتبہ اختیار حاصل ہو''۔

4494 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ اَنْبَاَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبَيِّعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا وَيَاْخُذْ اَحَدُهُمَا مَا رَضِيَ مِنْ صَاحِبِهٖ اَوْ هَوِيَ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خرید و فروخت کرنے والے دونوں فریقوں کو (سودا ختم کرنے کا) اختیار ہوتا ہے' جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے اور ان میں سے ایک فریق دوسرے فریق سے وہ چیز حاصل نہیں کرتا' جس سے وہ راضی ہو' یا جسے وہ پسند کرتا ہو''۔

باب وُجُوبِ الْخِيَارِ لِلْمُتَبَايِعَيْنِ قَبْلَ افْتِرَاقِهِمَا بِاَبْدَانِهِمَا

یہ باب ہے کہ خرید و فروخت کرنے والوں کے جسمانی طور پر علیحدہ ہونے سے پہلے اختیار کا لازم ہونا

4495 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمُتَبَايِعَانِ بِالْخِيَارِ مَا لَمْ يَتَفَرَّقَا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ صَفْقَةَ خِيَارٍ وَّلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يُّفَارِقَ صَاحِبَهٗ خَشْيَةَ اَنْ يَّسْتَقِيلَهٗ" .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4493-اخرجه النسائي في البيوع، ذكر الاختلاف على عبد الله بن دينار في لفظ هذا الحديث (الحديث 4494) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب البيعان بالخيار ما لم يفترقا (الحديث 2183) مختصراً . تحفة الاشراف (4600) .

4494-تقدم في البيوع، ذكر الاختلاف على عبد الله بن دينار في لفظ هذا الحديث (الحديث 4493) .

4495-اخرجه ابو داؤد في البيوع الاجارات، باب في خيار المتبايعين (الحديث 3456) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في البيعين بالخيار ما لم يتفرقا (الحديث 1247) . تحفة الاشراف (8797) .

''خرید وفروخت کرنے والوں کو اس وقت تک اختیار حاصل ہوتا ہے جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو جاتے' البتہ اگر وہ سودا خیارِ شرط کی بنیاد پر ہو (تو حکم مختلف ہوگا) اور آدمی کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' آدمی اپنے ساتھی سے اس اندیشے کے تحت الگ ہو جائے کہ اس کا ساتھی اس سودے کو ختم کر دے گا''۔

باب الْخَدِيعَةِ فِي الْبَيْعِ

یہ باب ہے کہ سودے میں دھوکا دہی سے کام لینا

4496 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَكَرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبَيْعِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا بِعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ" . فَكَانَ الرَّجُلُ اِذَا بَاعَ يَقُولُ لَا خِلَابَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' سودے میں اس کے ساتھ دھوکہ ہو جاتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

''جب تم کوئی چیز فروخت کرو تو یہ کہہ دو: کہ دھوکہ نہیں ہوگا' تو وہ صاحب جب بھی کوئی چیز فروخت کرتے تھے' تو یہ کہہ دیتے تھے: کوئی دھوکہ نہیں ہوگا۔

4497 - اَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ فِي عُقْدَتِهِ ضَعْفٌ كَانَ يُبَايِعُ وَاَنَّ اَهْلَهُ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ احْجُرْ عَلَيْهِ .
فَدَعَاهُ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَهَاهُ فَقَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّي لَا اَصْبِرُ عَنِ الْبَيْعِ . قَالَ "اِذَا بِعْتَ فَقُلْ لَا خِلَابَةَ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص کی زبان میں کچھ لکنت تھی' وہ خرید وفروخت کیا کرتا تھا' اس کے گھر والے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! اسے اپنے مال پر تصرف کرنے سے روک دیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بلایا اور اُسے منع کر دیا۔ اس نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خرید وفروخت کیے بغیر گزارا نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''پھر جب تم کوئی چیز فروخت کیا کرو تو کہہ دیا کرو' کوئی دھوکہ نہیں ہوگا''۔

4496-اخرجه البخاري في البيوع، باب ما يكره من الخداع في البيع (الحديث 2117)، و في الحيل، باب ما ينهى من الخداع في البيوع (الحديث 6964) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يقول في البيع (لا خلابة) (الحديث 3500) . تحفة الاشراف (7229) .

4497-واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الرجل يقول في البيع (لاخلابة)(الحديث 3501)مطولًا . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء فيمن يخدع في البيع (الحديث 1250) . واخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب الحجر على من يفسد ماله (الحديث 2354) . تحفة الاشراف (1175) .

باب الْمُحَفَّلَةِ

باب: محفلہ کے بارے میں روایت

4498 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ كَثِيْرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا بَاعَ اَحَدُكُمُ الشَّاةَ اَوِ اللَّقْحَةَ فَلَا يُحَفِّلْهَا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جب کوئی شخص بکری فروخت کرے اونٹنی فروخت کرے تو وہ اس کا دودھ اس کے تھن میں نہ چھوڑے (تاکہ وہ زیادہ دودھ دینے والی محسوس ہو کیونکہ یہ دھوکہ ہوگا)''۔

باب النَّهْيِ عَنِ الْمُصَرَّاةِ

وَهُوَ اَنْ يَّرْبِطَ اَخْلَافَ النَّاقَةِ اَوِ الشَّاةِ وَتُتْرَكُ مِنَ الْحَلْبِ يَوْمَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ حَتّٰى يَجْتَمِعَ لَهَا لَبَنٌ فَيَزِيْدَ مُشْتَرِيْهَا فِىْ قِيْمَتِهَا لِمَا يَرٰى مِنْ كَثْرَةِ لَبَنِهَا

باب: مصراۃ کی ممانعت

اس سے مراد یہ ہے' آدمی اونٹنی یا بکری کے تھنوں کو باندھ دے اور دو یا تین دن تک اس کا دودھ نہ دو ھے' یہاں تک کہ اس کے تھنوں میں دودھ جمع ہو جائے' اس کی وجہ سے خریدار اس کی قیمت میں اضافہ کر دے' کیونکہ وہ یہ چیز محسوس کرے گا کہ شاید یہ زیادہ دودھ دینے والا جانور ہے۔

4499 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا تُصَرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ مَنِ ابْتَاعَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ فَاِنْ شَاءَ اَمْسَكَهَا وَاِنْ شَاءَ اَنْ يَّرُدَّهَا رَدَّهَا وَمَعَهَا صَاعُ تَمْرٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''خرید و فروخت کے لیے (سوداگروں کے) قافلے کو (منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں) نہ ملو اور اونٹنیوں اور بکریوں کا تصریہ نہ کرو' جو شخص اس طرح کا کوئی جانور خرید لیتا ہے' تو اُسے دو میں سے ایک بات کا اختیار ہوگا کہ وہ چاہے' تو اس جانور کو اپنے پاس رکھے اور اگر چاہے' تو اُسے واپس کر دے اور اُس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع بھی دے' یہ اس چیز کا معاوضہ ہوگا' جو اس نے اس کا دودھ دوہ لیا تھا''۔

4498-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14846) .

4499-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13722) .

4500 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِيْ دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنِ ابْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ اشْتَرٰى مُصَرَّاةً فَاِنْ رَضِيَهَا اِذَا حَلَبَهَا فَلْيُمْسِكْهَا وَاِنْ كَرِهَهَا فَلْيَرُدَّهَا وَمَعَهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ 'نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص تصریہ والا جانور خرید لیتا ہے' تو اس کا دودھ دوہ لینے کے بعد اگر وہ اس سے راضی ہو تو اسے اپنے پاس رکھے اور اگر اسے پسند نہ آئے' تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ کھجوروں کا ایک صاع دے دے''۔

4501 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ مُحَفَّلَةً اَوْ مُصَرَّاةً فَهُوَ بِالْخِيَارِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اِنْ شَآءَ اَنْ يُّمْسِكَهَا اَمْسَكَهَا وَاِنْ شَآءَ اَنْ يَّرُدَّهَا رَدَّهَا وَصَاعًا مِّنْ تَمْرٍ لَّا سَمْرَاءَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص محفلہ یا مصراۃ جانور خرید لے' تو اُسے تین دن تک اختیار ہوگا' اگر وہ چاہے' تو اسے اپنے پاس رکھے اور اگر اُسے واپس کرنا چاہے' تو اُسے واپس کر دے اور ساتھ میں کھجوروں کا ایک صاع دے دے' گندم نہ دے''۔

باب الْخَرَاجِ بِالضَّمَانِ

یہ باب ہے کہ خراج' ضمان کے بدلے میں ہوتا ہے

4502 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَوَكِيْعٌ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ ذِئْبٍ عَنْ مَخْلَدِ بْنِ خُفَافٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْخَرَاجَ بِالضَّمَانِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا: خراج' ضمان کے بدلے میں ہوتا ہے۔

باب بَيْعِ الْمُهَاجِرِ لِلْاَعْرَابِيِّ

باب: شہری کا دیہاتی کے ساتھ سودا کرنا

4503 - اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ تَمِيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ

4500-اخرجه البخاري في البيوع، باب النهي للبائع ان لا يحفل الابل و البقر و الغنم و كل محفلة (الحديث 2148) بنحوه، تعليقاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب حكم بيع المصراة (الحديث 23) . تحفة الاشراف (14629) .

4501-اخرجه مسلم في البيوع، باب حكم بيع المصراة (الحديث 26) . تحفة الاشراف (14435) .

4502-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب فيمن اشترى عبدًا فاستعمله ثم وجد به عيبًا (الحديث 3508 و 3509) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء فيمن يشتري العبد و يستغله ثم يجد به عيبًا (الحديث 1285) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الخراج بالضمان (الحديث 2242) . تحفة الاشراف (16755) .

عَنْ اَبِی حَازِمٍ عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّلَقِّی وَاَنْ یَّبِیْعَ مُهَاجِرٌ لِلْاَعْرَابِیِّ وَعَنِ التَّصْرِیَةِ وَالنَّجْشِ وَاَنْ یَّسْتَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْهِ وَاَنْ تَسْاَلَ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (منڈی میں پہنچنے سے پہلے سودا کرنے' قافلے سے راستے میں ملنے) سے منع کیا ہے اور شہری شخص کے دیہاتی کے ساتھ سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

تصریہ (یعنی جانور کے تھن میں دودھ چھوڑ دینے) سے منع کیا ہے اور مصنوعی بولی لگانے سے منع کیا ہے (اور اس بات سے منع کیا ہے) آدمی اپنے بھائی کی بولی پر بولی لگائے اور اس بات سے منع کیا ہے' کوئی عورت اپنی بہن (یعنی سوکن) کی طلاق کا مطالبہ کرے۔

باب بَیْعِ الْحَاضِرِ لِلْبَادِی

باب: شہری کا دیہاتی کے لیے سودا کرنا

4504 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ قَالَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ بْنُ عُبَیْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یَّبِیْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّاِنْ کَانَ اَبَاهُ اَوْ اَخَاهُ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے اگرچہ وہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو' یا اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو۔

4505 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنِیْ سَالِمُ بْنُ نُوْحٍ قَالَ اَنْبَاَنَا یُوْنُسُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نُهِیْنَا اَنْ یَّبِیْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّاِنْ کَانَ اَخَاهُ اَوْ اَبَاهُ ۔

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس بات سے منع کر دیا گیا' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی چیز فروخت کرے اگرچہ وہ اس کا بھائی ہی کیوں نہ ہو' یا اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو۔

4506 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نُهِیْنَا اَنْ یَّبِیْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہمیں اس بات سے منع کر دیا گیا' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے کوئی سودا

4503-اخرجه البخاري في الشروط ، باب الشروط في الطلاق (الحديث 2727) . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه و سومه على سومه و تحريم التصرية (الحديث 12) بنحوه . تحفة الاشراف (14311) .

4504-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 3440) . تحفة الاشراف (525) .

4505-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يشتري حاضر لباد بالسمسرة (الحديث 2161) . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي (الحديث 21 و 22) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 3440م) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الحاضر للبادي (الحديث 4506) . تحفة الاشراف (525 و 1454) .

4506-تقدم في البيوع، بيع الحاضر للبادي (الحديث 4505) .

کرے۔

4507 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِبَادٍ دَعُوا النَّاسَ يَرْزُقُ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ مِنْ بَعْضٍ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے' تم لوگوں کو ان کے حال پر رہنے دو' اللہ تعالیٰ انہیں ایک دوسرے کے ذریعے رزق عطاء کردے گا''۔

4508 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ لِلْبَيْعِ وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ - وَلَا تَنَاجَشُوا - وَلَا يَبِعْ حَاضِرٌ لِبَادٍ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سودا کرنے کے لیے سوداگروں کے قافلے سے (منڈی سے پہلے ہی) نہ ملو' اور کوئی بھی شخص کسی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے اور مصنوعی بولی نہ لگاؤ' اور شہری شخص دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے''۔

4509 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ بْنِ اَعْيَنَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ وَالتَّلَقِّىْ وَاَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بولی لگانے (سوداگروں کے قافلے سے منڈی سے باہر ہی) مل لینے اور شہری شخص کے دیہاتی کے لیے خرید وفروخت کرنے سے منع کیا ہے''۔

بَابُ التَّلَقِّىْ

باب: (سوداگروں کے قافلے کو منڈی سے پہلے) ملنے (کے بارے میں روایات)

4510 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

4507-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2872) .

4508-اخرجه البخاري في البيوع، باب النهي للبائع ان لا يحفل الابل و البقر و الغنم و كل محفلة (الحديث 2150) مطولاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه وسومه على سومه و تحريم النجش و تحريم التصرية (الحديث 11) . والحديث عند: ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب من اشترى مصراة فكرهها (الحديث 3443) . تحفة الاشراف (13802) .

4509-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8264) .

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنِ التَّلَقِّی .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سوداگروں کے قافلے سے منڈی سے باہر ہی) ملنے سے منع کیا ہے۔

4511 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اُسَامَةَ اَحَدَّثَكُمْ عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تَلَقِّي الْجَلَبِ حَتّٰى يَدْخُلَ بِهَا السُّوْقَ فَاَقَرَّ بِهٖ اَبُوْ اُسَامَةَ وَقَالَ نَعَمْ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں (کے قافلے کو منڈی میں پہنچنے سے پہلے ہی) ملنے سے منع کیا ہے یہاں تک کہ وہ بازار میں پہنچ جائیں۔

ابواسامہ نامی راوی نے اس روایت کا اقرار کرتے ہوئے جواب دیا: جی ہاں!

4512 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُتَلَقَّى الرُّكْبَانُ وَاَنْ يَبِيْعَ حَاضِرٌ لِبَادٍ . قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَوْلُهٗ حَاضِرٌ لِبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَهٗ سِمْسَارًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوداگروں کے قافلے کو (منڈی سے پہلے ہی) ملنے سے اور شہری شخص کے دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا' شہری شخص کے دیہاتی کے لیے خرید و فروخت کرنے سے مراد کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: یعنی وہ اس کا ایجنٹ نہ ہے۔

4513 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ الْقُرْدُوْسِيُّ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ سِيْرِيْنَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلَقَّوُا الْجَلَبَ فَمَنْ تَلَقَّاهُ فَاشْتَرٰى مِنْهُ فَاِذَا اَتٰى سَيِّدُهُ السُّوْقَ فَهُوَ بِالْخِيَارِ" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"سوداگروں کے قافلے کو (منڈی سے باہر) نہ ملو جو شخص اس سے ملتا ہے اور ان سے کوئی چیز خرید لیتا ہے' تو جب اس

4510-اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم تلقي الجلب (الحديث 14) تحفة الاشراف (8181) .

4511-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7872) .

4512-اخرجه البخاري في البيوع، باب هل يبيع حاضر لباد بغير اجر و هل يعينه او ينصحه (الحديث 2158)، وفي الاجارة، باب اجر السمسرة (الحديث 2274) . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الحاضر للبادي (الحديث 19) والحديث عند: البخاري في البيوع، باب النهي عن تلقي الركبان (الحديث 2163) و ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب في النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 3439) و ابن ماجه في التجارات، باب النهي ان يبيع حاضر لباد (الحديث 2177) . تحفة الاشراف (5706) .

4513-اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم تلقي الجلب (الحديث 17) تحفة الاشراف (14538) .

چیز کا مالک بازار میں آئے گا' تو اُسے اختیار ہوگا (کہ وہ سابقہ سودے کو کالعدم قرار دے)''۔

دھوکے کے سبب بیع کی ممانعت کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقی جلب سے ممانعت فرمائی۔ یعنی باہر سے تاجر جو غلہ لارہے ہیں اُن کے شہر میں پہنچنے سے قبل باہر جا کر خرید لینا اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اہل شہر کو غلہ کی ضرورت ہے اور یہ اس لیے ایسا کرتا ہے کہ غلہ ہمارے قبضہ میں ہوگا نرخ زیادہ کر کے بیچیں گے دوسری صورت یہ ہے کہ غلہ لانے والے تجار کو شہر کا نرخ غلط بتا کر خریدے، مثلاً شہر میں پندرہ سیر کے گیہوں بکتے ہیں، اس نے کہہ دیا اٹھارہ سیر کے ہیں دھوکا دیکر خریدنا چاہتا ہے اور اگر یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو ممانعت نہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ شہری آدمی دیہاتی کے لیے بیع کرے یعنی دیہاتی کوئی چیز فروخت کرنے کے لیے بازار میں آتا ہے مگر وہ ناواقف ہے سستی بیچ ڈالے گا شہری کہتا ہے تو مت بیچ، میں اچھے داموں بیچ دونگا، یہ دلال بن کر بیچتا ہے اور حدیث کا مطلب بعض فقہا نے یہ بیان کیا ہے کہ جب اہل شہر قحط میں مبتلا ہوں ان کو خود غلہ کی حاجت ہو ایسی صورت میں شہر کا غلہ باہر والوں کے ہاتھ گراں کر کے بیع کرنا ممنوع ہے کہ اس سے اہل شہر کو ضرر پہنچے گا اور اگر یہاں والوں کو احتیاج نہ ہو تو بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ (فتح القدیر، کتاب بیوع)

جب کہیں باہر سے غلہ کی رسد آتی ہے تو بعض بستی والے یہ کرتے ہیں کہ ایک دو کوس بستی سے آگے نکل کر راہ میں ان بیوپاریوں سے ملتے ہیں اور ان کو دغا اور دھوکا دے کر بستی کا نرخ اترا ہوا بیان کر کے ان کا مال خرید لیتے ہیں۔ جب وہ بستی میں آتے ہیں تو وہاں کا نرخ زیادہ پاتے ہیں اور ان کو چکمہ دیا گیا ہے۔ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی صورت میں بیع باطل اور لغو ہے۔ بعض نے کہا ایسا کرنا حرام ہے۔ لیکن بیع صحیح ہو جائے گی۔ اور ان کو اختیار ہوگا کہ بستی میں آ کر وہاں کا نرخ دیکھ کر اس بیع کو قائم رکھیں یا فسخ کر ڈالیں۔ حنفیہ نے کہا کہ اگر قافلہ والوں سے آگے جا کر ملنا بستی والوں کو نقصان کا باعث ہو تب مکروہ ہے ورنہ نہیں۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2162)

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے عبیداللہ عمری نے بیان کیا، ان سے سعید بن ابی سعید نے اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تجارتی قافلوں سے) آگے بڑھ کر ملنے سے منع فرمایا ہے اور بستی والوں کو باہر والوں کا مال بیچنے سے بھی منع فرمایا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2163)

آگے قافلوں کے پاس خود ہی پہنچ جایا کرتے تھے اور (شہر میں پہنچنے سے پہلے ہی) ان سے غلہ خرید لیا کرتے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم اس مال کو اسی جگہ بیچیں جب تک اناج کے بازار میں نہ لائیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ ملنا بازار کے بلند کنارے پر تھا۔ (جدھر سے سوداگر آیا کرتے تھے) اور یہ بات عبیداللہ کی حدیث سے نکلتی ہے۔

اس روایت میں جو مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما قافلہ والوں سے آگے جا کر ملتے اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ بستی سے نکل کر، یہ تو حرام اور منع تھا۔ بلکہ عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ بازار میں آ جانے کے بعد اس کے کنارے پر ہم ان سے ملتے۔ کیوں کہ اس روایت میں اس امر کی ممانعت ہے کہ غلہ کو جہاں خریدیں وہاں نہ بیچیں اور اس کی ممانعت اس روایت میں نہیں ہے کہ قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا منع ہے۔ ایسی حالت میں یہ روایت ان لوگوں کی دلیل نہیں ہو سکتی جنہوں نے قافلہ والوں سے آگے بڑھ کر ملنا درست رکھا ہے۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر 2167)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگ بازار کی بلند جانب جا کر غلہ خریدتے اور وہیں بیچنے لگتے۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا کہ غلہ وہاں نہ بیچیں جب تک اس کو اٹھوا کر دوسری جگہ نہ لے جائیں۔

معلوم ہوا کہ جب قافلہ بازار میں آ جائے تو اس سے آگے بڑھ کر ملنا درست نہیں۔ بعض نے کہا بستی کی حد تک آگے بڑھ کر ملنا درست ہے۔ بستی سے باہر جا کر ملنا درست نہیں۔ مالکیہ نے کہا کہ اس میں اختلاف ہے، کوئی کہتا ہے کہ ایک میل سے کم آگے بڑھ کر ملنا درست ہے کوئی کہتا ہے کہ چھ میل سے کم پر، کوئی کہتا ہے کہ دو دن کی راہ سے کم پر۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے کسی غلہ بیچنے والے قافلے سے شہر کے باہر جا کر ملنے سے منع فرمایا اور اگر کوئی شخص ان سے کچھ خریدے تو شہر میں داخل ہونے کے بعد غلے والوں کو اختیار ہے۔ یہ حدیث ایوب کی روایت سے حسن غریب ہے۔ ابن مسعود کی حدیث حسن صحیح ہے اہل علم کی ایک جماعت نے شہر سے باہر جا کر تجارتی قافلے سے ملاقات کو مکروہ کہا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا دھوکہ ہے امام شافعی اور ہمارے اصحاب کا یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی: جلد اول: حدیث نمبر 1237)

باب سَوْمِ الرَّجُلِ عَلٰی سَوْمِ اَخِیهِ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے بھائی کے لگائے ہوئے بھاؤ پر بھاؤ لگانا

4514 - حَدَّثَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیلُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِیدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَا یَبِیعَنَّ حَاضِرٌ لِبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوا وَلَا یُسَاوِمِ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیهِ وَلَا یَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیهِ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْتَفِءَ مَا فِیْ اِنَائِهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّمَا لَهَا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهَا".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے خرید و فروخت ہرگز نہ کرے' تم لوگ مصنوعی بولی نہ لگاؤ' کوئی شخص اپنے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ لگائے' کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ بھیجے' کوئی عورت اپنی بہن (یعنی

4514-اخرجه البخاري في الشروط، باب ما يجوز من الشروط في النكاح (الحديث 2723) بنحوه . واخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 53) . واخرجه النسائي في البيوع، النجش (الحديث 4519) . تحفة الاشراف (13271) .

سوکن) کی طلاق کو مطالبہ نہ کرے تاکہ اُسے حاصل ہونے والی تمام سہولیات بھی خود حاصل کر لے یا (وہ شخص پہلی بیوی کو طلاق دے) تو پھر اُس کے ساتھ شادی کرے اس کی وجہ یہ ہے اس عورت کو وہی ملے گا' جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے نصیب میں لکھا ہے"۔

باب بَيْعِ الرَّجُلِ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ

یہ باب ہے کہ آدمی کا اپنے بھائی کے سودے پر سودا کرنا

4515 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ وَّاللَّيْثِ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ "لَا يَبِعْ اَحَدُكُمْ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ"۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے"۔

4516 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيهِ حَتّٰى يَبْتَاعَ اَوْ يَذَرَ"۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

"کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے جب تک وہ (دوسرا شخص) اُسے خرید نہیں لیتا یا اُسے ترک نہیں کر دیتا"۔

باب النَّجْشِ

باب: مصنوعی بولی لگانا

4517 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ النَّجْشِ۔

4515-اخرجه البخاري في البيوع، باب لا يبيع على بيع اخيه و لا يسوم على سوم اخيه حتى ياذن له او يترك (الحديث 2139)، و باب النهي عن تلقي الركبان (الحديث 2165) مطولًا . واخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم الخطبة على خطبة اخيه حتى ياذن او يترك (الحديث 49)مطولًا، و في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه و سومه على سومه و تحريم النجش و تحريم التصرية (الحديث 7) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في التلقي (الحديث 3436) مطولًا واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن البيع لى بيع اخيه (الحديث 1292) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب لا يبيع الرجل على بيع اخيه ولا يسوم على سومه (الحديث 2171) . والحديث عند: مسلم في البيوع، باب تحريم تلقي الجلب (الحديث 14م) . والنسائي في النكاح، النهي ان يخطب الرجل على خطبة اخيه (الحديث 3238) . تحفة الاشراف (8284 و 8329) .

4516-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8112) .

4517-اخرجه البخاري في البيوع، باب النجش (الحديث 2142)، و في الحيل ، باب ما يكره من التناجش (الحديث 6963) . و اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع اخيه و سومه على سومه و تحريم النجش و تحريم التصرية (الحديث 13) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في النهي عن النجش (الحديث 2173) . تحفة الاشراف (8348) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصنوعی بولی لگانے سے منع کیا ہے۔

4518 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَزِيْدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ الْاُخْرٰى لِتَكْتَفِءَ مَا فِىْ اِنَائِهَا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
''کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے پر سودا نہ کرے' کوئی شہری کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے' مصنوعی بولی نہ لگاؤ' کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے کے مقابلے میں زیادہ قیمت نہ لگائے' کوئی عورت دوسری عورت کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے' تاکہ اس کے حصے کی نعمتیں بھی اُسے حاصل ہو جائیں''۔

4519 - حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَزِيْدُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَكْفِءَ بِهِ مَا فِىْ صَحْفَتِهَا".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
''کوئی شہری شخص کسی دیہاتی کے لیے سودا نہ کرے' تم لوگ مصنوعی بولی نہ لگاؤ' کوئی شخص اپنے بھائی کے سودے کے مقابلے میں زیادہ قیمت نہ لگائے' کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ نہ کرے' تاکہ اُس کے حصے کی نعمتیں بھی خود حاصل کر لے''۔

باب الْبَيْعِ فِيْمَنْ يَّزِيْدُ

یہ باب ہے کہ اُس شخص کے ساتھ سودا کرنا' جو زیادہ قیمت دیتا ہے

4520 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ وَعِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَا حَدَّثَنَا الْاَخْضَرُ بْنُ عَجْلَانَ عَنْ اَبِىْ بَكْرٍ الْحَنَفِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ قَدَحًا وَّحِلْسًا فِيْمَنْ يَّزِيْدُ.

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ اور اونٹ پر ڈالی جانے والی چادر اُس

4518-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13171) .

4519-تقدم (الحديث 4514) .

4520-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجوز فيه المسالة (الحديث 1641) مطولاً . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في بيع من يزيد (الحديث 1218) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع المزايدة (الحديث 2198) مطولاً . تحفة الاشراف (978) .

شخص کو فروخت کی تھی جس نے زیادہ قیمت دی تھی۔

باب بَيْعِ الْمُلَامَسَةِ

باب: ملامسہ کا سودا

4521 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حِبَّانَ وَاَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے۔

باب تَفْسِيْرِ ذٰلِكَ

باب: اس کی وضاحت

4522 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ لَمْسِ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَهِيَ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ اِلَى الرَّجُلِ بِالْبَيْعِ قَبْلَ اَنْ يُقَلِّبَهٗ اَوْ يَنْظُرَ اِلَيْهِ ۔

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ سے منع کیا ہے (وہ یہ ہے) کہ آدمی کپڑے کو چھو لے اُسے دیکھے نہیں (اور سودا طے ہو جائے) اور منابذہ سے منع کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے آدمی اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف بیچنے کے لیے پھینک دے دوسرے شخص کے اُسے پلٹنے سے یا اُسے دیکھنے سے پہلے ہی (سودا طے ہو جائے)۔

باب بَيْعِ الْمُنَابَذَةِ

باب: منابذہ کا سودا

4523 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَائَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

4521-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع المنابذة (الحديث 2146) . تحفة الاشراف (13827) .

4522-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الملامسة (الحديث 2144) وفي اللباس، باب اشتمال الصماء (الحديث 5820) مطولًا و اخرجه مسلم في البيوع، باب ابطال بيع الملامسة و المنابذة (الحديث 3) و اخرجه ابو داؤد في البيوع، باب في بيع الغرر (الحديث 3379) . واخرجه النسائي في البيوع، تفسير ذلك (الحديث 4526) . والحديث عند: النسائي في البيوع، بيع المنابذة (الحديث 4523) . تحفة الاشراف (4087) .

4523-تقدم في البيوع، تفسير ذلك (الحديث 4522) .

وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سودے میں ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے۔

4524 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے سودوں سے منع کیا ہے: ملامسہ اور منابذہ

باب تَفْسِيْرِ ذٰلِكَ

باب: اس کی وضاحت

4525 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُصَفّٰى بْنِ بُهْلُوْلٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةُ اَنْ يَتَبَايَعَ الرَّجُلَانِ بِالثَّوْبَيْنِ تَحْتَ اللَّيْلِ يَلْمِسُ كُلُّ رَجُلٍ مِّنْهُمَا ثَوْبَ صَاحِبِهٖ بِيَدِهٖ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ الثَّوْبَ وَيَنْبِذَ الْاٰخَرُ اِلَيْهِ الثَّوْبَ فَيَتَبَايَعَا عَلٰى ذٰلِكَ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے۔

ملامسہ سے مراد یہ ہے دو آدمی رات کے وقت دو کپڑوں کی خرید و فروخت کرتے ہیں' دونوں میں سے ہر ایک فرد اپنے ساتھی کے کپڑے کو چھو لیتا ہے (اور ساتھ ہی سودا طے ہو جاتا ہے)۔

منابذہ سے مراد یہ ہے' آدمی دوسرے شخص کی طرف کپڑا پھینکتا ہے' اور دوسرا پہلے شخص کی طرف کپڑا پھینکتا ہے' اور وہ دونوں اسی پر سودا کر لیتے ہیں (یعنی سودا طے ہو جاتا ہے)۔

4526 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الثَّوْبِ لَا يَنْظُرُ اِلَيْهِ وَعَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُنَابَذَةُ طَرْحُ الرَّجُلِ ثَوْبَهٗ اِلَى الرَّجُلِ قَبْلَ اَنْ يُّقَلِّبَهٗ .

4524-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع المنابذة (الحديث 2147)، و في الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر الحديث 6284) مطولًا . واخرجه ابوداؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3377 و 3378) مطولًا . واخرجه النسائي في البيوع، تفسير ذلك (الحديث 4527) و (الحديث 5356) مطولًا واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في النهي عن المنابذة و الملامسة (الحديث 2170) . والحديث عند: النسائي في الزينة، النهي عن اشتمال الصماء (الحديث 5356) و ابن ماجه وفي اللباس، باب ما نهي عنه من اللباس (الحديث 3559) . تحفة الاشراف (4154) .

4525-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13261) .

4526-تقدم (الحديث 4522) .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملامسہ سے منع کیا ہے۔
(راوی کہتے ہیں:) ملامسہ سے مراد یہ ہے' آدمی کپڑے کو چھولے (تو سودا طے ہو جائے) اگرچہ آدمی نے اُسے دیکھا نہ ہو
(اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) منابذہ سے منع کیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) منابذہ سے مراد یہ ہے' آدمی اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف پھینکے اور اس شخص کے اُلٹ پلٹ کرنے سے پہلے (یعنی کپڑے کو جانچنے سے پہلے ہی سودا طے ہو جائے)۔

4527 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ اَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُلَامَسَةُ وَالْمُنَابَذَةُ وَالْمُنَابَذَةُ اَنْ يَقُوْلَ اِذَا نَبَذْتُ هٰذَا الثَّوْبَ فَقَدْ وَجَبَ يَعْنِي الْبَيْعَ وَالْمُلَامَسَةُ اَنْ يَمَسَّهُ بِيَدِهٖ وَلَا يَنْشُرَهُ وَلَا يُقَلِّبَهُ اِذَا مَسَّهُ فَقَدْ وَجَبَ الْبَيْعُ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوطرح کے لباس سے اور دوطرح کے سودوں سے منع کیا ہے' جہاں تک دوطرح کے سودوں کا تعلق ہے' تو وہ ملامسہ اور منابذہ ہیں۔
منابذہ سے مراد یہ ہے' آدمی یہ کہے: جب میں یہ کپڑا پھینک دوں گا' تو سودا طے ہو جائے گا۔
ملامسہ سے مراد یہ ہے' جب وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے اُسے چھولے گا (تو سودا طے ہو جائے گا) وہ اس کو کھول کر نہیں دیکھے گا' اُسے اُلٹے پلٹے گا نہیں' جیسے ہی وہ اُسے چھولے گا' تو سودا طے ہو جائے گا۔

4528 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَبِي الزَّرْقَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ قَالَ بَلَغَنِيْ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسَتَيْنِ وَنَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ الْمُنَابَذَةِ وَالْمُلَامَسَةِ وَهِيَ بُيُوْعٌ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوطرح کے لباس سے منع کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دوطرح کے سودے سے منع کیا ہے: منابذہ اور ملامسہ۔
یہ سودا کرنے کے وہ طریقے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھے۔

4529 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنْ بَيْعَتَيْنِ اَمَّا الْبَيْعَتَانِ فَالْمُنَابَذَةُ

4527-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3377 و 3378) وابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في النهي عن المنابذة والملامسة (الحديث 2170) . والحديث عند: البخاري في البيوع، باب بيع المنابذة (الحديث 2147)، و في الاستئذان، باب الجلوس كيفما تيسر (الحديث 6284) . وابي داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3377) . و النسائي في البيوع، بيع المنابذة (الحديث 4524)، و في الزينة، النهي عن اشتمال الصماء (الحديث 5356) وابن ماجه في اللباس، باب ما نهي عنه من اللباس (الحديث 3559) . تحفة الاشراف (4154) .

4528-انفرد به النسائي . والحديث عند: ابي داؤد في الاطعمة، باب ما جاء في الجلوس على مائدة عليها بعض ما يكره (الحديث 3774) . تحفة الاشراف (6809) .

وَالْمُلَامَسَةُ وَزَعَمَ اَنَّ الْمُلَامَسَةَ اَنْ يَّقُوْلَ الرَّجُلُ لِلرَّجُلِ اَبِيْعُكَ ثَوْبِىْ بِثَوْبِكَ وَلَا يَنْظُرُ وَاحِدٌ مِّنْهُمَا اِلٰى ثَوْبِ الْاٰخَرِ وَلٰكِنْ يَّلْمِسُهٗ لَمْسًا وَّاَمَّا الْمُنَابَذَةُ اَنْ يَّقُوْلَ اَنْبِذُ مَا مَعِىْ وَتَنْبُذُ مَا مَعَكَ لِيَشْتَرِىَ اَحَدُهُمَا مِنَ الْاٰخَرِ وَلَا يَدْرِىْ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا كَمْ مَعَ الْاٰخَرِ وَنَحْوًا مِّنْ هٰذَا الْوَصْفِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوطرح کے سودوں سے منع کیا ہے۔

• جہاں تک دوطرح کے سودوں کا تعلق ہے تو وہ منابذہ اور ملامسہ ہیں۔

پھر راوی نے یہ بات بیان کی ہے'ملامسہ' سے مراد یہ ہے'ایک شخص دوسرے شخص کو یہ کہتا ہے' میں تمہارے کپڑے کے عوض میں اپنا کپڑا تجھے فروخت کر رہا ہوں اور ان دونوں میں سے کوئی ایک شخص دوسرے شخص کے کپڑے کو دیکھتا نہیں ہے بلکہ وہ جیسے ہی اُسے چھو لیتے ہیں (تو سودا طے ہو جاتا ہے)۔

(راوی کہتے ہیں:) منابذہ سے مراد یہ ہے' آدمی یہ کہے: میرے پاس جو موجود ہے' اُسے میں پھینک دوں گا جو تمہارے پاس ہے اُسے تم پھینک دو' تا کہ دونوں میں سے ہر ایک شخص دوسرے سے اس کپڑے کو خریدے اور ان دونوں میں سے کسی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکے کہ دوسرے کے پاس کتنا کپڑا ہے یا کس نوعیت کا کپڑا ہے (لیکن سودا طے ہو جائے)۔

باب بَيْعِ الْحَصَاةِ

باب: کنکری پھینک کر (سودا طے کرنا)

4530 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْحَصَاةِ وَعَنْ بَيْعِ الْغَرَرِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کنکری پھینک کر (سودا طے کرنے) سے منع کیا ہے' اور دھوکے کے سودے سے منع کیا ہے۔

4529-اخرجه البخاري في اللباس، باب اشتمال الصماء (الحديث 5820) والحديث عند: البخاري في مواقيت الصلاة، باب الصلاة بعد الفجر حتى ترتفع الشمس (الحديث 584)، و باب لا يتحرى الصلاة قبل غروب الشمس (588)، و في اللباس باب اشتمال الصماء (الحديث 5819) . ومسلم في البيوع، باب ابطال بيع الملامسة و المنابذة (الحديث 1) . وابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب النهي عن الصلاة بعد الفجر و بعد العصر (الحديث 1248)، و في التجارات، باب ما جاء في النهي عن المنابذة و الملامسة (الحديث 2169)، و في اللباس، باب ما نهي عنه من اللباس (الحديث 3560) . تحفة الاشراف (12265) .

4530-اخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع الحصاة و البيع الذي فيه غرر (الحديث 4) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3376) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الغرر (الحديث 1230) واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الحصاة و عن بيع الغرر (الحديث 2194) . تحفة الاشراف (13794) .

باب بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ اَنْ يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ

باب: پھل کے پکنے سے پہلے اُسے فروخت کرنا

4531 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ". نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِىَ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''تم پھل کو اس وقت تک فروخت نہ کرو' جب تک وہ پک نہیں جاتا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کرنے والے اور خریدار دونوں کو اس سے منع کیا ہے''۔

4532 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ.

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے پکنے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4533 - اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدٌ وَّاَبُوْ سَلَمَةَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ وَلَا تَبْتَاعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''پھل اس وقت تک فروخت نہ کرو' جب تک وہ پک نہیں جاتا اور کھجور کے عوض میں پھل کو فروخت نہ کرو''۔

4534 - قَالَ ابْنُ شِهَابٍ حَدَّثَنِىْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مِثْلِهٖ سَوَاءً.

★★ ابن شہاب بیان کرتے ہیں: سالم نے اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

4531-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (الحديث 2214) . تحفة الاشراف (8302) .

4532-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 57) . تحفة الاشراف (6832) .

4533-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع • الحديث 58) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (الحديث 2215) . تحفة الاشراف (13328) .

4534-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها لم اصابته عاهة فهو من البائع (الحديث 2199) تعليقاً . و اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل ان بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 58) . تحفة الاشراف (6984) .

4535 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ طَاوُسًا يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھل کو اُس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک وہ پک نہیں جاتا۔

4536 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَاَنْ يُبَاعَ الثَّمَرُ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَاَنْ لَا يُبَاعَ اِلَّا بِالدَّنَانِيْرِ وَالدَّرَاهِمِ وَرَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں:
آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ' مزابنہ اور محاقلہ سے منع کیا ہے' اور اس بات سے منع کیا ہے' پھل کے پکنے سے پہلے اُسے فروخت کر دیا جائے اور (یہ ہدایت کی ہے) کہ اُسے صرف دینار اور درہم کے عوض میں فروخت کیا جائے' البتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4537 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُفَضَّلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ وَّاَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَبَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يُطْعَمَ اِلَّا الْعَرَايَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ' مزابنہ' محاقلہ اور پھل کے کھانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے' البتہ عرایا کا حکم مختلف ہے۔

4538 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتّٰى يُطْعَمَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے' جب تک وہ کھانے کے قابل نہیں ہو جاتا (اُس وقت تک اُسے فروخت نہیں کیا جائے گا)۔

4535-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7105) .

4536-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3888) .

4537-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3888) .

4538-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2985) .

باب شِرَاءِ الثِّمَارِ قَبْلَ اَنْ یَّبْدُوَ صَلَاحُهَا عَلٰی اَنْ یَّقْطَعَهَا وَلَا یَتْرُکَهَا اِلٰی اَوَانِ اِدْرَاکِهَا

یہ باب ہے کہ پھل پکنے سے پہلے اُسے خرید لینا' اس شرط پر کہ خریدار اُسے کاٹ لے گا اور اُسے اُس وقت تک درخت پر نہیں چھوڑے گا' جب تک وہ پک نہیں جاتا

4539 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثِّمَارِ حَتّٰى تُزْهِیَ . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا تُزْهِیَ قَالَ "حَتّٰى تَحْمَرَّ" . وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرَاَيْتَ اِنْ مَنَعَ اللّٰهُ الثَّمَرَةَ فَبِمَ يَاْخُذُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ" .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے رنگین ہو جانے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! اس کے رنگین ہونے سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک وہ سرخ نہیں ہو جاتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے' اگر اللہ تعالیٰ اُس پھل کو روک لے' تو کوئی شخص کس چیز کے عوض میں اپنے بھائی کے مال کو حاصل کرے گا۔

باب وَضْعِ الْجَوَائِحِ

یہ باب ہے کہ آفت لاحق ہونے کی وجہ سے ادائیگی معاف کرنا

4540 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ بِعْتَ مِنْ اَخِيْكَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَحِلُّ لَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْهُ شَيْئًا بِمَ تَاْخُذُ مَالَ اَخِيْكَ بِغَيْرِ حَقٍّ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اگر تم اپنے بھائی کو کچھ پھل فروخت کرتے ہو اور پھر اُسے کوئی آفت لاحق ہو جاتی ہے' تو تمہارے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' تم اس کے عوض میں اُس سے کوئی چیز لو' تم کسی حق کے بغیر اپنے بھائی کے مال کو کس بنیاد پر حاصل کرو گے''۔

4539-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا باع الثمار قبل ان يبدو صلاحها ثم اصابته عاهة فهو من البائع (الحديث 2198) . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب وضع الجوائح (الحديث 15م) . والحديث عند : البخاري في الزكاة، باب من باع ثماره اونخله او ارضه او زرعه وقد وجب فيه العشر او الصدقة فادى الزكاة من غيره او باع ثماره و لم تجب فيه الصدقة (الحديث 1488) . تحفة الاشراف (733) .

4540-اخرجه مسلم في المساقاة، باب وضع الجوائح (الحديث 14) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في وضع الجائحة (الحديث 3470) . واخرجه النسائي في البيوع، وضع الجوائح (الحديث 4541) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع الثمار سنين و الجائحة (الحديث 2219) . تحفة الاشراف (2798) .

شرح

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سالوں کا پھل بیچنے سے منع فرمایا ہے یعنی ایک سال یا دو سال یا تین سال اور یا اس سے زائد سالوں کے لئے درختوں کا پھل پیشگی نہیں بیچنا چاہئے) نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آفت زدہ کے ساتھ رعایت کرنے کا حکم دیا ہے۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح:، جلد سوم: رقم الحدیث، 77)

حدیث کے آخری جزء کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص نے درخت پر لگے ہوئے پھل پختہ و تیار ہونے کے بعد خرید لئے مگر سوء اتفاق سے قبل اس کے کہ خریدار پھلوں کو اپنے تصرف میں لاتا کسی بھی وجہ سے وہ پھل جھڑ گئے اور ضائع ہو گئے اس صورت میں بیچنے والے کو چاہئے کہ اگر اس نے ابھی تک قیمت وصول نہیں کی ہے تو اس میں کچھ کمی کر دے اور اگر قیمت وصول کر لی ہے تو اس میں سے کچھ خریدار کو واپس کر دے اگرچہ بیع ہو چکی ہے اور قاعدہ کے اعتبار سے وہ اس کے لئے مجبور نہیں ہے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس بارے میں مذکورہ بالا حکم صرف استحباب کے لئے ہے اور اس کا مقصد آفت زدہ خریدار کے ساتھ ممکنہ رعایت کے لئے بیچنے والے کو ایک اخلاقی توجہ دلانا ہے ورنہ تو جہاں تک فقہی مسئلہ کا تعلق ہے یہ بات بالکل صاف ہے کہ خریدار کے قبضہ وملکیت میں آ جانے کے بعد مبیع خریدی ہوئی چیز کے ہر نفع ونقصان کا ذمہ دار خریدار ہی ہوتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ قبضہ میں آ جانے کے بعد اگر مبیع کسی آفت کی وجہ سے ہلاک وضائع ہو جاتی ہے تو وہ خریدار ہی کا نقصان ہوتا ہے بیچنے والے پر اس کا کوئی بدلہ وغیرہ واجب نہیں ہوتا۔

4541 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ جُرَيْجٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ بَاعَ ثَمَرًا فَاَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَلَا يَاْخُذْ مِنْ اَخِيْهِ - وَذَكَرَ شَيْئًا - عَلٰى مَا يَاْكُلُ اَحَدُكُمْ مَالَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ".

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص کوئی پھل فروخت کرتا ہے اور پھر اُسے کوئی آفت لاحق ہو جاتی ہے تو وہ اپنے بھائی سے کچھ وصول نہ کرے''۔

(راوی کہتے ہیں:) اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کا تذکرہ کیا (جس کے بعد یہ الفاظ ہیں:)

''کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کا مال کس چیز کے عوض میں کھائے گا؟''

4542 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ - وَهُوَ الْاَعْرَجُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيْقٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ الْجَوَائِحَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آفت کی وجہ سے ادائیگی معاف کروائی تھی۔

4543 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ

4541-تقدم في البيوع، وضع الجوائح (الحديث 4540) .

4542-اخرجه مسلم في المساقاة، باب وضع الجوائح (الحديث 17) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع السنين (الحديث 3374) مطولاً . تحفة الاشراف (2270) .

الْخُدْرِيِّ قَالَ أُصِيبَ رَجُلٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا فَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَصَدَّقُوا عَلَيْهِ" . فَتَصَدَّقَ النَّاسُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذُوا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ایک شخص نے پھل خریدا تو اُس میں نقصان ہوگیا۔ اس کا قرض زیادہ ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کو صدقہ دو' لوگوں نے اُسے صدقہ دیا' لیکن پھر بھی اُس کے پورے قرض کی ادائیگی تک وہ رقم نہیں پہنچ سکی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (یعنی اس کے قرض خواہوں سے فرمایا:) تمہیں جو مل رہا ہے وہ حاصل کرلو تمہیں بس یہی ملے گا۔

باب بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ

یہ باب ہے کہ پھل کو کئی سال پہلے ہی فروخت کرنا

4544 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْأَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَتِيكٍ - قَالَ قُتَيْبَةُ عَتِيكٌ بِالْكَافِ وَالصَّوَابُ عَتِيقٌ - عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ سِنِينَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کو کئی سال پہلے ہی فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ

یہ باب ہے کہ کھجور کے عوض میں (درخت پر لگے ہوئے) پھل کو فروخت کرنا

4545 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے عوض میں

4543-اخرجه مسلم المساقاة، باب استحباب الوضع من الدين (الحديث 18) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في وضع الجائحة (الحديث 3469) . واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء من تحل له الصدقة من الغارمين و غيرهم (الحديث 655) . واخرجه النسائي في البيوع، الرجل يبتاع البيع فيفلس و يوجد المتاع بعينه (الحديث 4692) . واخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب تفليس المعدم و البيع عليه لغرمائه (الحديث 2356) . تحفة الاشراف (4270) .

4544-اخرجه مسلم في البيوع، باب كراء الارض (الحديث 101) . واخرجه ابوداؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع السنين (الحديث 3374) بنحوه مطولاً . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع السنين (الحديث 4641) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع الثمار سنين و الجائحة (الحديث 2218) بنحوه . تحفة الاشراف (2269) .

4545-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 57) و الحديث عند: النسائي في البيوع، بيع الثمر قبل ان يبدو صلاحه (الحديث 4532) . تحفة الاشراف (6832) .

(درخت پر لگے ہوئے) پھل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4546 - وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ حدیث سنائی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4547 - اَخْبَرَنِيْ زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ يُبَاعَ مَا فِيْ رُءُوْسِ النَّخْلِ بِتَمْرٍ بِكَيْلٍ مُسَمًّى اِنْ زَادَ لِيْ وَاِنْ نَقَصَ فَعَلَيَّ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے' کھجور پر لگے ہوئے پھل کو متعین مقدار کے عوض میں فروخت کر دیا جائے یعنی (درخت پر لگا ہوا پھل) اگر زیادہ ہوا' تو وہ میرا ہوگا اور اگر وہ کم ہوا' تو اس کا نقصان مجھے برداشت کرنا ہوگا۔

باب بَيْعِ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ

یہ باب ہے کہ کشمش کے بدلے میں (درخت پر لگے ہوئے) انگور کا سودا کرنا

4548 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَّبَيْعُ الْكَرْمِ بِالزَّبِيْبِ كَيْلًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے۔

(حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:) مزابنہ سے مراد یہ ہے' ماپی ہوئی (متعین) کھجور کے عوض میں درخت پر لگی ہوئی کھجور کا سودا کیا جائے' یا ماپی ہوئی کشمش کے عوض میں (درخت پر لگے ہوئے انگور) کا سودا کیا جائے۔

4546-اخرجه البخاري في البيوع، وباب بيع الزبيب بالزبيب و الطعام بالطعام (الحديث 2173)، و باب بيع المزابنة (الحديث 2184 و 2188)، و باب تفسير العرايا (الحديث 2192)، و في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر او شرب في حائط او في نخل (الحديث 2380). واخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 57م) و باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 59 و 60 و 61 و 62 و 63 و 64 و 65) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في العرايا و الرخصة في ذلك (الحديث 1300) مطولاً، و (الحديث 1302) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الكرم بالزبيب (الحديث 4550)، وباب بيع العرايا بخرصها تمراً (الحديث 4552 و 4553)، وبيع العرايا بالرطب (الحديث 4554) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع العرايا بخرصها تمراً (الحديث 2268 و 2269) . تحفة الاشراف (3723) .

4547-اخرجه البخاري في البيوع، وباب بيع الزبيب بالزبيب و الطعام بالطعام (الحديث 2172) . واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 75) . تحفة الاشراف (7522) .

4548-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الزبيب بالزبيب و الطعام بالطعام (الحديث 2173)، و باب بيع المزابنة (الحديث 2185). واخرجه مسلم في البيوع ، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 72) . تحفة الاشراف (8360) .

4549 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَارِقٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ .

★★ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ اور مزابنہ سے منع کیا ہے۔

4550 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث سنائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں رخصت دی ہے۔

4551 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ خَارِجَةُ بْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي الْعَرَايَا بِالتَّمْرِ وَالرُّطَبِ .

★★ خارجہ بن زید اپنے والد (حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خشک یا تر کھجوروں کے عوض میں عرایا (کو فروخت کرنے) کی اجازت دی ہے۔

باب بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا تَمْرًا

یہ باب ہے کہ عرایا کا اندازہ لگا کر اُسے کھجوروں کے عوض میں فروخت کرنا

4552 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا تُبَاعُ بِخَرْصِهَا .

★★ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کو فروخت کرنے کے بارے میں یہ اجازت دی ہے' اُسے اندازے کے ساتھ فروخت کیا جاسکتا ہے۔

4553 - حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِيْ بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِخَرْصِهَا تَمْرًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے'

4549-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3899) .

4550-تقدم (الحديث 4546) .

4551-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع العرايا (الحديث 3362) . تحفة الاشراف (3705) .

4552-تقدم (الحديث 4546) .

4553-تقدم (الحديث 4546) .

نبی اکرم ﷺ نے کھجور کے عوض میں عرایا کو اندازے کے ساتھ فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

باب بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ

یہ باب ہے کہ عرایا کو پکی ہوئی کھجور کے عوض میں فروخت کرنا

4554 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمًا اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِیْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِالرُّطَبِ وَبِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِیْ غَيْرِ ذٰلِكَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں: حضرت زید بن ثابت ﷺ نے انہیں یہ بتایا ہے' نبی اکرم ﷺ نے عرایا کو خشک کھجور یا تر کھجور کے عوض میں فروخت کرنے کی اجازت دی ہے' آپ ﷺ نے اس کے علاوہ کسی اور چیز میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں دی۔

4555 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ اَبِیْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِی الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا فِیْ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ اَوْ مَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ .

★★ حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے عرایا کے بارے میں یہ اجازت دی ہے' اگر وہ پانچ وسق ہو' تو اُسے اندازے کے تحت فروخت کیا جا سکتا ہے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اگر وہ پانچ وسق سے کم ہو (تو اُسے فروخت کیا جا سکتا ہے)۔

4556 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِیْ حَثْمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهُ وَرَخَّصَ فِی الْعَرَايَا اَنْ تُبَاعَ بِخَرْصِهَا يَاْكُلُهَا اَهْلُهَا رُطَبًا .

4554-تقدم (الحديث 4546) .

4555-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب او الفضة (الحديث 2190)، و في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر اوشرب في حائط او في نخل (الحديث 2382) . و اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 71) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في مقدار العرية (الحديث 3364) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في العرايا والرخصة في ذلك (الحديث 1301) . تحفة الاشراف (14943) .

4556-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الثمر على رؤوس النخل بالذهب او الفضة (الحديث 2191) مطولاً، و في المساقاة، باب الرجل يكون له ممر اوشرب في حائط او في نخل (الحديث 2382) . و اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 67 و 68 و 69 و 70) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع العرايا (الحديث 3363) . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب (منه) (الحديث 1303) . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع العرايا بالرطب (الحديث 4557 و 4558) تحفة الاشراف (4646) .

★★ حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھل کے قابل استعمال ہو جانے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے' تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کے بارے میں یہ رخصت دی ہے' اُسے اندازے کے تحت فروخت کیا جا سکتا ہے' تاکہ اس کے حقدار لوگ تازہ کھجوریں کھا سکیں۔

4557 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيْدُ بْنُ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِي بُشَيْرُ بْنُ يَسَارٍ اَنَّ رَافِعَ بْنَ خَدِيْجٍ وَّسَهْلَ بْنَ اَبِي حَثْمَةَ حَدَّثَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ بَيْعِ الثَّمَرِ بِالتَّمْرِ اِلَّا لِاَصْحَابِ الْعَرَايَا فَاِنَّهُ اَذِنَ لَهُمْ .

★★ حضرت رافع بن خدیج اور حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے (اس سے مراد یہ ہے) کھجور کے عوض میں (درخت پر لگے ہوئے کھجور کے) پھل کو فروخت کیا جائے' البتہ عرایا کے حقداروں کا حکم مختلف ہے' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات کی اجازت دی ہے۔

4558 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُمْ قَالُوْا رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْعِ الْعَرَايَا بِخَرْصِهَا .

★★ بشیر بن یسار' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اندازے کے تحت عرایا کو فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔

باب اشْتِرَاءِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ
یہ باب ہے کہ تر کھجوروں کے عوض میں خشک کھجوریں خریدنا

4559 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيْدَ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ سَعْدٍ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّمْرِ بِالرُّطَبِ فَقَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ "اَيَنْقُصُ الرُّطَبُ اِذَا يَبِسَ" . قَالُوْا نَعَمْ . فَنَهٰى عَنْهُ .

★★ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تر کھجوروں کے عوض میں خشک کھجوروں کا سودا کرنے کے بارے میں دریافت کیا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آس پاس موجود لوگوں سے دریافت کیا: تر کھجور جب خشک ہو جائے' تو کیا وہ کم ہو جاتی ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا۔

4560 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

4557-تقدم في البيوع، بيع العرايا بالرطب (الحديث 4556) .

4558-تقدم (الحديث 4556) .

4559-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في التمر بالتمر (الحديث 3359) و (الحديث 3360) مختصراً . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في النهي عن المحاقلة و المزابنة (الحديث 1225) . واخرجه النسائي في البيوع، اشتراء التمر بالرطب (الحديث 4560) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب بيع الرطب بالتمر (الحديث 2264) . تحفة الاشراف (3854) .

باب بَيْعِ الزَّرْعِ بِالطَّعَامِ

باب: اناج کے عوض میں کھیت کو فروخت کرنا

4563 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُزَابَنَةِ اَنْ يَبِيْعَ ثَمَرَ حَائِطِهٖ وَاِنْ كَانَ نَخْلًا بِتَمْرٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ كَرْمًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِزَبِيْبٍ كَيْلًا وَاِنْ كَانَ زَرْعًا اَنْ يَبِيْعَهٗ بِكَيْلِ طَعَامٍ نَهَى عَنْ ذٰلِكَ كُلِّهٖ.

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع کیا ہے۔

(اس سے مراد یہ ہے) کہ آدمی اپنے باغ کے پھل کو فروخت کر دے اگر وہ کھجور کا باغ ہو تو اُسے کھجور کی متعین مقدار میں فروخت کر دے اگر وہ انگور کا باغ ہو تو اُسے انگور کی متعین مقدار کے عوض میں فروخت کر دے اگر وہ کوئی اور کھیت ہو تو اُسے اناج کی متعین مقدار کے عوض میں فروخت کر دے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب صورتوں سے منع کیا ہے۔

4564 - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْمُخَابَرَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُحَاقَلَةِ وَعَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ قَبْلَ اَنْ يُطْعَمَ وَعَنْ بَيْعِ ذٰلِكَ اِلَّا بِالدَّنَانِيْرِ وَالدَّرَاهِمِ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مخابرہ' مزابنہ' محاقلہ' پھل کے کھائے جانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے اور (پھل کے کھائے جانے کے قابل ہونے سے پہلے اُسے) درہم یا دینار کے علاوہ کسی اور چیز کے عوض میں فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ

یہ باب ہے کہ بالی کو اس وقت فروخت کرنا' جب وہ سفید ہو جائے

4565 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلَةِ حَتّٰى تَزْهُوَ وَعَنِ السُّنْبُلِ حَتّٰى يَبْيَضَّ وَيَاْمَنَ الْعَاهَةَ نَهَى الْبَائِعَ وَالْمُشْتَرِيَ.

4563-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الزرع بالطعام كيلاً (الحديث 2205) واخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع الرطب بالتمر الا في العرايا (الحديث 76) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب المزابنة و المحاقلة (الحديث 2265) . تحفة الاشراف (8273) .

4564-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3888) .

4565-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها بغير شرط القطع (الحديث 50) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الثمار قبل ان يبدو صلاحها (الحديث 3368) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الثمرة حتى يبدو صلاحها (الحديث 1227) مختصراً . تحفة الاشراف (7515) .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے سرخ ہونے سے پہلے اسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے اور بالی کے سفید ہونے سے پہلے اُسے فروخت کرنے سے منع کیا ہے جب تک وہ آفت سے محفوظ نہیں ہو جاتے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کرنے والے اور خریدار (دونوں کو) منع کیا ہے۔

4566 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَا نَجِدُ الصَّيْحَانِيَّ وَلَا الْعِذْقَ بِجَمْعِ التَّمْرِ حَتّٰى نَزِيْدَهُمْ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِعْهُ بِالْوَرِقِ ثُمَّ اشْتَرِ بِهِ".

★★ ابوصالح بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے انہیں یہ بات بتائی کہ انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہمیں صیحانی (مخصوص قسم کی کھجوریں) اور عذق (مخصوص قسم کی کھجوریں) ملی جلی (یعنی ہلکی قسم کی کھجوروں) کے عوض میں نہیں ملتی ہیں' یہ اُسی وقت ملتی ہیں جب ہم زیادہ ادائیگی کریں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم (ان ہلکی کھجوروں کو) چاندی کے عوض میں فروخت کردو اور پھر اس کے ذریعے (عمدہ قسم کی کھجور) خریدلو۔

باب بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ مُتَفَاضِلاً

یہ باب ہے کہ کھجور کے عوض میں کھجور کو اضافی ادائیگی کے ساتھ فروخت کرنا

4567 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيْدِ بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰى خَيْبَرَ فَجَآءَ بِتَمْرٍ جَنِيْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَكُلُّ تَمْرِ خَيْبَرَ هٰكَذَا". قَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَنَاْخُذُ الصَّاعَ مِنْ هٰذَا بِصَاعَيْنِ وَالصَّاعَيْنِ بِالثَّلَاثِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاهِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاهِمِ جَنِيْبًا".

★★ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاحب کو خیبر (سے وصولی کرنے کے کام کا) نگران مقرر کیا' وہ وہاں سے عمدہ قسم کی کھجوریں لے کر آئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا خیبر کی تمام

4566-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15566) .

4567-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا اراد بيع تمر بتمر خير منه (الحديث 2201 و 2202)، و في الوكالة، باب الوكالة في الصرف و الميزان (الحديث 2302 و 2303)، و في المغازي، باب استعمال النبي صلى الله عليه وسلم على اهل خيبر (الحديث 4244 و 4245)، وفي الاعتصام بالكتاب والسنة، باب اذا اجتهد العامل او الحاكم فاخطا خلاف الرسول من غير علم فحكمه مردود (الحديث 7350 و 7351)- واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلا بمثل (الحديث 94 و 95) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4568) والحديث عند: البخاري في المغازي، باب استعمال النبي صلى الله عليه وسلم على اهل خيبر (الحديث 4246 و 4247) تعليقا . تحفة الاشراف (4044) .

کھجوریں اسی طرح کی ہوتی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: جی نہیں! اللہ کی قسم! یارسول اللہ! ہم نے ان (عمدہ قسم کی کھجوروں) کا ایک صاع (ہلکی قسم کی کھجوروں کے) دو یا تین صاع کے عوض میں حاصل کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ایسا نہ کرو' پہلے تم ہلکی قسم کی کھجوریں درہم کے عوض میں فروخت کرلو' پھر ان درہم کے ذریعے عمدہ قسم کی کھجوریں خرید لو۔

4568 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ وَّاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِتَمْرٍ رَيَّانٍ - وَكَانَ تَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْلًا فِيْهِ يُبْسٌ - فَقَالَ "اَنّٰى لَكُمْ هٰذَا" . قَالُوْا ابْتَعْنَاهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ مِنْ تَمْرِنَا فَقَالَ "لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ هٰذَا لَا يَصِحُّ وَلٰكِنْ بِعْ تَمْرَكَ وَاشْتَرِ مِنْ هٰذَا حَاجَتَكَ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ریان (عمدہ قسم کی مخصوص کھجور) لائی گئی' نبی اکرم ﷺ کی کھجوریں بعل تھیں' جن میں خشکی پائی جاتی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آئی ہیں؟ لوگوں نے عرض کی: ہم نے ان کا ایک صاع اپنی (ہلکی قسم کی کھجوروں) کے دو صاع کے عوض میں حاصل کیا ہے۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ایسا نہ کرو' یہ درست نہیں ہے بلکہ تم پہلے اپنی کھجور فروخت کر دو اور پھر اس (کی قیمت کے ذریعے) اپنی مرضی کی چیز خرید لو۔

4569 - حَدَّثَنِيْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَبِيْعُ الصَّاعَيْنِ بِالصَّاعِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَّلَا صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَّلَا دِرْهَمًا بِدِرْهَمَيْنِ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے زمانۂ اقدس میں ہمیں ملی جلی قسم کی (ہلکی قسم کی) کھجوریں ملا کرتی تھیں' تو ہم ان کے دو صاع (عمدہ قسم کی کھجوروں کے) ایک صاع کے عوض میں فروخت کر دیتے تھے۔ اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کھجور کے دو صاع' ایک صاع کے عوض میں فروخت نہیں کیے جاسکتے' گندم کے دو صاع ایک صاع کے عوض میں فروخت نہیں کیے جاسکتے' اور ایک درہم' دو درہم کے عوض میں فروخت نہیں کیا جاسکتا۔

4570 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نَبِيْعُ تَمْرَ الْجَمْعِ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

4568-تقدم في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4567) .

4569-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الخلط من التمر (الحديث 2080) مختصراً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلا بمثل (الحديث 98) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4570) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الصرف و ما لا يجوز متفاضلا يدًا بيد (الحديث 2256) بنحوه . تحفة الاشراف (4422) .

4570-تقدم في البيوع، بيع التمر بالتمر متفاضلا (الحديث 4569) .

وَسَلَّمَ "لاَ صَاعَيْ تَمْرٍ بِصَاعٍ وَّلاَ صَاعَيْ حِنْطَةٍ بِصَاعٍ وَّلاَ دِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم ملی جلی قسم کی (ہلکی کھجوریں) ان کے دو صاع (عمدہ قسم کی کھجوروں کے) ایک صاع کے عوض میں فروخت کر دیا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کھجوروں کے دو صاع کے عوض میں ایک صاع کھجوروں کا' اور گندم کے دو صاع کے عوض میں ایک صاع گندم کا اور دو درہموں کے عوض میں ایک درہم کا (سودا نہیں کیا جا سکتا)''۔

4571 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ عُقْبَةُ بْنُ عَبْدِ الْغَافِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ اَتٰى بِلَالٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍ بَرْنِيٍّ فَقَالَ "مَا هٰذَا" . قَالَ اشْتَرَيْتُهُ صَاعًا بِصَاعَيْنِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَوِّهْ عَيْنُ الرِّبَا لَا تَقْرَبْهُ" .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت بلال رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برنی (عمدہ قسم کی) کھجوریں لے کر آئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: یہ کہاں سے آئی ہیں؟ انہوں نے عرض کی: میں نے ان کا ایک صاع (ہلکی قسم کی کھجوروں کے) دو صاع کے عوض میں خریدا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خبردار! یہ تو خالص سود ہے' تم اس کے قریب نہ جانا۔

4572 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَّالِكِ بْنِ اَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ اَنَّهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الذَّهَبُ بِالْوَرِقِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَ هَاءَ" .

★★ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سونے کے عوض میں چاندی کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (تو جائز ہوگا) کھجور کے عوض میں کھجور کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (یا برابر' برابر ہوں' تو جائز ہے) گندم کے عوض میں گندم کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (یا برابر کا لین دین ہو) تو یہ جائز ہوگا اور جو کے عوض میں جو کا لین دین کرنا سود ہے' البتہ اگر وہ دست بدست ہوں (اور برابر کا لین دین ہو) تو یہ جائز ہوگا''۔

4571-اخرجه البخاري في الوكالة، باب اذا باع الوكيل شيئًا فاسدًا فبيعه مردود (الحديث 2312) مطولًا . واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلًا بمثل (الحديث 96) . تحفة الاشراف (4246) .

4572-اخرجه البخاري في البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام و الحكرة (الحديث 2134) مطولًا، و باب بيع التمر بالتمر (الحديث 2170) . وباب بيع الشعير بالشعير (الحديث 2174) مطولًا . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 79) مطولًا . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الصرف (الحديث 3348) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الصرف (الحديث 1243) مطولًا . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الصرف وما لا يجوز متفاضلًا يدًا بيد (الحديث 2253) . والحديث عند: ابن ماجه في التجارات، باب صرف الذهب بالورق (الحديث 2260) . تحفة الاشراف (10630) .

باب بَيْعِ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ

یہ باب ہے کہ کھجور کے عوض میں کھجور کو فروخت کرنا

4573 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْحِنْطَةُ بِالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ يَدًا بِيَدٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى اِلَّا مَا اخْتَلَفَتْ اَلْوَانُهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"کھجور کے عوض میں کھجور کو فروخت کرنا' گندم کے عوض میں گندم کو فروخت کرنا' جَو کے بدلے میں جَو کو فروخت کرنا' نمک کے بدلے میں نمک کو فروخت کرنا' دست بدست درست ہوگا' جو شخص اضافی ادائیگی کرے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو' تو وہ سود کا معاملہ کرے گا' البتہ اگر (دونوں طرف سے چیزوں کی) جنس مختلف ہو' تو حکم مختلف ہوگا"۔

ربا کے لغوی معنی کا بیان

لغت میں ربا کے معنی زیادتی بڑھوتری اور بلندی ہیں علامہ زبیدی لکھتے ہیں علامہ راغب اصفہانی نے کہا ہے کہ اصل مال پر زیادتی کو ربا کہتے ہیں اور زجاج نے کہا ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں ایک ربا حرام ہے اور دوسرا حرام نہیں ہے۔ ربا حرام ہر وہ قرض ہے جس میں اصل رقم سے زیادہ وصول کیا جائے یا اصل رقم پر کوئی منفعت لی جائے اور ربا غیر حرام یہ ہے کہ کسی کو ہدیہ دے کہ اس سے زیادہ لے جائے۔ (تاج العروس شرح القاموس ج ۱۰ ص ۱۴۳ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ)

علامہ عینی نے شرح المہذب کے حوالے سے لکھا ہے کہ ربا کو الف واؤ یا تینوں کے ساتھ لکھنا صحیح ہے یعنی ربا ربو اور ربی۔

(عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۹۹ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

ربا کے اصطلاحی معنی کا بیان

اصلاح شرع میں ربا کی دو قسمیں ہیں: ربا النسیۂ (اس کو ربا القرآن بھی کہتے ہیں کیونکہ اس کو قرآن مجید نے حرام کیا ہے) اور ربا الفضل (اس کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں)۔ ربا الفضل یہ ہے کہ ایک جنس کی چیزوں میں دست بدست زیادتی کے عوض بیع ہو مثلاً چار کلو گرام گندم کو نقدآٹھ کلو گرام گندم کے عوض فروخت کیا جائے۔ ربا الفضل کن چیزوں میں ہے اس میں ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے جس کو ان شاء اللہ ہم تفصیل سے بیان کریں گے۔ ربا النسیۂ یہ ہے کہ ادھار کی میعاد پر معین شرح کے ساتھ اصل رقم سے زیادہ وصول کرنا یا اس پر نفع وصول کرنا۔ آج کل دنیا میں جو سود رائج ہے اس پر بھی یہ تعریف صادق آتی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں: علامہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ شریعت میں ربا بغیر عقد بیع کے اصل مال پر زیادتی ہے اور ہمارے نزدیک ربا یہ ہے کہ مال کے بدلے میں مال میں جو مال بلا عوض لیا جائے مثلاً کوئی شخص دس درہم کو گیارہ درہم کے بدلے میں

4573-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 83) . تحفة الاشراف (14921) .

فروخت کرے تو اس میں ایک درہم زیادتی بلاعوض ہے۔ (عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۹۱ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ)

علامہ ابن اثیر نے جو تعریف کی ہے وہ ربا النسیءۃ پر صادق آتی ہے اور علامہ عینی نے جو تعریف کی ہے وہ ربا النسیءۃ پر اس لیے صادق نہیں آتی کیونکہ اس میں ادھار کا ذکر نہیں ہے اور چونکہ اس میں مجانست کی قید نہیں ہے اس لیے ربا الفضل پر بھی صادق نہیں آتی۔

ربا النسیءۃ کی صحیح اور واضح تعریف امام رازی نے کی ہے لکھتے ہیں: ربا النسیءۃ زمانہ جاہلیت میں مشہور اور معروف تھا۔ وہ لوگ اس شرط پر قرض دیتے تھے کہ وہ اس کے عوض ہر ماہ (یا ہر سال) ایک معین رقم لیا کریں گے اور اصل رقم مقروض کے ذمہ باقی رہے گی مدت پوری ہونے کے بعد قرض خواہ مقروض سے اصل رقم کا مطالبہ کرتا اور اگر مقروض اصل رقم ادا نہ کر سکتا تو قرض خواہ مدت اور سود دونوں میں اضافہ کر دیتا یہ وہ ربا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ (تفسیر کبیر ج ۲ ص ۳۵۱ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ)

ربا الفضل کی تعریف اور اس کی علت کے متعلق مذاہب اربعہ

ربا الفضل یہ ہے کہ ایک مخصوص مال کو اس کی مثل سے نقد زیادتی کے ساتھ یا ادھار فروخت کیا جائے مثلاً پانچ کلوگرام گندم کو دس کلوگرام گندم کے عوض نقد فروخت کیا جائے یا پانچ کلوگرام کو پانچ کلوگرام گندم کے عوض ایک سال کے ادھار پر فروخت کیا جائے اس کو ربا الحدیث بھی کہتے ہیں کیونکہ امام مسلم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سونا سونے کے عوض چاندی چاندی کے عوض گندم گندم کے عوض جو جو کے عوض کھجور کھجور کے عوض نمک نمک کے عوض برابر فروخت کرو اور نقد بہ نقد اور جب یہ اجناس مختلف ہو جائیں تو پھر جس طرح چاہو فروخت کرو بشرطیکہ نقد بہ نقد ہوں اور ایک روایت میں ہے: جس نے زیادہ لیا یا زیادہ دیا اس نے سودی کاروبار کیا۔ دینے والا اور لینے والا دونوں برابر ہیں اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دینار کو دو دیناروں کے بدلہ میں اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلہ میں فروخت نہ کرو۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶-۲۵-۲۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں میں ربا الفضل کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے سونا چاندی گندم جو چھوارے اور نمک غیر مقلدین کہتے ہیں کہ ان چھ چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز میں کمی و زیادتی کیساتھ بیع حرام نہیں ہے کیونکہ وہ قیاس کے منکر ہیں۔ ان کے علاوہ باقی تمام فقہاء یہ کہتے ہیں کہ حرمت کا یہ حکم ان چھ چیزوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو چیزیں ان کے معنی میں شریک ہوں ان میں بھی تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہے پھر ان فقہاء کا اس میں اختلاف ہے کہ ان چھ چیزوں میں حرمت ربا کی علت کیا ہے؟ امام شافعی نے کہا: سونے اور چاندی میں علت حرمت ان کا جنس ثمن سے ہونا ہے اس لیے باقی وزنی چیزوں میں کمی اور بیشی کے ساتھ بیع حرام نہیں ہوگی کیونکہ علت حرمت مشترک نہیں ہے امام شافعی نے فرمایا باقی چار چیزوں میں علت حرمت کھانے کی جنس سے ہونا ہے سو ہر کھانے کی چیز میں تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہوگی امام مالک کا قول سونے اور چاندی میں امام شافعی کی طرح ہے اور باقی چیزوں میں ان کے نزدیک علت حرمت خوراک کے لیے ذخیرہ ہونے کی صلاحیت ہے سو انہوں نے منقی میں تفاضل کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ گندم اور جو کی طرح اس کا بھی ذخیرہ کیا جا سکتا ہے امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ سونے اور

چاندی میں علت وزن ہے اور باقی چار چیزوں میں علت ماپنا ہے پس ہر وہ چیز جس کی بیع وزن اور ماپنے سے ہوتی ہو اتحاد جنس کی صورت میں اس کی تفاضل کے ساتھ بیع حرام ہے اور سعید بن مسیب امام احمد اور امام شافعی کا قول قدیم یہ ہے کہ ان چار چیزوں میں علت حرمت طعام کا وزن یا ماپ کے ساتھ فروخت ہونا ہے اس بنا پر کھانے پینے کی جو چیزیں عدداً فروخت ہوتی ہیں جیسے انڈا وغیرہ ان میں تفاضل کے ساتھ بیع حرام نہیں ہے نیز فقہاء کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ ایک سود والی جنس کو دوسری سود والی جنس کے ساتھ کمی بیشی اور ادھار کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے مثلاً سونے کی گندم کے بدلے میں یا چاندی کی جو کے بدلے میں کمی اور بیشی کے ساتھ بیع کی جائے اور اس پر بھی اجماع ہے کہ ایک سود والی جنس کی اپنی جنس کے ساتھ ادھار بیع جائز نہیں ہے اور سود والی جنس کی اپنی جنس کے بدلے میں تفاضل کے ساتھ نقد بیع بھی جائز نہیں ہے مثلاً سونے کی سونے کے بدلے میں ادھار بیع جائز ہے نہ نقد تفاضل کے ساتھ۔ (شرح مسلم ج ۲ ص ۲۴-۲۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابوالقاسم خرقی حنبلی لکھتے ہیں ہر وہ چیز جو وزن یا ماپ کے ذریعہ فروخت کی جائے اس کی اس جنس کے بدلہ میں تفاضل سے بیع جائز نہیں ہے۔ا (علامہ ابوالقاسم عمر بن الحسین بن عبداللہ بن احمد الخرقی متوفی ۳۳۴ھ مختصر الخرقی مع المغنی ج ۴ ص ۲۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت) (اور یہی امام ابوحنیفہ کا نظریہ ہے)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: امام احمد سے دوسری روایت یہ منقول ہے کہ سونے اور چاندی میں حرمت کی علت ثمنیت ہے اور باقی چیزوں میں طعم حرمت کی علت ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے۔ (المغنی ج ۴ ص ۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: امام احمد سے تیسری روایت یہ ہے کہ سونے اور چاندی کے علاوہ حرمت کی علت یہ ہے کہ وہ چیز جنس طعام سے ہو اور ماپ یا وزن سے بکتی ہو لہٰذا جو چیزیں عدداً فروخت ہوتی ہیں ان کی کمی اور بیشی کے ساتھ بیع جائز ہوگی۔

(المغنی ج ۴ ص ۲۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ وشتانی مالکی لکھتے ہیں: امام مالک کے نزدیک سونے اور چاندی میں حرمت کی علت ثمنیت ہے اور باقی چار میں حرمت کی علت خوراک کا ذخیرہ ہونا یا خوراک کی صلاحیت ہے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۴ ص ۲۷۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام مالک کے مذہب پر نوٹ اور دوسرے سکوں میں سود کا ہونا بالکل واضح ہے کیونکہ ان میں ثمنیت موجود ہے۔ علامہ ابوالحسین مرغینانی حنفی لکھتے ہیں: ہمارے نزدیک حرمت کی علت قدر مع الجنس ہے۔ (ہدایہ اخیرین ص ۷۷ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

ربا الفضل میں ائمہ کی بیان کردہ علت کا ایک جائزہ

ائمہ کرام نے احادیث مبارکہ کو سامنے رکھ کر حتی المقدور اس امر کی سعی اور کوشش فرمائی ہے کہ سود کے لیے کوئی اصول وضع کیا جا سکے کیونکہ یہ ظاہر کہ احادیث میں جن چھ چیزوں (سونا چاندی گندم جو کھجور اور نمک) میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنے کو ربا فرمایا ہے ان میں حصر نہیں ہے بلکہ ان چیزوں کو بطور مثال ذکر کیا ہے اسی لیے ائمہ اور مجتہدین نے انتہائی محنت اور جانفشانی سے ان چیزوں میں کوئی امر مشترک تلاش کر کے اس کو علت ربا قرار دیا ہے جیسا کہ مذکور الصدر تفصیل سے ظاہر ہو چکا ہے۔ ان بزرگوں نے نہایت کاوش کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات مبارکہ کو سمجھا اور سمجھایا ہے ہم نے جب ان احادیث پر غور کیا تو ہم اس نتیجہ

پر پہنچے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم، (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۵ مطبوعہ اصح المطابع کراچی) جب دو نوع مختلف ہو جائیں تو جس طرح چاہو فروخت کرو اور جب ان میں اختلاف نہ ہو تو فرمایا: مثلاً بمثل فروخت کرو اور مثل میں مساوات کا مطلب ہے قدر میں مساوات اور قدر وزن کیل اور عدد تینوں کو شامل ہے جس طرح ایک کلو یا ایک صاع گندم دو کلو یا دو صاع گندم کے برابر نہیں ہیں اسی طرح ایک درجن اخروٹ اور انڈے دو درجن اور انڈوں کی مثل اور برابر نہیں ہے۔ یہ ایک بالکل بدیہی بات ہے اور اس میں کوئی خفا نہیں ہے اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں بھی وزناً کیلاً (ماپ کے ذریعہ) یا عدداً فروخت ہوتی ہیں خواہ وہ از قبیل ثمن ہوں یا از قبیل طعام ہوں یا عام استعمال کی چیزیں ہوں لائق ذخیرہ ہوں یا نہ ہوں جب ان کی بیع مثلاً بمثل یعنی وزن ماپ یا عدد کے اعتبار سے برابر برابر اور یداً بید یعنی نقد کی جائے گی تو وہ جائز ہوگی اور اگر وزن عدد یا ماپ میں زیادتی کے ساتھ یا ادھار بیع ہوگی تو ناجائز اور حرام ہوگی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حرمت ربا کی سلسلہ میں جتنی بھی احادیث روایت کی گئی ہیں سب میں مثلاً بمثل کی قید ہے اور فقہاء نے مثل کا معنی قدر کیا ہے وزن ماپ اور عدد تینوں کو شامل ہے یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آسکی کہ ایک کلو یا ایک صاع گندم تو دو کلو یا دو صاع گندم کے غیر مثل ہوں اور ایک درجن انڈے یا اخروٹ دو درجن انڈوں یا اخروٹوں کے غیر مثل نہ ہوں اس لیے مثل میں جس طرح وزنی اور ماپ والی چیزیں شامل ہیں اسی طرح عددی چیزیں بھی شامل ہیں اور اس پر سب سے واضح دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) للذکر مثل حظ الانثیین۔ (النساء: ۱۱) مرد کے لیے عورتوں کی دو مثل (دوگنا) حصہ ہے۔ فرض کیجئے لڑکی کو ایک کلو چاندی ملتی ہے تو لڑکے کو دو کلو چاندی ملے گی لڑکی کو ایک سو صاع گندم ملتی ہے تو لڑکے کو دو سو صاع گندم ملتی ہے تو لڑکے کو دو سو صاع گندم ملے گی اور اگر لڑکی کو ایک ہزار روپے ملتے ہیں تو لڑکے کو دو ہزار روپے ملیں گے اس سے معلوم ہوا کہ مثل ماپ والی وزنی عددی ہر قسم کی مساوی چیز کو کہتے ہیں حدیث شریف میں ہے امام مسلم روایت کرتے ہیں:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دینار کو دو دینار کو دو دینار اور ایک درہم کو دو درہموں کے عوض نہ فروخت کرو۔ (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴ سنن کبریٰ ج ۵ ص ۲۷۸)

اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جس طرح وزنی اور ماپ والی ایک نوع کی دو چیزوں میں زیادتی کے ساتھ بیع ربا ہے اسی طرح ایک نوع کی عددی چیزوں میں بھی زیادتی کے ساتھ بیع ربا ہے۔ ان دلائل کی روشنی میں بظاہر یہ صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہ کہا جائے کہ ایک نوع کی دو چیزیں خواہ وہ از قبیل طعام ہوں یا استعمال ہوں یا ثمن ہوں اگر ان کی بیع کمی یا زیادتی کے ساتھ ہو خواہ کمی یا زیادتی عدد میں ہو یا کیل میں ہو یا وزن میں ہو یا بیع ادھار ہو تو وہ ربا ہے اور اگر ادور نقد بیع ہو تو جائز اور صحیح ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک نوع کی ماپ اور تول والی چیزوں میں سود ہے ان کے نزدیک علت ربا ماپ اور تول اور اشتراک جنس ہے وہ عددی چیزوں میں حرمت ربا کے قائل نہیں ہیں مثلاً وزنا بکتا ہے اس لیے ایک کلوگرام سیب کو دو کلوگرام سیب کے عوض فروخت کرنا ان کے نزدیک سود ہے اور کیلے عدداً فروخت ہوتے اس لیے ایک درجن کیلوں کو دو درجن

کیلوں کو دو درجن کیلوں کے عوض فروخت کرنا ان کے نزدیک سود نہیں ہے اور یہ انتہائی تعجب خیز امر ہے کہ سیب میں زیادتی کے ساتھ بیع سود ہو اور کیلوں میں زیادتی کے ساتھ بیع سود نہ ہو۔ بعض چیزوں میں چیزوں میں عدداً اور وزناً فروخت ہونے کا عرف بدلتا رہتا ہے مثلاً پشاور میں پہلے روٹی تول کر فروخت ہوتی تھی اور اب عدداً فروخت ہوتی ہے اور اخروٹ تول کر بھی بکتے ہیں او عدداً بھی فروخت ہوتے ہیں یعنی آپ اگر عدداً اخروٹ خریدیں تو سو کے بدلے میں دو سو اخروٹ لے سکتے ہیں اور یہ سود نہیں ہے اور وزناً خریدیں تو ایک کلو کے بدلہ میں دو کلو اخروٹ نہیں لے سکتے اور یہ سود ہے بعض شہروں میں مالٹے ایک ہی دکان پر عدداً بھی بکتے ہیں اور تول کر بھی اور یہ بڑی حیرت انگیز بات ہوگی کہ ایک ہی دکان دار سے ایک چیز کو وزناً زیادتی کے ساتھ لینا سود ہو اور عدداً لینا سود نہ ہو ہوسکتا ہے کہ اس کی کوئی توجیہ ہو لیکن میری ناقص فہم میں یہ بات نہیں آسکی۔ رہا یہ کہ بعض احادیث میں ایک حیوان کی دو حیوانوں کے ساتھ بیع کا جواز ہے تو اولاً تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شارع ہیں جس کا چاہیں استثناء فرما دیں اس لیے یہ حدیث خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے اپنے مورد میں بند رہے گی۔ ثانیاً ہوسکتا ہے کہ اس کی یہ وجہ ہو کہ جس طرح دو غیر جاندار چیزوں میں عین کے لحاظ سے مساوات ہوتی ہے اس طرح دو جاندار چیزوں میں عیناً مساوات نہیں ہوتی اور صفات میں فرق ہوتا ہے مثلاً ایک غلام عالم ہو تو وہ دس جاہل غلاموں سے قیمتی ہوگا ایک گھوڑا اعلیٰ نسل کا ہو تو وہ ادنیٰ نسل کے دس گھوڑوں سے قیمتی ہوگا اس وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حیوان کی دو حیوانوں کے ساتھ بیع جائز فرمائی ہو اور آپ کی تمام حکمتوں کو کون جان سکتا ہے۔

امام شافعی کے نزدیک حرمت کی علت طعم اور ثمنیت ہے لہٰذا تمام کھانے پینے کی چیزوں اور سونے اور چاندی میں ہم جنس چیزوں کی زیادتی کے ساتھ بیع ان کے نزدیک سود ہے لیکن جو چیزیں کھانے پینے کی اور ثمن نہ ہوں مثلاً تانبا پیتل چونا کپڑا اور لکڑی وغیرہ ان میں امام شافعی کے نزدیک ہم جنس اشیاء کی زیادتی کے ساتھ بیع سود نہیں ہے اور یہ عجیب وغریب بات ہے کہ ایک کلو چاندی کی دو کلو چاندی کے بدلہ میں بیع سود ہو اور ایک کلو تانبا یا پیتل کی دو کلو تانبے یا پیتل کے بدلہ میں بیع سود نہ ہو اور تانبا پیتل چونا کپڑے وغیرہ میں امام شافعی کے نزدیک سود نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک سود ہے اور کھانے پینے کی عددی اشیاء مثلاً انڈے اور اخروٹ میں امام حنیفہ کے نزدیک سود نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک سود ہے۔

امام مالک کے نزدیک حرمت کی علت ثمن ہونا اور خوراک کا قابل ذخیرہ ہونا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تانبا پیتل لوہا لکڑی اور دیگر عام استعمال کی اشیاء میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنا ان کے نزدیک سود نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان اشیاء میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنا سود ہے۔

اور طعام کے علاوہ استعمال کی جو چیزیں عدداً فروخت ہوتی ہیں: جیسے پین پنسل ہتھیار میز کرسی اور عام فرنیچر ان میں زیادتی کے ساتھ بیع کرنا کسی امام کے نزدیک بھی سود نہیں ہے یعنی ایک انڈے یا ایک اخروٹ کی دو انڈوں یا دو اخروٹوں کے بدلے میں بیع کرنا امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک سود ہے۔ لیکن ایک پین یا ایک بندوق کی دو پین یا دو بندوقوں کے بدلہ میں بیع کرنا کسی امام کے نزدیک سود نہیں ہے اور یہ انتہائی عجیب بات ہے۔

ربا الفضل کی حرمت کا سبب

ربا الفضل اس زیادتی کو کہتے ہیں جو ایک ہی جنس کی دو چیزوں کے دست بدست لین دین میں ہو۔ رسول اللہ نے ربو الفضل کو اس لیے حرام قرار دیا ہے کہ اس سے ربا النسیئہ کا دروازہ کھلتا ہے اور انسان میں وہ ذہنیت پرورش پاتی ہے جس کا آخری ثمرہ سود خوری ہے یہ حکمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دینار کو دو دیناروں کے عوض اور ایک درہم کو دو درہموں کے بدلے میں نہ فروخت کرو مجھے خوف ہے کہیں تم سود خوری میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔

علامہ علی متقی نے یہ حدیث طبرانی کے حوالے سے بیان کی ہے۔ (کنز العمال ج ۴ ص ۱۸۷-۱۱۷ مطبوعہ بیروت)

ظاہر ہے کہ ایک جنس کی دو چیزوں کی آپس میں بیع کی ضرورت صرف اس وقت پیش آتی ہے جب کہ اتحاد جنس کے باوجود ان کی نوعیتیں مختلف ہوں مثلاً چاول اور گندم کی ایک قسم کی دوسری قسم کے ساتھ بیع ہو یا سونے کی ایک قسم کی دوسری قسم کے ساتھ بیع ہو۔ ایک جنس کی مختلف اقسام کی چیزوں کا کمی وبیشی کے ساتھ تبادلہ کرنے سے اس ذہنیت کے پرورش پانے کا اندیشہ ہے جو بالآخر سود خوری اور ناجائز نفع اندوزی تک جا پہنچتی ہے اس لیے شریعت نے یہ قاعدہ مقرر کر دیا ہے کہ ایک جنس کی مختلف اقسام کے باہمی تبادلہ کی اگر ضرورت ہو تو یا تو برابر مبادلہ کر لیا جائے اور ان کی قیمتوں میں جو فرق ہو اس کو نظر انداز کر دیا جائے یا ایک چیز کا دوسری چیز سے براہ راست تبادلہ کرنے کے بجائے ایک شخص اپنی چیز کو روپوں کے عوض بازار کے بھاؤ پر فروخت کرے اور دوسرے شخص سے اس کی چیز بازار کے بھاؤ پر خریدے۔

گندم کی گندم کے بدلے میں بیع کو برابر برابر نقد ہو تو جائز کیا گیا ہے اور ادھار کو حرام کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مثلاً زید آج دس کلوگرام گندم فروخت کرتا ہے اور اس کے بدلے میں چھ ماہ بعد عمرو سے دس کلوگرام گندم لیتا ہے تو یہ عین ممکن ہے کہ جس وقت زید گندم فروخت کر رہا ہے اس وقت گندم کی قیمت پانچ روپے فی کلو ہو اور جب عمرو اس کو اس کے بدلے میں گندم دے گا اس وقت گندم کی قیمت آٹھ روپیہ کلو ہو تو زید کو پچاس روپیہ کے بدلہ میں چھ ماہ بعد کی مدت کے عوض اسی حاصل ہو گئے اور یہی سود ہے۔

نفع اور سود میں فرق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے بیع کو جائز کہا ہے اور سود کو ناجائز کہا ہے اور ان میں فرق بالکل واضح ہے ہم دکاندار سے پانچ روپیہ کی چیز چھ روپے میں بہ خوشی خرید لیتے ہیں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ہر چند کہ یہ چیز پانچ روپے کی ہے لیکن اس چیز پر دکاندار کی محنت ذہانت اور وقت کا خرچ ہوا ہے اور اس ایک زائد روپے کو ہم اس کی ذہنی اور جسمانی محنت کا عوض قرار دیتے ہیں لیکن جب ایک شخص پانچ روپے پر ایک روپیہ سود لیتا ہے تو اس ایک روپیہ میں وقت کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہوتی جس کو اس ایک روپیہ کا بدل قرار دیا جا سکے اس لیے تجارت میں نفع لینا جائز ہے اور روپیہ پر سود لینا جائز نہیں ہے۔

بینک کے سود کے مجوزین کے دلائل کا بیان

معیشت کے بعض جدید مفکرین یہ کہتے ہیں: قرآن مجید میں ربا اس خاص سود کو کہا گیا ہے جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا۔ کوئی

غریب شخص شادی بیاری یا کفن دفن کی کسی نجی ضرورت میں مہاجن سے قرض لیتا تھا اور کسی مصیبت زدہ شخص کی مدد کرنے کے بجائے اس سے قرض پر سود لینا بے شک ظلم اور سنگ دلی ہے اسی وجہ سے قرآن مجید میں اس سود کو حرام کیا گیا ہے۔ لیکن آج کل کا مروجہ سود اس سے بالکل مختلف ہے آج کل بینکوں سے غریب اور مصیبت زدہ شخص قرض نہیں لیتے بلکہ متمول اور سرمایہ دار تاجر اور صنعت کار قرض لیتے ہیں اور ان سے قرض کی رقم پر بینک جو سود وصول کرتا ہے وہ ان پر کوئی ظلم نہیں ہے کیونکہ اگر وہ بینک کو چودہ فیصد سود ادا کرتے ہیں تو خود قرض کی رقم سے وہ ساٹھ ستر فیصد تک کماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بینک سے قرض لے کر ایک کارخانہ لگاتے ہیں اور اس کارخانے سے پھر سے وہ ساٹھ ستر فیصد تک کماتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بینک سے قرض لے کر ایک کارخانہ لگاتے ہیں اور اس کارخانے سے پھر دوسرا تیسرا کارخانہ لگ جاتا ہے اس طرح تاجروں کی تجارت میں اضافہ ہو جاتا ہے اس لیے اگر بینک کو وہ چودہ فی صد سود دیتے ہیں تو ان پر یہ کوئی بوجھ نہیں ہے اور بینک میں روپیہ عام لوگوں کا جمع کیا ہوا ہوتا ہے اس لیے اگر بینک عام لوگوں کو سات آٹھ فیصد سود ادا کرے تو بینک پر کوئی بوجھ نہیں پڑتا سرمایہ دار اور بینک دونوں خوشی سے سود ادا کرتے ہیں کسی پر ظلم نہیں ہے اور چونکہ بینکوں میں عموماً غریب اور متوسط لوگ اپنی فاضل بچت کی رقمیں جمع کراتے ہیں تو سود کے ذریعہ ان کو سات فیصد سالانہ کا فائدہ پہنچتا رہتا ہے۔ غرضیکہ زمانہ جاہلیت کا ربا غریبوں سے سود لیتا تھا اور اس زمانہ کی ترقیاتی سکیم بینکوں کے ذریعہ غریبوں کو سود دیتی ہے۔ وہ ربا غرباء پر ظلم تھا اور یہ غریبوں کی خوشحالی اور مال کی ترقی کا سبب ہے اس لیے شخصی اور نجی ضروریات کے قرضوں پر سود ناجائز ہونا چاہیے اور تجارتی قرضوں پر بینک کا سود جائز ہونا چاہیے

بینک کے سود کے جائز ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ افراط زر کی وجہ سے روپے کی قدر (vAlue) دن بدن گرتی جارہی ہے اور اجناس کی قیمت بڑھتی جارہی ہے۔ اب سے انتیس سال پہلے (۱۹۶۶ء میں) سونا ایک سو روپیہ تولہ تھا اصلی دیسی گھی پانچ روپیہ کلو ڈالڈا دو روپیہ کلو دیسی انڈا دو آنے کا تنوری روٹی ایک آنے کی دودھ آٹھ آنے کلو اور ڈاک کا لفافہ چھ پیسے (ڈیڑھ آنے کا) ملتا تھا اور اب (۱۹۹۵ء میں) سونا تقریباً پانچ ہزار روپیہ تولہ دیسی گھی ایک سو تیس روپیہ کلو ڈالڈا گھی چالیس روپیہ کلو دیسی انڈا تین روپیہ کا تنوری روٹی ڈیڑھ روپیہ کی دودھ اٹھارہ روپیہ کلو اور ڈاک کا لفافہ ڈیڑھ کا ہو گیا۔ اس تجزیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انتیس سال میں روپیہ کی قدر بارہ سے لے کر پچاس گنا (پچیس سو فیصد سے لے کر پانچ ہزار فی صد تک) گرگئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے انتیس سال پہلے بینک میں سو روپیہ رکھوایا تھا اب اس کی قیمت دو چار روپیہ رہ گئی ہے اور اگر سونے کے بھاؤ سے تناسب کیا جائے تو اب تک سو روپیہ تقریباً دو روپے کا رہ گیا ہے اگر اس سو روپیہ پر سال بہ سال بینک کا سود لگتا رہتا تو اس کی ساکھ کسی حد تک بحال رہتی اور جو لوگ بینک میں اپنی فاضل بچتوں کو جمع کراتے ہیں ان کا نقصان نہ ہوتا اس لیے بینک کا سود جائز ہونا چاہیے۔

مجوزین سود کے دلائل کے جوابات کا بیان

اس سلسلہ میں پہلے یہ بات جان لینی چاہیے کہ قرآن مجید نے مطلقاً سود کو حرام کیا ہے خواہ نجی ضروریات کے قرضوں پر سود ہو یا تجارتی قرضوں پر سود ہو خواہ اس سود سے غریبوں کو نقصان ہو یا فائدہ اللہ تعالیٰ نے امارت اور غربت کا فرق کیے بغیر سود کو علی الاطلاق حرام کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: (آیت) احل اللہ البیع وحرم الربوا (البقرہ:۲۷۵)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

(آیت) یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مؤمنین ۔ فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ۔ (البقرہ:۲۷۹-۲۷۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اگر تم مومن ہو تو (زمانہ جاہلیت کا) باقی ماندہ سود چھوڑ دو۔ اور اگر تم ایسا نہ کرو تو اللہ اور اس کے رسول کے طرف سے اعلان جنگ سن لو!

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے سود کو مطلقاً حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سود مفرد کو بھی حرام کیا ہے اور (آیت) لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفة ۔ (آل عمران:۱۳۰) دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ فرما کر سود مرکب کو بھی حرام کیا ہے اور ہر جگہ مطلقاً سود کو حرام کیا ہے اور نجی اور کاروباری قرضوں کا فرق نہیں کیا علاوہ ازیں تاریخ اور حدیث سے ثابت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں کاروباری قرضوں پر سود لینے کا بھی عام رواج تھا۔

ابن جریر: (آیت) وذروا ما بقی من الربوا ۔ (البقرہ:۲۷۸) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ وہ سود تھا جس کے ساتھ زمانہ جاہلیت میں لوگ خرید و فروخت کرتے تھے۔

علامہ سیوطی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی اسانید کے ساتھ سدی سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہ آیت حضرت عباس بن عبد المطلب اور بنو مغیرہ کے ایک شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں زمانہ جاہلیت میں شریک تھے اور انہوں نے ثقیف کے بنو عمرو بن عمیر میں لوگوں کو سودی قرض پر مال دے رکھے تھے۔ جب اسلام آیا تو ان دونوں پر بڑا سرمایہ سود میں لگا ہوا تھا۔ (الدر المنثور ج ا ص ۳۶۶ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۴ھ)

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بڑے بڑے تاجر خوردہ فروشوں کے ہاتھ ادھار پر مال فروخت کرتے تھے اور اس پر سود لگاتے تھے اور اس سے واضح ہو گیا کہ زمانہ جاہلیت میں کاروباری اور تجارتی قرضوں پر سود لگانے کا عام رواج تھا اور اس کو الربوا کہا جاتا تھا۔ قرآن مجید میں عموم کے صیغہ سے سود کی ممانعت کی ہے خواہ وہ سود نجی قرضوں پر ہو یا تجارتی قرضوں پر۔

رہا دوسرا اعتراض کہ بینک کے سود کے ناجائز قرار دینے کی بناء پر افراط زر کی وجہ سے روپیہ کی قدر گر جاتی ہے اگر بینک سے سود نہ لیا جائے تو بیس بائیس سال بینک میں رکھوایا ہوا ایک سو روپیہ سوا تین روپے کا رہ جائے گا اور یہ نقصان بینک سے سود نہ لینے کی وجہ سے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے سے ہمارا ایمان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے اور اس کے منع کردہ کام سے بچنے کی وجہ سے اگر ہمیں کوئی مادی نقصان ہوتا ہے تو ہمیں اس کو خوشی سے گوارا کرنا چاہیے۔ مسلمان کے نزدیک نفع اور نقصان کا معیار دنیاوی اور مادی اعتبار سے نہیں ہے بلکہ اخروی اور معنوی اعتبار سے ہے۔ دنیاوی اور مادی اعتبار سے زکوۃ قربانی اور حج کے لیے زر کثیر خرچ کرنا بھی مال کا ضیاع ہے اور نقصان ہے تو کیا اس مادی نقطہ نظر سے ان تمام مالی عبادات کو خیر باد کہہ دیا جائے گا؟ اور جب مسلمان مالی عبادات کو چھوڑنے پر تیار نہیں ہیں تو سود کھا کر اللہ اور رسول سے اعلان جنگ کے لیے کیسے تیار ہو

سکتے ہیں؟ ایک سچے مسلمان کے نزدیک سود چھوڑنے کی وجہ سے روپے کی قدر کا کم ہو جانا خسارہ نہیں ہے بلکہ اصل خسارہ یہ ہے کہ سود لینے کی وجہ سے آخرت برباد ہو جائے!

اس سوال کا دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ نقصان دراصل ہماری ایک اجتماعی تقصیر کی سزا ہے اور وہ یہ کہ ہم نے اسلامی طریقہ مضاربت کو رواج نہیں دیا کرنا یہ چاہیے کہ لوگ اپنے روپے کو بینک کی معرفت کاروبار میں لگائیں اور بینک ان کا ان کا روپیہ امانت رکھنے کی بجائے ان سے ایک عام شراکت نامہ طے کرے اور ایسے تمام اموال کو مختلف قسم کے تجارتی صنعتی زراعتی یا دوسرے ان جائز کاروبار میں جو بینک کے دائرہ عمل میں آسکتے ہوں لگائے اور اس مجموعی کاروبار سے جو منافع حاصل ہوا سے ایک طے شدہ نسبت کے ساتھ ان لوگوں میں اس طرح تقسیم کردے جس طرح خود بینک کے حصہ داروں میں منافع تقسیم ہوتا ہے۔

افراط زر کی صورت میں اصل زر کو بحال رکھنے کا حل:

ڈالر ین پونڈ اور ریال وغیرہ مستحکم کرنسی ہیں اور عرف اور تعامل سے یہ مقرر اور ثابت ہے کہ ان کی قدر برقرار رہتی ہے پاکستان بھارت بنگلہ دیش اور دیگر پس ماندہ ممالک کی طرح افراط زر کی نتیجہ میں وقت گزرنے کے ساتھ ان کی قدر میں کمی نہیں ہوتی سو جو شخص چار پانچ سال یا زائد عرصہ کے لیے بینک میں اپنا پیسہ رکھنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنی رقم کو ڈالرز یا کسی اور مستحکم کرنسی میں منتقل کر کے ان بینکوں میں رقم رکھے جو غیر ملکی کرنسی میں بھی اکاؤنٹ کھولتے ہیں اسی طرح جو شخص کسی دوسرے شخص کو ملکی کرنسی میں مثلاً ایک ہزار روپے قرض دیتا ہے اور وہ شخص اس کو دس سال بعد ایک ہزار روپے واپس کرتا ہے تو دس سال بعد اس ایک ہزار روپے کی قدر ایک سو روپے رہ جائے گی اس ضرر سے بچنے کا بھی یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنی رقم کو ڈالر میں منتقل کر کے قرض دے اور جتنے ڈالر دیے تھے اتنے ہی واپس لے لے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اگر اس نے ملکی کرنسی میں رقم قرض دی تھی اور مثلاً دس سال بعد اس کی قدر کم ہو گئی تو وہ اب بھی دس سال پہلے کی ملکی کرنسی جتنے ڈالر کے مساوی تھی دس سال بعد اتنی ملکی کرنسی واپس لے سکتا ہے مثلاً پہلے ایک ہزار روپے جتنے ڈالر کے مساوی تھے دس سال بعد اگر اتنے ڈالر کے دس ہزار روپے بنتے ہیں تو وہ دس ہزار روپے لے سکتا ہے لیکن ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں وہ بہر حال ایک ہزار روپے دے کر دس ہزار روپے لے رہا ہے اور معنوی طور پر خواہ ان کی قدر برابر ہو لیکن یہ صورۃ اصل رقم سے زائد لینا ہے اور ظاہری اور صوری طور پر اس کے سود ہونے میں کوئی شک نہیں ہے نیز چونکہ یہ پہلے سے طے نہیں کیا گیا اس لیے یہ موجب نزاع بھی ہے افراط زر سے بچنے کے لیے ملکی کرنسی کو سونے چاندی سے بدل کر قرض دینا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ سونے چاندی میں ادھار جائز نہیں ہے۔

دارالحرب کے سود میں جمہور فقہاء کا نظریہ:

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: دارالحرب میں سود اسی طرح حرام ہے جس طرح دارالسلام میں حرام ہے (امام احمد) امام مالک امام اوزاعی امام ابو یوسف امام شافعی اور امام اسحاق کا بھی یہی مذہب ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا کہ مسلمان اور حربی کے درمیان دارالحرب میں ربا جاری نہیں ہوگا اور ان سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ دو شخص دارالحرب میں مسلمان ہو گئے تو ان کے درمیان ربا

نہیں ہوگا اوران کے اموال مباح ہیں۔(امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو دارالحرب میں احکام شرعیہ نافذ کرنے کی ولایت حاصل نہیں ہے یہ مطلب نہیں ہے کہ دارالحرب میں مسلمانوں کا سود کھانا جائز ہے۔(سعیدی غفرلہ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:ہمارے دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(آیت) **حرم الربوا** (البقرہ:۲۷۵)اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(آیت) **الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطن من المس** ۔ (البقرہ:۲۷۵)جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ(قیامت کے دن) نہ کھڑے ہوں گے مگر جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے شیطان نے مخبوط الحواس کر دیا ہو نیز فرمایا:(آیت) **یایها الذین امنوا اتقوا الله وذروا مابقی من الربوا** ۔ (البقرہ:۲۷۸)اے ایمان والو!اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور باقی ماندہ سود چھوڑ دو اور احادیث میں بالعموم تفاضل کی ممانعت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :جس شخص نے زیادہ دیا یا زیادہ لیا اس نے سودی معاملہ کیا باقی احادیث میں بھی اسی طرح تفاضل کی ممانعت ہے اور اس لیے کہ جو کام(مسلمانوں پر) دارالسلام میں حرام ہیں وہ دارالحرب میں بھی حرام ہیں جس طرح مسلمان میں سود کا لین دین حرام ہے اور امام ابوحنیفہ نے جس حدیث کا ذکر کیا ہے وہ مرسل ہے جس کی صحت کا ہمیں علم نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس حدیث میں لانفی کی بجائے نہی کے لیے ہو یعنی مسلمان دارالحرب میں حربی سے سود نہ لیں اور جس چیز کو قرآن مجید نے علی العموم والاطلاق حرام کر دیا ہے اور سنت مشہورہ سے بھی اس کی علی الاطلاق حرمت ثابت ہے اور اس کے حرام ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اس کے عموم اور اطلاق کو ایسی خبر مجہول کے سبب سے ترک کر دینا جائز نہیں ہے جو کسی کتاب صحیح میں ہے نہ مسند میں نہ کسی معتمد اور مستند کتاب میں ہے اور اس کے علاوہ یہ کہ وہ حدیث مرسل ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس میں لانفی کا نہ ہو بلکہ نہی کا ہو جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ہے:(آیت) **فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج** ۔ (البقرہ:۱۹۷)حج میں جماع فسوق اور لڑائی جھگڑا نہیں ہے۔

(المغنی ج ۴ ص ۴۷ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

دارالحرب کے سود میں فقہاء احناف کا نظریہ:

علامہ ابوالحسن مرغینانی لکھتے ہیں:مسلمان اور حربی کے مابین دارالحرب میں ربا نہیں ہے۔اس میں امام ابو یوسف اور امام شافعی رحمہما اللہ کا اختلاف ہے وہ اس پر قیاس کرتے ہیں کہ حربی جب امان لے کر دارالاسلام میں آئے تو اس سے سود لینا جائز نہیں ہے اور ہماری دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث ہے:مسلمان اور حربی کے مابین دارالحرب میں ربا نہیں ہے اور اس لیے بھی کہ دارالحرب میں ان کا مال مباح ہے خواہ مسلمان جس طریقہ سے ان کا مال حاصل کرے وہ مال مباح ہے بشرطیکہ دھوکا نہ دے اور عہد شکنی نہ کرے اور مستامن پر قیاس کرنا اس لیے صحیح نہیں ہے کہ جب وہ امان لے کر دارالاسلام میں داخل ہوا تو اس کے مال کا لینا ممنوع ہو گیا۔(ہدایہ اخیرین ص ۶۸ مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

دارالحرب میں جواز ربا والی حدیث کی فنی حیثیت:

علامہ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:امام بیہقی نے امام شافعی کی کتاب السیر کے حوالے سے اس حدیث کو معرفۃ میں ذکر کیا ہے امام شافعی نے کہا:امام ابو یوسف کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ نے فرمایا:بعض مشائخ نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا: اہل حرب کے مابین ربانہیں ہے میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا: اور اہل اسلام کے مابین امام شافعی نے فرمایا: یہ ثابت ہے نہ اس میں کوئی حجت ہے۔ (نصب الرایہ ج ۴ ص ۴۴ مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند)

علامہ ابن ہمام نے بھی اس حدیث کی فنی حیثیت کے بارے میں یہی کچھ نقل کیا ہے۔

(فتح القدیر ج ۶ ص ۱۷۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

دارالحرب میں ربا کے متعلق فقہاء احناف کے دلائل کا تجزیہ:

ائمہ ثلاثہ اور امام ابو یوسف نے کہا ہے کہ مکحول کی روایت اول تو ثابت نہیں ہے اور بر تقدیر ثبوت اس میں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مشہورہ سے معارضہ کی صلاحیت نہیں ہے۔ علامہ ابن ہمام نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ قرآن مجید نے جو ربا کو مطلقاً حرام کیا ہے وہ مال محظور میں حرام کیا ہے اور حربی کا مال مباح ہے اور اس توجیہ کا تقاضا یہ ہے کہ اگر مکحول کی یہ مرسل روایت نہ بھی ہوتی تب بھی دارالحرب میں روایت نہ بھی ہوتی تب بھی دارالحرب میں حربی سے سود لینا مباح ہوتا۔

(فتح القدیر ج ۶ ص ۱۷۸ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

علامہ ابن ہمام کا یہ جواب اس لیے صحیح نہیں ہے کہ وہ مال محظور کی قید لگا کر اپنی رائے سے قرآن مجید کے عموم اور اطلاق کو مقید کر رہے ہیں اور جب قرآن مجید کے عموم اور اطلاق کے مزاحم ہو سکے۔ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ مشہورہ نے علی الاطلاق سود کو حرام کر دیا ہے خواہ مسلمان سے سود لیا جائے یا کافر سے اور کافر خواہ حربی ہو یا ذمی اور دارالاسلام میں سود لیا جائے یا دارالحرب میں قرآن مجید نے ہر قسم کے سود کو حرام کر دیا ہے اور اس عموم کو نہ مکحول کی مرسل اور غیر ثابت روایت سے مقید کیا جا سکتا ہے نہ علامہ ابن ہمام کی رائے سے۔

مکحول کی روایت کا محمل:

اگر یہ فرض کر لیا جائے تو مکحول کی یہ روایت صحیح ہے اور واقعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ لا ربوٰ بین المسلم والحربی۔ مسلمان اور حربی میں سود نہیں ہے تو اس حدیث کی حسب ذیل توجیہات ہیں۔

اول: اس حدیث میں لانفی کا نہیں ہے بلکہ نہیں کا ہے اور اس کا معنی ہے: مسلمان اور حربی کے مابین سود کی ممانعت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: (آیت) فلا رفث ولا فسوق ولاجدال فی الحج . (البقرہ: ۱۹۷) حج میں جماع فسوق اور لڑائی جھگڑا نہیں ہے یعنی ان افعال کی ممانعت ہے۔

ثانی: اس حدیث میں حربی سے مراد محض غیر ذمی کافر نہیں ہے بلکہ برسر جنگ قوم کا ایک فرد مراد ہے اور جس قوم کے ساتھ حالت جنگ قائم ہو اس کو ہر طرح سے جانی اور مالی اعتبار سے زک پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اس لیے اس قوم کے کسی حربی کافر سے اگر کسی مسلمان نے سودی معاملہ کے ذریعہ اس کا مال لے لیا تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا۔

ثالث: لاربو کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ حربی کافر سے جو سود لیا جائے گا وہ سود نہیں ہے بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دارالحرب میں رہنے والا مسلمان اگر چہ حربی کافر سے سود لیتا ہے تو اگر چہ یہ فعل گناہ ہے لیکن قانون اور حرمت اور ممانعت سے مستثنیٰ ہے یعنی مسلمان

حکومت اس شخص سے باز پرس نہیں کرسکتی کہ تم نے یہ عقد فاسد کیوں کیا ہے اور سود کیوں لیا ہے اور اس مسلمان کو اس کے اس غلط کام پر سزا نہیں دے سکتی کیونکہ دارالحرب میں رہنے والا مسلمان مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے اور اس پر اسلامی ریاست کے احکام جاری نہیں ہوسکتے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(آیت) والذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیء حتی یھاجروا ۔ (الانفال: ۷۲)

ترجمہ: اور جو لوگ ایمان تو لے آئے مگر ہجرت کر کے (دارالاسلام میں) نہیں آئے ان پر تمہاری کوئی ولایت نہیں ہے حتیٰ کہ وہ ہجرت کرلیں۔

اس آیت میں یہ اصول بتایا گیا ہے کہ ولایت کا تعلق صرف ان مسلمانوں سے ہوگا جو دارالاسلام کے باشندے ہوں یہ آیت دارالاسلام سے باہر کے مسلمانوں کو (دینی اخوت کے باوجود) دارالاسلام کے مسلمانوں کے ساتھ سیاسی اور تمدنی رشتے سے خارج کردیتی ہے اس عدم ولایت کے نتیجے میں دارالاسلام اور دارالحرب کے مسلمان ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوسکتے اور ایک دوسرے کے قانون والی نہیں ہوسکتے ہم نے جو یہ بیان کیا ہے کہ دارالحرب میں بھی سود لینا گناہ ہے اور لاربو بین المسلم والحربی کا مفاد یہ ہے کہ اس پر سود لینے کی دنیاوی سزا جاری نہیں ہوگی کیونکہ وہ مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے اس کی تائید علامہ سرخسی کی ذکر کردہ ان احادیث سے ہوتی ہے:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ کی طرف لکھا: جس شخص نے سود لیا ہمارے اور اس کے درمیان کوئی عہد نہیں ہے اور مجوس ہجر کی طرف لکھا: یا تو تم سود چھوڑ دو یا اللہ اور اس کے رسول سے اعلان جنگ قبول کرلو۔

(المبسوط ج ۱۴ ص ۵۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

نصاریٰ نجران اور مجوس ہجر حربی تھے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی اپنے علاقوں میں سود لینے کی اجازت نہیں دی اور جب آپ نے حربی کافروں کو سود لینے کی اجازت نہیں دی ہے تو آپ دارالحرب کے مسلمانوں کو سود خوری کی اجازت کب دے سکتے ہیں!

پیر محمد کرم شاہ الازہری نے مکحول کی روایت کی توجیہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حالت اضطرار میں مسلمان حربی کافر سے سود لے سکتا ہے۔ (ماہنامہ ضیائے حرم ربیع الاول ۱۴۰۸ھ) یہ توجیہ صحیح نہیں ہے کیونکہ سود دینے میں تو اضطرار ہوسکتا ہے مثلاً کسی شخص کو اپنی ناگزیر ضرورت میں بغیر سود کے قرض نہ ملے لیکن سود لینے میں اضطرار کا کوئی تعلق نہیں ہے سود لینے کی وجہ صرف مال کی حرص اور جلب زر کی خواہش ہوتی ہے۔

دارالحرب کے سود کے بارے میں امام ابوحنیفہ کے قول کی وضاحت کا بیان

امام اعظم نے جو یہ کہا ہے کہ دارالحرب میں مسلمان اور حربی کے درمیان ربا نہیں ہے ان کی بھی اس قول سے یہی مراد ہے کہ چونکہ دارالحرب مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے اس لیے مسلمان حکام وہاں کسی مسلمان کے سود لینے پر اس سے مواخذہ نہیں کریں گے اور اس کا مالک ہوجائے گا لیکن اس کا یہ فعل گناہ ہے اور وہ اس پر اخروی عذاب کا مستحق ہے اس کی وضاحت علامہ سرخسی کی اس

عبارت سے ہوتی ہے۔

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ دارالاسلام کی حفاظت میں آنے سے پہلے اسلام سے جو عصمت ثابت ہوتی ہے وہ صرف امام کے حق میں ہے احکام کے حق میں نہیں ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر ان دو مسلمانوں میں سے کوئی ایک دوسرے کا مال یا اس کی جان تلف کر دے تو اس پر ضمان نہ ہوگا حالانکہ وہ اس فعل کی وجہ سے گنہگار ہوگا دراصل احکام میں عصمت صرف دارالاسلام میں رہنے سے ہوتی ہے نہ کہ دین کی وجہ سے کیونکہ دین تو حق شرع کے لحاظ سے ان لوگوں کو روکتا ہے جو اس دین کا اعتقاد رکھتے ہیں اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتے ان کو نہیں روکتا اس کے برخلاف جب انسان دارالاسلام میں ہوں تو اس کے مال کی حفاظت اس شخص سے بھی کی جائے گی جو اس کی حرمت کا اعتقاد رکھتا ہے یا اس دین کا اعتقاد نہیں رکھتا پس گناہ ہونے کی حیثیت سے جو عصمت ثابت ہے اس اعتبار سے ہم نے کہا: ان کا یہ فعل مکروہ ہے اور قانون کے لحاظ سے عدم عصمت کی بناء (چونکہ مسلمانوں کی ولایت میں نہیں ہے) ہم نے یہ کہا کہ اس کا لیا ہوا مال واپس کرنے کا حکم نہیں دیا جائے کیونکہ ان میں سے ہر ایک جب دوسرے کا مال لیتا ہے تو محض لینے کی وجہ سے ہی اس مال کا مالک ہو جاتا ہے۔ (المبسوط ج ۱۴ ص ۵۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

امام اعظم کا یہ اصول ہے کہ اگر مسلمان دارالحرب میں کوئی عقد فاسد کرے تو ہو اس سے مالک تو ہو جائے گا لیکن اس کا یہ فعل گناہ ہے۔ علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

اگر دو حربی مسلمان ہو جائیں اور دارالحرب سے ہجرت نہ کریں اور آپس میں سود کا معاملہ کریں تو میں اس کو مکروہ (تحریمی) قرار دیتا ہوں لیکن یہ سود واپس نہیں کروں گا اور یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔ (المبسوط ج ۱۴ ص ۵۸ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

ان عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر دارالحرب میں رہنے والے مسلمان آپس میں سود لیں یا مسلمان حربی کافر سے سود لے تو وہ اس سود کا مالک تو ہو جائے گا لیکن سود لینے والا مسلمان بہر حال گنہ گار ہوگا۔

کیا سود اور دیگر عقود فاسدہ کے ذریعہ حربی کافروں کا پیسہ بٹورنا جائز ہے؟

جب مسلمان کسی کافر قوم سے برسر جنگ ہوں اس وقت کافروں کا ملک دارالحرب ہوتا ہے اور اس وقت دارالحرب کے کافروں کی جان اور اموال مباح ہیں لیکن جن ممالک سے مسلمان برسر جنگ نہیں ہیں ان سے سفارتی تعلقات قائم کیے ہوئے ہیں اور ان کے ہاں پاسپورٹ اور ویزے میں آنا جانا جاری اور معمول ہے اور ان ممالک میں مسلمانوں کو جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ حاصل ہے بلکہ وہاں انہیں اسلامی احکام پر عمل کرنے کی بھی آزادی ہے جیسے امریکہ برطانیہ کینیڈا اور جرمنی وغیرہ ایسے ممالک دارالحرب نہیں ہیں بلکہ دارالکفر ہیں اور ایسے ممالک کے کافروں کے اموال ان پر مباح نہیں ہیں۔ بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ کافروں کا مال مسلمانوں پر مباح ہے خواہ جس طرح حاصل ہو بشرطیکہ اس سے مسلمانوں کا وقار مجروح نہ ہو ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

(آیت) یایھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم ۔

(النساء: ۲۹)

ترجمہ اے ایمان والو آپس میں اپنے اموال کو ناحق نہ کھاؤ الا یہ کہ تمہاری آپس کی رضامندی سے تجارت ہو۔
اس آیت سے یہ لوگ اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے مسلمانوں کو آپس میں ناجائز طریقے سے مال کھانے سے منع کیا ہے اور اگر مسلمان کافروں کا مال ناجائز طریقے سے کھالیں تو اس سے منع نہیں کیا گیا سو مسلمانوں کے لیے کفار کے اموال عقد فاسد سے یا ناجائز طریقے سے کھانا جائز ہے۔
یہ استدلال اس لیے صحیح نہیں ہے کہ قرآن مجید کا عام اسلوب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق سے مسلمانوں کو خطاب کرتا ہے لیکن اس سے قرآن کا منشا یہ نہیں ہے کہ نیکی صرف مسلمانوں کے ساتھ کی جائے اور کفار کے ساتھ سلوک میں مسلمان نیکیوں کو چھوڑ کر بدترین برائیوں پر اتر آئیں حتیٰ کہ کفار کے نزدیک مسلمان ایک خائن اور بدکردار قوم کے نام سے معروف ہوں۔
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
(آیت) ولا تکرھوا فتیتکم علی البغآء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا۔ (النور:۳۳)
ترجمہ: اور اپنی باندیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو جب کہ وہ پاک دامن رہنا چاہتی ہوں تاکہ تم (اس بدکاری کے کاروبار کے ذریعہ) دنیا کا عارضی فائدہ طلب کرو۔
کیا اس آیت کی رو سے مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ وہ کسی دارالکفر میں کافر عورتوں کا کوئی قحبہ خانہ کھول کر کاروبار کرنا شروع کر دیں؟
(آیت) یایھا الذین امنوا لا تخونوا اللہ والرسول و تخونوا امنتکم وانتم تعلمون ۔(الانفال:۲۷)
ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور رسول سے خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو درآں حالیکہ تم جانتے ہو۔
کیا اس آیت سے مسلمانوں کے لیے یہ جائز ہے کہ کافروں کی امانتوں میں خیانت کر لیا کریں؟
(آیت) ولا تتخذوا ایمانکم دخلا بینکم (النحل:۹۴)
ترجمہ: اور اپنی قسموں کو آپس میں دھوکا دینے کے لیے بہانہ نہ بناؤ۔
کیا اس آیت کا یہ معنی ہے کہ کافروں سے دروغ حلفی میں کوئی مضائقہ نہیں؟
(آیت) ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ ۔
(النور:۱۹)
ترجمہ: بے شک جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانا پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔
کیا اس آیت سے یہ استدلال کیا جا سکتا ہے کہ کافروں میں بے حیائی اور بدکاری کو پھیلانا جائز اور صواب ہے اور اخروی ثواب کا موجب ہے؟
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا منشاء یہ ہے کہ اخلاق اور کردار کے اعتبار سے دنیا میں مسلمان ایک آئیڈیل قوم کے لحاظ سے

پہچانے جائیں غیر اقوام مسلمانوں کے اعلی اخلاق اور کردار کو دیکھ کر متاثر ہوں مسلمانوں کی امانت اور دیانت کی ایک عالم میں دھوم ہو کیا آپ نہیں دیکھتے کہ کفار قریش ہزار اختلاف کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی راست بازی پارسائی امانت اور دیانت کے معترف اور مداح تھے۔ اسلام کی تبلیغ واشاعت میں تلوار اور جہاد سے زیادہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باکمال سیرت کا حصہ ہے۔ مسلمانوں کی کفار سے لڑائی تیر تفنگ کی نہیں اصول اور اخلاق کی لڑائی ہے اس کا نصب العین زر اور زمین کا حصول نہیں بلکہ دنیا میں اپنے اصول اور اقدار کو پھیلانا ہے۔ اب اگر اس نے اپنے مکارم اخلاق ہی کو کھو دیا اور خود ہی ان اصولوں اور تعلیمات کو قربان کر دیا جن کو پھیلانے کے لیے وہ کھڑا ہوا تو پھر اس میں اور دوسری اقوام میں کیا فرق رہے گا اور کس چیز کی وجہ سے اس کو دوسروں پر فتح حاصل ہوگی اور کس قوت سے وہ دلوں اور روحوں کو مسخر کر سکے گا؟

جو لوگ دار الکفر میں حربی کافروں سے سود لینے کو جائز کہتے ہیں اور حربی کافروں کے اموال کو عقد فاسد کے ساتھ لینے کو جائز قرار دیتے ہیں وہ اس پر کیوں غور نہیں کرتے کہ اللہ تعالی نے یہودیوں کے اس عمل کی مذمت کی ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کا حق کھانے کے لیے یہ مسئلہ گھڑ لیا تھا کہ عرب کے امی جو ہمارے مذہب پر نہیں ہیں ان کا مال جس طرح ملے روا ہے غیر مذہب والوں کی امانت میں خیانت کی جائے تو کچھ گناہ نہیں خصوصا وہ عرب جو اپنا آبائی وطن چھوڑ کر مسلمان بن گئے ہیں خدا نے ان کا مال ہمارے لیے حلال کر دیا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے:

(آیت) منهم من ان تامنه بدينار لا يؤده اليك الا ما دمت عليه قائما ذلك بانهم قالوا ليس علينا في الامين سبيل ويقولون على الله الكذب وهم يعلمون . (آل عمران: ۷۵)

ترجمہ: اور ان یہودیوں (میں سے) بعض ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک اشرفی امانت رکھو تو جب تک تم ان کے سر پر کھڑے نہ رہو وہ تم کو واپس نہیں دیں گے یہ اس لیے ہے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ امیوں (مسلمانوں) کا مال لینے سے ہماری پکڑ نہیں ہوگی اور یہ لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالی پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

غور کیجئے جو لوگ دار الکفر میں حربی کافروں سے سود لینے اور عقد فاسد پر ان سے معاملے کو جائز کہتے ہیں ان کے عمل میں اور یہودیوں کے اس مذموم عمل میں کیا فرق رہ گیا؟

حضرت ابوبکر کے قمار کی وضاحت کا بیان

جو لوگ حربی کافروں سے سود لینے کو جائز کہتے ہیں ان کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت ابوبکر نے مکہ میں ابی بن خلف سے اہل روم کی فتح پر شرط لگائی تھی اس وقت مکہ دار الحرب تھا حضرت ابوبکر نے ابی بن خلف سے شرط جیت کر وہ رقم وصول کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رقم لینے سے منع نہیں کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ حربی کافروں سے قمار اور دیگر عقود فاسدہ کے ذریعہ رقم بٹورنا جائز ہے۔

یہ استدلال بالکل بے جان ہے کیونکہ حضرت ابوبکر کے شرط لگانے کا ذکر جن روایات میں ہے وہ باہم متعارض ہیں۔ قاضی بیضاوی بغوی علامہ آلوسی اور دیگر مفسرین نے بغیر کسی سند کے یہ واقعہ ذکر کیا ہے جس میں حضرت ابوبکر کے شرط جیتنے کا بیان ہے کہ

حضرت ابوبکر نے ابی بن خلف سے یہ شرط لگائی کہ اگر تین سال کے اندر رومی ایرانیوں سے ہار گئے تو وہ دس اونٹ دیں گے اور اگر تین سال کے اندر رومی ایرانیوں سے جیت گئے تو ابی کو دس اونٹ دینے ہوں گے پھر جب حضور سے اس شرط کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ تم نے کیا کیا بضع کا لفظ تین سے لے کر نو تک بولا جاتا ہے تم شرط اور مدت دونوں کو بڑھا دو پھر حضرت ابوبکر نے نو سال میں سو اونٹوں کی شرط لگائی جس ساتواں سال شروع ہوا اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ جنگ بدر کے دن رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے حضرت ابوبکر نے ابی کے ورثاء سے اونٹ لے لیے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ اونٹ لے کر آئے آپ نے فرمایا: یہ سحت (مال حرام) ہے اس کو صدقہ کر دو حالانکہ اس وقت تک حرمت قمار کا حکم نازل نہیں ہوا تھا۔

(روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ آلوسی نے ترمذی کے حوالے سے بھی حضرت ابوبکر کے جیت جانے کا واقعہ لکھا ہے لیکن یہ علامہ آلوسی کا تسامح ہے۔ جامع ترمذی میں حضرت ابوبکر کے شرط ہارنے کا ذکر ہے حافظ ابن کثیر نے بھی ترمذی کے حوالے سے ہارنے ہی کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ تابعین کی ایک جماعت نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور مفسرین کی ذکر کردہ مذکور الصدر روایت کا عطاء خراسانی کے حوالے سے بیان کیا ہے اور اس کو اغرب قرار دیا ہے۔ (تفسیر القرآن العظیم ج ۵ ص ۳۴۲-۳۴۱ مطبوعہ دار الاندلس بیروت)

جامع ترمذی کی روایت کا متن یہ ہے:

نیار بن اسلمی بیان کرتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئیں: (آیت) الم ۔ غلبت الروم ۔ فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون ۔ فی بضع سنین ۔ (الروم: ۴-۱) الم اہل روم قریب کی زمین میں (فارس سے) مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد چند سالوں میں غالب ہو جائیں گے۔ جن دنوں یہ آیات نازل ہوئیں ان دنوں میں ایرانیوں کو رومیوں پر برتری تھی اور مسلمانوں کی خواہش تھی کہ رومی ایرانیوں پر فتح پا جائیں کیونکہ وہ اور رومی اہل کتاب تھے اور اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

(آیت) ویومئذ یفرح المؤمنون ، بنصر الله ینصر من یشآء وهو العزیز الرحیم ۔ (الروم ۵-۴)

ترجمہ: جس دن مسلمان اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مدد کرتا ہے وہ عزیز رحیم ہے۔

اور قریش یہ چاہتے تھے کہ ایرانی غالب ہو جائیں کیونکہ وہ دونوں نہ اہل کتاب تھے نہ بعثت پر ایمان رکھتے تھے جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر نے مکہ کے اطراف میں یہ اعلان کر دیا الم اہل روم قریب کی زمین میں (فارس سے) مغلوب ہو گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے چند سالوں میں غالب آ جائیں گے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر سے یہ کہا: تمہارے پیغمبر یہ کہتے ہیں کہ چند سالوں میں رومی ایرانیوں پر غالب ہو جائیں گے کیا ہم اس پر شرط نہ لگائیں حضرت ابوبکر نے کہا: کیوں نہیں اور یہ قمار کی حرمت نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ تھا پھر حضرت ابوبکر اور مشرکین نے شرط لگائی مشرکین نے کہا: بضع سنین تین سالوں سے لے کر نو سال تک ہے تم ہمارے درمیان اس کی درمیانی مدت طے کر لو پھر انہوں نے یہ مدت چھ سال طے کی پھر چھ سال گزر گئے اور رومی غالب نہ ہوئے پھر مسلمانوں نے حضرت ابوبکر پر تنقید کی کہ انہوں نے بضع سنین کو چھ سال کیوں قرار دیا

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو بضع سنین فرمایا تھا (اور وہ نو سال تک کو کہتے ہیں) امام ترمذی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(جامع ترمذی ص۔۴۶۰ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

حضرت ابوبکر کے قمار سے جو یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ حربی کافروں کا مال ناجائز طریقے سے بھی لینا جائز ہے اس روایت کی تحقیق کے بعد اس کے حسب ذیل جواب ہیں:

(۱) حضرت ابوبکر کے قمار کا واقعہ جن روایات سے ثابت ہے وہ مضطرب ہیں بعض روایات میں حضرت ابوبکر کے جیتنے کا ذکر ہے اور بعض میں ہارنے کا ذکر ہے اور مضطرب روایات سے استدلال صحیح نہیں ہے۔

(۲) قمار کا یہ واقعہ بالاتفاق حرمت قمار سے پہلے کا ہے کیونکہ یہ شرط فتح مکہ سے پہلے لگائی گئی تھی اور قمار کی حرمت سورۃ مائدہ میں نازل ہوئی ہے جو مدینہ میں سب سے آخر میں نازل ہوئی تھی۔

(۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مال کو نہ خود قبول فرمایا نہ حضرت ابوبکر کو لینے دیا بلکہ فرمایا: یہ مال حرام ہے اس کو صدقہ کردو (اس میں یہ دلیل ہے کہ جب انسان کسی مال حرام سے بری ہونا چاہیے تو برأت کی نیت سے اس کو صدقہ کردے)

دارالحرب دارالکفر اور دارالاسلام کی تعریفات کا بیان

شمس الائمہ سرخسی دارالحرب کی تعریف بیان کرتے ہیں ہوئے لکھتے ہیں: خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک دارالحرب کی تین شرطیں ہیں ایک یہ کہ اس پورے علاقے میں کافروں کی حکومت ہو اور درمیان میں مسلمانوں کا کوئی ملک نہ ہو دوسری یہ کہ اسلام کی وجہ سے کسی مسلمان کی جان مال اور عزت محفوظ نہ ہو اسی طرح ذمی بھی محفوظ نہ ہو تیسری شرط یہ ہے کہ اس میں شرک کے احکام ظاہر ہوں۔

یہ تعریف اس مالک پر صادق آئے گی جس ملک سے مسلمان عملا برسر جنگ ہوں اس ملک کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم نہ ہوں اور وہاں کسی مسلمان کی اس کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے جان مال اور عزت محفوظ نہ ہو جیسا کہ کبھی زمانہ میں اسپین میں تھا وہاں ایک ایک مسلمان کو چن چن کر قتل کردیا گیا وہاں مذہب اسلام پر قائم رہنا قانونا جرم تھا۔ ایسے ملک سے مسلمانوں پر ہجرت کرنا فرض ہے۔ فقہاء احناف نے حربی کافروں کی جان اور مال کے مباح ہونے کی جو تصریح کی اس سے اسی دارالحرب کے باشندے مراد ہیں۔

کافروں کے وہ مالک جن سے مسلمانوں کے سفارتی تعلقات ہیں تجارت اور دیگر انواع کے معاہدات ہیں پاسپورٹ اور ویزے کے ساتھ ایک دوسرے کے ملک میں آتے جاتے ہیں مسلمانوں کی جان مال اور عزت محفوظ ہیں بلکہ مسلمانوں کو وہاں اپنے مذہبی شعائر پر عمل کرنے کی بھی آزادی ہے جیسے امریکا برطانیہ ہالینڈ جرمنی اور افریقی ممالک یہ ملک دارالحرب نہیں ہیں بلکہ دارالکفر ہیں۔ فقہاء احناف نے اسلامی احکام پر عمل کرنیکی آزادی کے پیش نظر ایسے ملکوں کو دارالاسلام کہا ہے لیکن یہ حکما دارالاسلام ہیں حقیقۃ دارالکفر ہیں۔ بعض اوقات فقہاء دارالکفر پر مجازا دارالحرب کا اطلاق بھی کردیتے ہیں لیکن یہ مالک اور اسلامی احکام پر عمل کی آزادی کی وجہ سے کبھی ان پر دارالاسلام کردیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن صرف اس شک کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ (البقرہ:۲۷۵)

قیامت میں سود خور کے مخبوط الحواس ہو کر اٹھنے سے جن چڑھنے پر استدلال اور اس کا جواب:

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہو گی مال غنیمت میں خیانت کرنے سے سو جس نے خیانت کی وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر آئے گا اور سود کھانے سے سو جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس پاگل کی طرح اٹھے گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ قیامت کے دن صرف اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ (البقرہ:۲۷۵)

قیامت میں سود خور کے مخبوط الحواس ہو کر اٹھنے سے جن چڑھنے پر استدلال اور اس کا جواب

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچاؤ جن کی مغفرت نہیں ہو گی مال غنیمت میں خیانت کرنے سے سو جس نے خیانت کی وہ قیامت کے دن خیانت کی ہوئی چیز کو لے کر آئے گا اور سود کھانے سے جس نے سود کھایا وہ قیامت کے دن مخبوط الحواس پاگل کی طرح اٹھے گا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی: جو لوگ سود کھاتے ہیں: وہ قیامت کے دن صرف اس شخص کی طرف اس شخص کی طرح کھڑے ہوں گے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔ (معجم کبیر ج ۱۸ ص ۶۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سود خوروں کی یہ علامت بنا دے گا اور قیامت کے مجمع عظیم میں جو شخص پاگلوں کی طرح مخبوط الحواس کھڑا ہو گا اسے دیکھ کر قیامت کے دن سب پہچان لیں گے کہ یہ شخص دنیا میں سود خور تھا۔

مس کا اصل معنی چھونا ہے بعض اوقات اس کا استعمال کسی برائی اور مصیبت پہنچنے کے لیے بھی ہوتا ہے قرآن مجید میں ہے حضرت ایوب (علیہ السلام) نے دعا کی:

(آیت) انی مسنی الشیطن بنصب وعذاب۔ (ص:۴۱)

ترجمہ: شیطان نے مجھے بڑی اذیت اور سخت تکلیف پہنچائی ہے۔

نیک بندوں پر تو شیطان کا اس سے زیادہ اثر نہیں ہوتا کہ وہ ان کو کسی اذیت اور آزمائش میں مبتلا کر دے لیکن عام لوگ جن کی رگوں میں شیطان سیال خون کی طرح دوڑتا ہے ان میں سے جو فاسق و فاجر ہوتے ہیں کبھی کبھی ان کی عقل اور دماغ پر بھی شیطان کا تسلط ہو جاتا ہے اور وہ پاگلوں کی طرح کپڑے پھاڑتے ہیں اور منہ سے جھاگ اڑاتے ہوئے پریشان حال پراگندہ بال جدھر سینگھ سمائے خاک اڑاتے پھرتے ہیں۔ ان کو یہ سزا اس لیے دی جائے گی کہ دنیا میں سود خور اپنا مال بڑھانے کی حرص میں اس طرح دیوانہ ہو چکا تھا کہ اس کو نہ خوف خدا تھا نہ کسی ضرورت مند اور مصیبت زدہ پر اس کو ترس آتا تھا اور سود خوری کی محبت میں وہ بالکل مجنون ہو چکا تھا اس لیے قیامت کے دن اس کو پاگلوں کی طرح مخبوط الحواس اٹھایا جائے گا۔ اہل عرب پاگل شخص کو مجنون کہتے ہیں یعنی یہ

آسیب زدہ شخص ہے یا اس پر جن بھوت کا سایہ ہے یا جن کے چھونے کی وجہ سے یہ پاگلوں کی سی حرکتیں کر رہا ہے اور مخبوط الحواس اٹھے گا عرب کے اسی اسلوب اور محاورہ کے مطابق قرآن مجید نے یہ بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن سود خور پاگلوں کی طرح مخبوط الحواس اٹھے گا اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ کسی آدمی پر جن چڑھ جاتا ہے پھر اس کے جسم پر جن کا تصرف ہوتا ہے جن اس کی زبان سے باتیں کرتا ہے اور مافوق الفطرت کام کرتا ہے قرآن مجید اس مفہوم کی تائید اور تصدیق نہیں کرتا جیسا کہ علامہ آلوسی نے سمجھا ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: کبھی کسی جسم میں ایک متعفن روح داخل ہو جاتی ہے جس کی اس جسم کی روح کے ساتھ مناسبت ہو پھر اس شخص پر مکمل جنون طاری ہو جاتا ہے اور بعض اوقات یہ بخاری (متعفن روح) انسان کے حواس پر غالب ہو کر اس کو معطل کر دیتا ہے پھر یہ خبیث روح اس کے جسم پر مستقل تصرف کرتی ہے اس کی زبان سے کلام کرتی ہے اور اس کے اعضاء میں تصرف کرتی ہے اور جس شخص کے جسم میں یہ روح تصرف کرتی ہے اسے اس کا بالکل شعور نہیں ہوتا اور یہ چیز محسوس اور مشاہدہ میں ہے اس کا صرف وہی شخص انکار کرے گا جو مشاہدات کا منکر ہوگا (روح المعانی ج ۳ ص ۴۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ آلوسی بڑے پائے کے محقق ہیں ہمارے دل میں ان کا بڑا احترام ہے اس کے باوجود وہ انسان ہیں اور انسانی فروگزاشت سے خالی نہیں ہیں یہ جو کچھ انہیں نے لکھا ہے تحقیق کے خلاف لکھا ہے اللہ تعالیٰ کسی انسان کے جسم پر کسی اور روح کو تصرف کرنے کا اختیار نہیں دیتا اللہ تعالیٰ نے انسان کو احکام شریعہ کا مکلف کیا ہے یہ چیز اس قاعدہ کے خلاف ہے نیز اگر ایسا ہو تو ایک آدمی کو قتل کر دے گا اور بعد میں کہہ دے گا کہ یہ کام میں نے نہیں کیا مجھے اس کا پتا نہیں مجھ پر اس وقت کسی جن کا اثر تھا یہ قتل اسی نے کیا ہے اسی طرح ہر شخص کوئی بھی قانون شکنی کر کے عدالت سے یہ کہہ کر بری ہو سکتا ہے کہ اس قانون شکنی کے وقت میں کسی خبیث جن کے زیر اثر تھا اور یوں دنیا فتنہ و فساد کی آماجگاہ بن جائے گی اور امن اور سکون غارت ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع سود ہی کی مثل ہے اور اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ (البقرہ: ۲۷۵)

ربا اور بیع کا فرق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ سود خوروں کو قیامت کے دن مجنون اور مخبوط الحواس شخص کی طرح اس سے لیے اٹھایا جائے گا کہ وہ دنیا میں کہا کرتے تھے کہ بیع سود ہی کی مثل ہے بہ ظاہر ان کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ سود بیع ہی کی مثل ہے لیکن انہوں نے گا کہ وہ دنیا میں کہا کرتے تھے کہ بیع کہ سود ہی کی مثل ہے بہ ظاہر ان کو یوں کہنا چاہیے تھا کہ سود بیع ہی کی مثل ہے لیکن انہوں نے سود کے جائز اور حلال ہونے میں مبالغہ کیا اور جواز اور حلت میں سود کو اصل اور مشبہ بہ قرار دیا ان کا یہ قیاس فاسد تھا اللہ تعالیٰ نے صریح عبارت سے ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا: اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔

سود خوروں کا یہ کہنا کہ سود بیع کی طرح ہے بداہتہ باطل ہے سود اور بیع کے فرق کی بہت سی وجوہ ہیں جن میں سے بعض حسب ذیل ہیں:

(۱) بیع میں تاجر دس روپے کی چیز کو مثلاً بارہ روپے کی بیچتا ہے اور دس روپے کی چیز پر دو روپے زائد لیتا ہے اور سود میں سود خور ایک ماہ کے لیے مثلاً دس روپے قرض دیتا ہے اور اس کے عوض بارہ روپے وصول کرتا ہے اور اس سے اصل رقم پر وہ دو روپے زائد وصول کرتا ہے کیونکہ ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ تاجر دس روپے کی چیز کو منڈی سے تھوک فروشوں سے تھوک کے حساب سے زیادہ مقدار میں خریدتا ہے وہاں سے کسی گاڑی میں وہ سامان لاد کر لاتا ہے پھر وہ چیز بارہ روپے میں فروخت کرتا ہے اس پورے عمل میں اس دو روپے کے نفع پر تاجر کا وقت اس کی محنت اور اس کی ذہانت صرف ہوئی ہے اس لیے خریدار اس نفع کو تاجر کا جائز حق سمجھتا ہے اور وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ اگر وہ اپنا وقت اور کرایہ خرچ کر کے منڈی جائے تب بھی اس کو تھوک فروشوں سے تھوک کے بھاؤ پر یہ چیز نہیں ملے گی اس کے برعکس سود خور دس روپے پر ایک ماہ بعد جو دو روپے زائد لے رہا ہے اس کے لیے اس کی وقت محنت اور ذہانت میں سے کوئی چیز خرچ نہیں ہوئی۔

(۲) تاجر جب اپنا روپیہ تجارت میں لگاتا ہے تو اس میں نفع اور نقصان کے دونوں امکان ہیں اس کے برعکس سود خور جو اپنے روپے پر سود وصول کر رہا ہے اس کو نقصان کا کوئی خطرہ نہیں ہے۔

(۳) تجارت میں مبیع اور قیمت کے تبادلہ کے بعد بیع مکمل ہو جاتی ہے لیکن سود میں اصل رقم واپس کرنے کے بعد اس پر سود در سود کا سلسلہ عرصہ دراز تک قائم رہتا ہے۔

ربا کو بہ تدریج حرام کرنے کا بیان

شراب کی طرح سود کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہ تدریج حرام کیا ہے سب سے پہلے مکہ مکرمہ میں سود کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) وما اتیتم من ربا لیربوا فی اموال الناس فلا یربوا عنداللہ وما اتیتم من زکوۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون . . (الروم:۳۹)

ترجمہ: اور جو مال تم سود حاصل کرنے کے لیے دیتے ہو تو وہ مال لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھتا ہی رہے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم اللہ کی رضا جوئی کے لیے زکوۃ دیتے ہو تو وہی لوگ اپنا مال (بکثرت) بڑھانے والے ہیں۔

اس آیت میں صراحتہً سود کو حرام نہیں فرمایا: صرف اس پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے:

سود کے متعلق یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور باقی آیات مدینہ میں نازل ہوئیں دوسری آیت یہ ہے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر کئی ایسی پاک چیزیں حرام کر دیں جو پہلی ان کے لیے حلال کی گئی تھیں اور اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہ کثرت روکتے تھے نیز فرمایا:

(آیت) واخذہم الربوا وقدنھوا عنہ واکلہم اموال الناس بالباطل . (النساء:۱۶۱)

اور ان کے سود لینے کی وجہ سے حالانکہ انکو سود لینے سے منع کیا گیا ہے اور اس وجہ سے کہ وہ لوگوں کا مال ناحق کھاتے تھے۔

اس آیت میں بھی مسلمانوں کو سودی کا کاروبار سے صراحتہً منع نہیں فرمایا صرف یہ اشارہ فرمایا کہ یہود پر عتاب کی وجہ ان کا سودی کاروبار تھا پھر یہ آیت نازل فرمائی:

(آیت) . یایها الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضعفة (آل عمران: ۱۳۰)

ترجمہ: اے ایمان والو! دگنا چوگنا سود نہ کھاؤ۔

اس آیت میں بھی مطلقا سود سے منع نہیں فرمایا بلکہ سود در سود سے منع فرمایا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے زیر بحث آیت میں مطلقا سود کو حرام فرما دیا:

(آیت) . واحل اللہ البیع وحرم الربوا . (البقرہ: ۲۷۵)

ترجمہ: اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کر دیا۔

نیز فرمایا: (آیت) . یایها الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مؤمنین . . (البقرہ: ۲۷۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور باقی ماندہ سود کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو۔

ربا کو حرام قرار دینے کی حکمتوں کا بیان

اسلام نے حرکت اور عمل کی تعلیم دی ہے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ہمسایوں سے ہمدردی فقراء اور مساکین اور دیگر ضرورت مندوں کے ساتھ شفقت اور ایثار کی تلقین کی ہے اسلام کسی ایسے کسب کی اجازت نہیں دیتا جس میں انسان کی کوشش اور جدوجہد کا دخل نہ ہو وہ صدقہ کرنے اور قرض حسن دینے کی ترغیب دیتا ہے اور ضرورت مندوں کے استحصال سے منع کرتا ہے اور ہر اس چیز کو حرام قرار دیتا ہے جو عداوت بغض مناقشہ اور نزاع کا موجب ہے اور کینہ حسد حرص اور طمع کی بیخ کنی کرتا ہے اور مال کو صرف جائز اور مشروع طریقہ سے لینے کی اجازت دیتا ہے جس میں کسی پر ظلم نہ ہو اور چند ہاتھوں میں دولت کے مرتکز ہو جانے کو ناپسند کرتا ہے ان اصولوں کی روشنی میں ربا کے جواز کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لیے ربا کے حرام ہونے کی حسب ذیل وجوہ ہیں۔

(۱) سودخوری کی وجہ سے انسان بغیر کسی عمل کے پیسہ کمانے کا عادی ہو جاتا ہے کیونکہ سود کے ذریعہ تجارت یا صنعت وحرفت میں کوئی جدوجہد کیے بغیر پیسہ حاصل ہو جاتا ہے۔

(۲) سود میں بغیر کسی عوض کے نفع ملتا ہے اور شریعت نے بغیر حق شرعی کے مال لینے کو ناجائز قرار دیا ہے اور کمزوروں اور ناداروں کے استحصال سے منع کیا ہے۔

(۳) سودخوری کی وجہ سے مفلسوں اور ناداروں کے دلوں میں امراء اور سرمایہ داروں کے خلاف کینہ اور بغض پیدا ہوتا ہے۔

(۴) سودخوری کی وجہ سے صلہ کرنے صدقہ وخیرات کرنے اور قرض حسن دینے ایسے مکارم اخلاق مٹ جاتے ہیں پھر انسان ضرورت مند غریب کی مدد کرنے کے بجائے اس کو سود پر قرض دینے کو ترجیح دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت آ گئی پس وہ (سود سے) باز آ گیا تو جو کچھ وہ پہلے لے چکا ہے وہ اس کا ہو گیا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس نے دوبارہ اس کا اعادہ کیا تو وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں گے۔ (البقرہ: ۲۷۵)

سود خور کے لیے دائما دوزخ کی وعید کی توجیہ

یعنی جس شخص کو سود کا حرام ہونا معلوم ہو گیا اور وہ سود خوری سے رک گیا تو سود کی تحریم سے پہلے وہ جو کچھ لے چکا ہے وہ اس سے واپس نہیں لیا جائے گا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اس کی دو تفسیریں ہیں ایک یہ کہ اگر اللہ چاہے تو اس کو آئندہ سود خوری سے محفوظ رکھے گا اور اگر چاہے گا تو ایسا نہیں کرے گا دوسری تفسیر یہ ہے کہ جو شخص نصیحت پہنچنے کے بعد اخلاص اور صدق نیت سے سود خوری چھوڑ دے گا اس کو اللہ تعالیٰ جزا دے گا یا اللہ جو چاہے گا اس کے متعلق فیصلہ فرمائے گا کسی کو اس پر اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے کیونکہ وہی مالک اور حاکم علی الاطلاق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جس نے دوبارہ سود لیا تو وہی لوگ دوزخی ہیں وہ اسی میں ہمیشہ رہیں اس سے معتزلہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہمیشہ دوزخ میں رہتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جو شخص جائز اور حلال سمجھ کر دوبارہ سود لے وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا کیونکہ حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص سود کے حرام ہونے کے بعد دوبارہ سود لے وہ دوزخ میں دائما رہنے کا مستحق ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو یہ سزا نہ دے تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ وعید مشیت کے ساتھ مقید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ وہ کسی کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا اور اس کی جزا اس کو دے گا جس مومن نے سود لیا اس کا ایمان بھی تو ایک نیکی ہے اگر اس کو ہمیشہ دوزخ میں رکھا گیا تو اس کے ایمان کی اس کو جزا نہیں ملے گی اس لیے ضروری ہے کہ کچھ عرصہ دوزخ میں سزا دینے کے بعد اسے جنت میں بھیج دیا جائے تا کہ وہ اپنی برائی اور نیکی دونوں کی جزا پالے اس لیے یہ آیت مشیت کے ساتھ مقید ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو دوزخ میں دائما رکھے گا لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں چاہے گا کیونکہ اس نے فرمایا ہے: جس نے نیکی کی اس کو اس کی نیکی کی جزا ملے گی۔

(آیت) فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره . . (الزلزال:۷)

ترجمہ: سو جس نے ایک ذرہ کے برابر بھی نیکی کی وہ اس (کی جزا) کو دیکھے گا۔

چوتھا جواب یہ ہے کہ زیادہ عرصہ دوزخ سے سزا دینے کو اللہ تعالیٰ نے مجاز ادوام کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔

(تفسیر تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

باب بَيْعِ الْبُرِّ بِالْبُرِّ

یہ باب ہے کہ گندم کے بدلے میں گندم فروخت کرنا

4574 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ - وَهُوَ ابْنُ عَلْقَمَةَ - عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَتِيكٍ قَالَا جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَمُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ وَالْبُرِّ

4574-اخرجه النسائي في البيوع، بيع البر بالبر (الحديث 4575)، و بيع الشعير بالشعير (الحديث 4576) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الصرف وما لا يجوز متفاضلًا يدًا بيد (الحديث 2254) . تحفة الاشراف (5113) .

بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ - قَالَ اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الْاٰخَرُ - اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ يَدًا بِيَدٍ وَّاَمَرَنَا اَنْ نَبِيْعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا قَالَ اَحَدُهُمَا فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى ۔

☆☆ عبداللہ بن عتیق اور مسلم بن یسار بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک جگہ اکٹھے ہوئے' تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو یہ حدیث سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کے عوض میں سونا' چاندی کے عوض میں چاندی' گندم کے عوض میں گندم' جَو کے عوض میں جَو اور کھجور کے عوض میں کھجور (یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ بھی نقل کیے ہیں:) نمک کے عوض میں نمک (لیکن دوسرے راوی نے یہ الفاظ نقل نہیں کیے ہیں) کا لین دین کرنے سے منع کیا ہے' تاہم اگر وہ برابر' برابر ہوں اور دست بدست ہوں (تو یہ جائز ہوگا)۔

انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے' ہم چاندی کے عوض میں سونے کو' یا سونے کے عوض میں چاندی کو' جَو کے عوض میں گندم کو' یا گندم کے عوض میں جَو کو دست بدست جیسے ہم چاہیں' خرید وفروخت کرسکتے ہیں۔

ان دونوں راویوں میں سے ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے' تو وہ سود کا کام کرتا ہے۔

4575 - اَخْبَرَنَا الْمُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ - وَقَدْ كَانَ يُدْعٰى ابْنَ هُرْمُزَ - قَالَ جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَهُمْ عُبَادَةُ قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالتَّمْرِ بِالتَّمْرِ وَالْبُرِّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ - قَالَ اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحِ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلْهُ الْاٰخَرُ - اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ - قَالَ اَحَدُهُمَا مَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَلَمْ يَقُلْهُ الْاٰخَرُ - وَاَمَرَنَا اَنْ نَبِيْعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا ۔

☆☆ مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید' جنہیں ابن ہرمز بھی کہا جاتا ہے' وہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جگہ پر پڑاؤ کیے ہوئے تھے' تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سونے کے عوض میں سونا' چاندی کے عوض میں چاندی' کھجور کے عوض میں کھجور' گندم کے عوض میں گندم اور جَو کے عوض میں جَو کا سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

(یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:)

نمک کے عوض میں نمک (لیکن یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں)۔

(اس کے بعد روایت کے یہ الفاظ ہیں:) البتہ اگر وہ برابر' برابر ہوں اور نقد لین دین ہو (تو یہ جائز ہوگا)۔

4575-تقدم في البيوع، بيع البر بالبر (الحديث 4574) .

یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو تو وہ سود کا کام کرتا ہے تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں۔

(روایت میں یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم چاندی کے عوض میں سونے کو سونے کے عوض میں چاندی کو جَو کے عوض میں گندم کو اور گندم کے عوض میں جَو کو دست بدست جیسے چاہیں خرید وفروخت کر سکتے ہیں۔

شرح

علامہ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ شارح ہدایہ فرماتے ہیں تجارت (بیع) کے ذریعہ عام طور پر مال میں اضافہ ہوتا ہے جسے نفع یا ربح کہتے ہیں اور سود کے ذریعہ بھی مال میں اضافہ ہوتا ہے جسے ربٰو کہتے ہیں مگر دونوں میں بہت بڑا فرق ہے اور وہ یہ کہ تجارت کی شکل میں حاصل ہونے والا منافع ربح حلال ہے اور سود کی شکل میں حاصل ہونے والا ربٰو حرام ہے۔ لہٰذا فقہاء کرام رحمہم اللہ جب تجارت کی حلال صورت کو بیان کر کے اس کے مسائل ذکر کرتے ہیں تو اس کی حرام صورت اور اس کے مسائل بھی ذکر کر دیتے ہیں۔ چونکہ اصل حلت ہے اس لئے حلال کا پہلے ذکر کیا جاتا ہے اور حرام کا ذکر بعد میں کیا جاتا ہے۔ (فتح القدیر شرح الہدایہ، باب ربو)

سود کی لغوی تعریف کا بیان

لغت کے اعتبار سے ربا کے معنی زیادتی بڑھوتری بلندی کے اتے ہیں اور اصطلاح شریعت میں ایسی زیادتی کو ربا کہتے ہیں جو کسی مالی معاوضہ کے بغیر حاصل ہو۔

سود کو عربی زبان میں ربا کہتے ہیں، جس کا لغوی معنی زیادہ ہونا، پروان چڑھنا، اور بلندی کی طرف جانا ہے۔ اور شرعی اصطلاح میں ربا (سود) کی تعریف یہ ہے کہ کسی کو اس شرط کے ساتھ رقم ادھار دینا کہ واپسی کے وقت وہ کچھ رقم زیادہ لے گا۔ مثلاً کسی کو سال یا چھ ماہ کے لیے 100 روپے قرض دئے، تو اس سے یہ شرط کر لی کہ وہ 100 روپے کے 120 روپے لے گا، مہلت کے عوض یہ جو 20 روپے زیادہ لیے گئے ہیں، یہ سود ہے۔

سود کی حرمت کا بیان

اَلَّذِیْنَ یَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُهُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْۤا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَ مَنْ عَادَ فَاُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ (البقرہ، ۲۷۵)

ترجمہ: وہ جو سود کھاتے ہیں قیامت کے دن نہ کھڑے ہوں گے مگر، جیسے کھڑا ہوتا ہے وہ جسے آسیب نے چھو کر مخبوط بنا دیا ہو اس لئے کہ انہوں نے کہا بیع بھی تو سود ہی کے مانند ہے، اور اللہ نے حلال کیا بیع کو اور حرام کیا سود، تو جسے اس کے رب کے پاس سے نصیحت آئی اور وہ باز رہا تو اسے حلال ہے جو پہلے لے چکا، اور اس کا کام خدا کے سپرد ہے۔ اور جو اب ایسی حرکت کرے گا تو وہ دوزخی ہے وہ اس میں مدتوں رہیں گے۔ (کنزالایمان)

علامہ مناوی لکھتے ہیں۔ ربوا کے لغوی معنی زیادتی اور اضافے کے ہیں اور شریعت میں اس کا اطلاق ربا الفضل اور ربا النسیئۃ پر ہوتا ہے۔ ربا الفضل اس سود کو کہتے ہیں جو چھ اشیا میں کمی بیشی یا نقد و ادھار کی وجہ سے ہوتا ہے (جس کی تفصیل حدیث میں ہے) مثلاً گندم کا تبادلہ گندم سے کرنا ہے تو فرمایا گیا ہے کہ ایک تو برابر برابر ہو۔ دوسرے ہاتھوں ہاتھ ہو۔ اس میں کمی بیشی ہوگی تب بھی اور ہاتھوں ہاتھ ہونے کے بجائے ایک نقد اور دوسرا ادھار یا دونوں ہی ادھار ہوں تب بھی سود ہے) ربا النسیئۃ کا مطلب ہے کسی کو (مثلاً) چھ مہینے کے لیے اس شرط پر سو روپے دینا کہ واپسی روپے ہوگی۔ روپے چھ مہینے کی مہلت کے لیے دیے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب قول میں اسے اس طرح بیان کیا گیا ہے "کل قرض جر منفعة فهو ربا ۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ج ۵، ص ۲۸)

(قرض پر لیا گیا نفع سود ہے)۔ یہ قرضہ ذاتی ضرورت کے لیے لیا گیا ہو یا کاروبار کے لئے دونوں قسم کے قرضوں پر سود حرام ہے۔ اور زمانہ جاہلیت میں بھی دونوں قسم کے قرضوں کا رواج تھا شریعت نے بغیر کسی قسم کی تفریق کے دونوں کو مطلقاً حرام قرار دیا ہے اس لیے بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ تجارتی قرضہ جو عام طور پر بنک سے لیا جاتا ہے اس پر اضافہ سود نہیں ہے اس لیے کہ قرض لینے والا اس سے فائدہ اٹھاتا ہے جس کا کچھ حصہ وہ بنک کو یا قرض دہندہ کو لوٹا دیتا ہے تو اس میں قباحت کیا ہے؟ اس کی قباحت ان متجددین کو نظر نہیں آتی جو اس کو جائز قرار دیتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی نظر میں تو اس میں بڑی قباحتیں ہیں۔ مثلاً قرض لے کر کاروبار کرنے والے کا منافع تو یقینی نہیں ہے بلکہ منافع تو کجا اصل رقم کی حفاظت کی بھی ضمانت نہیں ہے بعض دفعہ کاروبار میں ساری رقم ہی ڈوب جاتی ہے۔

جب کہ اس کے برعکس قرض دہندہ (چاہے وہ بنک ہو یا کوئی ساہوکار ہو) کا منافع متعین ہے جس کی ادائیگی ہر صورت میں لازمی ہے یہ ظلم کی ایک واضح صورت ہے جسے شریعت اسلامیہ کس طرح جائز قرار دے سکتی ہے؟ علاوہ ازیں شریعت تو اہل ایمان کو معاشرے کے ضرورت مندوں پر بغیر کسی دنیاوی غرض و منفعت کے خرچ کرنے کی ترغیب دیتی ہے جس سے معاشرے میں اخوت بھائی چارے، ہمدردی، تعاون اور شفقت و محبت کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ اس کے برعکس سودی نظام سے سنگ دلی اور خود غرضی کو فروغ ملتا ہے۔ ایک سرمائے دار کو اپنے سرمائے کے نفع سے غرض ہوتی ہے چاہے معاشرے میں ضرورت مند، بیماری، بھوک، افلاس سے کراہ رہے ہوں یا بیروزگار اپنی زندگی سے بیزار ہوں۔ شریعت اس شقاوت و سنگدلی کو کس طرح پسند کر سکتی ہے؟ اس کے اور بہت سے نقصانات ہیں۔ بہر حال سود مطلقاً حرام ہے چاہے ذاتی ضرورت کے لیے لیے گئے قرضے کا سود ہو یا تجارتی قرضے پر ہو۔

تجارت اور سود کو ہم معنی کہنے والے کم علم لوگوں کے لئے نصیحت

چونکہ پہلے ان لوگوں کا ذکر ہوا ہے جو نیک کا (صدقہ خیرات کرنے والے زکوتیں دینے والے حاجت مندوں اور رشتہ داروں کی مدد کرنے والے غرض ہر حال میں اور ہر وقت دوسروں کے کام آنے والے تھے تو ان کا بیان ہو رہا ہے جو کسی کو دینا تو ایک طرف

رہا دوسروں سے چھینے ظلم کرنے اور ناحق اپنے پرایوں کا مال ہضم کرنے والے ہیں، تو فرمایا کہ یہ سود خور لوگ اپنی قبروں سے ان کے بارے میں دیوانوں اور پاگلوں خبطیوں اور بیہوشوں کی طرح اُٹھیں گے، پاگل ہوں گے، کھڑے بھی نہ ہو سکتے ہوں گے، ایک قرأت میں من المس کے بعد یوم القیامۃ کا لفظ بھی ہے، ان سے کہا جائے گا کہ لو اب ہتھیار تھام لو اور اپنے رب سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو جاؤ، شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا جن کے پیٹ بڑے بڑے گھروں کی مانند تھے، پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ بتایا گیا سود اور بیاج لینے والے ہیں، اور روایت میں ہے کہ ان کے پیٹوں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو ڈستے رہتے تھے اور ایک مطول حدیث میں ہے کہ ہم جب ایک سرخ رنگ نہر پر پہنچے جس کا پانی مثل خون کے سرخ تھا تو میں نے دیکھا اس میں کچھ لوگ بمشکل تمام کنارے پر آتے ہیں تو ایک فرشتہ بہت سے پتھر لئے بیٹھا ہے، وہ ان کا منہ پھاڑ کر ایک پتھر ان کے منہ میں اتار دیتا ہے، وہ پھر بھاگتے ہیں پھر یہی ہوتا ہے، پوچھا تو معلوم ہوا یہ سود خوروں کا گروہ ہے، ان پر یہ وبال اس باعث ہے کہ یہ کہتے تھے کہ تجارت بھی تو سود ہی ہے ان کا یہ اعتراض شریعت اور احکام الٰہی پر تھا وہ سود کو تجارت کی طرح حلال جانتے تھے، جبکہ بیع پر سود کا قیاس کرنا ہی غلط ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ مشرکین تو تجارت کا شرعاً جائز ہونے کے قائل نہیں ورنہ یوں کہتے کہ سود مثل بیع ہے، ان کا کہنا یہ تھا کہ تجارت اور سود دونوں ایک جیسی چیزیں ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک کو حلال کہا جائے اور دوسری کو حرام؟ پھر انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ حلت وحرمت اللہ کے حکم کی بنا پر ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جملہ بھی کافروں کا قول ہی ہو، تو بھی انتہائی اچھے انداز سے جواباً کہا گیا اس میں مصلحت الٰہیہ کہ ایک کو اللہ نے حرام ٹھہرایا اور دوسرے کو حلال پھر اعتراض کیسا؟ علیم وحکیم اللہ کے حکموں پر اعتراض کرنے والے تم کون؟ کس کی ہستی ہے؟ اس سے باز پرس کرنے کی، تمام کاموں کی حقیقت کو ماننے والا تو وہی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ میرے بندوں کا حقیقی نفع کس چیز میں اور فی الواقع نقصان کس چیز میں ہے، تو نفع الی چیزیں حلال کرتا ہے اور نقصان پہنچانے والی چیزیں حرام کرتا ہے، کوئی ماں اپنے دودھ پیتے بچے پر اتنی مہربان نہ ہوگی جتنا اللہ اپنے بندوں پر ہے، وہ روکتا ہے تو بھی مصلحت سے اور حکم دیتا ہے تو مصلحت سے، اپنے رب کی نصیحت سن کر جو باز آ جائے اس کے پہلے کیے ہوئے تمام گناہ معاف ہیں، جیسا فرمایا عفا اللہ عما سلف اور جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن فرمایا تھا جاہلیت کے تمام سود آج میرے ان قدموں تلے دفن کر دیئے گئے ہیں، چنانچہ سب سے پہلا سود جس سے میں دست بردار ہوتا ہوں وہ عباس کا سود ہے، پس جاہلیت میں جو سود لے چکے تھے ان کو لوٹانے کا حکم نہیں ہوا،

ایک روایت میں ہے کہ ام بحنہ حضرت زید بن ارقم کی ام ولد تھیں، حضرت عائشہ کے پاس آئیں اور کہا کہ میں نے ایک غلام حضرت زید کے ہاتھوں آٹھ سو کا اس شرط پر بیچا کہ جب ان کے پاس رقم آئے تو وہ ادا کر دیں، اس کے بعد انہیں نقدی کی ضرورت پڑی تو وقت سے پہلے ہی وہ اسے فروخت کرنے کو تیار ہو گئے، میں نے چھ سو کا خرید لیا، حضرت صدیقہ نے فرمایا تو نے بھی اور اس نے بھی بالکل خلاف شرع کیا، بہت برا کیا، جاؤ زید سے کہہ دو اگر وہ توبہ نہ کرے گا تو اس کا جہاد بھی غارت جائے گا جو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا ہے، میں نے کہا اگر وہ دو سو جو مجھے اس سے لینے ہیں چھوڑ دوں اور صرف چھ سو وصول کر لوں تا کہ مجھے

میری پوری رقم آٹھ سو کی مل جائے، آپ نے فرمایا پھر کوئی حرج نہیں، پھر آپ نے (فمن جاء موعظۃ والی آیت پڑھ کر سنائی (ابن ابی حاتم) یہ اثر بھی مشہور ہے اور ان لوگوں کی دلیل ہے جو عینہ کے مسئلے کو حرام بتاتے ہیں اس کی تفصیل کتاب الاحکام میں ہے اور احادیث بھی ہیں، والحمد اللہ۔

پھر فرمایا کہ حرمت کا مسئلہ کانوں میں پڑنے کے بعد بھی سود لے تو وہ سزا کا مستحق ہے ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے، جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمایا جو مخابرہ کو اب بھی نہ چھوڑے وہ اللہ کے رسول سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائے (ابوداود)

"مخابرہ" اسے کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسروں کی زمین میں کھیتی بوئے اور اس سے یہ طے ہو کہ زمین کے اس محدود ٹکڑے سے جتنا اناج نکلے وہ میرا باقی تیرا اور "مزابنہ" اسے کہتے ہیں کہ درخت میں جو کھجوریں ہیں وہ میری ہیں اور میں اس کے بدلے اپنے پاس سے تجھے اتنی اتنی کھجوریں تیار دیتا ہوں، اور "محاقلہ" اسے کہتے ہیں کہ کھیت میں جو اناج خوشوں میں ہے اسے اپنے پاس سے کچھ اناج دے کر خریدنا، ان تمام صورتوں کو شریعت نے حرام قرار دیا تا کہ سود کی جڑیں کٹ جائیں، اس لئے کہ ان صورتوں میں صحیح طور پر کیفیت تبادلہ کا اندازہ نہیں ہو سکتا، پس بعض علماء نے اس کی کچھ علت نکالی بعض نے کچھ، ایک جماعت نے اسی قیاس پر ایسے تمام کاروبار کو منع کیا، دوسری جماعت نے برعکس کیا، لیکن دوسری علت کی بنا پر، حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ ذرا مشکل ہے۔

یہاں تک کہ حضرت عمر فرماتے ہیں افسوس کہ تین مسئلے پوری طرح میری سمجھ میں نہیں آئے دادا کی میراث کا کلالہ اور سود کی صورتوں کا یعنی بعض کاروبار کی ایسی صورتیں جن پر سود کا شبہ ہوتا ہے، اور وہ ذرائع جو سود کی مماثلت تک لے جاتے ہوں جب یہ حرام ہیں تو وہ بھی حرام ہی ٹھہریں گے، جیسا کہ وہ چیز واجب ہو جاتی ہے جس کے بغیر کوئی واجب پورا نہ ہوتا ہو،

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ جس طرح حلال ظاہر ہے، اسی طرح حرام بھی ظاہر ہے لیکن کچھ کام درمیانی شبہ والے بھی ہیں، ان شبہات والے کاموں سے بچنے والے نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو ان مشتبہ چیزوں میں پڑا وہ حرام میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے۔ اس چرواہے کی طرح جو کسی کی چراگاہ کے آس پاس اپنے جانور چراتا ہو، تو ممکن ہے کوئی جانور اس چراگاہ میں بھی منہ مار لے،

سنن میں حدیث ہے کہ جو چیز تجھے شک میں ڈالے اسے چھوڑ دو اور اسے لے لو جو شک شبہ سے پاک ہے، دوسری حدیث میں ہے گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے طبیعت میں تردد ہو اور اس کے بارے میں لوگوں کا واقف ہونا اسے برا لگتا ہو، ایک اور روایت میں ہے اپنے دل سے فتویٰ پوچھ لو لوگ چاہے کچھ بھی فتویٰ دیتے ہوں، حضرت ابن عباس فرماتے ہیں سود کی حرمت سب سے آخر میں نازل ہوئی (بخاری)

حضرت عمر یہ فرما کر کہتے ہیں افسوس کہ اس کی پوری تفسیر بھی مجھ تک نہ پہنچ سکی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ لوگو سود کو بھی چھوڑ دو اور ہر اس چیز کو بھی جس میں سود کا بھی شائبہ ہو (مسند احمد) حضرت عمر نے ایک خطبہ میں فرمایا شاید میں تمہیں بعض ان چیزوں سے روک دوں جو تمہارے لئے نفع والی ہوں اور ممکن ہے میں تمہیں کچھ ایسے احکام بھی دوں جو تمہاری مصلحت کیخلاف ہوں، سنو! قرآن میں سب سے آخر سود کی حرمت کی آیت اتری، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور افسوس کہ اسے کھول کر ہمارے

سامنے بیان نہ فرمایا پس تم ہر اس چیز کو چھوڑ دو جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو۔ (ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ہے کہ سود کے تہتر گناہ ہیں جن میں سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے بدکاری کرے، سب سے بڑا سود مسلمان کی ہتک عزت کرنا ہے (مستدرک حاکم)

فرماتے ہیں ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ لوگ سود کھائیں گے، صحابہ نے پوچھا کیا سب کے سب؟ فرمایا جو نہ کھائے گا اسے بھی غبار تو پہنچے گا ہی، (مسند احمد)

پس غبار سے بچنے کے لئے ان اسباب کے پاس بھی نہ پھٹکنا چاہئے جو ان حرام کاموں کی طرف پہنچانے والے ہوں، حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ جب سورۃ بقرہ کی آخری آیت حرمت سود میں نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں آکر اس کی تلاوت کی اور سودی کاروبار اور سودی تجارت کو حرام قرار دیا،

بعض ائمہ فرماتے ہیں کہ اسی طرح شراب اور اس طرح کی تمام خرید وفروخت وغیرہ وہ وسائل (ذرائع) ہیں جو اس تک پہنچانے والے ہیں سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کئے ہیں، صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے یہودیوں پر لعنت اس لئے کی کہ جب ان پر چربی حرام ہوئی تو انہوں نے حیلہ سازی کرکے حلال بنانے کی کوشش کی چنانچہ یہ کوشش کرنا بھی حرام ہے اور موجب لعنت ہے، اسی طرح پہلے وہ حدیث بھی بیان ہو چکی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ جو شخص دوسرے کی تین طلاق والی عورت سے اس لئے نکاح کرے کہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے اس پر اور اس خاوند پر اللہ کی پھٹکار اور اس کی لعنت ہے، آیت حتی تنکح زوجا غیرہ ک ی تفسیر میں دیکھ لیجئے، حدیث شریف میں ہے سود کھانے والے پر کھلانے والے پر شہادت دینے والوں پر گواہ بننے والوں پر لکھنے والے پر، سب پر اللہ کی لعنت ہے، ظاہر ہے کاتب وشاہد کو کیا ضرورت پڑی ہے جو وہ خواہ مخواہ اللہ کی لعنت اپنے اوپر لے، اسی طرح بظاہر عقد شرعی کی صورت کا اظہار اور نیت میں فساد رکھنے والوں پر بھی اللہ کی لعنت ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں بلکہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتے ہیں۔

سود کے سبب معیشت کی تباہی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ سود کو برباد کرتا ہے یعنی یا تو اسے بالکل غارت کر دیتا ہے یا سودی کاروبار سے خیر و برکت ہٹا دیتا ہے علاوہ ازیں دنیا میں بھی وہ تباہی کا باعث بنتا ہے اور آخرت میں عذاب کا سبب، جیسے ہے آیت قل لا یستوی الخبیث والطیب الخ، یعنی ناپاک اور پاک برابر نہیں ہوتا گو تمہیں ناپاک کی زیادتی تعجب میں ڈالے۔ ارشاد فرمایا آیت ویجعل الخبیث بعضہ علی بعض فیر کم فیجعلہ فی جھنم ۔مگر جب خباثت والی چیزوں کو تہ وبالا کر کے وہ جہنم میں جھونک دے گا اور جگہ ہے آیت (وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ) 30۔الروم:39) یعنی سود دے کر جو مال تم بڑھانا چاہتے ہو وہ دراصل بڑھتا نہیں،

اسی واسطے حضرت عبداللہ بن مسعود والی روایت میں ہے کہ سود سے اگر مال میں اضافہ ہو بھی جائے لیکن انجام کار کمی ہوتی ہے

(مسند احمد)

مسند کی ایک اور روایت میں ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق مسجد سے نکلے اور اناج پھیلا ہوا دیکھ کر پوچھا یہ غلہ کہاں سے آیا؟ لوگوں نے کہا بکنے کے لئے آیا ہے، آپ نے دعا کی کہ اللہ اس میں برکت دے، لوگوں نے کہا یہ غلہ گراں بھاؤ بیچنے کے لئے پہلے ہی جمع کر لیا تھا، پوچھا کس نے جمع کیا تھا، لوگوں نے کہا ایک تو فروخ نے جو حضرت عثمان کے مولی ہیں اور دوسرے آپ کے آزاد کردہ غلام نے، آپ نے دونوں کو بلوایا اور فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ جواب دیا کہ ہم اپنے مالوں سے خریدتے ہیں اور جب چاہیں بیچیں، ہمیں اختیار ہے، آپ نے فرمایا سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ جو شخص مسلمانوں میں مہنگا بیچنے کے خیال سے غلہ روک رکھے اسے اللہ مفلس کر دے گا، یہ سن کر حضرت فروخ تو فرمانے لگے کہ میری توبہ ہے میں اللہ سے اور پھر آپ سے عہد کرتا ہوں کہ پھر یہ کام نہ کروں گا لیکن حضرت عمر کے غلام نے پھر بھی یہی کہا کہ ہم اپنے مال سے خریدتے ہیں اور نفع اٹھا کر بیچتے ہیں، اس میں کیا حرج ہے؟

راوی حدیث حضرت ابو یحییٰ فرماتے ہیں میں نے پھر دیکھا کہ اسے جذام ہو گیا اور جذامی (کوڑھ) بنا پھرتا تھا، ابن ماجہ میں ہے جو شخص مسلمانوں کا غلہ گراں بھاؤ بیچنے کے لئے روک رکھے اللہ تعالیٰ اسے مفلس کر دے گا یا جذامی۔ پھر فرماتا ہے وہ صدقہ کو بڑھاتا ہے۔

یربی کی دوسری قرأت یربی بھی ہے، صحیح بخاری شریف کی حدیث میں ہے جو شخص اپنی پاک کمائی سے ایک کھجور بھی خیرات کرے اسے اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی داہنے ہاتھ لیتا ہے پھر اسے پال کر بڑا کرتا ہے (جس طرح تم لوگ اپنے بچھڑوں کو پالتے ہو) اور اس کا ثواب پہاڑ کے برابر بنا دیتا ہے اور پاک چیز کے سوا وہ ناپاک چیز کو قبول نہیں فرماتا، ایک اور روایت میں ہے کہ ایک کھجور کا ثواب احد پہاڑ کے برابر ملتا ہے، اور روایت میں ہے کہ ایک لقمہ مثل احد کے ہو کر ملتا ہے، پس تم صدقہ خیرات کیا کرو، پھر فرمایا ناپسندیدہ کافروں، نافرمان زبان زور اور نافرمان فعل والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا، مطلب یہ ہے کہ جو لوگ صدقہ خیرات نہ کریں اور اللہ کی طرف سے صدقہ خیرات کے سبب مال میں اضافہ کے وعدہ کی پرواہ کئے بغیر دنیا کا مال دینار جمع کرتے پھریں اور بدترین اور خلاف شرع طریقوں سے کمائیاں کریں لوگوں کے مال باطل اور ناحق طریقوں سے کھا جائیں، یہ اللہ کے دشمن ہیں ان ناشکروں اور گنہگاروں سے اللہ کا پیار ممکن نہیں۔ پھر ان بندوں کی تعریف ہو رہی ہے جو اپنے رب کے احکام کی بجا آوری کریں، مخلوق کے ساتھ سلوک و احسان قائم کریں، نمازیں قائم کریں، زکوۃ دیتے رہیں، یہ قیامت کے دن تمام دکھ درد سے امن میں رہیں گے کوئی کھٹکا بھی ان کے دل پر نہ گزرے گا بلکہ رب العالمین اپنے انعام و اکرام سے انہیں سرفراز فرمائے گا۔

علم معیشت کے اصول کے مطابق سود سے مال کم ہونے کا بیان

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سود سے مال بڑھتا ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ کسی بھی معاشرہ میں دولت مندوں کی تعداد غریبوں کی تعداد کی نسبت بہت قلیل ہوتی ہے اور سود لینے والے دولت مند ہوتے ہیں اور دینے والے غریب اور محتاج۔ اب سود

سے فائدہ تو ایک شخص اٹھاتا ہے اور نقصان سینکڑوں غریبوں کا ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی نظروں میں اس کی سب مخلوق یکساں ہے بلکہ اسے دولتمندوں کے مفاد سے غریبوں کے مفادات زیادہ عزیز ہیں۔ اور سودخور سود کے ذریعہ بے شمار غریبوں کا مال کھینچ کر انہیں مزید مفلس اور کنگال بنانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ تو اسی حقیقت کو اللہ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا کہ سود کے ذریعہ مال بڑھتا نہیں بلکہ گھٹتا ہے۔

یہ اس مسئلہ کا ایک پہلو ہوا اور دوسرا پہلو یہ ہے کہ علم معیشت کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ کہ جس معاشرہ میں دولت کی گردش جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی وہ معاشرہ خوشحال ہوگا اور اس کی قومی دولت میں اضافہ ہوگا۔ اور اگر دولت کا بھاؤ غریب سے امیر کی طرف ہوگا تو یہ گردش بہت کم ہو جائے گی۔ کیونکہ امیر طبقہ کی تعداد بہت کم ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے بھی سود قومی معیشت پر تباہ کن اثر ڈالتا ہے۔ اور اگر دولت کا بہاؤ امیر سے غریب کی طرف ہو اور یہ بات صرف زکوٰۃ و صدقات کی صورت میں ہی ممکن ہوتی ہے، تو دولت کی گردش میں تیز ہو جائے گی۔ کیونکہ ایک تو غریبوں کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے دوسرے ان کی ضروریات محض پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے اٹکی ہوتی ہیں۔

باب بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ

باب: جَو کے عوض میں جَو فروخت کرنا

4576 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ وَّعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَا جَمَعَ الْمَنْزِلُ بَيْنَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ وَبَيْنَ مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُبَادَةُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّبِيْعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ - قَالَ اَحَدُهُمَا وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ وَلَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ - اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِّثْلًا بِمِثْلٍ - قَالَ اَحَدُهُمَا مَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَلَمْ يَقُلِ الْاٰخَرُ - وَاَمَرَنَا اَنْ نَّبِيْعَ الذَّهَبَ بِالْوَرِقِ وَالْوَرِقَ بِالذَّهَبِ وَالْبُرَّ بِالشَّعِيْرِ وَالشَّعِيْرَ بِالْبُرِّ يَدًا بِيَدٍ كَيْفَ شِئْنَا فَبَلَغَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مُعَاوِيَةَ فَقَامَ فَقَالَ مَا بَالُ رِجَالٍ يُّحَدِّثُوْنَ اَحَادِيْثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَحِبْنَاهُ وَلَمْ نَسْمَعْهُ مِنْهُ . فَبَلَغَ ذٰلِكَ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ فَقَامَ فَاَعَادَ الْحَدِيْثَ فَقَالَ لَنُحَدِّثَنَّ بِمَا سَمِعْنَاهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنْ رَغِمَ مُعَاوِيَةُ . خَالَفَهُ قَتَادَةُ رَوَاهُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ عَنْ عُبَادَةَ .

☆☆ مسلم بن یسار اور عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ایک گھر میں اکٹھے ہوئے، تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ بولے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے، ہم سونے کے عوض میں سونا، چاندی کے عوض میں چاندی، گندم کے عوض میں گندم، جَو کے عوض میں جَو، کھجور کے عوض میں کھجور فروخت کریں۔

4576-تقدم (الحديث 4574) .

یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: نمک کے عوض میں نمک (فروخت کریں) تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں۔

البتہ اگر یہ دونوں طرف سے برابر ہوں اور نقد لین دین ہو (تو یہ جائز ہوگا)

یہاں ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: اگر کوئی شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے' تو وہ سود کا کام کرتا ہے'

تاہم یہ الفاظ دوسرے راوی نے نقل نہیں کیے ہیں۔ (اصل روایت میں یہ الفاظ ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات کا حکم دیا ہے' ہم چاندی کے عوض میں سونا' سونے کے عوض میں چاندی' جَو کے عوض میں گندم اور گندم کے عوض میں جَو جیسے ہم چاہیں خرید و فروخت کر سکتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں: جب یہ حدیث حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو وہ کھڑے ہوئے اور بولے: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے' وہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے ایسی احادیث بیان کرتے ہیں' ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ رہے ہیں' ہم نے ان سے وہ حدیث نہیں سنی۔

جب اس بات کی اطلاع حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ملی تو وہ کھڑے ہوئے' انہوں نے دوبارہ اس حدیث کو سنایا اور فرمایا:

میں نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی جو حدیث سنی ہے وہ میں ضرور بیان کروں گا' اگرچہ معاویہ کو کتنا ہی بُرا لگے۔

قتادہ نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے' انہوں نے اسے مسلم بن یسار کے حوالے سے ابواشعث کے حوالے سے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے (جو درج ذیل ہے)۔

4577 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِی الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ - وَكَانَ بَدْرِيًّا وَّكَانَ بَايَعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا يَخَافَ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ - اَنَّ عُبَادَةَ قَامَ خَطِيْبًا فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ قَدْ اَحْدَثْتُمْ بُيُوْعًا لَا اَدْرِیْ مَا هِيَ اَلَا اِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَاِنَّ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ تِبْرُهَا وَعَيْنُهَا وَلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ يَدًا بِيَدٍ وَّالْفِضَّةُ اَكْثَرُهُمَا وَلَا تَصْلُحُ النَّسِيْئَةُ اَلَا اِنَّ الْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ وَّلَا بَاْسَ بِبَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالْحِنْطَةِ يَدًا بِيَدٍ وَّالشَّعِيْرُ اَكْثَرُهُمَا وَلَا يَصْلُحُ نَسِيْئَةً اَلَا وَاِنَّ التَّمْرَ بِالتَّمْرِ مُدْيًا بِمُدْيٍ حَتّٰى ذَكَرَ الْمِلْحَ مُدًّا بِمُدٍّ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰى .

☆☆ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بدری صحابی ہیں' اور انہوں نے نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کیا ہے' اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرتے تھے' حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' انہوں نے ارشاد فرمایا:

4577-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 80 و 81) مطولًا واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات (الحديث 3349) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في ان الحنطة بالحنطة مثلًا بمثل كراهية التفاضل فيه (الحديث 1240) بنحوه . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع الشعير بالشعير (الحديث 4578) . تحفة الاشراف (5089) .

''اے لوگو! تم نے خرید وفروخت کے نئے طریقے نکال لیے ہیں' مجھے نہیں معلوم ان کی حقیقت کیا ہے' لیکن یہ یاد رکھنا! سونے کے عوض میں سونے کا برابر وزن کے ساتھ لین دین ہوگا' خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو' یا سکے کی شکل میں ہو' چاندی کے عوض میں چاندی کا برابر وزن کے ساتھ لین دین ہوگا' خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو' خواہ وہ سکے کی شکل میں ہو اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے' سونے کے عوض میں چاندی کو دست بدست فروخت کر دیا جائے جبکہ چاندی کی مقدار زیادہ ہو' تاہم ادھار کی شکل میں ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ یاد رکھنا! گندم کے عوض میں گندم اور جَو کے عوض میں جَو کا لین دین کرتے ہوئے ایک مدی کے عوض میں ایک مدی کا لین دین کرنا جائز ہے' اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے' گندم کے عوض میں جَو کو دست بدست فروخت کر دیا جائے' اگرچہ جَو زیادہ ہوں۔ تاہم ادھار میں ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ یاد رکھنا! کھجور کی ایک مدی کے عوض میں ایک مدی کھجور لینا جائز ہے' یہاں تک کہ راوی نے ایک مد نمک کے عوض میں ایک مد نمک کا ذکر کیا (اور پھر یہ الفاظ بیان کیے:)

جو شخص اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو' وہ سود کا کام کرتا ہے۔

4578 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَا حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِى الْخَلِيْلِ عَنْ مُسْلِمٍ الْمَكِّيِّ عَنْ اَبِى الْاَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ تِبْرُهُ وَعَيْنُهُ وَزْنًا بِوَزْنٍ وَّالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى" . وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ لَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوْبُ "وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ" .

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سونے کے عوض میں سونے کا لین دین برابر کے وزن کے ساتھ کیا جائے گا' خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہو' یا سکے کی شکل میں ہو' چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین برابر کے وزن کے ساتھ کیا جائے گا' خواہ وہ سکے کی شکل میں ہو' یا ڈلی کی شکل میں ہو' نمک کے عوض میں نمک کا لین دین' کھجور کے عوض میں کھجور کا لین دین' گندم کے عوض میں گندم کا لین دین' جَو کے عوض میں جَو کا لین دین برابر' برابر کیا جائے گا اور دست بدست کیا جائے گا' جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے' وہ سود کا کام کرتا ہے''۔

روایت کے یہ الفاظ محمد بن مثنیٰ نامی راوی کے ہیں' یعقوب نامی راوی نے اپنی روایت میں جَو کے عوض میں جَو کا ذکر نہیں کیا ہے۔

4579 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ عَلِيٍّ اَنَّ اَبَا الْمُتَوَكِّلِ مَرَّ بِهِمْ فِى السُّوْقِ فَقَامَ اِلَيْهِ قَوْمٌ اَنَا مِنْهُمْ قَالَ قُلْنَا اَتَيْنَاكَ لِنَسْاَلَكَ عَنِ الصَّرْفِ . قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَهُ

4578-تقدم فى البيوع، بيع الشعير بالشعير (الحديث 4577) .

4579-اخرجه مسلم فى المساقاة، باب الصرف وبيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 82) . تحفة الاشراف (4255) .

رَجُلٌ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَيْسَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهٗ غَيْرُهٗ ۔ قَالَ فَاِنَّ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقَ بِالْوَرِقِ - قَالَ سُلَيْمَانُ اَوْ قَالَ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ - وَالْبُرَّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرَ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرَ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحَ بِالْمِلْحِ سَوَآءً بِسَوَآءٍ فَمَنْ زَادَ عَلٰى ذٰلِكَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى وَالْاٰخِذُ وَالْمُعْطِىْ فِيْهِ سَوَآءٌ ۔

★★ سلیمان بن علی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابومتوکل بازار میں لوگوں کے پاس سے گزرے تو کچھ لوگ ان کے پاس آ کر کھڑے ہو گئے' میں بھی ان میں شامل تھا۔ راوی کہتے ہیں' ہم نے ان سے کہا: ہم آپ کے پاس اس لیے آئے ہیں تاکہ آپ سے ادھار سودے کے بارے میں دریافت کریں۔ تو انہوں نے بتایا' میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو سنا کہ ایک شخص نے ان سے کہا: اس وقت آپ کے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا۔ تو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس وقت میرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان میں اور کوئی بھی شخص نہیں تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا:

''سونے کے عوض میں سونے' چاندی کے عوض میں چاندی (یہاں سلیمان نامی راوی نے لفظ فضہ استعمال کیا ہے) گندم کے عوض میں گندم' جَو کے عوض میں جَو اور کھجور کے عوض میں کھجور اور نمک کے عوض میں نمک کا لین دین برابر' برابر ہوگا۔

جو شخص اضافی ادائیگی کرتا ہے' یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہوتا ہے' تو وہ سود کا کام کرتا ہے' اس میں وصول کرنے والا اور دینے والا دونوں برابر کی حیثیت رکھتے ہیں''۔

4580 - اَخْبَرَنِىْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ قَالَ اِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ جَابِرٍ ح وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ جَابِرٍ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "الذَّهَبُ الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ" ۔ وَلَمْ يَذْكُرْ يَعْقُوْبُ "الْكِفَّةُ بِالْكِفَّةِ" ۔ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اِنَّ هٰذَا لَا يَقُوْلُ شَيْئًا ۔ قَالَ عُبَادَةُ اِنِّىْ وَاللّٰهِ مَا اُبَالِىْ اَنْ لَا اَكُوْنَ بِاَرْضٍ يَكُوْنُ بِهَا مُعَاوِيَةُ اِنِّىْ اَشْهَدُ اَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ذٰلِكَ ۔

★★ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''سونے (کے عوض میں سونے کا لین دین کرتے ہوئے) ایک پلڑا دوسرے پلڑے کے برابر ہوگا''

یہاں یعقوب نامی راوی نے پلڑے کے بدلے میں پلڑے کا ذکر نہیں کیا ہے۔

(حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان کی) تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بولے: یہ جو بات کہہ رہے ہیں' اس کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

4580-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5084) .

اللہ کی قسم! میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ میں ایسے علاقے میں نہ رہوں' جہاں معاویہ رہتے ہوں' میں گواہی دے کر یہ بات کہتا ہوں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

باب بَيْعِ الدِّيْنَارِ بِالدِّيْنَارِ

یہ باب ہے کہ دینار کے عوض میں دینار کو فروخت کرنا

4581 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ اَبِىْ تَمِيْمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''دینار کے عوض میں دینا' درہم کے عوض میں درہم کالین دین کرتے ہوئے' کوئی اضافی ادائیگی نہیں ہوگی''۔

باب بَيْعِ الدِّرْهَمِ بِالدِّرْهَمِ

یہ باب ہے کہ درہم کے عوض میں درہم فروخت کرنا

4582 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ قَيْسٍ الْمَكِّيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ الدِّيْنَارُ بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمُ بِالدِّرْهَمِ لَا فَضْلَ بَيْنَهُمَا هٰذَا عَهْدُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا .

★★ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: دینار کے عوض میں دینار اور درہم کے عوض میں درہم کالین دین کرتے ہوئے کوئی اضافی ادائیگی نہیں ہوگی' نبی اکرم ﷺ نے ہم سے یہ عہد لیا تھا۔

4583 – اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نُعْمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَزْنًا بِوَزْنٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ فَمَنْ زَادَ اَوِ ازْدَادَ فَقَدْ اَرْبٰى" .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''سونے کے عوض میں سونے کا برابر وزن کے ساتھ دست بدست لین دین ہوگا' چاندی کے عوض میں چاندی کا برابر وزن کے ساتھ دست بدست لین دین ہوگا' جو اضافی ادائیگی کرے یا اضافی ادائیگی کا طلبگار ہو' وہ سود کا کام کرتا ہے''۔

4581-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 85) . تحفة الاشراف (13384) .

4582-انفرد به النسائي، ورواه ايضًا في السنن الكبرى، تحفة الاشراف (7398) .

4583-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الصرف و بيع الذهب بالورق نقدًا (الحديث 84) . واخرجه ابن ماجه في التجارات باب الصرف و ما لا يجوز متفاضلًا يدًا بيد (الحديث 2255) . تحفة الاشراف (13625) .

باب بَيْعِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں سونے کو فروخت کرنا

4584 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَبِيْعُوا الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوا بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ وَّلَا تَبِيْعُوا الْوَرِقَ بِالْوَرِقِ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تَبِيْعُوا مِنْهَا شَيْئًا غَائِبًا بِنَاجِزٍ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''سونے کے عوض میں سونے کا لین دین صرف برابر' برابر کرو' کسی ایک طرف سے اضافی ادائیگی نہ کرو' چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین صرف برابر' برابر کرو۔ کسی ایک طرف سے غیر موجود چیز کو موجود چیز کے عوض میں فروخت نہ کرو''۔

4585 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ قَالَ بَصُرَ عَيْنِىْ وَسَمِعَ اُذُنِىْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ النَّهْىَ عَنِ الذَّهَبِ بِالذَّهَبِ وَالْوَرِقِ بِالْوَرِقِ اِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ مِثْلًا بِمِثْلٍ "وَّلَا تَبِيْعُوا غَائِبًا بِنَاجِزٍ وَّلَا تُشِفُّوا اَحَدَهُمَا عَلَى الْاٰخَرِ".

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اس وقت میں اپنی آنکھوں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا اور میں نے اپنے کانوں کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے عوض میں سونے' چاندی کے عوض میں چاندی کا لین دین کرنے سے منع کیا ہے' البتہ اگر برابر' برابر ہو اور نقد لین دین ہو تو یہ جائز ہے' اور تم موجود چیز کے عوض میں غیر موجود کا سودا نہ کرو' دونوں میں سے کسی ایک طرف سے اضافی ادائیگی نہ کرو۔

4586 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ مُعَاوِيَةَ بَاعَ سِقَايَةً مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ وَرِقٍ بِاَكْثَرَ مِنْ وَّزْنِهَا فَقَالَ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذَا اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ.

☆☆ عطاء بن یسار بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سونے یا شاید چاندی کا ایک پیالہ اس سے زیادہ وزن کے سونے یا چاندی کے عوض میں فروخت کیا' تو حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کی صورت حال

4584-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الفضة بالفضة (الحديث 2177) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب الربا (الحديث 75 و 76) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الصرف (الحديث 1241) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الذهب بالذهب (الحديث 4585) . تحفة الاشراف (4385) .

4585-تقدم في البيوع، بيع الذهب بالذهب (الحديث 4584 .

4586-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10953) .

سے منع کرتے ہوئے سنا ہے البتہ اگر برابر برابر ہو (تو یہ لین دین جائز ہے)۔

باب بَيْعِ الْقِلَادَةِ فِيهَا الْخَرَزُ وَالذَّهَبُ بِالذَّهَبِ

یہ باب ہے کہ ایسا ہار جس میں نگینے اور سونا لگا ہوا ہو اُسے سونے کے عوض میں فروخت کرنا

4587 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي شُجَاعٍ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ اشْتَرَيْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ بِاثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَفَصَّلْتُهَا فَوَجَدْتُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنَ اثْنَيْ عَشَرَ دِينَارًا فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا تُبَاعُ حَتَّى تُفَصَّلَ".

★★ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن میں نے ایک ہار خریدا' جس میں سونا اور نگینے لگے ہوئے تھے' میں نے وہ بارہ دینار کے عوض میں خریدا' میں نے پھر ان دونوں کو الگ کر دیا' تو اس ہار میں بارہ دینار سے زیادہ سونا لگا ہوا تھا' اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''(ایسے ہار کو) اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے' جب تک (سونے اور اس کے پتھروں کو) الگ' الگ نہ کر لیا جائے۔

4588 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوبٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنْبَأَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ أَبِي عِمْرَانَ عَنْ حَنَشٍ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ أَصَبْتُ يَوْمَ خَيْبَرَ قِلَادَةً فِيهَا ذَهَبٌ وَخَرَزٌ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهَا فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "افْصِلْ بَعْضَهَا مِنْ بَعْضٍ ثُمَّ بِعْهَا".

★★ حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: غزوۂ خیبر کے دن مجھے ایک ہار ملا' جس میں سونا اور نگینے لگے ہوئے تھے' میں نے اُسے فروخت کرنے کا ارادہ کیا' اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس میں سے (سونے اور نگینوں کو) ایک دوسرے سے الگ کر لو' پھر اُسے فروخت کرنا''۔

باب بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ نَسِيئَةً

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں چاندی کو اُدھار فروخت کرنا

4589 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ بَاعَ شَرِيكٌ لِي وَرِقًا بِنَسِيئَةٍ فَجَاءَنِي فَأَخْبَرَنِي فَقُلْتُ هَذَا لَا يَصْلُحُ. فَقَالَ قَدْ وَاللَّهِ بِعْتُهُ فِي السُّوقِ وَمَا عَابَهُ عَلَيَّ أَحَدٌ فَأَتَيْتُ

4587-اخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع القلادة فيها خرز و ذهب (الحديث 90) و (الحديث 91 و 92) بمعناه . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في حلية السيف تباع بالدراهم (الحديث 3351) بنحوه مطولًا، و (الحديث 3352) و (الحديث 3353) بمعناه . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في شراء القلادة و فيها ذهب و خرز (الحديث 1255) واخرجه النسائي في البيوع، بيع القلادة فيها الخرز و الذهب بالذهب (الحديث 4588) بنحوه . تحفة الاشراف (11027) .

4588-تقدم في البيوع، بيع القلادة فيها الخرز و الذهب بالذهب (الحديث 4587) .

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ قَدِمَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَنَحْنُ نَبِيعُ هٰذَا الْبَيْعَ فَقَالَ "مَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَاْسَ وَمَا كَانَ نَسِيئَةً فَهُوَ رِبًا" . ثُمَّ قَالَ لِيَ ائْتِ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَاَتَيْتُهُ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ ابومنہال بیان کرتے ہیں: میرے ایک شراکت دار نے اُدھار کے عوض میں چاندی فروخت کی' پھر وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے اس بارے میں بتایا تو میں نے کہا: یہ تو درست نہیں ہے' تو وہ بولا: اللہ کی قسم! میں نے اُسے بازار میں فروخت کیا ہے' اور اس حوالے سے کسی نے بھی مجھ پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' انہوں نے بتایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ منورہ تشریف لائے' تو ہم اس وقت اس طرح کا لین دین کیا کرتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نقد لین دین ہو' اس میں کوئی حرج نہیں لیکن جو اُدھار ہو تو وہ سود شمار ہوگا۔

پھر حضرت براء رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: تم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ' میں ان کے پاس آیا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بھی اسی کی مانند جواب دیا۔

4590 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ وَعَامِرُ بْنُ مُصْعَبٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا اَبَا الْمِنْهَالِ يَقُولُ سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ "اِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَاْسَ وَاِنْ كَانَ نَسِيئَةً فَلَا يَصْلُحُ" .

☆☆ ابومنہال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا' تو ان دونوں نے یہ جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہم تجارت کا کام کیا کرتے تھے' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیع صرف (یعنی سونے کے عوض میں چاندی کے لین دین) کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر وہ نقد لین دین ہو' تو کوئی حرج نہیں ہے' لیکن اگر وہ اُدھار ہو' تو یہ درست نہیں ہے''۔

4591 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ حَبِيبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْمِنْهَالِ قَالَ سَاَلْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ سَلْ زَيْدَ بْنَ اَرْقَمَ فَاِنَّهُ خَيْرٌ مِّنِّي وَاَعْلَمُ . فَسَاَلْتُ زَيْدًا فَقَالَ سَلِ الْبَرَاءَ فَاِنَّهُ خَيْرٌ مِّنِّي وَاَعْلَمُ فَقَالَا جَمِيعًا نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ دَيْنًا .

4589-اخرجه البخاري في البيوع، باب التجارة في البز وغيره (الحديث 2061) مختصراً، وباب بيع الورق بالذهب نسيئة (الحديث 2180 و 2181) مختصراً، و في الشركة، باب الاشتراك في الذهب و الفضة و ما يكون فيه الصرف (الحديث 2497 و 2498) بنحوه، و في مناقب الانصار، باب 51 . (الحديث 3939 و 3940) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب ديناً (الحديث 86 و 87) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الفضة بالذهب نسيئة (الحديث 4590 و 4591) . تحفة الاشراف (1788) .

4590-تقدم في البيوع ، بيع الفضة بالذهب نسيئة (الحديث 4589) .

4591-تقدم في البيوع ، بيع الفضة بالذهب نسيئة (الحديث 4589) .

★★ ابومنہال بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے بیع صرف کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے سوال کرو' کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں اور مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ میں نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے یہ سوال کیا' تو انہوں نے فرمایا: تم حضرت براء رضی اللہ عنہ سے سوال کرو' کیونکہ وہ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں اور مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھران دونوں صاحبان نے یہی جواب دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کے عوض میں چاندی کو اُدھار فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالذَّهَبِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْفِضَّةِ

یہ باب ہے کہ سونے کے عوض میں' چاندی کو فروخت کرنا' چاندی کے عوض میں سونے کو فروخت کرنا

4592 - وَفِيمَا قَرَأَ عَلَيْنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْفِضَّةِ بِالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ بِالذَّهَبِ إِلَّا سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَأَمَرَنَا أَنْ نَبْتَاعَ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْنَا وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْنَا.

★★ عبدالرحمن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کے عوض میں چاندی' سونے کے عوض میں سونے کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے' البتہ اگر دونوں طرف مقدار برابر ہو (تو یہ جائز ہوگا)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے' ہم چاندی کے عوض میں سونے کو جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں اور سونے کے عوض میں چاندی کو جیسے چاہیں خرید سکتے ہیں۔

4593 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ كَثِيرٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو تَوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ نَهَانَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَبِيعَ الْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ إِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ وَلَا نَبِيعَ الذَّهَبَ بِالذَّهَبِ إِلَّا عَيْنًا بِعَيْنٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَبَايَعُوا الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ كَيْفَ شِئْتُمْ وَالْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ كَيْفَ شِئْتُمْ".

★★ عبدالرحمن بن ابوبکرہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے' ہم چاندی کے عوض میں چاندی فروخت کریں' البتہ اگر وہ نقد لین دین ہو اور دونوں طرف مقدار برابر ہو (تو یہ جائز ہوگا) اور یہ کہ ہم سونے کے عوض میں سونے کو فروخت نہ کریں' البتہ اگر وہ نقد لین دین ہو اور دونوں طرف کی مقدار برابر ہو (تو یہ جائز ہوگا)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

4592-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الذهب بالذهب (الحديث 2175)، وباب بيع الذهب بالورق يدًا بيد (الحديث 2182) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب النهي عن بيع الورق بالذهب دينًا (الحديث 88) مطولًا واخرجه النسائي في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4593) . تحفة الاشراف (11681) .

4593-تقدم في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4592) .

''چاندی کے عوض میں سونے کا بیچے تم جیسے چاہو دے سکتے ہو اور سونے کے عوض میں چاندی کا بیچے تم جیسے چاہو لین دین کر سکتے ہو)''۔

4594 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَزِيْدَ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا رِبًا اِلَّا فِي النَّسِيْئَةِ"

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے

''سود صرف اُدھار میں ہوتا ہے''۔

4595 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ سَمِعَ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَرَاَيْتَ هٰذَا الَّذِيْ تَقُوْلُ اَشَيْئًا وَجَدْتَهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اَوْ شَيْئًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا وَجَدْتُهُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَخْبَرَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّمَا الرِّبَا فِي النَّسِيْئَةِ".

☆☆ ابوصالح بیان کرتے ہیں: انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ یہ جو تم کہتے ہو کیا اس کے بارے میں تم نے اللہ کی کتاب میں کوئی حکم پایا ہے یا اس بارے میں تم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کوئی بات سنی ہے۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: میں نے اللہ کی کتاب میں اس بارے میں کوئی حکم نہیں پایا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی کبھی یہ بات نہیں سنی ہے۔ البتہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''سود صرف ادھار لین دین میں ہوتا ہے''۔

4596 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِيْعِ فَاَبِيْعُ بِالدَّنَانِيْرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

4594-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الدينار بالدينار نساء (الحديث 2178 و 2179) مطولاً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع الطعام مثلاً بمثل (الحديث 101) مطولاً، و (الحديث 102 و 103، و الحديث 104) مطولاً . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4595) مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب من قال لا ربا الا في النسيئة (الحديث 2257) مطولاً . تحفة الاشراف (94) .

4595-تقدم في البيوع، بيع الفضة بالذهب و بيع الذهب بالفضة (الحديث 4594) .

4596-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في اقتضاء الذهب من الورق (الحديث 3354 و 3355) مطولاً و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الصرف (الحديث 1242) . و اخرجه النسائي في البيوع، اخذ الورق من الذهب و الذهب من الورق و ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر ابن عمر فيه (الحديث 4597)، و (الحديث 4598 و 4599) موقوفاً و (الحديث 4601 و 4602) عن سعيد بن جبير من قوله، و اخذ الورق من الذهب (الحديث 4603) و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب اقتضاء الذهب من الورق و الورق من الذهب (الحديث 2262) بنحوه مطولاً . تحفة الاشراف (7053 و 18885) .

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكَ إِنِّي أَبِيعُ الْإِبِلَ بِالْبَقِيعِ فَأَبِيعُ بِالدَّنَانِيرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ قَالَ "لَا بَأْسَ أَنْ تَأْخُذَهَا بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَيْءٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں بقیع میں اونٹ فروخت کیا کرتا تھا' میں دینار کے عوض میں اسے فروخت کرتا تھا اور درہم وصول کرلیا کرتا تھا' ایک مرتبہ میں سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے آپ سے یہ پوچھنا تھا کہ میں بقیع میں اونٹ فروخت کرتا ہوں' میں دینار کے عوض میں فروخت کرتا ہوں اور درہم وصول کرلیتا ہوں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس میں کوئی حرج نہیں ہے' اگر تم اس دن کے نرخ کے مطابق وصول کرتے ہو' جب تک تم دونوں جدا نہیں ہو جاتے' اور تمہارے درمیان کوئی اور چیز (یعنی متعین مدت تک سودا ختم کرنے کی شرط نہ ہو)''۔

باب اَخْذِ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ وَالذَّهَبِ مِنَ الْوَرِقِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ أَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ ابْنِ عُمَرَ فِيهِ

یہ باب ہے کہ سونے کی جگہ چاندی وصول کرنا' چاندی کی جگہ سونا وصول کرنا'

اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی نقل کردہ روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

4597 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ أَبِيعُ الذَّهَبَ بِالْفِضَّةِ أَوِ الْفِضَّةَ بِالذَّهَبِ فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ "إِذَا بَايَعْتَ صَاحِبَكَ فَلَا تُفَارِقْهُ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ لَبْسٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں چاندی کے عوض میں سونا' یا سونے کے عوض میں چاندی فروخت کر دیا کرتا تھا' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں بتایا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب تم اپنے ساتھی کے ساتھ سودا کرو' تو اس سے اس وقت تک جدا نہ ہو' جب تک تم دونوں کے درمیان لین دین واضح نہیں ہو جاتا' یعنی تم دونوں کے درمیان کوئی التباس نہ رہے''۔

4598 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ أَنْبَأَنَا مُوسَى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ أَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُ أَنْ يَأْخُذَ الدَّنَانِيرَ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَالدَّرَاهِمَ مِنَ الدَّنَانِيرِ.

☆☆ سعید بن جبیر کے بارے میں یہ بات منقول ہے' وہ درہم کی جگہ دینار وصول کرنے یا دینار کی جگہ درہم وصول کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے۔

4597-تقدم (الحديث 4596).

4598-تقدم (الحديث 4596).

4599 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مُؤَمَّلٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ هَاشِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا - يَعْنِىْ - فِىْ قَبْضِ الدَّرَاهِمِ مِنَ الدَّنَانِيْرِ وَالدَّنَانِيْرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ .

★★ سعید بن جبیر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے یعنی دینار کی جگہ درہم وصول کرنے یا درہم کی جگہ دینار وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

4600 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الْهُذَيْلِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ فِىْ قَبْضِ الدَّنَانِيْرِ مِنَ الدَّرَاهِمِ اَنَّهُ كَانَ يَكْرَهُهَا اِذَا كَانَ مِنْ قَرْضٍ .

★★ ابراہیم نخعی کے بارے میں یہ بات منقول ہے درہم کی جگہ دینار وصول کرنا' انہوں نے اسے اس وقت مکروہ قرار دیا ہے جب یہ قرض کے طور پر ہو (یعنی نقدلین دین نہ ہو)۔

4601 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُوسَى اَبِىْ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ اَنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى بَاْسًا وَّاِنْ كَانَ مِنْ قَرْضٍ .

★★ سعید بن جبیر کے بارے میں یہ بات منقول ہے وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے خواہ یہ قرض کے طور پر ہی کیوں نہ ہو۔

4602 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ نَافِعٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ بِمِثْلِهِ .
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ كَذَا وَجَدْتُهُ فِىْ هٰذَا الْمَوْضِعِ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک جگہ اسے ایسا ہی پایا ہے۔

باب اَخْذِ الْوَرِقِ مِنَ الذَّهَبِ

باب: سونے کی جگہ چاندی وصول کرنا

4603 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رُوَيْدَكَ اَسْاَلُكَ اِنِّىْ اَبِيْعُ الْاِبِلَ بِالْبَقِيْعِ بِالدَّنَانِيْرِ وَآخُذُ الدَّرَاهِمَ . قَالَ "لَا بَاْسَ اَنْ تَاْخُذَ بِسِعْرِ يَوْمِهَا مَا لَمْ تَفْتَرِقَا وَبَيْنَكُمَا شَىْءٌ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: ٹھہریے

4599-تقدم (الحديث 4596) .

4600-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18418) .

4601-تقدم (الحديث 4596) .

4602-تقدم (الحديث 4596) .

4603-تقدم (الحديث 4596) .

کہ کیا آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں بقیع میں دینار کے عوض میں اونٹ فروخت کر دیتا ہوں پھر درہم وصول کر لیتا ہوں (تو اس کا حکم کیا ہے؟) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اس میں کوئی حرج نہیں ہے اگر تم اس دن کے نرخ کے مطابق وصول کرتے ہو بشرطیکہ تم دونوں کے جدا ہونے سے پہلے تمہارے درمیان کوئی چیز باقی نہ رہے (یعنی مکمل ادائیگی کی جا چکی ہو)''۔

باب الزِّيَادَةِ فِي الْوَزْنِ

باب: وزن کو زیادہ کرنا

4604 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ دَعَا بِمِيزَانٍ فَوَزَنَ لِىْ وَزَادَنِىْ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ترازو منگوایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے وزن کروایا اور مجھے زیادہ ادائیگی کی۔

4605 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مُّحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضَانِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَنِىْ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ادائیگی کی اور زیادہ ادائیگی کی۔

باب الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ

باب: وزن میں اضافہ کرنا

4606 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ قَيْسٍ قَالَ جَلَبْتُ اَنَا وَمَخْرَفَةُ الْعَبْدِىُّ بَزًّا مِّنْ هَجَرَ فَاَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِمِنًى وَّوَزَّانٌ يَّزِنُ بِالْاَجْرِ فَاشْتَرٰى مِنَّا سَرَاوِيْلَ فَقَالَ لِلْوَزَّانِ "زِنْ وَّاَرْجِحْ" .

4604-اخرجه البخاري في الصلاة، باب الصلاة اذا قدم من سفر (الحديث 443) مطولاً، و في الاستقراض، باب حسن القضاء (الحديث 2394) مطولاً، و في الهبة، باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة و المقسومة و غير المقسومة (الحديث 3603)و (الحديث 2604) بنحوه . و اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب تحية المسجد بركعتين و كراهية الجلوس قبل صلاتهما و انها مشروعة في جميع الاوقات (الحديث 71)، و في المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه (الحديث 115 و 116) مطولاً واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في حسن القضاء (الحديث 3347) واخرجه النسائي في البيوع، الزيادة في الوزن (الحديث 4605) . و الحديث عند: البخاري في الجهاد، باب الصلاة اذا قدم من سفر (الحديث 3087)، وباب الطعام عند القدوم (الحديث 3089م) تعليقاً، و (الحديث 3090) . ومسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب الركعتين في المسجد لمن قدم من سفر اول قدومه (الحديث 72) . تحفة الاشراف (2578) .

4605-تقدم في البيوع، الزيادة في الوزن (الحديث 4604) .

★★ سوید بن قیس بیان کرتے ہیں: میں اور مخرفہ عبدی ہجر سے تعلق رکھنے والا کپڑا لے کر آئے نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت منیٰ میں موجود تھے وزن کرنے والا شخص کسی چیز کی قیمت کا وزن کر رہا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ہم سے ایک شلوار خریدی آپ ﷺ نے وزن کرنے والے سے کہا: وزن کرو اور زیادہ دینا۔

4607 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا صَفْوَانَ قَالَ بِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرَاوِيْلَ قَبْلَ الْهِجْرَةِ فَاَرْجَحَ لِيْ ۔

★★ حضرت ابوصفوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ہجرت سے پہلے نبی اکرم ﷺ کو ایک شلوار فروخت کی تھی تو آپ ﷺ نے مجھے زیادہ ادائیگی کی تھی۔

4608 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْمُلَائِيِّ عَنْ سُفْيَانَ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْمِكْيَالُ عَلٰى مِكْيَالِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْوَزْنُ عَلٰى وَزْنِ اَهْلِ مَكَّةَ" . وَاللَّفْظُ لِاِسْحَاقَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''ماپنے کے پیمانے میں اہل مدینہ کے مخصوص پیمانے کا اعتبار کیا جائے گا اور وزن کرنے کے پیمانے میں اہل مکہ کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا''۔

روایت کے یہ الفاظ اسحاق نامی راوی کے ہیں۔

باب بَيْعِ الطَّعَامِ قَبْلَ اَنْ يُسْتَوْفٰى

باب: اناج کو پورا ماپ لینے سے پہلے آگے فروخت کر دینا

4609 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى

4606-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجحان في الوزن و الوزن بالاجر (الحديث 3336 و 3337) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرجحان في الوزن (الحديث 1305) . واخرجه النسائي في البيوع، الرجحان في الوزن (الحديث 4607) مختصراً واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الرجحان في الوزن، (الحديث 2220 و 2221) والحديث عند: ابن ماجه في اللباس، باب لبس السراويل (الحديث 3579) . تحفة الاشراف (4810) .

4607-تقدم في البيوع، الزيادة في الوزن (الحديث 4606) .

4608-تقدم (الحديث 2519) .

4609-اخرجه البخاري في البيوع، باب الكيل على البائع و المعطي (الحديث 2126)، وباب بيع الطعام قبل ان يقبض و بيع ما ليس عندك (الحديث 2136) واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 32) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3492) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الطعام قبل ما لم يقبض (الحديث 2226) . تحفة الاشراف (8327) .

يَسْتَوْفِيَهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے اُسے آگے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک پورا ماپ نہیں لیتا"۔

4610 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے' وہ اُسے اُس وقت تک فروخت نہ کرے' جب تک اُسے اپنے قبضے میں نہیں لے لیتا"۔

4611 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِيْعُهُ حَتّٰى يَكْتَالَهُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے' وہ اُسے اُس وقت تک آگے فروخت نہ کرے' جب تک اُسے ماپ نہیں لیتا"۔

4612 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَالَّذِيْ قَبْلَهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ .

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:
"جب تک وہ اس پر قبضہ نہیں کر لیتا"۔

4613 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَمَّا الَّذِيْ نَهٰى عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُبَاعَ حَتّٰى يُسْتَوْفَى الطَّعَامُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے' اناج کو ماپ لینے سے پہلے آگے فروخت کیا جائے۔

4610-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7251) .

4611-اخرجه البخاري في البيوع، باب ما يذكر في بيع الطعام و الحكرة (الحديث 2132) مطولاً . واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 30 و 31) مطولاً واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3496) . واخرجه النسائي في البيوع، بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 4613 و 4614) . تحفة الاشراف (5707) .

4612-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الطعام قبل ان يقبض و بيع ما ليس عندك (الحديث 2135) . واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 29) واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3497) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الطعام حتى يستوفيه (الحديث 1291) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع الطعام قبل م لم يقبض (الحديث 2227) . تحفة الاشراف (5736) .

4613-تقدم (الحديث 4611) .

4614 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ ابْتَاعَ طَعَامًا فَلَا يَبِعْهُ حَتّٰى يَقْبِضَهُ" .
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَحْسَبُ اَنَّ كُلَّ شَىْءٍ بِمَنْزِلَةِ الطَّعَامِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
''جو شخص کوئی اناج خریدتا ہے وہ اُسے اس وقت تک فروخت نہ کرے جب تک وہ اُسے اپنے قبضے میں نہیں لیتا''۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر چیز کا حکم اناج کی مانند ہے۔

4615 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مَوْهَبٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَبِعْ طَعَامًا حَتّٰى تَشْتَرِيَهُ وَتَسْتَوْفِيَهُ" .

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
اناج کو اس وقت تک آگے فروخت نہ کرو جب تک تم اُسے خرید لینے کے بعد ماپ نہیں لیتے۔

4616 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّاَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ ذٰلِكَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِصْمَةَ الْجُشَمِيِّ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

4617 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ حِزَامِ بْنِ حَكِيْمٍ قَالَ قَالَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ ابْتَعْتُ طَعَامًا مِّنْ طَعَامِ الصَّدَقَةِ فَرَبِحْتُ فِيْهِ قَبْلَ اَنْ اَقْبِضَهُ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ "لَا تَبِعْهُ حَتّٰى تَقْبِضَهُ" .

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے صدقے کے اناج میں سے کچھ اناج خریدا تو میں نے اُسے قبضے میں لینے سے پہلے ہی آگے فروخت کر کے اُس پر منافع حاصل کر لیا۔ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''تم اُسے اُس وقت تک فروخت نہ کرو جب تک تم اسے اپنے قبضے میں نہیں لیتے''۔

4614-تقدم (الحديث 4611) .

4615-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3430) .

4616-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3429) .

4617-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3424) .

باب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ مَا اشْتُرِيَ مِنَ الطَّعَامِ بِكَيْلٍ حَتَّى يُسْتَوْفَى .

یہ باب ہے کہ آدمی نے جو اناج ماپ کر خریدا ہوا اُسے پوری طرح ماپنے سے پہلے آگے فروخت کرنے کی ممانعت

4618 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْمُنْذِرِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَّبِيْعَ اَحَدٌ طَعَامًا اشْتَرَاهُ بِكَيْلٍ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کیا ہے آدمی نے جو اناج خریدا ہو اُسے پورا ماپنے سے پہلے آگے فروخت کر دے۔

باب بَيْعِ مَا يُشْتَرٰى مِنَ الطَّعَامِ جُزَافًا قَبْلَ اَنْ يُنْقَلَ مِنْ مَّكَانِهِ .

یہ باب ہے کہ جو اناج اندازے کے تحت خریدا گیا ہو اُسے
اس کی جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے فروخت کرنا

4619 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا فِىْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبْتَاعُ الطَّعَامَ فَيَبْعَثُ عَلَيْنَا مَنْ يَّاْمُرُنَا بِانْتِقَالِهِ مِنَ الْمَكَانِ الَّذِىْ ابْتَعْنَا فِيْهِ اِلٰى مَكَانٍ سِوَاهُ قَبْلَ اَنْ نَّبِيْعَهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ہم اناج کی خرید و فروخت کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف کسی شخص کو بھیج دیتے تھے جو ہمیں یہ ہدایت کرتا تھا کہ ہم نے جس جگہ سے وہ اناج خریدا ہے اسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کر دیں جو پہلی جگہ کے علاوہ ہو یعنی ہم اسے آگے فروخت کرنے سے پہلے ایسا کریں۔

4620 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَتَبَايَعُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ اَعْلَى السُّوْقِ جُزَافًا فَنَهَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعُوْهُ فِىْ مَكَانِهِ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بازار کے بالائی حصے میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے جو اندازے کے تحت ہوتی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع کیا وہ اس اناج کی مخصوص

4618-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3495) . تحفة الاشراف (7375) .

4619-اخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 33) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3493) . تحفة الاشراف (8371) .

4620-اخرجه البخاري في البيوع باب منتهى التلقي (الحديث 2167) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفي (الحديث 3494) . تحفة الاشراف (8154) .

جگہ سے اُسی جگہ منتقل کرنے سے پہلے اُسے آگے فروخت کریں۔

4621 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَبْتَاعُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرُّكْبَانِ فَنَهَاهُمْ اَنْ يَّبِيْعُوْا فِيْ مَكَانِهِمُ الَّذِي ابْتَاعُوْا فِيْهِ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ اِلٰى سُوْقِ الطَّعَامِ ۔

★★ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: وہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں سواروں سے اناج کا لین دین کیا کرتے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس بات سے منع کیا' جو اناج انہوں نے جس جگہ خریدا ہے اُسے وہاں سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے پہلے اسے فروخت کریں یعنی اناج کے بازار تک منتقل کرنے سے پہلے اُسے فروخت کریں۔

4622 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ النَّاسَ يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَرَوُا الطَّعَامَ جُزَافًا اَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ ۔

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں میں نے دیکھا کہ لوگوں کی اس بات پر پٹائی کی جاتی تھی کہ جب انہوں نے اندازے کے تحت کوئی اناج خریدا ہو تو اُسے اپنی مخصوص جگہ پر منتقل کرنے سے پہلے آگے فروخت کر دیا ہو۔

باب الرَّجُلِ يَشْتَرِى الطَّعَامَ اِلٰى اَجَلٍ وَّيَسْتَرْهِنُ الْبَائِعُ مِنْهُ بِالثَّمَنِ رَهْنًا

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص ایک متعین مدت کے بعد ادائیگی کی شرط پر کوئی اناج خریدتا ہے' اور فروخت کرنے والا قیمت کی جگہ کوئی چیز رہن کے طور پر اُس سے لے کر رکھ لیتا ہے

4623 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

4621-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الايمان و النذور، ذكر اختلاف الالفاظ الماثورة في المزارعة (الحديث 3941) . تحفة الاشراف (8425) .

4622-اخرجه البخاري في الحدود، باب كم التعزير و الادب (الحديث 6852) . واخرجه مسلم في البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض (الحديث 37) . واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع الطعام قبل ان يستوفى (الحديث 3498) تحفة الاشراف (6933) .

4623-اخرجه البخاري في البيوع، باب شراء النبي صلى الله عليه وسلم بالنسيئة (الحديث 2068)، وباب شراء الامام الحوائج بنفسه (الحديث 2096)، و باب شراء الطعام الى اجل (الحديث 2200)، وفي السلم، باب الكفيل في السلم (الحديث 2251)، وباب الرهن في السلم (الحديث 2252)، و في الاستقراض و اداء الديون و الحجر و التفليس (الحديث 2386)، و في الرهن، باب الرهن، باب من رهن درعه (الحديث 2509)، وباب الرهن عند اليهود و غيرهم (الحديث 2513)، و في الجهاد، باب ما قيل في درع النبي صلى الله عليه وسلم و القميص في الحرب (الحديث 2916) بنحوه، و في المغازي، باب 86 . (الحديث 4467) بنحوه . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب الرهن و جوازه في الحضر و السفر (الحديث 124 و 125 و 126) . واخرجه النسائي في البيوع، مبايعة اهل الكتاب (الحديث 4664) واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة (الحديث 2436) تحفة الاشراف (15948) .

قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا اِلٰى اَجَلٍ وَّرَهَنَهٗ دِرْعَهٗ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک مخصوص مدت کے بعد ادائیگی کی شرط پر ایک یہودی سے اناج خریدا تھا اور آپ ﷺ نے اپنی زرہ اس کے پاس رہن رکھوادی تھی۔

باب الرَّهْنِ فِي الْحَضَرِ

حضر کے دوران رہن رکھنا

4624 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ مَشٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيْرٍ وَّاِهَالَةٍ سَنِخَةٍ . قَالَ وَلَقَدْ رَهَنَ دِرْعًا لَّهٗ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِالْمَدِيْنَةِ وَاَخَذَ مِنْهُ شَعِيْرًا لِاَهْلِهٖ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ جَو کی روٹی اور ایسی چربی لے کر آئے جس کی بُو تبدیل ہو چکی تھی' نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ کے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھوائی ہوئی تھی' نبی اکرم ﷺ نے اُس سے اپنے اہل خانہ کے لیے جَو (ادھار) لیے تھے۔

رہن کے لغوی وشرعی مفہوم کا بیان

اس کے لغوی معنی ثابت اور قائم رہنے کے ہیں اور اصطلاح شرعی میں رہن یہ ہے کہ کسی ایسی شے کو جو شرعاً مالیت کی حامل ہو، حصول قرض کے لیے ضمانت بنایا جائے تاکہ اس شے کے اعتماد پر قرض کا حصول ممکن ہو۔ عرف عام میں اسے گروی رکھنا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اگر تم سفر کی حالت میں ہو اور دستاویز لکھنے والا میسر نہیں تو رہن بالقبض پر معاملہ کرلو ("سورہ بقرہ)۔ رہن بالقبض کا مطلب یہ ہے کہ قرض دینے والے کو اپنے قرض کی واپسی کا اطمینان ہو جائے۔ رہن کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ وہ بھی خرید وفروخت کی طرح فعل جائز ہے کیونکہ (چند استثنائی صورتوں کے علاوہ) ہر وہ شے جس کی بیع جائز ہے اس کو رہن رکھنا بھی جائز ہے۔ رہن کا معاملہ کرنا کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ اس سلسلہ میں لکھا پڑھی بہتر ہے تاکہ شرطیں سامنے رہیں۔

رہن کے ارکان کا بیان

رہن کے تین ارکان ہیں۔ (۱) فریقین یعنی راہن اور مرتہن (شے مرہونہ کے مالک یا رہن کرنے والے کو راہن کہتے ہیں اور مرتہن جو رہن رکھ کر قرض دے)۔

(۲) اشیا معاملہ، اس میں دو چیزیں شامل ہیں۔ ایک تو شے مرہونہ رہن رکھی ہوئی چیز اور دوسرے وہ رقم قرض جو رہن کے

4624- اخرجه البخاري في البيوع، باب شراء النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2069) مطولًا واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة (الحديث 2437) . والحديث عند: البخاري في الرهن، باب في الرهن في الحضر (الحديث 2508) . والترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرخصة في الرخصة في الشراء الى اجل (الحديث 1215) . تحفة الاشراف (1355) .

مقابلہ میں دی گئی۔ الفاظ معاملہ (جولین دین کے لیے استعمال کیے جائیں)۔
(۳) معاملہ رہن کے درست ہونے کی اہم ترین شرط یہ ہے کہ راہن اور مرتہن دونوں معاملہ بیع کی اہلیت رکھتے ہوں۔ یعنی کوئی مجنون ودیوانہ یا بے شعور نابالغ لڑکا نہ ہو۔ ان کا کیا ہوا معاملہ رہن درست نہ ہوگا۔

راہن کو مال مرہونہ سے استفادہ کا حق نہیں ہے جب تک کہ مرتہن اس کی اجازت نہ دے۔ چنانچہ جب تک کوئی مال رہن ہے مرتہن کی اجازت کے بغیر راہن کا رہن سے کسی بھی طرح کا فائدہ حاصل کرنا (مثلاً رہن شدہ مکان میں رہنا یا کپڑا رہن ہو تو اسے پہننا وغیرہ) جائز ودرست نہیں ہے البتہ اگر مرتہن اس کی اجازت دے دے تو رہن شدہ شے کے استعمال میں کوئی مضائقہ نہیں ورنہ قرض پر براہ راست سود لینے اور رہن رکھی ہوئی چیز سے فائدہ اٹھانے میں کوئی فرق نہیں ہے۔ تاہم یہ واضح رہے کہ مال مرہونہ سے جو بھی فائدہ ونفع حاصل ہوگا ان سب کا حقدار راہن ہے۔ البتہ اگر کوئی جانور رہن رکھا گیا ہو تو اس کا دودھ استعمال کیا جا سکتا ہے اور اس سے سواری یا مال برداری کی خدمت لی جا سکتی ہے کیونکہ یہ اس چارے کا معاوضہ ہے جو مرتہن اس جانور کو کھلاتا ہے اور یہ بات معاملہ کے وقت راہن کو بتادی جاتی ہے۔

رہن کے شرعی وفقہی مأخذ کا بیان

وَاِنْ كُنْتُمْ عَلٰى سَفَرٍ وَّلَمْ تَجِدُوْا كَاتِبًا فَرِهٰنٌ مَّقْبُوْضَةٌ ۔(البقرہ،۲۸۳)

اور اگر تم سفر میں ہو اور لکھنے والا نہ پاؤ تو گرو (رہن) ہو قبضہ میں دیا ہوا۔ (کنزالایمان)

حافظ ابن کثیر شافعی لکھتے ہیں کہ یعنی بحالت سفر اگر ادھار کالین دین ہو اور کوئی لکھنے والا نہ ملے یا ملے مگر قلم ودوات یا کاغذ نہ ہو تو رہن رکھ لیا کرو اور جس چیز کو رہن رکھنا ہو اسے حقدار کے قبضے میں دے دو۔ مقبوضہ کے لفظ سے استدلال کیا گیا ہے کہ رہن جب تک قبضہ میں نہ آجائے لازم نہیں ہوتا، جیسا کہ امام شافعی اور جمہور کا مذہب ہے اور دوسری جماعت نے استدلال کیا ہے کہ رہن کا مرتہن کے ہاتھ میں مقبوض ہونا ضروری ہے۔ امام احمد اور ایک دوسری جماعت میں یہی منقول ہے، ایک اور جماعت کا قول ہے کہ رہن صرف میں ہی مشروع ہے، جیسے حضرت مجاہد وغیرہ لیکن صحیح بخاری صحیح مسلم شافعی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت فوت ہوئے اس وقت آپ کی زرہ مدینے کے ایک یہودی ابوالشحم کے پاس تیس وسق جو کے بدلے گروی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے گھر والوں کے کھانے کے لئے لئے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

رہن کا لغوی وفقہی مفہوم کا بیان

لغت میں کسی چیز کو محبوس کر لینے کا نام رہن ہے۔ اگرچہ اس کا سبب کوئی بھی ہو۔ اور شرعی اعتبار سے کسی چیز کو محبوس کرنا ایسے حق کے بدلے میں کہ جس کو وصول کرنا رہن سے ممکن ہو۔ جس طرح قرض ہیں۔ اور رہن ایک مشروع عمل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے۔ پس مقبوضہ رہان ہے۔ اور اس کی مشروعیت کی دلیل یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے غلہ خریدا اور اس کے بدلے میں اپنی ذرع کو اس کے پاس گروی رکھا دیا اور جواز رہن پر

اجماع کا انعقاد بھی ہو چکا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ رہن وصول کرنے کا پکا عقد ہے لہٰذا اس کو وجوب کی مضبوطی پر قیاس کریں گے اور وہ مضبوطی کفالت ہے۔

علامہ ابن محمود بابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ لغت میں رہن کے معنی روکنا ہیں اس کا سبب کچھ بھی ہو اور اصطلاح شرع میں دوسرے کے مال کو اپنے حق میں اس لئے روکنا کہ اس کے ذریعہ سے اپنے حق کو کلا یا جزءً وصول کرنا ممکن ہو مثلاً کسی کے ذمہ اس کا دَین ہے اس مدیون نے اپنی کوئی چیز دائن کے پاس اس لئے رکھ دی ہے کہ اُس کو اپنے دَین کی وصول پانے کے لئے ذریعہ بنے، رہن کو اُردو زبان میں گروی رکھنا بولتے ہیں، کبھی اُس چیز کو بھی رہن کہتے ہیں جو رکھی گئی ہے اس کا دوسرا نام مرہون ہے، چیز کے رکھنے والے کو راہن اور جس کے پاس رکھی گئی اُس کو مرتہن کہتے ہیں، عقد رہن بالا جماع جائز ہے، قرآن مجید اور حدیث شریف سے اس کا جواز ثابت ہے، رہن میں خوبی یہ ہے کہ دائن و مدیون دونوں کا اس میں بھلا ہے کہ بعض مرتبہ بغیر رہن رکھے کوئی دیتا نہیں مدیون کا بھلا یوں ہوا کہ دَین مل گیا اور دائن کا بھلا ظاہر ہے کہ اُس کو اطمینان ہوتا ہے کہ اب میرا روپیہ مارا نہ جائے گا۔

(عنایہ شرح الہدایہ، کتاب رہن، بیروت)

ایجاب وقبول سے رہن کے منعقد ہونے کا بیان

ایجاب وقبول سے رہن منعقد ہو جاتی ہے اور یہ قبضہ سے مکمل ہو جاتی ہے۔ جبکہ بعض فقہاء نے کہا ہے کہ رہن کا رکن صرف ایجاب ہے۔ کیونکہ یہ احسان کا عقد ہے پس یہ احسان سے مکمل ہو جائے گا۔ جس طرح صدقہ اور ہبہ میں ہوتا ہے جبکہ قبضہ لازم ہونے کی شرط ہے۔ جس طرح ہم ان شاء اللہ اس کو بیان کر دیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ رہن محض عقد کرنے سے لازم ہو جاتی ہے کیونکہ دونوں اجانب سے مال کو خاص کرنا ہے پس یہ بیع کی طرح ہو جائے گا۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ اس کی وجہ سے عقد میں مضبوطی کا ہونا ہے۔ تو یہ کفالہ کے مشابہ ہو جائے گی۔

ہماری دلیل وہ تلاوت کردہ آیت ہے اور وہ مصدر ہے جو حرف فاء کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور اس کا محل جزاء امر مراد ہے۔ کیونکہ رہن ایک احسان کا عقد ہے۔ کیونکہ راہن رہن کے مقابلے میں مرتہن پر کسی چیز میں حقدار نہیں ہے۔ کیونکہ اس پر زیادتی نہیں کی جائے گی۔ پس رہن کو نافذ کرنا لازم ہے۔ جس طرح وصیت میں ہے۔ پس مبیع کے قبضہ کے مشابہ ہو جائے گا۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے نقل کیا گیا ہے کہ منقول چیزوں کو منتقل کرنے سوا ان میں قبضہ ثابت نہ ہوگا کیونکہ غصب کی طرح ابتدائی طور پر یہی قبضہ ضمان کو واجب کرتا ہے۔ جبکہ بیع میں ایسا نہیں ہے کیونکہ وہ خریدار کی جانب بائع کی طرف سے ضمان کو منتقل کرتا ہے اور وہ ابتدائی طور پر واجب کرنے والا نہیں ہے۔ جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

عقد رہن ایجاب وقبول سے منعقد ہوتا ہے مثلاً مدیون نے کہا کہ تمہارا جو کچھ میرے ذمہ ہے اُس کے مقابلہ میں یہ چیز تمہارے پاس رہن رکھی یا یہ کہے اس چیز کو رہن رکھ لو دوسرا کہے میں نے قبول کیا، بغیر ایجاب وقبول کے الفاظ بولنے کے بھی بطور

تعاطی رہن ہوسکتا ہے جس طرح بیع تعاطی سے ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ شامی، کتاب رہن، بیروت)

لفظ رہن بولنا ضروری نہیں بلکہ کوئی دوسرا لفظ جس سے معنی رہن سمجھے جاتے ہوں تو رہن ہو گیا مثلاً ایک روپیہ کی کوئی چیز خریدی اور بائع کو اپنا کپڑا یا کوئی چیز دے دی اور کہہ دیا کہ اسے رکھے رہو جب تک میں دام نہ دے دوں یہ رہن ہو گیا یونہی ایک شخص پر دین ہے اُس نے دائن کو اپنا کپڑا دے کر کہا کہ اسے رکھے رہو جب تک دَین ادا نہ کر دوں یہ رہن بھی صحیح ہے۔

(فتاویٰ ہندیہ کتاب رہن، بیروت)

ایجاب وقبول سے عقد رہن ہو جاتا ہے مگر لازم نہیں ہوتا جب تک مرتہن شے مرہون پر قبضہ نہ کر لے لہٰذا قبضہ سے پہلے راہن کو اختیار رہتا ہے کہ چیز دے یا نہ دے اور جب مرتہن نے قبضہ کر لیا تو پکا معاملہ ہو گیا اب راہن کو بغیر اُس کا حق ادا کیے چیز واپس لینے کا حق نہیں رہتا۔

مگر عنایہ میں فرمایا کہ یہ عامہ کتب کے مخالف ہے، امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصریح یہ ہے کہ بغیر قبضہ رہن جائز ہی نہیں، امام حاکم شہید نے کافی میں اور امام جعفر طحاوی و امام کرخی نے اپنے اپنے مختصر میں اسی کی تصریح کی اور درمختار، کتاب رہن، بیروت میں مجتبیٰ سے ہے کہ قبضہ شرط جواز ہے نہ کہ شرط لزوم۔

باب بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَ الْبَائِعِ

یہ باب ہے کہ جو چیز فروخت کنندہ کے پاس نہ ہو اُسے فروخت کرنا

4625 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّحُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَّزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَّبَيْعٌ وَّلَا شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ وَّلَا بَيْعُ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ" .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

"سلف اور سودا جائز نہیں ہے' ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنا جائز نہیں ہے' جو چیز تمہارے پاس نہ ہو' اُسے فروخت کرنا جائز نہیں ہے"۔

4626 - اَخْبَرَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ الْعَوَّامِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ عَرُوْبَةَ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ - قَالَ عُثْمَانُ هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ سَيْفٍ - عَنْ مَطَرٍ الْوَرَّاقِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

4625-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده (الحديث 3504) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عندك (الحديث 1234) . واخرجه النسائي في البيوع، شرطان في بيع (الحديث 4644 و 4645) . واخرجه ابن ماجه في التجارات باب النهي عن بيع ما ليس عندك و عن ربح ما لم يضمن (الحديث 2188) مختصراً . تحفة الاشراف (8664) .

4626-اخرجه ابو داؤد في الطلاق، باب في الطلاق قبل النكاح (الحديث 2190) مطولاً . تحفة الاشراف (8804) .

جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيْسَ عَلٰى رَجُلٍ بَيْعٌ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ".

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''آدمی جس چیز کا مالک نہ ہو اُسے فروخت کرنا آدمی کے لیے جائز نہیں ہے''۔

4627 - حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاْتِيْنِى الرَّجُلُ فَيَسْاَلُنِى الْبَيْعَ لَيْسَ عِنْدِىْ اَبِيْعُهُ مِنْهُ ثُمَّ اَبْتَاعُهُ لَهُ مِنَ السُّوْقِ . قَالَ "لَا تَبِعْ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ".

★★ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ایک شخص میرے پاس آتا ہے' اور مجھ سے کسی ایسی چیز کوفروخت کرنے کا مطالبہ کرتا ہے' جو میرے پاس نہیں ہے' تو کیا میں اس کو وہ چیز فروخت کردوں' پھر میں اس کے لیے وہ چیز بازار سے خرید لوں گا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو چیز تمہارے پاس نہیں ہے' تم اسے فروخت نہ کرو''۔

باب السَّلَمِ فِي الطَّعَامِ

یہ باب ہے کہ اناج میں بیع سلف کرنا

4628 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِى الْمُجَالِدِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ اَبِىْ اَوْفٰى عَنِ السَّلَفِ قَالَ كُنَّا نُسْلِفُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فِى الْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرِ اِلٰى قَوْمٍ لَّا اَدْرِىْ اَعِنْدَهُمْ اَمْ لَا . وَابْنُ اَبْزٰى قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ عبداللہ بن ابومجالد بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ سے بیع سلف کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ اقدس میں' گندم' جَو اور کھجوروں کے سودے میں بیع سلف کرتے رہے ہیں اور ایسے لوگوں کے ساتھ کیا کرتے تھے' جن کے بارے میں ہمیں یہ پتا ہی نہیں تھا کہ کیا ان کے پاس یہ چیزیں ہیں یا نہیں ہیں؟

4627-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يبيع ما ليس عنده (الحديث 3503) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع ما ليس عندك (الحديث 1232 و 1233 و 1235) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن بيع ما ليس عندك و عن ربح ما لم يضمن (الحديث 2187) . تحفة الاشراف (3436) .

4628-اخرجه البخاري في السلم، باب السلم في وزن معلوم (الحديث 2242 و 2243)، وباب السلم الى من ليس عنده اصل (الحديث 2244 و 2245) بنحوه مطولاً، و باب السلم الى اجل معلوم (الحديث 2254 و 2255) بنحوه . واخرجه ابو داود في البيوع والاجارات، باب في السلف (الحديث 3464 و 3465) و اخرجه النسائي في البيوع، السلم في الزبيب (الحديث 4629) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلف في كيل معلوم و وزن معلوم الى اجل معلوم (الحديث 2282) . تحفة الاشراف (5171) .

ابن ابزیٰ نامی راوی نے بھی اسی کی مانند نقل کیا ہے۔

بیع سلم کا فقہی مفہوم وشرائط

بیع سلم اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص دوسرے شخص کو نقد روپیہ دے اور کہے کہ اتنی مدت کے بعد مجھ کو تم ان روپوں کے بدل میں اتنا غلہ یا چاول فلاں قسم والے دینا۔ یہ بالاجماع مشروع ہے۔ عام بول چال میں اسے بدھنی کہتے ہیں۔ جو روپیہ دے اس کو رب السلم اور جس کو دے اسے مسلم الیہ اور جو مال دینا ٹھہرائے اسے مسلم فیہ کہتے ہیں۔ بیع سلم پر لفظ سلف کا بھی اطلاق ہوا ہے۔ بعض لوگوں نے کہا کہ لفظ سلف اہل عراق کی لغت ہے اور لفظ سلم اہل حجاز کی لغت ہے ایسی بیع کو عام محاوروں میں لفظ بدھنی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

سلم ایک بیع کا نام ہے جس میں مبیع مؤجل اور ثمن معجل ہوتا ہے یعنی خریدی جانے والی چیز بعد میں لی جاتی ہے اور اس کی قیمت پہلے ہی دی جاتی ہے۔

اس کو مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ زید نے بکر سے مثلاً ایک سو 100 روپے کے عوض دو من گیہوں کی خریداری کا معاملہ کیا بایں طور کہ زید نے بکر کو ایک سو روپے دے دیئے اور اسے طے کر دیا کہ میں اتنی مدت کے بعد اس کے عوض فلاں قسم کے دو من گیہوں تم سے لے لوں گا اس بیع و معاملہ کو عربی میں سلم کہتے ہیں بعض مواقع پر سلف بھی کہا جاتا ہے اپنی زبان میں اسے بدھنی سے موسوم کیا جاتا ہے اس بیع کے مشتری یعنی خریدار کو عربی میں رب سلم ثمن یعنی قیمت کو رأس المال بیع یعنی بیچنے والے کو مسلم الیہ اور مبیع یعنی خریدی جانے والی چیز کو مسلم فیہ کہتے ہیں۔

یہ بیع شرعی طور پر جائز و درست ہے بشرطیکہ اس کی تمام شرائط پائی جائیں اور تمام شرائط کی تعداد سولہ ہے اس طرح کہ چھ شرطوں کا تعلق تو رأس المال یعنی قیمت سے ہے اور دس شرطوں کا تعلق مسلم فیہ یعنی مبیع سے ہے۔

رأس المال کی شرائط کا بیان

رأس المال سے متعلق چھ شرطیں یہ ہیں۔

1- جنس کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ درہم ہیں یا دینار ہیں یا اشرفیاں ہیں اور یا روپے ہیں۔

2- نوع کو بیان کر دینا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ روپے چاندی کے ہیں یا گلٹ کے ہیں یا نوٹ ہیں۔

3- صفت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کر دینا کہ روپے کھرے ہیں یا کھوٹے ہیں۔

4- مقدار کو بیان کر دینا یعنی یہ واضح کر دینا کہ یہ روپے سو ہیں یا دو سو ہیں۔

5- روپے نقد دینا وعدہ پر نہ رکھنا۔

6- اور جس مجلس میں معاملہ طے ہوا اس مجلس میں بیچنے والے کا رأس المال پر قبضہ کر لینا۔

مسلم فیہ کی شرائط کا بیان

مسلم فیہ سے متعلق دس شرطیں یہ ہیں۔

1- جنس کو بیان کرنا مثلاً یہ واضح کردینا کہ مسلم فیہ گیہوں ہے یا جو ہے اور یا چنا ہے۔

2- نوع کو بیان کردینا یعنی یہ واضح کردینا کہ گیہوں فلاں قسم یا فلاں جگہ کے ہیں۔

3- صفت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کردینا کہ مثلاً گیہوں اچھے ہیں یا خراب ہیں۔

4- مسلم کی مقدار کو بیان کردینا کہ مثلاً ایک من ہیں یا دو من ہیں۔

5- مسلم فیہ کا وزنی یا کیلی یا ذرعی یا عددی ہونا تاکہ اس کا تعین واندازہ کیا جاسکے۔

6- مدت کو بیان کرنا یعنی یہ واضح کردینا کہ یہ چیز اتنی مدت کے بعد مثلاً ایک مہینہ یا دو مہینہ میں یا چار مہینے میں لیں گے لیکن یہ بات ملحوظ رہے کہ کم سے کم مدت ایک مہینہ ہونی چاہیے۔

7- مسلم فیہ کا موقوف ومعدوم نہ ہونا یعنی یہ ضروری ہے کہ مسلم فیہ عقد کے وقت سے ادائے گی کے وقت تک بازار میں برابر مل سکے تاکہ معدوم کی بیع لازم نہ آئے۔

8- بیع سلم کا معاملہ بغیر شرط خیار کے طے ہونا یعنی اس بیع میں خیار بیع کو برقرار رکھنے یا فسخ کردینے کے اختیار کی شرط نہیں ہونی چاہیے۔

9- اگر مسلم فیہ ایسی وزن دار چیز ہے جس کی بار برداری دینا پڑے تو اس کے دینے کی جگہ کو متعین کرنا یعنی یہ واضح کردینا کہ میں یہ چیز فلاں جگہ یا فلاں مقام پر دوں گا۔

10- مسلم فیہ کا ایسی چیز ہونا جو جنس نوع اور صفت بیان کرنے سے متعین ومعلوم ہو جاتی ہو جو چیز ایسی ہو کہ جنس نوع اور صفت بیان کرنے سے معلوم ومتعین نہ ہوتی ہو جیسے حیوان یا بعض قسم کے کپڑے تو اس میں بیع سلم جائز نہیں۔

بیع سلم کے تعین مدت میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ پھلوں میں ایک سال دو سال تین سال کی بیع سلم کیا کرتے تھے یعنی پیشگی قیمت دیکر کہہ دیا کرتے تھے کہ ایک سال یا دو سال یا تین سال کے بعد پھل پہنچا دینا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی چیز کی بیع سلم کرے اسے چاہئے کہ معین پیمانہ وزن اور معین مدت کے ساتھ سلم کرے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے اور لوگ پھلوں میں ایک سال اور دو سال کے لئے سلف کرتے تھے (یعنی ادھار بیع کرتے تھے) تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی کھجور میں سلف کرے تو مقرر ماپ میں یا مقرر تول میں ایک مقررہ میعاد تک سلف کرے۔ (صحیح مسلم، کتاب بیوع)

مطلب یہ ہے کہ جس چیز کی بیع جاری ہو اگر وہ پیمانہ سے ناپ کر لی دی جاتی ہے تو اس کا پیمانہ متعین کرنا ضروری ہے کہ یہ چیز دس پیمانے ہوگی یا پندرہ پیمانے اور اگر وہ چیز وزن کے ذریعہ لی دی جاتی ہے تو اس کا وزن متعین کرنا ضروری ہے کہ یہ چیز دس سیر ہو

کی یا پندرہ سیر اسی طرح سلم میں خریدی جانے والی چیز کی ادائیگی کی مدت کا تعین بھی ضروری ہے کہ یہ چیز مثلاً ایک ماہ بعد دی جائے گی یا ایک سال بعد۔

اس حدیث کا ظاہری مفہوم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بیع سلم میں مدت کا تعین بیع کے صحیح ہونے کے لئے شرط ہے جیسا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد کا مسلک ہے لیکن حضرت امام شافعی کے نزدیک تعین مدت ضروری اور شرط نہیں ہے۔

باب السَّلَمِ فِی الزَّبِیْبِ

یہ باب کشمش میں بیع سلف کرنے کے بیان میں ہے

4629 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاؤُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِی الْمُجَالِدِ - وَقَالَ مَرَّةً عَبْدُ اللّٰهِ وَقَالَ مَرَّةً مُحَمَّدٌ - قَالَ تَمَارٰى اَبُوْ بُرْدَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ فِی السَّلَمِ فَاَرْسَلُوْنِیْ اِلَى ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰى فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ كُنَّا نُسْلِمُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى عَهْدِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّعَلٰى عَهْدِ عُمَرَ فِی الْبُرِّ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّبِيْبِ وَالتَّمْرِ اِلٰى قَوْمٍ مَا نُرٰى عِنْدَهُمْ . وَسَاَلْتُ ابْنَ اَبْزٰى فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ ابن ابومجالد بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابو بردہ اور عبداللہ بن شداد کے درمیان بیع سلف کے بارے میں بحث ہوگئی تو ان حضرات نے مجھے حضرت عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا' میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں گندم' جو' کشمش اور کھجوروں میں ان لوگوں کے ساتھ بیع سلف کرتے رہے ہیں' جن کے بارے میں ہمیں یہ نہیں پتا تھا کہ ان کے پاس یہ چیزیں ہوں گی؟

راوی بیان کرتے ہیں: میں نے ابن ابزیٰ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بھی اسی کی مانند جواب دیا۔

باب السَّلَفِ فِی الثِّمَارِ

یہ باب پھلوں میں بیع سلف کرنے کے بیان میں ہے

4630 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِی الْمِنْهَالِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَهُمْ يُسْلِفُوْنَ فِی التَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلَاثَ فَنَهَاهُمْ وَقَالَ "مَنْ اَسْلَفَ سَلَفًا فَلْيُسْلِفْ فِیْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَّعْلُوْمٍ".

4629-تقدم في البيوع ، السلم في الطعام (الحديث 4628) .

4630-اخرجه البخاري في السلم ، باب السلم في كيل معلوم (الحديث 2239)، و باب السلم في وزن معلوم (الحديث 2240 و 2241)، وباب السلم الى اجل معلوم (الحديث 2253) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب السلم (الحديث 127 و 128) . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في السلف (الحديث 3463) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في السلف في الطعام و التمر (الحديث 1311) و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلف في كيل معلوم و وزن معلوم الى اجل معلوم (الحديث 2280) . تحفة الاشراف (5820) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ دو' دو' تین' تین سال تک کھجوروں میں بیع سلف کیا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے بیع سلف کرنی ہو' وہ ماپی ہوئی متعین مقدار یا وزن کی ہوئی' متعین مقدار کے عوض میں' متعین مدت تک کے لیے یہ بیع کرے''۔

باب اسْتِسْلَافِ الْحَيَوَانِ وَاسْتِقْرَاضِهِ

باب: جانور میں بیع سلف کرنا' یا اُسے قرض کے طور پر حاصل کرنا

4631 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ رَافِعٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَسْلَفَ مِنْ رَّجُلٍ بَكْرًا فَاَتَاهُ يَتَقَاضَاهُ بَكْرَهُ فَقَالَ لِرَجُلٍ "انْطَلِقْ فَابْتَعْ لَهُ بَكْرًا" . فَاَتَاهُ فَقَالَ مَا اَصَبْتُ اِلَّا بَكْرًا رَبَاعِيًّا خِيَارًا . فَقَالَ "اَعْطِهِ فَاِنَّ خَيْرَ الْمُسْلِمِيْنَ اَحْسَنُهُمْ قَضَاءً" .

☆☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جوان اونٹ اُدھار لیا' وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اپنے اونٹ کا آپ سے تقاضا کیا' تو آپ نے اپنے پاس موجود ایک شخص سے کہا: تم جاؤ اور اسے ایک جوان اونٹ خرید کر دے دو' وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور بولا: مجھے اس کے جوان اونٹ سے زیادہ اچھی قسم کا اونٹ مل رہا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم وہی اسے دیدو' کیونکہ مسلمانوں میں سب سے بہتر وہ شخص ہوتا ہے' جو زیادہ بہتر طور پر قرض ادا کرتا ہے''۔

4632 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ لِرَجُلٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْاِبِلِ فَجَآءَ يَتَقَاضَاهُ فَقَالَ

4631-اخرجه مسلم في المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه (وخيركم احسنكم قضاء) (الحديث 118 و 119) . واخرجه ابو في البيوع، والاجارات، باب في حسن القضاء (الحديث 3346) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في استقراض البعير او الشيء من الحيوان او السن (الحديث 1318) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلم في الحيوان (الحديث 2285) . تحفة الاشراف (12025) .

4632-اخرجه البخاري في الوكالة، باب وكالة الشاهد و الغائب جائزة (الحديث 2305)، وباب الوكالة في قضاء الديون (الحديث 2306) بنحوه، و في الاستقراض ، باب استقراض الابل (الحديث 2390) بنحوه، وباب هل يعطى اكبر من سنه (الحديث 2392)، وباب حسن القضاء (الحديث 2393)، و في الهبة، باب الهبة المقبوضة وغير المقبوضة و المقسومة و غير المقسومة (الحديث 2606) بنحوه، و باب من اهدى له هدية و عنده جلساء فهو احق (الحديث 2609) بنحوه . واخرجه مسلم في المساقاة، باب من استسلف شيئاً فقضى خيراً منه و (خيركم احسنكم قضاء) (الحديث 120 و 121 و 122) بنحوه . و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في استقراض البعير او الشيء من الحيوان او السن (الحديث 1316) مختصراً، و (الحديث 1317) بنحوه . و الحديث عند: البخاري في الاستقراض، باب لصاحب الحق مقال (الحديث 2401) والنسائي في البيوع، الترغيب في حسن القضاء (الحديث 4707) و ابن ماجه في الصدقات، باب حسن القضاء (الحديث 2423) . تحفة الاشراف (14963) .

"اَعْطُوهُ". فَلَمْ يَجِدُوا إِلَّا سِنًّا فَوْقَ سِنِّهِ قَالَ "اَعْطُوهُ". فَقَالَ اَوْفَيْتَنِي. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ خِيَارَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اونٹ لینا تھا' وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کا تقاضا کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کچھ دیدو! لوگوں کو ایک ایسا اونٹ ملا' جو اُس کے اونٹ سے زیادہ بہتر تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے وہی دیدو۔

اس شخص نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مکمل ادائیگی کی ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سب سے بہتر وہ لوگ ہوتے ہیں' جو اچھے طریقے سے قرض ادا کرتے ہیں''۔

4633 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ هَانِئٍ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ يَقُوْلُ بِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكْرًا فَاَتَيْتُهُ اَتَقَاضَاهُ فَقَالَ "اَجَلْ لَا اَقْضِيْكَهَا اِلَّا نَجِيبَةً". فَقَضَانِيْ فَاَحْسَنَ قَضَائِيْ وَجَاءَهُ اَعْرَابِيٌّ يَتَقَاضَاهُ سِنَّهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَعْطُوهُ سِنًّا". فَاَعْطَوْهُ يَوْمَئِذٍ جَمَلًا فَقَالَ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ سِنِّيْ. فَقَالَ "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ قَضَاءً".

★★ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ فروخت کیا' پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' تا کہ اس کا تقاضا کروں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے! ہم تمہیں اس سے بہتر قسم کا اونٹ قرض کی واپسی کے طور پر ادا کریں گے۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ ادا کر دیا' اور اچھے طریقے سے ادا کیا' پھر ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے اونٹ کا تقاضا کرنے لگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے اچھی قسم کا اونٹ دو۔

تو لوگوں نے اُسے اس سے بھی اچھی قسم کا اونٹ دے دیا۔ وہ شخص بولا: یہ میرے اونٹ کے مقابلے میں زیادہ بہتر ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں بہتر لوگ وہ ہوتے ہیں' جو بہتر طریقے سے قرض ادا کرتے ہیں''۔

باب بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً

باب: جانور کے عوض میں جانور کو ادھار فروخت کرنا

4634 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَيَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالُوْا

4633-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السلم في الحيوان (الحديث 2286) مختصراً . تحفة الاشراف (9887) .

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَاَخْبَرَنِی اَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ اَبِیْ عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ نَسِيئَةً .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے عوض میں جانور کو ادھار فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْحَيَوَانِ بِالْحَيَوَانِ يَدًا بِيَدٍ مُّتَفَاضِلاً .

یہ باب ہے کہ جانور کے عوض میں جانور کا سودا کرتے وقت نقد ادائیگی کرنا جبکہ دونوں طرف میں سے ایک طرف اضافی ادائیگی ہو

4635 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ جَآءَ عَبْدٌ فَبَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَلَا يَشْعُرُ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ عَبْدٌ فَجَآءَ سَيِّدُهُ يُرِيْدُهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِعْنِيْهِ" . فَاشْتَرَاهُ بِعَبْدَيْنِ اَسْوَدَيْنِ ثُمَّ لَمْ يُبَايِعْ اَحَدًا بَعْدُ حَتّٰى يَسْاَلَهُ اَعَبْدٌ هُوَ

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک غلام آیا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس پر ہجرت کرنے کی بیعت کر لی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہیں پتا تھا کہ وہ غلام ہے' اس کا آقا اسے تلاش کرتا ہوا آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے مجھے فروخت کر دو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سیاہ فام غلاموں کے عوض میں اُسے خرید لیا۔

اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی کسی سے بیعت لیتے تھے' تو اُس سے پوچھ لیتے تھے کہ کیا وہ غلام ہے؟

گوشت کو حیوان کے بدلے میں بیچنے کا بیان

شیخین کے نزدیک گوشت کی بیع حیوان کے ساتھ جائز ہے جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جب گوشت حیوان کی جنس سے بدلے میں بیچا ہے تو جائز نہ ہوگا مگر جب یہ الگ کردہ گوشت زیادہ ہے تاکہ کچھ گوشت حیوان پر موجود گوشت کے بدلے میں ہو جائے اور باقی غیر گوشت کا بدل بن جائے کیونکہ جب اس طرح نہ ہوا تو غیر گوشت یا پھر حیوان میں زیادہ گوشت زیادتی کے اعتبار سے سود کو ثابت کرنے والا ہے۔ پس یہ تل کے بدلے میں تیل بیچنے کی مشابہ ہو جائے گا۔

شیخین کی دلیل یہ ہے کہ بائع نے موزونی چیز کو غیر موزونی چیز کے بدلے میں بیچا ہے کیونکہ عرف کے مطابق حیوان کا وزن نہیں کیا جاتا اور وزن سے اس کے بھاری ہونے کی پہچان بھی ممکن نہیں ہے کیونکہ کبھی حیوان اپنے آپ کو ہلکا کرنے والا ہے اور کبھی

4634-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الحيوان بالحيوان نسيئة (الحديث 3356) و اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الحيوان بالحيوان نسيئة (الحديث 1237) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الحيوان بالحيوان نسيئة (الحديث 2270) . تحفة الاشراف (4583) .

4635-تقدم (الحديث 4195) .

بھاری کرنے والا ہے یہ خلاف مسئلہ تل کے کیونکہ جب کھلی اور تیل میں علیحدگی کر کے وزن کیا جائے تو اس حالت میں تیل کی مقدار معلوم ہو جاتی ہے۔(ہدایہ، کتاب بیوع، لاہور)

جانور کے بدلے گوشت کے لین دین میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

حضرت سعید بن مسیب بطریق ارسال نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کے بدلے میں گوشت کا لین دین کرنے سے منع فرمایا ہے نیز حضرت سعد کا بیان ہے کہ جانور کے بدلے میں گوشت کا لین دین زمانہ جاہلیت کے جوئے کی قسم سے تھا۔(شرح السنۃ، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث،60)

زمانہ جاہلیت کے جوئے کی قسم سے مراد یہ ہے کہ جس طرح جوئے کی صورت میں غلط ذرائع سے لوگوں کا مال کھایا جاتا ہے اسی طرح اس میں بھی ایسی ہی صورت پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ طریقہ کے اعتبار سے دونوں صورتیں مختلف ہیں کیونکہ اس میں جو کھیلا جاتا ہے اور اس میں لین دین کا ایک معاملہ کیا جاتا ہے۔

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ جانور کے عوض گوشت کے لین دین کا معاملہ حرام ہے خواہ گوشت اس جانور کی جنس کا ہو یا کسی دوسری جنس کے جانور کا ہو نیز چاہے وہ جانور کھایا جاتا ہو چاہے نہ کھایا جاتا ہو جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں یہ معاملہ جائز ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ اس معاملے میں ایک موزوں چیز (یعنی گوشت کہ اس کا لین دین وزن کے ذریعے ہوتا ہے) کا تبادلہ ایک غیر موزوں چیز یعنی جانور کا اس کا لین دین وزن کے ذریعے نہیں ہوتا کے ساتھ کیا جاتا ہے جس میں دونوں طرف کی چیزوں کا برابر سرابر ہونا ضروری نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ لین دین اور خرید وفروخت کی یہ صورت جائز ہے ہاں اس صورت میں چونکہ لین دین کا دست بدست ہونا ضروری ہے اس لئے حدیث میں مذکورہ بالا ممانعت کا تعلق دراصل گوشت اور جانور کے باہم لین دین کی اس صورت سے ہے جبکہ لین دین دست بدست نہ ہو بلکہ ایک طرف تو نقد ہو اور دوسری طرف وعدہ یعنی ادھار ہے۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ گوشت کو جانور کے بدلے میں بیع کر سکتے ہیں کیونکہ گوشت وزنی ہے اور جانور عددی ہے وہ گوشت اُسی جنس کے جانور کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے عوض میں بکری خریدی یا دوسری جنس کا ہو مثلاً بکری کے گوشت کے بدلے میں گائے خریدی۔ یہ گوشت اُتنا ہی ہو جتنا اُس جانور میں گوشت ہے یا اُس سے کم یا زیادہ بہر حال جائز ہے۔ ذبح کی ہوئی بکری کو زندہ بکری یا ذبح کی ہوئی کے عوض میں بیع کرنا جائز ہے اور اگر دونوں کی کھالیں اُتار لی ہیں اور اوجھڑی وغیرہ ساری اندرونی چیزیں الگ کر دی ہیں بلکہ پائے بھی جدا کر لیے ہیں تو اب ایک کو دوسری کے عوض میں تول کے ساتھ بیچ سکتے ہیں کہ یہ گوشت کو گوشت سے بیچنا ہے۔(درمختار، کتاب بیوع)

زندہ جانور تول کر بیچنے کا مفصل ومدلل حکم

اگر خریدار اور فروخت کنندہ زندہ جانور کو وزن کر کے خرید وفروخت پر راضی ہوں تو زندہ جانور کو وزن کر کے نقد رقم یا غیر جنس

کے ذریعہ خریدنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں؛ بشرطیکہ متعین جانور کا فی کلو کے حساب سے نرخ کرلیا گیا ہو؛ نیز جانور کا وزن کرنے کے بعد اس کی قیمت بھی متعین کرلی گئی ہو، جس کی صورت یوں ہوگی کہ خریدار کو مثلاً ایک بکرے کی ضرورت ہے، تاجر کے پاس جاکر وہ بکروں میں ایک بکرا منتخب کرلیتا ہے اور تاجر اس کو بتادیتا ہے کہ اس بکرے کا نرخ پچاس روپے کلو ہے اور اس بکرے کو خریدار کے سامنے وزن کرکے بتادیتا ہے کہ مثلاً یہ بیس کلو ہے، اب اگر خریدار اس کو قبول کرلے تو بیع منعقد ہوجائیگی اور اس طرح کی گئی خرید وفروخت شرعاً جائز ہے۔

مسئلہ مذکورہ میں اس بات کو ذہن نشین کرلینا ضروری ہے کہ یہاں دو باتیں الگ الگ ہیں: () ایک یہ کہ جانور کو وزن کرکے بیچنا اور خریدنا۔

(۱) دوسری بات یہ کہ جانور کو موزوں قرار دینا اور اس پر موزونی اشیاء کے فقہی احکامات جاری کرنا، جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ جانور کو وزن کرکے بیچنا اور خریدنا، یہ تو بلاشبہ جائز ہے اس لیے کہ عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں؛ لیکن دوسری بات کہ جانور کو موزون قرار دینا اور اس پر موزونی اشیاء پر جاری ہونے والے تمام احکام فقہیہ جاری کرنا تو یہ دو وجہ سے درست نہیں ہے۔

(۲) پہلی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جانوروں کا عددی ہونا معلوم ہے اور جن کی حیثیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں منصوص یا معلوم ہو ان کی وہ حیثیت تبدیل نہیں ہوا کرتی ہے۔

(۳) دوسری وجہ یہ ہے کہ جانور کو دیگر اشیاء کی طرح حسب منشا کم یا زیادہ کرکے وزن کرنا ناممکن ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح دیگر اشیاءِ موزونہ کی جتنی مقدار مطلوب ہوتی ہے، اتنی مقدار کو بلا تکلف وزن کرکے الگ کیا جاسکتا ہے، مثلاً چینی بیس کلو پندرہ گرام کی ضرورت ہے تو بلا تکلف چینی کی یہ مقدار وزن کے ذریعہ الگ کی جاسکتی ہے، بخلاف جانور کے کہ اس میں یہ بات ممکن ہی نہیں، مثلاً اگر کوئی یہ کہے کہ بیس کلو پندرہ گرام کا بکرا چاہیے، کچھ کم یا زیادہ نہ ہو تو بظاہر یہ محال ہے؛ لہٰذا معلوم ہوا کہ جانور کو موزونی قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (حاشیہ فتاویٰ حقانی)

امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک گوشت کے بدلے حیوان خریدنا

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خبر دی ہمیں مالکؒ نے کہ ہمیں خبر دی ابو الزناد نے سعید بن میسب سے کہ انہوں نے کہا گوشت کے عوض جانور فروخت کرنا منع ہے۔ میں نے سعید بن میسب سے کہا اگر کوئی شخص ایک اونٹ دس بکریوں کے عوض خریدے تو کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا اگر اسے ذبح کرنے کے لئے خریدتا ہے تو اس میں کوئی بھلائی نہیں۔ ابو الزناد کہتے ہیں میں نے لوگوں کو گوشت کے عوض جانور خریدنے سے منع کرتے ہوئے دیکھا۔ ابان اور ہشام کے زمانے میں عمال کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔ (حدیث 777)

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ خبر دی ہمیں مالکؒ نے کہ ہمیں خبر دی داود بن حصین نے کہ انہوں نے سعید بن میسب کو یہ کہتے سنا کہ گوشت کو ایک یا دو بکریوں کے عوض خرید وفروخت کرنا دور جاہلیت کا جوا ہے۔ (حدیث 778)

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ امام مالکؒ روایت کرتے ہیں کہ زید بن اسلم نے سعید بن مسیب سے کہ انہیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت کے بدلے جانور فروخت کرنے کو منع کیا۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اسی پر ہمارا عمل ہے۔ اگر کسی شخص نے بکری کا گوشت زندہ بکری کے عوض فروخت کیا تو اسے علم نہیں کہ وہ گوشت جو بکری سے ملے گا زیادہ ہے۔ لہٰذا یہ سودا فاسد اور مکروہ ہے۔ اور یہ مزابنہ اور محاقلہ کی طرح ہے۔ اسی طرح زیتون کا روغن زیتون کے عوض اور تل کا تیل کے عوض فروخت کرنا فاسد ہے۔ (مؤطا امام محمد، حدیث 779)

سعید بن مسیب کہتے تھے جانور کو گوشت کے بدلے میں بیچنا منع ہے ابوالزناد نے کہا میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا اگر کوئی شخص دس بکریوں کے بدلے میں ایک اونٹ خرید کرے تو کیسا ہے سعید نے کہا اگر ذبح کرنے کے لئے خرید کرے تو کیسا ہے سعید نے کہا اگر ذبح کرنے کے لئے خرید کرے تو بہتر نہیں ابوالزناد نے کہا میں نے سب عالموں کو جانور کی بیع سے گوشت کے بدلے میں منع کرتے ہوئے پایا اور ابان بن عثمان اور ہشام بن اسماعیل کے زمانے میں عاملوں کے پروانوں میں اس کی ممانعت لکھی جاتی تھی۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1250)

گوشت کی بیع دوسری جنس کے گوشت سے ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام مالک اور امام احمد علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ جب کسی شخص نے گوشت کی بیع دوسری جنس کے گوشت سے کی جس طرح گائے کے گوشت کی بیع بکری کے گوشت کے ساتھ کی تو ان کے نزدیک جائز ہے۔ اور اس میں امام شافعی علیہ الرحمہ کے دو قول ہیں۔ جبکہ زیادہ صحیح یہ ہے نہی کے عموم کے سبب گوشت کے بدلے حیوان کی بیع درست نہیں ہے جبکہ امام اعظم اور امام ابو یوسف علیہما الرحمہ کے قول کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے یہاں حکم کو مطلق قرار دیا ہے۔ جو ان کے مذہب کے لئے دلیل وحجت ہے۔ (فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۳۳۵، بیروت)

جانور کی بیع جانور کے بدلے پر فقہی مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک اونٹ چار اونٹوں کے بدلے میں خریدا تھا۔ جن کے متعلق یہ طے ہوا تھا کہ مقام ربذہ میں وہ انہیں اسے دے دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کبھی ایک اونٹ، دو اونٹوں کے مقابلے میں بہتر ہوتا ہے۔ رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ نے ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے میں خریدا تھا۔ ایک تو اسے دے دیا تھا، اور دوسرے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ کل ان شاء اللہ کسی تاخیر کے بغیر تمہارے حوالے کر دوں گا۔ سعید بن مسیب نے کہا کہ جانوروں میں سود نہیں چلتا۔ ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے، اور ایک بکری دو بکریوں کے بدلے ادھار بیچی جا سکتی ہے ابن سیرین نے کہا کہ ایک اونٹ دو اونٹوں کے بدلے ادھار بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۲۲۷)

ربذہ ایک مقام مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ بیع کے وقت یہ شرط ہوئی کہ وہ اونٹنی بائع کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں رہے گی۔ اور بائع ربذہ پہنچ کر اسے مشتری کے حوالے کر دے گا۔ حضرت ابن عباس کے اثر کو امام شافعی نے وصل کیا ہے۔ طاؤس کے

طریق سے یہ معلوم ہوا کہ جانور سے جانور کے بدلنے میں کمی اور بیشی اسی طرح ادھار بھی جائز ہے۔اور یہ سود نہیں ہے گو ایک ہی جنس کا دونوں طرف ہو اور شافعیہ بلکہ جمہور علماء کا یہی قول ہے۔لیکن امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے منع کیا ہے۔ان کی دلیل سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جسے اصحاب سنن نے نکالا ہے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اگر جنس مختلف ہو تو جائز ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قیدیوں میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔ پہلے تو وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو ملیں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔(صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۲۲۸)

اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ جانور سے جانور کا تبادلہ درست ہے۔اسی طرح غلام کا غلام سے، لونڈی کا لونڈی سے، کیوں کہ یہ سب حیوان ہی تو ہیں۔اور ہر حیوان کا یہی حکم ہوگا۔بعض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اس حدیث میں کمی اور زیادتی کا ذکر نہیں ہے اور نہ ادھار کا۔اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کیا ہے جس کو امام مسلم نے نکالا۔اس میں یہ ہے کہ آپ نے صفیہ رضی اللہ عنہا کو سات لونڈیاں دے کر خریدا۔ابن بطال نے کہا جب آپ نے دحیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تو صفیہ رضی اللہ عنہا کے بدل میں اور کوئی لونڈی قیدیوں میں سے لے لے تو یہ بیع ہوئی لونڈی کی بعوض لونڈی کے ادھار اور اس کا یہی مطلب ہے۔

باب بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

یہ باب ہے کہ حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کا سودا کرنا

4636 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "السَّلَفُ فِي حَبَلِ الْحَبَلَةِ رِبًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کے بارے میں بیع سلف کرنا سود ہے''۔

4637 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4638 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ

4636-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5440) .

4637-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن شراء ما في بطون الانعام و ضروعها و ضربة الغائص (الحديث 2197) . تحفة الاشراف (7062) .

بَیْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کوفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

حمل کی بیع کی ممانعت کا بیان

اور حمل کی بیع اور حمل در حمل کی بیع جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حمل اور حمل در حمل کی بیع سے منع کیا ہے کیونکہ اس میں دھوکہ ہے۔اور دودھ کی بیع تھنوں میں دھوکہ کے سبب سے جائز نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے تھن محض پھول گئے ہوں۔ کیونکہ مشتری دودھ دوہتے وقت بائع سے جھگڑا کرے گا اور کبھی کبھی دودھ بڑھتا رہتا ہے پس مبیع غیر مبیع سے ملنے والی ہے۔

(ہدایہ، کتاب بیوع، لاہور)

حمل کی بیع کا دھوکہ کی بیع پر محمول ہونے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کے حمل کے بچے کو بیچنے سے منع فرمایا اس باب میں عبداللہ بن عباس، ابوسعید خدری سے بھی روایت ہے حدیث ابن عمر، حسن صحیح ہے اہل علم کا اسی پر عمل ہے حبل الحبلہ سے مراد اونٹنی کے بچے کا بچہ ہے اس کا فروخت کرنا اہل علم کے نزدیک باطل ہے اس لیے کہ وہ دھوکے کی بیع ہے شعبہ یہ حدیث ایوب سے وہ سعید بن جبیر سے اور وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں عبدالوہاب، ثقفی، وغیرہ بھی یہ حدیث ایوب سے وہ سعید بن جبیر سے وہ نافع سے وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں اور یہ زیادہ صحیح ہے۔

(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1246)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جو دودھ تھن میں ہے اُس کی بیع ناجائز ہے۔اسی طرح زندہ جانور کا گوشت، چربی، چمڑا، سری پائے، زندہ دُنبہ کی چکی کی بیع ناجائز ہے اسی طرح اُس اون کی بیع جو دُنبہ یا بھیڑ کے جسم میں ہے ابھی کاٹی نہ ہو اور اُس موتی کی جو سیپ میں ہو یا گھی کہ جو ابھی دودھ سے نکالا نہ ہو یا کڑیوں کی جو چھت میں ہیں یا جو تھان ایسا ہو کہ پھاڑ کر نہ بیچا جاتا ہو اُس میں سے ایک گز آدھ گز کی بیع جیسے مشروع اور گلبدن کے تھان یہ سب ناجائز ہیں اور اگر مشتری نے ابھی بیع کو فسخ نہیں کیا تھا کہ بائع نے چھت میں سے کڑیاں نکال دیں یا تھان میں سے وہ ٹکڑا پھاڑ دیا تو اب یہ بیع صحیح ہوگئی۔(درمختار، کتاب بیوع، بیروت)

باب تَفْسِيرُ ذٰلِكَ .

یہ باب اس کی وضاحت میں ہے

4639 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ

4638-اخرجه مسلم في البيوع، باب تحريم بيع حبل الحبلة (الحديث 5) . تحفة الاشراف (8296) .

4639-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع الغرر و حبل الحبلة (الحديث 2143) . والحديث عند: ابي داؤد في البيوع و الاجارات، باب في بيع الغرر (الحديث 3380) . تحفة الاشراف (8370) .

الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَكَانَ بَيْعًا يَتَبَايَعُهُ اَهْلُ الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ الرَّجُلُ يَبْتَاعُ جَزُوْرًا اِلٰى اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجَ الَّتِيْ فِيْ بَطْنِهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاملہ جانور کے پیٹ میں موجود حمل کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے یہ وہ سودا ہے جو زمانہ جاہلیت کے لوگ کیا کرتے تھے کوئی شخص ایک اونٹ خرید لیتا تھا اس شرط پر کہ جب فلاں اونٹنی کے ہاں بچہ ہوگا تو اس کے پیٹ سے پیدا ہونے والے بچے کے ہاں جب بچہ ہو (تو اس کو ادا کیا جائے گا یا اُس وقت اونٹ کی قیمت ادا کی جائے گی)۔

شرح

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع حبل الحبلہ یعنی جانور کا حمل بیچنے سے منع فرمایا ہے حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ بیع حبل الحبلہ ایام جاہلیت میں رائج ایک بیع تھی جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ کوئی شخص اس وقت تک کے وعدے پر اونٹنی خریدتا تھا جب تک کہ اس کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا اور پھر اس بچے کے پیٹ سے بچہ پیدا ہو یعنی وہ اس وعدے پر اونٹنی خریدتا تھا کہ جب اس اونٹنی کے پیٹ سے پیدا ہونیوالے بچے کے پیٹ سے بچے پیدا ہوگا تب اس کی قیمت ادا کروں گا۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 84)

جانور کے حمل کے حمل کی بیع کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً ایک اونٹنی کے پیٹ میں بچہ ہے اب اس کا مالک اس طرح خریدار سے معاملہ کرے کہ اس اونٹنی کے پیٹ سے جو اونٹنی پیدا ہوگی اور وہ اونٹنی جو بچہ دے گی اس کی بیع کرتا ہوں اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے کیونکہ یہ ایک معدوم چیز یعنی اس بچہ کی بیع ہے جو ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہے ظاہر ہے کہ جب کسی جانور کے حمل ہی کو بیچنا جائز نہیں ہے تو اس بچہ کی بیع کیسے جائز ہوسکتی ہے جو اس حمل کے حمل سے پیدا ہوگا۔

بعض حضرات کے نزدیک بیع حبل الحبلہ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی حاملہ اونٹنی کو اس وعدے پر بیچے کہ اس کی قیمت اس وقت ادا ہوگی جب وہ بچہ جنے گی۔ حضرت ابن عمر نے یہی مطلب مراد لیا ہے جیسا کہ روایت کے آخر میں (وکان مبیعا) الخ سے انہوں نے خود اس کی وضاحت کی ہے۔

بَاب بَيْعِ السِّنِيْنَ .

یہ باب ہے کہ کئی (غیر متعین) سالوں کے بعد (ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنا

4640 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِی الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی سالوں (کے بعد ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنے سے منع کیا ہے (جبکہ وہ سال غیر متعین ہوں)۔

4640-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2768) .

4641 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حُمَيْدٍ الْاَعْرَجِ عَنْ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ ابْنُ عَتِيْقٍ - عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ السِّنِيْنَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی (غیر متعین) سالوں کے بعد (ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

باب الْبَيْعِ اِلَى الْاَجَلِ الْمَعْلُوْمِ .

یہ باب ہے کہ متعین مدت (کے بعد ادائیگی کی شرط پر) سودا کرنا

4642 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ اَبِيْ حَفْصَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِكْرِمَةُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَيْنِ قِطْرِيَّيْنِ وَكَانَ اِذَا جَلَسَ فَعَرِقَ فِيْهِمَا ثَقُلَا عَلَيْهِ وَقَدِمَ لِفُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ بَزٌّ مِنَ الشَّامِ فَقُلْتُ لَوْ اَرْسَلْتَ اِلَيْهِ فَاشْتَرَيْتَ مِنْهُ ثَوْبَيْنِ اِلَى الْمَيْسَرَةِ . فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ مَا يُرِيْدُ مُحَمَّدٌ اِنَّمَا يُرِيْدُ اَنْ يَذْهَبَ بِمَالِيْ اَوْ يَذْهَبَ بِهِمَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَذَبَ قَدْ عَلِمَ اَنِّيْ مِنْ اَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَآدَاهُمْ لِلْاَمَانَةِ" .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قطری چادریں پہنا کرتے تھے' جب آپ بیٹھتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان میں پسینہ آ جاتا تھا' جس کی وجہ سے آپ کو ان میں اُلجھن محسوس ہوتی تھی' ایک مرتبہ فلاں یہودی کا شام سے کپڑا آیا' تو میں نے عرض کی: اگر آپ فلاں یہودی کو پیغام بھیج کر اُس سے میسرہ (کپڑے کی مخصوص قسم) کے دو کپڑے خرید لیں (تو یہ مناسب ہوگا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس یہودی کو پیغام بھجوایا تو وہ بولا: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار اودے ہیں' میں اُن سے واقف ہوں' وہ میرا یہ مال (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) میری یہ دو چادریں ہتھیانا چاہتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اُس نے جھوٹ کہا ہے' وہ یہ بات جانتا ہے' میں ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور ان سب سے زیادہ امانت کو ادا کرنے والا ہوں"۔

باب سَلَفٍ وَّبَيْعٍ وَّهُوَ اَنْ يَّبِيْعَ السِّلْعَةَ عَلٰى اَنْ يُّسْلِفَهُ سَلَفًا .

باب سلف اور بیع کرنا

اُس کا طریقہ یہ ہے' آدمی اپنا سامان اس شرط پر فروخت کرے کہ دوسرا شخص اُس کے ساتھ بیع سلف کرے گا۔

4643 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ

4641-تقدم (الحديث 4544) .

4642-اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرخصة في الشراء الى اجل (الحديث 1213) . تحفة الاشراف (17400) .

4643-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8692) .

جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ سَلَفٍ وَّبَیْعٍ وَّشَرْطَیْنِ فِیْ بَیْعٍ وَّرِبْحِ مَا لَمْ یُضْمَنْ.

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی سودے میں سلف اور بیع کرنے سے منع کیا ہے اور ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنے سے منع کیا ہے اور آدمی جس چیز کا تاوان ادا کرنے کا پابند نہ ہو اُس کا نفع حاصل کرنے (سے منع کیا ہے)۔

مسلم فیہ کے موجود ہونے کی مدت میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیع سلم جائز نہیں ہے حتیٰ کہ مسلم فیہ وقت سے لے کر وقت ادائیگی تک موجود ہو اور اسی دلیل کے سبب سے یہ مسئلہ ہے کہ جب مسلم فیہ عقد کے وقت معدوم ہو اور ادائیگی کے وقت موجود ہو یا اس کا برعکس ہو یا اسی دوران وہ معدوم ہو جائے تو بیع سلم جائز نہ ہوگی۔ اور امام اوزاعی علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مسلم فیہ اگر ادائیگی کے وقت موجود ہے تو اب بیع سلم جائز ہے کیونکہ اب مسلم فیہ کی ادائیگی کے سبب سپرد کرنے کی طاقت پائی جا رہی ہے۔ اور امام مالک، امام احمد اور امام اسحاق علیہم الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے۔ اس مسئلہ میں ہماری دلیل یعنی احناف اور ہمارے مؤید فقہاء کی دلیل وہی حدیث جو ہدایہ کے متن میں بیان کر دی گئی ہے۔

(فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۴۴۸، بیروت)

پھلوں کے پک جانے پر بیع سلف میں احناف کی دلیل

حضرت ابو اسحاق سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے کے ساتھ کھجور کے درخت میں بیع سلم کی، اتفاق کی بات کہ اس سال اس درخت میں کچھ بھی پھل نہ لگا تو (دونوں میں جھگڑا ہوا) وہ اپنا جھگڑا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بائع سے فرمایا تو کس چیز کے عوض میں اس کا مال حلال کرنے کی کوشش کرتا ہے اس کا مال اسے واپس لوٹا دے، پھر آپ نے فرمایا کہ کھجور کے درخت میں بیع سلف نہ کیا کرو یہاں تک کہ اس کے پھل ظاہر ہو جائیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب بیوع)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک اس کی پختگی نہ کھل جائے اس وقت تک سلم جائز نہیں کیوں کہ یہ سلم خاص درختوں کے پھل پر ہوئی۔ اگر مطلق کھجور میں کوئی سلم کرے تو وہ جائز ہے۔ گو درخت پر پھل نکلے بھی نہ ہوں۔ یا مسلم الیہ کے پاس درخت بھی نہ ہوں۔ اب بعض نے کہا کہ یہ حدیث درحقیقت بعد والے باب سے متعلق ہے۔ بعض نے کہا اسی باب سے متعلق ہے اور مطابقت یوں ہوتی ہے کہ جب معین درختوں میں باوجود درختوں کے سلم جائز نہ ہوئی تو معلوم ہوا کہ درختوں کے وجود سے سلم پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اگر درخت نہ ہوں جو مال کی اصل ہیں جب بھی سلم جائز ہوگی۔ باب کا یہی مطلب ہے۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ باغ کی بہار پھل آنے سے پہلے بیچ ڈالی یہ ناجائز ہے۔ اسی طرح اگر کچھ پھل آ چکے ہیں کچھ باقی ہیں جب بھی ناجائز ہے جبکہ موجود و غیر موجود دونوں کی بیع مقصود ہو اور اگر سب پھل آ چکے ہیں تو یہ بیع درست ہے مگر

مشتری کو یہ حکم ہوگا کہ ابھی پھل توڑ کر درخت خالی کردے اور اگر یہ شرط ہے کہ جب تک پھل تیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے تیار ہو جانے کے بعد توڑے جائیں گے تو یہ شرط فاسد ہے اور بیع ناجائز اور اگر پھل آ جانے کے بعد بیع ہوئی مگر ابھی مشتری کا قبضہ نہ ہوا تھا کہ اور پھل پیدا ہو گئے بیع فاسد ہوگئی کہ اب مبیع وغیر مبیع میں امتیاز باقی نہ رہا اور قبضہ کے بعد دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع پر اس کا کوئی اثر نہیں مگر چونکہ یہ جدید پھل بائع کے ہیں اور امتیاز ہے نہیں لہٰذا بائع و مشتری دونوں شریک ہیں رہا یہ کہ کتنے پھل بائع کے ہیں اور کتنے مشتری کے اس میں مشتری حلف سے جو کچھ کہہ دے اُس کا قول معتبر ہے۔ (فتح القدیر شرح الھدایہ کتاب بیوع)

پھل پکنے سے پہلے بیع کی ممانعت میں فقہی مذاہب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گیہوں کو سفید ہونے اور آفت وغیرہ سے محفوظ ہونے سے پہلے بیچنے سے منع فرمایا بیچنے اور خریدنے والے دونوں کو منع فرمایا اس باب میں حضرت انس، عائشہ، ابوہریرہ، ابن عباس، جابر، ابوسعید، زید بن ثابت سے بھی روایت ہے۔ حدیث ابن عمر حسن صحیح ہے صحابہ کرام اور دیگر علماء کا اسی پر عمل ہے کہ پھلوں کو پکنے سے پہلے فروخت کرنا منع ہے امام شافعی، احمد، اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ (جامع ترمذی۔ جلد اول۔ حدیث نمبر 1244)

باب شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ وَّهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ اَبِيْعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ اِلٰى شَهْرٍ بِكَذَا وَاِلٰى شَهْرَيْنِ بِكَذَا .

باب: ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنا

(اُس کی صورت یہ ہے کہ) میں یہ سامان ایک مہینے کے بعد اتنی قیمت کے عوض میں اور دو مہینے کے بعد اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کر رہا ہوں۔

4644 – اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ اَبِيْهِ حَتّٰى ذَكَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَحِلُّ سَلَفٌ وَّبَيْعٌ وَّلَا شَرْطَانِ فِيْ بَيْعٍ وَّلَا رِبْحُ مَا لَمْ يُضْمَنْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''سلف اور عام سودا کرنا جائز نہیں ہے اور ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنا جائز نہیں ہے اور جس کے تاوان کا آدمی پابند نہ ہو اُس کا منافع حاصل کرنا جائز نہیں ہے''۔

4645 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَلَفٍ وَّبَيْعٍ وَّعَنْ شَرْطَيْنِ فِيْ بَيْعٍ

4644-تقدم (الحديث 6625) .

4645-تقدم (الحديث 6625) .

وَّاحِدٍ وَّعَنْ بَيْعِ مَا لَيْسَ عِنْدَكَ وَعَنْ رِبْحِ مَا لَمْ يُضْمَنْ .

★★ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا (حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:

نبی اکرم ﷺ نے سلف اور عام سودا کرنے ایک ہی سودے میں دو شرطیں عائد کرنے اور جو چیز آدمی کے پاس موجود نہ ہو اُسے فروخت کرنے اور جس چیز کے تاوان کا آدمی پابند نہ ہو اُس کا منافع حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعَتَيْنِ فِي بَيْعَةٍ وَّهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ اَبِيْعُكَ هٰذِهِ السِّلْعَةَ بِمِائَةِ دِرْهَمٍ نَقْدًا وَّبِمِائَتَيْ دِرْهَمٍ نَسِيئَةً .

باب: ایک ہی سودے میں دو سودے کرنا

اس کی صورت یہ ہے آدمی یہ کہے: میں تمہیں یہ سامان نقد ایک سو درہم کے عوض میں اور اُدھار دو سو درہم کے عوض میں فروخت کرتا ہوں۔

4646 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّيَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالُوْا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ فِيْ بَيْعَةٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ایک ہی سودے میں دو سودے کرنے سے منع کیا ہے۔

باب النَّهْيِ عَنْ بَيْعِ الثُّنْيَا حَتّٰى تُعْلَمَ .

یہ باب متعین کرنے سے پہلے استثناء کا سودا کرنے کی ممانعت

4647 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَعَنِ الثُّنْيَا اِلَّا اَنْ تُعْلَمَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے محاقلہ مزابنہ مخابرہ اور تعین کیے بغیر استثناء کا سودا کرنے سے منع کیا ہے۔

4648 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَيُّوْبَ وَاَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ

4646-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15112) .

4647-تقدم في الايمان و النذور، ذكر الاحاديث المختلفة في النهي عن كراء الارض بالثلث و الربع و اختلاف الفاظ الناقلين للخبر (الحديث 3889) .

حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَةِ وَالْمُزَابَنَةِ وَالْمُخَابَرَةِ وَالْمُعَاوَمَةِ وَالثُّنْيَا وَرَخَّصَ فِى الْعَرَايَا .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ مزابنہ' مخابرہ' معاومہ' استثناء (والا سودا کرنے) سے منع کیا ہے' تاہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے۔

بیع محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ کی ممانعت کا بیان

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باغ کا میوہ تازہ پھل اگر وہ کھجور ہو تو خشک کھجوروں کے بدلے پیمانہ کے ذریعہ مثلاً دس پیمانے کے بقدر بیچے یعنی ایک شخص کے باغ میں تازہ کھجوریں لگی ہوئی ہوں اور ایک دوسرے شخص کے پاس خشک کھجوریں رکھی ہوئی ہوں تو باغ والا شخص اس دوسرے شخص سے دس پیمانے بھر کر خشک کھجوریں لے لے اور اس کے عوض اپنے درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں اسی پیمانے کے مطابق اندازہ کر کے بیچ دے اور اگر میوہ انگور ہو تو اس کو خشک انگور کے بدلے پیمانہ کے ذریعہ بیچے (حاصل یہ کہ بیع مزابنہ کا مطلب ہے درخت پر لگے ہوئے تازہ میوہ کو خواہ وہ کھجور ہو یا کوئی اور پھل رکھے ہوئے خشک میوہ کے عوض بیچنا اور مسلم میں یہ بھی ہے کہ اگر کھیتی ہو تو اس میں بیع مزابنہ کی شکل یہ ہے کہ اس کو غلہ کے عوض پیمانہ کے ذریعہ بیچے یعنی کھیت میں کھڑی ہے اور ایک دوسرے شخص کے پاس گیہوں رکھا ہوا ہے تو پہلا شخص اپنے کھیت میں کھڑے ہوئے گیہوں کا اندازہ کر کے اس کو دوسرے شخص کے ہاتھ بیچے اور اس کے عوض اس شخص سے وہ رکھا ہوا گیہوں اپنے اندازے کے مطابق پیمانہ بھر کے لے لے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع کی ان تمام قسموں سے منع فرمایا ہے۔

(بخاری ومسلم)

اور بخاری ومسلم ہی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع مزابنہ سے منع فرمایا ہے نیز فرمایا کہ بیع مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوروں کو کسی شخص کو ہاتھ اس کے پاس رکھی ہوئی خشک کھجوروں کے عوض پیمانہ معین کر کے بیچے اور خریدار سے کہہ دے کہ اگر درخت کی کھجوریں معین پیمانہ سے زائد ہوں گی تو میری ہیں یعنی اسے لے لوں گا اور اگر کم نکلیں تو اس کا میں ذمہ دار ہوں کہ اس کی کو میں پورا کروں گا۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 74)

مزابنہ لفظ زبن سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں دفع کرنا دور کرنا بیع مزابنہ سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اس بیع کی بنیاد قیاس اور اندازے پر ہوتی ہے اس میں فریقین کے لئے زیادتی اور نقصان دونوں کا احتمال رہتا ہے اس کی وجہ سے دونوں یعنی بیچنے والے اور خریدار کے درمیان نزاع وفساد بھی پیدا ہو سکتا ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے دفعیہ اور دوری کی نوبت بھی آ سکتی ہے۔

یہاں دو روایتیں نقل کی گئی ہیں ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی روایت میں مزابنہ کی تعریف لفظ ثمر کے ذکر سے کی گئی ہے جو

4648-اخرجه مسلم في البيوع، باب النهي عن المحاقلة والمزابنة و عن المخابرة وبيع الثمرة قبل بدو صلاحها و عن بيع المعاومة و هو بيع السنين (الحديث 85م) و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في المخابرة (الحديث 3404) و الحديث عند: الترمذي في البيوع، باب ما جاء في المخابرة و المعاومة (الحديث 1313) و ابن ماجه في التجارات، باب المزابنة و المحاقلة (الحديث 2266) تحفة الاشراف (2666) .

عمومیت کے لئے ہوئے ہے۔ دوسری روایت میں مزابنہ کی تعریف لفظ تمر کے ذکر سے کی گئی ہے جس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیع مزابنہ کا تعلق صرف کھجور سے ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ دوسری روایت میں بھی عمومیت ہی مراد ہے خاص طور پر کھجور کا ذکر محض تمثیل ہے۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مخابرۃ محاقلہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے اور محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کھیتی کو سوفرق گیہوں کے بدلے میں بیچ دے اور مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص درختوں پر لگی ہوئی کھجوروں کو سوفرق رکھی ہوئی کھجوروں کے بدلے میں بیچ دے اور مخابرۃ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کو ایک معین حصہ جیسے تہائی یا چوتھائی پر کاشت کے لئے دے دے۔ (مسلم)

فرق راء کے زبر کے ساتھ ایک پیمانہ کا نام تھا جس میں سولہ رطل یعنی تقریبا سات سیر غلہ آتا تھا اور فرق راء کے جزم کے ساتھ اس پیمانے کو کہتے تھے جس میں ایک سوبیس رطل غلہ آتا تھا حدیث میں سوفرق کا ذکر محض تمثیل کے طور پر آیا ہے مقصود تو صرف یہ بتانا ہے کہ کٹنے سے پہلے کھیت میں کھڑے ہوئے گیہوں کو رکھے ہوئے گیہوں کے عوض بیچنا محاقلہ کہلاتا ہے۔ یہی مفہوم گذشتہ حدیث میں مزابنہ کے ضمن میں بھی ذکر کیا جا چکا ہے لیکن مزابنہ وسیع وعام کا حامل ہے کہ اس کا اطلاق میووں اور پھلوں پر بھی آتا ہے اور کھیتی اور غلوں کے لئے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے جبکہ محاقلہ کا استعمال صرف کھیتی اور غلوں ہی کے لئے کیا جاتا ہے اگرچہ بعض مواقع پر مزابنہ بھی صرف میووں اور پھلوں ہی کے بارے میں استعمال ہوتا ہے۔ مخابرۃ کا مطلب ہے کہ اپنی زمین کو بٹائی پر کاشت کے لئے کسی دوسرے کو دیدینا مثلاً کوئی شخص اپنی زمین کسی دوسرے کو اس شرط کے ساتھ دے دے کہ اس زمین کو جوتنا بونا اور جو کچھ اس میں پیدا ہو اس میں سے تہائی یا چوتھائی مجھے دیدینا۔ حدیث بالا میں اس کی بھی ممانعت فرمائی گئی ہے کیونکہ اول تو یہ اجرت کی ایک شکل ہوتی ہے اور اس میں اجرت مجہول رہتی ہے دوسرے حاصل ہونیوالی چیز معدوم ہوتی ہے اور جو چیز معدوم ہوتی ہے اس کا کوئی معاملہ معتبر نہیں ہوتا مخابرت کو مزارعت بھی کہتے ہیں لیکن ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ مخابرت کی صورت میں تو تخم وبیج کاشت کرنیوالے کا ہوتا ہے اور مزارعت میں زمین کے مالک کا، مزارعت اور مخابرت بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک جائز نہیں ہے جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث میں حکم ہے لیکن صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک درست ہے حنفی مسلک میں فتویٰ صاحبین ہی کے قول پر ہے کیونکہ یہ کثیر الوقوع اور بہت زیادہ احتیاج کی چیز ہے اس کو جائز نہ رکھنے کی صورت میں لوگوں کو بہت زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اور حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلت مزابنت مخابرت معاومت اور ثنیا سے منع فرمایا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرایا کی اجازت دی ہے۔ (مسلم)

محاقلت مزابنت اور مخابرت کے معنی تو بیان کئے جا چکے ہیں معاومت کے معنی یہ ہیں کہ درختوں کے پھلوں کو نمودار ہونے سے پہلے ایک سال دو سال تین سال یا زیادہ مدت کے لئے فروخت کر دیا جائے اور ثنیا کا مطلب یہ ہے کہ درختوں پر موجود پھلوں کو بیچا جائے لیکن ان میں سے ایک غیر معین مقدار مستثنیٰ کرلی جائے یعنی اسے نہ بیچا جائے۔

عرایا جمع ہے عریت کی اور عریت کھجور کے اس درخت کو کہتے ہیں جسے اس کا مالک کسی محتاج وفقیر کو پھل کھانے کے لئے عاریتا دے دے عرایا کی اجازت دی ہے کی وضاحت یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے باغ میں سے ایک درخت یا دو درخت کسی محتاج کو پھل کھانے کے لئے دیدیا کرتے تھے جیسا کہ معمول تھا وہ باغ کا مالک اپنے اہل وعیال کے ساتھ جب باغ میں آتا ہے اور ان سب لوگوں کی موجودگی میں وہ محتاج آجاتا تو اپنے باغ میں ایک شخص کے آجانے کی وجہ سے ان کو کچھ کبیدگی ہوتی اس لئے اس محتاج کو وہ اس درخت کی بجائے اپنے پاس سے کچھ پھل دے کر رخصت کر دیتے اور اس درخت کا پھل خود رکھ لیتے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو روا رکھا لیکن یہ پانچ وسق سے کم میں تو جائز ہے اس سے زیادہ میں درست نہیں جیسا کہ آگے حضرت ابوہریرہ کی روایت میں آجائے گا۔

حضرت سہل ابن ابی حثمہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو خشک کھجوروں کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عریہ کسی محتاج کو دیئے گئے درخت کے متعلق یہ اجازت دی ہے کہ اس درخت پر لگے ہوئے پھل کو اس کے خشک ہونے کے بعد کی مقدار کا اندازہ کر کے بیچا جائے یعنی یہ اندازہ کر لیا جائے کہ اس درخت پر لگی ہوئی تازہ کھجوریں خشک ہونے کے بعد کتنی رہیں گی اور پھر اتنی ہی مقدار میں خشک کھجوریں اس محتاج کو دے کر اس درخت پر لگی ہوئی کھجوریں لے لی جائیں اس طرح اس کے مالک اس درخت کا تازہ پھل کھائیں (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 74)

بیع ملامسہ ومنابذہ سے ممانعت کا بیان

اور القائے حجر اور ملامسہ اور منابذہ کی بیع جائز نہیں ہے اور یہ زمانہ جاہلیت کی بیوع ہیں۔ اور اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ یہ دو آدمی کسی سامان کے بارے میں باہمی گفتگو کرتے پھر جب مشتری اس سامان کو چھوڑ دیتا اور بائع مشتری کی طرف اس سامان کو پھینک دیتا اور مشتری اس پر کنکری ڈال دیتا تو بیع لازم ہو جاتی لہذا پہلی بیع ملامسہ اور دوسری منابذہ جبکہ تیسری القاء حجر کہلاتی ہے۔ جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسہ اور منابذہ سے منع کیا ہے کیونکہ ان میں ملکیت کو خطرے میں معلق کرتا ہے۔

(ہدایہ، کتاب بیوع)

بیع منابذہ کی ممانعت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دھوکے اور کنکریاں مارنے کی بیع سے منع فرمایا اس باب میں حضرت ابن عمر، ابن عباس، ابوسعید، اور انس رضی اللہ عنہم سے بھی روایات منقول ہے، حدیث ابوہریرہ حسن صحیح ہے اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ دھوکے والی بیع حرام ہے۔

امام شافعی فرماتے ہیں کہ دھوکے والی بیع میں یہ چیزیں داخل ہیں مچھلی کا پانی میں ہوتے ہوئے فروخت کرنا اور پرندے کا اڑتے ہوئے فروخت کرنا اور اسی طرح کی دوسری بیوع بھی اسی ضمن میں آتی ہیں۔ بیع الحصاۃ کنکری مارنے والی بیع کا مطلب یہ ہے کہ بیچنے والا خریدنے والے سے یہ کہے کہ جب میں تیری طرف کنکری پھینکوں تو میرے اور تیرے درمیان بیع واجب ہوگی، یہ بیع

منابذہ ہی کے مشابہ ہے یہ سب زمانہ جاہلیت کی بیوع ہیں۔(جامع ترمذی: جلد اول: رقم الحدیث، 1247)

حضرت ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی بیع سے منع کیا ہے وہ ملامست اور منابذت ہیں۔

ملامست یہ ہے کہ ایک شخص یعنی خریدار دوسرے شخص یعنی تاجر کے کپڑے کو جسے وہ لینا چاہتا ہے دن میں یا رات میں صرف ہاتھ سے چھو لے اسے کھول کر الٹ کر دیکھے نہیں اور اس کا یہ چھونا بیع کے لئے ہو اور منابذت یہ ہے کہ معاملہ کرنیوالوں میں سے ہر ایک اپنے کپڑے کو دوسرے کی طرف پھینک دے اور اس طرح بغیر دیکھے بھالے اور بغیر اظہار رضامندی کے بیع ہو جائے اور جن دو طرح کے پہناوے سے منع فرمایا ہے ان میں سے ایک کپڑے کو (صماء) کے طور پر پہننا ہے۔

اور (صماء) کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے ایک مونڈھے پر اس طرح کپڑا ڈال لے کہ اس کی دوسری سمت کہ جس پر کپڑا نہ ہو ظاہر و برہنہ رہے اور دوسرا پہناوا جس سے منع کیا گیا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے گرد اس طرح کپڑا لپیٹ لے کہ جب وہ بیٹھے تو اس کی شرم گاہ اس کپڑے سے بالکل عاری ہو۔(بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 82)

ملامست کا طریقہ یہ تھا کہ ایک شخص کوئی چیز مثلاً کپڑا خریدنے جاتا تو کپڑے کو ہاتھ لگا دیتا کپڑے کو ہاتھ لگاتے ہی بیع ہو جاتی تھی نہ تو آپس میں قولی ایجاب وقبول ہوتا تھا کہ دکاندار تو یہ کہتا ہے کہ میں نے تمہارے ہاتھ یہ چیز بیچ دی اور خریدار یہ کہتا ہے کہ میں نے تم سے یہ چیز خرید لی اور نہ فعلی لین دین جسے اصطلاح فقہ میں تعاطی کہتے ہیں ہوتا تھا کہ دکاندار برضاء ورغبت خاموشی کے ساتھ وہ چیز دیتا اور خریدار اس کی قیمت ادا کر دیتا بلکہ خریدار کا اس چیز کو ہاتھ سے چھو دینا ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔

علامہ طیبی نے حدیث کے الفاظ (لا یقلبه الا بذلك) (اسے کھول الٹ کر دیکھے نہیں) کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کپڑے کو علاوہ چھونے کے نہ الٹے نہ کھولے یعنی چاہئے تو یہ کہ کپڑے کو کھولا جائے اور اچھی طرح دیکھا بھالا جائے مگر بیع ملامست کرنیوالا نہ کھولتا تھا نہ اسے دیکھتا بھالتا تھا البتہ صرف اسے چھولیتا تھا ظاہر ہے کہ کسی چیز کو محض چھولیا اس کو الٹ کھول کر دیکھنے بھالنے کا درجہ حاصل نہیں کر سکتا۔

بہرکیف ملامست ایام جاہلیت میں خرید فروخت کا ایک خاص طریقہ تھا کہ جہاں ایک نے دوسرے کے کپڑے کو ہاتھ لگایا بس بیع ہو گئی نہ وہ اس کو دیکھتے بھالتے تھے اور نہ شرط خیار کرتے تھے کہ اس کو دیکھنے کے بعد اگر چاہیں گے تو رکھ لیں گے ورنہ اس کو واپس کر دیں گے چونکہ یہ ایک بالکل غلط طریقہ تھا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔

منابذت کی صورت یہ ہوتی تھی کہ دونوں صاحب معاملہ نے جہاں آپس میں ایک دوسرے کی طرف کپڑا ڈالا بس بیع ہو گئی مبیع کو دیکھنے بھالنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے تھے۔ یہ بھی ایام جاہلیت میں رائج بیع کا ایک طریقہ تھا لہٰذا اس کی ممانعت بھی فرمائی گئی۔

(صماء) کے ایک معنی تو وہی ہیں جو ترجمے میں ظاہر کیے گئے لیکن اس کا زیادہ واضح اور مشہور مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص ایک کپڑا

لے کر اسے سر سے پاؤں تک اپنے بدن پر اس طرح لپیٹ لے کہ دونوں ہاتھ بھی اس کے اندر لپٹے رہیں اور جسم کہیں سے کھلا نہ رہے ظاہر ہے کہ اس طرح آدمی بالکل مفلوج و ناکارہ ہو کر رہ جاتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔

دوسرا پہناوا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے یہ ہے کہ کوئی شخص کولہوں پر بیٹھ جائے اور دونوں زانوں کو کھڑا کرے اور پھر اپنے زانوں اور کمر کے گرد کوئی کپڑا اس طرح لپیٹ لے کہ ستر کھلا رہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اس لیے منع فرمایا کہ اس میں ستر کی پردہ پوشی نہیں ہوتی چنانچہ اگر کوئی شخص مذکورہ بالا صورت میں اس طرح کپڑا لپیٹے کہ اس کا ستر چھپا رہے تو پھر یہ ممانعت نہیں رہے گی۔ بطور نکتہ ایک بات ذہن میں رہے کہ زانوں کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھنا مسنون ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منابذہ کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ ایک آدمی بیچنے کے لیے اپنا کپڑا دوسرے شخص کی طرف (جو خریدار ہوتا) پھینکتا اور اس سے پہلے کہ وہ اسے الٹے پلٹے یا اس کی طرف دیکھے (صرف پھینک دینے کی وجہ سے وہ بیع لازم سمجھی جاتی تھی) اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیع ملامسۃ سے بھی منع فرمایا۔ اس کا یہ طریقہ تھا کہ (خریدنے والا) کپڑے کو بغیر دیکھے صرف اسے چھو دیتا (اور اسی سے بیع لازم ہو جاتی تھی اسے بھی دھوکہ کی بیع قرار دیا گیا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، 2145)

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالوہاب نے بیان کیا، ان سے محمد بن سیرین نے، ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو طرح کے لباس پہننے منع ہیں۔ کہ کوئی آدمی ایک ہی کپڑے میں گوٹ مار کر بیٹھے، پھر اسے مونڈھے پر اٹھا کر ڈال لے (اور شرم گاہ کھلی رہے) اور دو طرح کی بیع سے منع کیا ایک بیع ملامسۃ سے اور دوسری بیع منابذہ سے۔

اس روایت میں دوسرے لباس کا ذکر نہیں کیا۔ وہ اشتمال صما ہے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی ایک ہی کپڑا سارے بدن پر اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ وغیرہ کچھ باہر نہ نکل سکیں۔ نسائی کی روایت میں ملامسۃ کی تفسیر یوں مذکور ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے کہے کہ میں اپنا کپڑا تیرے کپڑے کے عوض بیچتا ہوں اور کوئی دوسرے کا کپڑا نہ دیکھے صرف چھوئے، اور بیع منابذہ یہ ہے کہ مشتری اور بائع میں یہ ٹھہرے کہ جو میرے پاس ہے وہ میں تیری طرف پھینک دوں گا اور جو تیرے پاس ہے وہ تو میری طرف پھینک دے۔ بس اسی شرط پر بیع ہو جائے اور کسی کو معلوم نہ ہو کہ دوسرے کے پاس کتنا اور کیا مال ہے۔

بیع مخاضرہ مزابنہ کا مفہوم وحکم کا بیان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے محاقلہ، مخاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔

حافظ فرماتے ہیں و المراد بیع الثمار و الحبوب قبل ان یبدو صلاحها یعنی مخاضرہ کے معنے پکنے سے پہلے ہی فصل کو کھیت میں بیچنا ہے اور یہ ناجائز ہے۔ محاقلہ کا مفہوم بھی یہی ہے۔ دیگر وارد اصطلاحات کے معانی ان کے مقامات پر مفصل بیان ہو چکے ہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، 2208)

ہم سے قتیبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے اسماعیل بن جعفر نے بیان کیا، ان سے حمید نے اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کو زہو سے پہلے ٹوٹی ہوئی کھجور کے بدلے بیچنے سے منع فرمایا۔ ہم نے پوچھا کہ زہو کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ وہ پک کے سرخ ہو جائے یا زرد ہو جائے۔ تم ہی بتاؤ کہ اگر اللہ کے حکم سے پھل نہ آ سکا تو تم کس چیز کے بدلے میں اپنے بھائی (خریدار) کا مال اپنے لیے حلال کرو گے۔

کوئی بھی ایسا پہلو جس میں خریدنے والے یا بیچنے والے کے لیے نقصان ہونے کا احتمال ہو، شریعت کی نگاہوں میں ناپسندیدہ ہے، ہاں جائز طور پر سودا ہونے کے بعد نفع نقصان یہ قسمت کا معاملہ ہے۔ تجارت نفع ہی کے لیے کی جاتی ہے۔ لیکن بعض دفعہ گھاٹا بھی ہو جاتا ہے لہٰذا یہ کوئی چیز نہیں۔ آج کل ریس وغیرہ کی شکلوں میں جو دھندے چل رہے ہیں، شرعاً یہ سب حرام اور ناجائز بلکہ سود خوری میں داخل ہیں۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب ظاہر ہے کہ تم نے اپنا کچا باغ کسی بھائی کو بیچ دیا اور اس سے طے شدہ روپیہ بھی وصول کر لیا۔ بعد میں باغ پھل نہ لا سکا۔ آفت زدہ ہو گیا یا کم پھل لایا تو اپنے خریدار بھائی سے جو رقم تم نے وصول کی ہے وہ تمہارے لیے کس جنس کے عوض حلال ہو گی۔ پس ایسا سودا ہی نہ کرو۔

باب النَّخْلِ يُبَاعُ اَصْلُهَا وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِيْ ثَمَرَهَا .

یہ باب ہے کہ جب کھجور کے درخت کو بیچ دیا جائے اور خریدار اُس کے پھل کا استثناء کر لے

4649 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا امْرِءٍ اَبَّرَ نَخْلًا ثُمَّ بَاعَ اَصْلَهَا فَلِلَّذِيْ اَبَّرَ ثَمَرُ النَّخْلِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جو شخص کھجور کے درخت کی پیوندکاری کرتا ہے' پھر درخت کو فروخت کر دیتا ہے' تو اُس کھجور کے درخت کا پھل پیوند کاری کرنے والے کو ملے گا' البتہ اگر خریدار اس کی شرط عائد کر دے (تو حکم مختلف ہے)''۔

شرح

کوئی شخص اپنی کوئی چیز کسی کو بیچتے وقت یہ کہے کہ میں نے یہ چیز تمہارے ہاتھ بیچی مگر اس میں سے کچھ حصہ میں نے نہیں بیچا پس مبیع میں سے کچھ حصہ کا استثناء کرنا ثنیا کہلاتا ہے شارع نے اس سے منع فرمایا ہے کیونکہ اس میں مقدار معین نہیں ہوتی ہاں اگر مبیع کی کوئی مقدار معین کر کے مستثنیٰ کی جائے مثلاً بیچنے والا اس طرح کہے کہ میں نے تمہیں یہ چیز فروخت کی مگر اس کی اتنی مقدار جیسے چوتھائی یا تہائی اور یا اتنے سیر اتنے من میں نے اپنے لئے مستثنیٰ کر لیا ہے جو فروخت نہیں کر رہا ہوں تو یہ جائز ہے۔

4649-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع النخل باصله (الحديث 2206) . واخرجه مسلم في البيوع، باب من باع نخلا عليها ثمر (الحديث 79) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء فيمن باع نخلا مؤبرًا او عبدًا له مال (الحديث 2210م) . تحفة الاشراف (8274) .

باب الْعَبْدِ يُبَاعُ وَيَسْتَثْنِي الْمُشْتَرِي مَالَهُ

جب کسی غلام کو فروخت کیا جائے اور خریدار اُس کے مال کا استثناء کرلے

4650 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُهَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنْ بَاعَ عَبْدًا وَّلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ يَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ".

★★ سالم اپنے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جو شخص پیوند کاری کرنے کے بعد کھجور کے درخت کو فروخت کردے تو اُس کا پھل فروخت کرنے والے کی ملکیت ہو گا' البتہ اگر خریدار اُس کی شرط عائد کردے تو (حکم مختلف ہوگا)۔

جو شخص غلام فروخت کردے اور اُس غلام کے پاس مال موجود ہو تو اُس کا مال فروخت کنندہ کی ملکیت ہوگا۔ البتہ اگر خریدار اُس کی شرط عائد کردے (تو حکم مختلف ہوگا)''۔

باب الْبَيْعِ يَكُوْنُ فِيْهِ الشَّرْطُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَالشَّرْطُ .

ایسا سودا جس میں شرط موجود ہو اور سودا اور شرط درست ہوں

4651 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعْدَانُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ زَكَرِيَّا عَنْ عَامِرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَعْيَا جَمَلِيْ فَاَرَدْتُ اَنْ اُسَيِّبَهُ فَلَحِقَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَعَا لَهُ فَضَرَبَهُ فَسَارَ سَيْرًا لَّمْ يَسِرْ مِثْلَهُ فَقَالَ "بِعْنِيْهِ بِوُقِيَّةٍ" . قُلْتُ لَا .

قَالَ "بِعْنِيْهِ" . فَبِعْتُهُ بِوُقِيَّةٍ وَّاسْتَثْنَيْتُ حُمْلَانَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا بَلَغْنَا الْمَدِيْنَةَ اَتَيْتُهُ بِالْجَمَلِ وَابْتَغَيْتُ ثَمَنَهُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَاَرْسَلَ اِلَيَّ فَقَالَ "اَتُرَانِيْ اِنَّمَا مَاكَسْتُكَ لِاٰخُذَ جَمَلَكَ خُذْ جَمَلَكَ وَدَرَاهِمَكَ" .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کررہا تھا' میرا اونٹ تھک گیا' میں نے

4650-اخرجه مسلم في البيوع، باب من باع نخلا عليها ثمر (الحديث 80م) واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في العبد يباع و له مال (الحديث 3433) . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء فيمن باع نخلا مؤبرا او عبدا له مال (الحديث 2211) . تحفة الاشراف (6819) .

4651-اخرجه البخاري في الاستقراض، باب من اشترى بالدين و ليس عنده ثمنه اوليس بحضرته (الحديث 2385) مختصراً، وفي الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز (الحديث 2718)، و في الجهاد، باب استئذان الرجل الامام (الحديث 2967) مطولا . واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع البعير واستثناء ركوبه (الحديث 109) و (الحديث 110) مطولا . و اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في شرط في بيع (الحديث 3505) مختصرًا واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في اشتراط ظهر الدابة عند البيع (الحديث 1253) مختصراً . و اخرجه النسائي في البيوع، و البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع و الشروط (الحديث 4652) مطولا . تحفة الاشراف (2341) .

اُسے چھوڑ دینے کا ارادہ کیا' نبی اکرم ﷺ میرے پاس آئے' آپ ﷺ نے اُس اونٹ کے لیے دعا کی' آپ ﷺ نے اُسے مارا بھی تو وہ اس طرح سے چلنے لگا کہ اُس کی طرح اور کوئی اونٹ نہیں چل سکتا' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ایک اوقیہ کے عوض میں یہ مجھے فروخت کر دو' میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے یہ فروخت کر دو! تو میں نے ایک اوقیہ کے عوض وہ اونٹ آپ کو فروخت کر دیا اور اس بات کا استثناء کر لیا' میں مدینہ منورہ تک اس پر سوار ہو کر جاؤں گا' جب ہم لوگ مدینہ منورہ پہنچے تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے اُس کی قیمت حاصل کی' پھر میں واپس آنے لگا' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے پیغام دے کر بلوایا اور فرمایا: کیا تم یہ سمجھ رہے تھے کہ میں نے اونٹ کی قیمت اس لیے کم لگائی ہے' تا کہ میں تمہارے اونٹ کو حاصل کر سکوں؟ تم اپنا اونٹ بھی لو اور اپنے درہم بھی لو۔

4652 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ الطَّبَّاعِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيرَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَابِرٍ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاضِحٍ لَنَا ثُمَّ ذَكَرْتُ الْحَدِيثَ بِطُولِهِ ثُمَّ ذَكَرَ كَلَامًا مَعْنَاهُ فَاُزْحِفَ الْجَمَلُ فَزَجَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْتَشَطَ حَتّٰى كَانَ اَمَامَ الْجَيْشِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا جَابِرُ مَا اَرٰى جَمَلَكَ اِلَّا قَدِ انْتَشَطَ" . قُلْتُ بِبَرَكَتِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ . قَالَ "بِعْنِيهِ وَلَكَ ظَهْرُهُ حَتّٰى تَقْدَمَ" . فَبِعْتُهُ وَكَانَتْ لِيْ اِلَيْهِ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَلٰكِنِّي اسْتَحْيَيْتُ مِنْهُ فَلَمَّا قَضَيْنَا غَزَاتَنَا وَدَنَوْنَا اسْتَاْذَنْتُهُ بِالتَّعْجِيلِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ . قَالَ "اَبِكْرًا تَزَوَّجْتَ اَمْ ثَيِّبًا" . قُلْتُ بَلْ ثَيِّبًا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اُصِيبَ وَتَرَكَ جَوَارِيَ اَبْكَارًا فَكَرِهْتُ اَنْ اٰتِيَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ فَتَزَوَّجْتُ ثَيِّبًا تُعَلِّمُهُنَّ وَتُؤَدِّبُهُنَّ فَاَذِنَ لِيْ وَقَالَ لِيْ "ائْتِ اَهْلَكَ عِشَاءً" . فَلَمَّا قَدِمْتُ اَخْبَرْتُ خَالِيْ بِبَيْعِيَ الْجَمَلَ فَلَامَنِيْ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَوْتُ بِالْجَمَلِ فَاَعْطَانِيْ ثَمَنَ الْجَمَلِ وَالْجَمَلَ وَسَهْمًا مَعَ النَّاسِ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک غزوے میں اپنے اونٹ پر سوار ہو کر شریک ہوا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) اس کے بعد اُنہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔ جس میں اُنہوں نے یہ بات ذکر کی ہے (جس کا مفہوم یہ ہے) تو وہ اونٹ تھک گیا' نبی اکرم ﷺ نے اُس اونٹ کو جھڑکا تو وہ چست و چالاک ہو کر لشکر کے آگے چلنے لگا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جابر! میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارا اونٹ چالاک ہو گیا ہے' میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ آپ کی برکت کی وجہ سے ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ مجھے فروخت کر دو اور تم اس پر سواری کرنا جب تک تم (مدینہ منورہ واپس) نہیں پہنچ جاتے تو میں نے وہ اونٹ نبی اکرم ﷺ کو فروخت کر دیا' حالانکہ اُس وقت مجھے اُس کی شدید ضرورت تھی' لیکن میں نے نبی اکرم ﷺ سے حیاء کرتے ہوئے (معذرت نہیں کی)۔

4652-تقدم في البيوع، البيع يكون فيه الشرط فيصح البيع و الشرط (الحديث 4651) .

جب ہماری وہ جنگ ختم ہوگئی اور ہم (مدینہ منورہ کے) قریب پہنچے تو میں نے آپ ﷺ سے اجازت لی کہ میں جلدی اپنے گھر چلا جاؤں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میری نئی نئی شادی ہوئی ہے (اس لیے میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں) نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے کسی کنواری کے ساتھ شادی کی ہے (یا بیوہ یا طلاق یافتہ کے ساتھ)؟ میں نے عرض کی: نہیں! بلکہ ثیبہ (یعنی بیوہ یا طلاق یافتہ کے ساتھ کی ہے) یارسول اللہ! حضرت عبداللہ بن عمرو (یعنی میرے والد) شہید ہوگئے' تو انہوں نے کنواری بیٹیاں چھوڑیں مجھے یہ بات اچھی نہیں لگی کہ میں ان کے پاس انہی کی مانند (جوان لڑکی لے آؤں) اس لیے میں نے ثیبہ عورت کے ساتھ شادی کی ہے' جو ان کی تعلیم و تربیت کرے گی اور انہیں آداب سکھائے گی۔

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے اجازت دی' آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم اپنی بیوی کے پاس شام کے وقت جانا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) جب میں اپنے گھر آیا' تو میں نے اپنے ماموں کو اپنا اونٹ فروخت کرنے کے بارے میں بتایا تو انہوں نے مجھے ملامت کی' جب نبی اکرم ﷺ' مدینہ منورہ میں) تشریف لے آئے' تو اگلے دن میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھے اس اونٹ کی قیمت بھی دی اور اونٹ بھی عطاء کر دیا اور لوگوں کے ساتھ (مالِ غنیمت) میں سے (حصہ) بھی عطاء کیا۔

4653 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ وَّكُنْتُ عَلٰى جَمَلٍ فَقَالَ "مَا لَكَ فِىْ اٰخِرِ النَّاسِ" . قُلْتُ اَعْيَا بَعِيْرِىْ فَاَخَذَ بِذَنَبِهٖ ثُمَّ زَجَرَهٗ فَاِنْ كُنْتُ اِنَّمَا اَنَا فِىْ اَوَّلِ النَّاسِ يُهِمُّنِىْ رَاْسُهٗ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ قَالَ "مَا فَعَلَ الْجَمَلُ بِعْنِيْهِ" . قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لَا بَلْ بِعْنِيْهِ" . قُلْتُ لَا بَلْ هُوَ لَكَ . قَالَ "لَا بَلْ بِعْنِيْهِ قَدْ اَخَذْتُهٗ بِوُقِيَّةٍ ارْكَبْهُ فَاِذَا قَدِمْتَ الْمَدِيْنَةَ فَاْتِنَا بِهٖ" . فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ جِئْتُهٗ بِهٖ فَقَالَ لِبِلَالٍ "يَا بِلَالُ زِنْ لَهٗ اُوْقِيَّةً وَّزِدْهُ قِيْرَاطًا" . قُلْتُ هٰذَا شَىْءٌ زَادَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُفَارِقْنِىْ فَجَعَلْتُهٗ فِىْ كِيْسٍ فَلَمْ يَزَلْ عِنْدِىْ حَتّٰى جَاءَ اَهْلُ الشَّامِ يَوْمَ الْحَرَّةِ فَاَخَذُوْا مِنَّا مَا اَخَذُوْا .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک سفر کر رہا تھا' میں اونٹ پر سوار تھا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا وجہ ہے' تم سب سے پیچھے چل رہے ہو' میں نے عرض کی: میرا اونٹ تھک گیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس اونٹ کی دُم پکڑی پھر اُسے جھڑکا تو میں لوگوں سے آگے نکل گیا' میں بڑی مشکل سے اُسے زیادہ تیز چلنے سے روک رہا تھا' جب ہم مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے اونٹ کا کیا حال ہے؟ تم اسے مجھے فروخت کر دو! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ آپ ﷺ ہی کا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں! بلکہ تم اسے مجھے فروخت کر دو' میں نے عرض کی: یہ ویسے ہی آپ ﷺ کا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں! بلکہ تم مجھے فروخت کرو' میں اسے ایک اوقیہ کے عوض میں خریدوں گا' تم اس پر سوار ہو جاؤ' جب تم مدینہ منورہ آؤ تو اسے لے کر میرے پاس آنا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) جب میں

4653-اخرجه البخاري في الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز (الحديث 2718) تعليقاً . واخرجه مسلم في المساقاة، باب بيع البعير و استثناء ركوبه (الحديث 111) . تحفة الاشراف (2243) .

مدینہ منورہ آیا' تو میں اونٹ لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے حضرت بلال سے فرمایا: اے بلال! اسے ایک اوقیہ وزن کر کے دے دو اور اس میں ایک قیراط زیادہ دینا۔ (حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے مجھے جو اضافی ادائیگی کی تھی وہ ہمیشہ میرے پاس رہی' میں نے اُسے ایک تھیلی میں محفوظ کر کے رکھ لیا تھا' وہ ہمیشہ میرے پاس رہی یہاں تک کہ واقعہ حرہ کے موقع پر اہل شام آئے' تو انہوں نے ہم سے سب کچھ چھین لیا۔

4654 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَدْرَكَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ عَلٰى نَاضِحٍ لَّنَا سَوْءٍ فَقُلْتُ لَا يَزَالُ لَنَا نَاضِحُ سَوْءٍ يَّا لَهْفَاهُ . فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَبِيْعُنِيْهِ يَا جَابِرُ" . قُلْتُ بَلْ هُوَ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ قَدْ اَخَذْتُهُ بِكَذَا وَكَذَا وَقَدْ اَعَرْتُكَ ظَهْرَهُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ" . فَلَمَّا قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ هَيَّاْتُهُ فَذَهَبْتُ بِهِ اِلَيْهِ فَقَالَ "يَا بِلَالُ اَعْطِهِ ثَمَنَهُ" . فَلَمَّا اَدْبَرْتُ دَعَانِىْ فَخِفْتُ اَنْ يَّرُدَّهُ فَقَالَ "هُوَ لَكَ" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ میرے پاس آئے' میں اُس وقت اپنے بُرے حال والے اونٹ پر سوار تھا' میں نے کہا: ہائے افسوس! ہمارے پاس ہمیشہ بُرے حال والا اونٹ ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اسے فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ ویسے ہی آپ ﷺ کا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ تعالیٰ! تو اس کی مغفرت کردے! اے اللہ تعالیٰ! تو اس پر رحم کردے! میں یہ اونٹ اتنی اتنی (قیمت) کے عوض میں خریدتا ہوں اور میں مدینہ منورہ تک یہ تمہیں عاریت کے طور پر سواری کرنے کے لیے دیتا ہوں۔ (راوی کہتے ہیں:) جب میں مدینہ منورہ آیا' تو میں نے اُس اونٹ کو تیار کیا اور اُس کو لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بلال! تم اسے اس کی قیمت دے دو۔ جب میں وہاں سے واپس آیا' تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے بلوایا' مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ آپ ﷺ وہ اونٹ مجھے واپس کر دیں گے' آپ ﷺ نے فرمایا: یہ (اونٹ) بھی تمہارا ہے۔

4655 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا عَلٰى نَاضِحٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ" . قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ قَالَ "اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ" . قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ يَا نَبِىَّ اللّٰهِ . قَالَ "اَتَبِيْعُنِيْهِ بِكَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ" . قُلْتُ نَعَمْ هُوَ لَكَ . قَالَ اَبُوْ نَضْرَةَ وَكَانَتْ كَلِمَةً يَقُوْلُهَا الْمُسْلِمُوْنَ افْعَلْ كَذَا وَكَذَا وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَكَ .

4654-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2769) .

4655-اخرجه البخاري في الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز (الحديث 2718) تعليقاً . واخرجه مسلم في الرضاع، باب استحباب نكاح البكر (الحديث 57) مطولاً، و في المساقاة، باب بيع البعير و استثناء ركوبه (الحديث 112) مطولاً . واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السوم (الحديث 2205) . والحديث عند: النسائي في عشرة النساء من الكبرى، مضاحكة الرجل اهله (الحديث 55) تحفة الاشراف (3101) .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ ﷛ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سفر کر رہے تھے' میں اپنے اونٹ پر سوار تھا' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم مجھے یہ اونٹ اتنی اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کرو گے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے! میں نے عرض کی: جی ہاں! اے اللہ کے نبی! یہ ویسے ہی آپ کا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم مجھے اسے اتنی اور اتنی قیمت کے عوض میں فروخت کرو گے؟ اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے! میں نے عرض کی: جی ہاں! یا رسول اللہ! یہ ویسے ہی آپ کا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے! کیا یہ تم مجھے اتنی اور اتنی قیمت میں فروخت کرو گے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! یہ آپ ﷺ کا ہوا۔

شیخ ابونضرہ کہتے ہیں: یہ وہ کلمہ ہے' جو مسلمانوں کے ہاں رائج ہے' تم اس اس طرح کرو' اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت کرے۔

بیع میں تقاضہ عقد والی شرط لگانے کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بیع میں ایسی شرط ذکر کرنا کہ خود عقد اُس کا مقتضی ہے معتبر نہیں مثلاً بائع پر مبیع کے قبضہ دلانے کی شرط اور مشتری پر ثمن ادا کرنے کی شرط اور اگر وہ شرط عقد کے تقاضہ نہیں مگر عقد کے مناسب ہو اس شرط میں بھی حرج نہیں مثلاً یہ کہ مشتری ثمن کے لیے کوئی ضامن پیش کرے یا ثمن کے مقابل میں فلاں چیز رہن رکھے اور جس کو ضامن بتایا ہے اُس نے اُسی مجلس میں ضمانت کر بھی لی اور اگر اُس نے ضمانت قبول نہ کی تو بیع فاسد ہے اور اگر مشتری نے ضمانت یا رہن سے گریز کی تو بائع بیع کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسی طرح مشتری نے بائع سے ضامن طلب کیا کہ میں اس شرط سے خریدتا ہوں کہ فلاں شخص ضامن ہو جائے کہ مبیع پر قبضہ دلا دے یا مبیع میں کسی کا حق نکلے گا تو ثمن واپس ملے گا یہ شرط بھی جائز ہے۔ اور اگر وہ شرط نہ اس قسم کی ہو نہ اُس قسم کی مگر شرع نے اُس کو جائز رکھا ہے جیسے خیار شرط یا وہ شرط ایسی ہے جس پر مسلمانوں کا عام طور پر عمل درآمد ہے جیسے آج کل گھڑیوں میں گارنٹی سال دو سال کی ہوا کرتی ہے کہ اس مدت میں خراب ہوگی تو درستی کا ذمہ دار بائع ہے ایسی شرط بھی جائز ہے۔ اور یہ بھی نہ ہو یعنی شریعت میں بھی اُس کا جواز نہیں وارد ہوا اور مسلمانوں کا تعامل بھی نہ ہو وہ شرط فاسد ہے اور بیع کو بھی فاسد کر دیتی ہے مثلاً کپڑا خریدا اور یہ شرط کر لی کہ بائع اس کو قطع کر کے سی دے گا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع، بیروت)

تقاضہ عقد کے خلاف فساد بیع پر اجماع ائمہ اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور جب کسی شخص نے اس شرط پر کپڑے کو خریدا کہ بائع اس کو سلوا کر یا قمیص بنوا کر دے گا یا جبہ بنوا دے گا تو بیع فاسد ہے کیونکہ یہ شرط تقاضہ عقد کے خلاف ہے۔ اور اس بیع کے فاسد ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع ہے۔ (فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۱۲۸، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مبیع میں اگر نقصان پیدا ہو گیا اور یہ نقصان مشتری کے فعل سے ہوا یا خود مبیع کے فعل سے ہوا یا آفت سماویہ سے ہوا بائع مشتری سے مبیع کو واپس لے گا اور اس نقصان کا معاوضہ بھی لے گا مثلاً کپڑے کو مشتری نے قطع کرالیا ہے مگر ابھی سلوایا نہیں تو بائع مشتری سے وہ کپڑا لے گا اور قطع ہو جانے سے جو قیمت میں کمی ہوگئی وہ لے گا اور اگر وہ نقصان

فسخ ہوگیا تو جو کچھ اس کا معاوضہ لے چکا ہے بائع واپس کرے مثلاً کنیز تھی اُس کی آنکھ خراب ہوگئی جس کا نقصان لیا پھر اچھی ہوگئی
تو واپس کردے یا لونڈی کا نکاح کردیا تھا پھر بیع فسخ ہوگئی اور نکاح کرنے سے جو نقصان ہوا بائع نے مشتری سے وصول کیا پھر اُس
کے شوہر نے قبل دخول طلاق دیدی تو یہ معاوضہ واپس کردے۔

اور اگر مبیع میں نقصان کسی اجنبی شخص کے فعل سے ہوا تو بائع کو اختیار ہے کہ اس کا معاوضہ اُس اجنبی سے لے یا مشتری سے
اگر مشتری سے لے گا تو مشتری وہ رقم اُس اجنبی سے وصول کریگا۔ مبیع میں نقصان خود بائع نے کیا تو یہ نقصان پہنچانا ہی واپس کرنا ہے
یعنی فرض کرو اگر وہ مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی اور مشتری نے اُس کو بائع سے روکا نہ ہو تو بائع کی ہلاک ہوئی مشتری اُس کا
تاوان نہیں دے گا اور ثمن دے چکا ہے تو واپس لے گا اور اگر مشتری کی طرف سے مبیع کی واپسی میں رُکاوٹ ہوئی اس کے بعد ہلاک
ہوئی تو دو صورتیں ہیں: یہ ہلاک ہونا اُسی نقصان پہنچانے سے ہوا یعنی یہاں تک اُس کا اثر ہوا کہ ہلاک ہوگئی جب بھی بائع کی ہلاک
ہوئی مشتری پر تاوان نہیں اور اگر اُس کے اثر سے نہ ہو تو مشتری کو تاوان دینا ہوگا مگر وہ نقصان جو بائع نے کیا ہے اُس کا معاوضہ اُس
میں سے کم کر دیا جائے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع، بیروت)

باب الْبَيْعِ يَكُونُ فِيهِ الشَّرْطُ الْفَاسِدُ فَيَصِحُّ الْبَيْعُ وَيَبْطُلُ الشَّرْطُ .

یہ باب ہے کہ ایسا سودا جس میں کوئی فاسد شرط رکھی گئی ہو تو سودا درست ہوگا اور شرط باطل ہوگی

4656 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرَيْتُ بَرِيرَةَ فَاشْتَرَطَ اَهْلُهَا وَلَاءَهَا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَعْتِقِيهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْطَى الْوَرِقَ" . قَالَتْ فَاَعْتَقْتُهَا - قَالَتْ - فَدَعَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے بریرہ کو خرید لیا' اس کے مالکان نے اُس کی ولاء کی شرط عائد کی' میں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اُسے آزاد کردو' کیونکہ ولاء کا حق اُسے حاصل ہوتا ہے' جو چاندی (یعنی غلام یا کنیز کی قیمت) ادا کرتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے بریرہ کو آزاد کر دیا۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو بلوایا اور اُس کے شوہر کے بارے میں اُسے اختیار دیا تو اُس نے علیحدگی کو اختیار کیا حالانکہ اُس کا شوہر آزاد شخص تھا۔

4657 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ لِلْعِتْقِ وَاَنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اشْتَرِيهَا فَاَعْتِقِيهَا

4656-تقدم (الحديث 3449) .

4657-تقدم (الحديث 3454) .

فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" . وَأُتِيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ هٰذَا تُصُدِّقَ بِهِ عَلَى بَرِيرَةَ فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ" . وَخُيِّرَتْ .

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: اُنہوں نے آزاد کرنے کے لیے بریرہ کو خریدنے کا ارادہ کیا' تو اُس کے مالکان نے اُس کی ولاء کی شرط عائد کر دی۔ سیدہ عائشہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اُسے خرید کر اُسے آزاد کر دو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا' آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: یہ بریرہ کو صدقے کے طور پر دیا گیا تھا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ اُس کے لیے صدقہ تھا اور ہمارے لیے ہدیہ ہے۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) اپنے شوہر سے علیحدگی کے بارے میں (بریرہ کو اختیار) دیا گیا تھا۔

4658 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَائِشَةَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً تَعْتِقُهَا فَقَالَ أَهْلُهَا نَبِيعُكِهَا عَلَى أَنَّ الْوَلَاءَ لَنَا . فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ فَإِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" .

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کنیز خرید کر اُسے آزاد کرنے کا ارادہ کیا' تو اُس کے مالکان نے یہ کہا کہ اسے اس شرط پر فروخت کریں گے کہ اس کی ولاء کا حق ہمیں ہوگا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ چیز تمہارے لیے رکاوٹ نہیں بن سکتی' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

استحکام فساد کے سبب فساد بیع کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر بائع نے کہا میں نے غلام اس کی قیمت کے عوض بیچا تو بیع فاسد ہے کیونکہ مختلف قیمت لگانے والوں کے اعتبار سے اس غلام کی قیمت مختلف ہوگی تو اس طرح ثمن مجہول ہوگا اس طرح اگر غلام بیچا اس چیز کے بدلے میں جس کا فیصلہ مشتری یا فلاں شخص کرے گا تو بھی بیع فاسد ہوگی کیونکہ معلوم نہیں فلاں شخص کیا فیصلہ کریگا اور جہالت ثمن صحت بیع سے مانع ہے پھر جب مشتری کو ثمن کا علم ہوا اور وہ اس پر رضامند ہوگیا تو بیع جائز ہوجائے گی کیونکہ جہالت مجلس کے اندر ہی زائل ہوگئی تو یہ ایسے ہی ہوگیا جیسے گویا کہ عقد کے وقت معلوم تھا اور اگر ثمن کا علم نہ ہوا یہاں تک کہ بائع اور مشتری متفرق ہوگئے تو فساد مستحکم ہوگیا۔ اور اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول بھی ہے کہ اگر حالت عقد میں تمام ثمن اس طرح مجہول ہوں کہ جہالت جھگڑے تک پہنچائے تو یہ فساد عقد کا موجب بنے گی اور ہمارے نزدیک جب مجلس کے اندر جہالت

4658-اخرجه البخاري في البيوع، باب اذا اشترط شروطا في البيع لا تحل (الحديث 2169)، و في المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب و من اشترط شرطا ليس في كتاب الله (الحديث 2562)، و في الفرائض، باب اذا اسلم على يديه (الحديث 6757) . واخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 5) . واخرجه ابو داؤد في الفرائض، باب في الولاء (الحديث 2915) . تحفة الاشراف (6408) .

رفع ہو جائے تو عقد جواز کی طرف پلٹ آتا ہے کیونکہ مجلس اگر چہ طویل ہو اس کا حکم ساعت عقد والا ہی ہوتا ہے۔ اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ جب کسی نے لکھی ہوئی قیمت کے بدلے میں کپڑا خریدا اور مشتری کو اس لکھی ہوئی قیمت کا علم نہیں ہے حتیٰ کہ بیع فاسد ہوئی پھر اسے لکھی ہوئی قیمت کا علم ہوا اگر چہ تو یہ علم افتراق سے قبل ہوا اور اس نے بیع کو اختیار کر لیا تو ہمارے نزدیک بیع جائز ہوگی اور اگر افتراق کے بعد اسے لکھی ہوئی قیمت کا علم ہوا تو بالاتفاق بیع جائز نہیں ہوگی۔ (بدائع الصنائع، کتاب بیوع)

تقاضہ عقد نہ ہونے کی علت کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مشتری اس درخت کو فی الحال کاٹے یعنی جب بائع اپنی ملکیت کی فراغت کا مطالبہ کرے، اور اگر اس کو زمین میں چھوڑے رکھنے کی شرط لگائی تو بیع فاسد ہوگی جیسا کہ کاٹنے کی ذمہ داری بائع پر عائد کرنے کی شرط لگانے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، حاوی، بحر۔ میں فساد کی علت یوں بیان فرمائی کہ یہ ایسی شرط ہے جس کا تقاضا عقد نہیں کرتا اور وہ شرط ملک غیر کو مشغول رکھنے کی ہے۔

بیع باطل کے قبیلہ سے ہے اس چیز کی بیع جو بائع کی ملک میں نہ ہو کیونکہ معدوم چیز اور وہ چیز جس کے عدم کا خطرہ ہو اس کی بیع باطل ہے مگر بطور سلم ان کی بیع باطل نہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس چیز کی بیع سے منع فرمایا جو آدمی کے پاس نہ ہو اور بیع سلم میں رخصت دی۔ اس سے مراد اس چیز کی بیع ہے جو عنقریب اس کی ملک میں آئے گی اس کی ملک میں ہونے سے قبل۔ پس شیشیاں کہ زید نے خریدیں زید ہی کی ملک تھیں جتنی ٹوٹیں اس کی عمرو سے کچھ علاقہ نہیں۔

(درمختار، کتاب بیوع، بیروت)

باب بَيْعِ الْمَغَانِمِ قَبْلَ اَنْ تُقْسَمَ .

مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اُسے فروخت کرنا

4659 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْمَغَانِمِ حَتّٰى تُقْسَمَ وَعَنِ الْحَبَالٰى اَنْ يُوْطَاْنَ حَتّٰى يَضَعْنَ مَا فِیْ بُطُوْنِهِنَّ وَعَنْ لَحْمِ كُلِّ ذِیْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت کی تقسیم سے پہلے اُسے (یا اُس کے کسی حصے کو) فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (کسی دوسرے شخص سے حاملہ ہونے والی) حاملہ عورتوں کے پیٹ میں موجود بچے کے جنم دینے سے پہلے، اُن کے ساتھ صحبت کرنے سے منع کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوکیلے دانت والے درندے کا گوشت کھانے سے منع کیا ہے۔

4659-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6408) .

مال غنیمت میں تقسیم سے پہلے تصرف کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مال غنیمت کو دارالحرب میں مجاہدین اپنی ضرورت میں قبل تقسیم صرف کر سکتے ہیں مثلاً جانوروں کا چارہ اپنے کھانے کی چیزیں کھانا پکانے کے لیے ایندھن، گھی، تیل، شکر، میوے خشک وتر اور تیل لگانے کی ضرورت ہو تو کھانے کا تیل لگا سکتا ہے اور خوشبودار تیل مثلاً روغنِ گل وغیرہ اُس وقت استعمال کر سکتا ہے جب کسی مرض میں اس کے استعمال کی حاجت ہو اور گوشت کھانے کے جانور ذبح کر سکتے ہیں مگر چمڑا مال غنیمت میں واپس کریں۔ اور مجاہدین اپنی باندی، غلام اور عورتوں بچوں کو بھی مال غنیمت سے کھلا سکتے ہیں۔ اور جو شخص تجارت کے لیے گیا ہے لڑنے کے لیے نہیں گیا وہ اور مجاہدین کے نوکر مال غنیمت کو صرف نہیں کر سکتے ہاں پکا ہوا کھانا یہ بھی کھا سکتے ہیں۔ اور پہلے سے اشیاء اپنے پاس رکھ لینا کہ ضرورت کے وقت صرف کریں گے ناجائز ہے۔ اسی طرح جو چیز کام کے لیے لی تھی اور بچ گئی اسے بیچنا بھی ناجائز ہے اور بیچ ڈالی تو دام واپس کرے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب الجہاد)

مجاہدین کے لئے لکڑیوں کے استعمال کی اباحت کا بیان

مجاہدین لکڑیاں استعمال کر سکتے ہیں اور بعض نسخوں میں ہے خوشبو استعمال کر سکتے ہیں اور تیل استعمال کر سکتے ہیں اور سواریوں کے پیروں میں لگا سکتے ہیں، اس لیے کہ ان تمام چیزوں کی ضرورت درکار ہے اور جو بھی ہتھیار پائیں انہیں لے کر (کنز ...) جنگ بھی کر سکتے ہیں، یہ تمام چیزیں بلا تقسیم کے مباح ہیں اور اس کی تاویل یہ ہے کہ جب ان اشیاء کی ضرورت ہو بایں طور کہ غازی کے پاس ہتھیار نہ ہو اور ہم اسے بیان کر چکے ہیں۔

اور ان کے لیے ان چیزوں میں کوئی چیز فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی انہیں جمع کرنا جائز ہے، کیونکہ بیع ملکیت پر مرتب ہوتی ہے اور نزدیک ملکیت معدوم ہے جس طرح ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور یہ تو اباحت ہے یہ ایسا ہو گیا جس طرح کسی کے لیے طعام مباح کیا گیا ہو۔

اور امام قدوری کا و لایتمولونہ کہنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ لوگ نہ تو سونے چاندی کے عوض اسے فروخت کر سکتے ہیں اور نہ ہی ثمن کے عوض، کیونکہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ اور اگر کوئی غازی بیچ دے تو اس کا ثمن مال غنیمت میں واپس کر دے اس لیے کہ یہ ایسے عین کا بدل ہے جو تمام غازیوں کا ہے۔

اور کپڑے اور دوسرے سامانوں سے بلا ضرورت انتفاع مکروہ ہے، کیونکہ ان میں اشتراک ہے مگر اگر غازیوں کو کپڑے، سواریاں اور سامان کی ضرورت ہو تو امام دارالحرب میں یہ چیزیں ان کے درمیان تقسیم کر سکتا ہے اس لیے کہ ضرورت کے وقت جب حرام چیز مباح ہو جاتی ہے تو مکروہ چیز تو بدرجۂ اولیٰ مباح ہوگی۔ یہ حکم اس سبب سے ہے کہ ان چیزوں کی مدد کا حق محتمل ہے جب کہ ان کی ضرورت یقینی ہے لہٰذا ضرورت کی رعایت کرنا بہتر ہوگا۔

اور امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہتھیار میں تقسیم کا ذکر نہیں کیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ثیاب اور سلاح میں ضرورت کے حوالے

سے کوئی فرق نہیں ہے، کیونکہ اگر کسی کو دونوں چیزوں کی ضرورت ہو تو اکے لیے دونوں سے فائدہ حاصل کرنا مباح ہے۔ اور اگر سب کو ان کی ضرورت ہو تو امام دونوں چیزیں ان کے درمیان تقسیم کردے۔ مگر اگر غازیوں کو گرفتار کردہ عورتوں کی ضرورت ہو تو امام انہیں غازیوں میں تقسیم نہیں کرے گا کیونکہ ان کی ضرورت سے زائد ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب سیر، لاہور)

ملکیت سے پہلے مال غنیمت کی خرید و فروخت کی ممانعت

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے اس کو خریدنے سے منع فرمایا ہے (کیونکہ تقسیم سے پہلے اس کا کوئی مالک نہیں ہوتا۔" (ترمذی، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 1109)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت کا اعلان فرمایا کہ (مال غنیمت کے) حصے جب تک تقسیم نہ ہو جائیں ان کو فروخت نہ کیا جائے۔ (سنن دارمی)

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مال غنیمت کے اپنے حصہ کو تقسیم سے پہلے بیچنے لگے تو یہ جائز نہیں ہوگا ایک تو اس سبب سے کہ جس حصہ کو وہ بیچنا چاہتا ہے ابھی وہ اس کی ملکیت میں نہیں آیا ہے (جیسا کہ بعض علماء کا قول ہے کہ تقسیم سے پہلے کسی بھی حصہ کی ملکیت موقوف رہتی ہے) دوسرے اس سبب سے کہ (حصہ دار کو تقسیم سے پہلے مالک مان بھی لیا جائے تو خود اس (مالک) کو تقسیم سے پہلے تک یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کے حصے میں کیا چیز آئے گی اور وہ چیز کیسی ہوگی، اس صورت میں اس حصے کو بیچنا گویا ایک ایسی چیز کو بیچنا لازم آئے گا جو غیر معلوم وغیر متعین ہے اور یہ ناجائز ہے۔

حضرت رویفع ابن ثابت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے قطعا روا نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے (مشترک) مال غنیمت کے کسی جانور پر (بلا ضرورت شرعی) سوار ہو اور پھر جب وہ (جانور) دبلا ہو جائے تو اس کو مال غنیمت میں واپس کردے اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے یہ قطعا روا نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں کے (مشترک) مال غنیمت کے کسی کپڑے کو (بلا ضرورت شرع " پہنے اور پھر جب وہ (کپڑا) پرانا ہو جائے تو اس کو مال غنیمت میں واپس کردے۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 1112)

اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ اگر اپنی سواری کے مصرف میں لانے کی سبب سے وہ جانور دبلا نہ ہو تو اس صورت میں اس پر سوار ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، لیکن حقیقت میں نہ یہ مفہوم مراد ہے اور نہ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے بلکہ یہ بات محض محاورۃ فرمائی گئی ہے کہ عام طور پر جانور سواری کے کام آنے سے دبلے ہو جاتے ہیں۔

باب بَيْعِ الْمُشَاعِ ۔

یہ باب مشترکہ چیز کو فروخت کرنے میں ہے

4660 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الشُّفْعَةُ فِي كُلِّ شِرْكٍ رَبْعَةٍ اَوْ حَائِطٍ لَا يَصْلُحُ لَهُ اَنْ يَبِيعَ حَتّٰى

يُؤْذِنَ شَرِيْكَهُ فَإِنْ بَاعَ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ حَتّٰى يُؤْذِنَهُ"۔

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''ہر مشترکہ چیز میں شفعہ ہوگا' وہ گھر ہو یا باغ ہو اُس کے مالک کے لیے یہ بات مناسب نہیں ہے وہ اپنے شراکت دار سے اجازت سے پہلے اُسے فروخت کرے اگر وہ مالک فروخت کردیتا ہے' تو اُس کا ساتھی اس کا زیادہ حقدار ہوگا لیکن اگر وہ اُسے (فروخت کرنے کی) اجازت دے دیتا ہے' تو (حکم مختلف ہوگا)''۔

باب التَّسْهِيلِ فِيْ تَرْكِ الْاِشْهَادِ عَلَى الْبَيْعِ .

یہ باب ہے کہ سودے کے بارے میں گواہ نہ بنانے کی سہولت دینا

4661 – اَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ مَرْوَانَ بْنِ الْهَيْثَمِ بْنِ عِمْرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - عَنِ الزُّبَيْدِيِّ اَنَّ الزُّهْرِيَّ اَخْبَرَهُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ اَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَهُ - وَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَ فَرَسًا مِّنْ اَعْرَابِيٍّ وَّاسْتَتْبَعَهُ لِيَقْبِضَ ثَمَنَ فَرَسِهٖ فَاَسْرَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبْطَاَ الْاَعْرَابِيُّ وَطَفِقَ الرِّجَالُ يَتَعَرَّضُوْنَ لِلْاَعْرَابِيِّ فَيَسُوْمُوْنَهُ بِالْفَرَسِ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعَهُ حَتّٰى زَادَ بَعْضُهُمْ فِي السَّوْمِ عَلٰى مَا ابْتَاعَهُ بِهٖ مِنْهُ فَنَادَى الْاَعْرَابِيُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هٰذَا الْفَرَسَ وَاِلَّا بِعْتُهُ ۔ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ سَمِعَ نِدَاءَهُ فَقَالَ "اَلَيْسَ قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ" ۔ قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا بِعْتُكَهُ ۔ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "قَدِ ابْتَعْتُهُ مِنْكَ" ۔ فَطَفِقَ النَّاسُ يَلُوْذُوْنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِالْاَعْرَابِيِّ وَهُمَا يَتَرَاجَعَانِ وَطَفِقَ الْاَعْرَابِيُّ يَقُوْلُ هَلُمَّ شَاهِدًا يَشْهَدُ اَنِّيْ قَدْ بِعْتُكَهُ ۔ قَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ اَنَا اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بِعْتَهُ ۔ قَالَ فَاَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى خُزَيْمَةَ فَقَالَ "لِمَ تَشْهَدُ" ۔ قَالَ بِتَصْدِيْقِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ۔ قَالَ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ ۔

☆☆ عمارہ بن خزیمہ اپنے چچا' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں' اُن کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دیہاتی سے ایک گھوڑا خریدا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس دیہاتی کو بلوایا' تاکہ اُس کے گھوڑے کی قیمت اُس کے حوالے کردیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے (اپنی مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے) اور دیہاتی نے آنے میں دیر کردی' اسی دوران کچھ لوگ اُس دیہاتی کے پاس آئے اور اُس کے گھوڑے کے بارے میں اُس کے ساتھ بھاؤ تاؤ کرنے لگے۔ وہ لوگ یہ بات نہیں جانتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ

4660-اخرجه مسلم في المساقاة، باب الشفعة (الحديث 134 و 135د) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الشفعة (الحديث 3513) واخرجه النسائي في البيوع، الشركة في الرباع (الحديث 4715) تحفة الاشراف (2806) .

4661-اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب اذا علم الحاكم صدق الشاهد الواحد يجوز له ان يحكم به (الحديث 3607) . تحفة الاشراف (15646) .

گھوڑا خرید چکے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جس قیمت پر اُسے خریدا تھا' اُن لوگوں میں سے ایک شخص نے اُس سے زیادہ قیمت لگادی تو دیہاتی نے بلند آواز میں نبی اکرم ﷺ کو پکارا اور بولا: اگر تو آپ ﷺ نے اس گھوڑے کو خرید لیا ہے' تو ٹھیک ہے ورنہ میں اسے (کسی دوسرے شخص کو) فروخت کر دیتا ہوں۔ جب نبی اکرم ﷺ نے اُس کی آواز سنی تو آپ ﷺ کھڑے ہوئے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا یہ میں نے تم سے خرید نہیں لیا؟ تو وہ دیہاتی بولا: جی نہیں! اللہ کی قسم! میں نے آپ ﷺ کو یہ فروخت نہیں کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میں تو تم سے یہ خرید چکا ہوں۔ لوگ نبی اکرم ﷺ اور اُس دیہاتی کے گرد اکٹھے ہو گئے اور ان دونوں کی گفتگو چل رہی تھی۔ اُس دیہاتی نے کہا: آپ ﷺ کوئی گواہ لے کر آئیں جو اس بات کی گواہی دے کہ میں نے یہ آپ ﷺ کو فروخت کیا ہے۔

تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ نبی اکرم ﷺ نے اسے خرید لیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ' حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: تم کس بنیاد پر گواہی دے رہے ہو؟

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کی تصدیق کرتے ہوئے۔

(راوی کہتے ہیں:) تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی کو دو آدمیوں کی گواہی کے برابر قرار دیا۔

باب اخْتِلاَفِ الْمُتَبَايِعَيْنِ فِي الثَّمَنِ ۔

یہ باب ہے کہ قیمت کے بارے میں دونوں فریقوں میں ہونے والے اختلاف (کا حکم)

4662 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيْسَ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ اَبِىْ عُمَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا اخْتَلَفَ الْبَيِّعَانِ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا بَيِّنَةٌ فَهُوَ مَا يَقُوْلُ رَبُّ السِّلْعَةِ اَوْ يَتْرُكَا" ۔

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب سودا کرنے والے دونوں فریقوں کے درمیان اختلاف ہو جائے اور اُن کے پاس کوئی ثبوت بھی نہ ہو تو' یا تو فروخت کنندہ کی بات مانی جائے گی یا پھر وہ دونوں اس سودے کو ترک کر دیں گے''۔

4663 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ وَيُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ - وَاللَّفْظُ لِاِبْرَاهِيْمَ - قَالُوْا حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ حَضَرْنَا اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَتَاهُ رَجُلاَنِ تَبَايَعَا سِلْعَةً فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَخَذْتُهَا بِكَذَا وَبِكَذَا ۔ وَقَالَ هٰذَا بِعْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا ۔ فَقَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ اُتِىَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فِىْ مِثْلِ هٰذَا فَقَالَ حَضَرْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِمِثْلِ هٰذَا فَاَمَرَ الْبَائِعَ اَنْ يَّسْتَحْلِفَ ثُمَّ يَخْتَارَ الْمُبْتَاعُ فَاِنْ شَآءَ اَخَذَ وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ ۔

4662-اخرجه ابو داؤد في البيوع، والاجارات، باب اذا اختلف البيعان و المبيع قائم (الحديث 3511) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (9546) ۔

4663-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (9611) ۔

☆☆ عبدالملک بن عبید بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ابوعبیدہ کے پاس موجود تھے اُن کے پاس دو صاحبان آئے جنہوں نے ایک چیز کے بارے میں سودا کیا تھا اُن میں سے ایک نے کہا: میں نے یہ چیز اتنی رقم کے عوض میں حاصل کی ہے جب کہ دوسرے نے کہا: میں نے یہ اتنی رقم کے عوض میں فروخت کی ہے (یعنی قیمت کے بارے میں دونوں میں اختلاف تھا)۔

تو حضرت ابوعبیدہ نے بتایا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے سامنے اس طرح کی صورت حال پیش آئی تھی تو انہوں نے یہ بات بتائی تھی کہ ایک مرتبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا تو اس طرح کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فروخت کنندہ کو یہ حکم دیا وہ قسم اُٹھائے پھر خریدار کو یہ اختیار دیا وہ چاہے تو (فروخت کنندہ کی بیان کردہ قیمت کے مطابق) اُسے حاصل کرلے اور اگر چاہے تو اُسے ترک کردے۔

باب مُبَايَعَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ .

یہ باب ہے کہ اہل کتاب کے ساتھ لین دین کرنا

4664 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ اشْتَرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَهُوْدِيٍّ طَعَامًا بِنَسِيْئَةٍ وَّاَعْطَاهُ دِرْعًا لَّهٗ رَهْنًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی سے اُدھار اناج لیا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رہن کے طور پر اپنی زرہ اُسے عطاء کردی تھی۔

4665 – اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِرْعُهٗ مَرْهُوْنَةٌ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِثَلَاثِيْنَ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ لِاَهْلِهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زرہ ایک یہودی کے پاس جَو کے تیس صاع کے عوض میں رہن رکھی ہوئی تھی جو آپ نے اپنے گھر والوں (کی خوراک کے لیے حاصل کیے تھے)۔

باب بَيْعِ الْمُدَبَّرِ .

یہ باب مدبر غلام کو فروخت کرنے میں ہے

4666 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ عُذْرَةَ عَبْدًا لَّهٗ

4664-تقدم (الحديث 4623) .

4665-انفرد به النسائي . والحديث عند الترمذي في البيوع، باب ما جاء في الرخصة في الشراء الى اجل (الحديث 1214) . تحفة الاشراف (6228) .

4666-تقدم (الحديث 2545) .

عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَكَ مَالٌ غَيْرُهُ" . قَالَ لَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ" . فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِيُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَآءَ بِهَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَيْءٌ فَلِاَهْلِكَ
فَاِنْ فَضَلَ عَنْ اَهْلِكَ شَيْءٌ فَلِذِيْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِيْ قَرَابَتِكَ شَيْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" . يَقُوْلُ بَيْنَ
يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنو عذرہ سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب نے اپنے غلام کو مدبر کے طور پر
آزاد کر دیا اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اُس غلام کے علاوہ کوئی اور مال
بھی ہے؟ تو اُس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو مجھ سے کون خریدے گا؟ تو حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی
رضی اللہ عنہ نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اُسے خرید لیا' وہ یہ رقم لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ رقم
غلام کے مالک کو دیتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا: سب سے پہلے اسے اپنے اوپر خرچ کرو' اگر کچھ بچ جائے' تو اُسے اپنے بیوی بچوں پر
خرچ کرو' اگر بیوی بچوں میں سے بھی بچ جائے' تو قریبی رشتے داروں پر خرچ کرو' اگر قریبی رشتے داروں پر خرچ کرنے کے بعد کچھ
بچ جائے' تو اس طرح اس طرح خرچ کرو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے اپنے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (یعنی اس کو صدقہ و خیرات کرو)۔

4667 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَجُلًا
مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ مَذْكُوْرٍ اَعْتَقَ غُلَامًا لَهٗ عَنْ دُبُرٍ يُقَالُ لَهٗ يَعْقُوْبُ لَمْ يَكُنْ لَهٗ مَالٌ غَيْرُهٗ فَدَعَا بِهٖ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ يَشْتَرِيْهِ" . فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ وَقَالَ
"اِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ فَقِيْرًا فَلْيَبْدَاْ بِنَفْسِهٖ فَاِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلٰى عِيَالِهٖ فَاِنْ كَانَ فَضْلًا فَعَلٰى قَرَابَتِهٖ اَوْ عَلٰى ذِيْ
رَحِمِهٖ فَاِنْ كَانَ فَضْلًا فَهَا هُنَا وَهَا هُنَا" .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک انصاری جن کا نام ابو مذکور تھا' انہوں نے اپنے غلام کو مدبر کے طور پر آزاد
کر دیا' اُس غلام کا نام یعقوب تھا' ابو مذکور کے پاس اُس غلام کے علاوہ اور کوئی مال نہیں تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس غلام کو بلوایا اور
فرمایا: مجھ سے اسے کون خریدے گا؟ تو نعیم بن عبداللہ نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اُسے خرید لیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ رقم ابو مذکور
کو عطاء کرتے ہوئے فرمایا: جب کوئی شخص غریب ہو تو اُسے سب سے پہلے اپنے اوپر رقم خرچ کرنی چاہیے' اگر مزید موجود ہو تو اپنے
بیوی بچوں پر خرچ کرنا چاہیے' اگر مزید موجود ہو تو اپنے قریبی رشتے داروں پر (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اپنے ذی رحم
(رشتے داروں پر) خرچ کرنا چاہیے' اگر پھر بھی بچ جائے' تو یہاں اور وہاں (یعنی صدقہ و خیرات کے طور پر) خرچ کرنا چاہیے۔

4668 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَابْنُ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

4667-اخرجه مسلم في الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم اهله ثم القرابة (الحديث 41م) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب في بيع المدبر (الحديث 3957) . تحفة الاشراف (2667) .

كُهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَاعَ الْمُدَبَّرَ ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدبر غلام کو فروخت کروادیا تھا۔

باب بَيْعِ الْمُكَاتِبِ

باب: مکاتب غلام کو فروخت کرنا

4669 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ بَرِيْرَةَ جَائَتْ عَائِشَةَ تَسْتَعِيْنُهَا فِیْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ ارْجِعِیْ اِلٰى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِیَ عَنْكِ كِتَابَتَكِ وَيَكُوْنَ وَلَاؤُكِ لِیْ فَعَلْتُ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ بَرِيْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَائَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُوْنَ لَنَا وَلَاؤُكِ ۔ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ابْتَاعِیْ وَاَعْتِقِیْ فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" ۔ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا بَالُ اَقْوَامٍ يَشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَيْسَتْ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَمَنِ اشْتَرَطَ شَيْئًا لَيْسَ فِیْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَيْسَ لَهُ وَاِنِ اشْتَرَطَ مِائَةَ شَرْطٍ وَّشَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ" ۔

عروہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: بریرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں اور اپنی کتابت کی رقم ادا کرنے کے لیے اُن سے مدد مانگی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُس سے کہا: تم اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ' اگر وہ لوگ یہ پسند کریں' تو میں تمہاری کتابت کی تمام رقم ایک ساتھ ادا کر لیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ بریرہ نے اس بات کا تذکرہ اپنے مالکان سے کیا' تو اُنہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' اُنہوں نے کہا: اگر سیدہ عائشہ چاہیں' تو تمہیں اپنے پاس رکھیں لیکن تمہاری ولاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے یہ فرمایا: تم اُسے خرید کر آزاد کر دو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کو کیا ہوگیا ہے' وہ ایسی شرائط عائد کر لیتے ہیں' جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے' جو شخص کوئی ایسی شرط عائد کرے تو اُسے اس بات کا حق حاصل نہیں ہوگا۔ اگرچہ اُس نے سو شرطیں رکھی ہوئی ہوں' کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جائز کردہ شرط زیادہ حقدار اور زیادہ مضبوط ہوتی ہے۔

باب الْمُكَاتَبِ يُبَاعُ قَبْلَ اَنْ يَقْضِیَ مِنْ كِتَابَتِهٖ شَيْئًا

یہ باب ہے کہ جب مکاتب نے کتابت کی رقم میں سے کچھ بھی ادا نہ کیا ہو تو اُسے فروخت کیا جاسکتا ہے

4670 – اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ

4668-اخرجه البخاري في البيوع، باب بيع المدبر (الحديث 2230)، و في الاحكام، باب بيع الامام على الناس اموالهم و ضياعهم (الحديث 7186) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في العتق، باب في بيع المدبر (الحديث 3955) مطولاً و اخرجه النسائي في آداب القضاة، مع الحاكم رعيته من اتلاف اموالهم و بهم حاجة اليها (الحديث 5433) مطولاً و اخرجه ابن ماجه في العتق، باب المدبر (الحديث 2512) . تحفة الاشراف (2416) .

يُونُسُ وَاللَّيْثُ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ اَخْبَرَهُمْ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ جَاءَتْ بَرِيرَةُ اِلَيَّ فَقَالَتْ يَا عَائِشَةُ اِنِّي كَاتَبْتُ اَهْلِي عَلَى تِسْعِ اَوَاقٍ فِي كُلِّ عَامٍ اُوقِيَّةٌ فَاَعِينِينِي . وَلَمْ تَكُنْ قَضَتْ مِنْ كِتَابَتِهَا شَيْئًا فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ وَنَفِسَتْ فِيهَا ارْجِعِي اِلَى اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوا اَنْ اُعْطِيَهُمْ ذٰلِكَ جَمِيعًا وَيَكُونَ الْوَلَاءُ لِي فَعَلْتُ .

فَذَهَبَتْ بَرِيرَةُ اِلَى اَهْلِهَا فَعَرَضَتْ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَاَبَوْا وَقَالُوا اِنْ شَاءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَيْكِ فَلْتَفْعَلْ وَيَكُونَ ذٰلِكَ لَنَا . فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ عَائِشَةُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا يَمْنَعُكِ ذٰلِكَ مِنْهَا ابْتَاعِي وَاَعْتِقِي فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" . فَفَعَلَتْ وَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللّٰهَ تَعَالٰى ثُمَّ قَالَ "اَمَّا بَعْدُ فَمَا بَالُ النَّاسِ يَشْتَرِطُونَ شُرُوطًا لَيْسَتْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَيْسَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَهُوَ بَاطِلٌ وَاِنْ كَانَ مِائَةَ شَرْطٍ قَضَاءُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَشَرْطُ اللّٰهِ اَوْثَقُ وَاِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ اَعْتَقَ" .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: بریرہ میرے پاس آئی اور بولی: اے سیدہ عائشہ! میں نے اپنے مالکان کے ساتھ نو اوقیہ کے عوض میں کتابت کا معاہدہ کیا ہے' جس میں سے ہر سال ایک اوقیہ ادا کرنا ہوگا' آپ اس بارے میں میری مدد کیجئے! (راوی کہتے ہیں:) بریرہ اپنی کتابت کی رقم میں سے کچھ بھی ادا نہیں کر سکی تھی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُن میں دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے یہ بات کہی: تم اپنے مالک کے پاس واپس جاؤ' اگر وہ لوگ یہ بات پسند کریں' تو میں یہ ساری رقم اُنہیں دے دیتی ہوں اور تمہاری ولاء کا حق مجھے حاصل ہوگا۔ بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اُن کو یہ پیشکش کی تو اُنہوں نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا' وہ بولے: سیدہ عائشہ چاہیں' تو تمہیں اپنے پاس رکھ لیں لیکن ولاء کا حق ہمیں حاصل ہوگا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ بات تمہیں روک نہیں سکتی ہے' تم اُسے خرید کر آزاد کر دو' کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو ہوتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایسا ہی کیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: امابعد! لوگوں کو کیا ہو گیا ہے' وہ ایسی شرائط عائد کر دیتے ہیں' جن کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہیں ہے' جو شخص ایسی شرط عائد کرے جس کی اجازت اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو وہ باطل ہوگی' اگرچہ وہ سو شرطیں ہی کیوں نہ ہوں' اللہ تعالیٰ کا فیصلہ (زیادہ حقدار ہے' کہ اُس پر عمل کیا جائے) اور اللہ تعالیٰ کی شرط زیادہ مضبوط ہوتی ہے' ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔

4669- اخرجه البخاري في المكاتب، باب ما يجوز من شروط المكاتب و من اشترط شرطًا ليس في كتاب الله (الحديث 2561)، و في الشروط، باب الشروط في البيوع (الحديث 2717) مختصراً . واخرجه مسلم في العتق، باب انما الولاء لمن اعتق (الحديث 6) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب في بيع المكاتب اذا فسخت الكتابة (الحديث 3929) . و اخرجه الترمذي في الوصايا، باب ما جاء في الرجل يتصدق او يعتق عند الموت (الحديث 2124) . واخرجه النسائي في البيوع، المكاتب يباع قبل ان يقضي من كتابته شيئًا (الحديث 4670) . تحفة الاشراف (16580) .

باب بَيْعِ الْوَلاَءِ .

یہ باب ولاء کوفروخت کرنے کے بیان میں ہے

4671 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلاَءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کوفروخت کرنے اور ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

4672 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْوَلاَءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کوفروخت کرنے اور اُسے ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

4673 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الْوَلاَءِ وَعَنْ هِبَتِهٖ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ولاء کوفروخت کرنے اور اُسے ہبہ کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْمَاءِ .

یہ باب پانی کوفروخت کرنے کے بیان میں ہے

4674 – اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى السِّيْنَانِيُّ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کوفروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

4675 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالاَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو

4670-تقدم في البيوع، بيع المكاتب (الحديث 4669) .

4671-اخرجه مسلم في العتق، باب النهي عن بيع الولاء و هبته (الحديث 16م) . تحفة الاشراف (7223) .

4672-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7150) .

4673-اخرجه البخاري في العتق، باب بيع الولاء و هبته (الحديث 2534) . واخرجه مسلم في العتق، باب النهي عن بيع الولاء و هبته (الحديث 16م) . واخرجه ابو داؤد في الفرائض، باب في بيع الولاء (الحديث 2919) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية بيع الولاء و هبته (الحديث 1236) و اخرجه ابن ماجه في الفرائض، باب النهي عن بيع الولاء و عن هبته (الحديث 2747) . تحفة الاشراف (7189) .

4674-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2399) .

بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْمِنْهَالِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اِيَاسَ بْنَ عُمَرَ - وَقَالَ مَرَّةً ابْنَ عَبْدٍ - يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ بَيْعِ الْمَاءِ . قَالَ قُتَيْبَةُ لَمْ اَفْقَهْ عَنْهُ بَعْضَ حُرُوْفِ اَبِى الْمِنْهَالِ كَمَا اَرَدْتُ .

★★ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی فروخت کرنے سے منع کرتے ہوئے سنا ہے۔

روایت کے راوی قتیبہ بیان کرتے ہیں: میں نے اس روایت کو اپنے استاد سے سنتے وقت ابومنہال نامی راوی کے بعض الفاظ اُس طرح نہیں سمجھے جس طرح میں چاہتا تھا (کہ وہ میرے سامنے واضح ہو جاتے)۔

ضرورت سے زائد پانی کو بیچنے کی ممانعت کا بیان

حضرت جابر کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ضرورت سے زائد پانی کو بیچنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم)

یعنی اگر کسی شخص کی ملکیت میں اتنا پانی ہو تو جو اس کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد بچ جائے اور دوسرے لوگ اس کے حاجت مند ہوں تو اس بچے ہوئے پانی کو روکنا اور ضرورت مند لوگوں کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں ہے بلکہ وہ پانی انہیں مفت ہی دیدینا چاہئے لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے جب کہ ان لوگوں کی ضرورت کا تعلق اس پانی کو خود پینے یا جانوروں کو پلانے سے ہو اگر کوئی شخص اپنے کھیتوں یا درختوں کو سیراب کرنے کے لئے وہ پانی چاہے تو پھر مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ اس پانی کو بغیر معاوضے کے نہ دے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی ضرورت سے زائد پانی کو نہ بیچو کہ اس کی وجہ سے گھاس کا بکنا لازم آئے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 87)

پانی کے بیچنے سے گھاس کا بکنا اس طرح لازم آتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کسی دوسرے شخص کے پانی کے گرد اپنے جانوروں کو چرائے اور ظاہر ہے کہ وہ جانور چرنے کے بعد پانی ضرور پئیں گے لیکن چونکہ پانی کا مالک کسی دوسرے کے جانوروں کو بلا قیمت پانی پینے نہیں دیتا اس لئے لامحالہ وہ شخص اس بات کے لئے مجبور ہوگا کہ پانی خریدے اور اپنے جانوروں کو پلائے اس طرح پانی کا بیچنا دراصل گھاس کا بیچنا ہوگا اور یہ معلوم ہی ہے کہ گھاس بیچنی جائز نہیں ہے۔

علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ ممانعت آیا تحریمی ہے یا تنزیہی بعض تو تحریمی کے قائل ہیں اور بعض تنزیہی کے لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ یہ ممانعت تنزیہی ہے۔

باب بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ .

یہ باب اضافی پانی کو فروخت کرنے کے بیان میں ہے

4676 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ اَبِى الْمِنْهَالِ عَنْ اِيَاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

4675-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في بيع فضل الماء (الحديث 3478) واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في بيع فضل الماء (الحديث 1271) واخرجه النسائي في البيوع، بيع فضل الماء (الحديث 4676 و 4677) . واخرجه ابن ماجه في الرهون، باب النهي عن بيع الماء (الحديث 2476) . تحفة الاشراف (1747) .

4676-تقدم (الحديث 4675) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ . وَبَاعَ قَيِّمُ الْوَهْطِ فَضْلَ مَاءِ الْوَهْطِ فَكَرِهَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو .

★★ حضرت ایاس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اضافی پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) وہط نامی بستی کے نگران نے وہط کے اضافی پانی کو فروخت کیا' تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے اسے مکروہ قرار دیا۔

4677 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ اَبَا الْمِنْهَالِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اِيَاسَ بْنَ عَبْدٍ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا فَضْلَ الْمَاءِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ بَيْعِ فَضْلِ الْمَاءِ .

★★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ایاس بن عبد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اضافی پانی کو فروخت نہ کرو' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اضافی پانی کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔

باب بَيْعِ الْخَمْرِ .

یہ باب شراب کو فروخت کرنے میں ہے

4678 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ وَعْلَةَ الْمِصْرِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍ عَمَّا يُعْصَرُ مِنَ الْعِنَبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَهْدٰى رَجُلٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاوِيَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَهَا" . فَسَارَّ وَلَمْ اَفْهَمْ مَا سَارَّ كَمَا اَرَدْتُ فَسَاَلْتُ اِنْسَانًا اِلٰى جَنْبِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِمَ سَارَرْتَهُ" . قَالَ اَمَرْتُهُ اَنْ يَّبِيْعَهَا . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الَّذِیْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَيْعَهَا" . فَفَتَحَ الْمَزَادَتَيْنِ حَتّٰى ذَهَبَ مَا فِيْهِمَا .

★★ ابن وعلہ بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اُس مشروب کے بارے میں دریافت کیا جو انگور میں سے نچوڑ لیا جاتا ہے' تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شراب کا مشکیزہ تحفے کے طور پر پیش کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دے دیا ہے؟ اُس شخص نے (اپنے پاس موجود کسی شخص کو) سرگوشی میں کچھ کہا تو اُس نے جو سرگوشی کی تھی' مجھے اُس کا پتہ نہیں چل سکا تو میں نے اُس کے پہلو میں موجود شخص سے دریافت کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس شخص سے دریافت کیا: تم نے اسے سرگوشی میں کیا' کہا ہے؟ اُس شخص نے عرض کی: میں نے اسے یہ ہدایت کی ہے' اسے فروخت کر دے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے پینے کو حرام قرار دیا ہے' اُسے فروخت کرنے کو بھی حرام قرار دیا ہے۔

4677-تقدم (الحديث 4675) .

4678-اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر (الحديث 68) . تحفة الاشراف (5823) .

(راوی کہتے ہیں:) تو اُس شخص نے مشکیزے کو کھول دیا اور اُس میں جو کچھ موجود تھا' وہ سب بہہ گیا۔

4679 - حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ آيَاتُ الرِّبَا قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَتَلَاهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ التِّجَارَةَ فِي الْخَمْرِ .

★★ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: جب سود سے متعلق آیات نازل ہوئیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے' آپ نے یہ آیات لوگوں کے سامنے تلاوت کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کی تجارت کو بھی حرام قرار دے دیا۔

جو فعل اصل سے نہ ہو سکے اس میں وکالت کا بیان

ہر وہ فعل جس کا مقصد اصل شخص یعنی موکل کے بغیر پورا نہ ہو سکے، اس میں وکالت جائز نہیں۔ (الفروق)

اس کی وضاحت یہ ہے کہ جس طرح نماز میں کسی شخص کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ اس طرح تو اصل مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے کہ نماز کا مقصد بندگی اور کمال خشوع و خضوع کا اظہار کیا جائے لیکن وکیل کے خشوع و خضوع سے موکل میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہو سکتی۔

اسی طرح قسم کھانے کا معاملہ ہے کیونکہ قسم کھانے کا اصل غشاء و مقصد یہ ہے کہ قسم کھانے والا اپنے دعوے کی صداقت کا اظہار کرے لیکن دوسرے شخص کی قسم کھانے سے پہلے شخص کی صداقت کا ثبوت نہیں مل سکتا۔

اسی طرح اشد ضرورت کے بغیر شہادت کے لئے بھی کسی دوسرے شخص کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا، البتہ بعض خاص حالات و واقعات اور ضرورت کے موقع پر بعض علماء اس کے لئے بھی وکیل بنانے کے قائل ہیں اور اسکی وجہ بھی یہ ہے کہ گواہ کی صداقت کا اعتبار نہیں ہو سکتا، گناہ اور معصیت کی بھی وکالت نہیں ہو سکتی ہے، کیونکہ شریعت ہمیں گناہوں سے روکتی ہے۔ اور جبکہ ان میں وکیل بنانے کا مطلب یہ ہے کہ شرعی طور پر انہیں ثابت کیا جائے۔ جو اس کے بنیادی مقصد کے خلاف ہے۔

(الفروق)

چوری، زنا اور کئی حدود و قصاص کے بہت زیادہ مسائل ہیں جہاں کسی کو وکیل نہیں بنایا جا سکتا۔ اور نہ ہی حدود کا نفاذ وکیل کی وجہ سے اصل پر جاری کیا جا سکتا ہے۔

4679-اخرجه البخاري في الصلاة، باب تحريم تجارة الخمر في المسجد (الحديث 459)، و في البيوع، باب اكل الربا و شاهده و كاتبه (الحديث 2084)، و باب تحريم التجارة في الخمر (الحديث 2226)، و في التفسير، باب (واحل الله البيع و حرم الربا) (الحديث 4540)، و باب (يمحق الله الربا) (الحديث 4541)، و باب (فاذنوا بحرب من الله و رسوله) (الحديث 4542)، و باب (و ان كان ذو عسرة فنظرة الى ميسرة و ان تصدقوا خير لكم ان كنتم تعلمون (الحديث 4543) تعليقاً . و اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم بيع الخمر (الحديث 69 و 70) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في ثمن الخمر و الميتة (الحديث 3490 و 3491) . واخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (واحل الله البيع و حرم الربا) (الحديث 75)، و قوله تعالى: (يمحق الله الربا) (الحديث 76) واخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب التجارة في الخمر (الحديث 3382) . تحفة الاشراف (17636) .

خنزیر کی بیع میں وکالت غیر مسلم کے عدم جواز میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فرمایا: اور جب کسی مسلمان نے نصرانی کوشراب کی خرید وفروخت میں وکیل بنادیا اور اس نے یہ کام کردیا ہے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ بیع جائز ہے۔ جبکہ صاحبین اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک اس طرح کی وکالت درست نہیں ہے۔ کیونکہ جس چیز کو کھانا حرام ہے اس کی بیع بھی حرام ہے۔ اور اسی طرح شراب کی بیع اور احرام والے شخص کے شکار کا مسئلہ ہے یعنی اس کا اختلاف بھی اسی اختلاف کی طرح ہے۔

(فتح القدیر، کتاب بیوع، ج ۱۵، ص ۱۰۴، بیروت)

باب بَيْعِ الْكَلْبِ .

یہ باب کتے کی بیع کے بیان میں ہے

4680 - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

☆☆ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت، فاحشہ عورت کی آمدن اور کاہن کی کمائی سے منع کیا ہے۔

4681 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُفَضَّلُ بْنُ فَضَالَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اَشْيَاءَ حَرَّمَهَا "وَثَمَنِ الْكَلْبِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے انہوں نے چند اشیاء کا تذکرہ کیا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے اور ان میں انہوں نے کتے کی قیمت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

شرح

حضرت ابو مسعود انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت بدکار عورت کی اجرت اور کاہن کے حلوان یعنی اس کی اجرت کے طور پر حاصل ہونے والے مال کو استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں کتے کی قیمت کے ممنوع ہونے کا جو حکم بیان کیا گیا اس کے بارے میں حنفی علماء یہ کہتے ہیں کہ یہ حکم اس وقت تھا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتوں کو مار ڈالنے کا حکم دیا تھا نیز آپ نے کتوں سے فائدہ حاصل کرنے کی بھی ممانعت کر دی تھی مگر پھر بعد میں آپ نے یہ اجازت دے دی تھی کہ کتوں سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے یہاں تک یہ بھی منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک

4680-تقدم (الحديث 4303) .

4681-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5931) .

شکاری کتے کو مار ڈالا تو آپ نے اسے حکم دیا کہ وہ مالک کو اس کتے کے بدلہ میں ایک دنبہ دے۔ علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ نہ تو کتے کی خرید وفروخت جائز ہے اور نہ کسی کتے کو مار ڈالنے والے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اس کتے کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے کتا خواہ معلم ہو یا غیر معلم ہو اسی طرح خواہ اس کتے کا پالنا جائز ہو یا نا جائز ہو لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نے اس کتے کی خرید وفروخت جائز قرار دی ہے جس سے فائدہ اٹھانا مقصود ہو مثلاً گھر بار کی نگرانی یا ریوڑ گلوں کی نگہبانی وغیرہ نیز حضرت امام اعظم نے ایسے کتے کو مار ڈالنے والے کے لئے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ اس کتے کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔ بدکار عورت کے اس مال کا حکم جو اس نے اپنی بدکاری کی اجرت کے طور پر حاصل کیا ہو۔

کاہن اس شخص کو کہتے ہیں جو آنیوالے زمانہ کی خبریں بتایا کرتا ہے اسی طرح حلوان کے لغوی معنی اگرچہ شیرینی اور مٹھائی ہے لیکن اصطلاحی طور پر عربی میں حلوان اس اجرت کو کہتے ہیں جو کاہن آئندہ کی خبریں معلوم کرنے والے سے وصول کرتا ہے خواہ وہ مٹھائی اور کھانے وغیرہ کی صورت میں ہو یا کپڑے زیور اور نقدی وغیرہ کی شکل میں کاہن کی اجرت کو حلوان کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح شیرینی اور مٹھائی کھانے سے طبیعت کو فرحت محسوس ہوتی ہے اسی طرح کاہن کو اپنی یہ اجرت لے کر بہت ہی فرحت محسوس ہوتی ہے کیونکہ بغیر کسی محنت ومشقت کے وہ اچھا خاصا مال بٹور لیتا ہے۔

یہ بات تو معلوم ہی ہوگی کہ جس طرح کاہن کے پاس جانا اور ان سے آئندہ کی خبریں معلوم کرنا حرام ہے اسی طرح پوشیدہ باتوں کو معلوم کرنے کے لئے نجومی اور پامسٹ وغیرہ کے پاس جانا اور ان کی بتائی ہوئی باتوں پر یقین کرنا حرام ہے اس بارے میں کسی عالم کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

بَاب مَا اسْتُثْنِيَ .

یہ باب ہے کہ اس حوالے سے استثناء (کے بارے میں روایت)

4682 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ اَنْبَاَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَالسِّنَّوْرِ اِلَّا كَلْبَ صَيْدٍ .
قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا مُنْكَرٌ .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے اور بلی کی قیمت (استعمال کرنے) سے منع کیا ہے البتہ شکار والے کتے کا حکم مختلف ہے (اُس کی قیمت جائز ہے)۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت منکر ہے۔

شرح

علامہ طیبی کہتے ہیں کہ بلی کی قیمت کو استعمال میں لانے کی یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے چنانچہ تقریباً تمام علماء نے بلی کی خرید وفروخت ہبہ کرنے اور عاریۃً دینے کو جائز کہا ہے البتہ حضرت ابوہریرہ اور تابعین میں سے کچھ حضرات اس حدیث کے ظاہری

4682-تقدم (الحديث 4306) .

معنی کے پیش نظر اس کے جواز کے قائل نہیں تھے۔

باب بَيْعِ الْخِنْزِيرِ .

یہ باب خنزیر کی بیع کے بیان میں ہے

4683 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ "اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْاَصْنَامِ" . فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهُ يُطْلَى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَا النَّاسُ . فَقَالَ "لَا هُوَ حَرَامٌ" . وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ "قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمَّا حَرَّمَ عَلَيْهِمْ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَهُ" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح مکہ کے موقع پر ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول نے شراب' مردار' خنزیر اور بتوں کو فروخت کرنے سے منع کر دیا ہے''۔

عرض کی گئی: یارسول اللہ! مردار کی چربی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟' کیونکہ اُسے کشتیوں کے اوپر لگایا جاتا ہے' اور اُس کا تیل بنا کر چمڑوں پر لگایا جاتا ہے' لوگ اُسے چراغ جلانے کے لیے استعمال کرتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی نہیں! وہ بھی حرام ہے' اُس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

''اللہ تعالیٰ یہودیوں کو برباد کرے! اللہ تعالیٰ نے جب چربی کو اُن لوگوں پر حرام قرار دیا تو اُنہوں نے اُس چربی کو پگھلا کر فروخت کر دیا اور اُس کی قیمت استعمال کرنا شروع کر دی''۔

شرح

عطاء نے لکھا ہے کہ شراب وغیرہ کے مذکورہ بالا حکم میں باجا بھی داخل ہے کہ اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے نیز اگر کوئی شخص کسی باجے کو تلف کر دے تو اس پر ضمان یعنی مالک کو اس کی قیمت ادا کرنا واجب نہیں ہوتا۔ حضرت امام شافعی کا مسلم یہ ہے کہ مردار کی چربی کی خرید وفروخت تو جائز نہیں ہے لیکن اس چربی سے فائدہ اٹھانا یعنی اس کو کھانے اور آدمی کے جسم پر ملنے کے علاوہ اور کام میں استعمال کرنا جائز ہے خواہ کشتی پر ملے خواہ چراغ میں جلائے اور خواہ کسی اور کام میں لائے اسی طرح ان کے مسلک کے مطابق جو گھی یا زیت یا اور کوئی تیل نجاست پڑ جانے کی وجہ سے نجس ہو گیا ہو تو اس کو چراغ میں جلانے یا اس کا صابون بنانا جائز ہے جب کہ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جس طرح مردار کی خرید وفروخت ناجائز ہے اسی طرح اس سے کسی بھی طرح کا فائدہ اٹھانا یعنی اس کی کسی بھی چیز کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے کیونکہ مردار کی حرمت بطریق عموم ثابت ہے البتہ دباغت کیا ہوا چمڑا اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ اس کا جواز خصوصی طور پر ثابت ہے۔

4683-تقدم (الحديث 4267) .

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اوران کے متبعین علماء نے نجس زیت کو بیچنے کی اجازت دی ہے البتہ ان کے نزدیک نجس تیل کو چراغ میں جلانا بالخصوص مسجد میں جلانا مکروہ ہے۔ حدیث کے آخر میں یہودیوں کی ایک خاص عیاری کی طرف اشارہ کیا گیا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب ان کے لئے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو انہوں نے یہ حیلہ اختیار کیا کہ وہ چربی کو پگھلا کر اس کو بیچ دیتے تھے اور پھر اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والے مال کو اپنے استعمال میں لے آتے اور یہ کہتے تھے کہ اللہ نے تو چربی کھانے سے منع کیا ہے اور ہم چربی نہیں کھاتے بلکہ اس کی قیمت کے طور پر حاصل ہونے والا مال کھاتے ہیں گویا وہ جاہل چربی کو پگھلا کر یہ سمجھتے تھے کہ ہم نے چربی کی حقیقت کو بدل دیا ہے کہ پگھلنے کے بعد وہ چربی نہیں رہ گئی ہے اس لئے اس صورت میں حکم الٰہی کی خلاف ورزی نہیں ہوتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس عیارانہ چال کی وجہ سے ان کو اللہ کی لعنت کا مستحق قرار دیا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسا حیلہ اختیار کرنا کہ جس کے سبب سے حرام کا ارتکاب ہوتا ہو بالکل غلط ہے نیز یہ حدیث اس بات کی بھی دلیل ہے کہ کسی چیز کی قیمت حکم کے اعتبار سے اسی چیز کے تابع ہے کہ اگر وہ چیز حرام ہوگی تو اس کی قیمت بھی حرام ہوگی اور جو چیز حلال ہوگی اس کی قیمت بھی حلال ہوگی۔

باب بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ .

یہ باب اونٹ کو جفتی کے لیے فروخت کرنے میں ہے

4684 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ ضِرَابِ الْجَمَلِ وَعَنْ بَيْعِ الْمَآءِ وَبَيْعِ الْاَرْضِ لِلْحَرْثِ يَبِيْعُ الرَّجُلُ اَرْضَهُ وَمَآئَهُ فَعَنْ ذٰلِكَ نَهٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کو جفتی کے لیے فروخت کرنے' پانی کو فروخت کرنے اور کھیتی باڑی کے لیے زمین کو فروخت کرنے سے منع کیا ہے۔ اس طرح کہ آدمی اپنی زمین اور اپنے پانی کو فروخت کرے' اس چیز سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

4685 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ ح وَاَنْبَاَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

4684-اخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم فضل بيع الماء الذي يكون بالفلاة و يحتاج اليه لرعي الكلاء تحريم منع بذله و تحريم بيع ضراب الفحل (الحديث 35) . تحفة الاشراف (2822) .

4685-اخرجه البخاري في الاجارة، باب عسب الفحل (الحديث 2284) و اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في عسب الفحل (الحديث 3429) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية عسب الفحل (الحديث 1273) . تحفة الاشراف (8233) .

4686 - اَخْبَرَنَا عِصْمَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي الصَّعِقِ اَحَدِ بَنِي كِلَابٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ فَنَهَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّا نُكْرَمُ عَلٰى ذٰلِكَ .

★★ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوصعق' جن کا تعلق بنوکلاب سے ہے' اُن کا ایک فرد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دیئے جانے کے بارے میں دریافت کیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کر دیا اور فرمایا: ہم اس سے معزز ہیں (یعنی باقاعدہ طے شدہ معاوضے کی بجائے ویسے ہی کوئی چیز دے دیتے ہیں)۔

4687 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ اَبِي نُعْمٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَسْبِ الْحَجَّامِ وَعَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگانے والے کی آمدن' کتے کی قیمت اور نر جانور کو کرائے پر دینے کے معاوضے سے منع کیا ہے۔

4688 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ اَبِي نُعْمٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

4689 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِي حَازِمٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَعَسْبِ الْفَحْلِ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور نر جانور کو جفتی کے لیے کرائے پر دینے سے منع کیا ہے۔

4686-اخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية عسب الفحل (الحديث 1274) . تحفة الاشراف (1450) .

4687-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3627) .

4688-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4135) .

4689-اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب النهي عن ثمن الكلب و مهر البغي و حلوان الكاهن و عسب الفحل (الحديث 2160) . و الحديث عند: الترمذي في البيوع، باب ما جاء في كراهية ثمن الكلب و السنور (الحديث 1279 م) تعليقًا تحفة الاشراف (13407) .

شرح

نر جانور خواہ اونٹ ہو خواہ گھوڑا اور خواہ کوئی اور جانور اس کو مادہ پر چھوڑنے کے لئے کسی کو دینا اور اس کی اجرت وصول کرنا منع ہے کیونکہ اس میں ایک ایسے کام کی اجرت وصول کرنا لازم آتا ہے جس کا وقوع پذیر ہونا متیقن نہیں ہوتا بایں طور کہ نر جانور کبھی تو جست کر جاتا ہے اور کبھی جست نہیں کرتا اسی طرح مادہ کبھی تو بارآور ہوتی ہے اور کبھی نہیں اسی لئے اکثر صحابہ اور فقہاء نے اسے حرام قرار دیا ہے ہاں نر جانور کو مادہ پر جست کرنے کے لئے عاریۃً دینا مستحب ہے البتہ عاریۃ دینے کے بعد اگر مادہ کا مالک اپنی طرف سے اسے کچھ بطریق انعام دے تو اس کو قبول کر لینا درست ہے۔

باب الرَّجُلِ يَبْتَاعُ الْبَيْعَ فَيُفْلِسُ وَيُوجَدُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهِ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز خرید لے پھر وہ شخص مفلس ہو جائے اور وہ چیز بعینہٖ اُس کے پاس مل جائے

4690 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّمَا امْرِءٍ اَفْلَسَ ثُمَّ وَجَدَ رَجُلٌ عِنْدَهُ سِلْعَتَهُ بِعَيْنِهَا فَهُوَ اَوْلٰى بِهٖ مِنْ غَيْرِهٖ" ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کوئی شخص مفلس ہو جائے اور پھر کوئی شخص اپنے سامان کو بعینہٖ اُس شخص کے پاس پائے' تو کسی بھی دوسرے کے مقابلے میں وہ شخص اُس سامان کا زیادہ حقدار ہوگا''۔

4691 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ وَّاِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ اَبِىْ حُسَيْنٍ اَنَّ اَبَا بَكْرِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَدِيْثِ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يُعْدِمُ اِذَا وُجِدَ عِنْدَهُ الْمَتَاعُ بِعَيْنِهٖ وَعَرَفَهٗ اَنَّهٗ لِصَاحِبِهِ الَّذِىْ بَاعَهٗ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے ایسے شخص کے بارے میں بیان کرتے ہیں جو مفلس ہو جاتا ہے اگر کسی شخص کا سامان بعینہٖ اُس کے پاس پایا جائے اور وہ شخص اپنے سامان کو پہچان لے تو وہ سامان اُس شخص کی ملکیت ہوگا' جس

4690-اخرجه البخاري في الاستقراض، باب اذا وجد ماله عند مفلس في البيع و القرض و الوديعة فهو احق به (الحديث 2402) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب من ادرك ما باعه عند المشتري و قد افلس فله الرجوع فيه (الحديث 22 و 23) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارة، باب في الرجل يفلس فيجد الرجل متاعه بعينه عنده (الحديث 3519 و 3520 و 3521 و 3522) بنحوه . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في اذا افلس للرجل غريم فيجد عند متاعه (الحديث 1262) و اخرجه النسائي في البيوع، الرجل يبتاع البيع فيفلس و يوجد المتاع بعينه (الحديث 4691) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في الاحكام، باب من وجد متاعه بعينه عند رجل قد افلس (الحديث 2358 و 2359) بنحوه . تحفة الاشراف (14861) .

4691-تقدم في البيوع، الرجل يبتاع فيفلس و يوجد المتاع بعينه (الحديث 4690) .

نے اسے فروخت کیا تھا (اور اُس کی قیمت وصول نہیں کی تھی)۔

4692 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ وَّعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ اُصِيْبَ رَجُلٌ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثِمَارٍ ابْتَاعَهَا وَكَثُرَ دَيْنُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ" . فَتَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ وَلَمْ يَبْلُغْ ذٰلِكَ وَفَاءَ دَيْنِهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذُوْا مَا وَجَدْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ اِلَّا ذٰلِكَ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص کو اُس کے پھلوں میں نقصان ہوگیا' جو اُس نے خریدے تھے اُس کا قرض زیادہ ہوگیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اسے صدقہ دو۔ لوگوں نے اُسے صدقہ دیا لیکن اُس کا قرض پورا ادا نہیں ہوسکا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یعنی اُس کے قرض خواہوں سے فرمایا:) جو تمہیں مل رہا ہے وہ لے لو تمہیں صرف یہی مل سکتا ہے۔

باب الرَّجُلِ يَبِيْعُ السِّلْعَةَ فَيَسْتَحِقُّهَا مُسْتَحِقٌّ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز بیچتا ہے' اور اُس کا کوئی اور مستحق سامنے آجاتا ہے

4693 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرِ بْنِ سِمَاكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّهُ اِذَا وَجَدَهَا فِيْ يَدِ الرَّجُلِ غَيْرِ الْمُتَّهَمِ فَاِنْ شَاءَ اَخَذَهَا بِمَا اشْتَرَاهَا وَاِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ وَقَضٰى بِذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ .

☆☆ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا ہے:

''جب کوئی شخص اپنا سامان کسی ایسے شخص کے پاس پاتا ہے' جس پر تہمت نہ ہو (یعنی جس پر یہ الزام نہ ہو کہ اُس نے چوری کر کے اُس کا سامان حاصل کیا تھا) تو وہ (پہلا شخص) اپنا سامان (اُس دوسرے شخص) سے اُسی قیمت پر خرید سکتا ہے (جس قیمت پر اُس دوسرے شخص نے) وہ سامان (چور سے) خریدا تھا۔ ورنہ پہلا شخص اُس چور کو تلاش کرے (وہ دوسرے شخص سے اُس سامان کو حاصل نہیں کرسکتا)''۔

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اس کے مطابق فیصلہ دیا تھا۔

4694 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ ذُؤَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَّلَقَدْ اَخْبَرَنِيْ عِكْرِمَةُ بْنُ خَالِدٍ اَنَّ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ الْاَنْصَارِيَّ ثُمَّ اَحَدَ بَنِيْ حَارِثَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ عَامِلًا عَلٰى

4692-تقدم (الحديث 4543) .

4693-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (150) .

4694-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (156) .

الْيَمَامَةِ وَاَنَّ مَرْوَانَ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ اِلَيْهِ اَنَّ اَيُّمَا رَجُلٍ سُرِقَ مِنْهُ سَرِقَةٌ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا حَيْثُ وَجَدَهَا ثُمَّ كَتَبَ بِذٰلِكَ مَرْوَانُ اِلَيَّ فَكَتَبْتُ اِلٰى مَرْوَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بِاَنَّهُ اِذَا كَانَ الَّذِي ابْتَاعَهَا مِنَ الَّذِي سَرَقَهَا غَيْرُ مُتَّهَمٍ يُخَيَّرُ سَيِّدُهَا فَاِنْ شَاءَ اَخَذَ الَّذِي سُرِقَ مِنْهُ بِثَمَنِهَا وَاِنْ شَاءَ اتَّبَعَ سَارِقَهُ ثُمَّ قَضٰى بِذٰلِكَ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعُثْمَانُ فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِي اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَكَتَبَ مُعَاوِيَةُ اِلٰى مَرْوَانَ اِنَّكَ لَسْتَ اَنْتَ وَلَا اُسَيْدٌ تَقْضِيَانِ عَلَيَّ وَلٰكِنِّي اَقْضِي فِيمَا وُلِّيتُ عَلَيْكُمَا فَانْفِذْ لِمَا اَمَرْتُكَ بِهٖ . فَبَعَثَ مَرْوَانُ بِكِتَابِ مُعَاوِيَةَ فَقُلْتُ لَا اَقْضِي بِهٖ مَا وُلِّيتُ بِمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ .

★★ عکرمہ بن خالد بیان کرتے ہیں: حضرت اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ جن کا تعلق بنو حارثہ سے ہے یمامہ کے گورنر تھے مروان نے اُنہیں خط لکھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو یہ خط لکھا ہے' جب کسی شخص کی کوئی چیز چوری ہو جائے' تو وہ شخص اُس چیز کا زیادہ حقدار ہوگا خواہ وہ چیز کہیں سے بھی ملے۔ پھر مروان نے یہ بات تحریر کر کے (مجھے حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ) کو بھیج دی تو میں نے مروان کو جواب میں خط میں لکھا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ جس شخص نے چور سے اُس چیز کو خریدا تھا' اگر اُس پر کوئی الزام نہ ہو (یعنی وہ چوری شدہ چیزیں خریدنے کے حوالے سے الزام یافتہ نہ ہو) تو اب اُس چیز کے مالک کو اختیار دیا جائے گا۔ اگر وہ شخص چاہے گا' یعنی جس کی وہ چیز چوری ہوئی' تو وہ اُس چیز کو اُس کی قیمت کے عوض میں حاصل کر لے گا اور اگر وہ چاہے' تو جا کے چور کو تلاش کرے۔

حضرت ابوبکر' حضرت عمر اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم نے بھی اسی کے مطابق فیصلہ دیا ہے۔

پھر مروان نے میرا یہ خط حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھجوا دیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو خط میں لکھا: تم اور اُسید رضی اللہ عنہ میرے فیصلے کے خلاف فیصلہ نہیں دے سکتے' مجھے تم لوگوں پر جو اختیار حاصل ہے اُس کے مطابق فیصلہ دیتا ہوں اور میں نے تمہیں جس بات کی ہدایت کی ہے' تم اُسے نافذ کرو۔ تو مروان نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا خط مجھے (بھجوا دیا) تو میں نے کہا: میں اپنی حکومت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق فیصلہ نہیں دوں گا۔

4695 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ مُوسَى بْنِ السَّائِبِ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الرَّجُلُ اَحَقُّ بِعَيْنِ مَالِهٖ اِذَا وَجَدَهُ وَيَتَّبِعُ الْبَائِعَ مَنْ بَاعَهُ" .

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''آدمی اپنے مال کا زیادہ حقدار ہوتا ہے' جب وہ بعینہ اُسے پالیتا ہے' اور خریدار اُس شخص سے مطالبہ کرے گا' جس نے اُسے فروخت کیا تھا''۔

4696 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ رَسُولَ

4695- ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في الرجل يجد عين ماله عند رجل (الحديث 3531) . تحفة الاشراف (4595) .

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَیُّمَا امْرَاَۃٍ زَوَّجَھَا وَلِیَّانِ فَھِیَ لِلْاَوَّلِ مِنْھُمَا وَمَنْ بَاعَ بَیْعًا مِنْ رَّجُلَیْنِ فَھُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْھُمَا" ۔

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

''جس عورت کے دو ولی اُس کی شادی کروا دیں تو اُن دونوں میں سے جس نے پہلے کروائی اُس کے مطابق اُس کی شادی شمار ہوگی اور جب کوئی شخص دو آدمیوں کے ساتھ سودا کرلے تو اُس کے ساتھ سودا درست شمار ہوگا' جس کے ساتھ پہلے سودا کیا تھا''۔

باب الْاِسْتِقْرَاضِ ،

یہ باب قرض لینے کے بیان میں ہے

4697 - حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ اسْتَقْرَضَ مِنِّي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَجَاءَهُ مَالٌ فَدَفَعَهُ اِلَيَّ وَقَالَ "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اِنَّمَا جَزَاءُ السَّلَفِ الْحَمْدُ وَالْاَدَاءُ" ۔

اسماعیل بن ابراہیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے چالیس ہزار قرض لیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ مال آیا' تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حوالے کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے اہل خانہ اور تمہارے مال میں تمہیں برکت نصیب کرے' بے شک اُدھار کا بدلہ یہی ہے' کہ تعریف کی جائے اور اُدھار واپس کر دیا جائے۔

باب التَّغْلِيْظِ فِي الدَّيْنِ ۔

یہ باب قرض کے بارے میں شدید تاکید کے بیان میں ہے

4698 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ عَنْ اَبِيْ كَثِيْرٍ مَوْلٰى مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ رَاْسَهُ اِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ وَضَعَ رَاحَتَهُ عَلٰى جَبْهَتِهِ ثُمَّ قَالَ "سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا نُزِّلَ مِنَ التَّشْدِيْدِ" ۔ فَسَكَتْنَا وَفَزِعْنَا فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ

4696-اخرجه ابو داؤد في النكاح، باب اذا انكح الوليان (الحديث 2088) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في الوليين يزوجان (الحديث 1110) واخرجه ابن ماجه في التجارات، باب اذا باع المجيزان فهو للاول (الحديث 2190 و 2191) مختصراً، و في الاحكام، باب من اشترط الخلاص (الحديث 2344) مختصراً . تحفة الاشراف (4582) .

4697-اخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، ما يقول اذا اقرض (الحديث 372) واخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب حسن القضاء (الحديث 2424) . تحفة الاشراف (5252) .

4698-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5931) .

سَأَلْتُهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا التَّشْدِيدُ الَّذِي نُزِّلَ فَقَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ رَجُلاً قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ ثُمَّ أُحْيِيَ ثُمَّ قُتِلَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ مَا دَخَلَ الْجَنَّةَ حَتَّى يُقْضَى عَنْهُ دَيْنُهُ".

★★ حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سرمبارک اُٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی کو پیشانی پر رکھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابھی جو شدید حکم نازل ہوا ہے' میں اُس پر اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرتا ہوں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) ہم لوگ خاموش رہے' ہم خوفزدہ بھی ہو گئے' اگلے دن میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! وہ شدید سختی والا حکم کیا تھا؟ جو نازل ہوا تھا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص اللہ کی راہ میں شہید ہو جائے پھر اُسے زندہ کیا جائے' پھر شہید ہو جائے' پھر زندہ کیا جائے' پھر شہید ہو جائے اور اُس کے ذمے قرض لازم ہو تو وہ اُس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا' جب تک اُس کی طرف سے اُس کا قرض ادا نہیں کیا جاتا۔

4699 - أَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلاَنَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ سَمْعَانَ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَنَازَةٍ فَقَالَ "أَهَا هُنَا مِنْ بَنِي فُلاَنٍ أَحَدٌ". ثَلاَثًا فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا مَنَعَكَ فِي الْمَرَّتَيْنِ الأُولَيَيْنِ أَنْ لاَ تَكُونَ أَجَبْتَنِي أَمَا إِنِّي لَمْ أُنَوِّهْ بِكَ إِلاَّ بِخَيْرٍ إِنَّ فُلاَنًا - لِرَجُلٍ مِنْهُمْ - مَاتَ مَأْسُورًا بِدَيْنِهِ".

★★ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں شریک ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا یہاں بنو فلاں سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص موجود ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ دریافت کیا' تو ایک صاحب کھڑے ہوئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت کیا: تم نے پہلی بار مجھے جواب کیوں نہیں دیا؟ میں نے بھلائی کے حوالے سے ہی تمہارا ذکر کرنا تھا۔ فلاں شخص (راوی کہتے ہیں:) اُن میں سے جو صاحب فوت ہوئے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا: اس کا انتقال ہو گیا ہے' اس کے قرض کی وجہ سے اسے (جنت میں داخل ہونے سے روک لیا گیا ہے)۔

باب التَّسْهِيلِ فِيهِ .

یہ باب ہے کہ اس حوالے سے سہولت فراہم کرنا

4700 - أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ زِيَادِ بْنِ عَمْرِو بْنِ هِنْدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَتْ مَيْمُونَةُ تَدَّانُ وَتُكْثِرُ فَقَالَ لَهَا أَهْلُهَا فِي ذَلِكَ وَلاَمُوهَا وَوَجَدُوا عَلَيْهَا فَقَالَتْ لاَ أَتْرُكُ الدَّيْنَ وَقَدْ سَمِعْتُ خَلِيلِي وَصَفِيِّي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "مَا مِنْ أَحَدٍ يَدَّانُ دَيْنًا فَعَلِمَ اللَّهُ أَنَّهُ يُرِيدُ قَضَاءَهُ إِلاَّ

4699-اخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في التشديد في الدين (الحديث 3341) مطولاً . تحفة الاشراف (4623) .

4700-اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب من اذان دينا و هو ينوي قضاءه (الحديث 2408) . تحفة الاشراف (18077) .

اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الدُّنْيَا" .

★★ عمران بن حذیفہ بیان کرتے ہیں: سیدہ میمونہ ﷞ بکثرت قرض لیا کرتی تھیں' اُن کے رشتے داروں میں سے (کسی نے کہا:) اُنہوں نے سیدہ میمونہ ﷞ کو ملامت بھی کی اور اس معاملے میں ناراضگی کا اظہار بھی کیا' تو سیدہ میمونہ ﷞ نے فرمایا: میں قرض لینا ترک نہیں کروں گی' کیونکہ میں نے اپنے خلیل اور اپنے صفی یعنی نبی اکرم ﷺ (کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:)

''جب کوئی شخص قرض لیتا ہے' اور اللہ تعالیٰ یہ بات جانتا ہو کہ وہ شخص قرض واپس کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی اُس شخص سے اُس قرض کو ادا کروا دے گا''۔

4701 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَدَانَتْ فَقِيلَ لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِينَ تَسْتَدِينِينَ وَلَيْسَ عِنْدَكِ وَفَاءٌ قَالَتْ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ اَخَذَ دَيْنًا وَّهُوَ يُرِيدُ اَنْ يُّؤَدِّيَهُ اَعَانَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" .

★★ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ ﷞ قرض لیا کرتی تھیں' اُن کی خدمت میں عرض کی گئی: اے اُم المومنین! آپ قرض لے لیتی ہیں اور آپ کے پاس ادائیگی کا کوئی انتظام نہیں ہے؟ سیدہ میمونہ ﷞ نے فرمایا' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

''جب کوئی شخص قرض لیتا ہے' اور وہ اُسے واپس کرنے کا بھی ارادہ رکھتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اُس کی مدد کرتا ہے''۔

باب مَطْلِ الْغَنِيِّ .

یہ باب ہے کہ خوشحال شخص کا قرض کی واپسی میں (ٹال مٹول کرنا)

4702 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ وَالظُّلْمُ مَطْلُ الْغَنِيِّ" .

★★ حضرت ابوہریرہ ﷜ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جب کسی خوشحال شخص کو کسی قرض میں ذمہ دار بنایا جائے' تو اُسے اِسے قبول کر لینا چاہیے اور خوشحال شخص (کا قرض واپس کرنے میں ٹال مٹول کرنا) زیادتی ہے''۔

4703 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ وَّبْرِ بْنِ اَبِي دُلَيْلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ عَنْ

4701-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5931) .

4702-اخرجه البخاري في الحوالة، باب اذا احال على ملي فليس له رد (الحديث 2288) بنحوه واخرجه الترمذي في البيوع، باب ما جاء في مطل الغني انه ظلم (الحديث 1308) بنحوه . تحفة الاشراف (13662) .

عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ".

★★ عمرو بن شرید اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کے پاس قرض واپس کرنے کی گنجائش ہو اُس کا ٹال مٹول کرنا اُس کی بے عزتی اور اُس کی سزا دونوں کو حلال کر دیتا ہے''۔

4704 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَبْرُ بْنُ اَبِي دُلَيْلَةَ الطَّائِفِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَيْمُونِ بْنِ مُسَيْكَةَ - وَاَثْنٰى عَلَيْهِ خَيْرًا - عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوبَتَهُ".

★★ عمرو بن شرید اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''جس شخص کے پاس قرض واپس کرنے کی گنجائش ہو اور (وہ پھر بھی واپس نہ کرے) تو وہ اپنی بے عزتی اور اپنی سزا کو حلال کر دیتا ہے''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مؤمن کی روح اپنے قرض کی وجہ سے اس وقت تک معلق رہتی ہے جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے (یعنی جب کوئی شخص قرضدار مرتا ہے تو اس کی روح اس وقت تک بندگان صالح کی جماعت میں داخل نہیں ہوتی جب تک کہ اس کا قرض ادا نہ ہو جائے۔

(شافعی احمد ترمذی ابن ماجہ دارمی، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 135)

بعض علماء یہ فرماتے ہیں کہ جو قرض اپنی ادائیگی کے وقت تک مؤمن کی روح کو جنت اور بندگان صالح کی جماعت میں داخل ہونے سے روکتا ہے وہ قرض وہ ہے جو بلا ضرورت واقعی مال وزر کی صورت میں کسی سے لیا گیا ہو اور وہ مال وزر واہیات اور فضول کاموں میں خرچ کیا گیا ہو اور اسے اسراف کے طور پر لٹایا گیا ہو ہاں جس شخص نے اپنی واقعی ضرورت کے لئے مثلاً حقوق واجبہ کی تکمیل یا کسی کے مالی مطالبہ کی ادائیگی کے بقدر ضرورت روپیہ یا مال قرض لیا ہو اور پھر قرض دار اس کو ادا کرنے سے پہلے مر گیا ہو تو ایسا قرض اس کو جنت اور بندگان صالح کی جماعت میں داخل ہونے سے ان شاء اللہ نہیں روکے گا مگر ایسے قرض کے بارے میں سلطان وقت یعنی حاکم (یا قرضدار کے متعلقین میں مستطیع لوگوں) کا یہ اخلاقی فریضہ ہے کہ اس کا قرض ادا کر دیں اور اگر کوئی بھی اس کا قرض ادا نہیں کرے گا تو پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں قرض خواہوں کو راضی کر دے گا تا کہ وہ اس قرض دار سے آخرت میں کوئی مطالبہ نہ کریں۔

4703-اخرجه ابو داؤد في الاقضية، باب في الحبس في الدين وغيره(الحديث 3628) و اخرجه النسائي في البيوع، مطل الغني (الحديث 4704) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب الحبس في الدين و الملازمة (الحديث 2427) . تحفة الاشراف (4838) .

4704-تقدم في البيوع، مطل الغني (الحديث 4703) .

بابُ الْحَوَالَةِ

یہ باب حوالہ کے بیان میں ہے

4705 - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيءٍ فَلْيَتْبَعْ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''خوشحال شخص کا قرض کی واپسی میں ٹال مٹول کرنا زیادتی ہے اور جب کسی شخص کو کسی مقروض کا ذمہ لینے کے لیے کہا جائے تو وہ اُسے قبول کر لے''۔

حوالہ کی تعریف کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ وہ دین کو محیل کے ذمہ سے محیل علیہ کے ذمہ کی طرف منتقل کرنا ہے۔

(درمختار شرح تنویر الابصار، کتاب الحوالہ)

حوالہ کے رکن ومفہوم کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حوالہ یہ ہے کہ احالہ کو کسی دوسرے کے سپرد کر دیا جائے۔ جو شخص حوالے کرتا ہے اس کو محیل کہتے ہیں اور جس شخص کے ہاں حوالے کیا جائے اس کو محتال علیہ کہتے ہیں۔ اور جس شخص کے لئے حوالہ کیا جائے اس کو محتال لہ کہتے ہیں۔ اور جس چیز کے ساتھ حوالہ کیا جائے اس کو محتال بہ ہے۔ یا جس چیز پر حوالہ واقع ہو اس کو محتال بہ بھی کہتے ہیں۔

حوالہ کا رکن ایجاب وقبول ہے اور اس میں شرط ہے کہ ایجاب محیل کی جانب سے ہو جبکہ قبول محتال علیہ اور محتال لہ دونوں کی جانب سے ہو۔ اور اس کی صورت یہ ہے کہ محیل کہے میں میں نے فلاں شخص پر اتنے دراہم کا حوالہ کیا اور اس کے قبول میں محتال علیہ اور محتال لہ دونوں یہ کہیں کہ ہم راضی ہوئے یا ایسے الفاظ جن سے رضامندی کا اظہار ہو جائے تو حوالہ ہو جائے گا۔

(بدائع الصنائع، احکام بیوع)

دَین کو اپنے ذمہ سے دوسرے کے ذمہ کی طرف منتقل کر دینے کو حوالہ کہتے ہیں، مدیون کو محیل کہتے ہیں اور دائن کو محتال اور محتال لہ اور محال اور محال لہ اور حویل کہتے ہیں اور جس پر حوالہ کیا گیا اُس کو محتال علیہ اور محال علیہ کہتے ہیں اور مال کو محال بہ کہتے ہیں۔ (درمختار، کتاب حوالہ، ج ۸، ص ۵، بیروت)

4705-اخرجه البخاري في الحوالة، باب الحوالة (الحديث 2287) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب تحريم مطل الغني وصحة الحوالة و استحباب قبولها اذا احيل على ملي (الحديث 33) . واخرجه ابو داؤد في البيوع و الاجارات، باب في المطل (الحديث 3345) . تحفة الاشراف (13803) .

حوالہ کے شرعی ماخذ کا بیان

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امانتدار خزانچی بھی خیرات کرنے والوں میں سے ایک ہے جو اپنے دل کی خوشی سے مالک کی دلائی ہوئی رقم پوری پوری دے۔
(صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2135)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں ہجرت کے واقعہ میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنی دیل کے ایک شخص کو پھر بنی عبد بن عدی سے ایک راہبر جو راہ بتانے میں بہت ہوشیار تھا مزدوری پر رکھا اس نے عاص بن وائل کے خاندان سے قسم کا معاہدہ کیا تھا اور وہ کفار قریش کے دین پر تھا ان دونوں نے اس پر اعتماد کیا اور اس کو دونوں نے اپنی سواریاں دیدیں اور اس کو ہدایت کی کہ تین راتوں کے بعد غار ثور کے پاس لے کر آئے چنانچہ وہ تین راتوں کے بعد صبح کو دونوں کی سواریاں لے کر آئے اور آپ دونوں روانہ ہوئے اور ان کے ساتھ عامر بن فہیرہ تھا اور راہ بتانے والا قبیلہ دیل کا ایک شخص تھا جو ان سب کو ساحل کے راستہ سے لے گیا۔ (صحیح بخاری: جلد اول: رقم الحدیث، 2138)

حوالہ کا قرضوں میں جائز ہونے کا بیان

اور حوالہ قرضوں میں جائز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس بندے کا مالدار پر حوالہ کیا جائے تو وہ اس کی اتباع کرے کیونکہ محتال علیہ نے ایسی چیز کو ضروری کیا ہے جس کو حوالے کرنے پر وہ قدرت رکھتا ہے پس کفالہ کی طرح حوالہ بھی درست ہو گا اور حوالہ کو اس سبب سے قرضوں کے ساتھ خاص کیا گیا ہے کہ وہ یہ نقل وتحویل میں آنے کی خبر دینے والا ہے اور تحویل قرض میں ہوا کرتی ہے عین میں تحویل نہیں ہوتی۔ (ہدایہ، کتاب الحوالہ، لاہور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مالدار کا (ادائے قرض میں) ٹال مٹول کرنا ظلم ہے اور جس شخص کا قرض کسی مالدار کے حوالہ کر دیا جائے تو وہ اس کو قبول کرلے (یعنی اس سے تقاضا کرے۔ (بخاری، رقم الحدیث، ۲۱۶۱)

اور حوالہ جائز ہے مدیون کبھی دین ادا کرنے سے عاجز ہوتا ہے اور دائن کا تقاضا ہوتا ہے اس صورت میں دائن کو دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے اور کبھی یوں ہوتا ہے کہ مدیون کا دوسرے پر دین ہے مدیون اپنے دائن کو اُس دوسرے پر حوالہ کر دیتا ہے کیوں کہ دائن کو اُس پر اطمینان ہوتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اُس سے بآسانی مجھے وصول ہو جائے گا۔

محیل، محتال لہ اور محتال علیہ کی رضا پر حوالہ ہونے کا بیان

محیل، محتال لہ اور محتال علیہ کی رضا کے مطابق حوالہ صحیح ہوتا ہے اور اس میں محتال لہ اس دلیل سے ہے کہ قرض اسی کا حق ہے اور وہ حوالے کے ذریعے منتقل ہونے والا ہے جبکہ ذمہ داری میں فرق ہوتا ہے پس اس میں محتال لہ کی رضا مندی ضروری ہے جبکہ محتال علیہ تو اس سبب سے ہے کہ وہ قرض کو اپنے اوپر ضروری کرنے والا ہے اس کے ضروری کرنے کے بغیر تو لزوم ہی نہ ہوگا۔ جبکہ

محیل کی رضا کے بغیر بھی حوالہ صحیح ہو جاتا ہے۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ نے زیادات میں لکھا ہے کہ محتال علیہ کی طرف سے قرض کو ضروری کرنا یہ اس کی ذات میں ایک تصرف ہے اور محیل کو اس سے کوئی نقصان بھی تو نہیں ہے بلکہ اس کا تو اس میں فائدہ ہے اس لئے کہ جب حوالہ اس کے حکم سے نہ ہوا تو محتال علیہ اس سے واپسی کا تقاضہ نہیں کر سکے گا۔

اور اگر دین ہلاک ہونے کی صورت پیدا ہوگئی تو محتال محیل سے مطالبہ کریگا اور اس سے دین وصول کریگا دین ہلاک ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ محتال علیہ نے حوالہ ہی سے انکار کر دیا اور گواہ نہ محیل کے پاس ہیں نہ محتال کے پاس محتال علیہ پر حلف دیا گیا اُس نے قسم کھالی کہ میں نے حوالہ نہیں قبول کیا ہے۔ محتال علیہ مفلسی کی حالت میں مرگیا نہ اُس کے پاس عین ہے نہ دین جس سے مطالبہ ادا ہو سکے نہ اُس نے کوئی کفیل چھوڑا ہے کہ کفیل سے ہی رقم وصول کی جائے۔

حوالہ کی شرائط کا فقہی بیان

(۱) محیل کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنوں یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ کیا یہ صحیح نہیں اور نابالغ عاقل نے جو حوالہ کیا یہ اجازت ولی پر موقوف ہے اُس نے جائز کر دیا نافذ ہو جائے گا ورنہ نافذ نہ ہوگا۔ محیل کا آزاد ہونا شرط نہیں اگر غلام ماذون لہ ہے، تو محتال علیہ دین ادا کرنے کے بعد اُس سے وصول کر سکتا ہے اور مجور ہے تو جب تک آزاد نہ ہو اُس سے وصول نہیں کیا جا سکتا۔ محیل اگر مرض الموت میں مبتلا ہے جب بھی حوالہ درست ہے یعنی صحت شرط نہیں۔ محیل کا راضی ہونا بھی شرط نہیں یعنی اگر مدیون نے خود حوالہ نہ کیا بلکہ محتال علیہ نے دائن سے یہ کہہ دیا کہ فلاں شخص پر جو تمھارا دین ہے اُس کو میں اپنے اوپر حوالہ کرتا ہوں تم اس کو قبول کر و اُس نے منظور کر لیا حوالہ صحیح ہو گیا اس کو دین ادا کرنا ہوگا مگر مدیون سے اس صورت میں وصول نہیں کر سکتا کہ یہ حوالہ اُس کے حکم سے نہیں ہوا۔

(۲) محتال کا عاقل بالغ ہونا۔ مجنون یا ناسمجھ بچہ نے حوالہ قبول کر لیا صحیح نہ ہوا اور نابالغ سمجھ وال نے کیا تو اجازت ولی پر موقوف ہے جب کہ محتال علیہ بہ نسبت محیل کے زیادہ مالدار ہو۔

(۳) محتال کا راضی ہونا۔ اگر محتال یعنی دائن کو حوالہ قبول کرنے پر مجبور کیا گیا حوالہ صحیح نہ ہوا۔

(۴) محتال کا اُسی مجلس میں قبول کرنا۔ یعنی اگر مدیون نے حوالہ کر دیا اور دائن وہاں موجود نہیں ہے جب اُس کو خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح نہ ہوا۔ ہاں اگر مجلس حوالہ میں کسی نے اُس کی طرف سے قبول کر لیا جب خبر پہنچی اُس نے منظور کر لیا یہ حوالہ صحیح ہو گیا۔

(۵) محتال علیہ کا عاقل بالغ ہونا۔ سمجھ وال بچہ نے حوالہ قبول کر لیا جب بھی صحیح نہیں اگر چہ اُسے تجارت کی اجازت ہو اگر چہ اُس کے ولی نے بھی منظور کر لیا ہو۔

(۶) محتال علیہ کا قبول کرنا۔ یہ ضرور نہیں کہ اُسی مجلس حوالہ ہی میں اس نے قبول کیا ہو بلکہ اگر وہاں موجود نہیں ہے مگر جب خبر ملی اس نے منظور کر لیا صحیح ہو گیا یہ ضرور نہیں کہ محیل کا اس کے ذمہ دین ہو۔ ہو یا نہ ہو جب قبول کرلے گا صحیح ہو جائے گا۔

(۷) جس چیز کا حوالہ کیا گیا ہو وہ دَین ضروری ہو۔ عین کا حوالہ یا دَین غیر ضروری مثلاً بدلِ کتابت کا حوالہ صحیح نہیں خلاصہ یہ کہ جس دَین کی کفالت نہیں ہو سکتی اُس کا حوالہ بھی نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب حوالہ، بیروت)

تکمیل حوالہ پر قبول محتال علیہ سے بری ہونے کا بیان

اور جب حوالہ مکمل ہو گیا ہے تو محتال علیہ کے قبول کرنے سے محیل قرض سے بری ہو جائے گا۔ حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے فرمایا: کہ وہ بری نہ ہوگا انہوں نے اس کا کفالہ پر قیاس کیا ہے۔ اس لئے کہ ان میں سے ہر ایک عقد کو توثیق کرنے والا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ حوالہ کا لغوی معنی یہ ہے نقل کرنا اور اسی سے حوالہ غراس مشتق ہے یعنی جب کسی سے قرض کے ذمہ سے منتقل ہو جائے۔ تو وہ اس میں باقی نہ رہے گا جبکہ کفالہ ملانے کے لئے ہوتا ہے اور احکام شرعیہ میں لغوی معانی مطابق ہوا کرتے ہیں اور توثیق زیادہ مالدار اور ادا کرنے میں اچھے آدمی کو اختیار کرنے سے حاصل ہوگا اور اگر محیل نے ادا کیا تو محتال لہ کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے گا اس لئے کہ مال ہلاک ہونے کے سبب سے محیل کی طرف مطالبہ کے عود کر آنے کا احتمال ہے پس محیل احسان کرنے والا نہ ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب حوالہ صحیح ہو گیا محیل یعنی مدیون دَین سے بری ہو گیا جب تک دَین کے ہلاک ہونے کی صورت پیدا نہ ہو محیل کو دَین سے کوئی تعلق نہ رہا۔ دائن کو یہ حق نہ رہا کہ اس سے مطالبہ کرے۔ اگر محیل مر جائے محتال اُس کے ترکہ سے دَین وصول نہیں کر سکتا البتہ ورثہ سے کفیل لے سکتا ہے کہ دَین ہلاک ہونے کی صورت میں ترکہ سے دَین وصول ہو سکے۔ دائن محیل کو معاف کرنا چاہے معاف نہیں کر سکتا نہ دَین اُسے ہبہ کر سکتا ہے کہ اُس کے ذمہ دَین ہی نہ رہا۔

مشتری نے بائع کو ثمن کا حوالہ کسی دوسرے پر کر دیا بائع مبیع کو روک نہیں سکتا۔ راہن نے مرتہن کو دوسرے پر حوالہ کر دیا مرتہن رہن کو روکنے کا حقدار نہ رہا یعنی رہن واپس کرنا ہوگا۔ عورت نے مہر معجّل کا مطالبہ کیا تھا شوہر نے حوالہ کر دیا عورت اپنے نفس کو نہیں روک سکتی۔ (فتاویٰ شامی، کتاب حوالہ، بیروت)

محیل لہ کا محیل سے حوالہ واپس نہ لینے کا بیان

اور محتال لہ محیل سے حوالہ واپس نہیں سکے گا البتہ جب وہ اس کا مالک ہو جائے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ واپس نہ لے گا حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ کیونکہ برأت مطلق طور پر حاصل ہوئی ہے پس وہ جدید سبب کے سوا لوٹ کر نہ آئے گا۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ برأت محتال لہ کی سلامتی کے ساتھ منسلک ہے اس لئے کہ مقصود بھی وہی ہے اور یہ بھی دلیل ہے کہ مقصود ہونے کے سبب حوالہ بھی فوت ہو جاتا ہے اس لئے حوالہ فسخ کو قبول کر لیتا ہے پس یہ مبیع میں وصف سلامتی کی مثل ہو جائے گا۔

اور جب مدیون نے دائن کو کسی پر حوالہ کر دیا اس شرط پر کہ محتال لہ کو خیار حاصل ہے یہ حوالہ جائز ہے اور محتال لہ کو اختیار ہے کہ حوالہ کو نافذ کرے محتال علیہ سے وصول کرے یا خود محیل سے وصول کرے۔ اسی طرح اگر یوں حوالہ کیا کہ محتال لہ جب چاہے محیل پر رجوع کرے یہ حوالہ بھی جائز ہے اور اُسے اختیار ہے جس سے چاہے وصول کرے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب بیوع، کتاب حوالہ)

اور عقد حوالہ میں میعاد نہیں ہو سکتی ہاں جس دَین کا حوالہ ہوا اس کے لیے میعاد ہو سکتی ہے یعنی انتقال دَین تو ابھی ہو گیا مگر مطالبہ میعاد پر ہوگا۔(درمختار، کتاب حوالہ، بیروت)

حوالہ سے رجوع میں فقہی مذاہب اربعہ

حسن اور قتادہ نے کہا کہ جب کسی کی طرف قرض منتقل کیا جا رہا تھا تو اگر اس وقت وہ مالدار تھا تو رجوع جائز نہیں حوالہ پورا ہو گیا۔ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اگر ساجھیوں اور وارثوں نے یوں تقسیم کی، کسی نے نقد مال لیا کسی نے قرضہ، پھر کسی کا حصہ ڈوب گیا تو اب وہ دوسرے ساجھی یا وارث سے کچھ نہیں لے سکتا۔(صحیح بخاری، کتاب حوالات)

یعنی جب محتال لہ نے حوالہ قبول کر لیا، تو اب پھر اس کو محیل سے مواخدہ کرنا اور اس سے اپنے قرض کا تقاضا کرنا درست ہے یا نہیں۔ حوالہ کہتے ہیں قرض کا مقابلہ دوسرے پر کر دینے کو جو قرض دار حوالہ کرے اس کو محیل کہتے ہیں اور جس کے قرض کا حوالہ کیا جائے اس کو محتال لہ اور جس پر حوالہ کیا جائے اس کو محتال علیہ کہتے ہیں۔ درحقیقت حوالہ دین کی بیع ہے بعوض دین کے مگر ضرورت سے جائز رکھا گیا ہے۔

قتادہ اور حسن کے اثروں کو ابن ابی شیبہ اور اثرم نے وصل کیا، اس سے یہ نکلتا ہے کہ اگر محتال علیہ حوالہ ہی کے وقت مفلس تھا تو محتال لہ پھر محیل پر رجوع کر سکتا ہے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ محتال کسی حالت میں حوالہ کے بعد پھر محیل پر رجوع نہیں کر سکتا۔ حنفیہ کا یہ مذہب ہے کہ توی کی صورت میں محتال لہ محیل پر رجوع کر سکتا ہے۔ توی یہ ہے کہ محتال علیہ حوالہ ہی سے منکر ہو جائے اور حلف کھا لے اور گواہ نہ ہوں۔ یا افلاس کی حالت میں مر جائے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا محتال محیل پر جب رجوع کر سکتا ہے کہ محتال علیہ کے مالداری کی شرط ہوئی ہو پھر وہ مفلس نکلے۔ مالکیہ نے کہا اگر محیل نے دھوکہ دیا ہو مثلاً وہ جانتا ہو کہ محتال علیہ دیوالیہ ہے لیکن محتال کو خبر نہ کی اس صورت میں رجوع جائز نہ ہوگا ورنہ نہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (قرض ادا کرنے میں) مال دار کی طرف سے ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور اگر تم میں سے کسی کا قرض کسی مالدار پر حوالہ دیا جائے تو اسے قبول کرے۔(صحیح بخاری رقم الحدیث ۲۲۸۷)

اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ حوالہ کے لیے محیل اور محتال کی رضامندی کافی ہے۔ محتال علیہ کی رضامندی ضروری نہیں۔ جمہور کا یہی قول ہے اور حنفیہ نے اس کی رضامندی بھی شرط رکھی ہے۔

بابُ الْكَفَالَةِ بِالدَّيْنِ .

یہ باب کفالہ بہ دین کے بیان میں ہے

4706 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اُتِىَ بِهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُصَلِّىَ

4706-تقدم (الحديث 1959) .

عَلَيْهِ فَقَالَ "إِنَّ عَلَى صَاحِبِكُمْ دَيْنًا" . فَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ أَنَا أَتَكَفَّلُ بِهِ . قَالَ "بِالْوَفَاءِ" . قَالَ بِالْوَفَاءِ .

★★ عبداللہ بن قتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک انصاری شخص (کی میت کو) نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تا کہ آپ ﷺ اُس کی نماز جنازہ ادا کریں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے ساتھی کے ذمے کچھ قرض ہے تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس کا ضامن بنتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پورے قرض کے؟ تو حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پورے قرض کا۔

شرح

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اصطلاح شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کر دے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس کا ہو یا دین یا عین کا۔ جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب ومکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل ومکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔ (درمختار، کتاب کفالہ، بیروت)

کفالت کے لغوی معانی کا بیان

1۔ اپنے ذمے کوئی بار یا کام لینا، ذمہ داری وکالت، (عموماً) کفیل ہونا، نان نفقہ، خرچ وغیرہ کا۔ "کارکنوں کی گرفتاری کی صورت میں ان کے متعلقین کی کفالت کے لیے فنڈ نہیں تھے۔ 2۔ شے مکفولہ یا مرہونہ، جو چیز رہن رکھی جائے، جو شے گروی رکھی جائے نیز تحفظ۔ 3۔ ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا۔ 4۔ (شرع) ملانا، ذمہ کفیل سے طرف ذمہ اصیل کے مطالبہ میں۔ 5۔ ضمانت، زرِ ضمانت، سیکورٹی۔ (نورالھدایہ، 3:51)

کفالت کے شرعی معنی کا بیان

اَلْكَفَالَةُ :هِيَ الضَّمُّ لُغَةً ، قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى (وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا) ثُمَّ قِيلَ :هِيَ ضَمُّ الذِّمَّةِ إلَى الذِّمَّةِ فِي الْمُطَالَبَةِ ، وَقِيلَ فِي الدَّيْنِ ، وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ .(الھدایہ ،الجلد الثانی، کتاب الکفالہ، لاہور)

کفالہ کا معنی ملانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہ کو ملا لیا۔ اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ مطالبے میں ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ملانا کفالہ ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے دین میں ملانے کا نام کفالہ ہے جبکہ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

کفالت کی فقہی تعریف کا بیان

علامہ محمد بن محمد بن شہاب المعروف ابن بزار حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالہ لغت میں ملانے کو کہتے ہیں اور وہ کبھی مطالبہ میں ہوتا ہے اصل دین میں نہیں ہوتا جیسے مؤکل کے ساتھ وکیل کہ دین مؤکل کے لئے ہے اور مطالبہ وکیل کے لئے ہے۔

(فتاویٰ بزازیہ، کتاب کفالہ)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اصطلاح شرع میں کفالت کے معنی یہ ہیں کہ ایک شخص اپنے ذمہ کو دوسرے کے ذمہ کے ساتھ مطالبہ میں ضم کردے یعنی مطالبہ ایک شخص کے ذمہ تھا دوسرے نے بھی مطالبہ اپنے ذمہ لے لیا خواہ وہ مطالبہ نفس کا ہو یا دین یا عین کا ہو جس کا مطالبہ ہے اس کو طالب ومکفول لہ کہتے ہیں اور جس پر مطالبہ ہے وہ اصیل ومکفول عنہ ہے اور جس نے ذمہ داری کی وہ کفیل ہے اور جس چیز کی کفالت کی وہ مکفول بہ ہے۔ (درمختار، کتاب کفالہ)

کفالت دین میں ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ملانا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ مطالبہ میں ذمہ کو ذمہ کے ساتھ ملانا ہے اور قول اول زیادہ صحیح ہے۔ مطالبہ سے مراد عام ہے چاہے حاضر ہو جیسے مدیون پر یا متوقع ہو جیسے ضمان درک وغیرہ میں، ہندیہ میں محیط سرخسی کے حوالے سے ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص سے کہا جو تم فلاں پر بیچوں وہ مجھ پر ضروری ہے تو یہ جائز ہے کیونکہ یہ کفالہ کی سبب وجوب یعنی مبایعت کی طرف اضافت ہے اور وہ کفالہ جس کو مستقبل کے کسی وقت کی طرف منسوب کیا جائے جائز ہوتا ہے اس لئے کہ اس میں لوگوں کا تعامل جاری ہے اھ، اور اسی میں کافی سے منقول ہے کہ کفالہ کو شروط کے ساتھ معلق کرنا صحیح ہے جیسے کہا کہ جو تم فلاں کے ساتھ بیع کرو وہ مجھ پر ضروری ہے اور تیرا جو حق اس پر ثابت ہو وہ مجھ پر ضروری ہے اور جو فلاں نے تجھ سے غصب کیا وہ مجھ پر ضروری ہے۔

کفالت کے حکم کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالت کا حکم یہ ہے کہ اصیل کی طرف سے اس نے جس چیز کی کفالت کی ہے اُس کا مطالبہ اس کے ذمہ ضروری ہو گیا یعنی طالب کے لیے حق مطالبہ ثابت ہو گیا وہ جب چاہے اس سے مطالبہ کر سکتا ہے اس کو انکار کی گنجائش نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ اس سے مطالبہ اُسی وقت کرے جب اصیل سے مطالبہ نہ کر سکے بلکہ اصیل سے مطالبہ کر سکتا ہو۔ جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ اور اصیل سے مطالبہ شروع کر دیا جب بھی کفیل سے مطالبہ کر سکتا ہے۔ ہاں اگر اصیل سے اُس نے اپنا حق وصول کر لیا تو کفالت ختم ہو گئی اب کفیل بری ہو گیا مطالبہ نہیں ہو سکتا۔ (فتاویٰ شامی، کتاب بیوع، کتاب کفالہ)

حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی کفالت کا بیان

جب حضرت مریم نذر میں قبول کر لی گئیں تو مسجد کے مجاورین میں جھگڑا ہوا کہ انہیں کس کی پرورش میں رکھا جائے، آخر قرعہ اندازی کی نوبت آئی۔ سب نے اپنے اپنے قلم جن سے تورات لکھتے تھے چلتے پانی میں چھوڑ دیئے کہ جس کا قلم پانی کے بہاؤ پر نہ بہے بلکہ اُلٹا پھر جائے اسی کو حقدار سمجھیں۔ اس میں بھی قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا اور حق حقدار کو پہنچ گیا۔

حق تعالیٰ نے لڑکے سے بڑھ کر اسے قبول فرمایا۔ بیت المقدس کے مجاورین کے دلوں میں ڈال دیا کہ عام دستور کے خلاف لڑکی کو قبول کر لیں۔ اور ویسے بھی مریم کو قبول صورت بنایا اور اپنے مقبول بندہ زکریا کی کفالت میں دیا اور اپنی بارگاہ میں حسن قبول سے سرفراز کیا۔ جسمانی، روحانی، علمی، اخلاقی ہر حیثیت سے غیر معمولی طور پر بڑھایا جب مجاورین میں اسکی پرورش کے متعلق اختلاف ہوا تو قرعہ انتخاب حضرت زکریا کے نام نکال دیا۔ تا کہ لڑکی اپنی خالہ کی آغوش شفقت میں تربیت پائے اور زکریا کے علم و

دیانت سے مستفید ہو۔ زکریا علیہ السلام نے پوری مراعاۃ اور جدوجہد کی۔ جب مریم سیانی ہوئیں تو مسجد کے پاس ان کے لئے ایک حجرہ مخصوص کر دیا۔ مریم دن بھر وہاں عبادت وغیرہ میں مشغول رہتی اور رات اپنی خالہ کے گھر گزارتی۔

اس کمرہ میں حضرت زکریا کے علاوہ سب کا داخلہ ممنوع تھا۔ حضرت مریم علیہ السلام کے لیے سامان خورد ونوش بھی حضرت زکریا ہی وہاں پہنچایا کرتے تھے۔ پھر بارہا ایسا بھی ہوا کہ حضرت زکریا خوراک دینے کے لیے اس کمرہ میں داخل ہوئے تو حضرت مریم کے پاس پہلے ہی سے سامان خورد ونوش پڑا دیکھا۔ وہ اس بات پر حیران تھے کہ جب میرے بغیر یہاں کوئی داخل نہیں ہو سکتا تو یہ کھانا اسے کون دے جاتا ہے؟ حضرت مریم سے پوچھا تو انہوں نے بلاتکلف کہہ دیا۔ اللہ کے ہاں سے ہی مجھے یہ رزق مل جاتا ہے۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی۔ واضح رہے کہ یہ آیت خرق عادت امور پر واضح دلیل ہے۔ انبیاء کے ہاں معجزات اور اولیاء اللہ کے ہاں کرامات کا صدور ہوتا ہی رہتا ہے اور یہ سب کچھ اللہ ہی کی مشیت وقدرت سے ہوتا ہے۔ اور حضرت زکریا کے لیے حیرت واستعجاب کی باتیں دو تھیں۔ ایک یہ کہ آپ جو سامان خورد ونوش حضرت مریم کے پاس پڑا دیکھتے وہ عموماً بے موسم پھلوں پر مشتمل ہوتا تھا اور دوسرے یہ کہ جب میرے سوا اس کمرہ میں کوئی داخل ہو ہی نہیں سکتا تو یہ پھل اور دوسرا سامان خورد ونوش حضرت مریم کو دے کون جاتا ہے؟ اب جو لوگ خرق عادت امور یا معجزات کے منکر ہیں، انہیں یہاں بھی مشکل پیش آ گئی اور ہمارے زمانے کے ایک مفسر قرآن سرسید تو بڑی آسانی سے ایسی مشکل سے چھٹکارا حاصل کر لیتے ہیں اور اس طرح کے واقعات کو بلاتکلف خواب کا واقعہ کہہ دیتے ہیں۔ حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ میں بھی انہوں نے یہی کچھ کیا تھا اور یہاں بھی یہی کچھ کیا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ خواب ہی واقعہ تھا تو حضرت زکریا کو حیرانی کس بات پر ہوئی تھی جو اس سوال کا موجب بنی کہ (یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا 3-37) آل عمران:37) مریم! یہ تجھے کہاں سے یا کیسے مل گیا؟ اور یہ بھی ملاحظہ فرمائیے کہ ایسے مفسر، مفسر قرآن ہوتے ہیں یا محرف قرآن؟

کفالہ کی اقسام کا بیان

کفالہ کی دو اقسام ہیں۔ (۱) کفالہ بہ نفس (۲) کفالہ بہ مال۔ کفالہ بہ نفس کی جائز ہے اسی کے سبب سے مکفول بہ کو حاضر کرنا ضروری ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ کفالہ بہ نفس جائز نہیں ہے کیونکہ کفیل اس چیز کی کفالت کو قبول کرنے والا ہے جس کو سپرد کرنے کی وہ طاقت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ مکفول بہ کے نفس اس کو طاقت حاصل نہیں ہے یہ خلاف کفالہ بہ مال کے کیونکہ کفیل کو اپنے مال پر ولایت حاصل ہوتی ہے۔

ہماری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ کفیل ضامن ہے اور یہ ارشاد گرامی کفالہ کی دونوں اقسام کے مشروع ہونے کا فائدہ دینے والا ہے کیونکہ اس طرح کفیل مکفول بہ کو سپرد کرنے کی طاقت رکھنے والا ہے کہ مکفول لہ کو اس کا بتادے اور وہ مکفول بہ اور مکفول لہ کے درمیان تصفیہ کرادے یا پھر اسکے بارے میں قاضی کے مددگاروں سے مدد حاصل کر لے۔ اور اسی طرح کفالہ بہ نفس کی تو ضرورت پڑتی ہے اور میں کفالہ کو ثابت کرنے کا معنی بھی پایا جا رہا ہے اور وہ مطالبے میں ذمہ کو ملانا ہے۔

(ہدایہ)

علامہ علی بن سلطان حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالت یا تو نفس کی ہوتی ہے اور وہ ان لفظوں سے منعقد ہوتی ہے کہ میں اس کے نفس کا کفیل بنا ہوں یا وہ میرے ذمے یا کفالت مال کی ہوتی ہے اور یہ مال مکفول کے مجہول ہونے کے باوجود صحیح ہو جاتی ہے جبکہ دین صحیح ہو مثلاً یوں کہے کہ جو تیرا مال فلاں پر ہے یا جو تجھے اس بیع میں حاصل ہو گا میں اس کا ضامن ہوں۔

(شرح الوقایہ فی مسائل الہدایہ، کتاب کفالہ)

کفالہ بہ مال کے جائز ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مال کی کفالت ہمارے نزدیک جائز ہے اگرچہ مال مکفول بہ کی مقدار مجہول ہی کیوں نہ ہو اور یہی مذہب امام مالک، امام احمد علیہما الرحمہ اور قدیم قول کے مطابق امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب بھی یہی ہے جبکہ ان کا جدید قول مختلف فیہ ہے۔ (فتح القدیر، کتاب کفالہ، ج ۱۶، ص ۱۶۳، بیروت)

کفالت کے الفاظ کا بیان

اور جب کفیل نے اس طرح کہا کہ میں نے فلاں شخص کے نفس کا یا اس کی گردن کا یا اس کی روح کا یا اس کے جسم کا یا اس کے سر کا کفیل ہو گیا ہوں تو کفالہ منعقد ہو جائے گا اور اسی طرح جب اس نے کہا کہ میں اس کے بدن یا چہرے کا کفیل ہوں تو کفیل ہو جائے کیونکہ انہی الفاظ کے ساتھ پورے جسم کو تعبیر کیا جاتا ہے خواہ یہ بطور حقیقت ہو یا بطور عرف ہو جس طرح کتاب طلاق میں بیان کر دیا گیا ہے اور اسی طرح جب اس نے کہا کہ میں اس کے نصف یا اس کے ثلث یا اس کے کسی حصے کا کفیل ہوا۔ اسلئے کہ نفس واحد کے حق میں کفالہ کے اجزاء نہیں ہوا کرتے پس نفس کے جزء شائع کو ذکر کرنا یہ پورے نفس کو ذکر کرنے کی طرح ہو جائے گا۔ بہ خلاف اس کے کہ جب اس نے کہا کہ میں فلاں کے ہاتھ یا اس کے پاؤں کا کفیل ہوا کیونکہ ان دونوں سے انسان کے پورے جسم کو تعبیر نہیں کیا جاتا کیونکہ انہی کی جانب طلاق کی نسبت کرنا درست نہیں ہے جبکہ پہلے بیان کردہ اعضاء میں درست ہے۔

اور اسی طرح جب کفیل نے کہا کہ میں اس کا ضامن ہوں کیونکہ جب کفالہ کو واجب کرنے والے کی تصریح کی ہے کہ اس طرح کہا کہ وہ مجھ پر ہے کیونکہ یہ صیغہ ضروری کرنے والا ہے یا اس نے کہا کہ میری طرف ہے کیونکہ یہاں الی عَلَیّ کے معنی میں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مال چھوڑا وہ اس کے ورثاء کا ہے اور جس نے یتیم یا بچے چھوڑے وہ میری طرف ہیں۔ اور اسی طرح جب اس نے کہا کہ میں اس کا زعیم ہوں یا قبیل ہوں اس لئے زعامت ہی کفالت ہے اور اس کے بارے میں حدیث ہم بیان کر آئے ہیں اور قبیل یہ کفیل ہے اسی سبب سے چک کو قبالہ کہتے ہیں بہ خلاف اس کے کہ جب اس نے کہا کہ میں اس کی پہچان کا ضامن ہوں کیونکہ وہ شناخت کو ضروری کرنے والا ہے مطالبے کو ضروری کرنے والا نہیں ہے۔ (ہدایہ، کتاب الکفالہ، لاہور)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جس نے مال چھوڑا وہ اس کے وارثوں کا ہے اور جس نے قرض چھوڑا وہ میرے ذمہ ہے۔ (صحیح بخاری: جلد سوم: رقم الحدیث، 1682)

کفالت کے الفاظ کا فقہی بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کفالت ایسے الفاظ سے ہوتی ہے جن سے کفیل کا ذمہ دار ہونا سمجھا جاتا ہو مثلاً خود لفظِ کفالت ضمانت۔ یہ مجھ پر ہے۔ میری طرف ہے۔ میں ذمہ دار ہوں۔ یہ مجھ پر ہے کہ اس کو تمھارے پاس لاؤں۔ فلاں شخص میری پہچان کا ہے یہ کفالت بالنفس ہے۔ تمھارا جو کچھ فلاں پر ہے میں دوں گا یہ کفالت نہیں بلکہ وعدہ ہے۔ تمھارا جو دَین فلاں پر ہے میں دوں گا میں ادا کروں گا یہ کفالت نہیں جب تک یہ نہ کہے کہ میں ضامن ہوں یا وہ مجھ پر ہے۔

اور جب اس نے یہ کہا کہ جو کچھ تمھارا فلاں پر ہے میں اُس کا ضامن ہوں یہ کفالت صحیح ہے۔ یا یہ کہا جو کچھ تم کو اس بیع میں پہنچے گا میں اُس کا ضامن ہوں یعنی یہ کہ مبیع میں اگر دوسرے کا حق ثابت ہو تو ثمن کا میں ذمہ دار ہوں یہ کفالت بھی صحیح ہے۔ اس کو ضمان الدرک کہتے ہیں۔ کفالت بالنفس میں یہ کہنا ہوگا کہ اُس کے نفس کا ضامن ہوں یا ایسے عضو کو ذکر کرے جو کل کی تعبیر ہوتا ہے۔ مثلاً گردن، جزو شائع نصف وربع کی طرف اضافت کرنے سے بھی کفالت ہو جاتی ہے۔ اگر یہ کہا اُس کی شناخت میرے ذمہ ہے تو کفالت نہ ہوئی۔ (درمختار، کتاب کفالہ)

کفالت یا تو نفس کی ہوتی ہے اور وہ ان لفظوں سے منعقد ہوتی ہے کہ میں اس کے نفس کا کفیل بنا ہوں یا وہ میرے ذمے یا کفالت مال کی ہوتی ہے اور یہ مال مکفول کے مجہول ہونے کے باوجود صحیح ہو جاتی ہے جبکہ دین صحیح ہو مثلاً یوں کہے کہ جو تیرا مال فلاں پر ہے یا جو تجھے اس بیع میں حاصل ہوگا میں اس کا ضامن ہوں۔

(مختصر الوقایہ فی مسائل الہدایہ، کتاب الکفالۃ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

احناف کے نزدیک ارکان کفالہ کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی لکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ وامام محمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک کفالہ کا رکن ایجاب وقبول ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کا پہلا قول بھی یہاں تک اکیلے کفیل سے کفالہ تام نہیں ہونا چاہئے وہ مال کی کفالت کرے یا نفس کی جب تک مکفول لہ یا اس کی جانب سے کسی اجنبی شخص کا قبول یا خطاب نہ پایا جائے اگر ان میں سے کچھ بھی نہ پایا گیا تو یہ ماورائے مجلس پر موقوف نہ ہوگا یہاں تک کہ اگر طالب تک خبر پہنچی اور اس نے قبول کر لیا تو کفالہ صحیح نہ ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب کفالہ)

باب التَّرْغِيبِ فِي حُسْنِ الْقَضَاءِ .

یہ باب ہے کہ اچھے طریقے سے قرض واپس کرنے کی ترغیب دینا

4707 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خِيَارُكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

4707-تقدم (الحديث 4632) .

''تم میں سے بہتر لوگ وہ ہیں جو اچھی طرح سے قرض ادا کریں''۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اونٹ کا تقاضہ کیا (جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بطور قرض لیا تھا) اور تقاضہ بھی بڑی سخت کلامی کے ساتھ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے جب اس کو اس سخت کلامی اور آداب نبوت کے خلاف اس کی حرکت پر سزا دینی چاہی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو کیونکہ جس کا حق ہے اسے کہنے کا اختیار ہے البتہ ایسا کرو کہ ایک اونٹ خرید کر اسے دیدو تا کہ اس کا مطالبہ ادا ہو جائے اور اسے پھر کچھ کہنے کا حق نہ رہے) صحابہ نے عرض کیا کہ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور قرض جو اونٹ دیا تھا اس کی عمر کا کوئی اونٹ نہیں مل رہا ہے بلکہ اس سے زیادہ عمر کا مل رہا ہے یعنی اس کا اونٹ چھوٹا اور کمتر تھا اور ہمیں جو اونٹ مل رہا ہے وہ اس کے اونٹ سے بڑا اور اچھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اونٹ تمہیں مل رہا ہے اسی کو خرید لو (اگر چہ وہ اس کے اونٹ کی بہ نسبت بڑا اور اچھا ہے) اور اسے دیدو یاد رکھو تم میں بہتر وہ شخص ہے جو قرض ادا کرنے میں اچھا ہو۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 127)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے قرض کا تقاضہ کرنے والا اور پھر تقاضہ میں سخت کلامی کرنیوالا کوئی کافر رہا ہو گا خواہ وہ یہودی ہو یا کوئی اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ شاید کوئی اجڈ گنوار دیہاتی ہو گا جو مجلس نبوت اور مقام نبوت کے آداب سے مطلقاً بے بہرہ تھا جسے یہ سلیقہ بھی نہیں تھا کہ کس سے کس طرح بات کی جاتی ہے اس کے برعکس سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی باتوں کو جس عالی ظرفی اور خوش اخلاقی کے ساتھ برداشت کیا وہ صرف نبوت ہی کا خاصہ ہو سکتا ہے۔ جس کا حق ہے اسے کہنے کا اختیار ہے، کے بارے میں ابن ملک فرماتے ہیں کہ یہاں حق سے مراد قرض ہے یعنی اگر کسی شخص کا کسی پر قرض ہو اور وہ قرض دار ادائیگی قرض میں تاخیر کرے تو قرض خواہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس سے سختی کے ساتھ تقاضہ کرے اس پر اظہار ناراضگی کرے اور اگر وہ پھر بھی قرض ادا نہ کرے تو حاکم وعدالت کی طرف رجوع کرے۔

بَابُ حُسْنِ الْمُعَامَلَةِ وَالرِّفْقِ فِي الْمُطَالَبَةِ .

یہ باب ہے کہ قرض کا مطالبہ کرتے وقت اچھا سلوک کرنا اور نرمی اختیار کرنا

قرض والے کو مہلت دینے کا بیان

4708 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ رَجُلًا لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ وَكَانَ يُدَايِنُ النَّاسَ فَيَقُوْلُ لِرَسُوْلِهٖ خُذْ مَا تَيَسَّرَ وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يَّتَجَاوَزَ عَنَّا فَلَمَّا هَلَكَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ هَلْ عَمِلْتَ خَيْرًا قَطُّ قَالَ لَا اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ لِيْ غُلَامٌ وَّكُنْتُ اُدَايِنُ النَّاسَ فَاِذَا بَعَثْتُهٗ لِيَتَقَاضٰى قُلْتُ لَهٗ خُذْ مَا تَيَسَّرَ

4708-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12326) .

وَاتْرُكْ مَا عَسُرَ وَتَجَاوَزْ لَعَلَّ اللّٰهَ يَتَجَاوَزُ عَنَّا . قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى قَدْ تَجَاوَزْتُ عَنْكَ".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

''ایک ایسا شخص تھا جس نے کبھی کوئی بھلائی نہیں کی تھی' وہ لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا' وہ اپنے نمائندے سے کہا کرتا تھا جو شخص خوشحال ہو اُس سے قرض وصول کر لینا اور جو شخص تنگدست ہو اُسے رہنے دینا اور درگزر کرنا' تا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر کرے۔ اُس شخص کا انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اُس شخص سے فرمایا: کیا تم نے کبھی کوئی بھلائی کی ہے؟ اُس شخص نے عرض کی: نہیں! البتہ میرے ہاں کچھ لوگ کام کیا کرتے تھے اور میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا تو جب میں اپنے نمائندوں کو قرض کا تقاضا کرنے کے لیے بھیجتا تھا تو میں اُن سے یہ کہا کرتا تھا کہ جو شخص خوشحال ہو اُس سے قرض واپس لے لینا اور جو تنگدست ہو اُسے رہنے دینا' اُسے درگزر کرنا' تا کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر کرے' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں بھی تم سے درگزر کرتا ہوں۔

شرح

انسانی زندگی میں کسی ایک حالت کو قرار و دوام نہیں ہے آج کچھ ہے کل کچھ یہ روزانہ کے مشاہدہ کی بات ہے انسان کی اقتصادی و مالی زندگی کو ہی دیکھ لیجئے جس طرح ایک مفلس اور قلاش شخص راتوں رات رحمت الٰہی کے نتیجہ میں مال و زر کے خزانوں کا مالک بن جاتا ہے اسی طرح بڑے بڑے کاروباری دیکھتے ہی دیکھتے دیوالیہ ہو جاتے ہیں جو لوگ ہر وقت لاکھوں میں کھیلتے رہتے ہیں مال و زر ہی جن کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے چشم و زدن میں وہ پائی پائی کے محتاج نظر آتے ہیں۔

یہی کائنات کا نظام ہے اور یہی تقدیر کا کھیل ہے حالات کو کسی ایک راستے پر برقرار رکھنا نہ کبھی کسی کے بس میں رہا ہے اور نہ کبھی کسی کے بس میں رہے گا۔ یہ سارے کھیل قدرت الٰہی کے پابند رہے ہیں اور ہمیشہ اسی طرح پابند رہیں گے لیکن بدلے ہوئے حالات کو متوازن بنانا اور متوازن بنانے میں مدد دینا انسان کے بس میں ہے جسے وہ اختیار کر کے ایک دوسرے کے دکھ درد کو بانٹ بھی سکتا ہے اور بدلے ہوئے حالات کو سنوارنے میں مدد بھی دے سکتا ہے چنانچہ یہاں جو باب قائم کیا گیا ہے اس کے تحت نقل کی جانے والی احادیث کا یہی حاصل ہے کہ اگر کوئی شخص حالات کی تبدیلی کا شکار ہو جائے بایں طور کہ افلاس و تنگدستی اسے اپنی لپیٹ میں لے لے تو دوسرے انسانوں کا نہ صرف یہ فریضہ ہے کہ اس کے ساتھ اظہار ہمدردی کریں بلکہ اگر اس شخص پر کسی کا کوئی حق و مطالبہ ہو اور وہ مفلس ہو جانے کی وجہ سے اس کی ادائیگی سے وقتی طور پر عاجز ہو تو صاحب حق اسے اتنی مہلت دے دے کہ جب بھی اس کے حالات سدھریں وہ اس کا حق ادا کر دے۔

قرض والے کو مہلت دینے کا بیان

4709 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "كَانَ رَجُلٌ يُدَايِنُ النَّاسَ وَكَانَ اِذَا رَاٰى

4709-اخرجه البخاري في البيوع، باب من انظر معسرًا (الحديث 2078)، و في احاديث الانبياء، باب . 54 . (الحديث 3480) . واخرجه مسلم في المساقاة، باب فضل انظار المعسر (الحديث 31) . تحفة الاشراف (14108) .

اِعْسَارَ الْمُعْسِرِ قَالَ لِفَتَاهُ تَجَاوَزْ عَنْهُ لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَتَجَاوَزُ عَنَّا . فَلَقِیَ اللّٰهَ فَتَجَاوَزَ عَنْهُ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

"ایک شخص لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا' جب وہ کسی تنگدست شخص کی تنگدستی کو دیکھتا تھا تو اپنے کارکنوں سے یہ کہتا تھا کہ اس سے درگزر کر دو تاکہ اللہ تعالیٰ بھی ہم سے درگزر کرے' جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے بھی اُس سے درگزر کیا"۔

شرح

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص تھا جو لوگوں سے قرض لین دین کا معاملہ کرتا تھا (یعنی لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا) اور اس نے اپنے کارندے سے یہ کہہ رکھا تھا کہ جب کسی تنگدست کے پاس (قرض وصول کرنے جاؤ) تو اس سے درگذر کرو شاید اللہ تعالیٰ ہم سے درگذر فرمائے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا کہ جب اس نے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی (یعنی اس کا انتقال ہو) تو اللہ تعالیٰ نے اس سے درگذر فرمایا (اور اس کے گناہوں پر مؤاخذہ نہیں کیا)

حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے تو اسے چاہئے کہ وہ مفلس و تنگدست سے اپنا قرض وصول کرنے میں تاخیر کرے یا اس کو معاف کر دے (یعنی اپنا پورا قرض یا جس قدر ممکن ہو معاف کر دے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 125)

یوں تو فرض اعمال نفل اعمال سے ستر درجے زیادہ فضیلت کے حامل ہیں لیکن بعض مسائل و معاملات میں نفل اعمال فرض اعمال سے زیادہ فضیلت کے رکھتے ہیں انہیں میں سے ایک تو تنگدست و مفلس کو اپنا حق (مثلاً قرض وغیرہ) معاف کر دینا ہے کہ یہ اگرچہ مستحب ہے لیکن مفلس و تنگدست کو قرض وغیرہ ادا کرنے میں مہلت دینے سے افضل ہے جو واجب ہے دوسرے سلام کرنے میں پہل کرنا سنت ہے لیکن یہ افضل ہے سلام کا جواب دینے سے جو فرض ہے تیسرے وقت سے پہلے وضو کرنا مستحب ہے لیکن یہ افضل ہے وقت شروع ہو جانے کے بعد وضو کرنے سے جو فرض ہے۔

حضرت ابوقتادہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص اپنا مطالبہ وصول کرنے میں مفلس کو مہلت دے یا اس کو اپنا پورا مطالبہ یا اس کا کچھ حصہ معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن کی سختیوں سے نجات دے گا۔ (مسلم)

اور حضرت ابوالیسر کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے جو شخص تنگدست کو مہلت دے یا اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا (یعنی قیامت کے دن اسے گرمی کی تپش اور اس دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے گا۔ (مسلم)

امام احمد، ابن ماجہ اور حاکم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ جو شخص مفلس و تنگدست کو مہلت دے تو ادائیگی کا دن آنے تک اس کو ہر دن کے بدلے اس کے قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور پھر جب ادائیگی کا دن آئے اور وہ پھر اسے مہلت دے دے اور اس کی ادائیگی کا دن آنے تک ہر دن کے بدلے اس کے قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور پھر

جب ادائیگی کا دن آئے اور وہ پھر اسے مہلت دے دے تو اس کو ہر دن کے بدلے اس کے قرض کی دگنی مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ اس روایت کو تمثیلی طور پر یوں سمجھئے کہ مثلاً ایک شخص نے کسی کو دو مہینے کے وعدے پر ایک سو روپے قرض دیئے اور دو مہینے کے بعد اس کی مفلسی و تنگدستی کو دیکھتے ہوئے اس نے ایک مہینے کی مہلت دیدی تو اسے پورے مہینے اس طرح کا ثواب ملتا رہے گا کہ گویا وہ ہر دن ایک سو روپیہ صدقہ و خیرات کرتا ہے اسی طرح ایک مہینے کی مدت گزر جانے کے بعد دوبارہ مہلت دینے میں ایسا ہی ثواب ملتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب تیسری مرتبہ مہلت دے گا تو اسے ہر دن ایسا ثواب ملے گا جیسے کہ وہ ہر دن دو سو روپے صدقہ و خیرات کرتا ہے۔

4710 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ اِسْمَاعِيلَ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ فَرُّوخَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَدْخَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًا وَّبَائِعًا وَّقَاضِيًا وَّمُقْتَضِيًا الْجَنَّةَ".

★★ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کو اس وجہ سے جنت میں داخل کر دیا جو خرید و فروخت کرتے ہوئے' حق ادا کرتے ہوئے اور حق کا تقاضا کرتے ہوئے نرمی سے کام لیتا تھا''۔

شرح

حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے گزرے ہوئے لوگو (یعنی گزشتہ امتوں میں) سے ایک شخص کا واقعہ ہے کہ جب اس کے پاس موت کا فرشتہ اس کی روح قبض کرنے آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ کیا تو نے کوئی نیک کام کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے یاد نہیں ہے کہ میں نے کوئی نیک کام کیا ہو اس سے پھر کہا گیا کہ اچھی طرح سوچ لے اس نے کہا کہ مجھے قطعاً یاد نہیں آ رہا ہے ہاں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ میں دنیا میں جب لوگوں سے خرید و فروخت کے معاملات کیا کرتا تھا تو تقاضہ کے وقت یعنی مطالبات کی وصولی میں ان پر احسان کیا کرتا تھا بایں طور کہ مستطیع لوگوں کو تو مہلت دے دیتا تھا اور جو نادار ہوتے ان کو معاف کر دیتا تھا (یعنی اپنے مطالبات کا کوئی حصہ یا پورا مطالبہ ان کے لئے معاف کر دیتا تھا) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اسی عمل سے خوش ہو کر اس کو جنت میں داخل کر دیا۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 34)

مسلم کی ایک اور روایت میں جو عقبہ ابن عامر اور ابو مسعود انصاری نے اسی کے مثل (یعنی کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ) نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ جب اس شخص نے اپنا یہ عمل بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کا یعنی معاف کرنے کا حق تجھ سے زیادہ رکھتا ہیں اور پر فرشتوں سے کہا کہ میرے اس بندے سے درگزر کرو۔ (مشکوۃ المصابیح: جلد سوم: رقم الحدیث، 34)

(اتاہ الملک) سے مراد تو یہ ہے کہ خود حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی اس کی روح قبض کرنے آئے تھے یا پھر یہ کہ ان فرشتوں میں سے کوئی فرشتہ آیا ہوگا جو حضرت عزرائیل علیہ السلام کے مددگار و ماتحت ہیں لیکن اغلب یہ ہے کہ خود حضرت عزرائیل

4710- اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب السماحة في البيع (الحديث 2202) مختصراً تحفة الاشراف (9830) .

علیہ السلام ہی آئے ہوں گے کیونکہ قبض روح کے سلسلے میں زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ ارواح قبض کرنے کا کام حضرت عزرائیل علیہ السلام ہی انجام دیتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ایت (قل یتوفکم ملك الموت الذی و کل بکم) کہہ دیجئے کہ تمہیں وہ ملک الموت (عزرائیل علیہ السلام) مارتا ہے جو تم پر اس کام کے لئے متعین ہے چنانچہ حضرت عزرائیل علیہ السلام جب روح قبض کر لیتے ہیں تو جو اچھی یعنی پاکباز روح ہوتی ہے اسے رحمت کے فرشتے لے لیتے ہیں اور جو بری روح ہوتی ہے وہ عذاب کے فرشتوں کی نگرانی (CUSTODY) میں چلی جاتی ہے لیکن اتنی بات ملحوظ رہنے کہ ملک الموت (خواہ وہ عزرائیل ہوں یا کوئی اور فرشتہ) روح قبض کرنے کا صرف ایک ظاہری ذریعہ بنتا ہے ورنہ حقیقت میں تو روح قبض کرنے والا اور موت طاری کرنیوالا اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ خود اسی کا ارشاد ہے آیت (اللہ یتوفی الانفس حین موتھا) ہر نفس کو اس کی موت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی مارتا ہے فقیل لہ (تو اس سے پوچھا گیا) اس کے بارے میں بھی دونوں احتمال ہیں یا تو اس سے یہ سوال اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا یا فرشتوں نے یہ بات پوچھی نیز وقت سوال کے سلسلے میں زیادہ واضح بات تو یہ ہے کہ اس شخص سے یہ سوال روح قبض کرنے سے پہلے کیا گیا تھا جیسا کہ حدیث کے ابتدائی الفاظ سے مفہوم ہوتا ہے لیکن یہ بھی احتمال ہے کہ یہ سوال روح قبض ہونے کے بعد قبر میں کیا گیا ہوگا جیسا کہ شیخ مظہر کا قول ہے اور علامہ طیبی نے ایک یہ احتمال بھی بیان کیا ہے کہ دراصل یہ سوال قیامت میں کیا جائے گا۔ بہرکیف اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مطالبات کی وصولی میں مستطیع کو مہلت دینا اور نادار شخص کو معاف کر دینا بڑے ثواب کی چیز ہے

بَاب الشَّرِكَةِ بِغَيْرِ مَالٍ .

یہ باب ہے کہ (کاروبار میں) مال شامل کیے بغیر شراکت کرنا

4711 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اشْتَرَكْتُ اَنَا وَعَمَّارٌ وَّسَعْدٌ يَوْمَ بَدْرٍ فَجَآءَ سَعْدٌ بِاَسِيْرَيْنِ وَلَمْ اَجِیْءْ اَنَا وَعَمَّارٌ بِشَیْءٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمار اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما نے غزوہ بدر کے دن شراکت کر لی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ دو قیدی پکڑ کر لائے تھے میں اور حضرت عمار رضی اللہ عنہ کوئی قیدی نہیں پکڑ سکے تھے۔

4712 – اَخْبَرَنَا نُوْحُ بْنُ حَبِيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَّهٗ فِیْ عَبْدٍ اَتَمَّ مَا بَقِیَ فِیْ مَالِهٖ اِنْ كَانَ لَهٗ مَالٌ يَّبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ" .

4711-تقدم (الحديث 3947) .

4712-اخرجه مسلم في الايمان، باب من اعتق شركا له في عبد (الحديث 51) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب فيمن روى انه لا يستسعى (الحديث 3946) و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العبد يكون بين الرجلين فيعتق احدهما نصيبه (الحديث 1347) . تحفة الاشراف (6935) .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"جو شخص کسی مشترکہ غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دیتا ہے تو اُس غلام کے باقی حصے کو اُس شخص کے مال سے آزاد کیا جائے گا اگر اُس شخص کے پاس مال موجود ہو جو اُس غلام کی قیمت کے برابر ہو"۔

بابُ الشَّرِكَةِ فِي الرَّقِيقِ .

یہ باب غلام میں شراکت کرنے میں ہے

4713 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَهُ فِيْ مَمْلُوْكٍ وَكَانَ لَهُ مِنَ الْمَالِ مَا يَبْلُغُ ثَمَنَهُ بِقِيمَةِ الْعَبْدِ فَهُوَ عَتِيْقٌ مِنْ مَالِهِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
"جو شخص کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دے اور اُس شخص کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اُس غلام کی قیمت کے برابر ہو تو اُس غلام کو اُس شخص کے مال میں سے آزاد کیا جائے گا"۔

بابُ الشَّرِكَةِ فِي النَّخِيْلِ .

یہ باب ہے کہ کھجور کے درخت میں شراکت

4714 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ اَرْضٌ اَوْ نَخْلٌ فَلَا يَبِعْهَا حَتّٰى يَعْرِضَهَا عَلٰى شَرِيْكِهِ" .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
"جس شخص کے پاس زمین موجود ہو یا کھجور کا باغ موجود ہو تو وہ اُسے اُس وقت تک (کسی دوسرے شخص کو) فروخت نہ کرے جب تک وہ اپنے شراکت دار کو اس کی پیش کش نہیں کر دیتا"۔

بابُ الشَّرِكَةِ فِي الرِّبَاعِ .

یہ باب مکان میں شراکت کے بیان میں ہے

4713-اخرجه البخاري في الشركة، باب تقويم الاشياء بين الشركاء بقيمة عدل (الحديث 2491)، و في العتق، باب اذا اعتق عبدًا بين اثنين او امة بين الشركاء (الحديث 2524) و اخرجه مسلم في العتق، (الحديث 1م)، و في الايمان، باب من اعتق شركًا له في عبد (الحديث 49م) . واخرجه ابو داؤد في العتق، باب فيمن روى انه لا يستسعي (الحديث 3941 و 3942) واخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العبد يكون بين الرجلين فيعتق احدهما نصيبه (الحديث 1346) . تحفة الاشراف (7511) .

4714-اخرجه ابن ماجه في الشفعة، باب من باع رباعًا فليؤذن شريكه (الحديث 2492) . تحفة الاشراف (2765) .

4715 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِيْ كُلِّ شِرْكَةٍ لَّمْ تُقْسَمْ رَبْعَةٍ وَّحَائِطٍ لَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّبِيْعَهٗ حَتّٰى يُؤْذِنَ شَرِيْكَهٗ فَاِنْ شَآءَ اَخَذَ وَاِنْ شَآءَ تَرَكَ وَاِنْ بَاعَ وَلَمْ يُؤْذِنْهُ فَهُوَ اَحَقُّ بِهٖ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کے بارے میں یہ فیصلہ دیا ہے' یہ ہر ایسی مشترکہ ملکیت والی چیز میں ہوگا' جسے تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو' خواہ وہ مکان ہو' یا باغ ہو۔ آدمی کے لیے اُسے فروخت کرنا اُس وقت تک جائز نہیں ہوگا' جب تک وہ اپنے شراکت دار کو اس کی اطلاع نہیں دے دیتا' اگر وہ شراکت دار چاہے گا' تو اُسے حاصل کر لے گا اور اگر چاہے گا' تو اُسے چھوڑ دے گا' اگر کوئی شخص شراکت دار کو اطلاع دیئے بغیر اُسے فروخت کر دیتا ہے' تو وہ شراکت دار اُس جگہ کا زیادہ حقدار ہوگا۔

شرح

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ایسے دو شخص جن میں شرکت مفاوضہ ہے ان میں اگر ایک شخص کوئی چیز خریدے تو دوسرا اُس میں شریک ہوگا البتہ اپنے گھر والوں کے لیے کھانا کپڑا خریدا یا کوئی اور چیز ضروریات خانہ داری کی خریدی یا کرایہ کا مکان رہنے کے لیے لیا یا حاجت کے لیے سواری کا جانور خریدا تو یہ تنہا خریدار کا ہوگا شریک کو اس میں سے لینے کا حق نہ ہوگا مگر بائع شریک سے بھی ثمن کا مطالبہ کر سکتا ہے کہ یہ شریک کفیل ہے پھر اگر شریک نے مال شرکت سے ثمن ادا کر دیا تو اُس خریدار سے اپنے حصہ کے برابر واپس لے سکتا ہے۔ (درمختار، کتاب شرکت)

ان میں سے ایک کو اگر میراث ملی یا شاہی عطیہ یا ہبہ یا صدقہ یا ہدیہ میں کوئی چیز ملی تو یہ خاص اسکی ہوگی شریک کا اس میں کوئی حق نہ ہوگا۔ (فتاویٰ ہندیہ)

شرکت سے پہلے کوئی عقد کیا تھا اور اس عقد کی سبب سے بعد شرکت کسی چیز کا مالک ہوا تو اس میں بھی شریک حقدار نہیں مثلاً ایک چیز خریدی تھی جس میں بائع نے اپنے لیے خیار لیا تھا (یعنی تین دن تک مجھ کو اختیار ہے کہ بیع قائم رکھوں یا توڑ دوں) اور بعد شرکت بائع نے اپنا خیار ساقط کر دیا اور چیز مشتری کی ہوگئی مگر چونکہ یہ بیع پہلے کی ہے اس لیے یہ چیز تنہا اسی کی ہے شرکت کی نہیں۔

(فتاویٰ ہندیہ)

مشترکہ مکان میں شفعہ ہونے کا بیان

اور جب نچلی منزل دو حضرات کی مشترکہ ہے اور دونوں میں سے ایک کا اس پر بالا خانہ ہے جس میں کوئی تیسرا شخص بھی شریک ہے تو نچلی منزل والوں میں سے جس کا بالا خانہ میں حصہ ہے اس نے اپنے نچلے اور اوپر والے حصوں کو فروخت کیا تو نچلے شریک کو نچلے حصہ میں اور اوپر والے شریک کو اوپر والے حصہ میں شفعہ کا حق ہے نیچے والے کو اوپر اور اوپر والے شریک کو نیچے والے حصہ میں شفعہ کا حق نہیں ہے کیونکہ نیچے والا شریک بالا خانہ کا پڑوسی ہے اور اگر بالا خانہ کا راستہ مشترکہ ہو تو وہ بالا خانہ کے حقوق میں بھی شریک ہے اور یوں ہی بالا خانہ کا حصہ دار نیچے والے حصہ کا پڑوسی ہے اگر راستہ بالا خانہ نیچے والی منزل میں سے گزرتا ہو تو وہ بھی نچلی منزل

4715-تقدم (الحديث 4660) .

کے حقوق میں شریک ہوگا لہذا پڑوسی یا حقوق میں شریک کی بہ نسبت عین مبیع میں شریک کا حق مقدم اور اولی ہے۔ اور فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ نچلی منزل والے نے اپنا حصہ فروخت کیا تو اوپر والے کو شفعہ کا حق ہے کیونکہ نچلی اور اوپر منزل میں اتصال ہے تو دونوں پڑوسی قرار پائیں گے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

شریک مبیع کا گھر میں بعض حصے میں شریک ہونے کا بیان

اور شریک مبیع یہ بعض اوقات گھر کے بعض حصے میں شریک ہوتا ہے جس طرح گھر کی معین منزل میں ہے یا خاص دیوار میں شریک ہے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک ایسا شریک گھر کے ہمسائے اور گھر کے بعض حصوں والے ہمسائے پر مقدم ہے کیونکہ اس کا ملا ہوا ہونا یہ مضبوط ہے اور زمین بھی ایک ہی ہے۔ (ہدایہ، کتاب شفعہ، لاہور)

حقدار اول کے دستبردار ہونے پر حق ثانی کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ایک مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے مگر اس بالا خانہ کا راستہ دوسرے مکان میں ہے اُس مکان میں نہیں ہے جس کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ یہ بالا خانہ فروخت ہوا تو وہ شخص شفعہ کریگا جس کے مکان میں اس کا راستہ ہے وہ نہیں کرسکتا جس کے مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ اور اگر پہلے شخص نے تسلیم کردیا نہ لینا چاہا تو دوسرا شخص شفعہ کرسکتا ہے مگر بالا خانہ کا کوئی جار ملاصق ہے تو شفعہ میں یہ بھی شریک ہے اور اگر نیچے کی منزل فروخت ہوئی تو بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے اور وہ مکان جس میں بالا خانہ کا راستہ ہے فروخت ہوا تو اُس میں بھی بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے۔ (بدائع)

کوچہ سربستہ میں جن لوگوں کے مکانات ہیں وہ سب خلیط ہیں کہ خاص راستہ میں شرکت ہوگئی۔ کوچہ سربستہ سے دوسرا راستہ نکلا کہ آگے چل کر یہ بھی بند ہوگیا اس میں بھی کچھ مکانات ہیں اگر اس میں کوئی مکان فروخت ہوا تو اس کوچہ والے حقدار ہیں پہلے کوچہ والے نہیں اور پہلے کوچہ میں مکان فروخت ہوا تو دونوں کوچہ والے برابر کے حقدار ہیں۔

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور کوچہ سربستہ میں ایک مکان ہے جس میں ایک حصہ ایک شخص کا ہے اور ایک حصہ میں دو شخص شریک ہیں اور جس کوچہ میں یہ مکان ہے اس میں دوسروں کے بھی مکانات ہیں ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کا شریک شفعہ کرسکتا ہے وہ نہ کرے تو دوسرا شخص کرے جو شریک نہ تھا مگر اسی مکان میں اس کا مکان بھی ہے اور یہ بھی نہ کرے تو اُس کوچہ کے دوسرے لوگ کریں۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

بَاب ذِكْرِ الشُّفْعَةِ وَاَحْكَامِهَا .

یہ باب شفعہ اور اُس کے احکام کے بیان میں ہے

شفعہ کے فقہی مفہوم کا بیان

شفعہ "مشتق" ہے شفع "سے جس کے لغوی معنی ہیں ملانا ہیں اور اس کا نام شفعہ اس لئے ہے کہ اس میں خریدی ہوئی زمین"

کو شفیع کی زمین کے ساتھ ملانے کا معنی پایا جاتا ہے۔

فرمایا کہ شفعہ نفس مبیع اور اس کے بعد حق مبیع میں شامل شخص کے لئے ثابت ہے حق مبیع جس طرح کوئی شخص پانی اور راستے میں شریک ہے اور اس کے بعد ہمسائے کے لئے ثابت ہے۔ امام قدوری علیہ الرحمہ کے اس لفظ نے دونوں میں سے ہر ایک کے لئے حق شفعہ کے ثبوت اور ترتیب دونوں کا فائدہ دیا ہے۔

شفعہ کہتے ہیں شریک یا ہمسائے کا حصہ وقت بیع کے اس کے شریک یا ہمسایہ کو جبراً منتقل ہونا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہر چیز میں شفعہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جانور میں ہے اور کسی منقولہ جائیداد میں نہیں اور شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ میں ہوگا۔ اور شافعیہ کے نزدیک شفعہ صرف شریک کو ملے گا نہ کہ ہمسایہ کو۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے اور اہل حدیث نے اس کو اختیار کیا ہے۔ وھی ماخوذة لغة من الشفع و ھو الزوج و قیل من الزیادة و قیل من الاعانة و فی الشرع انتقال حصة شریك الی شریك كانت انتقلت الی اجنبی بمثل العوض المسمی و لم یختلف العلماء فی مشروعیتها (فتح الباری شرح صحیح بخاری)

اور وہ شفع سے ماخوذ ہے جس کے معنی جوڑا کے ہیں۔ کہا گیا کہ زیادتی کے معنی میں ہے۔ بعض نے کہا اعانت کے معنی میں ہے۔ شرع میں ایک کے حصہ کو اس کے دوسرے شریک کے حوالہ کرنا، جب کہ وہ کچھ قیمت پر کسی اجنبی کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ اس کی مشروعیت پر علماء کا اتفاق ہے۔

شفعہ کی فقہی شرائط کا بیان

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شفعہ کی شرائط حسب ذیل ہیں: (۱) جائداد کا انتقال عقد معاوضہ کے ذریعہ سے ہو یعنی بیع یا معنی بیع میں ہو۔ معنی بیع مثلاً جائداد کو بدل صلح قرار دیا یعنی اُس کو دے کر صلح کی ہو اور اگر انتقال میں یہ دونوں باتیں نہ ہوں تو شفعہ نہیں ہو سکتا مثلاً ہبہ، صدقہ، میراث، وصیت کی رو سے جائداد حاصل ہوئی تو اُس پر شفعہ نہیں ہو سکتا۔ ہبہ بشرط العوض میں اگر دونوں جانب سے تقابض بدلین ہو گیا تو شفعہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر ہبہ میں عوض کی شرط نہ تھی مگر موہوب لہ نے عوض دے دیا مثلاً زید نے عمرو کو ایک مکان ہبہ کر دیا اور عمرو نے زید کو اُس کے عوض میں مکان ہبہ کیا تو دونوں میں سے کسی پر شفعہ نہیں ہو سکتا۔

(۲) مبیع عقار یعنی جائداد غیر منقولہ ہو منقولات میں شفعہ نہیں ہو سکتا۔ (۳) بائع کی ملک زائل ہو گئی ہو لہٰذا اگر بائع کو خیار شرط ہو تو شفعہ نہیں ہو سکتا جب وہ اپنا خیار شرط ساقط کر دے گا تب ہو سکے گا۔ اور مشتری کو خیار ہو تو شفعہ ہو سکتا ہے۔ (۴) بائع کا حق بھی زائل ہو گیا ہو یعنی مبیع کے واپس لینے کا اُسے حق نہ ہو لہٰذا مشتری نے بیع فاسد کے ذریعہ سے جائداد بیچی تو شفعہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر مشتری نے اس جائداد کو بیع صحیح کے ذریعہ فروخت کر ڈالا تو اب شفعہ ہو سکتا ہے اور اس شفعہ کو اگر بیع ثانی پر بنا کرے تو بیع ثانی کا جو کچھ ثمن ہے اُس کے ساتھ لے گا اور اگر بیع اول پر بنا کرے تو مشتری کے قبضہ کرنے کے دن جو اُس کی قیمت تھی وہ دینی ہوگی۔ (۵) جس جائداد کے ذریعہ سے اس جائداد پر شفعہ کرنے کا حق حاصل ہوا ہے وہ اس وقت شفیع کی ملک میں ہو یعنی جبکہ

مشتری نے اس شفعہ والی جائداد کو خریدا لہٰذا اگر وہ مکان شفیع کے کرایہ میں ہو یا عاریت کے طور پر اوس میں رہتا ہے تو شفعہ نہیں کر سکتا یا اس مکان کو اس نے پہلے ہی بیع کر دیا ہے تو اب شفعہ نہیں کر سکتا۔ (۶) شفیع نے اوس بیع سے نہ صراحۃً رضامندی ظاہر کی ہو نہ دلالۃً ہو۔ (فتاوی ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

شفعہ کے حکم کا بیان

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شفعہ کا حکم یہ ہے کہ جب اس کا سبب پایا جائے یعنی جائداد بیچی گئی تو طلب کرنا جائز ہے اور بعد طلب واشہاد یہ مؤکد ہو جاتا ہے اور قاضی کے فیصلہ یا مشتری کی رضامندی سے شفیع اُس چیز کا مالک ہو جاتا ہے۔
(درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

حق شفعہ پر شریک کے ہونے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کے نزدیک حق شفعہ صرف شریک کو حاصل ہوتا ہے ہمسایہ کو یہ حق حاصل نہیں ہوتا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ حق شفعہ جس طرح شریک کے لئے ثابت ہے اسی طرح ہمسایہ کے لئے بھی ثابت ہے۔

ایک صحیح روایت کے مطابق حضرت امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں ہمسایہ کے حق شفعہ کے ثبوت میں احادیث منقول ہیں جو بالکل صحیح درجے کی ہیں ان کی موجودگی میں ہمسایہ کو حق شفعہ دینے سے انکار ایک بے دلیل بات ہے۔

حنفی مسلک کے مطابق شفیع کے تین درجے ہیں اول خلیط فی النفس المبیع یعنی فروخت ہونیوالے مکان کی ملکیت میں کئی آدمی شریک ہوں خواہ وہ مکان ان سب شرکاء کو وراثت میں پہنچا ہو یا ان سب نے مشترک طور پر اسے خریدا ہو اور یا کسی نے ان سب کو مشترک طور پر ہبہ کیا ہو۔

دوم خلیط فی حق المبیع یعنی اس فروخت ہونیوالے مکان یا زمین کی ملکیت میں شریک نہ ہو بلکہ اس زمین یا مکان کے حقوق میں شریک ہو جیسے حق مرور یعنی آمدورفت کا حق حق مسیل یعنی پانی کے نکاس کا حق اور حق شرب یعنی کھیت وغیرہ کو سیراب کرنے کے لئے پانی لے جانے کی نالی وغیرہ کا حق۔

سوم جار یعنی ہمسایہ جس کا مکان فروخت ہونیوالے مکان سے متصل ہو اور ان دونوں مکانوں کی دیواریں ملی ہوئی ہوں نیز دونوں کے دروازوں کا راستہ ایک ہو۔ ان تینوں کے علاوہ اور کوئی شفیع نہیں ہو سکتا لہٰذا سب سے پہلے تو حق شفعہ اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو اس فروخت ہونیوالے مکان یا زمین کی ملکیت میں شریک ہو اس کی موجودگی میں حق شفعہ نہ تو حقوق میں شریک کو حاصل ہوگا اور نہ ہمسایہ کو اگر یہ شریک حق شفعہ سے دست کشی اختیار کرے تو پھر حق شفعہ اس شخص کو پہنچے گا جو حقوق میں شریک ہو اور یہ بھی دست کشی اختیار کر لے تب حق شفعہ ہمسایہ کو حاصل ہوگا اور اگر یہ ہمسایہ بھی اپنے اس حق سے دست کش ہو جائے تو اس کے بعد کسی کو بھی حق شفعہ حاصل نہیں ہوگا۔

علامہ قسطلانی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر شریک نے شفیع کو بیع کی خبر دی اور اس نے بیع کی اجازت دی پھر شریک نے بیع کی تو شفیع کو حق شفعہ نہ پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائع کو شفیع کا خبر دینا واجب ہے یا مستحب۔

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ غیر منقول جائداد کو کسی شخص نے جتنے میں خریدا اُتنے ہی میں اُس جائداد کے مالک ہونے کا حق جو دوسرے شخص کو حاصل ہو جاتا ہے اس کو شفعہ کہتے ہیں۔ یہاں اس کی ضرورت نہیں کہ مشتری اس پر راضی ہو جب ہی شفعہ کیا جائے وہ راضی ہو یا ناراض بہرصورت جوحق دار ہے لے سکتا ہے۔ جس شخص کو یہ حق حاصل ہے اوس کو شفیع کہتے ہیں۔ مشتری نے مثلی چیز کے عوض میں جائداد خریدی ہے مثلاً روپے اشرفی پیسے کے عوض میں ہے تو اُس کی مثل دے کر شفیع لے لے گا اور اگر قیمی چیز ثمن ہے تو اُس کی جو کچھ قیمت ہے وہ دے گا۔ شفعہ وہ شخص کر سکتا ہے جس کی مِلک جائداد مبیعہ سے متصل ہے خواہ اُس جائداد میں شفیع کی شرکت ہو یا اس کا جوار (پڑوس) ہو۔ (درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

4716 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ" ۔

☆☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

''پڑوسی شفعہ کرنے کا زیادہ حقدار ہوتا ہے''۔

ہمسائے کے شفعہ کے ثبوت میں فقہی اختلاف کا بیان

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے شفعہ کا ثبوت ہے کہ شفعہ ہر اس شریک کو ملے گا جس نے تقسیم نہ کی ہو۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی ہے۔ کہ گھر کا شریک گھر اور زمین کا زیادہ حقدار ہے۔ اور اس کا انتظار کیا جائے جب وہ غائب ہو۔ لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ دونوں کا راستہ ایک ہو اور یہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ ہمسایہ اپنی قربت کے سبب زیادہ حقدار ہے۔ تو عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سقب کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شفعہ ہے۔ اور دوسری روایت میں ہمسایہ شفعہ کا زیادہ حقدار ہے یہ روایت کیے گئے ہیں۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمسایہ ہونے کے سبب حق شفعہ حاصل نہ ہوگا کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ شفعہ غیر مقسوم چیزوں میں ہے۔ پس جب حدود کا تقرر ہو گیا ہے اور راستوں کو بدل دیا گیا ہے تو اب اس کو حق شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ اور یہ بھی دلیل ہے کہ حق شفعہ یہ قیاس کی طرق میں ایک جدا مسئلہ ہے۔ کیونکہ اس میں دوسرے کے مال پر بغیر اس کی رضا کے مالک بننا ہے۔ حالانکہ شریعت مطہرہ نے حق شفعہ کے ساتھ غیر مقسوم چیزوں کے بارے میں بیان کیا ہے۔ جبکہ ہمسایہ یہ

4716-اخرجه البخاري في الشفعة، باب عرض الشفعة على صاحبها قبل البيع (الحديث 2258) مطولاً، و في الحيل، باب في الهبة و الشفعة (الحديث 6977 و 6978) مطولاً، و باب احتيال العامل ليهدي له (الحديث 6980 و 6981) واخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في الشفعة (الحديث 3516) واخرجه ابن ماجه في الشفعة، باب الشفعة بالجوار (الحديث 2495)، و باب اذا وقعت الحدود فلا شفعة (الحديث 2498) . تحفة الاشراف (12027) .

مورد شرع کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ اصل میں شفیع کو تقسیم کرنے کی مشقت ہوتی ہے جبکہ فرع میں اس کے لئے کوئی مشقت والی بات نہیں ہے۔

اور ہمارے نزدیک وہ روایات ہیں جو پہلے ہم نے بیان کردی ہیں۔ کیونکہ شفیع کی ملکیت مشتری کے ساتھ دوام اور مستقل طور پر ملی ہوئی ہے۔ پس مورد شریعت پر قیاس کرتے ہوئے معاوضہ بہ مال کے وجود کے سبب اس وقت شفیع کے لئے حق شفعہ ثابت ہو جائے گا۔ اور یہ حکم اس دلیل کے سبب سے ہے کہ شریعت کا مورد ہونا یہ ہمسائے کے نقصان کو دور کرتے ہوئے صفت اتصال پر قائم ہے کیونکہ تمام نقصانات کی جڑ ہمسائیگی ہے۔ جس طرح عرف میں ہے۔ اور اس مادہ کو ختم کردینا یہ شفیع کے مالک بننے کے اولیٰ ہے کیونکہ شفیع کو اس کے آباء اجداد کے ٹکڑے سے دور کرنے کے سبب اس کے حق میں نقصان زیادہ نقصان دہ ہے۔ اور تقسیم کا نقصان یہ شروع ہے۔ جو اپنے سوا کے نقصان کو ثابت کرنے کے لئے علت بننے کی قوت نہیں رکھتا۔ (ہدایہ، کتاب شفعہ، لاہور)

ہر منقول چیز میں شفعہ ہونے کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس غیر منقول چیز میں حق شفعہ ثابت ہونے کا فیصلہ صادر فرمایا ہے (جو شراکت میں ہو) اور شرکاء کے درمیان تقسیم نہ کی گئی ہو لہذا جب حدود مقرر ہو جائیں یعنی مشترک ملکیت کی زمین یا مکان باہم تقسیم ہو جائے اور ہر ایک حصہ کے راستے الگ الگ کر دیئے جائیں تو پھر شفعہ باقی نہیں رہتا یعنی اس صورت میں چونکہ شرکت باقی نہیں رہتی اس لئے کسی کو بھی حق شفعہ حاصل نہیں ہوتا۔ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد سوم: رقم الحدیث، 180)

جب کسی زمین یا کسی مکان کے مشترک طور پر کئی مالک ہوں تو اس کے شرکاء کو ہر ایک کے حصے میں حق شفعہ اسی وقت تک حاصل رہتا ہے جب تک کہ اس زمین یا اس مکان کی باہم تقسیم نہ ہو اگر وہ زمین یا مکان شرکاء آپس میں تقسیم کرلیں اور سب کے حصے الگ ہو جائیں اور سب حصوں کے راستے بھی جدا جدا ہو جائیں تو اس صورت میں کسی کو بھی حق شفعہ حاصل نہیں رہتا۔ اس طرح یہ حدیث اس بات کی دلیل ہوگی کہ حق شفعہ صرف شریک کو حاصل ہوتا ہے ہمسایہ کو حاصل نہیں ہوتا چنانچہ حضرت امام شافعی کا مسلک یہی ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں ہمسایہ کو بھی حق شفعہ حاصل ہوتا ہے ان کی دلیل دوسری احادیث ہیں ان کے نزدیک اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ اس زمین یا مکان کی تقسیم کے بعد شرکت کا شفعہ باقی نہیں رہتا لہذا حدیث کا یہ مفہوم مراد لینے کی صورت میں ہمسائیگی کے شفعہ کی نفی لازم نہیں آتی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان دونوں میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا دروازہ تجھ سے زیادہ قریب ہو۔ (صحیح بخاری، ۲۲۵۹)

علامہ قسطلانی نے کہا کہ اس سے شفعہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ حافظ نے کہا کہ ابورافع کی حدیث ہمسایہ کے لیے حق شفعہ ثابت کرتی ہے اب اس حدیث سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نکالا کہ اگر کئی ہمسائے ہوں تو وہ ہمسایہ حق شفعہ میں مقدم سمجھا جائے گا

جس کا دروازہ جائیداد مبیعہ سے زیادہ نزدیک ہو۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفعہ کا حق ہر ایسے مال میں رکھا ہے جو ابھی تقسیم نہیں ہوا اور جب حدود کا تعین ہو جائے اور راستے جدا ہو جائیں تو اب شفعہ کا حق نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد: جلد سوم: رقم الحدیث، 121)

منقولہ اور غیر منقولہ چیز کے شفعہ میں مذاہب اربعہ

شفعہ کہتے ہیں شریک یا ہمسائے کا حصہ وقت بیع کے اس کے شریک یا ہمسایہ کو جبراً منتقل ہونا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ ہر چیز میں شفعہ ہے اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ جانور میں ہے اور کسی منقولہ جائیداد میں نہیں اور شافعیہ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ شفعہ صرف جائیداد غیر منقولہ میں ہوگا۔ اور شافعیہ کے نزدیک شفعہ صرف شریک کو ملے گا نہ کہ ہمسایہ کو۔ اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہمسایہ کو بھی حق شفعہ ہے اور اہل حدیث نے اس کو اختیار کیا ہے۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

وهی ماخوذة لغة من الشفع و هو الزوج و قيل من الزيادة و قيل من الاعانة و فی الشرع انتقال حصة شريك الی شريك كانت انتقلت الی اجنبی بمثل العوض المسمی و لم يختلف العلماء فی مشروعيتها (فتح القدیر، کتاب شفعہ)

اور وہ شفع سے ماخوذ ہے جس کے معنی جوڑا کے ہیں۔ کہا گیا کہ زیادتی کے معنی میں ہے۔ بعض نے کہا اعانت کے معنی میں ہے۔ شرع میں ایک کے حصہ کو اس کے دوسرے شریک کے حوالہ کرنا، جب کہ وہ کچھ قیمت پر کسی اجنبی کی طرف منتقل ہو رہا ہو۔ اس کی مشروعیت پر علماء کا اتفاق ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اس چیز میں شفعہ کا حق دیا تھا جو ابھی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ لیکن جب حدود مقرر ہو گئیں اور راستے بدل دیئے گئے تو پھر حق شفعہ باقی نہیں رہتا۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث، ۲۲۵۷)

علامہ قسطلانی نے کہا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر شریک نے شفیع کو بیع کی خبر دی اور اس نے بیع کی اجازت دی پھر شریک نے بیع کی تو شفیع کو حق شفعہ نہ پہنچے گا اور اس میں اختلاف ہے کہ بائع کو شفیع کا خبر دینا واجب ہے یا مستحب ہے۔

ہمسائے کے لئے حق شفعہ کے ثبوت احناف کے دلائل کا بیان

حضرت عمرو بن شرید نے کہا کہ میں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑا تھا کہ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ میرے شانے پر رکھا۔ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ابورافع رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور فرمایا کہ اے سعد! تمہارے قبیلہ میں جو میرے دو گھر ہیں، انہیں تم خرید لو۔ سعد رضی اللہ عنہ بولے کہ بخدا میں تو انہیں نہیں خریدوں گا۔ اس پر مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں جی تمہیں خریدنا ہوگا۔ سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر میں چار ہزار سے زیادہ نہیں دے سکتا۔ اور وہ بھی قسط وار۔ ابورافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے پانچ سو دینار ان کے مل رہے ہیں۔ اگر میں نے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ حق دار ہے۔ تو میں ان گھروں کو چار ہزار پر تمہیں ہرگز نہ دیتا۔ جب کہ مجھے پانچ سو دینار ان کے مل رہے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں گھر ابورافع رضی اللہ عنہ نے سعد رضی اللہ عنہ کو دے دیئے۔ (صحیح بخاری،۲۲۵۸)

یہ حدیث حنفیہ کی دلیل ہے کہ ہمسایہ کو شفعہ کا حق ہے۔ شافعیہ اس کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ مراد وہی ہمسایہ ہے جو جائیداد مبیعہ میں بھی شریک ہوتا کہ حدیثوں میں اختلاف باقی نہ رہے۔

یہاں ایک وضاحت ضروری ہے کہ شفعہ فقہاء کی اصطلاح میں اس حق کو کہتے ہیں جو پڑوسی کو بطور پڑوسی کے حاصل ہوتا ہے کہ اگر کوئی اپنا مکان زمین جائیداد بیچنا چاہتا ہے تو اس کو خریدنے کا پہلا حق پڑوسی کا ہے۔ اگر وہ کسی وجہ سے عذر کر دیتا ہے تو پھر دوسرے کو بیچا جا سکتا ہے۔ بعض فقہاء کہتے ہیں کہ حق شفعہ صرف استحباب کی حد تک ہے لازمی نہیں جب کہ دوسرے کہتے ہیں کہ حق شفعہ لازمی ہے اور پڑوسی کو اعتراض کا حق حاصل ہے۔

حضرت جابر سے مرفوعا منقول ہے پڑوسی اپنے قرب کی وجہ سے زیادہ حقدار ہے۔

(بخاری کتاب الشفعہ، باب 2، ابوداؤد کتاب البیوع باب 73، سنن النسائی کتاب البیوع، باب 19، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب 2 مسند احمد بن حنبل 6/10)

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی جائیداد بیچنے کا ارادہ کرے تو اس کو تب تک نہ بیچے جب تک کہ اپنے پڑوسی سے اس کی اجازت نہ لے لے۔ (ابن ماجہ کتاب الشفعہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پڑوسی اپنے پڑوسی کے شفع کا زیادہ حقدار ہے۔ وہ اس کا انتظار کرے اگر وہ غائب ہو جب کہ دونوں کا راستہ ایک ہو۔ اس کو سنن اربعہ کے مولفین نے روایت کیا ہے۔

(ابوداؤد کتاب البیوع باب 73، ترمذی کتاب الاحکام باب 32، ابن ماجہ کتاب الشفعہ باب 1,2، مسند احمد 3/303)

حضرت ابن عباس رضی سے مرفوعا روایت ہے کہ جس کے پاس کوئی زمین ہو اور وہ اس کو بیچنا چاہئے تو اس (بیع کو پہلے پہل) پڑوسی کے سامنے رکھے۔ اس روایت کو ترمذی نے بیان کیا ہے۔ (کنز العمال 18692)

حضرت سمرہ بن جندب سے مرفوعا منقول ہے: گھر کا پڑوسی گھر کا زیادہ حقدار ہے۔ (سنن الترمذی کتاب الاحکام باب 31/33)

امام ترمذی نے اس حدیث کے بارے میں فرمایا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ابوداؤد کتاب البیوع باب 73)

پڑوسی کے حق میں سے ایک اس کو اپنے دیوار پر لکڑی گاڑنے کا حق بھی دینا ہے اس بارے میں حضرت ابوہریرہ کی روایت صحیح ہے اور یہی قول امام احمد بن حنبل کا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب تم میں سے کسی سے اس کا پڑوسی اس کی دیوار میں لکڑی گاڑنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نہ کرے۔ متفق علیہ۔ (بخاری کتاب المظالم باب 20، مسلم کتاب المساقاۃ حدیث 136، ترمذی کتاب الاحکام باب 18، ابن ماجہ کتاب الاحکام باب 15، موطا امام مالک کتاب الاقضیہ 33)

حق شفعہ ہمسائے کے لئے زیادہ ہونے کا بیان

4717 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرْضِى لَيْسَ لِاَحَدٍ فِيْهَا شِرْكَةٌ وَّلَا قِسْمَةٌ اِلَّا الْجِوَارَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ" .

☆☆ عمرو بن شرید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میری زمین ایسی ہے جس میں کوئی شراکت دار نہیں ہے اور اس میں کسی کا حصہ نہیں ہے البتہ زمین کے پڑوس میں (کسی دوسرے شخص کی زمین ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پڑوسی اپنے پڑوس کا (یعنی اُس میں شفعہ کرنے کا) زیادہ حقدار ہوتا ہے۔

دوسرے کو حق شفعہ دینے کا بیان

ایک شفیع نے اپنا حق شفعہ دوسرے کو دے دیا مثلاً تین شخص شفیع تھے ان میں سے ایک نے دوسرے کو اپنا حق دے دیا یہ صحیح نہیں بلکہ اس کا حق ساقط ہوگیا اور اس کے سوا جتنے شفیع ہیں وہ سب برابر کے حقدار ہیں بلکہ اگر دو شخص حقدار ہیں ان میں سے ایک نے یہ سمجھ کر کہ مجھے نصف ہی جائداد ملے گی نصف ہی کو طلب کیا تو اس کا شفعہ ہی باطل ہو جائے گا یعنی ضروری ہے کہ ہر ایک پورے کا مطالبہ کرے۔ (درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ دو شخصوں نے اپنا مشترک مکان بیع کیا شفیع یہ چاہتا ہے کہ فقط ایک کے حصہ میں شفعہ کرے یہ نہیں ہوسکتا۔

اور اگر دو شخصوں نے ایک مکان خریدا اور شفیع فقط ایک مشتری کے حصہ میں شفعہ کرنا چاہتا ہے یہ ہوسکتا ہے۔ ایک شخص نے ایک عقد میں دو مکان خریدے اور شفیع دونوں میں شفعہ کرسکتا ہو تو دونوں میں شفعہ کرے یا دونوں کو چھوڑے یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک میں کرے اور ایک کو چھوڑے اور اگر ایک ہی میں وہ شفیع ہے تو ایک میں شفعہ کرسکتا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

مشترکہ شفعاء سے متعلق فقہی تصریحات

حضرت سعید بن مسیب اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا شفعہ کا اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفعہ نہیں۔ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔

سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ شفعے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفعہ مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفعے کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔ سلیمان بن یسار نے بھی ایسا ہی کہا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا

4717-اخرجه ابن ماجه في الشفعة، باب الشفعة بالجوار (الحديث 2496د) . تحفة الاشراف (4840) .

اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوا لیکن وہ جانور یا غلام تلف ہو گیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں مشتری کہتا ہے اس کی قیمت سو دینار تھی اور شفیع کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سو دینار تھی۔ بعد اس کے شفیع کو اختیار ہو گا چاہے سو دینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفیع گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہو گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے مشترک گھر یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو ہبہ کیا موہوب لہ نے واہب کو اس کے بدلے میں کچھ نقد دیا یا چیز دی تو اور شریک موہوب لہ کو اسی قدر نقد یا اس چیز کی قیمت دے کر شفعہ لے لیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں ہبہ کیا لیکن موہوب لہ نے اس کا بدلہ نہیں دیا تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ ہو گا جب موہوب لہ دے گا تو شفیع موہوب لہ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ لے لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر بیع کے وقت شفیع غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہو گا اگرچہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کئی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق مبیع میں سے حصہ لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خرید کیا اور سب شریکوں نے سفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوں گا۔ مشتری یہ کہے یا تو تو پوری زمین جس قدر میں نے خریدی ہے سب لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے تو شفیع کو لازم ہو گا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگا دے یا کنواں کھود دے پھر ایک شخص اس زمین کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گیا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مشترک گھر یا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفیع اپنا شفعہ لے گا تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفیع کا شفعہ ساقط نہ ہو گا بلکہ اس قدر دام دے کر جتنے کو وہ حصہ بکا تھا اس حصے کو لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھر یا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفعہ اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو ان سب کو لے لے کیونکہ میں نے ان سب کو ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفعہ لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے

لے تو مضائقہ نہیں۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مشترک زمین میں سے ایک حصہ خرید کیا اور سب شفیعوں نے شفعے کا عدوی چھوڑ دیا مگر ایک شفیع نے شفعہ طلب کیا تو اس شفیع کو چاہیے کہ پورا حصہ مشتری کا لے لے یہ نہیں ہو سکتا کہ اپنے حصے کے موافق اس میں سے لے لے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک گھر میں چند آدمی شریک ہوں اور ایک آدمی ان میں سے اپنا حصہ بیچے سب شرکاء کی غیبت میں مگر ایک شریک کی موجودگی میں اب جو شریک موجود اس سے کہا جائے تو شفعہ لیتا ہے یا نہیں لیتا۔ وہ کہے بالفعل میں اپنے حصے کے موافق لے لیتا ہوں بعد اس کے جب میرے شریک آئیں گے وہ اپنے حصوں کو خرید کریں گے تو بہتر۔ نہیں تو میں کل شفعہ لے لوں گا تو یہ نہیں ہو سکتا بلکہ جو شریک موجود ہے اس سے صاف کہہ دیا جائے گا یا تو شفعہ کل لے لے یا چھوڑ دے اگر وہ لے لے گا تو بہتر نہیں تو اس کا شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1303)

تعین حدود کے سبب سقوط حق شفعہ کا بیان

4718 – اَخْبَرَنَا هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الشُّفْعَةُ فِيْ كُلِّ مَالٍ لَّمْ يُقْسَمْ فَاِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَعُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَاشُفْعَةَ".

☆☆ حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''شفعہ ہر ایسے مال میں ہوتا ہے' جسے تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو' جب حدود متعین ہوں اور راستے الگ ہو جائیں' تو پھر شفعہ نہیں ہو سکے گا''۔

حق شفعہ کے ثبوت وسقوط میں فقہی تصریحات

سعید بن مسیب اور ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا شفعہ کا اس چیز میں جو تقسیم نہ ہوئی ہو شریکوں میں جب تقسیم ہو جائے اور حدیں قائم ہو جائیں پھر اس میں شفعہ نہیں۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اور اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ سعید بن مسیب سے سوال ہوا کہ شفعے میں کیا حکم ہے انہوں نے کہا شفعہ مکان میں اور زمین میں ہوتا ہے اور شفعے کا استحقاق صرف شریک کو ہوتا ہے۔ سلیمان بن یسار نے بھی ایسا ہی کہا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے مشترک زمین کا ایک حصہ کسی جانور یا غلام کے بدلے میں خریدا اب دوسرا شریک مشتری سے شفعے کا مدعی ہوا لیکن وہ جانور یا غلام تلف ہو گیا اور اس کی قیمت معلوم نہیں مشتری کہتا ہے اس کی قیمت

4718-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (19583) .

سو دینار تھی اور شفیع کہتا ہے پچاس دینار تھی تو مشتری سے قسم لیں گے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت سو دینار تھی۔ بعد اس کے شفیع کو اختیار ہوگا چاہے سو دینار دے کر زمین کے اس حصے کو لے لے چاہے چھوڑ دے البتہ اگر شفیع گواہ لائے اس امر پر کہ اس جانور یا غلام کی قیمت پچاس دینار تھی تو اس کا قول معتبر ہوگا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنے مشترک گھر یا مشترک زمین کا ایک حصہ کسی کو ہبہ کیا موہوب لہ نے واہب کو اس کے بدلے میں کچھ نقد دیا یا چیز دی تو اور شریک موہوب لہ کو اسی قدر نقد یا اس چیز کی قیمت دے کر شفعہ لے لیں گے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنا حصہ مشترک زمین یا مشترک گھر میں ہبہ کیا لیکن موہوب لہ نے اس کا بدلہ نہیں دیا تو شفیع کو شفعہ کا استحقاق نہ ہوگا جب موہوب لہ دے گا تو شفیع موہوب لہ کو اس بدلہ کی قیمت دے کر شفعہ لے لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر بیع کے وقت شفیع غائب ہو تو اس کا شفعہ باطل نہ ہوگا اگرچہ کتنی ہی مدت گزر جائے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر کئی شریکوں کو شفعے کا استحقاق ہو تو ہر ایک ان میں سے اپنے حصے کے موافق مبیع میں سے حصہ لیں گے اگر ایک شخص نے مشترک حصہ خرید کیا اور سب شریکوں نے شفعے کا دعویٰ چھوڑ دیا مگر ایک شریک نے مشتری سے یہ کہا کہ میں اپنے حصے کے موافق تیری زمین سے شفعہ لوں گا۔ مشتری یہ کہے یا تو تو پوری زمین جس قدر میں نے خریدی ہے سب لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے تو شفیع کو لازم ہوگا یا تو پورا حصہ مشتری سے لے لے یا شفعے کا دعویٰ چھوڑ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایک شخص زمین کو خرید کر اس میں درخت لگادے یا کنواں کھود دے پھر ایک شخص اس زمین کے شفعے کا دعویٰ کرتا ہوا آئے تو اس کو شفعہ نہ ملے گا جب تک کہ مشتری کے کنوئیں اور درختوں کی بھی قیمت نہ دے۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے مشترک گھر یا زمین میں سے اپنا حصہ بیچا جب بائع کو معلوم ہوا کہ شفیع اپنا شفعہ لے گا تو اس نے بیع کو فسخ کر ڈالا اس صورت میں شفیع کا شفعہ ساقط نہ ہوگا بلکہ اس قدر دام دے کر جتنے کو وہ حصہ بکا تھا اس حصے کو لے گا۔

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک حصہ مشترک گھر یا زمین کا اور ایک جانور اور کچھ اسباب ایک ہی عقد میں خرید کیا پھر شفیع نے اپنا حصہ یا شفعہ اس زمین یا گھر میں مانگا مشتری کہنے لگا جتنی چیزیں میں نے خریدی ہیں تو ان سب کو لے لے کیونکہ میں نے ان سب کو ایک عقد میں خریدا ہے تو شفیع زمین یا گھر میں اپنا شفعہ لے گا اس طرح پر کہ ان سب چیزوں کی علیحدہ علیحدہ قیمت لگائیں گے اور پھر ثمن کو ہر ایک قیمت پر حصہ رسد تقسیم کریں گے جو حصہ ثمن کا زمین یا مکان کی قیمت پر آئے اس قدر شفیع کو دے کر وہ حصہ زمین یا مکان کا لے لے گا اور یہ ضروری نہیں کہ اس جانور اور اسباب کو بھی لے لے البتہ اگر اپنی خوشی سے لے تو مضائقہ نہیں۔ (موطا امام مالک: جلد اول: رقم الحدیث، 1303)

طریق وشرب کے خاص ہونے کا بیان

اور طریق وشرب ان دونوں کا خاص ہونا لازم ہے تا کہ شفعہ کرنے والا اس میں شرکت کے سبب حقدار شفعہ بن جائے اور خاص راستہ یہ ہے کہ وہ غیر نافذ ہو اور خاص شرب یہ ہے کہ ایسی نہر کا ہونا جس میں کشتی نہ چلائی جا سکے۔ اور جس نہر میں کشتیوں کی آمدورفت ممکن ہو وہ عام کے حکم میں ہے۔ یہ حکم طرفین کے نزدیک ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے نقل کیا گیا ہے کہ خاص شرب یہ ہے کہ وہ ایسی نہر ہونے چاہیے جس سے دو یا تین باغات کو سیراب کیا جائے۔ اور جب اس کی مقدار سے زیادہ ہو جائے وہ عام ہے۔

اور جب کوئی گلی کھلی نہ ہو جس سے دوسرے غیر نافذ گلی نکل رہی ہے اور دوسری گلی لمبی بھی ہے اور اگر اس سے نکلنے والی چھوٹی گلی میں کسی گھر کو فروخت کیا جائے تو شفعہ صرف اہل سفلی کے لئے ہوگا۔ اوپر والوں کے لئے حق شفعہ نہ ہوگا۔ اور جب علیا والوں میں کوئی گھر فروخت ہوا ہے تو حق شفعہ دونوں قسم کی گلیوں والوں کو مل جائے گا۔ اس کی دلیل وہی جس کو ہم ادب قاضی میں بیان کر آئے ہیں اور جب کوئی چھوٹی نہر ہے جس سے اور بھی زیادہ چھوٹی نہر نکل رہی ہے تو اس کو ہمارے بیان کردہ مسئلہ میں راستے پر قیاس کیا جائے گا۔ (ہدایہ، کتاب شفعہ، لاہور)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر ایسی نہر ہو کہ اس کا اوپر والا حصہ ایک شخص کو اور نیچے والا دوسرے کا ہو تو کسی آدمی نے اوپر والے کا حصہ خرید لیا تو نیچے والے کو شفعہ کے مطالبہ کا حق ہے اس کا یہ شفعہ پڑوسی والا ہوگا، اور یونہی اگر کسی نے نیچے والے کا حصہ خریدا ہو تو اوپر والے کا شفعہ ہو تو وہ شفعہ پڑوسی والا ہوگا۔ مبسوط میں یوں ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الشفعۃ، بیروت)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اور نہر عظیم اور راستہ عام میں شرکت سبب شفعہ نہیں ہے بلکہ اس صورت میں جار ملاصق کو شفعہ کا حق ملے گا۔ اور نہر عظیم وہ ہے جس میں کشتی چل سکتی ہو اور اگر کشتی نہ چل سکے تو نہر صغیر ہے۔
(درمختار، کتاب شفعہ، بیروت)

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور مکان کے دو دروازے ہیں ایک دروازہ ایک گلی میں ہے دوسرا دوسری گلی میں ہے اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ پہلے دو مکان تھے ایک کا دروازہ ایک گلی میں تھا دوسرے کا دوسری گلی میں تھا ایک شخص نے دونوں کو خرید کر ایک مکان کر دیا اس صورت میں ہر گلی والے اپنی جانب کا مکان شفعہ کر کے لے سکتے ہیں ایک گلی والوں کو دوسری جانب کے حصہ کا حق نہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ جب وہ مکان بنا تھا اُسی وقت اُس میں دو دروازے رکھے گئے تھے تو دونوں گلی والے پورے مکان میں شفعہ کا برابر حق رکھتے ہیں۔ اور اسی طرح اگر دو گلیاں تھیں دونوں کے بیچ کی دیوار نکال کر ایک گلی کر دی گئی تو ہر ایک کوچہ والے اپنی جانب میں شفعہ کا حق رکھتے ہیں۔ دوسری جانب میں اُنھیں حق نہیں۔ اسی طرح کوچہ سربستہ تھا اُس کی دیوار نکال دی گئی کہ سربستہ نہ رہا بلکہ کوچہ نافذہ ہو گیا تو اب بھی اس کے رہنے والے شفعہ کا حق رکھیں گے۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

پڑوسی کے لئے حق شفعہ ہونے کا بیان

4719 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِىْ رِزْمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حُسَيْنٍ - وَهُوَ ابْنُ وَاقِدٍ - عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ وَالْجِوَارِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑوس اور شفعہ کا حق حاصل ہونے کا فیصلہ دیا ہے۔

حقدار اول کے دستبردار ہونے پر حق ثانی کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب کسی شخص نے ایک مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے مگر اس بالا خانہ کا راستہ دوسرے مکان میں ہے اُس مکان میں نہیں ہے جس کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ یہ بالا خانہ فروخت ہوا تو وہ شخص شفعہ کریگا جس کے مکان میں اس کا راستہ ہے وہ نہیں کرسکتا جس کے مکان کی چھت پر بالا خانہ ہے۔ اور اگر پہلے شخص نے تسلیم کردیا نہ لینا چاہا تو دوسرا شخص شفعہ کرسکتا ہے مگر بالا خانہ کا کوئی جار ملاصق ہے تو شفعہ میں یہ بھی شریک ہے اور اگر نیچے کی منزل فروخت ہوئی تو بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے اور وہ مکان جس میں بالا خانہ کا راستہ ہے فروخت ہوا تو اُس میں بھی بالا خانہ والا شفعہ کرسکتا ہے۔ (بدائع)

کوچہ سربستہ میں جن لوگوں کے مکانات ہیں وہ سب خلیط ہیں کہ خاص راستہ میں شرکت ہوگئی۔ کوچہ سربستہ سے دوسرا راستہ نکلا کہ آگے چل کر یہ بھی بند ہوگیا اس میں بھی کچھ مکانات ہیں اگر اس میں کوئی مکان فروخت ہوا تو اس کوچہ والے حقدار ہیں پہلے کوچہ والے نہیں اور پہلے کوچہ میں مکان فروخت ہوا تو دونوں کوچہ والے برابر کے حقدار ہیں۔

شیخ نظام الدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں اور کوچہ سربستہ میں ایک مکان ہے جس میں ایک حصہ ایک شخص کا ہے اور ایک حصہ میں دو شخص شریک ہیں اور جس کوچہ میں یہ مکان ہے اس میں دوسروں کے بھی مکانات ہیں ایک شریک نے اپنا حصہ بیع کیا تو اُس کا شریک شفعہ کرسکتا ہے وہ نہ کرے تو دوسرا شخص کرے جو شریک نہ تھا مگر اسی مکان میں اس کا مکان بھی ہے اور یہ بھی نہ کرے تو اُس کوچہ کے دوسرے لوگ کریں۔ (فتاویٰ ہندیہ، کتاب شفعہ، بیروت)

شرح سنن نسائی جلد پنجم کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! آج بہ روز ہفتہ 29 صفر المظفر 1437ھ بہ مطابق ۱۲ دسمبر ۲۰۱۵ء کو شرح سنن نسائی کی جلد پنجم مکمل ہوچکی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھ پر حق ظاہر فرمائے اور مجھے اس کی اتباع کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور مجھ پر باطل ظاہر فرمائے اور مجھے اس کے شر سے بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق
چک ستیکا بہاونگر